

تفہیم القرآن

تالیف

شیخ الحدیث علامہ محمد امجد علی عثمانی

جامعہ رضویہ فیصل آباد

حقوق طبع مؤلف کے لئے محفوظ

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا
اور جو کچھ تمہیں رسول عطاء فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو (۲۸ سورہ حشر)

تفہیم النجاشی

شرح

صحیح البخاری

حصہ پنجم (۵)

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی جامعہ رضویہ فیصل آباد

ناشر: محمد حبیب الرحمن رضوی جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد فیصل آباد

بار اول : ایک ہزار

مطبع :

المجدہ پرنٹرز 22/SR

احاطہ ترلوک چند

اردو بازار ، لاہور

صاحبزادہ حبیب الرحمن جامعہ سراجیہ رضویہ فیصل آباد :

حکیم محمود احسن محلہ اسلام پورہ منڈی چوہدری کاٹہ :

ضلع شیخوپورہ

ناشرین

کتابت

150 / 00

مدیہ :

نورنگاہ چشم رسالت ہے فاطمہ : تابندگی اوج امامت ہے فاطمہ

تنویر الازہار ترجمہ نور الابرار

مترجم : شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی جامعہ رضویہ فیصل آباد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الجزء الثالث عشر

كتاب بدء الخلق

باب ما جاء في قولك اللهم وهب للذي بيدي الخلق عبيدك

يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ وَقَالَ الرَّبِيعُ بْنُ خُثَيْمٍ وَالْحَسَنُ كُلُّ عَلَيْهِ
هَتَيْنٌ وَهَيْنٌ مِثْلُ لَيْنٍ وَلَيْنٍ وَمَيِّتٌ وَمَيِّتٌ وَضَيِّقٌ وَضَيِّقٌ أَفْعَيْنَا
أَفَاعِي عَلَيْنَا حِينَ أَنْشَأَكُمْ وَأَنْشَأَ خَلْقَكُمْ لُغُوبٌ أَلْغُوبُ النَّصَبُ
أَطْوَارًا طَوْرًا كَذَا وَطَوْرًا كَذَا عَدَا طَوْرُهُ أَيْ قَدَرُهُ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد، ”اللہ وہ ہے جو مخلوق کو اول بار پیدا کرتا ہے پھر اس کو دوبارہ زندہ
کرے گا“، ربیع بن خثیم اور حسن بصری نے کہا ہر شئی اللہ کے لئے آسان ہے۔ ہتین اور ہین
لین اور لین، میت اور میت، ضیق اور ضیق کی طرح ہے۔ افعینا کا معنی ہے۔ کیا
ہمارے لئے مشکل ہے جب تم کو اور تمہاری خلقت کو پیدا کیا۔ لغوب کا معنی تعب و
مشقت ہے ”اطوار“ کبھی ایک حال کبھی دوسرا حال ”عدا طوره“ وہ اپنی قدر
سے بڑھ گیا،

شرح : یعنی ہتین اور ہین مشدّد اور مخفّف ”دو لغتیں ہیں جیسے میت
اور میت اور دوسرے الفاظ مشدّد و مخفّف ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ ”اہون ہتین کے معنی
میں ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے ابتداء اور اعادہ میں کوئی فرق نہیں۔ سہولت میں یہ دونوں مساوی ہیں (کرمانی)
اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”أَفْعَيْنَا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ“ کا معنی ہے۔ کیا یہ ہمارے لئے مشکل ہے یعنی ہم کو ابتداء
خلق نے عاجز نہیں کیا جبکہ ہم نے تم کو اور تمہاری خلقت کو پیدا کیا۔ اس میں تکلم سے غیبت کی طرف التفات ہے اور
ظاہر یہی ہے کہ ”حِينَ أَنْشَأَكُمْ“ سے دوسری مستقل آیت کی طرف اشارہ ہے اور ”أَنْشَأَ خَلْقَكُمْ“ اس
کی تفسیر کی طرف اشارہ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”إِذَا أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ“ امام بخاری
رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا معنی ذکر کیا ہے چنانچہ انھوں نے إِذَا أَنْشَأَكُمْ كَمَا بَدَلَ حِينَ أَنْشَأَكُمْ ذَكَرَ كَمَا بَدَلَ
(قسطانی) قولہ ”لُغُوبٌ“ اس کا معنی تعب و مشقت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے اس کلام کی طرف اشارہ ہے
وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَبَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ اور یہودیوں کی
تزدید ہے جبکہ انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے انوار کے روز دنیا کی خلقت کی ابتداء کی اور جمعہ کے روز اس سے فارغ
ہو گیا اور ہفت کے روز آرام کیا اور عرش پر لیٹ گیا (معاذ اللہ) تمام علماء اسلام کا اس بات میں اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے کو چھ دن میں پیدا کیا جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔ البتہ ان ایام میں اختلاف ہے

۲۹۷۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا سَفِينٌ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ
صَفْوَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ جَاءَ نَفَرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ إِلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا بَنِي تَمِيمٍ أَبَشِّرُوا فَقَالُوا ابْشُرْنَا فَأَعْطَانَا
فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ فَجَاءَهُ أَهْلُ الْيَمَنِ فَقَالَ يَا أَهْلَ الْيَمَنِ أَقْبِلُوا الْبَشْرَىٰ إِذْ لَمْ
يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ قَالُوا قَبِلْنَا فَآخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِينَهُ ثُمَّ بَدَعَ
الْمَخْلُقَ وَالْعَرْشَ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا عِمْرَانُ رَأَيْتَ لَيْتَنِي لَمْ أَقُمْ

کہ یہ دنیا کے ایام جیسے ہیں یا آخرت کے ایام جیسے ہیں کہ ہر دن ہزار سال کا ہے۔ جمہور علماء کہتے ہیں کہ وہ ہمارے ان ایام
جیسے ہیں البتہ ابن عباس، مجاہد، صماک اور کعب نے کہا کہ ہر دن ہزار سال کا ہے۔ ابن جریر نے کہا پہلے دن کی تعیین
میں تین اقوال ہیں محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ یہودیوں کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ابتداء اتوار کے روز کی
نصاری یہ کہتے ہیں کہ پیر کے روز مخلوق کو پیدا کرنا شروع کیا، اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے کی ابتداء ہفتہ کے روز کی چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے
مٹی ہفتہ کے روز پیدا کی، لیکن ابن جریر نے سدی، ابوصالح اور صحابہ کی ایک جماعت سے روایت کی کہ اتوار کے روز
ابتداء کی اس طرح چھ دن میں تخلیق پوری ہو جاتی ہے اور آخری دن جمعہ ہے جو مسلمانوں کی عید کا دن ہے (قسطانی)
أَطْوَارًا، اس سے وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا، طرف اشارہ ہے۔ یعنی کبھی تم کو نطفہ، کبھی علقہ اور کبھی مضغہ تمہارے
مختلف اطوار پیدا کئے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے رحم پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جو کہتا ہے اے میرے
پروردگار یہ نطفہ ہے اے میرے پروردگار یہ اب دم جامد ہو گیا ہے اے میرے پروردگار یہ اب گوشت کا ٹکڑا ہو گیا
ہے۔ الحدیث حصہ اول میں حدیث ۳۱۲ کی شرح میں اس کی تفصیل دیکھیں، محاورہ ہے دَعَا أَطْوَارًا، یعنی
وہ اپنی قدر سے تجاوز کر گیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ وہ عنوان میں جب کوئی آیت یا حدیث ذکر کریں
تو مزید فائدہ کے لئے تبعاً اس کے مناسب کوئی شئی ذکر کر دیتے ہیں۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ: عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا قبیلہ بنی تميم کے چند لوگ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپ نے اُن سے فرمایا اے بنی تميم تمہیں شجرہ

ہو انھوں نے کہا آپ نے ہم کو خوشخبری دی ہے ہم کو مال و دولت دیں (یہ سن کر) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
چہرہ انور کا رنگ متغیر ہو گیا اس کے بعد میں کے لوگ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے میں والو! تمہیں
خوشخبری (بشارت) ہو جبکہ بنو تميم نے اس کو قبول نہیں کیا انھوں نے کہا حضور ہم نے قبول کی پھر بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۲۹۸۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ غِيَاثٍ ثَنَا أَبِي ثَنَا الْأَعْمَشُ
ثَنَا جَامِعُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ عُمَرَ بْنِ
حُصَيْنٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقَلْتُ نَاقَتِي بِالْبَابِ
فَأَتَانَا نَاسٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ أَقْبِلُوا الْبُشْرَى يَا بَنِي تَمِيمٍ قَالُوا قَدْ بَشَرْتَنَا
فَاعْطِنَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ أَقْبِلُوا الْبُشْرَى
يَا أَهْلَ الْيَمَنِ إِنَّ لَكُمْ قَبْلَهَا بَنُو تَمِيمٍ قَالُوا قَبِلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَتَالُوا

مخلوق اور عرش کی ابتداء بیان کرنا شروع فرمائی اچانک ایک شخص آیا اور کہنے لگا اے عمر ان تمہاری سواری بھاگ گئی
ہے افسوس! میں مجلس وعظ سے اٹھ کر نہ جاتا،

شرح : جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مبدء، معاد اور اصول عقائد کی تعلیم
دینے کے بعد فرمایا تم کو جنت کی خوشخبری ہو یعنی ان عقائد پر ایمان رکھنا دخول جنت

کا مقتضی ہے۔ لیکن بنو تميم کے لوگوں نے دنیاوی مال کی طرف میلان کرتے ہوئے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف التفات
نہ کی اور دنیاوی مال طلب کیا یہ لوگ تقریباً تیرہ افراد تھے جن میں سے اقرع بن حابس بھی تھے ان میں کچھ دیہاتی لوگوں کے
اخلاق پائے جاتے تھے یہ لوگ نو بھری میں آئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات سن کر اس لئے افسوس کا اظہار
کیا کہ ان لوگوں نے دنیاوی مال کی طرف زیادہ توجہ دی ہے یہ مسلمان کی شان کے لائق نہیں ہے یا اس لئے کہ یہ لوگ
مؤلفۃ القلوب میں تھے اور اس وقت آپ کے پاس مال نہ تھا جس سے ان کی تالیف فرماتے۔ اس کے بعد حضرت
ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھی دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور حضور کی بیان کردہ بشارت کو قبول کیا اس کے
بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوق اور عرش کی ابتداء خلق بیان کرنا شروع کی جو سماعت کے قابل تھی لیکن
سواری کا چلے جانا سماعت ارشادات نبویہ میں حائل واقع ہوا اور باقی کلام نہ سن سکا۔ یہ بزرگ حضرت عمران بن حصین
رضی اللہ عنہ ہیں ان کو فرشتے سلام کیا کرتے تھے اور صفوان مخرز، مازنی بصری ہیں۔ ۴، ہجری میں انھوں نے وفات پائی۔
ترجمہ : صفوان بن مخرز نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کی انھوں نے

۲۹۸۰۔ کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی اونٹنی کو دروازہ
کے پاس باندھ دیا (اس اٹھائیں) آپ کے پاس قبیلہ بنی تميم میں سے چند لوگ آئے تو آپ نے ان سے فرمایا:
اے بنی تميم کے لوگو! جنت کی خوشخبری کو قبول کرو انھوں نے کہا آپ نے ہمیں خوشخبری دی ہے مال دیں دوبارہ انھوں
نے یہی کہا۔ پھر آپ کی خدمت میں یمن کے لوگ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے یمن والو! تم ہی جنت کی

جُنَّاكَ لِنَسْأَلَكَ عَنْ هَذَا الْأَمْرِ قَالَ كَانَ اللَّهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ غَيْرُهُ وَكَانَ
عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَكُتِبَ فِي الذِّكْرِ كُلِّ شَيْءٍ وَخَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ
فَنَادَى مُنَادٍ ذَهَبْتَ نَاقَتُكَ يَا ابْنَ الْحَصِيِّينَ فَأَنْطَلَقْتُ فَإِذَا هِيَ
تَقْطَعُ دُونَهَا السَّرَابَ فَوَاللَّهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ تَرْكُتُهَا وَرَوَى عَيْسَى عَنْ
رَقَبَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شَهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ
قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتَّى
دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ
حَفِظَهُ وَنَسِيَ مَنْ نَسِيَ

خوشخبری قبول کرو جبکہ بنو تمیم نے اسے قبول نہیں کیا۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے جنت کی بشارت قبول کی پھر
انھوں نے عرس کیا یا رسول اللہ! ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ آپ سے احوالِ عالم کے متعلق دریافت کرنا
چاہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابتداء میں اللہ تھا اس کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ اور
اُس نے لوح محفوظ میں ہر شئی لکھ دی ہے اس نے سارے آسمان اور زمینیں پیدا کیں۔ ایک شخص نے مجھے آواز دی
اے ابن حصین تمہاری اونٹنی بھاگ نکلی ہے۔ میں اس کی تلاش میں نکلا تو وہ بہت دور جا چکی تھی اور شراب پیچ
میں حائل ہو گیا تھا۔ خدا کی قسم! میری خواہش تھی کہ میں اس کو چھوڑ دیتا۔ عیسیٰ نے رقبہ، قیس بن مسلم اور طارق بن
شہاب کے ذریعہ روایت کی کہ انھوں نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ہمارے درمیان ایک مقام پر کھڑے ہو کر مخلوق کو ابتداء سے بیان کرنا شروع کیا حتیٰ کہ جنتی اپنے منازل میں
اور دوزخی اپنی جگہوں میں داخل ہو گئے۔ اس کو کسی نے یاد رکھا اور کسی نے یاد نہ رکھا۔

شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بتایا کہ اللہ کا عرش پانی پر تھا

— ۲۹۸۰ —

اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ نے پانی کو پہلے پیدا کیا پھر عرش کو پانی پر پیدا
کیا اور عرش کے نیچے صرف پانی ہی پانی تھا دوسری کوئی شئی نہ تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی اور عرش زمین و
آسمان سے پہلے پیدا ہوئے ہیں۔ اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ پہلا جملہ دو کلمہ یکن شئی عیوہا، اس بات پر
دلالت کرتا ہے کہ اللہ کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا عرش اور پانی تھا۔ ان دونوں جملوں میں
تضاد ہے اس کا جواب یہ ہے کہ دو کلمہ، میں واو ثم کے معنی میں ہے اور دوسرا جملہ بنفسہ مستقل ہے پہلے کا
متمم نہیں اور حدیث میں دونوں جملوں کی خبر دی ہے۔ پہلے جملہ میں کون ازلی بیان فرمایا اور دوسرے جملہ میں عدم

کے بعد حدوث کا ذکر کیا۔ حدیث شریف میں ہے یا رسول اللہ! زمین و آسمان کی تخلیق سے پہلے ہمارا رب کہاں تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عَمَّا“ میں تھا اس کے اوپر ہوا نہ تھی پھر عرش کو پانی پر پیدا کیا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ امام ترمذی نے حضرت عبادہ بن صامت سے صحیح حدیث ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے پہلے اللہ نے قلم کو پیدا کیا پھر اسے فرمایا: لکھ تو قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا اُس نے لکھ دیا۔ اور ابن جریر نے محمد بن اسحاق سے روایت ذکر کی کہ آپ نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نور اور ظلمت (اندھیرا) کو پیدا کیا پھر ان کے درمیان امتیاز کیا ظلمت کو رات اور نور کو دن بنایا۔ ایک روایت کے مطابق سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان روایات میں تضاد نہیں کیونکہ اولیت نسبی امر ہے۔ ہر وہ شئی جس کے متعلق کہا جائے کہ وہ پہلے ہے تو وہ مابعد کے اعتبار سے اول ہے۔ قُلْتُ، ابتداء کی تین قسمیں ہیں۔ حقیقی، اضافی اور عرفی۔ مذکور بعض روایات میں ابتداء حقیقی اور بعض میں اضافی ہے۔ لہذا یہ کہنا صحیح ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا اور قلم میں ابتداء اضافی ہے۔ یہ اس تقدیر پر ہوگا جبکہ قلم سے مراد نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو اور اگر قلم سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہو تو نور اور قلم میں ابتداء حقیقی اور باقی میں ابتداء اضافی ہوگی۔ لہذا سوال میں مذکور روایات میں تضاد نہ رہا اور حدیث میں مذکور ”کَتَبَ فِي الدَّائِرَةِ“ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو تفصیلاً لوح محفوظ میں ذکر فرمایا ہے۔ رسالہ قطبیہ کے خطبہ کے حواشی میں ہے کہ لوح محفوظ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کا احاطہ نہیں کر سکا۔ قولہ ”سراب“، وہ ہے جو دوپہر کے وقت وسیع میدان میں پانی کی طرح دیکھا جاتا ہے۔ حدیث کا معنی یہ ہے کہ سواری اتنی دور چلی گئی کہ بیچ میں سراب حائل ہو گیا حالانکہ میری خواہش تھی کہ اگر میں اس کے پیچھے نہ جاتا تو اچھا تھا تا کہ اس کے باعث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شریف کا سماع فوت نہ ہوتا۔

قولہ ”قَامَ فِينَا“ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام احمد اور مسلم نے ابوذر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقام میں منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا حتیٰ کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ نے منبر سے اتر کر ظہر کی نماز پڑھی پھر منبر پر تشریف لائے اور خنصبہ دیا پھر عصر کی نماز پڑھی حتیٰ کہ سورج غائب ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خطابات میں جو کچھ ہو چکا تھا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا سب بیان فرمایا ہم سے زیادہ عالم ان کو زیادہ یاد کرنے والا تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ان روایات میں اس بات کی تصریح ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز سے مغرب کی نماز تک جو کچھ کائنات میں ہونے والا اور مقدر ہے سب کو بیان کر دیا حتیٰ کہ اہل جنت کے جنت میں اہل نار کے نار میں داخل ہونے تک سب کچھ بیان فرمایا۔ اتنے قلیل وقت میں قیامت تک ہونے والی ہر شئی کا بیان کرنا عقل سے بعید ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو عقل کے نزدیک محال ہو ضروری نہیں کہ وہ شرعاً بھی محال ہو۔ خرق والیتام عقل محال ہے شرعاً ممکن اور جائز ہے۔ ورنہ باب نبوت مسدود ہوگا کیونکہ جبرائیل علیہ السلام تمام آسمانوں میں سے گزرتے ہوئے انبیاء علیہم السلام کے پاس وحی لاتے تھے اور معراج کی شب میں ام ہانی کے مکان کی چھت کو

۲۹۸۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ أَبِي أَحْمَدَ عَنْ
سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ شَقِيئُ ابْنِ آدَمَ مِمَّا يَبْغِي أَنْ يَشْتُمِي وَيَكْذِبَ بَنِي وَمَا يَبْغِي لَهُ أَمَّا
شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ إِنَّ لِي وَلَدًا وَأَمَّا تَكْذِيبُهُ فَقَوْلُهُ لَنْ يُعِيدَنِي كَمَا
بَدَأَنِي ۲۹۸۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا مَغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقُرَشِيُّ

پھاڑ کر داخل ہوئے جو خود بخود مل گئی۔ جب یہ ثابت ہے کہ جو عقلاً محال ہو ضروری نہیں کہ وہ شرعاً بھی
محال ہو تو قیامت تک تمام ہونے والے امور بیان کرنا ممکن ہے۔ شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشعۃ اللغات
میں ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب سوار ہونے لگتے اور رقاب پر قدم رکھ کر قرآن شریف پڑھنا شروع کرتے
تو دوسرا قدم دوسری رکاب میں رکھنے تک سارا قرآن کریم ختم کر لیتے تھے حالانکہ عقل کے نزدیک یہ بعید تر ہے۔ جب
اقل قیل وقت میں سارے قرآن کریم کی تلاوت ممکن ہے تو صبح سے مغرب تک قیامت تک کے احوال بیان کر دینے
بھی ممکن اور جائز ہیں یہ اعجاز ہے لَا يُصَادِمُهُ الْعَقْلُ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ!
عیشی بن موسیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ غبار معروف ہیں کیونکہ ان کے دونوں رخسارے سرخ تھے۔ وہ بہت عابد تھے
اور ۱۸۶ ہجری میں وفات پائی۔

۲۹۸۱۔ ترجمہ : ابوبریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا خیال
ہے کہ آپ فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ابن آدم مجھے گالی دیتا ہے حالانکہ
یہ اس کے لئے مناسب نہیں کہ مجھے گالی دے وہ مجھے جھوٹا سمجھتا ہے حالانکہ یہ اس کے لئے مناسب نہیں اس کا
گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے میری اولاد ہے اور جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے اللہ مجھے دوبارہ زندہ نہیں کرے گا
جیسے اُس نے پہلے زندہ کیا تھا۔

۲۹۸۱۔ شرح : یہ حدیث قدسی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر
دی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو خبر دی اور اس کی نسبت اللہ تعالیٰ
کی طرف کی۔ گالی یہ ہے کہ کسی کی طرف، وہ شئی منسوب کی جائے جس کے سبب اس کی تذلیل و تحقیر ہو۔ اللہ کے لئے اولاد
ثابت کرنا امکان کو مستلزم ہے جو حدوث کو چاہتا ہے تو لازم آئے گا کہ اللہ ممکن ہو حالانکہ اس کی ذات واجب الوجود
ہے اس میں کسی قسم کے تغیر انتقال اور حدوث وغیرہ کا تصور محال ہے کیونکہ یہ تمام صفات امکان ہیں اور یہ کہنا کہ اللہ
ہم کو دوبارہ زندہ نہیں کرے گا بعثت کا انکار ہے اور اللہ کو عاجز خیال کرنا ہے یہ اس کے لئے گالی ہے۔

۲۹۸۲۔ ترجمہ : ابوبریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ

عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَضَى اللَّهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِي كِتَابِهِ فَمَوْعِدًا فَوْقَ الْعَرْشِ أَنَّ رَحْمَتِي غَلَبَتْ غَضَبِي

بَاب مَا جَاءَ فِي سَبْعِ أَرْضِينَ

وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ الْآيَةُ وَالسَّقْفُ الْمَرْفُوعُ السَّمَاءُ سَمَكُهَا بِنَاءُهَا وَالْحُبُكُ اسْتَوَاؤُهَا وَحُسْنُهَا أَذِنْتُ سَمِعْتُ وَأَطَاعْتُ وَأَلْقَتْ أَخْرَجَتْ مَا فِيهَا مِنَ الْمَوْتِ وَتَخَلَّتْ عَنْهُمْ طَحَهَا دَحَاهَا بِالسَّاهِرَةِ وَجْهَ الْأَرْضِ كَانَ فِيهَا الْحَيَوَانُ نَوْمُهُمْ وَسَهَرُهُمْ

نے مخلوق کو پیدا کرنے کا فیصلہ کر لیا تو اُس نے اپنی کتاب میں لکھ دیا اور وہ اس کے پاس عرش پر موجود ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔

شرح : یعنی اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کی تخلیق کا فیصلہ کیا تو اپنے پاس لکھ رکھ لیا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ پاس رکھنے کا معنی

۲۹۸۲ —

یہ ہے کہ وہ مخلوق سے چھپی ہوئی ہے وہ اس کا ادراک نہیں کر سکتے ہیں۔ پاس رکھنے سے مراد یہ نہیں کہ وہ کسی مکان میں ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ غضب کا معنی ہے کسی سے انتقام کے ارادہ سے دل کے خون کا جوش مارنا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے لئے متصور نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ غضب سے مراد اس کا لازم ہے وہ یہ کہ کسی کو عذاب دینے کا ارادہ کرنا۔ اگر یہ سوال ہو کہ اللہ کی صفات قدیمہ میں تو ان کا ایک دوسرے سے آگے یا پیچھے ہونا کیسے متصور ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ معنی یہ ہے کہ رحمت کا تعلق غضب کے تعلق سے مقدم ہے کیونکہ رحمت کا مقنی ذات ہے اور غضب انسان کے عمل پر موقوف ہے نیز رحمت اور غضب اللہ تعالیٰ کی صفات نہیں بلکہ یہ اس کے افعال میں اور افعال ایک دوسرے سے مقدم مؤخر ہوتے ہیں۔ ”فوق العرش“ علامہ خطابي رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا فرق کا معنی اس کے قریب ہے اس میں عرش کی عظمت ہے کہ کوئی مخلوق عرش کے اوپر نہیں بعض علماء کہتے ہیں کہ لفظ ”فوق“ زائد ہے جیسے ”إِنْ كُنْ دِسَاءَ فَوْقَ اثْنَيْنِ“، میں فوق زائد ہے کیونکہ

کیونکہ دو عورتیں وراثت کی دو تہائی کی وارث ہیں۔ جیسے دو سے زائد دو تہائی کی وارث ہیں لیکن احسن معنی یہ ہے کہ وہ عرش کے اوپر اللہ کے پاس ہے یعنی اس کا علم عرش کے اوپر اللہ کے پاس ہے جو منسوخ نہیں ہو سکتا ہے اور نہ ہی بدل سکتا ہے یا عرش کے اوپر اس کا ذکر ہے۔ تو لفظ علم یا ذکر مقدر ماننے میں کوئی حرج نہیں۔ علاوہ ازیں عرش مخلوق ہے۔ اس کو کسی مخلوق کتاب کا مستس کرنا محال نہیں۔ کیونکہ عرش کو کندھوں پر اٹھانے والے فرشتے اس کو مس کرتے ہیں۔ لہذا اس کی کتاب کا عرش کے اوپر ہونا ممنوع نہیں۔

باب سات زمینوں کے متعلق روایات

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : وہ اللہ جس نے سات آسمان پیدا کئے اور ان کی طرح زمینیں، ان میں اللہ کا حکم نازل ہوتا ہے تاکہ تم جانو کہ اللہ برہمنی پر قدرت رکھتا ہے۔ اور اس کا علم برہمنی کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ السَّقْفِ الْمَرْفُوعِ، آسمان سمکھا، اس کی بنا جس میں حیوان تھے، الْحَبْكُ، اس کی ہمواری اور خوبصورتی اذِنتْ لِدَبْحَتِهَا وَحَقَّتْ وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ، اور اپنے رب کا حکم سنے اور اسے لائق ہی یہ ہے۔ اور جب زمین لمبی کی جائے اور جو کچھ اس میں مڑے ہیں نکال دے اور ان سے خالی ہو جائے اور اپنے رب کا حکم سنے طَحَاَهَا، بچھایا اس کو السَّاهِرَةَ، یعنی زمین کی سطح جس میں جانوروں کا سونا اور جاگتا ہوتا ہے۔

مشرح : یعنی زمینیں آسمانوں کی طرح سات ہیں جیسا کہ اس آیت کریمہ کا مدلول ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمانوں کی طرح زمینیں بھی ایک دوسری کے اوپر نیچے ہیں۔ حاکم اور بیہقی نے عطاء بن سائب ابو الضحیٰ کے ذریعہ روایت کی کہ ہر زمین میں تمہارے آدم کی طرح آدم ہے۔ نوح کی طرح نوح ہے ابراہیم کی طرح ابراہیم ہے عیسیٰ کی طرح عیسیٰ اور تمہارے نبی کی طرح نبی ہے۔ بیہقی نے اس حدیث کے اسناد کو صحیح کہا ہے۔ اس حدیث سے بعض علماء نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اگر بالفرض جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یا آپ کے زمانہ کے بعد کوئی نبی تجویز کر لیا جائے تو حضور کی خاتمیت بدستور قائم رہتی ہے اور اس میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اس

۲۹۸۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي نَازٍ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ الْمُبَارَكِ ثَنَا يَحْيَى بْنُ
 أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
 وَكَانَتْ بَلَيْنَةٌ وَبَيْنَ أَنَا فِي خُصُومَةٍ فِي أَرْضٍ فَدَخَلَ عَلِيٌّ عَائِشَةَ فَذَكَرَ
 لَهَا ذَلِكَ فَقَالَتْ يَا أَبَا سَلَمَةَ اجْتَنِبِ الْأَرْضَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ظَلَمَ قَيْدَ شَبْرٍ مِنَ الْأَرْضِ طَوَّقَهُ مِنْ مَبْعِ أَرْضَيْنِ

استدلال نے علماء امت میں ایک میحان پیدا کر دیا بلکہ اس کو اساس بناتے ہوئے ایک جاہل نے نبوت کا دعویٰ بھی
 کر دیا جس کو پاکستان کی حکومت نے علماء کرام کی مساعی کے سبب کفر قرار دیا، میں اس کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا
 جبکہ اس کے متعلق بہت کچھ کہا جا چکا ہے۔ لیکن اگر بعض علماء اس استدلال کی طرف توجہ نہ کرتے تو مناسب ہوتا
 کیونکہ اس حدیث کا اسناد اگرچہ صحیح ہے مگر اسناد کی صحت سے متن کی صحت ضروری نہیں اور یہ محدثین میں
 معروف ہے کہ کبھی یوں ہوتا ہے کہ اسناد تو صحیح ہوتا ہے اور متن شاذ یا معلول ہوتا ہے جو حدیث کی صحت میں
 قاذب ہوتا ہے۔ اس طرح ضعیف حدیث سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا ہے، بدایہ میں ہے اگر یہ نقل صحیح بھی ہو تو اس
 بات پر محمول ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ اسرائیلیات (یہودی روایات) سے لیا ہے۔ اور اگر
 اس حدیث کو صحیح فرض کر لیا جائے تو اس کا معنی یہ ہے کہ یہ رسولوں کے بھیجے ہوئے علماء ہیں جو تبلیغ کرتے تھے۔
 تو ان کو بھیجئے والے کے نام سے موسوم کر دیا ہے۔ دراصل یہ مبلغ ہیں نبی نہیں (قسطانی) اس کی تائید قرآن کریم
 کی اس آیت کریمہ سے بھی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ اِذْ اَنْسَلْنَا اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ
 الْاَيْنَةَ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے دو حواریوں صادق و مصدوق کو انطاکیہ بھیجا تھا تاکہ وہاں کے لوگوں
 کو جو بت پرست تھے دین حق کی دعوت دیں جب یہ دونوں شہر کے قریب پہنچے تو انھوں نے ایک بوڑھے شخص
 کو دیکھا کہ بکریاں چرا رہا ہے اس کا نام جبب نجا تھا۔ اس نے ان کا حال دریافت کیا ان دونوں نے کہا ہم عیسیٰ
 علیہ السلام کے بھیجے ہوئے ہیں۔ ہمیں دین حق کی دعوت دینے آئے ہیں کہ بت پرستی چھوڑ کر حق پرستی اختیار کرو
 القصة، نبی و رسول دراصل سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تھے اور صادق و مصدوق پر رسل کا اطلاق حضرت عیسیٰ
 علیہ السلام کے نام پر کیا گیا ہے۔ اسی طرح ہرزین میں نبیوں کے نام پر ان کے دین کی تبلیغ کرنے والے موجود
 ہوتے ہیں جو ان کے نام سے موسوم ہوتے ہیں۔ دراصل نبی رسول وہی ہیں جو مبعوث من عند اللہ ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!
 امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ
 کر فرمایا اللہ نے زمین کو ہفتہ کے روز پیدا فرمایا اور اس میں پہاڑ اتوار کے دن مدخت پیر کے دن مکروہ امور منکحل کے

۲۹۸۴ — حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ
عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَخَذَ شَيْئًا مِنَ
الْأَرْضِ بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِلَى سَبْعِ أَرْضِينَ

۲۹۸۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ ثنا أَيُّوبُ عَنْ
مُحَمَّدَ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
الزَّمَانُ قَدْ اسْتَدَارَ كَهَيْئَةِ يَوْمٍ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةَ
اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثُ مَتَوَالِيَاتٍ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ
وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشُعْبَانَ

دن نور بدھ کے روز اور چوپائے جمعرات کو اور حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے روز عصر کے بعد پیدا فرمایا۔
۲۹۸۳ — ترجمہ : ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ ان کے لوگوں کے درمیان ایک زمین
کے متعلق جھگڑا تھا وہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر
ہوئے اور ان سے سارا واقعہ بیان کیا تو ام المؤمنین نے فرمایا اے اباسلمہ زمین سے دو روز ہو کیونکہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ظلماً ایک باشت کی مقدار کسی کی زمین لے لے تو اس کو سات زمینوں کا طوق پہنایا
جائے گا۔

۲۹۸۴ — ترجمہ : سالم نے اپنے والد عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی کی زمین میں سے کچھ حق کے بغیر زمین چھینی تو اس کو قیامت کے روز سات زمینوں تک
دھنسا دیا جائے گا۔ (حدیث ۲۲۸۹ تا ۲۲۹۱ کی شرح دیکھیں)

۲۹۸۵ — ترجمہ : ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے
فرمایا زمانہ اسی حالت میں گھوم رہا ہے جب سے آسمانوں اور زمین کو
پیدا کیا سال کے بارہ مہینے ہیں ان میں سے چار حرم کے مہینے ہیں تین تو مسلسل ہیں۔ ذوالقعدہ، ذوالحجۃ اور
محرم اور چوتھا رجب مضر ہے جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے مابین ہے۔

۲۹۸۵ — شرح : حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ لوگ جاہلیت میں محرم کو سفر تک مؤخر کرتے تھے
قرآن کریم نے اس کی "نسیی" سے تعبیر کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۲۹۸۶ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا أَبُو سَامَةَ عَنْ هِشَامٍ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ نَفِيلٍ أَنَّهُ خَاصَمْتُهُ أَرَدِي فِي
حَقِّ زَعَمْتُ أَنَّهُ انْتَقَصَهُ لَهَا إِلَى مَرْدَانَ فَقَالَ سَعِيدٌ أَنَا انْتَقَصُ مِنْ
حَقِّهَا شَيْئًا أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ
أَخَذَ شَبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا فَإِنَّهُ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ
قَالَ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ لِي سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ دَخَلْتُ
عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِنَّمَا النَّسِيُّ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ،، وہ یہ اس لئے کرتے تھے کہ اس مہینہ میں جنگ کر سکیں۔ اس لئے وہ محرم کو صفر
بنالیتے تھے۔ وہ ہر سال اسی طرح کرتے اور محرم کو دوسرے مہینہ کی طرف منتقل کرتے رہتے حتیٰ کہ وہ سال کے سارے
مہینوں میں اس طرح کرتے حتیٰ کہ وہ اپنے مخصوص وقت میں گھوم آتا جس سے اس کو وہ آگے لے گئے تھے۔ الحامل
مہینے اسی حالت کی طرف لوٹ آئے جس حالت میں اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا تھا اور حج ذوالحجہ میں عود کر آیا ہے
اور جاہلیت کی نفسی باطل ہو گئی ہے۔ اتفاق یہ ہوا کہ حجتہ الوداع ذوالحجہ میں ہی ہوا جو اس کا وقت ہے۔ جبکہ اس
سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حج ذوالقعدہ میں ہوا تھا۔

ترجمہ : سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے روایت ہے کہ ایک عورت مسماء اُردوی
کسی حق کے بارے میں ان کے ساتھ جھگڑے کا فیصلہ مروان کے پاس
لے گئی کہ انہوں نے اس کا حق کم کر دیا ہے۔ سعید نے کہا میں اس کا حق کم کر سکتا ہوں؟ جبکہ میں نے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو کوئی کسی کی ایک بالشت زمین ظلماً چھینے تو اس کو قیامت کے روز سات
زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا ابن ابی الزناد نے ہشام سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے سعید بن
زید نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا

۲۹۸۶ — شرح : سعید بن زید عدوی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ جس عورت نے آپ جھگڑا
کیا کہ انہوں نے میرا حق لے لیا ہے۔ سعید بن زید نے سارا حق اس عورت
کے حوالہ کر دیا جس نے ان پر مروان کے پاس مقدمہ دائر کیا تھا وہ اس وقت مدینہ منورہ میں حاکم تھا۔ سعید بن
زید نے اس عورت کے لئے بدعہاء کی جو اللہ تعالیٰ نے قبول کر لی۔
واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

بَابُ فِي النُّجُومِ

وَقَالَ قَتَادَةُ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحٍ خُلِقَ هَذِهِ النُّجُومُ
لِثَلَاثٍ جَعَلَهَا زِينَةً لِلسَّمَاءِ وَرُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ وَعَلَامَاتٍ يُهْتَدَى بِهَا
فَمَنْ تَأَوَّلَ فِيهَا بَغَيْرِ ذَلِكَ أَخْطَأَ وَاضْأَعَ نَصِيبَهُ وَتَكَلَّفَ مَا لَا عِلْمَ لَهُ
بِهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَشِيمًا مُتَغَيِّرًا وَالْأَبُ مَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالْأَنَامُ
الْمَخْلُوقُ بَرَزَخٌ حَاجِزٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْأَفَاقُ مُلْتَفَةٌ وَالْغُلْبُ الْمُلْتَقَةُ فَرِاشًا
مِمَّا دَاكُفُولُهُ تَعَالَى وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ نَكِدًا قَلِيلًا

باب ستاروں کے بارے میں

قَتَادَةُ نے فرمایا کہ ”لَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحٍ“ کی تفسیر میں کہا کہ ان ستاروں کو تین امور
کے لئے پیدا فرمایا انہیں آسمان کی زینت بنایا، شیطانوں کے لئے انگارے اور علامات جن کے ساتھ
راہنمائی حاصل کی جائے، جس نے ان تینوں کے سوا کوئی اور تاویل کی اُس نے غلطی کی اور اپنا
حصہ ضائع کر دیا۔ اور وہ تکلف کیا جس کا اس کو علم نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا
”ہَشِيمًا“ متغیر، ”أَبُ“ وہ شئی جو چار پائے کھاتے ہیں، ”أَنَامُ“ مخلوق اور ”بَرَزَخُ“ آڑ ہے۔ مجاہد
نے کہا ”الْأَفَاقُ“ ایک دوسرے سے ملے ہوئے۔ ”غُلْبُ“ ملے ہوئے۔ ”فَرِاشُ“ بچھونا جیسے اللہ
کا ارشاد ہے۔ تمہارے لئے زمین میں ٹھہرنے کی جگہ ہے اور نیکہ کے معنی قلیل ہیں۔

مشرح : اس باب میں ستاروں کے متعلق ذکر ہو گا۔ جاہل لوگوں نے ستاروں کے متعلق بہت لغو
باتیں بنا رکھی ہیں۔ کوئی کہتا ہے فلاں ستارے میں سفر اچھا ہوتا ہے۔ فلاں میں درخت لگانے موزوں ہوتے ہیں۔
شرعیات مطہرہ میں ستاروں میں اختراعات کی سمیت مذمت وارد ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی
حدیث منقول ہے کہ ستاروں سے متعلق کچھ نہ پوچھو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ستاروں میں نظر کرنے سے مجھے منع فرمایا۔ اگر ستاروں سے راہنمائی مقصود ہو تو حرج نہیں البتہ ان سے وہ
ارادہ کرنا جو کامن اور بخمی کرتے ہیں۔ ممنوع ہے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے ”کتاب الافواع“ میں ذکر کیا کہ

بَابُ صِفَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ بِحُسْبَانٍ

قَالَ مُجَاهِدٌ كُحْسَبَانَ الرِّيحِ وَقَالَ غَيْرُهُ بِحِسَابٍ وَمَنَازِلَ لَا يَعْدُو
إِنَّمَا حُسْبَانٌ جَمَاعَةٌ حِسَابٍ مِثْلُ شَهَابٍ وَشَهْبَانٍ ضَمًّا هَا ضَوْءُهَا أَنْ
تُدْرِكَ الْقَمَرَ لَا يَسْتَرْضَوْهُ أَحَدٌ هَا ضَوْءُ الْآخِرِ وَلَا يَنْبَغِي لَهُمَا ذَلِكَ
سَابِقُ النَّهَارِ يَتَطَالَبَانِ حَتَّى يَنْسَلَخَ تَخْرُجُ أَحَدُهُمَا مِنَ الْآخِرِ وَيُجْرِي

کہ ستاروں کے متعلق یہ اعتقاد رکھنا کہ یہ امور کائنات میں مؤثر ہیں سخت مذموم ہے اور جس نے یہ اعتقاد کیا کہ
تاثیر کا خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور ستارے محض امور کے ظہور کی علامت ہیں تو اس میں کچھ حرج نہیں قولہ ہیشمتا
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر متغیر سے کی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ جب وہ
کوئی آیت کریمہ یا حدیث شریف ذکر کریں تو اس کے مناسب بالبعث وہ بھی ذکر کر دیا کرتے ہیں جس کو آیت یا
حدیث سے ادنیٰ سی مناسبت ہو تا کہ زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو۔ نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "وَالْآبَاءُ"
کی تفسیر میں کہا آت وہ شئی ہے جو زمین اُگاتی ہے اور اس کو چار پائے کھاتے ہیں۔ قرآن کریم میں اس طرح ہے وَحَدَاتٍ
غُلْبًا وَفَاكِهَةً وَأَبًّا، قرآن کریم کی اس آیت "وَالْأَرْضُ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ" میں اَنَام کی تفسیر خلق
سے فرمائی اور اس سے مراد مخلوق ہے۔ بعض علماء نے اس کی تفسیر حن وانس سے کی ہے۔ اور شعبی نے ہر ذی روح
سے تفسیر کی ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت "بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ" میں بَرْزَخ کی تفسیر حاجب سے کی ہے
یعنی دونوں سمندروں کے درمیان آڑ ہے کہ وہ ایک دوسرے سے ملتے نہیں یہ تفسیر بھی ابن عباس سے منقول ہے
رضی اللہ عنہما "مجاہد نے اس آیت "وَجَنَاتٍ أَلْفَافًا" میں الفاف کی تفسیر ملتفہ سے کی ہے۔ اور "حَدَاتٍ
غُلْبًا" میں غُلْبًا کی تفسیر ملتفہ سے کی ہے یعنی ایک دوسرے سے ملے ہوئے اور "وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ
الْأَرْضَ فِرَاشًا" میں فراش کی تفسیر مہاد یعنی بچھونا سے کی ہے۔ اور "وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ"
میں مستقر کی تفسیر موضع قرار سے کی ہے۔ اور "وَالَّذِي خَبَثَ لَا يُخْرِجُ إِلَّا نَكِدًا" میں نَكِدًا کی تفسیر قیل
سے کی ہے یعنی نِکد وہ قلیل شئی ہے جس سے نفع نہ ہو۔ یعنی کافر کی مثال تھوڑی سی ہے جس میں برکت نہیں ہوتی۔

بَابُ - چاند اور سورج کی گردش کی حالت کی تفسیر

كُلٌّ وَاحِدٌ مِنْهُمَا وَاهِيَةٌ وَهِيَّاتُ تَشَقُّقِهَا أَرْجَاؤُهَا مَا لَمْ يَنْشَقَّ مِنْهَا فَهِيَ
عَلَى حَافَتَيْهِ كَقَوْلِكَ عَلَى أَرْجَاءِ الْبَيْتِ أَعْطَشَ وَجَنَ أَظْلَمَ قَالَ الْحَسَنُ
كَوَزَتْ تُكْوِزُ حَتَّى تَذْهَبَ ضَوْؤُهَا وَيُقَالُ وَاللَّيْلُ وَمَا وَسَقَ جَمْعُ مَنْ
دَابَّةِ السَّقِّ اسْتَوَى بَرْدُ جَانِبَا زِلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ الْحَرُّ بِالنَّهَارِ
مَعَ الشَّمْسِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَرُؤْيَةُ الْحَرِّ بِاللَّيْلِ وَالسَّمُومُ بِالنَّهَارِ
وَيُقَالُ يُوجِزُ يَكْوِزُ وَلِيَجْعَلَ كُلُّ شَيْءٍ أَدْخَلَتْهُ فِي شَيْءٍ

مجاہد نے کہا چکی کی گردش کے مثل، اور ان کے غیر نے کہا حساب سے، اور منازل جن سے وہ تجاوز نہیں کرتے، حُصْبَان، حساب کی جمع ہے جیسے شہبان شہاب کی جمع ہے ضُحَا، یعنی اس کی روشنی، أَنْ تَذْرِكَ الْقَمَرَ، یعنی ان میں سے ایک دوسرے کی روشنی چھپا نہیں سکتے، اور نہ ہی یہ ان کو مناسب ہے اور نہ رات دن پر سبقت کر سکتی ہے۔ اس حال میں کہ دونوں تیز گردش کر رہے ہیں، "فَسَلَخَ"، یعنی رات اور دن میں سے ایک کو دوسرے سے نکالتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کو ہم چلا رہے ہیں۔ وَاهِيَةٌ وَهِيَّهَا، یعنی اس کا پھٹ جانا أَرْجَاءُهَا، یعنی اس سے جو حصہ نہیں پھٹا تو یہ اس کے دونوں کناروں پر ہوگا۔ جیسے تم کہتے ہو عَلَى أَرْجَاءِ الْبَيْتِ، کنوئیں کے کنارے پر أَعْطَشَ وَجَنَ، یعنی تاریک ہو گیا۔ حَسَن نے کہا كَوَزَتْ یعنی سورج لمبیٹ دیا جائے گا حتیٰ کہ اس کی روشنی جاتی رہے گی۔ وَاللَّيْلُ، یعنی رات نے جو جانور جمع کئے۔ اِتَّسَقَ، برابر ہوا۔ بَرْدُ جَمْعُ سورج اور چاند کے منازل۔ حَرُّور، دن میں گرم ہوا جو سورج کے ساتھ ہوتی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حَرُّور، رات میں گرم ہوا اور سَمُوم دن میں گرم ہوا، کہا جاتا ہے۔ يُوجِزُ یعنی داخل کرتا ہے۔ وَلِيَجْعَلَ، ہر وہ شئی ہے جس کو تو دوسری شئی میں داخل کرے۔

شرح : كَحُصْبَانِ التَّوْحَى، یعنی چاند اور سورج معلوم حساب سے گردش کرتے ہیں۔ جیسے چکی خاص حساب سے گردش کرتی ہے۔ مجاہد کے غیر نے مذکور آیت کریمہ کی تفسیر میں ذکر کیا کہ یہ خاص انداز ہے

سے چلتے ہیں اور اپنے منازل سے تجاوز نہیں کرتے۔ حُسْبَان، کبھی مصدر استعمال ہوتا ہے چنانچہ حُسْبَنْتُ حُسْبَانًا وَحِسَابًا کہا جاتا ہے۔ جیسے عَفْرَان، کُفْرَان، رُجْحَان، نَقْصَان اور بُرْهَان وغیرہ اور کبھی جمع استعمال ہوتا ہے اور حساب کی جمع ہے جیسے شُہْبَان شہاب کی جمع ہے۔ اس آیت کریمہ ”وَالشَّمْسُ وَضُحَاهَا“ میں ضحیٰ کی تفسیر ضو سے کی یعنی شروع دن میں ضو ہوتی ہے۔ پھر سورج کی روشنی سحر ہو جاتی ہے۔ بعض علماء نے کہا صبح سورج کی بلندی اور ضحیٰ اس کے اوپر ہوتی ہے۔ قولہ نَسَلَخْ مِنْهُ النَّجْمَ یعنی رات سے دن کو نکالتے ہیں۔ نَسَلَخْ کا معنی نکالنا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ ”نَسَلَخْتُ الشَّامَ مِنَ الْهَابِ وَالشَّامُ مَسْلُوحَةٌ“ یعنی دن کو رات سے نکالا پھر نَسَلَخْ کو ضو کے ازالہ کے لئے مُسْتَعَار لیا گیا چونکہ سلخ کا معنی دن کو رات سے اور رات کو دن سے نکالنا ہے اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے تعمیم کرتے ہوئے ”أَحَدُهُمَا“ کا لفظ اختیار کیا (ع۔ ق) ”وَأَهِيَّةٌ“ سے اس آیت کی طرف اشارہ ہے ”وَالنَّشَقْتُ السَّمَاءَ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ“ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر یہ ذکر کی کہ وہ پھٹ جائے کمزور ہو جائے گا اور ”أَرْجَاءُهَا“ سے ”وَالْمَلِكُ عَلَى أَرْجَائِهَا“ طرف اشارہ ہے یہ رجاء کی جمع ہے۔ اور وہ کمزور نہیں کا کنارہ ہے۔ ابن عباس نے ”وَالْمَلِكُ عَلَى أَرْجَائِهَا“ کی تفسیر کی کہ آسمان جب پھٹ جائے گا تو ملک اس کے کناروں پر ہوگا۔ قولہ ”أَغْطَشَ وَجَنٌ“ ”أَغْطَشَ لَيْلَهَا“ کی طرف اور ”وَجَنٌ“ سے ”فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ“ طرف اشارہ کیا اور ”أَظْلَمَ“ سے ان کی تفسیر کی۔ ”كُوِّرَتْ تَكْوِيرٌ“ سے ”إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ“ کی طرف اشارہ کیا۔ حسن بصری نے کہا ”كُوِّرَتْ“ کا معنی ”تَكْوِيرٌ“ ہے۔ یعنی سورج کو لپیٹا جائے گا حتیٰ کہ اس کی روشنی جاتی رہے گی۔ دراصل تکویر کا معنی لپیٹنا ہے چنانچہ جب عمامہ کو سر پر لپیٹا جائے تو کہا جاتا ہے ”كُوِّرَتِ الْعِمَامَةُ“ قرآن کریم کی اس آیت ”وَالْقَمَرُ إِذَا تَلَوَّ“ کی تفسیر ”إِسْتَوَى“ سے کی اور ”بُرُوجًا“ سے ”تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا“ کی طرف اشارہ کیا اور بروج کی منازل سے تفسیر کی یعنی سورج اور چاند کے منازل۔ بعض علماء نے بروج کی تفسیر اس طرح کی ہے کہ یہ آسمانوں کی حفاظت کے لئے محل ہیں۔ بعض نے کہا یہ بڑے بڑے ستارے ہیں اور سورج چاند کے منازل بارہ ہیں۔ اہل ہیئت کہتے ہیں بروج اور ہیں اور منازل اور ہیں۔ بروج بارہ ہیں اور منازل ۲۸ ہیں۔ اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ بروج کی تفسیر منازل سے صحیح نہیں کیونکہ بروج بارہ ہیں جبکہ منازل اٹھائیس ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ہر برج دو منازل اور ایک تہائی پر مشتمل ہے لہذا برج اور منازل میں مساوات ہے اور مذکور تفسیر درست ہے۔ حرور، ”ذَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ“ طرف اشارہ کیا اور حرور کی تفسیر یہ ہے کہ دن میں سورج کے ساتھ گرم ہوا حرور ہے۔ فراء نے کہا دائمی گرمی حرور ہے رات میں ہو یا دن میں، اور سموم دن میں گرم ہوا ہے۔ سدی نے ظل اور حرور کی تفسیر حُبَّت و دوزخ سے کی ہے۔ ”يَوْمَ الْحَرِّ“ سے ”يَوْمَ اللَّيْلِ فِي النَّهَارِ“ طرف اشارہ کیا اور ”وَلْيَجْهَ“ سے ”أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِجْهَ“ کی طرف اشارہ کیا اور وليجہ کا معنی ہے۔ ہر وہ شئی جس کو کسی شئی

۲۹۸۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ
 أَبِيهِمُ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 لَا بِيْ ذَرْجَيْنِ غَرَبَتِ الشَّمْسُ أَنْتَ دَرِيْ أَيْنَ تَذْهَبُ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
 أَعْلَمُ قَالَ فَأَمَّا تَذْهَبُ حَتَّى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَسْتَأْذِنُ فَيُؤْذَنُ
 لَهَا وَيُوشِكُ أَنْ تَسْجُدَ فَلَا يَقْبَلُ مِنْهَا وَتَسْتَأْذِنُ فَلَا يُؤْذَنُ لَهَا يُقَالُ
 لَهَا ارجعي من حيث جئت فتطلع من مغربها فذلك قوله تعالى
 وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ

شئی میں داخل کرے۔ ابن قتیبہ نے کہا ہر شئی جس کو تو کسی میں داخل کرے اور وہ کوئی اور شئی ہو تو وہ ولیجہ ہے۔
 ۲۹۸۷۔ ترجمہ : ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ذر سے فرمایا جبکہ
 سورج غروب ہوا تم جانتے ہو کہ سورج کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض
 کیا اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں (کہ یہ کدھر جاتا ہے)، آپ نے فرمایا یہ جاتا ہے حتیٰ کہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے اور اللہ
 سے اجازت طلب کرتا ہے تو اس کو اجازت دی جاتی ہے۔ عنقریب یہ جا کر سجدہ کرے گا اور قبول نہ ہوگا اور طلوع
 ہونے کی اجازت طلب کرے گا اور اس کو اجازت نہ دی جائے گی۔ جبکہ اس سے کہا جائے گا۔ جہاں سے آئے ہو ادھر
 چلے جاؤ تو وہ مغرب سے طلوع کرے گا۔ اسی لئے اللہ کا ارشاد ہے : ”اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا ہے۔ یہ
 عزیز عظیم کا مقرر کردہ اندازہ ہے۔“

۲۹۸۷۔ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ذر سے استفہام اس لئے فرمایا
 محققانہ ان کو حقیقت حال سے خبردار فرمائیں۔ سورج کی اگرچہ پیشانی نہیں
 لیکن اس کو ساجد کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو کہ غروب کے وقت اس کا حال ساجد سا ہوتا ہے۔ اس حدیث سے
 معلوم ہوتا ہے کہ سورج چلتا ہے اور اہل ہیئت کی باتوں کا اعتبار نہیں کہ سورج آسمان میں نصب ہے اور آسمان
 حرکت کرتا ہے۔ دراصل تمام آسمان اور زمینیں عرش کے نیچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورج کے سجدہ کے لئے جو بھی جگہ
 مقرر کی ہے وہ عرش کے نیچے ہے۔ لہذا یہ کہنا صحیح ہے کہ اس نے عرش کے نیچے سجدہ کیا۔ بعض ملاحذہ کا سجدہ شمس
 کا انکار کرنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے منافی ہے۔ کیونکہ صحیح روایات مرفوعہ کا مدلول یہی ہے کہ
 سورج سجدہ کرتا ہے۔ اور اللہ کی قدرت سے یہ بعید نہیں کہ تمام حیوانات اور جمادات اس کو سجدہ کریں۔ قرآن کریم
 میں ہے ”يَسْجُدُ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ“ ”عموم مابین ہر ذی روح اور غیر ذی روح داخل

۲۹۸۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ ثنا عَبْدُ اللَّهِ
الدَّانَا جَرِثِيُّ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مَكُورَانِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

۲۹۸۹ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَنْ
أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ^{رضي الله عنه} أَنَّهُ كَانَ
يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ
مِلْوَتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا

فَصَلُّوا

ہے اور سورج تختِ عرش سجدہ کرنے کے بعد مشرق سے طلوع کی اجازت چاہتا ہے اور اس کی حسب
عادت اجازت حاصل ہو جاتی ہے۔ جب قیامت کا دن قریب ہو گا تو وہ حسبِ عادت اجازت طلب کرے گا تو
اس کو مشرق سے طلوع کی اجازت نہ ملے گی اور کہا جائے گا کہ جدھر سے آئے ہو ادھر واپس ہو جاؤ تو وہ مغرب
سے طلوع کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سورج اپنے مستقر تک چلتا رہے گا۔ اس کا مستقر وہ مدت
ہے جس سے یہ آگے نہیں بڑھ سکتا۔ بعض علماء کہتے ہیں دنیا کے اختتام کے وقت اس کا چلنا رک جائے گا۔
سورج کا مستقر عرش کے نیچے ہے جس کا ہم ادراک نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس کا مشاہدہ کرتے ہیں البتہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیبی ارشاد پر ہمارا ایمان ہے نہ تو اس کو ہم جھٹلا سکتے ہیں اور نہ ہی اس کی
کیفیت بیان کر سکتے ہیں کیونکہ ہمارا علم اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا سورج اور چاند قیامت کے دن پیٹے جائیں گے۔ — ۲۹۸۸

شروح : سورج اور چاند کی تلویر (پٹینا) ان کی صفت ہے۔ اس طرح یہ حدیث
عنوان کے موافق ہے۔ خطابی نے کہا اس حدیث پر کچھ اضافہ بھی مروی
— ۲۹۸۸

ہے جس کو امام بخاری نے ذکر نہیں کیا اور وہ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سورج اور چاند
دو تھور میں جو قیامت کے دن دوزخ میں پیٹے جائیں گے،، حسن نے کہا ان دونوں کا کیا قصور ہے کہ ان کو دوزخ
میں بھیجا جائے گا؟ ابو سلمہ نے کہا میں تمہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دے رہا ہوں اور تم کہتے ہو ان کا

۲۹۹۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ ثَنَى مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا حَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُ ذَلِكَ فَادْكُرُوا اللَّهَ

۲۹۹۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ قَامَ فَكَبَّرَ وَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمْدَهُ وَقَامَ كَمَا هُوَ فَقَرَأَ قِرَاءَةً

کیا تصور ہے یہ سن کر حسن بصری خاموش ہو گئے۔ عطاء بن یسار نے اس آیت کریمہ ”وَجَمَعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ“ کی تلاوت کی اور کہا ان دونوں کو جمع کر کے دوزخ میں پھینکا جائے گا اور یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی آگ میں رہیں گے علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ان کو دوزخ میں اس لئے نہ ڈالا جائے گا کہ ان کو وہاں عذاب دیا جائے گا بلکہ ان لوگوں کو حسرت دلانا مقصود ہے جو دنیا میں ان کی عبادت کرتے تھے تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ ان کی عبادت راگیاں گئی ہے اور یہ ضروری نہیں کہ جو دوزخ میں ہوگا اس کو ضرور عذاب ہوگا کیونکہ دوزخ میں عذاب دینے والے فرشتے ہوں گے حالانکہ وہ معصوم ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا سورج اور چاند کو کسی شخص کی موت اور

پیدائش کے سبب گرہن نہیں لگتا۔ لیکن یہ اللہ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں جب یہ دیکھو تو نماز پڑھو۔

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں کسی شخص کی موت اور پیدائش کے سبب ان کو گرہن نہیں

لگتا جب دیکھو تو اللہ کا ذکر کرو (نماز پڑھو) (حدیث ۹۸۷، ۹۸۹ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ام المؤمنین زوجہ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا کہ جس روز سورج کو گرہن لگا جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی اور لمبی قرأت فرمائی پھر مبارک رکوع کیا پھر مبارک اٹھایا اور فرمایا: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمْدَهُ، اور اسی حال میں کھڑے رہے اور لمبی قرأت فرمائی جبکہ وہ پہلی رکعت سے

طَوِيلَةٌ وَهِيَ أَدْنَىٰ مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَىٰ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهِيَ أَدْنَىٰ
مِنَ الرُّكْعَةِ الْأُولَىٰ ثُمَّ سَجَدَ سُجُودًا طَوِيلًا ثُمَّ فَعَلَ فِي الرُّكْعَةِ الْآخِرَةِ
مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ سَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَنَظَّبَ النَّاسَ فَقَالَ فِي كُتُوبِ
الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ أَنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا
لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَافْزِعُوا إِلَى الصَّلَاةِ

۲۹۹۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ
ثَنِي قَيْسٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّمْسُ
وَالْقَمَرُ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ
اللَّهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَّاحَ
بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ قَاصِفَاتٍ قُصِفَتْ كُلُّ شَيْءٍ لَوَاقِحٍ مَلَأْنَ مِثْقَالَ
أَعْصَارٍ رِيحٌ عَاصِفٌ تَهْبُ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ كَعَمُودٍ فِيهِ نَارٌ
صِرٌّ بَرْدٌ نَشْرٌ مُتَفَرِّقَةٌ

سے کم لمبی تھی۔ پھر لمبا رکوع کیا دریاں حاسبکہ وہ پہلے رکوع سے کم لمبا تھا۔ پھر لمبا سجدہ فرمایا پھر اسی طرح دوسری
رکعت میں کیا پھر سلام پھیرا جبکہ سورج روشن ہو چکا تھا اور لوگوں کو خطبہ دیا اور سورج اور چاند گہن کے متعلق
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے یہ دو نشانیاں ہیں۔ جو کسی کی موت اور حیات کے باعث بے نور نہیں ہوتے
تم جب ان کو دیکھو تو التجاء کرتے ہوئے نماز پڑھو۔

ترجمہ : ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ
نے فرمایا سورج اور چاند کسی شخص کی موت یا پیدائش کے سبب بے نور

۲۹۹۲ —

نہیں ہوتے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جب ان کو دیکھو تو نماز پڑھو!
(حدیث ع ۹۹۳ کی شرح دیکھیں)

۲۹۹۲۔ حَدَّثَنَا أَدَمُ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ
ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا
أَهْلِكَ عَادٌ بِالذَّبُورِ

۲۹۹۲۔ حَدَّثَنَا مَكِّي بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى مَحِيلَةً فِي السَّمَاءِ
أَقْبَلَ وَأَدْبَرَ وَدَخَلَ وَخَرَجَ وَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ فَإِذَا أَمْطَرَتِ السَّمَاءُ سُرِي
عَنْهُ فَعَرَفَتْهُ عَائِشَةُ ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا
أَدْرِي لَعَلَّهُ لَمَّا قَالَ قَوْمٌ فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَّتِهِمُ الْآيَةُ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اور وہ وہی ہے جو

اپنی رحمت سے پہلے بطور بشارت ہوا میں بھیجتا ہے،

قاصفاً، کا معنی ہے جو ہر شئی کو توڑ ڈالے۔ لوائح اور ملائح، ملحقہ کی جمع ہے (بھری
ہوئی)، اعصار، سخت ہوا ہے جو زمین سے آسمان کی طرف عمود کی طرح اٹھتی ہے،
جس میں آگ ہوتی ہے۔ صرّ مٹھنک، نشرًا کا معنی متفرق اور جدا جدا۔

شرح : قاصفاً، سے فَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِنَ الرِّيحِ، کی طرف اشارہ
کیا ہے۔ اور لوائح کی تفسیر ”تَقْصِيفُ كُلِّ شَيْءٍ“ سے کی۔ اور لَوَاقِحُ سے ذَا رُسُلْنَا الرِّيحَ لَوَاقِحُ،
کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور لوائح کی تفسیر ملائح سے کی جو ملحقہ کی جمع ہے یہ نادر تفسیر ہے۔ کہا جاتا ہے۔
الْفَحَّ الْفَحْلُ النَّاقَةُ، اونٹ نے اونٹنی بارور کر دی۔ آیت کا معنی یہ ہے کہ ہم نے ہواؤں کو پانی سے بھر کر بھیجا
ریح کا معنی بادل ہے اور نشرًا، هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ نُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ، کی طرف
اشارہ کیا۔ یہ نشر کی جمع ہے۔

۲۹۹۳۔ ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَابُ ذِكْرِ الْمَلَائِكَةِ

وَقَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّ جِبْرِيلَ عَدُوَّ الْيَهُودِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَخْنُ الصَّافُونَ
الْمَلَائِكَةُ

نے فرمایا بادِ سبّاء سے میری مدد کی گئی اور پچھم کی ہوا سے قوم عاد کو ہلاک کیا گیا حدیث ۹۸۲ کی شرح دیکھیں) ۲۹۹۴
ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمان
میں بادل دیکھتے تو آپ بھی آتے کبھی جاتے اندر داخل ہوتے کبھی باہر تشریف
لے جاتے اور آپ کے چہرہ انور کا رنگ متغیر ہو جاتا جب آسمان سے بارش پرستی تو آپ سے یہ حال کھل جاتا اسے ام المومنین
رضی اللہ عنہا نے پہچانا تو آپ سے عرض کیا، تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نا معلوم شاید یہ اس طرح ہوئے
ایک قوم نے اپنی وادیوں کے آگے بادل سامنے آتے دیکھا۔ (باب الاستعداد میں اس کی شرح دیکھیں)

بَابُ فَرَشْتَوْنَ كَا ذَكَرَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم سے عرض کیا کہ فرشتوں میں سے جبرائیل علیہ السلام یہود کا دشمن ہے۔
حضرت ابن عباس نے کہا "لَخْنُ الصَّافُونَ" فرشتے ہیں۔

مشرح : ملائکہ ملاک کی جمع ہے۔ ملاک اصل میں مَلَكٌ مَعًا تَخْفِيفُ کے لئے لام کو مقدم
کر دیا گیا اور ہمزہ کو مؤخر کر دیا گیا۔ اس کا وزن مَفْعَلٌ ہے۔ اس کا ماخذ الوکہ یعنی رسالت ہے۔ کثرت استعمال کے
باعث ہمزہ ترک کر دیا گیا ہے۔ اس لئے مَلَكٌ کو مَلَكٌ پڑھا جاتا ہے۔ جب اس کی جمع مطلوب ہو تو اس کو اصل
طرف رد کر کے مَلَائِكٌ پڑھتے ہیں اور بعد میں مبالغہ کی تاء لگا دیتے ہیں اس تاء کو تاء جمع اور تاء تانیث بھی کہتے ہیں

فرشتوں کو ملائکہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے درمیان وسائط ہیں یہ اللہ کے رسول ہیں۔ ان کی حقیقت میں اہل عقل کے مختلف اقوال ہیں۔ لیکن اس بات میں سب متفق ہیں کہ فرشتے ذوات موجودہ بنفسہما قائم ہیں اکثر مسلمانوں کا مذہب یہ ہے کہ فرشتے اجسام لطیفہ ہیں اور مختلف اشکال اختیار کر سکتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرات انبیاء اور رسول کرام علیہم السلام ان کو اسی طرح دیکھتے تھے۔ بعض نصاریٰ کہتے ہیں یہ نفوس بشریہ فاضلہ ہیں جو اپنے ابدان سے جدا ہو چکے ہیں۔ حکماء کا خیال یہ ہے کہ یہ جواہر مجرودہ ہیں جو حقیقت میں نفوس ناطقہ کے مخالف ہیں ان میں سے بعض نفوس معرفت حق میں مستغرق اور غیر کی طرف قطعاً متوجہ نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف قرآن کریم میں فرمائی ہے کہ وہ رات دن اللہ کی تسبیح کرتے ہیں اور ذرہ بھر سستی نہیں ہوتے ان کو علیوں اور ملائکہ مقربوں کہا جاتا ہے اور بعض آسمان سے زمین تک ان امور کی تدبیر کرتے ہیں جن کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے اور قلم الہی ان کا نقش کر چکی ہے۔ وہ اللہ کے حکم میں نافرمانی نہیں کرتے اور جو اللہ فرمائے وہی کرتے ہیں۔ ان فرشتوں کو ”مذہبات“ کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ ”فَالْمَذَہَبَاتُ اَمْوَءًا“ ان میں سے بعض آسمانوں میں رہتے ہیں اور بعض زمین میں رہتے ہیں۔ ان میں سے بعض عرش کو اٹھا رہے ہیں۔ بعض کرویہ میں جو عرش کے ارد گرد رہتے ہیں۔ یہ سب ملائکہ سے اشرف ہیں اور یہ مقرب فرشتے ہیں۔ ان میں سے جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل ہیں۔ یہ غائبانہ طور پر مومنوں کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض ساتوں آسمانوں میں رہتے ہیں اور اللہ کی عبادت سے آسمانوں کو آباد کرتے ہیں اور ذرہ بھر سستی نہیں کرتے۔ ان میں سے بعض ہمیشہ رکوع میں رہتے ہیں اور بعض سجدہ میں رہتے ہیں اور بعض دائماً کھڑے رہتے ہیں۔ ان میں سے بعض گروہ گروہ کی شکل میں آتے ہیں اور بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں ہر روز ستر ہزار فرشتہ بیت المعمور کا طواف کرتا ہے جو ایک بار طواف کر لے قیامت تک اس کی باری نہیں آتی۔ بعض فرشتے جنت میں اہل جنت کے اکرام و اعزاز کے لئے مقرر ہیں۔ وہ ان کی ضیافت لباس، خورد و نوش اور رہنے کے مکانات کا اہتمام کرتے ہیں۔ اور ان کے علاوہ دیگر اشیاء سے ان کو نوازتے ہیں جو دنیا میں کسی آنکھ نے دیکھی نہیں نہ کان نے سنی اور نہ ہی اس کا کسی بشر کے دل و دماغ میں تصور آیا ہے۔ بعض فرشتے دوزخ پر مقرر ہیں ان کو نسیہ کہا جاتا ہے ان سے آگے انیس فرشتے ہیں اور جہنم کا دار و فہ مالک ہے۔ وہ جہنم کے تمام فرشتوں سے اعلیٰ حیثیت رکھتا ہے۔ بعض فرشتے انسانوں کی حفاظت پر مامور ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے نفوذ کا وقت ہو تو وہ علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ بعض فرشتے انسانوں کے اعمال کی حفاظت کرتے ہیں وہ انسان سے جدا نہیں ہوتے البتہ جب انسان ناپاک ہو یا پیشاب و پاخانہ کرے تو کچھ وقت کے لئے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا آپ کس شئی پر مامور ہیں۔ جبرائیل نے کہا میں ہوا اور شکروں پر مقرر ہوں آپ نے میکائیل کے متعلق پوچھا تو عرض کیا۔ وہ نباتات اور بارش پر مامور ہیں طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سے اللہ تعالیٰ نے آگ کو پیدا کیا ہے۔ میکائیل علیہ السلام کبھی نہیں ہنسے۔ ان کے مددگار اور فرشتے ہیں جو ان کے حکم کی پابندی کرتے ہیں۔ وہ ہوا

اور بادلوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق چلاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے آسمان سے گرنے والے ہر قطرہ کے ساتھ فرشتہ ہوتا ہے جو اس کو زمین پر لاتا ہے۔ فرشتوں میں سے بعض فرشتے رسول ہیں وہ رسل عظام علیہم السلام کی طرح گناہوں سے معصوم ہیں اور جو فرشتے اور رسول نہیں ان کی عصمت میں علماء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض علماء ان کو معصوم خیال نہیں کرتے جیسے ماروت و ماروت کا واقعہ ہے کہ انھوں نے شراب پیا، زنا کیا اور قتل بھی کیا ہے جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرفوع روایت کی ہے۔ اور ابن حبان نے اس کو صحیح کہا ہے اور اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدْوا لِاٰدَمَ الْاٰیۃ اس کا مفہوم یہی ہے کہ ابلیس فرشتوں میں شامل تھا ورنہ وہ مامور نہ ہوتا اور نہ ہی اس کو فرشتوں سے مستثنیٰ کرنا درست ہوتا جبکہ مستثنیٰ متصل ہی اصل ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرآن کریم میں ”لیکن ابلیس نے سجدہ نہ کیا اور وہ جن ہے“ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اُس نے جنوں کا کردار ادا کیا تھا۔ اس کی جنس جن نہیں فرشتہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرشتوں کی ایک قسم جن کی اولاد ہوتی ہے اور ان کو جن کہا جاتا ہے ان میں سے ابلیس لعین ہے۔ الحاصل بعض فرشتے معصوم نہیں اگرچہ عموماً وہ معصوم ہوتے ہیں۔ جیسے انسانوں میں سے بعض انسان معصوم ہیں اور عموماً معصوم نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ بعض فرشتے ذاتی طور پر شیطانوں کے مخالف نہ ہوں اور عوارض و صفات میں مخالفت رکھتے ہوں جیسے جن اور انسان نیک اور فاسق ہیں۔

لیکن اہل تحقیق علماء کہتے ہیں فرشتے مطلقاً گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں اور ابلیس جن تھا جس نے فرشتوں میں سکونت اختیار کر رکھی تھی۔ اور ہزار ہا فرشتوں میں مغرور رہا تھا۔ اس لئے غلبہ کے طور پر اس کو فرشتہ کہہ دیا گیا ہے۔ یا جن بھی فرشتوں کے ساتھ آدم کو سجدہ کرنے میں مامور تھے لیکن ان کو ذکر نہیں کیا اور فرشتوں کے ذکر پر اکتفا کی گئی جب اکابر کسی کے لئے عاجزی اور فرد تنی کرنے میں مامور ہوں تو اصغر بطریق اولیٰ مامور ہوتے ہیں اس لئے جن جو اصغر ہیں فرشتوں کے ساتھ سجدہ کرنے میں مامور تھے۔ اور ماروت و ماروت کا قصہ یہ ہے کہ حضرت امام احمد رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمین پر اتارا گیا تو فرشتوں نے کہا اے پروردگار عالم ایسے شخص کو خلعتِ خلافت پہنائی ہے جو زمین میں فتنہ و فساد کرے گا جبکہ ہم انسانوں سے زیادہ فرمانبردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم میں سے دو فرشتے منتخب ہو جائیں میں ان کو زمین پر اتارتا ہوں انھوں نے ماروت و ماروت کا انتخاب کیا جبکہ وہ بہت نیک فرشتے تھے۔ وہ زمین پر اتارے گئے تو ان کے پاس ایک خوبصورت عورت آئی تو انھوں نے اس کے نفس پر قدرت حاصل کرنا چاہی تو اُس نے اس شرط پر ان کو اپنے نفس پر قادر کرنا چاہا کہ وہ اس تجپہ کو قتل کریں۔ انھوں نے قتل سے انکار کر دیا وہ واپس چلی گئی اور شراب کا پیالہ لے کر آئی انھوں نے پھر وہی خواہش ظاہر کی تو اُس نے کہا بشرطیکہ یہ شراب پیو انھوں نے شراب پیا اور اس سے بداخلاقی کی اور بچے کو قتل کر دیا جب بوس میں آئے تو اس عورت کو ہاتھ میں لے کر دیکھا یا تم نے شراب پیا اور بچے کو قتل کیا اب دنیا کا عذاب پسند کرو یا آخرت کا عذاب اختیار کر لو۔ انھوں نے دنیا کا عذاب اختیار کر لیا اس اسناد سے یہ حدیث غریب ہے اگرچہ اس کے راوی صحیحین کے راوی ہیں لیکن موسیٰ بن

۲۹۵۵ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا هَمَامٌ عَنْ قَتَادَةَ
وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا سَعِيدٌ وَهَشَامٌ ثَنَا قَتَادَةُ ثَنَا
أَسَدُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَيْنَا أَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ فَذَكَرَ رَجُلًا بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ
فَأَتَيْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَلَأَنَ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَشَقُّ مِنَ النَّحْرِ
إِلَى مَرَاتِقِ الْبَطْنِ ثُمَّ غَسَلَ الْبَطْنَ بِمَاءٍ زَمْزَمٍ ثُمَّ مَلَأَ حِكْمَةً وَإِيمَانًا
وَأَتَيْتُ بِدَابَّةٍ أَبْيَضَ دُونَ الْبَعْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ السُّبْرَاقِ
فَانْطَلَقْتُ مَعَ جَبْرِئِيلَ حَتَّى أَتَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا قِيلَ مَنْ هَذَا قِيلَ
جَبْرِئِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قِيلَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ
مُرْحَبًا بِهِ وَلِنَعْمَ الصَّحْبُ جَاءَ فَأَتَيْتُ عَلَى أَدَمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ

جبرئیل مستور الحال ہے اور کئی طرق سے بھی یہ حدیث روایت کی گئی ہے (قططانی باختصار)
ترجمہ : مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
۲۹۹۵ — نے فرمایا ایک وقت میں بیت اللہ کے پاس نیند و بیداری میں تھا اور آپ
نے اپنی ذات کریمہ کو دو مردوں کے درمیان ذکر کیا کہ میرے پاس سونے کا طشت لایا گیا جو حکمت اور ایمان سے
بھرا ہوا تھا پھر سینے سے پیٹ کے نیچے تک چاک کیا گیا پھر پیٹ کو آب زمزم سے دھویا گیا پھر حکمت اور ایمان
سے بھرا گیا اور ایک سفید چارپایہ لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا وہ بُراق ہے۔ میں جبرائیل کے ساتھ
روانہ ہوا حتیٰ کہ ہم دنیا کے آسمان تک پہنچے تو کہا گیا یہ کون ہے؟ اُس نے کہا میں جبرائیل ہوں پھر پوچھا گیا تمہارے ساتھ
کون ہے؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا گیا آپ کو پیغام بھیجا گیا ہے؟ جبرائیل سے کہا جی ہاں! کہا گیا مرحبا آپ کا
تشریف لانا بہت اچھا ہے۔ میں آدم علیہ السلام کے پاس آیا اور ان کو سلام کیا تو انہوں نے کہا اے بیٹے اور نبی
مرحبا! پھر ہم دوسرے آسمان پر آئے تو کہا گیا یہ کون ہے؟ اُس نے کہا میں جبرائیل ہوں پھر پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون
ہے؟ اُس نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کہا گیا آپ کو تشریف آوری کا پیغام بھیجا گیا ہے؟ جبرائیل نے کہا جی ہاں!
کہا گیا مرحبا آپ کی تشریف آوری بہت اچھی ہے۔ (اس آسمان پر) میں عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام کے پاس آیا تو انہوں نے

مَرْحَبًا بِكَ مِنْ ابْنِ وَنْبَى فَاَتَيْنَا السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ
 قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ ارْسِلْ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ وَلِنَعْمَ
 الْمَحْجَى جَاءَ فَاَتَيْتُ عَلَى عِيسَى وَنَحْيَى فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ اَخِي وَنْبَى فَاَتَيْنَا
 السَّمَاءَ الثَّلَاثَةَ قِيلَ مَنْ هَذَا قِيلَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ مَعَكَ قِيلَ مُحَمَّدٌ قِيلَ
 وَقَدْ ارْسِلْ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ وَلِنَعْمَ الْمَحْجَى جَاءَ فَاَتَيْتُ عَلَى
 يُوسُفَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ اَخِي وَنْبَى فَاَتَيْنَا السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ
 قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ مَعَكَ قِيلَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قِيلَ وَقَدْ ارْسِلْ اِلَيْهِ قِيلَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ وَلِنَعْمَ الْمَحْجَى جَاءَ فَاَتَيْتُ عَلَى
 اِدْرِيسَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ اَخِي وَنْبَى فَاَتَيْنَا السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ
 قِيلَ مَنْ هَذَا قِيلَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قِيلَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ ارْسِلْ
 اِلَيْهِ قِيلَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا بِهِ وَلِنَعْمَ الْمَحْجَى جَاءَ فَاَتَيْنَا عَلَى هَارُونَ
 فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ اَخِي وَنْبَى فَاَتَيْنَا عَلَى السَّمَاءِ

کہا اے بھائی اور نبی مرحبا پھر ہم تیسرے آسمان پر آئے تو کہا گیا یہ کون ہے؟ کہا جبرائیل ہے کہا گیا آپ کے ساتھ
 کون ہے؟ کہا گیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا گیا آپ کو تشریف لانے کے لئے پیغام بھیجا گیا ہے؟ جبرائیل
 نے کہا جی ہاں! کہا گیا مرحبا آپ کا تشریف لانا بہت اچھا ہے۔ میں یوسف "علیہ السلام" کے پاس آیا اور ان کو سلام
 کہا تو انہوں نے کہا اے بھائی اور نبی مرحبا! پھر ہم چوتھے آسمان پر آئے تو کہا گیا یہ کون ہے؟ کہا جبرائیل ہے۔
 کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا گیا ان کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا
 ہے کہ جی ہاں! کہا مرحبا آپ کا تشریف لانا بہت اچھا ہے۔ میں ادریس "علیہ السلام" کے پاس آیا اور ان کو
 سلام کہا تو انہوں نے کہا اے بھائی اور نبی مرحبا۔ پھر ہم پانچویں آسمان پر آئے تو کہا گیا یہ کون ہے؟ اُس نے کہا
 جبرائیل ہوں کہا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہا گیا آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا
 گیا ہے؟ کہا جی ہاں! کہا مرحبا۔ آپ کا تشریف لانا بہت اچھا ہے۔ ہم ہارون "علیہ السلام" کے پاس آئے تو
 انہوں نے کہا اے بھائی اور نبی مرحبا۔ پھر ہم چھٹے آسمان پر آئے تو کہا گیا یہ کون ہے؟ کہا جبرائیل ہے۔ کہا گیا آپ کے

السَّادِسَةُ قِيلَ مَنْ هَذَا قِيلَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ مَعَكَ قِيلَ مُحَمَّدٌ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَحْيِ جَاءَ
 فَأَتَيْتُ عَلَى مُوسَى فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخِي وَبَنِي فَلَمَّا
 جَاوَزْتُ بَنِي فَقِيلَ مَا أَبْكَاكَ قَالَ يَا رَبِّ هَذَا الْغُلَامُ الَّذِي
 بُعِثَ بَعْدِي يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهِ أَفْضَلُ مِمَّا يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي
 فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ السَّابِعَةَ قِيلَ مَنْ هَذَا قِيلَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ مَعَكَ قِيلَ
 مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَحْيِ جَاءَ فَأَتَيْتُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
 فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ ابْنِ وَبَنِي فَرَفَعَنِي إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ فَسَأَلْتُ
 جِبْرِيلَ فَقَالَ هَذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ يُصَلِّي فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ
 إِذَا خَرَجُوا لِمَرْيَعَةٍ وَآخِرُ مَا عَلَيْهِ وَرُفِعَتْ لِي سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى فَإِذَا نَبَقَهَا
 كَأَنَّهُ قِلَافٌ مَجْرُورٌ وَمِثْلُهَا كَأَنَّهُ أَذَانُ الْفَيْوَلِ فِي أَصْلِهَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ

ساتھ کون ہے؟ کہا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا گیا آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے؟ کہا جی ہاں
 کہا مرحبا آپ کا تشریف بہت اچھا ہے۔ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور ان کو سلام کہا تو انہوں نے کہا اے
 بھائی اور بنی مرحبا۔ جب میں ان کے پاس سے آگے نکل گیا تو وہ رونے لگے اُن سے کہا گیا آپ کس لئے رو
 رہے ہیں انہوں نے کہا اے اللہ یہ لڑکا جو میرے بعد نبی مبعوث ہوئے ان کی امت کے لوگ میری امت کے لوگوں
 سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر ہم چھٹے آسمان پر آئے تو کہا گیا یہ کون ہے؟ جبرائیل نے کہا میں جبرائیل
 ہوں "علیہ السلام" کہا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا گیا کیا آپ کو تشریف
 لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے؟ کہا جی ہاں! کہا گیا آپ کا تشریف لانا بہت اچھا ہے۔ میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس
 آیا اور ان کو سلام کہا تو انہوں نے جواب دیا اے بیٹے اور بنی مرحبا۔ پھر میرے سامنے بیت المعمور ظاہر کیا گیا میں
 نے جبرائیل سے پوچھا تو انہوں نے کہا یہ بیت المعمور ہے اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔ جب وہ
 چلے جائیں تو دوبارہ واپس نہیں آتے آخر تک اُن کی باری نہیں آتی۔ پھر میرے سامنے بیت المعمور ظاہر کیا گیا میں نے
 جبرائیل سے پوچھا تو انہوں نے کہا یہ بیت المعمور ہے اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔ جب وہ چلے جائیں
 تو دوبارہ واپس نہیں آتے آخر تک اُن کی باری نہیں آتی۔ پھر میرے سامنے سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى کیا گیا اس کے پھل ہجر

هَرَّانَ بَاطِنَانَ وَهَرَّانَ ظَاهِرَانَ فَسَأَلَتْ جِبْرِئِيلُ فَقَالَ أَمَّا الْبَاطِنَانِ
فَفِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالْفِرَاتُ وَالنَّيْلُ ثُمَّ فَرَضْتُ عَلَى خَمْسُونَ
صَلَاةً فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جِئْتُ مُوسَى فَقَالَ مَا صَنَعْتَ قُلْتُ فَرَضْتُ عَلَى
خَمْسُونَ صَلَاةً قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِالنَّاسِ مِنْكَ عَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ
الْمَعَالَجَةِ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلْهُ فَرَجَعْتُ فَسَأَلْتُهُ
فَجَعَلَهَا أَرْبَعِينَ ثُمَّ مِثْلَهُ ثُمَّ ثَلَاثِينَ ثُمَّ مِثْلَهُ فَجَعَلَ عِشْرِينَ ثُمَّ مِثْلَهُ
فَجَعَلَ عَشْرًا فَأَتَيْتُ مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ فَجَعَلَهَا خَمْسًا فَأَتَيْتُ مُوسَى
فَقَالَ مَا صَنَعْتَ قُلْتُ جَعَلَهَا خَمْسًا فَقَالَ مِثْلَهُ قُلْتُ سَأَلْتُ فَنُودِيَ
أَنِّي قَدْ أَمُضَيْتُ فَرِئُصَتِي وَخَفَفْتُ عَنْ عِبَادِي وَأَجْزَيْتُ الْحَسَنَةَ عَشْرًا
وَقَالَ هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ

کے مشکوں کی طرح تھے اور اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں جیسے تھے اس کی جڑ میں چار نہریں جاری تھیں۔ دو باطنی اور دو ظاہری۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا تو انھوں نے کہا باطنی نہریں جنت کی نہریں ہیں اور ظاہری نہریں نیل و فرات ہیں۔ پھر مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں میں واپس آیا حتیٰ کہ موسیٰ کے پاس آیا تو انھوں نے کہا آپ نے کیا کیا؟ میں نے کہا مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں انھوں نے کہا میں لوگوں کا حال زیادہ جانتا ہوں میں نے بنی اسرائیل کا بہت تجربہ کیا ہے۔ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔ آپ اپنے رب کے پاس واپس تشریف لے جائیں اور عرض معروض کریں میں واپس چلا گیا اور اللہ تعالیٰ سے (تخفیف) کا سوال کیا تو اللہ نے چالیس نمازیں کر دیں پھر اسی طرح کیا پھر تیس کر دیں پھر اسی طرح ہوا تو بیس کر دیں پھر اسی طرح کیا تو دس کر دیں میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انھوں نے پہلے کی طرح کہا تو اللہ نے ان کو پانچ کر دیا۔ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انھوں نے کہا آپ نے کیا کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ نے نمازیں پانچ کر دیں ہیں انھوں نے اسی طرح کہا میں نے کہا میں نے سجداتی سے تسلیم کر لیا ہے تو نداء آئی میں نے اپنا فریضہ نافذ کر دیا ہے اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی ہے اور میں نیکی کی دس گنا جزا دوں گا۔ ہمام نے قتادہ حسن اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فی البیت المعمور کے الفاظ روایت کئے ہیں۔

۲۹۹۵

شوح :

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حکمت اور ایمان معانی ہیں اور بھڑنا جسم کی صفت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ طشت میں کوئی شئی تھی جس سے کمال ایمان و حکمت حاصل ہوتے ہیں چونکہ وہ شئی ایمان و حکمت کا سبب ہے اس لئے اس کو ایمان و حکمت کہا گیا ہے۔ مرق، پیٹ کا پخلا حصہ۔ یہ شق اس شق صدر کا غیر ہے جو چھوٹی عمر شریف میں ہوا تھا۔ معلوم ہوا آپ کا شق صدر دو دفعہ ہوا ہے (کرماتی) براق وہ چوپایہ ہے جس پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شب اسری میں سوار ہوئے تھے۔ براق برق سے مشتق ہے۔ کیونکہ اس کی رفتار بہت تیز تھی اس لئے اس کو براق کہا جاتا ہے یا اس لئے کہ وہ بہت صاف تھا اور اس کا رنگ چمکدار تھا۔ بعض علماء نے کہا کہ اس چوپایہ کے دو رنگ تھے اس لئے اس کو براق کہا جاتا ہے ”شَاةٌ بَرَقَاءُ“ جبکہ اس کے بالوں کے دو رنگ ہوں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے جدا مجدد ہیں۔ لہذا مناسب یہ تھا کہ وہ آپ کو بھائی نہ کہتے بیٹا کہتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام بھائی ہیں اور ادریس علیہ السلام نے بطور ادب و احترام بیٹا نہیں کہا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی امت پر شفقت کے باعث رونے لگے تھے جبکہ انھوں نے آپ کی متابعت سے وہ نفع نہ حاصل کیا جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مرحومہ نے آپ کی متابعت سے نفع حاصل کیا ہے اور ان کی امت کی تعداد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی تعداد کو نہیں پہنچ سکی۔ آپ کا رونا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت و عظمت اور رفعت مقام پر بطور حسد نہ تھا (معاذ اللہ) رونے کی کئی قسمیں ہیں کبھی حزن و ملال کے باعث رویا جاتا ہے کبھی تعجب کے سبب رونا ہوتا ہے اور کبھی فخر و سرور سے رونا آجاتا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو غلام کہنا آپ کی قصر شان اور تحقیر کے لئے نہیں تھا بلکہ اس احسان کی تعظیم کے لئے تھا جس سے پروردگار عالم نے آپ کو نوازا ہے۔ اور آپ کو مھوڑی عمر میں بے شمار تحائف و کرامات عنایت فرمائی ہیں۔ عرب کے محاورات میں جب کسی شخص میں قوت بازو ہو اس کو غلام کہا جاتا ہے اگرچہ اس کی عمر بڑی ہو۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں موسیٰ علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر ذکر کیا ہے حالانکہ کتاب الصلوٰۃ کی حدیث ۳۴۲ میں ان کو ساتویں آسمان میں ذکر کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام چھٹے آسمان پر بھی تھے اور ساتویں آسمان پر بھی تھے کیونکہ ایک شئی ایک وقت کئی جگہ موجود ہو سکتی ہے یہ شرعاً جائز ہے اگرچہ اہل میزان کے نزدیک محال ہے لیکن محال عقلی کو یہ لازم نہیں کہ وہ شرعاً بھی محال ہو۔ سدرۃ المنقذی کو یہ نام اس لئے دیا گیا کہ وہاں تک فرشتوں کے علوم پہنچ سکتے ہیں اور اس سے آگے کوئی نہیں بڑھ سکتا ہے۔ البتہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی یہ عظمت حاصل ہے کہ آپ نے تمام منازل سماویہ اور آفاق جُلویہ کو طہ کر کے حضور رب العالمین کے حضور قدم میمنت رکھا اور خالق کائنات سے کمالات علمیہ سے سرفراز ہوئے۔ الحمد للہ رب العالمین، بیٹ المغمور، کعبہ کی محاذات میں آسمانوں پر مقام ہے جس کا فرشتے طواف کرتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کے حقیقہ دروازے ہیں اور ان کی حفاظت کے لئے فرشتے مقرر ہیں۔

قاہنی حیاض، ”عند اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ملازم میں شب اسرا کے متعلق گفتگو مانے پایا جاتا ہے۔ بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج خواب میں ہوئی لیکن یہ بات وہ ہے جو مہر علماء نے کہا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسم پاک کے ساتھ ہوئی، ”یہ کفر اہل علم و حکم کے ہے۔ علماء کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ آپ کو خواب میں معراج ہوئی۔ اس پر سب علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انبیاء کرم طہیم اس م کے خواب وہی ہوتے ہیں اعدائے میں قطعاً شک و شبہ نہیں ہوتا، ان حضرات علماء نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کیا کہ ”مَا خَلَجْنَا جَنَّةً نَسُوْلُ اَنْفُسِنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن پاک معقود نہ ہوا۔ نیز انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس شاندار استدلال کیا کہ ”يُنَادِيْنَا اَنَّا سَاطِرٌ“ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے قول کے پیش نظر کہ ”هُوَ كَانَتْ لِي الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، كَخَلْوَتِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ فرمایا ایک وقت میں سورہ فاتحہ اور انس نے کہا آپ مسجد حرام میں مسجد ہے حق اور معراج کا مقصد ذکر کیا اور حرم میں یہ الفاظ ذکر فرمائے کہ میں بیدار ہوا تو مسجد حرام میں تھا۔ انکرا اہل علم فقہاء، محدثین، مفتیین، اہل تسکین کا مسلک یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج روع مع البدن طالت بیداری میں ہوئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ روایت کی ہے اور ابن عباس نے اس کو صحیح کہل ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ مسجد حرام سے بیت المقدس تک بیداری کی حالت میں بدن مع روع آپ نے سیر کی اور بیت المقدس سے آسمان تک صرف معراج ہے لیکن بعض یہ بت کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے بیت المقدس تک پھر وہاں سے آسمان تک بیدار روع سیر کرتے ہوئے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”مُجْتَانِ الذِّئِ اسْوٰى بِعَبْدِهِ الْاٰتِ عِبَادَ اللّٰهِ جَمْعٌ رُوحٌ رُوحًا“ ہے اگر روحانی معراج ہوئی تو بڑا حیرت انگیز ہے۔ ظاہر الفاظ اور حقیقت سے تاویل صرف روع اس وقت کیا جلتی ہے بلکہ حقیقت محال ہو اور جسم مع روع کا بیداری کی حالت میں آسمان کی سیر کرنا محال نہیں۔ در نہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے معراج میں اشکال پیدا ہو گا حالانکہ وہاں صریح نص قطعی ہے۔ ان کا کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں اٹھایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ یہ رؤیا میں تھا تو یا منام نہ تھا اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کلام کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے مشاہدہ سے یہ بیان نہیں کیا کیونکہ اس وقت آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر نہ تھیں کیونکہ معراج مکہ مکرمہ میں ہوئی اور ام المؤمنین مدینہ منورہ میں آپ کے گھر تشریف لائیں۔ بعض علماء نے کہا لیکن ہے کہ اس وقت آپ پیدا بھی نہ ہوئی ہوں۔ لہذا انہوں نے یہ حدیث کسی سے سنی ہوگی تو اس خبر کو ان کے غیر کی خبر پر ترجیح نہیں دے سکتے ہیں۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب براق پر سوار ہونا چاہا تو وہ اچھلنے لگا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ براق آپ سے وعدہ لینا چاہتا تھا کہ قیامت میں بھی آپ اسی پر سوار ہوں جبکہ میدان محشر میں شان و شوکت سے تشریف لائیں گے۔ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وعدہ کر لیا تو وہ اچھلنے سے رک گیا۔ ابن عباس نے روایت کی کہ جبرائیل علیہ السلام نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو براق پر سوار کیا

۲۹۹۶۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ
عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَهُوَ الْقَادِرُ الْمُصَدِّقُ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ يَجْمَعُ خَلْقَهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ
أَرْبَعِينَ يَوْمًا نَظْفَةً ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ
ذَلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ مَلَكًا وَيَوْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ وَيُقَالُ لَهُ اكْتُبْ عَمَلَهُ
وَرِزْقَهُ وَأَجَلَهُ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ ثُمَّ يَنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ فَإِنَّ الرَّجُلَ
مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ
كِتَابُهُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ وَيَعْمَلُ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ إِلَّا
ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

اور خود آپ کے پیچھے بیٹھے جب واپس آئے تو بیت المقدس میں نماز نہیں پڑھی ورنہ نماز پڑھنی سنت قرار پاتی
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فعل کے واجب ہونے کے بعد اس پر عمل کرنے سے پہلے وہ منسوخ ہو سکتا ہے۔
(حدیث ۳۴۴ کی شرح دیکھیں)

۲۹۹۶۔ ترجمہ : زید بن وہب سے روایت ہے اُنھوں نے کہا عبد اللہ نے کہا کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حالانکہ آپ سچے ہیں اور آپ کی تصدیق
کی گئی ہے کہ تم میں سے ہر ایک کی تخلیق اس کی ماں کے پیٹ میں مکمل کی جاتی ہے۔ چالیس دن نطفہ رہتا ہے پھر
چالیس روز خون بستہ رہتا ہے۔ پھر اتنے ہی دنوں تک مضغہ گوشت رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا
ہے اور اس کو چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے اس کا عمل، رزق، عمر اور بد بخت یا نیک بخت
لکھے۔ پھر اس میں روح ڈالی جاتی ہے۔ بے شک تم میں سے ایک آدمی عمل کرتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے
درمیان صرف ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اس کی تقدیر آگے بڑھتی ہے اور وہ دوزخیوں کے عمل کرنے لگتا ہے
اور کوئی آدمی عمل کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک گز فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر
تقدیر غالب آتی ہے۔ اور وہ جنتیوں کے عمل کرنے لگتا ہے۔

۲۹۹۶۔ شرح : نطفہ کا ماں کے پیٹ میں جمع ہونے کا معنی یہ ہے کہ نطفہ جب عورت
کے رحم میں واقع ہو اور اللہ تعالیٰ اس سے بچہ پیدا کرنا چاہے تو نطفہ عورت

۲۹۹۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ ثَنَا مُحَمَّدٌ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَابَعَهُ أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ الْعَبْدَ نَادَى جِبْرِيلُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فَلَانَا فَأَحْبِبْهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ فَيُنَادِي جِبْرِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فَلَانَا فَأَحْبِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ

کے ہر حصہ میں پھرتا ہے ناخن اور بال وغیرہ کے تحت چلتا ہے۔ اور چالیس روز ٹھہرتا ہے۔ پھر خون بن کر رحم میں اُترتا ہے۔ یہ جمع ہونے کا معنی ہے۔ حدیث ۳۱۴ کی شرح دیکھیں۔

۲۹۹۷ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور ابن جریر سے روایت کر کے ابو عاصم نے ان کی متابعت کی۔ انہوں نے کہا مجھے موسیٰ بن عقبہ نے نافع سے انہوں نے ابو ہریرہ سے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل کو ندا فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم اس سے محبت کرو تو آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر اس کی مقبولیت زمین میں اتاری جاتی ہے (اور لوگ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں)۔

۲۹۹۷ — شرح : یعنی جو لوگ اس کو پہچانتے ہیں ان کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دی جاتی ہے اور وہ اس کا اچھا ذکر کرتے ہیں اس کی مدح و ثناء کرتے

ہیں حتیٰ کہ لوگوں میں اس کا نیک ذکر باقی رہتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی لوگوں کے دلوں میں محبوب ہو وہ اللہ کا محبوب ہوتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے محبت کو ذکر کیا ہے بغض کو ذکر نہیں کیا چنانچہ بعض روایات میں ہے جب اللہ کسی بندے سے بغض رکھتا ہے تو حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیتا ہے کہ میں فلاں بندے سے بغض رکھتا ہوں وہ اس کے ساتھ بغض رکھے تو جبرائیل علیہ السلام اس سے بغض کرنے لگتا ہے پھر وہ آسمان والوں کو ندا کرتا ہے کہ اللہ فلاں سے بغض رکھتا ہے تم اس سے بغض رکھو تو وہ اس سے بغض کرنے لگتے ہیں پھر اس کی مبغوضیت زمین میں اتاری جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کے متعلق لوگوں کے دلوں میں بغض ہو وہ اللہ کے نزدیک مبغوض ہوتا ہے۔

۲۹۹۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ثَنَا ابْنُ أَبِي مُرَيْمٍ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنَا ابْنُ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ وَهُوَ السَّحَابُ فَتَذْكُرُ الْأُمُورَ قُضِيَ فِي السَّمَاءِ فَتُشْرِقُ الشَّيَاطِينُ السَّمْعَ فَتَسْمَعُهُ فَتُوحِيهِ إِلَى الْكُتَاتِ فَيَكْذِبُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ

۲۹۹۹ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ ثَنَا ابْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلَى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَائِكَةٌ يَكْتُبُونَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ فَإِذَا اجْلَسَ الْإِمَامُ طَوَّأَ الصُّحُفَ وَجَاءُوا يَسْتَمْعُونَ الذِّكْرَ

۲۹۹۸ — ترجمہ : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ جناب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سنہراتے ہوئے سنا کہ فرشتے عنان یعنی بادل میں اترتے ہیں اور اس امر کا ذکر کرتے ہیں جس کا فیصلہ آسمانوں میں ہوتا ہے۔ تو شیطان چھپ کر سن لیتے ہیں اور وہ کانہوں کو بتا دیتے ہیں وہ اپنی طرف سے اس میں سوجھبوش ملا لیتے ہیں۔

۲۹۹۹ — ترجمہ : ابوسریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو مسجد کے دروازے پر فرشتے بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ پہلے پہلے آنے والوں کے نام لکھتے ہیں۔ جب امام (خطبہ کے لئے) باہر آئے تو فرشتے اپنی کتابیں لپیٹ لیتے ہیں۔ اور (مسجد میں) آکر خطبہ سننے لگتے ہیں۔ (حدیث ۸۸۸ کی شرح دیکھیں)

۳۰۰۰ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ
سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ مَرَّ عُمَرُ فِي الْمَسْجِدِ وَحَسَّانُ يُلْشِدُ فَقَالَ كُنْتُ أُنْشِدُ
فِيهِ وَفِيهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ ثُمَّ التَفْتُ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ أُنْشِدُكَ
بِاللَّهِ أَسَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَجِبْ عَنِّي اللَّهُمَّ
أَيَّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ قَالَ نَعَمْ

۳۰۰۱ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ
ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَسَّانِ أَهْجُهُمْ أَوْ
هَاجِهِمْ وَجَبْرِئِلُ مَعَكَ

۳۰۰۲ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَنَا وَهَبُ بْنُ جَرِيرٍ ثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ
حُمَيْدَ بْنَ هِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى غِبَارِ سَاطِعٍ فِي
سِكَّةِ بَنِي غَنَمٍ وَزَادَ مُوسَى مَوَكِبَ جَبْرِئِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

۳۰۰۰ — ترجمہ : سعید بن مسیب نے کہا کہ حضرت عمر فاروق مسجد میں سے گزرے جبکہ حسان
اشعار پڑھ رہے تھے (عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جواب میں) حسان نے کہا میں مسجد میں اشعار پڑھا کرتا تھا حالانکہ اس
میں آپ سے بہتر ذات ستودہ صفات موجود ہوتے تھے۔ پھر وہ ابو ہریرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا میں تجھے قسم دیتا
ہوں کیا تو نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری طرف سے کفار کی ہجو کا جواب دو۔
اے اللہ روح القدس سے حسان کی تائید فرما۔ ابو ہریرہ نے کہا جی ہاں!

۳۰۰۱ — ترجمہ : حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت
سے فرمایا۔ کفار کی ہجو کرو اور جبرئیل تمہارے ساتھ ہیں۔

(حدیث ۴۴۴ کی شرح دیکھیں)

۳۰۰۲ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا گویا کہ میں وہ
غبار اب دیکھ رہا ہوں جو بنی غنم کی گھٹیوں میں بلند ہو رہا تھا۔ موسیٰ نے یہ

اضافہ کیا کہ حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لشکر کی وجہ ہے،

۳۰۰۳ — حَدَّثَنَا فَرُوةٌ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ قَالَ كُلُّ ذَلِكَ يَأْتِي الْمَلِكُ أَحْيَانًا فِي مِثْلِ صَلَاطَةِ الْحَرَسِ فَيَقْصِمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ مَا قَالَ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ وَيَمَثِلُ لِي الْمَلِكُ أَحْيَانًا رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِي مَا يَقُولُ

۳۰۰۴ — حَدَّثَنَا أَدَمُ بْنُ شَيْبَانَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ دَعَتْهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ أَيْ قُلْ هَلُمَّ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ ذَاكَ الَّذِي لَا قُوَى عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْجُونَ تَكُونَ مِنْهُمْ

۳۰۰۱ ، ۳۰۰۲ — شرح : حدیث ۳۰۰۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار و مشرکین کی ہجو کرنا اور ان کو اذیت پہنچانا جائز ہے جبکہ ان کو امن نہ دیا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے جہاد کرنے اور ان پر سختی کرنے کا حکم دیا ہے۔ جبکہ ان پر سختی کرنے میں ان سے بغض کی وضاحت ہوتی ہے۔ جو مسلمانوں کی وہ ہجو کرتے ہیں اس کا انتقام ظاہر ہوتا ہے لیکن ابتدائی مسلمانوں کی طرف سے جائز نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم ان لوگوں کو گالی مت دو جو اللہ کے سوا بتوں کی پوجا کرتے ہیں وہ دشمنی اور جہالت کے باعث اللہ کو گالی دیں گے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ روح القدس سے حسان کی تائید فرما یہ اس لئے فرمایا کہ مشرکین کی ہجو کرنے میں فحش اور زبانی بدگوئی تک پہنچنے کا گمان ہوتا ہے جو غیر مستحسن ہے اس لئے روح القدس کی تائید کی دعا فرمائی کہ روح القدس حسان کو فحش و بدگوئی سے پاک رکھے اور ہجو صرف ان کے جواب تک محدود رہے اور اس میں تجلوز نہ ہو حدیث ۳۰۰۲ میں مؤکب حروف جو محذوف ہونے کے باعث منضوب ہے۔ بعض روایات میں مؤکب مذکور ہے۔ یہ سیر کی قسم ہے اور جو لوگ زینت کے لئے اونٹوں پر سوار ہوں ان پر بھی مؤکب کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور شکر پر مؤکب بولا جاتا ہے۔

۳۰۰۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا کہ آپ کے پاس وحی کیسے آتی ہے۔ آپ نے فرمایا ہر وحی میں فرشتہ آتا ہے کبھی گھنٹی کی آواز کی مثل آتی ہے اور فرشتہ مجھ سے جُدا ہوتا ہے حالانکہ

اُس نے جو کچھ کہا ہوتا ہے میں نے یاد کر لیا ہوتا ہے اور وہ مجھ پر بہت سخت ہوتی ہے اور کبھی میرے سامنے فرشتہ مرد کی صورت اختیار کرتا ہے اور میرے ساتھ کلام کرتا ہے تو جو وہ کہتا ہے میں یاد کرتا جاتا ہوں،

شرح : کَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ آه دراصل عبارت اس طرح ہے "كَيْفَ يَأْتِيكَ

۳۰۰۳

حَامِلُ الْوَحْيِ" یعنی سائل کا سوال یہ ہے کہ آپ کے پاس وحی لانے والا

کیسے آتا ہے۔ لیکن حدیث میں اتیان کا اسناد وحی کی طرف کیا گیا ہے لہذا یہ مجاز عقلی یا مجاز فی الاسناد ہے۔ کیونکہ حامل اور محمول میں مناسبت ہے۔ اس کو استعارہ بالکنایہ بھی کہتے ہیں یعنی وحی کو رجل سے تشبیہ دی اور اس کی طرف مشبہ کی نسبت کی گئی اور مشبہ کو ذکر کر کے مشبہ بہ کا ارادہ کیا۔ "أَخْيَانًا" حین کی جمع ہے اور وہ وقت ہے اس کا قبیل و کثیر پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک لحظہ پر بھی بولا جاتا ہے۔ یہ ظرف منصوب ہے۔ یَاتِيْنِي مُؤَخَّرًا اس کا عامل ہے۔ قَوْلُهُ مَثَلُ صَلَاحٍ، ہر آواز والی شئی کی آواز کو صلصلہ کہا جاتا ہے۔ جیسے زنجیر کی آواز ہے۔ یعنی کبھی میرے پاس وحی آتی ہے جس کی آواز گھنٹی کی آواز کے مشابہ ہوتی ہے۔ فَيَقْصَمُ، کا معنی جدا ہوتا ہے یعنی وہ مجھ سے اس صورت میں جدا ہوتا ہے کہ پھر واپس آئے گا اور قَصَمَ سے مراد وحی کا جدا ہونا یعنی فرشتہ کا جدا ہونا یا اس کی شدت کا جدا ہونا ہے۔ یعنی مجھے کرب و شدت نے ڈھانپ لیا ہوتا ہے وہ مجھ سے کھل جاتا ہے۔ قَوْلُهُ يَتَمَثَّلُ آه یعنی فرشتہ آدمی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ قَوْلُهُ وَهُوَ أَشَدُّ حَلًا یعنی وحی کی پہلی قسم دوسری قسم سے سخت ہے کیونکہ گھنٹی کی آواز جیسا کلام سمجھنا مشکل ہوتا ہے اور مرد کا کلام سمجھنا آسان ہوتا ہے۔ پہلی قسم میں فرشتہ کی آواز گھنٹی کی آواز جیسی ہوتی ہے اور دوسری قسم میں مشکل آدمی ہوتا ہے اس کا کلام سمجھنا آسان ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ اس نے قائل اور سامع میں مناسبت ضروری کی ہے۔ تاکہ دونوں میں تعلیم و تعلم ہو سکے یہ مناسبت یا تو اس طرح ہوگی کہ سامع پر روحانیت کا غلبہ ہو اور وہ وصف قائل سے متصف ہو یہ پہلی قسم ہے یا قائل سامع کی وصف سے متصف ہو یہ دوسری قسم ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ فرشتہ آدمی کی صورت میں متمثل ہوتا ہے اور یہ مسلم امر ہے کہ پہلی صورت بہت سخت ہے۔ حدیث میں اس کی صورت یہ ہے کہ کبھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتہ کی وصف اختیار فرماتے اور کبھی فرشتہ آدمی کی صورت اختیار کرتا۔ ان دونوں طریقوں سے وحی کا افہام و تفہیم ہوتا ایک تیسری صورت بھی ہے اور وہ نیک خواب میں لیکن اس کو اس لئے ذکر نہیں کیا کہ سوال کا اصل مقصد وحی کا وہ طریقہ معلوم کرنا ہے جو مخصوص و مخفی ہو اور عموماً معلوم نہ ہو اور خواب معروف ہوتا ہے اس کو اس میں دخل نہیں یا سوال ہی یہ تھا کہ بیداری میں وحی آنے کی کیفیت کیا ہے یا سوال کے وقت نزول وحی انہی دو طریقوں سے ہوتا تھا اور نیک خواب ابتداء نبوت میں وحی کی صورت ظاہر کرتے تھے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کی ابتداء اچھے خوابوں کے ذریعہ تھی اور یہ چھ ماہ تک رہی پھر آپ نے تنہائی اختیار کر لی اور غار حرا میں تشریف لے گئے وہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتہ بشر کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ علماء کلام کا کہنا ہے کہ فرشتے لطیف

اجسام میں اور جو شکل چاہیں اختیار کر سکتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سائل نے وحی آنے کی کیفیت پوچھی ہے اور جواب میں وحی کی دوسری قسم حامل وحی کی کیفیت بیان کی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سائل نے وحی آنے کی کیفیت کا سوال نہیں پوچھا بلکہ وحی کے حامل کی کیفیت سے سوال پوچھا ہے۔ علاوہ ازیں حامل کی کیفیت سے وحی کی کیفیت معلوم ہو جاتی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلی قسم میں ”لفظ وعیث“ ذکر کیا ہے جو ماضی کا صیغہ ہے اور دوسری قسم میں مضارع کا صیغہ استعمال کیا ہے چنانچہ فرمایا ”اَعْنِ مَا يَقُولُ“، اس کا جواب یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی دو طرح سے آتی تھی۔ ایک حالت میں سماعت ترموتی تھی۔ کیونکہ اس حالت میں اوضاع ملکیت اختیار فرماتے اور طباع بشریہ سے بالا تر ہوتے تھے تو جس طرح ملائکہ پر وحی کی جاتی ہے۔ اسی طرح آپ پر وحی کی جاتی۔ پھر جب آپ طباع بشریہ کی طرف واپس لوٹتے تو جو کچھ آپ پر وحی کیا ہوتا وہ سب کچھ آپ کو یاد ہوتا تھا۔ اسی لئے ”وَعِیث“، ماضی کا صیغہ ذکر فرمایا۔ دوسری حالت میں فرشتہ بشری شکل میں آتا تھا اس کا وحی کا یاد کرنا آسان ہوتا تھا اور اس حالت میں جو کچھ فرشتہ ذکر کرتا اس کو آپ یاد کرتے جاتے اس لئے ”اَعْنِ“، مضارع کا صیغہ ذکر فرمایا حدیث علی کی شرح دیکھیں، ”شیخ شہاب الدین نے ذکر کیا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فصاحت و بلاغت کے اقصیٰ مراتب پر فائز تھے اور غیبی علوم کی خبریں دیا کرتے تھے اور لوگوں کو ان کی استعداد کے مطابق علوم کا فیضان فرماتے تھے۔ جب آپ کا یہ ارادہ ہوتا کہ وہ ان علوم کی گہرائیوں تک نہیں پہنچتے تو آپ ظاہری مثالیں بیان کر کے علوم کی وضاحت فرماتے تاکہ علوم کے حقائق ان کے لئے واضح ہو جائیں اور وہ مثالوں کے مشابہہ سے ان حقائق سے آگاہ ہو جائیں جن کا انھوں نے مشاہدہ نہیں کیا ہوتا۔ جب کسی صحابی نے آپ سے کیفیت وحی سے متعلق سوال عرض کیا اور یہ مسئلہ بہت مشکل تھا تو آپ نے اس کی مثال بیان فرمائی کہ وحی کبھی گھنٹی کی طرح آتی ہے جس کی آواز باہم خلط ملط ہوتی ہے وہ سنی جاتی ہے سمجھی نہیں جاتی اور اس وقت دل پر خطاب الہی کی ہیبت ہوتی ہے اور قول ثقیل کالقاء ہوتا ہے اور جب یہ حال کھل جائے تو نازل شدہ کلام واضح ہو جاتا ہے اور وہ آپ کے قلب شریف میں ایسا مستقر اور واضح ہوتا ہے جیسے وہ کانوں سے سنائی دیتا ہے اور اس میں کسی شئی کا اشتباہ نہیں ہوتا۔ وحی کی یہ قسم ملائکہ پر وحی کے مشابہہ ہے اور دوسری قسم واضح ہے کہ فرشتہ وحیہ کلیبی کی صورت میں آکر آپ کو اللہ کا حکم پہنچا یا کرتا تھا۔ ان دو طریقوں سے آپ پر وحی نازل ہوتا تھا البتہ ابتداء نبوت میں خواب میں رؤیا صالحہ سے وحی کی ابتداء ہوئی۔ کیونکہ اچانک فرشتہ کی آمد کی بشری قوت متحمل نہیں ہو سکتی تھی۔ اسی لئے نبوت کی ابتداء رؤیا صالحہ سے ہوئی جیسے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی روایت سے واضح ہوتا ہے اور رؤیا صالحہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کے خواب کی حالت میں اس کے دل میں کوئی شئی ڈال دیتا ہے یا اس کے حواس میں کوئی شئی ظاہر کرتا جیسے بیداری میں قلب بقیظان پر القاء کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی اللہ کی راہ میں ایک جوڑہ خرچ کرے۔ جنت کے فرشتے اس کو (آٹھ دروازوں سے) بلاتے ہیں کہ اے فلاں شخص ادھر سے آؤ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اس

۳۰۰۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا هِشَامٌ أَنَا مَعْمُرُ بْنُ الزُّهْرِيِّ
عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا يَا عَائِشَةُ
هَذَا جِبْرِيلُ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ فَقَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
تَرَى مَا لَا أَرَى تُرِيدُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

شخص کا کچھ نقصان نہ ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں یقین رکھتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں سے ہو۔
(حدیث ۲۶۴۵ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
۳۰۰۵ — علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ یہ جبرائیل (علیہ السلام) تجھے سلام
کہتے ہیں ام المؤمنین نے عرض کیا (یا رسول اللہ) وعلیہ السلام ورحمت اللہ وبرکاتہ آپ وہ دیکھتے ہیں جو میں
نہیں دیکھتی۔

۳۰۰۵ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جناب
مریم علیہا السلام سے خطاب فرمایا تھا تو اس طرح ام المؤمنین سے خطاب فرماتے ہوئے کیوں نہ کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مریم علیہا السلام کا مقدر یہ کیا تھا کہ ان کو شوہر کے بغیر بچہ عطا کرے گا تو جبرائیل
علیہ السلام کو ان سے گفتگو کرنے بھیج دیا تاکہ حمل کے زمانہ میں مریم کا دل مطمئن رہے اور وہ یہ خیال کرے کہ
جو کچھ ہو رہا ہے اللہ کی طرف سے ہے۔ پھر ولادت کے وقت جبریل کو بھیجا جبکہ وہ اس وقت تنہا و تنہا اور کہا آپ
کسی قسم کا فکر نہ کریں۔ اللہ نے تمہارے نیچے نہر جاری کی ہے تو ان سے فرشتہ کا خطاب ان کی تسکین کے لئے تھا تاکہ
ان کا قلب مطمئن رہے۔ اور انہیں اضطراب لاحق نہ ہو۔ یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ مریم علیہا السلام کا شوہر نہ تھا اس لئے
ان سے خطاب کیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا احترام کیا جیسے آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جنت میں محل کا احترام کیا جس کو آپ نے خواب میں دیکھا تھا تاکہ عمر فاروق
کو غیرت نہ آئے اس میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی منقبت عظیمہ ہے کہ جب سیدنا جبرائیل علیہ السلام جو شہوت سے
خالی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام کرتے ہیں اور آپ کی زوجہ محترمہ سے مشافہتہ خطاب نہیں کرتے تاکہ سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کا قلب شریف مضطرب نہ ہو تو جو کچھ اہل افک نے ان کے متعلق زہر اگلا تھا وہ کس قدر احترام سے بعید
تھا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ ایک قول کے مطابق مریم علیہا السلام نبی میں اس لئے ان سے مشافہتہ خطاب کیا اور ام المؤمنین
عائشہ رضی اللہ عنہا میں یہ وصف نہ تھی۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا سلام کے جواب میں یہ کہنا وعلیک السلام ورحمت اللہ
وبرکاتہ، کتاب اللہ پر امتثال ہے قرآن کریم میں ہے جب تمہیں سلام کہا جائے تو اچھا جواب دو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

۳۰۰۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ ثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرِّحٍ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى
يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ ثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ عُمَرُ بْنُ ذَرِّحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَجَبْرِئِيلَ أَلَا
تُرَوُّنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَرُونَا قَالَ فَتَزَلَّتْ وَمَا تَنْزَلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ
أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا أَلَا يَـ

۳۰۰۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ثَنَا سُلَيْمٌ عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَقْرَأَنِي جِبْرِائِيلُ عَلَى حَرْفٍ فَلَمَّا أَرَزَلْتُ اسْتَزِيدُهُ
حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ

نے فرمایا سلام کے جواب میں اضافہ کرنا سنت ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اجنبیہ عورت کو سلام کہنا جائز ہے جبکہ فتنہ کا خطرہ نہ ہو لیکن بہتر یہی ہے کہ
اس زمانہ میں اجنبیہ عورت کو سلام نہ کہے کیونکہ اس پر آشوب دور میں ان کو سلام کہنا فتنہ سے خالی نہیں جبکہ انہی کے
ذریعہ شیطان لوگوں کو شکار کرتا ہے۔

۳۰۰۶۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل

علیہ السلام سے فرمایا جتنا تم اب ہمارے پاس آتے ہو اس سے زیادہ کیوں
نہیں آتے۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہو رہی تھی آپ کے رب کے حکم بغیر نہیں آتے جو ہمارے سامنے یا پیچھے ہے اسی کا ہے
ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل نے قرآن ایک قرأت میں پڑھایا پھر میں اس سے اضافہ
طلب کرتا رہا حتیٰ کہ وہ سات قرأت تک پہنچا۔

۳۰۰۷۔ شرح : حرف سے مراد لغت ہے قرآن مجید سات حرفوں میں نازل ہوا یعنی سات

لغات میں نازل ہوا۔ جس لغت میں قرآن کریم پڑھیں اس کا معنی تسبیل
نہیں ہوتا۔ بعض علماء حرف سے اعراب مراد لیتے ہیں بعض حرف کا معنی کیفیت کہتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ
حضرت میکائیل علیہ السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے ان سے مشورہ

۳۰۰۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَا يُوسُفُ بْنُ
 الزُّهْرِيِّ ثَنَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ
 يَلْقَاهُ جِبْرِئِيلُ وَكَانَ جِبْرِئِيلُ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدْ
 أَرِسُهُ الْقُرْآنَ فَلَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِئِيلُ
 أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَا مَعْمَرُ بْنُ إِسْحَاقَ
 مَخْوَةَ وَرَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ وَفَاطِمَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ
 جِبْرِئِيلَ كَانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْآنَ

طلب کیا تو وہ اضافہ کا مشورہ دیتے رہے۔ حتیٰ کہ سات حروف تک پہنچے ہر حرف کافی شافی تھا۔ اسی لئے قرآن
 میں جھگڑا کرنا ممنوع ہے۔ بعض تو اس کو کفر کہتے ہیں۔ اور یہ کہنا مناسب نہیں کہ قرآن کی آیت کے متعلق کہا جائے
 کہ یہ آیت اس طرح نہیں یا بعض آیات بعض سے بہتر ہیں۔ الحاصل قرآن کریم سات لغات میں نازل ہوا۔ بعض
 قریش کی لغت میں بعض ہذیل کی لغت میں بعض ہوازن کی لغت میں اور بعض یمن کی لغت میں نازل ہوا۔ اس کا
 یہ معنی نہیں کہ ایک لفظ میں سات وجہیں ہیں۔ البتہ بعض الفاظ ہیں جو متعدد لغات میں پڑھے جاتے ہیں جیسے
 مَا لِكِ يَوْمَ الدِّينِ اس میں کئی لغات ہیں۔ جیسا کہ مفسرین نے ذکر کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُٹھوں نے کہا جناب رسول اللہ
 ۳۰۰۸ — صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور آپ بہت
 زیادہ سخی رمضان میں ہوتے تھے۔ جبکہ آپ جبرائیل علیہ السلام ملاقات کرتے تھے اور وہ رمضان مبارک میں
 ہر رات آپ سے ملاقات کرتے تھے اور آپ سے رمضان مبارک میں قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے
 یقیناً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخاوت میں کھلی تیز ہوا سے عموم نفع میں زیادہ سخی تھے۔
 عبد اللہ نے کہا ہم سے معمر نے اس اسناد کے ساتھ اس طرح بیان کیا۔ ابو ہریرہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہما
 نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جبرائیل آپ سے قرآن کا دور کرتا تھا۔
 (حدیث عہ کی شرح دیکھیں)

۳۰۰۹ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا لَيْثٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخْرَجَ الْعَصْرَ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ أَمَا إِنَّ جِبْرِيلَ قَدْ نَزَلَ فَصَلِّ أَمَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ أَعْلَمُ مَا تَقُولُ يَا عُرْوَةُ قَالَ سَمِعْتُ كَثِيرَ بَنِ أَبِي مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَزَلَ جِبْرِيلُ فَأَمَّنِي فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ يَحْسِبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ

۳۰۱۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ جَيْبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي جِبْرِيلُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يَشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ أَوْ لَمْ يَدْخُلِ النَّارَ قَالَ وَإِنْ تَوَلَّى مَرَقَ قَالَ وَإِنْ

۳۰۰۹ — ترجمہ : ابن شہاب سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے عصر کی نماز میں کچھ تاخیر کی تو ان سے عروہ نے کہا حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں امامت کی تو عمر بن عبدالعزیز نے کہا اے عروہ! ذرا خیال کرو! عروہ نے کہا میں نے بشیر بن ابی مسعود کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابو مسعود نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جبرائیل اترے اور میری امامت کی تو میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی ان کے ساتھ پھر نماز پڑھی پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ پانچ نمازوں کو اپنی انگلیوں پر شمار کر رہے تھے۔ (حدیث ۵۱۵ کی شرح دیکھیں)

۳۰۱۰ — ترجمہ : ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جبرائیل نے کہا آپ کی امت میں سے جو کوئی شخص فوت ہو جائے حالانکہ اُس نے اللہ کا کسی کو شریک نہ کیا ہو وہ جنت میں داخل ہو گا یا (فرمایا) دوزخ میں داخل نہ ہو گا! آپ نے فرمایا اگرچہ وہ زنا کرے اگرچہ وہ چوری کرے تو جبرائیل نے کہا اگرچہ زنا اور چوری کرے!

۳۰۱۱ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ ثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَلَائِكَةُ
يَتَعَابُونَ مَلَائِكَةً بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةً بِالنَّهَارِ وَيُجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ
وَالْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ
فَيَقُولُ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي فَقَالُوا تَرَكْنَاهُمْ يُصَلُّونَ وَاتَيْنَاهُمْ مُصَلِّونَ
بَابُ إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ آمِينَ وَالْمَلَائِكَةُ

۳۰۱۲ شرح : یعنی جو شخص اللہ کا شریک نہ بنائے اور اسی حال میں فوت ہو جائے وہ ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا اور دوام کی نفی سے اصل شئی کی نفی نہیں ہوتی۔ لہذا جن احادیث میں گنہگار مسلمانوں کا دوزخ میں جانا مذکور ہے وہ اس حدیث کے منافی نہیں کیونکہ گنہگار مسلمان ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیں گے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث میں جنت میں دخول کا اثبات ہے۔ اور نفی کا بھی اثبات ہے۔ اور ہر ایک دوسرے سے وصف یا وقت میں ممتاز ہے۔ یعنی جو شخص توحید پر مرجائے وہ ہر حال جنت میں جائے گا اگرچہ اس سے پہلے اس کو عذاب دیا جائے اور وہ ہمیشہ دوزخ میں نہ رہے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فعل شرط کا حذف کرنا جائز ہے اور صرف حرف شرط پر اکتفاء کر سکتے ہیں جیسا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے کلام میں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں۔ کچھ فرشتے رات میں اور کچھ دن میں اور فجر اور عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں پھر جو فرشتے تم میں رات بھر رہتے ہیں وہ آسمان میں چلے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے اور فرماتا ہے تم نے (میرے بندوں کو) کیسے چھوڑا وہ کہتے ہیں ہم نے ان کو چھوڑا جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ان کے پاس آئے تھے حالانکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

۳۰۱۱ شرح : یعنی فرشتے یکے بعد دیگرے آتے ہیں جب ایک گروہ آئے تو دوسرا چلا جاتا ہے (حدیث ۵۲۲ کی شرح دیکھیں)

باب جب کوئی تم میں سے امین کہے حالانکہ آسمان میں فرشتے بھی امین کہتے ہیں تو جب دونوں کی

فِي السَّمَاءِ أَمِينَ فَوَافَقَتْ أَحَدَهُمَا الْأُخْرَى عُمْرَ لَهَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ فِيهِ
 ۳۰۱۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ بْنُ نَافِعٍ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ
 أُمَيَّةَ أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ
 حَشَوْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَادَةً فِيهَا تَمَائِيلٌ كَأَنَّهَا مُرْقَةٌ فَجَاءَ
 فَقَامَ بَيْنَ الْبَابَيْنِ وَجَعَلَ يَتَغَيَّرُ وَجْهُهُ فَقُلْتُ مَا لَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ
 مَا بَالُ هَذِهِ الْوَسَادَةِ قُلْتُ وَسَادَةٌ جَعَلْتُهَا لَكَ لِتَضْطَجِعَ عَلَيْهَا قَالَ
 أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَأَنَّ مَنْ صَنَعَ الصُّورَ
 يُعَذِّبُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَيَقُولُ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ

۳۰۱۳ — حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَا مَعْرُوفُ الزُّهْرِيِّ
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا طَلْحَةَ
 يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَدْخُلُ مَلَائِكَةُ
 بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ تَمَائِيلٌ

امین ایک دوسرے کے موافق پڑے تو اس کے پچھلے سب گناہ

مُعَاف ہو جاتے ہیں !

۳۰۱۲ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا : میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کے لئے ایک تکیہ بھرا جس پر تصاویر تھیں۔ آپ تشریف لائے تو دونوں
 دروازوں کے درمیان کھڑے ہو گئے اور آپ کے چہرہ انور کا رنگ متغیر ہونے لگا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
 ہم سے کیا گناہ ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تکیہ کیا ہے ام المؤمنین نے کہا یہ تکیہ میں نے آپ کے لئے تیار
 کیا ہے تاکہ آپ اس پر آرام فرمایا کریں۔ آپ نے فرمایا کیا تو جانتی نہیں کہ جس گھر میں تصویر ہو اس گھر میں فرشتے
 نہیں آتے اور جو کوئی تصویر بنائے اس کو قیامت تک عذاب دیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا جو تصویر

۳۰۱۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ
 أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ
 اللَّهُ لِمَنْ حَمْدَهُ فَقُولُوا اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلَهُ قَوْلَ
 الْمَلَائِكَةِ عُفِّرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ
 ۳۰۱۷۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ ثنا ابْنُ

جس میں جاندار کی تصویر ہو بسر نے کہا زید بن خالد بیمار ہو گئے تو ہم اُن کی بیمار پرسی کو گئے تو اُن کے گھر میں ہم نے
 پردہ دیکھا جس میں تصویریں تھیں میں نے عبید اللہ خولانی سے کہا کیا ہم کو تصاویر کے متعلق اُنھوں نے خبر نہیں دی تھی
 تو عبید اللہ نے کہا اُنھوں نے یہ کہا تھا کہ کپڑے کے نقوش اُنکے مستثنیٰ ہیں۔ کیا تم نے سنا نہیں تھا میں نے کہا نہیں
 تو اُنھوں نے کہا کیوں نہیں اُنھوں نے اس کو ذکر کیا ہے۔

۳۰۱۵۔ ترجمہ : سالم نے اپنے والد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضرت جبرائیل
 علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا (کہ وہ آئیں گے) اور کہا ہم
 اس گھر میں نہیں آتے جس میں جاندار کی تصویر اور کتا ہو۔

۳۰۱۶۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا جب امام سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمْدَهُ کہے تو تم (لِلَّهِمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ)
 کہو کیونکہ جس کا کلام فرشتوں کے کلام کے موافق ہو جائے۔ اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

۳۰۱۳، ۳۰۱۴، ۳۰۱۵، ۳۰۱۶۔ شرح : وِسَادَةٌ مُتَكِمَةٌ ہے۔ اس کی
 جمع وِسَائِدٌ ہے۔ تَبَاتِيلُ

تمثال کی جمع ہے اس کا معنی اگرچہ مطلقاً صورت ہے لیکن یہاں اس سے مراد حیوان کی صورت ہے۔ مُرْقَتٌ
 کی جمع مُرَاقٌ ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ”ملائکہ“ سے مراد رحمت اور برکت کے فرشتے ہیں جو
 لوگوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ وہ فرشتے مراد نہیں جو ہر وقت انسان کے ساتھ رہتے ہیں۔ جن کتوں کا گھر میں
 رکھنا حرام نہیں جیسے کھیتی باڑی اور جانوروں کی حفاظت کرنے والے یا شکار کرنے والے کتے وہ مذکور حکم
 سے مستثنیٰ ہیں۔ اور کپڑوں پر منقوش تصاویر جن کی کوئی عظمت و حرمت نہیں اور وہ پاؤں میں روندی جاتی
 ہیں وہ رحمت کے فرشتوں کو منع نہیں کرتیں۔ تصویر کا دخول ملائکہ سے مانع ہونے کا سبب یہ ہے کہ یہ معصیت
 فاحشہ ہے اور اس میں اللہ کی تخلیق سے مشابہت ہے اور بعض وہ صورتیں ہیں جن کی عبادت کی جاتی ہے۔

عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ أَحَدَكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَتْ الصَّلَاةُ ثَلَاثَةً وَالْمَلَكَةُ تَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يَقُمْ مِنْ صَلَاتِهِ أَوْ يُحْدِثْ ۳۰۱۸ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمَنْبَرِ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ قَالَ سُفْيَانُ فِي قِرَاءَةِ عَبْدِ اللَّهِ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ

اس لئے جہاں حیوان کی تصویر ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اسی طرح جہاں گناہ ہو کیونکہ گناہ عموماً نجاست کھاتا ہے اور بعض کتوں کو شیطان بھی کہا جاتا ہے اور فرشتے اس کو نہیں چاہتے۔ نیز گناہ بدبودار ہوتا ہے اور بدبو سے فرشتے بھاگتے ہیں۔ ہاں اگر کپڑوں پر نقش و نگار ہوں اور حیوانات کی تصاویر نہ ہوں تو یہ جائز ہیں۔ ابن اثیر نے کہا رقم کا معنی نقش ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آنے کا وعدہ کیا تھا لیکن وہ حسب وعدہ نہ آئے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ آنے کا سبب چچھا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں گناہ یا تصویر ہو۔ (حدیث ۳۶۹، حدیث ۳۰۱۶ کی تفصیل حدیث ۷۶۷ کی شرح میں دیکھیں)

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر شخص نماز میں ہی شمار ہوتا ہے جب تک اس کو نماز روک رکھے اور فرشتے کہتے ہیں۔ اے اللہ اس کو بخش اور اس پر رحم کر جب تک وہ نماز سے فارغ نہ ہو یا بے وضو نہ ہو (حدیث ۲۳۵ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : صفوان بن یعلیٰ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ پکاریں گے اے مالک (دوزخ کا داروغہ) سفیان نے کہا عبد اللہ بن مسعود کی قرأت میں ”وَنَادَوْا يَا مَالِكُ“

۳۰۱۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي
يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ ثَنِي عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ
أَشَدَّ عَلَيْكَ مِنْ يَوْمٍ أَحَدٍ قَالَ لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِي مَا لَقِيتُ وَكَانَ أَشَدَّ
مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعُقَبَةِ إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ
عَبْدِ كَلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ فَأَنْطَلَقْتُ وَأَنَا مُهْمُومٌ عَلَى وَجْهِ
فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ
أَظْلَمَتْنِي فَتَنَظَّرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرَائِيلُ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ
قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ اللَّهُ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ
بِمَاشِئَتِكَ فِيمَهُمْ فَنَادَانِي مَلَكَ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ
ذَلِكَ فَمَا شِئْتَ إِنْ شِئْتَ أَنْ أَطِيقَ عَلَيْهِمُ الْإِخْشِيَّةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ
يَعْبُدُ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا

۳۰۱۹ — ترجمہ : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا
کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا دیا رسول اللہ اکیا آپ پر اُحد کے دن سے سخت دن بھی کبھی آیا ہے؟ آپ
نے فرمایا میں نے تمہاری قوم سے سخت تکالیف کا سامنا کیا اور لوگوں سے سخت تکلیف جو میں نے پائی وہ عقبہ کے دن
سہتی جبکہ میں نے اپنے آپ کو ابن عبد یالیل بن عبد کلال پر پیش کیا۔ اُس نے میری خواہش کے مطابق جواب نہ دیا
میں غمناک ہو کر سیدھا چلا۔ ابھی مجھے افاقہ نہ ہوا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں قرن ثعالب میں ہوں میں نے اپنا
سر اٹھایا تو مجھے ایک بادل سا نظر آیا جس نے مجھے سایہ کئے ہوئے تھا اور اس میں جبرائیل (علیہ السلام) تھے انھوں
نے مجھے آواز دی اور کہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کا کلام سنا ہے جو کچھ انھوں نے آپ کو جواب دیا ہے اور آپ کے
پاس پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے۔ آپ اُن کے منطلق جو چاہیں فرشتہ کو حکم دیں تو اچانک مجھے پہاڑوں کے فرشتہ

۳۰۲۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ثَنَا أَبُو اسْحَقَ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ
سَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ
فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ قَالَ ثَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ أَنَّهُ رَأَىٰ جِبْرِيلَ لَهُ
سِتْمَاءٌ جَنَاحٌ

نے آواز دی اور مجھے سلام عرض کیا پھر کہا اے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" جس کے متعلق آپ چاہیں (میں کرنے کو تیار
ہوں)، اگر آپ چاہیں تو ان کافروں پر سخت دو پہاڑ ابوقبیس اور ثور ڈال دیتا ہوں (یہ سن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا بلکہ مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے وہ لوگ نکالے گا جو صرف اللہ کی عبادت کریں گے اور کسی کو
اس کا شریک نہیں بنائیں گے۔

۳۰۱۹۔ شرح : غزوہ اُحُد میں لڑا گیا تھا اس میں مسلمانوں کو سخت تکلیف اُٹانی
پڑی اور ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس جنگ میں شہید ہوئے "عقبہ" منیٰ

کے میدان میں ایک وادی ہے۔ جب ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ابوطالب کا انتقال ہو گیا تو جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اس اُمید پر طائف تشریف لے گئے کہ آپ کو وہاں کچھ سہارا ملے گا۔ آپ قبیہ ثقیف کے تین سرداروں عبد
یاسیل، حبیب اور مسعود سے ملے جو ایک دوسرے کے بھائی اور عمرو کے بیٹے تھے اور آپ نے ان سے اپنی قوم کے مظالم
کی شکایت کی تو انھوں نے آپ کی مدد کرنے کی بجائے آپ سے سخت رویہ اختیار کیا جس سے آپ کو شدید دکھ پہنچا یہ
واقعہ دس ہجری کے شوال میں ہوا۔ آپ طائف میں دس روز ٹھہرے تھے۔ قرن ثعالب، مکہ سے دو مرحلوں پر واقع ہے
وہاں آپ کو وہ فرشتہ ملا جس کو اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں پر مامور کیا ہوا ہے اور تمام پہاڑ اس کے تابع ہیں۔ اُس نے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کش کی کہ اگر آپ حکم فرمائیں تو میں مکہ کے سخت دو پہاڑ ان لوگوں پر گرا دوں جس سے
یہ سب ہلاک ہو جائیں گے۔ علامہ کرمانی نے کہا یہ دو سخت پہاڑ ابوقبیس اور ثور ہیں لیکن عمدۃ القاری میں اس کو وہم و تہار
دیتے ہوئے کہا کہ یہ دو پہاڑ ابوقبیس اور قیقان ہیں۔

ترجمہ : ابواسحاق شیبانی نے کہا میں نے زید بن حبیش سے اللہ تعالیٰ کے اس
قول "تو اس جگہ اور اس محبوب میں دو لمحہ کا فاصلہ رہا بلکہ اس

۳۰۲۰۔ سے بھی کم اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا، کے بارے میں پوچھا تو انھوں
نے کہا ہم سے عبد اللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا۔ اس کے چہ
سو پر تھے۔

۳۰۲۱ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ
إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى قَالَ
رَأَى رُفْرَفًا أَخْضَرَسَدًا أَفُقَ السَّمَاءِ

۳۰۲۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
الْأَنْصَارِيُّ عَنْ ابْنِ عَوْنٍ أَنَا الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ زَعَمَ أَنَّ
مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ أَعْظَمَ وَلَكِنْ قَدْ رَأَى
جِبْرِيلَ فِي صُورَتِهِ وَخَلْقِهِ سَادًّا مَا بَيْنَ الْأُفُقِ

۳۰۲۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا أَبُو سَامَةَ ثَنَا زَكْرِيَّا
بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ ابْنِ الْأَشْوَعِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قُلْتُ
لِعَائِشَةَ فَإِنَّ قَوْلَهُ ثُمَّ دَنَى فَتَدَلَّى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى قَالَتْ
ذَلِكَ جِبْرِيلُ كَانَ يَأْتِيهِ فِي صُورَةِ الرَّجُلِ وَأَنَّهُ آتَاهُ هَذِهِ الْمَرَّةَ فِي
صُورَتِهِ الَّتِي هِيَ صُورَتُهُ فَسَدَّ الْأُفُقَ

ترجمہ : ۳۰۲۱ — عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت کریمہ
”بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں“ کا مفہوم یہ
ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز کپڑا دیکھا جس نے آسمان کے کنارے ڈھانپ لئے تھے“

ترجمہ : ۳۰۲۲ — ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جس نے یہ خیال کیا کہ محمد
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے اُس نے بہت
بڑی غلطی کی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو ان کی صورت اور خلقت میں دیکھا جس نے افق
اور کنارے بھرے ہوئے تھے“

ترجمہ : ۳۰۲۳ — مسروق نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض
کیا کہ جب جبرائیل کی رویت بار بار ہو چکی ہے تو اس آیت
”دَنَى فَتَدَلَّى“ کا معنی کیا ہوگا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ جبرائیل علیہ السلام ہے جو کسی مرد کی

صورت میں آپ کے پاس آیا کرتے تھے۔ اس دفعہ وہ اپنی اصل صورت میں آئے اور سب کنارے ٹھانپ کھتے تھے
 شرح : ان تمام احادیث کا مطلب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت
 اور خلقت میں دیکھا جس نے آسمانوں کے افق بھرے ہوئے تھے اور اس کے چھ سو پر تھے، جیسا کہ ابن مسعود کی روایت
 سے واضح ہوتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحیہ کلیبی اور کسی اعرابی کی صورت میں آیا جاتا کرتے
 تھے صرف دو مرتبہ اپنی اصل صورت میں آئے۔ ایک بار فضاء میں آسمان سے اترے اور دوسری بار سدرۃ المنتہی پر
 ظاہر ہوئے جبکہ ان کے چھ سو پر تھے۔

اللہ تعالیٰ کو دیکھنے میں علمائے کرام کے خیالات

حضرت ابن عباس، ابوذر، کعب بن مالک، حسن بصری رضی اللہ عنہم نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اللہ تعالیٰ کو سر مبارک کی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ حضرت ابن عباس جو اس امت کے بہت بڑے محدث اور
 مفسرین نے کہا کیا تم اس میں تعجب کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلعت سے، موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے اور
 جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رویت سے محقق فرمایا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ابن عباس
 سے بار بار گفتگو کی اور ان کو پیغام بھیجا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دیکھا ہے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
 نے جواب لکھا کہ ہاں دیکھا ہے۔ قتادہ نے اس سے روایت کی کہ آپ نے اللہ کو دیکھا ہے اور امام حسن بصری
 قسم کھاتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دیکھا ہے البتہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس مسئلہ میں
 اختلاف پایا جاتا ہے وہ فرماتی ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو نہیں دیکھا مگر ان کا اختلاف مقرر نہیں کیونکہ
 انھوں نے یہ نہیں فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اللہ کو نہیں دیکھا وہ تو صرف آیت کریمہ سے استنباط
 کرتی ہیں۔ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
 لَا تَدْرِكُهُ الْبَصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْبَصَارَ صحابی جب کوئی قول بیان کرے اور دوسرا صحابی اس کی مخالفت
 کرے تو اس کا قول حجت قرار نہیں پاتا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اثبات روایت کی روایات پائی جاتی
 ہیں! ان کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ مسئلہ ایسا نہیں جس کو عقل اور اک کر سکے یا اس کے متعلق اپنے
 گمان سے کچھ کہا جائے۔ اس کا تعلق تو صرف سماع سے ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ صحابی کی روایت جس کا عقل اور اک
 نہ کر سکے وہ سماع پر مبنی ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلہ

۳۰۲۴ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ جَابْرِ بْنِ حَازِمٍ ثَنَا أَبُو جَابِرٍ عَنْ سَمُرَةَ
قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَا نِي فَقَالَ الَّذِي
يُوقِدُ النَّارَ مَا لَكَ خَازِنُ النَّارِ وَأَنَا جَبْرِئِيلُ وَهَذَا مِيكَائِيلُ

کی سماعت کی ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے استدلال کا جواب یہ ہے کہ روایت کلام کے بغیر جائز ہے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ روایت کے وقت کلام بھی ہو۔ لہذا کلام کی نفی سے روایت کی نفی نہیں ہوتی۔ دوسری آیت سے استدلال کا جواب یہ ہے کہ ادراک کا معنی احاطہ ہے اور اللہ تعالیٰ کو احاطہ کرنا ممکن نہیں قرآن کریم نے احاطہ کی نفی کی ہے اس کو یہ لازم نہیں کہ احاطہ کے بغیر روایت نہیں ہو سکتی لیکن یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہو اور اس کا احاطہ نہ کیا ہو۔ عبدالرزاق نے حسن بصری سے روایت کی ہے کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر کہتے تھے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ اشعری اور ان کے ساتھی علماء نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو سر مبارک کی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اُنھوں نے کہا جو معجزہ کسی نبی کو عطا ہوا اس جیسا معجزہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور عطا ہوا۔ اور آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کو روایت عطا ہوئی جو دوسرے کسی نبی کو عطا نہ ہوئی بلکہ ہر نبی کو معجزہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے عنایت ہوا۔ علامہ بوسیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ۔

وَمَا أَنتَ إِلَّا رَسُولٌ مِّمَّا أَكْرَمْنَا مِنْ نُوحٍ هَبْنَاهُ

شریعت مطہرہ میں کوئی قطعی دلیل نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ اللہ کی روایت محال اور ممتنع ہے بلکہ ہر موجود کی روایت جائز ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا تھا کہ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں نہیں دیکھ سکتے ہو۔ قولہ فَأَيْنَ، اس مقام میں ”فاء کا معنی یہ ہے کہ مسروق نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ آپ تو اللہ تعالیٰ کی روایت کا انکار کرتی ہیں تو اس آیت کریمہ ”ذُنَا فَتَدَلِّي“ کا معنی کیا ہوگا۔ ام المؤمنین نے اس کے جواب میں کہا آیت کریمہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام مراد ہیں۔ یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل علیہ السلام کے قریب ہوئے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام اگرچہ ہمیشہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کیا کرتے تھے لیکن وہ ملاقات اس حال میں ہوتی تھی جبکہ جبرائیل علیہ السلام بشری صورت میں آیا کرتے تھے اور ان کی ایک خاص صورت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا ہے۔ اس صورت میں ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دفعہ یا ایک اور دفعہ دیکھا تھا۔

ترجمہ : سمرہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آج رات دو مرد دیکھے جو میرے پاس آئے اُنھوں نے کہا جو شخص آگ روشن کر رہا تھا وہ مالک

دوزخ کا داروغہ تھا۔ میں جبرائیل ہوں اور یہ میکائیل ہے ”علیہم السلام“ (حدیث ۳۰۶ کی شرح دیکھیں پ)

۳۰۲۵ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَا الرَّجُلُ إِهْرَاقَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ تَابِعَهُ شُعْبَةُ وَأَبُو حَمْزَةَ وَأَبْنُ دَاوُدَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ

۳۰۲۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنَا عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ثُمَّ فُتِرَ الْوَحْيُ عَنِّي فَتَرَةً فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِي قَبْلَ السَّمَاءِ فَإِذَا الْمَلِكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِجَاءٍ قَاعِدٌ عَلَى كُرْسِيِّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَجِئْتُ مِنْهُ حَتَّى هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَجِئْتُ أَهْلِي فَقُلْتُ زَمِّلُونِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ عِزًّا وَجَلَّ يَأْتِيهَا الْمَدُّ تَرْقُمُ فَأَنْذِرَ إِلَى قَوْلِهِ وَالرُّجُزُ فَأَهْجُرُ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَالرُّجُزُ الْاَوْتَانُ

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے وہ انکار کر دے اور وہ اس پر ناراض ہو کر سو رہے تو صبح تک اس عورت پر فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں۔ ابو عوانہ شعبہ بن حجاج، ابو حمزہ محمد بن میمونہ سکری، عبد اللہ بن داؤد اور ابو معاویہ محمد بن حازم نے اعمش سے روایت کرنے میں اس کی متابعت کی۔

ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ پھر لمبی مدت وحی رک گئی میں ایک وقت جا رہا تھا کہ میں نے آسمان سے آواز سنی میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی تو اسی فرشتہ کو دیکھا جو میرے پاس غارِ حرام میں تھا وہ زمین اور آسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے۔ میں اس سے گھبرا یا حتی کہ میں زمین پر گرنے لگا۔ پھر میں اپنے گھر آیا اور کہا مجھے کبیل اوڑھا دو مجھے کبیل اوڑھا دو تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل کی اے کبیل اوڑھنے والے کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ اور اپنے رب کی ہی بڑھائی بولو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور بتوں سے دور رہو۔ ابو سلمہ نے کہا رجز مبت میں، (حدیث عک کی شرح دیکھیں)

۳۰۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَسَارٍ ثَنَا عُنْدُ رِثْنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ

ح وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرْعٍ ثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ

ثَنَا ابْنُ مَرْثُومٍ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ رَأَيْتُ لَيْلَةً أُسْرِي بِي مُوسَى رَجُلًا أَدْمَطُ وَالْأَحْمَدُ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ

شَنْوَةَ وَرَأَيْتُ عِيسَى رَجُلًا مَرْبُوعًا مَرْبُوعًا الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ

سَبَطَ الرَّأْسِ وَرَأَيْتُ مَا لِكَا خَازِنِ النَّارِ وَالْذَّجَالِ فِي آيَاتٍ أَرَاهُنَّ اللَّهُ

آيَاهُ فَلَا تَكُنْ فِي مَرِيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ قَالَ أَنَسُ وَأَبُو بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْرُسُ الْمَلَائِكَةُ الْمَدِينَةَ مِنَ الذَّجَالِ

ترجمہ : ابو عالیہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا

ہم سے تمہارے نبی کے چچا کے بیٹے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا میں نے اس رات جس میں مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ گندمی رنگ والے دراز قد اور گھنگریالے بال والے ہیں گویا کہ قبیلہ شنوءہ کے لوگوں میں سے ہیں اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ میانہ قد درمیانہ اعضاء والے سُرخ سفید رنگ سیدھے بالوں والے ہیں اور میں نے دوزخ کے دار و عنبر مالک اور دجال کو دیکھا۔ یہ ان نشانیوں میں سے تھیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھائیں۔ تمہیں اس کی ملاقات میں شک نہیں کرنا چاہیے۔ انس اور ابو بکرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ منہ شتے مدینہ منورہ کی دجال سے حفاظت کرتے ہیں۔

۳۰۲۷۔ شرح : شنوءہ ایک قبیلہ کا نام ہے۔ جس کے لوگ لمبے قد والے ہوتے

ہیں۔ سبطہ کا معنی سیدھے بال ہیں۔ فَلَا تَكُنْ فِي مَرِيَةٍ کا معنی یہ ہے کہ اے مخاطب جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا ہے۔ اس میں شک نہ کر

باب ان روایات کا بیان جو جنت کی صفت ہیں

وارد ہیں اور یہ کہ جنت مخلوق ہے،

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْجَنَّةِ وَإِنَّمَا مَخْلُوقَةٌ

قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ مُطَهَّرَةٌ مِنَ الْحَيْضِ وَالْبَوْلِ وَالْبِرَاقِ كُلَّمَا دُرِقُوا أُنْثُوا
بَشَى ثُمَّ أُنْثُوا بَاخَرَقَالُوا هَذَا الَّذِي رَزَقْنَا مِنْ قَبْلُ أَوْ تَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَأُنْثُوا
بِهِ مُتَشَابِهًا يُشَبِّهُ بَعْضُهُ بَعْضًا وَيَخْتَلِفُ فِي الطَّعْمِ قُطُوفُهَا يَقْطِفُونَ كَيْفَ
شَاءُوا وَإِنِّي قَرِيبَةٌ إِلَيْكَ السُّرُورُ وَقَالَ الْحَسَنُ النَّصْرَةُ فِي الْوَجْهِ
وَالسُّرُورُ فِي الْقَلْبِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ سَلْسَبِيلًا حَدِيدَةً الْجُرْيَةُ غَوْلٌ وَجَعُ
الْبَطْنِ يُنْزَفُونَ لَا يَذْهَبُ عَقُولُهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ دِهَاقًا مُتَلِيًا كَوَاعِبِ
نَوَاهِدِ الرَّجِحِ الْخَزْرَاءُ تُسْنِمُ يَعْلُو شَرَابُ أَهْلِ الْجَنَّةِ خَتَامُهُ طِينُهُ
مِسْكٌ نَضَاحَتَانِ فَيَاضَتَانِ يُقَالُ مَوْضُونَةٌ مَنْسُوجَةٌ وَمِنْهُ وَصَيْنُ
النَّاقَةِ وَالْكُوبُ مَا لَا أُذُنَ لَهُ وَلَا عُرْوَةٌ وَالْأَبَارِيقُ ذَوَاتُ الْأَذَانِ الْعَرِي
عُرْبٌ مُثْقَلَةٌ وَاحِدَتُهَا عَرُوبٌ مِثْلُ صَبُورٍ وَصَبْرٌ يُسَمِّيهِمَا أَهْلُ مَلَكَةِ الْعِزَّةِ
وَأَهْلُ الْمَدِينَةِ الْعَنْجَةَ وَأَهْلُ الْعِرَاقِ الشَّكِلَةَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ رَوْحٌ

ابو عالیہ نے کہا "دعوتیں حیض، پیشاب اور بھوک سے پاک ہوں گی"، انہیں جب بھی کوئی شئی دی
جائے گی۔ پھر ان کو دوسری شئی دی جائے گی تو وہ کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے دی گئی
تھی۔ اُنْثُوْبِهِ مُتَشَابِهًا، یعنی وہ ایک دوسرے کے مشابہ ہوں گی، اور وہ ذائقہ میں مختلف
ہوں گی، قُطُوفُهَا، یعنی وہ جس طرح چاہیں گے اس کے پھل توڑیں گے، دَانِيَّةٌ، کا معنی
قریب ہے۔ اَلْأَرَائِكُ، کا معنی تخت میں حسن نے کہا چہرے کی تروتازگی کو نصْرَةُ،
اور دل کی خوشی کو سرور کہا جاتا ہے۔ مجاہد نے کہا "سلسبیل"، کا معنی تیز چلنے والا پانی
"غَوْلٌ"، پیٹ کا درد، يُنْزَفُونَ، کا معنی ان کی عقلیں زائل نہ ہوں گی، ابن عباس رضی اللہ عنہما

جَنَّةٌ وَرَحَاءٌ وَالتَّيْحَانُ الرِّزْقُ وَالْمَنْضُودُ الْمَوْزُ وَالْمَخْضُودُ الْمَوْقِرُ حَمَلًا
وَيُقَالُ أَيْضًا لَا شَوْكَ لَهُ وَالْعُرْبُ الْمُحَبَّاتُ إِلَى أَزْوَاجِهِمْ يُقَالُ مَسْكُوبٌ
جَارٍ وَفُرُشٌ مَرْفُوعَةٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ لَعُوبًا بَاطِلًا تَأْتِيهَا كَذِبًا أَفْنَانُ غَصَاكِ
وَجَنَّا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ مَا يُحِبُّنِي قَرِيبٌ مَدَاهَا مَتْنَانٍ سَوْدَاوَانٍ مِنَ الرِّبِّ

نے کہا ”دِہاقًا“ بھرا ہوا ”کو اعب“ وہ عورتیں جن کی چھاتی ابھرنے کو ہو ”الرَّحِيقُ“
شراب ”التَّيْنِيمُ“ اہل جنت کے شراب کے اوپر ہوگی ”خَتَامُهُ“ اس کی مہر کستوری
ہوگی ”نَضَاحَتَانِ“ زور سے بہنے والے، کہا جاتا ہے ”مَوْضُونَةٌ“ کا معنی بنے گئے
اسی سے ”وَ حَيْنُ النَّاَقَةِ“ ہے۔ ”الْكُوبُ“ جس برتن کی ٹونٹی اور دستہ نہ ہو۔ اباریق
وہ برتن جن کی ٹونٹیاں اور دستے ہوں۔ ”عُروبًا“ مضموم الرائ اس کا واحد ”عُرُوبٌ“ ہے۔
جیسے صُبُور اور صُبُور ہے۔ مکہ والے اس کو ”عَرَبِيَّةٌ“ مدینہ منورہ والے ”عَجَبِيَّةٌ“ اور
عراق والے ”شَكْلَةٌ“ کہتے ہیں۔ مجاہد نے کہا ”رُوحُ“ جنت اور اچھی زندگی ہے۔ ”رِيْحَانُ“
رزق ہے ”مَنْضُودٌ“ کیلا ہے ”مَخْضُودٌ“ بوجھ سے بھرا ہوا، نیز کہا جاتا ہے جس کا کانٹا
نہ ہو۔ ”الْعُرْبُ“ وہ عورتیں جو اپنے شوہروں سے محبت کریں۔ کہا جاتا ہے ”مَسْكُوبٌ“
جاری۔ ”فُرُشٌ مَرْفُوعَةٌ“ اورتلے بچھے ہوئے فرش۔ ”لَعُوبٌ“ باطل ”تَأْتِيهَا“ جھوٹ
”أَفْنَانٌ شَاخِصٌ“ جنی الجنَّتینِ دَانٍ ”دونوں باغوں کا پھل قریب سے توڑا جاتا ہے۔
”مَدَاهَا مَتْنَانٌ“ سبز ہونے کے باعث سیاہ رنگ والے

شرح ترجمۃ الباب : اس باب میں ان روایات کو ذکر کیا گیا ہے جو جنت کی
صفت میں وارد ہیں اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ جنت مخلوق ہے اور اب موجود ہے۔ اس میں ”مُعْتَمِرَةٌ“ کا رد
ہے جو کہتے ہیں جنت و دوزخ قیامت پیدائی جائیں گی اور جنت وہ باغ ہے۔ جن میں بہت سایہ دار درخت ہوں
جن کی شاخیں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہوں اور زیادہ گھناؤ کے باعث اُن کے تلے ہر شئی مستور ہوتی ہے
اسی لئے ان کو جنت کہا جاتا ہے۔ کیونکہ جنت کی ترکیب ستر پر مبنی ہے۔ علامہ بیضاوی نے کہا جس اسم کا فاعل

اور عین کلمہ جیم اور نون ہر اس میں ستر کا معنی پایا جاتا ہے اور دارِ ثواب کو جنت اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں سایہ درخت ہوں گے جو لوگوں کو ڈھانپ لیں گے۔ ابو عالیہ نے اس آیت ”وَلَهُمْ فِيهَا اَنْجَارٌ مُّطَهَّرَةٌ“ کی تفسیر میں ذکر کیا کہ جنتیوں کی بیویاں حیض، بول و براز اور کھنکار وغیرہ سے پاک و صاف ہوں گی۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد ”لفظ مطہرہ“ کی تفسیر کرنا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”كُلَّمَا رُزِقُوا“ سے قرآن کریم کی اس آیت کی طرف اشارہ کیا ہے ”كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا قَالُوا هَذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا“، یعنی اہل جنت کو جنت میں پھل دیئے جائیں گے جب وہ ان کو دیکھیں گے تو کہیں گے یہ پھل تو دنیا میں ہمیں دیئے گئے تھے۔ کیونکہ جنت کے پھلوں کی شکل و صورت دنیا کے پھلوں کی شکل و صورت سے ملتی جلتی ہو گی۔ بعض علماء نے اس کا معنی یہ لیا ہے کہ جو پھل ہم کو کل کے روز دیا گیا تھا یہ تو وہی پھل ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جنت کے پھل رنگ اور مزہ میں ایک دوسرے کے مشابہ ہوں گے۔ ذائقہ میں مختلف ہوں گے اور یہ دنیا کے پھلوں سے بہت زیادہ لذیذ ہوں گے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ“ کی تفسیر میں ”يَقْطِفُونَ كَيْفَ شَاءُوا“ ذکر کیا یعنی وہ جس طرح چاہیں گے پھل توڑیں گے اور قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ، جملہ عالیہ ہے۔ یعنی اس حال میں کہ اس کے پھل قریب ہوں گے اس کو لازم یہ ہے کہ جس طرح چاہیں توڑیں گے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”مُتَكَيِّئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ“ کی تفسیر میں کہا کہ ”أَرَائِكِ“ کا معنی تخت ہیں یہ اَرِيكَةٌ کی جمع ہے۔ ”أَرَائِكِ“، وہ تخت اور صوفے ہیں جو حمال میں ہوتے ہیں اور حمال حبلہ کی جمع ہے اور حبلہ وہ قبہ ہے جس پر کپڑے تنے جاتے ہیں اور اس کے بڑے بڑے ٹن ہوتے ہیں حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”وَلَقَاهُمْ نَضْرَةٌ وَسُودًا“ کی تفسیر میں ذکر کیا کہ نضرہ چہروں کی تروتازگی اور سرور دلوں میں ہوتا ہے۔

مجاہد نے اس آیت ”وَعَيْنَا فِيهَا تَسْمِيًّا سَلْسَبِيلًا“ کی تفسیر میں ذکر کیا کہ سلسبیل کا معنی ہے تیز چلنے والا۔ یعنی وہ جنت میں چشمہ سے پانی پیئیں گے جس کو سلسبیل کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کا پانی آسانی سے حلق سے گزر جاتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ ”لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ“ کی تفسیر میں ذکر کیا کہ جنت کا شراب پیتے وقت ان کی عقلیں زائل نہ ہوں گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ”وَكَا سَادِهَا قَا“ کی تفسیر میں ذکر کیا کہ دماق، کا معنی ہے بھرا ہوا یعنی جنت میں پرہیزگاروں کے لئے شراب سے بھرے ہوئے پیالے ہوں گے اور ”وَكَا عِبَ اَتْوَابًا“ کی تفسیر میں ذکر کیا۔ کہ کواعب کا معنی ہے نواہد، یعنی اہل جنت کے لئے دوشیزہ نوجوان ہم عمر عورتیں ہوں گی، اور ”رَحِيقٌ مَّخْمُومٌ“ کی تفسیر میں ذکر کیا کہ رَحِيقٌ شراب ہے جس پر کستوری کی مہر لگائی گئی۔ بعض علماء نے کہا ہر شئی جو ملاوٹ سے خالص ہو اس کو رَحِيقٌ کہا جاتا ہے۔ یعنی اہل جنت خالص شراب پیئیں گے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ”وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ“ کی تفسیر میں ذکر کیا کہ وہ اہل جنت کے شراب کے اوپر ہوگی۔ جو ہری نے کہا تسنیم جنت میں پانی کا نام ہے۔ اس کو تسنیم

اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ بالاخانوں اور محلات کے اوپر جاری ہوگا۔ اور ”رِیْحٌ مَخْتُومٌ“ کی تفسیر میں ذکر کیا کہ اس کی ٹہر کستوری اور مشک سے ہوگی، اور ”فِيهِمَا عَيْنَانِ نَضَاحَتَانِ“ کی تفسیر ”فِيَا هُتَانِ“ سے کی یعنی ان میں چشمے زور سے بہتے ہوں گے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”عَلَى سُرٍ مُّوَضُّوْنَہُ“ کی تفسیر میں ذکر کیا کہ موضوع کا معنی ہے جو سونے یا جواہر و یواقت سے جڑا ہوا ہو۔ اسی سے ”وَضْنِیْنِ نَاقِیَہُ“ کہا جاتا ہے یعنی اونٹنی کا جال جو سخت بنا گیا ہوتا ہے۔ اور ”یَا کُؤَابٍ وَ اَبَارِیْقٍ“ کی تفسیر میں کہا کہ کوب وہ ہے جس کی ٹونٹی اور دستہ نہ ہو۔ اور اباریق ابریق کی جمع ہے جس کی ٹونٹی اور دستہ ہو۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”فَجَعَلْنَا هُنَّ اَبْكَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا“ کی تفسیر میں ذکر کیا کہ عُرُب کی راہ پر ختم ہے اور عروب کی جمع ہے۔ امام نسفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تفسیر میں ذکر کیا کہ ہم نے جنت کی عورتوں کو باکرہ کیا جو اپنے شوہروں سے محبت کرنے والی ہوں گی اور ان پر عاشق ہوں گی۔ عرب کا معنی وہ عورت بھی ہے جو اپنے شوہر کی خواہشمند ہو۔ اس عورت کو مکہ والے عرب کہتے ہیں اور مدینہ منورہ والے غنچہ کہتے ہیں اور اہل عراق اس کو شکیلہ کہتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”فَرَوْحٌ وَ رَیْحَانٌ وَ جَنَّةٌ نَّعِیْمٌ“ کی تفسیر میں ذکر کیا کہ رَوْح جنت اور اچھی زندگی ہے اور رَیْحَان رزق ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت کریمہ ”فِی سِدْرٍ مَّخْضُودٍ وَ طَلْحٍ مَّنْضُودٍ وَ ظِلٍّ مَّمْدُودٍ وَ مَاءٍ مَّسْکُوبٍ“ کی تفسیر میں ذکر کیا کہ طلع منضود کیلا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا یہاں کچھ غلط واقع ہوا ہے۔ درست بات یہ ہے کہ طلع کا معنی کیلا ہے اور منضود کا معنی یہ ہے کہ وہ زیادہ ہونے کے باعث ایک دوسرے کے ساتھ ملے جلے ہوئے ہوئے علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہی صحیح ہے کیونکہ منضود کیلے کا نام نہیں بلکہ طلع کی وصف ہے۔ نسفی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ طلع کیلے کا درخت ہے۔ حسن بصری نے کہا طلع کیلا نہیں اس کا درخت ہے جس کا سایہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔ بہر کیف طلع کا معنی درخت ہو یا کیلا ہو منضود اس کی صفت ہے۔ اس کا معنی ہے ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے۔ مسروق نے کہا جنت کے درخت نیچے سے اوپر تک پھل سے بھرے ہوئے ہیں۔

ماء مسکوب کا معنی ہے جاری پانی جو قوت جاری ہوتا ہے۔ ”فُرُشٌ مَّرْقُوعَةٌ“ یعنی فرش اتنے بلند ہوں گے کہ اُن کی بلندی پانچ سو سال کی راہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”لَا یَسْمَعُونَ فِیْهَا لَعْنًا وَ لَا کِذَابًا“ کی تفسیر میں ذکر کیا کہ لغو باطل ہے اور تائیم جھوٹ ہے۔ اور ”ذَوَاتَا اَلْفَنَانِ“ کی تفسیر میں کہا کہ افنان شاخیں ہیں۔ اس کا واحد فَنَنْ ہے۔ حسن بصری نے سایہ دار سے تفسیر کی ہے۔ قول ”مُدَّهَا مَتَّانِ“ بہت زیادہ سبز کیونکہ سبزی جب زیادہ ہو جائے تو سیاہی مائل ہو جاتی ہے۔ ذہبہ کا معنی سیاہ ہے۔

۳۰۲۸ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ ثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ
فَإِنَّهُ يُعْرَضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ فَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ
فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ

۳۰۲۹ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ ثَنَا سَلَمٌ بْنُ زُرَيْرٍ ثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ عُمَرَ
ابْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَطْلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ
أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَأَطْلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ

۳۰۲۸ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کا ٹھکانا صبح و شام اس کو دکھایا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتی ہو تو جنت اور اگر دوزخی ہو تو دوزخ دکھائی جاتی ہے (حدیث ۱۲۹۹ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : عمران بن حصین سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت میں نظر کی تو اکثر جنتی فقراء تھے اور میں نے دوزخ

میں نظر کی تو اکثر دوزخی عورتیں دیکھیں۔

۳۰۲۹ — شرح : مہلب نے کہا عورتیں دوزخ میں اس لئے زیادہ ہوں گی کہ یہ اپنے شوہروں کی نعمتوں کی ناشکری کرتی ہیں۔ علامہ قرطبی نے کہا عورتیں

جنت میں اس لئے کم ہوں گی کہ ان میں نفسانی خواہشات کا غلبہ ہوتا ہے اکثر دیکھا جاتا ہے کہ زیادہ عورتیں جلدی بے دین لوگوں کے دھوکہ میں آ جاتی ہیں جو ان کی خواہش کرتے ہیں اور اگر کوئی ان کو آخرت کی توجہ دلائے تو اس طرف کان تک نہیں دھرتیں، اور دنیاوی ذیب و زینت کی طرف مائل ہوتی ہیں اور فقراء اس لئے جنت میں زیادہ ہوں گے کہ ان کو اتنا مال میسر نہیں ہوتا جس کے سبب وہ بد اعمالیوں کی طرف مائل ہو سکیں کیونکہ غالباً اکثر ثروتمند معاوی کا وسیلہ بنتے ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر کے فتنہ کی شر سے پناہ چاہی ہے۔ کیونکہ اس کی شر کفر تک پہنچا دیتی ہے اور اگر فقر شر سے خالی ہو تو اس کی بہت فضیلت ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ”الفقر فخری“ اسی طرح غناء و امارت کے فتنہ کی شر سے آپ نے پناہ چاہی ہے اس کے فتنہ کی شر انسان کا قلب سخت کر دیتی ہے اور جو رواستبدا پر آمادہ کرتی ہے۔

۳۰۳۰ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ ثَنَى اللَّيْثُ ثَنَى عُقَيْلٌ عَنْ
ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ
عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ
فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرِ فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ قَالُوا لِعَمْرٍ
فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَيْتُ مَذْبَرًا فَبَكَى عُمَرُ فَقَالَ أَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُولَ اللَّهِ

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جنت میں کوئی بھی کنوارہ نہ ہوگا ہر ایک جنتی کی کم از کم دو بیویاں ہوں گی تو وہ جنت میں کم کیسے ہوں گی اور دوزخ میں ان کی کثرت کیسے ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے پہلے عورتیں دوزخ میں زیادہ ہوں گی اور ہر شخص کے لئے دو بیویاں ہونے کی تقدیر پر وہ جنت میں زیادہ ہوں گی، کذا قال العلماء۔

راقم کی رائے میں اس کا جواب یہ ہے کہ ہر ایک جنتی کی دو بیویاں حور عین سے ہوں گی اور وہ یقیناً جنت میں ہوں گی۔ بات اس میں ہے کہ دنیاوی عورتیں اکثر دوزخ میں ہوں گی کیونکہ وہی دنیاوی زینت کی طرف مائل ہوتی ہیں اور وہی فساق کے دھوکہ میں جلدی آجاتی ہیں اور وہی اپنے شوہروں کی نعمتوں کی ناشکری کرتی ہیں جنت کی عورتیں تو شوہروں سے محبت کرتی ہیں۔ ان کا ناشکری کرنا غیر متصور ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے تو آپ نے فرمایا ایک دفعہ میں سورہا تھا کہ میں نے اپنے آپ

کو جنت میں دیکھا (خواب میں) کیا دیکھا ہوں کہ ایک عورت ایک محل کے کنارے میں وضو کر رہی ہے۔ میں نے کہا یہ محل کس کا ہے۔ تو انھوں نے کہا یہ محل عمر بن خطاب کا ہے۔ میں نے ان کی غیرت کا خیال کیا اور پیچھے کی طرف واپس آگیا۔ عمر فاروق روپڑے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں آپ پر غیرت کر سکتا ہوں؟

شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خواب کا واقعہ ذکر کیا ہے یعنی میں گذشتہ

رات کو جنت میں داخل ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا انبیاء علیہم السلام کا خواب حق ہوتا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جنتی ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیداری اور خواب میں دیکھنا برابر ہے۔ اور آپ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں ہوں اور میں نے اس میں ایک لونڈی دیکھی تو پوچھا یہ کس کی ہے فرشتوں نے کہا یہ عمر بن خطاب کی ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رُئِيتُ امْرَأَةً شَوْهَاءَ

۳۰۳۱۔ حَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ مُهَالٍ ثَنَا هَمَّامٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو
الْجَوْنِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ الْأَشْعَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخِيَمَةُ دَرَّةٌ مُجَوَّفَةٌ طَوْلُهَا فِي السَّمَاءِ ثَلَاثُونَ
مِيلًا فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مَنَافِلُ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَهْلِ لَا يَرَاهُمْ الْآخَرُونَ وَقَالَ أَبُو عَبْدِ الصَّمَدِ
وَالْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ عُبَيْدٍ عَنْ أَبِي عَمْرٍانَ سِتُّونَ مِيلًا

۳۰۳۲۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ
وَتَعَالَى أَعَدُّتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا
خَطَرَ عَلَى قَلْبٍ بَشَرٍ وَاقْرَأُوا وَإِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ
مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ

اور شواہد کا معنی خوبصورت عورت ہے جس کا منہ وسیع ہو۔ کیونکہ جنت میں عمل نہیں لہذا وضوء بھی نہیں۔ علامہ قرطبی
نے کہا حدیث ”تَتَوَضَّأُ“ ہی ہے۔ یعنی وہ عورت وضوء کر رہی تھی اور اس عورت کا وضوء کرنا اس لئے تھا کہ اس کا
حسن زیادہ ہو جائے اور اس کی نورانیت میں اضافہ ہو جائے میل کچیل کے ازالہ کے لئے وضوء نہ تھا کیونکہ جنت
میں میل کچیل نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم !

ترجمہ : ابو بکر بن عبد اللہ بن قیس اشعری اپنے والد عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں
۳۰۳۱۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (جنت میں) خیمہ ہے جو اندر سے خالی
موتی ہے آسمان کی طرف اس کی بلندی تیس میل ہے اس کے ہر کونہ میں مومن کی بیویاں ہیں جن کو دوسرے لوگ نہیں دیکھیں گے
ابو عبد الصمد اور حارث بن مجید نے ابو عمران سے روایت میں کہا کہ (اس موتی کی اونچائی) ساٹھ میل ہے۔

۳۰۳۱۔ شرح : علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں
عورتیں جو حوروں اور دنیاوی عورتوں پر مشتمل ہیں وہ مردوں سے زیادہ ہیں
حضرت ابو درداء کی روایت میں جنت کا خیمہ ایک موتی ہے جس کے ستر دروازے ہیں۔ علامہ کربانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا
خیمہ کے لفظ میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے ”حُورٌ مَّقْصُودَاتٌ فِي الْخِيَامِ“

۳۰۳۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَا مَعْمَرُ عَنْ هَمَامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ زُورَةٍ تَلْبَسُ الْجَنَّةُ صُورَتُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَا يَبْصُقُونَ فِيهَا وَلَا يَمْتَخِطُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ أَيْنَتُهُمْ فِيهَا الذَّهَبُ وَأَمْشَاطُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمَجَامِرُهُمُ الْأَلْوَةُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زُجْجَانِ يُرَى فُحْرُ سَوْقِهَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ قُلُوبُهُمْ قَلْبٌ وَاحِدٌ يُسَبِّحُونَ اللَّهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا

۳۰۳۲ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی نہیں کسی کان نے سنی نہیں اور نہ ہی کسی بشر کے دل میں ان کا خیال گزرا ہے۔ اگر چاہتے ہو تو یہ آیت کریمہ پڑھو، کوئی جان نہیں جانتی کہ ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک سے کیا مخفی رکھا گیا ہے۔

۳۰۳۲ — شرح : جنت کی نعمتوں سے بشری مستفید ہوتے ہیں اس لئے حدیث میں بشر کو خصوصیت سے ذکر کیا ہے۔ بظاہر حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نفس بھی جنت کی نعمتوں پر مطلع نہیں اور نہ ہی کوئی ملک مقرب اور نبی مرسل مطلع ہے۔ علامہ زمخشری نے در قلا تعلم نفس ما اُخفی لہم کی تفسیر میں ذکر کیا کہ جنت میں عظیم ثواب جو اللہ تعالیٰ نے نیک بندوں کے لئے ذخیرہ کر رکھا ہے اس پر کسی مخلوق کو اطلاع نہیں حتیٰ کہ نفوس قدسیہ سے بھی وہ مخفی ہے۔ اسے صرف اللہ ہی جانتا ہے کیونکہ حرف نفی کے بعد نکرہ عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ لیکن راقم کو اس تفسیر سے اتفاق نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس عموم سے خارج ہیں۔ اور آپ نعیم جنت پر مطلع ہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف میں جنت اور اس کے پھل دیکھے اور ان کو دُنیا میں لانا چاہا اور بعض مصالح کی خاطر یہ ارادہ ترک کر دیا۔ اس کے علاوہ یہ ثابت ہے کہ آپ جنت میں تشریف لے گئے۔ اور اس کی نعمتوں کا معائنہ فرمایا نیز جنت آپ کے نور سے پیدا ہوئی تو اس کی نعمتوں کا آپ سے اخفاء کیسے ممکن ہے۔

۳۰۳۳ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند

۳۰۳۲۔ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي ذَرٍّ عَنْ الْأَعْرَجِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ
الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَذْرِ وَالَّذِينَ عَلَى إِثْرِهِمْ كَأَشَدِّ كُوبٍ
إِضَاءَةً قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ لِكُلِّ
أَمْرَةٍ مِنْهُمْ زَوْجَانِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا يُرَى مُخْرُجًا مِنْ سَاقِبَتَيْنِ وَرَأَى

کی طرح چمکتے ہوں گے وہ اس میں نہ تھوکیں گے نہ سنکیں گے اور نہ ہی بول و براز کریں گے اس میں ان کے برتن سونے کے ہوں گے ان کی کنگھیاں سونے چاندی کی ہوں گی اور ان کی انگلیٹھیاں عود سے مٹکتی رہیں گی، ان کا پسینہ مشک ہوگا اور ان میں سے ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی۔ خوبصورتی کے باعث ان کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے اوپر سے دکھائی دے گا ان میں اختلاف نہ ہوگا اور نہ ہی ان میں بغض ہوگا ان کے دل ایک دل جیسے ہوں گے وہ صبح و شام اللہ کی تسبیح کریں گے،

۳۰۳۳۔ شرح : مجامع اگرچہ جمع ہے لیکن اَلْوُجُہ اس کی خبر ہو سکتی ہے کیونکہ یہ جنس ہے۔ اہل جنت کا پسینہ اس قدر خوشبودار ہوگا گویا کہ وہ مشک ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ اہل جنت کی بیویاں دو سے زائد ہوں گی حالانکہ اس حدیث میں صرف دو بیویوں کا ذکر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جنتیں دو سے زیادہ ہیں لیکن قرآن کریم میں جنتان مذکور ہے اسی طرح عینان اور مدھامتان ہے حالانکہ جنت کے چشموں اور باغات کی کثرت ہے۔ اسی طرح بیویوں کی کثرت ہوگی اور دو بیویوں کا ذکر جنتان کے قبیلہ سے ہے۔ اس تشبیہ سے تکثیر مراد ہے جیسے لبیک و سعیدیک یا اس سے دو صنفیں مراد ہیں یعنی ان کی بیویاں دو طرح کی ہوں گی بعض لمبی اور بعض چھوٹی ہوں گی یا بڑی ہوں گی بعض صغیرہ ہوں گی واللہ اعلم! اگر یہ سوال ہو کہ صبح و شام سورج کے طلوع و غروب سے ہوتی ہے جنت میں سورج نہ ہوگا تو صبح و شام کیسے ہوگی اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی مقدار مراد ہے یا ددام و استمرار مراد ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے رات دن تمہارا یہی کام ہے یعنی تم ہمیشہ اسی طرح کرتے رہتے ہو۔ اگر یہ سوال ہو کہ جنت دارِ ثواب ہے دارِ تکلیف نہیں تو صبح و شام تسبیح کا کیا مقصد ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تسبیح تکلیف نہیں بلکہ ان کا تسبیح و تکبیر کہنا ایسا ہوگا جیسے وہ سانس لیتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ ان کے دل نورِ معرفت سے روشن ہوں گے اور اس کی محبت سے ان کے دل بھرے ہوں گے جس کے باعث وہ اس کا ذکر بجزرت کریں گے ”مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ ذِكْرُهُ“ یعنی اہل جنت ہمیشہ اللہ کے ذکر سے لذت و سرور پاتے رہیں گے، واللہ و رسولہ اعلم!

لَحْمُهَا مِنَ الْحُسْنِ يُسَبِّحُونَ اللَّهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا لَا يَسْقَمُونَ وَلَا يَمْتَخِطُونَ
وَلَا يَبْصُقُونَ أَيْتَهُمُ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَأَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَوَقُودُ
مَجَامِرِهِمُ الْاَلْوَةُ قَالَ الْاَوَالِيْمَانِ يَعْنِي الْعُودُ وَرَشَحُهُمَا الْمِسْكُ وَقَالَ
مُجَاهِدٌ الْاَبْكَارُ اَوَّلُ الْفَجْرِ وَالْعَشِيُّ مِثْلُ الشَّمْسِ اِلَى اَنْ تَرَاهُ تَغْرُبُ

۳۰۳۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان کے چہرے بدرمیر کی طرح چمکتے ہوں گے۔ اور جو ان کے بعد داخل ہوں گے ان کے چہرے روشن ستارے کی طرح چمکیں گے۔ ان کے دل ایک دل جیسے ہوں گے۔ ان میں قطعاً اختلاف نہ ہوگا اور نہ ہی وہ آپس میں بغض و عناد کریں گے ان میں ہر ایک مرد کی دو بیویاں ہوں گی اور خوبصورتی کے سبب ہر بیوی کی پنڈلی کا گودا گوشت کے اوپر سے دیکھا جائے گا۔ وہ صبح و شام اللہ کی تسبیح کریں گے نہ وہ بیمار ہوں گے نہ سنکیں گے اور نہ ہی تھوکیں گے، ان کے برتن سونے چاندی کے اور کنگھیاں سونے کی ہوں گی ان کی انگلیٹھیوں میں عود سلگتا رہے گا۔ ابو الیمان نے کہا یعنی عود اور ان کا پسینہ مشک ہوگی۔ مجاہد نے کہا اول فجر ابکار ہے اور عشتیٰ کا معنی سورج کا ڈھل جانا کہ تو اس کو غروب ہوتا دیکھ رہا ہے۔

۳۰۳۴ — شرح : امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جنتی لوگ جنت میں کھائیں پئیں گے اور پیشاب، پاخانہ نہ کریں گے اور ان کا

طعام ایک جشاء سے ہضم ہو جائے گا اور جشاء مشک سا ہوگا۔ امام نسائی نے زید بن ارقم سے روایت کی کہ اہل کتاب میں سے ایک شخص نے کہا یا ابا القاسم آپ کہتے ہیں جنتی کھائیں پئیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں میں نے کہا ہے اور ایک جنتی کو کھانے پینے اور جماع کرنے میں سو آدمی کی طاقت دی جائے گی۔ اس کتابی نے کہا جو کھائے اور پئے اس کو قضاء حاجت لاحق ہوتی ہے۔ حالانکہ جنت میں نجاست نہ ہوگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے چمڑوں سے کستوری کی طرح خوشبو پھیلے گی وہی ان کی قضاء حاجت ہوگی۔ راقم کا خیال ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابی پر یہ واضح کر دیا کہ جنت میں قضاء حاجت دنیا میں قضاء حاجت کی طرح نہ ہوگی کہ قضاء حاجت کے وقت ہوا بدبودار ہو جاتی ہے بلکہ جنتیوں کے جسموں سے خوشبودار پسینہ نکلے گا جس سے ان کی حاجت رفع ہو جائے گی۔ حدیث شریف میں ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لئے بیت الخلا میں تشریف لے جاتے۔ اور پھر باہر تشریف لاتے تو میں بیت الخلا میں سوائے خوشبو کے کچھ نہ پاتی سُبْحَانَ مَنْ اَعْطَى بَيْتَهُ صَلَواتُہُ وَسَلَمٌ کَمَا لَا تَمْلُکُ اَحَدًا مِنَ الْعَالَمِیْنَ

۳۰۳۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ ثَنَا فَضِيلُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ
أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَدْخُلَنَّ
الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا أَوْ سَبْعِمِائَةَ أَلْفٍ لَا يَدْخُلُ أَوَّلُهُمْ حَتَّى
يَدْخُلَ آخِرُهُمْ وَجُوهُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ

۳۰۳۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَعْفِيُّ ثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ
ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ ثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ أَهْدَى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۰۳۵۔ ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
میری امت سے ستر ہزار یا سات لاکھ لوگ جنت میں داخل ہوں گے کہ ان میں سے پہلا شخص داخل نہ ہوگا حتیٰ کہ
ان کا آخری شخص داخل ہو کر اکٹھے داخل ہوں گے، ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔
شرح : مسلم نے عمران بن حصین سے مرفوع روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے داخل ہوں گے

اور ترمذی میں ابوامامہ سے مرفوع روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میرے رب نے مجھے
وعدہ کیا ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار لوگ جنت میں داخل کرے گا جن کا حساب نہ لیا جائے گا اور نہ ہی ان کو
عذاب دیا جائے گا اور ہر ایک ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے۔ بایں ہمہ اللہ تعالیٰ تین لپ بھر کر جنت میں داخل
کرے گا۔ ایک روایت میں چار لاکھ کا ذکر ہے۔ بہر کیف ان اعداد سے کثرت مراد ہے۔ علامہ کلابازی نے کہا کہ جو لوگ
امت میں سے جنت میں داخل ہوں گے وہ کون ہیں اس بارے میں علماء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض علماء نے اس کو
ملت اسلامیہ پر محمول کیا ہے اور بعض نے امت دعوت مراد لی ہے۔ امت دعوت میں وہ لوگ شامل ہیں جن کو سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کی لیکن انھوں نے قبول نہ کی وہ اہل کتاب اور مشرک ہیں۔ یہ لوگ جنت میں ہرگز داخل نہ
ہوں گے۔ اور بعض وہ لوگ ہیں جن کو دعوت اسلام دی گئی اور انھوں نے اس کو قبول کیا اور توحید و رسالت کا اقرار
کیا اور شرع کے احکام کی اتباع نہ کی جو اقرار توحید و رسالت کو لازم ہیں۔ یہ لوگ مومن ہیں اور توحید و رسالت کے معترف
ہیں۔ یہ امت دعوت واجابت میں داخل ہیں۔ امت اتباع میں داخل نہیں اور بعض وہ لوگ ہیں جنہوں نے توحید و
رسالت کے اقرار کے ساتھ احکام شریعت کی بھی اتباع کی یہ لوگ امت دعوت واجابت اور اتباع میں داخل
ہوں گے (یعنی) واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۰۳۶۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی جبہ پہنایا

جَبَّةٌ سُنْدُسٍ وَكَانَ يَخِي عَنْ الْحَرِيرِ فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا فَقَالَ الَّذِي
 نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لِمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هَذَا
 ۳۰۳۷ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ ثَنِي
 أَبُو اسْحَقٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ أَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبٍ مِنْ حَرِيرٍ فَجَعَلُوا يَعْجَبُونَ مِنْ حُسْنِهِ وَلَيْنِهِ فَقَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَفْضَلُ
 مِنْ هَذَا ۳۰۳۸ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي
 حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 مَوْضِعُ سَوَاطِئِ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

پیش کیا گیا۔ حالانکہ آپ ریشم پہننے سے منع فرماتے تھے۔ لوگ اس جبتہ سے بہت خوش ہوئے تو آپ نے فرمایا اس
 ذات کی قسم ہے کہ جس کے دستِ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ جنت میں سعد بن معاذ کے رومال
 اس سے اچھے ہیں

۳۰۳۷ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کو ریشمی کپڑا پیش کیا گیا لوگ اس کی خوبصورتی اور نرمی سے خوش ہوئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت
 میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے اچھے ہیں، (حدیث عن ۲۴۳ کی شرح دیکھیں)

۳۰۳۸ — ترجمہ : سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک کوڑے کی مقدار جگہ دُنیا اور دُنیا
 کا ہر شئی سے بہتر ہے۔

۳۰۳۸ — شرح : یعنی جنت میں ایک کوڑے کی مقدار جگہ ہمیشہ رہے گی کبھی فنا
 نہ ہوگی اور دُنیا کی ہر شئی فانی ہے اس لئے جنت میں اتنی
 مقدار جگہ دینا اور اس کی ہر شئی سے بہتر ہے۔ کوڑے کو اس لئے ذکر کیا ہے کہ جب سوار گھوڑے سے اترنے کا ارادہ
 کرتا ہے تو پہلے اپنا کوڑا زمین پر پھینکتا ہے تاکہ اس جگہ اور کوئی نہ بیٹھے،

۳۰۳۹ — حَدَّثَنَا رُوْحُ بْنُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا
 سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ ثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ
 فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّكَّابُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا
 ۳۰۴۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ ثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ
 عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّكَّابُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ وَأَقْرَبُوا أَنْ شَتَمُوا
 وَظِلٌّ مُمْدُودٌ وَلَقَابُ قَوْسٍ أَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ
 أَوْ تَغْرُبُ ۳۰۴۱ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
 فُلَيْحٍ ثَنَا أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ
 لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالَّذِينَ عَلَى أَنَارِهِمْ كَأَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ سوار اس کے سایہ میں سو
 سال چلتا رہے تو بھی اس کو طے نہ کر سکے گا۔

د یہ ظِلِّ مُمْدُودِ کی شرح ہے)

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ جس کے سایہ میں سوار
 سو سال چلتا رہے گا اور پڑھو اگر چاہو در و ظِلِّ مُمْدُودِ ، اور دیکھو تمہاری کمان بھر جگہ جنت میں اس ہر شئی
 سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع یا غروب کرتا ہے۔

شرح : اس حدیث میں ظِل سے مراد راحت اور نعمت ہے۔ کیونکہ جنت
 میں متعارف سایہ نہیں ہوگا کیونکہ وہ سورج کی گرمی سے بچاتا ہے اور

جنت میں سورج نہ ہوگا۔ جنت تو صرف نور ہی نور ہے اس میں گرمی اور سردی نہیں بلکہ وہاں ضروری ہی ضرور ہے۔

قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ لَا تَبَاغُضُ بَيْنَهُمْ وَلَا تَحَاسَدُ وَلِكُلِّ امْرِئٍ
 زَوْجَتَانِ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ يَرَى مُحَرَّمٌ سَوَاقِنَ مِنْ وَرَاءِ الْعُظْمِ وَاللَّحْمِ
 ۳۰۲۲۔ حَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ مِهَالٍ شَاشِبَةُ قَالَ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ
 أَخْبَرَنِي قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا مَاتَ
 إِبْرَاهِيمُ قَالَ إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ

۳۰۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ ثَنِي مَالِكٌ عَنْ
 صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ الْغُرَفِ
 مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْكُوكَبُ الدَّرِّيُّ الْغَابِرُ فِي الْأُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ
 أَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الْأَنْبِيَاءِ

اور بے شمار نعمتیں ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم !

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ
 ۳۰۲۱۔ جنت میں پہلی جماعت داخل ہوگی۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے
 چاند جیسے ہوں گے اور جو ان کے بعد داخل ہوں گے ان کے چہرے آسمان میں روشن ستارے کی طرح روشن ہونگے
 ان کے دل ایک مرد کے دل کی طرح ہوں گے ان کا آپس میں بغض نہ ہوگا اور نہ ہی ان میں حسد ہوگا۔ ہر مرد کیلئے
 حورِ عین سے دو بیویاں ہوں گی ان کی پنڈلیوں کا گودا ہڈی اور گوشت کے اوپر سے دیکھا جائے گا۔

شرح : اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو تین بار ذکر کیا ہے
 ۳۰۲۱۔ یہ تیسری بار ہے۔ پہلی حدیث محمد بن مقاتل سے دوسری ابو الیمان سے
 روایت کی۔ قولہ کُوكَبٌ دَرِّيٌّ لفظ ”دَرِّيٌّ“ میں کئی لغات ہیں اس میں دال مضموم ہے اور راو اور یاہ مشدود
 ہیں اور ہمزہ نہیں۔ دوسری لغات میں ہمزہ ہے۔ تیسری لغت یہ ہے کہ دال مکسور ہے اور ہمزہ بھی ہے۔ یہ بہت
 بڑا چمکدار ستارہ ہے۔ چمک کی وجہ سے اس کو موتی کہا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم !

ترجمہ : حضرت براہ بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
 ۳۰۲۲۔ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

لَا يُلَاقِيهَا غَيْرُهُمْ قَالَ بَلَىٰ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ رِجَالٌ آمَنُوا بِاللَّهِ وَ
صَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ

بَابُ صِفَةِ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجِينَ دُعِيَ مِنْ

بَابِ الْجَنَّةِ فِيهِ عِبَادَةٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
۳۰۴۲ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ ثَنِي
أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي
الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ فِيهَا بَابٌ يُسَمَّى الرِّيَّانَ لَا يَدْخُلُهُ إِلَّا الصَّائِمُونَ

نے فرمایا جنت میں ان کو دودھ پلانے والی موجود ہے (حدیث ۳۰۴۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ

۳۰۴۳ —

آپ نے فرمایا کہ جنتی اپنے اوپر کے بالا خانہ والوں کو اس طرح دیکھیں گے

جیسے چمکدار عظیم ستارہ کو مغرب یا مشرق کے قریب میں دیکھتے ہیں۔ یہ ان کی آپس میں فضیلت کے باعث ہوگا صحابہ کرام
رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ نبیوں کے منازل ہوں گے جہاں ان کے سوا کوئی نہیں پہنچ سکے گا؟ آپ نے
فرمایا کیوں نہیں! اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ یہ منازل ان لوگوں کے ہوں گے جو
اللہ پر ایمان لائے اور انھوں نے رسولوں کی تصدیق کی۔

شرح : یعنی ان لوگوں نے اللہ اور رسولوں کی تصدیق کا حق ادا کیا ہوگا! جنت

۳۰۴۳ —

میں سب مومن اور اللہ و رسول کی تصدیق کرنے والے ہی ہوں گے لیکن یہ لوگ

مذکورہ صفت کے باعث ان سے ممتاز ہوں گے۔ ترمذی میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر صدیق اور عمر فاروق ان لوگوں میں سے ہوں گے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ جنت میں بلند منازل ہوں گے جن کا بیرون اندر سے اور اندرون باہر سے دیکھا جائے گا۔ ایک اعرابی نے
عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ منازل کن لوگوں کے ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ منازل ان لوگوں
کے ہیں جو نرم بات کرتے ہیں ہمیشہ روزے سے ہوتے ہیں اور رات کو اٹھ نماز پڑھتے ہیں جبکہ تمام لوگ سو رہے ہوتے ہیں علامہ
کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا تمام رسولوں کی تصدیق کرنے والی صرف یہ ہی امت مرحومہ ہے۔ تمام امتوں کے

مومن جنت میں ہوں گے لیکن بلند منازل صرف اس امت کے مومنوں کے ہوں گے۔ کیونکہ تمام رسولوں کی تصدیق صرف انہیں سے متصور ہو سکتی ہے۔ اگرچہ پہلی امتوں میں بھی ایسے لوگ گزرے ہیں جو آنے والے رسولوں کی تصدیق کرتے تھے لیکن وہ صرف متوقع تصدیق ہے۔

باب جنت کے دروازوں کی صفت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جوڑا جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کرے اس کو جنت کے دروازے سے بلایا جائے گا۔
اس میں حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

۳۰۴۴ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہیں اس میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہا جاتا ہے۔ اس میں سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔

۳۰۴۴ — شرح : اس باب میں جنت کے دروازوں کی صفت کا ذکر ہے اور حدیث باب کے مطابق ہے کیونکہ حدیث میں آٹھ دروازوں کا ذکر ہے اور ریان باب کی صفت ہے جس سے روزہ دار گزریں گے۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث میں یہ مذکور ہے کہ ایک دروازے کا نام ریان ہے۔ لہذا یہ باب کی صفت نہ ہوئی ایسے کا جواب یہ ہے کہ ریان درحقیقت باب کی صفت ہے کیونکہ روزے داروں نے دنیا میں پیاس برداشت کی جب وہ اس دروازے سے گزر کر جنت میں داخل ہوں گے اور جنت کی نہر سے پانی پیشیں گے تو ان کو کبھی پیاس محسوس نہ ہوگی۔ لہذا اِسْمِیْتُ کو صفت پر غلبہ دیا اور دروازہ کو ہی ریان کہا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ کی راہ میں ایک جوڑہ خرچ کرے اس کو جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا۔ کتاب الصیام میں ”باب الصلوٰۃ“ باب الجہاد، باب الصدقہ، باب الحج، باب العمرہ اور ایک نادر روایت میں ”باب الرحمت مذکور ہے اور وہ باب التوبہ ہے۔ اور تمام دروازے لوگوں کے اعمال کے مطابق منقسم ہیں جو کوئی بکثرت نمازیں پڑھتا ہوگا وہ باب الصلوٰۃ سے گزرے گا اور جو بکثرت جہاد کرتا ہوگا وہ باب الجہاد سے گزرے گا۔ علیٰ ہذا القیاس۔“

بَابُ صِفَةِ النَّارِ وَإِنَّمَا مَخْلُوقَةٌ

غَسَاقًا يَقُولُ غَسَقَتْ عَيْنُهُ وَيَغْسِقُ الْجُرْحُ كَانَ الْغَسَاقُ
وَالْغَسِيقُ وَاحِدٌ غَسَلَيْنِ كُلُّ شَيْءٍ غَسَلَتْهُ فُخِرَ مِنْهُ شَيْءٌ فَهُوَ
غَسَلَيْنِ فَعَلَيْنِ مِنَ الْغَسَلِ مِنَ الْجُرْحِ وَالذَّبَرُ قَالَ عِكْرِمَةُ
حَصَبٌ جَهَنَّمُ حَطَبٌ بِالْحَبْشِيَّةِ وَقَالَ غَيْرُهُ حَاصِبًا الرِّيحُ الْعَاصِفُ
وَالْحَاصِبُ مَا تَرْمِي بِهِ الرِّيحُ وَمِنْهُ حَصَبٌ جَهَنَّمُ مَا يَرْمِي بِهِ فِي جَهَنَّمَ
هُمْ حَصَبُهَا وَيُقَالُ حَصَبٌ فِي الْأَرْضِ ذَهَبٌ وَالْحَصَبُ مُشْتَقٌّ
مِنَ الْحَصْبَاءِ الْحَجَارَةِ صَدِيدٌ قَيْحٌ وَدَمْرُ حَبْثٍ طِفْثٌ تَوَرُّونَ
تَسْتَخْرِجُونَ أَوْ رَيْثٌ أَوْ قَدْتُ لِلْمُقَوِّينَ لِلْمُسَافِرِينَ وَالْقَى الْقَفْرُ وَ
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صِرَاطُ الْحَجِيمِ سَوَاءُ الْحَجِيمِ وَسَطُ الْحَجِيمِ لَشَوْبًا
يُخْلَطُ طَعَامُهُمْ وَيَسَاطُ بِالْحَجِيمِ زَفِيرٌ وَشَهِيْقٌ صَوْتُ شَدِيدٌ وَصَوْتُ
ضَعِيفٌ وَرَدًا عَطَا شَاغِيًا خُسْرَانًا قَالَ مُجَاهِدٌ يُسَجَّرُونَ تُوقَدُ بِهِمُ النَّارُ

بَابُ دُوزَخِ كِي وَصْفِ اُورُوهُ مَخْلُوقِ هِي

قوله غَسَاقًا ، دوزخیوں کے جسموں سے نکلنے والا بدبودار مادہ کہا جاتا ہے ، غَسَقَتْ عَيْنُهُ وَيَغْسِقُ الْجُرْحُ ، گویا کہ غَسَاق اور غَسِقُ ایک ہی شے ہے (یعنی آنکھ اور زخم بہہ پڑے) ، غَسَلَيْنِ ، کسی چیز کو دھوئے تو اس سے کوئی شے نکلے (دھوون) وہ غَسَلَيْنِ ہے (اس کا وزن) فَعَلَيْنِ ، ہے اس کا مادہ غَسَل ہے جو زخم اور جانوروں کے زخم سے نکلے ، عکرمہ نے کہا در حَصَبِ جَهَنَّمَ ، جہنم کا ایندھن ، حبشی زبان میں حَصَب لکڑی کو کہتے ہیں ۔ عکرمہ کے غیر نے کہا ، حَاصِبًا ، کا معنی تیز ہوا ، حاصِب وہ ہے جسے ہوا پھینکے ۔ اسی سے در حَصَبِ جَهَنَّمَ ، مانوڑ ہے ۔ جو چیز جہنم میں پھینکی جائے وہ لوگ اس کا ایندھن ہیں ۔ اور کہا جاتا ہے (مجاورہ) حَصَبٌ فِي الْأَرْضِ ، جو دور چلا گیا

نَحَاسُ الصُّفْرِ يَصَبُّ عَلَى رُؤُوسِهِمْ يُقَالُ ذُوقُوا بِأَشْرُؤِ وَحَرِّوْا وَلَيْسَ
هَذَا مِنْ ذُوقِ الصُّمِّ مَارِجٍ خَالِصٍ مِنَ النَّارِ مَرَجَ الْأَمِيرِ رَعِيَّتُهُ إِذَا
خَلَّاهُمْ يَعْدُو بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ مَرِيحٌ مُلْتَبِسٌ مَرِجَ أَمْرِ النَّاسِ اخْتَلَطَ
مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ مَرَجَتْ دَابَّتُكَ إِذَا تَرَكْتَهَا

حَصَبُ حَصْبَاءِ حَجَارَةٍ شَقَّ بِهٖ - صَدِيدٌ - کا معنی پیپ اور خون ہے - خُبْتُ کا معنی ہے -
بُجھ گئی - تَوَرُّونَ کا معنی ہے تم نکالتے ہو - اَوْدَيْتُ کا معنی ہے میں نے روشن کیا - لِلْمُقَوِّينَ یعنی مسافروں کے
لئے - الْقَحْطُ - صاف میدان - ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا صِرَاطُ الْجَحِيمِ ، کا معنی دوزخ کا بیج اور
دوزخ کا وسط لَسْتُوبًا مِنْ جَحِيمٍ ، ان کے کھانے میں گرم پانی ملا یا جائے گا ، زَفِيرٌ وَشَمِيْقٌ سخت آواز اور
کمزور آواز ، وَرْدًا پیا سے ، غیا ، نقصان مجاہد نے کہا يُسْتَجْرُونَ ، ان پر آگ جلائی جائے گی - نَحَاسٌ تَانِبَا
جوان کے سروں پر ڈالا جائے گا - ذُوقُوا ، تجربہ کرو - یہ چکھنے کے معنی میں نہیں - مَارِجٌ خَالِصٌ آگ (کہا جاتا ہے)
مَرَجَ الْأَمِيرِ رَعِيَّتُهُ ، جب وہ لوگوں کو چھوڑ دے کہ وہ ایک دوسرے پر ظلم کریں - مَرِجٌ مَلَا جَلَا (کہا جاتا ہے)
مَرِجَ أَمْرِ النَّاسِ ، لوگوں کا کام خلط ملط ہو گیا - مَرِجَ الْبَحْرَيْنِ - دونوں سمندروں کو ملا دیا مَرَجَتْ دَابَّتُكَ
تو نے اپنا چوپایہ چھوڑ دیا -

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ کے بارے میں مذکور آیات کی طرف مختصر
الفاظ میں اشارات کئے ہیں - چنانچہ غَسَاقًا سے الْأَحْمِيَاءُ وَغَسَاقًا ، طرف اشارہ کیا ہے - قَوْلُهُ غَسَقَتْ عَيْنُهُ یعنی
اس کی آنکھ سے سرد پانی بہنے لگا - غَسَاقٌ ، کا معنی ٹھنڈا بدبودار پانی ہے - یہ مشدداور مخفف دونوں طرح
پڑھا گیا ہے - غَسَاقٌ کا معنی بدبودار پیپ بھی آتا ہے - ترمذی نے ابوسعید سے مرفوع روایت کی کہ اگر غَسَاقٌ کا
ایک ڈول دنیا میں بہایا جائے تو ساری دنیا بدبودار ہو جائے - امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا گویا کہ غَسَاقٌ اور
غَسَقٌ ایک ہی شئی ہے - لیکن یہ ایک شئی نہیں کیونکہ غَسَاقٌ کا معنی ٹھنڈا بدبودار پانی یا بدبودار پیپ ہے اور غَسَقٌ کا
معنی اندھیرا ہے - امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”غَسَلِينَ“ سے وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غَسَلِينَ ، طرف
اشارہ کیا اور بعد میں مذکور عبارت سے اس کی تفسیر کی اور غَسَلِينَ کا وزن - فَعْلِينَ ، بیان کیا - دبر اونٹوں کا زخم ہے
اگر یہ سوال ہو کہ قرآن کریم میں دوزخیوں کا طعام ”ضریع“ مذکور ہے بظاہر دونوں آیتوں میں تضاد ہے -
چنانچہ قرآن کریم میں ہے لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ ، اس کا جواب یہ ہے کہ ضَرِيعٌ ، بھی غَسَلِينَ
ہے یا مختلف لوگوں کے لئے مختلف عذاب ہیں بعض دوزخیوں کو ان کے اعمال کے باعث وہ جزاء دی جائیگی
جس کے وہ مستحق ہوں گے اور وہ دوزخیوں کی جہنم سے نکلنے والی پیپ ان کو کھانا دیا جائے گا اور بعض دوزخیوں

کو ایسا طعام دیا جائے گا جو ان کے حلق میں پھنس جائے گا اس طرح ان کو عذاب دیا جائے گا لہذا ان میں معارضہ نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”حاصِبًا“ سے اُوْیُزْسِلْ عَلَیْکُمْ حَاصِبًا طرف اشارہ کیا ہے اور وہ تیز ہوا ہے۔ نیز حَصْب کا معنی پھینکنا ہے اور حاصِب جس کو ہوا پھینکے اس سے حَصْبُ جہنم ہے یعنی اس کو دوزخ میں پھینکا جائے گا اور حاصِب کا معنی عذاب بھی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: هُمْ حَصْبُهَا۔ یعنی دوزخی جہنم کا ایندھن ہیں۔ اور وہ حصاب حجار سے مشتق ہے۔ اس کا معنی کنکریاں ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صَدِيد سے دَرِیْقَتِی مِنْ مَّاءٍ صَدِيدٍ طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر سب اور خون سے کی اور ”خَبَتْ“ سے کَلَمًا خَبَتْ طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر طفت سے کی یعنی بجھ گئی۔ اور تَوْرُونَ سے اَفْرِیْتُمُ النَّارَ الَّتِیْ تَوْرُونَ طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر تَشْتَعِرُ جَوْنَ سے کی۔ اَوْرِیْتُ کا معنی ہے۔ میں نے روشن کیا۔ لِّلْمُقَوِّیْنَ سے تَذِکْرَةٌ وَمَتَاعًا لِّلْمُقَوِّیْنَ طرف اشارہ کیا اور مقوین کی تفسیر مسافریں سے کی۔ مقوین ”اَقْوٰی الرَّجُلُ“ سے مشتق ہے جبکہ وہ اپنی منزل کو پہنچ جائے قَوَّاء کا معنی وہ مقام ہے جہاں کوئی نہ ہو۔ اور اَلْقَتٰی کی تفسیر قُفْر سے کی اور قُفْر وہ صاف میدان ہے جہاں پانی اور گھاس وغیرہ نہ ہو۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صِرَاطُ الْجَحِیْم سے فَاھْدُوْهُمْ اِلٰی صِرَاطِ الْجَحِیْم طرف اشارہ کیا۔ اور اس کی تفسیر سواد اور وسط سے کی یعنی جہنم کا بیچ۔ اور لَشَوْبًا مِنْ جَحِیْم سے ”ثُمَّ اِنْ لَّهُمْ لَشَوْبًا مِنْ جَحِیْمٍ“ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر مِخْلَطٌ ہے۔ اور زَفِیْرٌ وَشَہِیقٌ سے ”فَفِی النَّارِ لَهُمْ زَفِیْرٌ وَشَہِیقٌ“ طرف اشارہ کیا اور زَفِیْر کی تفسیر سخت آواز سے اور شَہِیق کی تفسیر کمزور آواز سے کی۔ داؤدی نے کہا گدھا جب سخت آواز نکالے اور پھر اس کے بعد ہلکی سی جو آواز باقی رہتی ہے وہ شَہِیق ہے اور وَرْدًا سے ”وَلَسَوْفَ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَہَنَّمَ وَرْدًا“ طرف اشارہ کیا اور وَرْد کی عطاش سے تفسیر کی۔ یعنی ہم مجرموں کو دوزخ کی طرف پیاسے ہانکیں گے۔ اور ”غَبَا“ سے ”فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَبًا“ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر خسران سے کی غی جہنم میں ایک وادی ہے جو بہت گہری ہے جس میں سخت عذاب ہوگا۔ اور ”یُسْجَرُونَ“ سے ”ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُونَ“ طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ”ثَوْدٌ بَہِمِ النَّارِ“ سے کی۔ یعنی ان کے ساتھ آگ روشن کی جائیگی اور وہ دوزخ کا ایندھن ہوں گے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے نَحَاس سے ”وَوُیُزْسِلْ عَلَیْکُمْ مَّاشِوَاظٌ مِنْ نَّارٍ وَنَحَاسٍ“ کی طرف اشارہ کیا اور نَحَاس کی صُفْر سے تفسیر کی یعنی تانبہ گرم کر کے دوزخیوں کے سروں پر ڈالا جائے گا اور ذُوْقُوا سے ”وَذُوْقُوا عَذَابَ الْحَرِیْقِ“ طرف اشارہ کیا اور ذُوْقُوا کی تفسیر بِاشْرُوْا سے کی اس سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ یہاں ذُوْق چکھنے کے معنی میں مستعمل نہیں بلکہ ملنے جلنے اور تجربہ کے معنی میں مستعمل ہے اور یہ مجاز ہے

۳۰۴۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُصَابِرِ بْنِ الْحَسَنِ
قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ أَبْرِدْ ثُمَّ قَالَ أَبْرِدْ حَتَّى فَأَاءَ الْفَعْيُ يَعْنِي لِلتَّلْوْلِ
ثُمَّ قَالَ أَبْرِدْ وَإِذَا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

۳۰۴۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ
ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْرِدْ وَإِذَا بِالصَّلَاةِ
فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

۳۰۴۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنَا أَبُو سَلَمَةَ

امام بخاری رحمہ اللہ نے ”مارج“ سے ”وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَارٍ“
طرف اشارہ کیا اور مارج کی خالص نار سے تفسیر کی قولہ ”مَرْجَ الْأَمِيرُ رَعِيَّتُهُ“ یعنی امیر نے لوگوں کو
ایک دوسرے پر ظلم کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ اور ”مَرْجِجٌ“ سے ”فِي أَمْرِ مَرْجِجٍ“ طرف اشارہ کیا اور اس
کی تفسیر ملتجس سے کی اسی سے ”مَرْجَ أَمْرِ النَّاسِ“ ہے یعنی لوگوں کا معاملہ خلط ملط ہو گیا اور اسی سے
”مَرْجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ“ یعنی میٹھا اور نمکین پانی والے سمندروں کو ایک
ایک دوسرے سے ملے ہوئے چھوڑ دیا دیکھنے میں ایک ہی پانی معلوم ہوتا ہے ان کے درمیان اللہ کی قدرت و حکمت سے
ایک حائل اور مانع ہے کہ وہ اپنی معین حد سے بڑھ نہیں سکتے اور نہ ہی وہ ایک دوسرے سے خلط ملط کرتے ہیں
اور نہ ہی ان میں کسی قسم کا تغیر آتا ہے۔ قولہ ”مَرْجَتْ دَابَّتْكَ“ یعنی تو نے اپنا چوپایہ چرنے کے لئے چراگاہ
میں چھوڑ دیا۔“

۳۰۴۵۔ ترجمہ : زید بن وہب نے کہا میں نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے تو آپ نے (موذن) سے فرمایا
(ظہر کی نماز) ٹھنڈا کر کے پڑھو پھر فرمایا ٹھنڈا کر کے پڑھو حتیٰ کہ ٹیلوں کے سائے اتر گئے پھر فرمایا (ظہر) کی نماز
ٹھنڈے وقت میں پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش و خروش سے ہے۔

۳۰۴۶۔ ترجمہ : ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا
نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت

بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَكَيْتِ النَّارُ إِلَى رَبِّهَا فَقَالَتْ رَبِّ أَكُلْ بَعْضِي بَعْضًا فَاذِنْ لَهَا بِنَفْسَيْنِ نَفْسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفْسٍ فِي السَّيْفِ فَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الزَّمْهِرِيرِ ۳۰۴۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا أَبُو عَامِرٍ هُوَ الْعَقْدِيُّ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ الصُّبُعِيِّ قَالَ كُنْتُ أُجَالِسُ ابْنَ عَبَّاسٍ بِمَكَّةَ فَأَخَذَ قِنَى الْحُمَّى فَقَالَ أَبْرِدْهَا عَنْكَ بِمَاءٍ زَمْزَمٍ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هِيَ مِنْ فَيْحٍ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ أَوْ قَالَ بِمَاءٍ زَمْزَمٍ شَكَّ هَمَّامٌ

دوزخ کے جوش و خروش سے ہے (حدیث ع ۱۲-۵۱۳ کی شرح دیکھیں)
 ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
 آگ نے اپنے رب عزوجل سے شکایت عرض کی اور کہا میرا بعض میرے بعض کو کھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو دو سانس لینے کی اجازت دے دی۔ ایک سانس سردیوں میں اور ایک سانس گرمیوں میں تم جو سخت گرمی اور سخت سردی پاتے ہو اس کا یہی سبب ہے۔
 شرح : مذکور احادیث میں دوزخ کی گرمی اور سردی کا ذکر ہے اور باب کا عنوان بھی یہی ہے۔ حدیث میں آگ سے مراد دوزخ ہے
 ۳۰۴۷ — صرف آگ مراد نہیں کیونکہ دوزخ میں آگ اور سردی دونوں ہیں جو سخت گرم اور سخت سرد ہیں دوزخ میں یہ دونوں عذاب ہیں اس کے علاوہ اور بھی عذاب کے اقسام ہیں (اعاذنا اللہ منھا) اس حدیث سے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ میں ادراک پیدا کیا ہے۔ بعض علماء نے کہا جنت اور دوزخ تمام مخلوقات سے زیادہ سُنَّتِی ہیں اور جب انسان جنت کی دعا کرے تو وہ آمین کہتی ہے اور جب دوزخ سے پناہ چاہے تو دوزخ اس کی دعا پر آمین کہتی ہے (یعنی)
 (حدیث ع ۵۱۲ تا ۵۱۵ کی شرح دیکھیں)
 ترجمہ : ابو جمرہ صُبُعِی نے کہا میں مکہ مکرمہ میں ابن عباس کے پاس بیٹھا کرتا تھا (ایک دفعہ) مجھے بخار آ گیا تو انھوں نے کہا اس کو آب زمزم سے ٹھنڈا کر کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بخار جہنم کے جوش و خروش سے ہے۔ اس کو پانی سے ٹھنڈا کر دیا فرمایا زمزم کے پانی سے ٹھنڈا کرو۔ ہمام نے شک کیا ہے۔

۳۰۴۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ثنا سُفْيَانُ عَنْ
أَبِيهِ عَنْ عُبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ أَخْبَرَنِي رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْحَمَى مِنْ فَوْرِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوهَا عَنْكُمْ بِالْمَاءِ

۳۰۵۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ثَنِي بَافِعٌ عَنْ ابْنِ
عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَمَى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ

۳۰۵۱۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثنا زُهَيْرُ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ
عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَمَى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ
فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ

۳۰۴۹۔ ترجمہ : رافع بن خدیج نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ
فرماتے ہوئے سنا کہ بخار جہنم کے جوش سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۳۰۵۰۔ ترجمہ : عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے جوش سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۳۰۵۱۔ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے جوش و خروش سے ہے اس کو
پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۳۰۴۸ تا ۳۰۵۱۔ شرح : ان احادیث میں نماز ٹھنڈی کرنے کی کیفیت مذکور

نہیں۔ البتہ مسلم شریف میں ہے کہ اسما بنت ابی بکر
رضی اللہ عنہا کے پاس بخار کی مریضہ عورت حاضر کی جاتی تو وہ اس کے سارے بدن پر پانی ڈالا کرتی تھیں جناب
اسماء جو عموماً سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتی تھیں اس کیفیت کو دوسروں سے زیادہ جانتی تھیں
جبکہ وہ صحابیہ ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی بڑی ہمیشہ بھی ہیں وہ
اسے دوسروں کی نسبت زیادہ جانتی ہیں اور اطباء بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ گرمی کا بخار ٹھنڈا کیا جاسکتا
ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں ڈاکٹر مرین کے سر پر برف سے ٹھنڈی کی ہوئی پٹیاں رکھنے کا مشورہ دیتے ہیں اور اس
کو سخت ٹھنڈا برفانی پانی پلاتے ہیں اور اس کے ہاتھ اور پاؤں کو ٹھنڈے پانی سے دھوتے ہیں۔ لیکن یہ بخار کا
علاج نہیں بلکہ گرمی کے بخار کا علاج ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی نے اس کو پسند کیا ہے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

۳۰۵۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُكُمْ جُزْءٌ
مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً
قَالَ فَضِلْتُ عَلَيْهَا بِتِسْعَةٍ وَسِتِّينَ جُزْءًا أَكْثَرُ مِنْ مِثْلِ حَرِّهَا

نے اہل حجاز اور ان کے قرب و جوار کے لوگوں کو یہ علاج بتایا ہے۔ کیونکہ ان کو بکثرت گرمی سے بھار ہوتا ہے
اور اسے ٹھنڈا پانی پینا اور اس سے غسل کرنا فائدہ دیتا ہے (قططانی)

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تمہاری آگ دوزخ کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔ عرض کیا گیا :
یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہی آگ کافی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس پر ابتر حصہ زیادہ کر دی گئی ہے ان میں
سے ہر حصہ میں اتنی ہی گرمی ہے۔

شرح : مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ تمہاری آگ کی حرارت دوزخ کی آگ
کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ ابن ماجہ میں مرفوع روایت ہے کہ
تمہاری یہ آگ دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ اگر یہ پانی سے بار بار نہ بھائی جاتی تو تم اس سے
انتفاع نہ کر سکتے اور یہ آگ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتی ہے کہ اے دوبارہ دوزخ میں داخل نہ کیا جائے۔ حضرت
عبداللہ بن مسعود کی روایت میں ہے کہ اس آگ کو سمندر میں دس بار ڈالا گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
دُنیا کی آگ کے متعلق پوچھا گیا کہ یہ آگ کس شئی سے پیدا کی گئی ہے

انھوں نے جواب دیا یہ دوزخ کی آگ سے پیدا کی گئی ہے اور اس کو سمندر کے پانی سے ستر بار دھویا
گیا ہے۔ ورنہ لوگ اس کے قریب جانے پر قادر نہ ہوتے کیونکہ یہ دوزخ کا حصہ ہے۔ دُنیا کی آگ دوزخ کی آگ
کا سترواں حصہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ساری دُنیا کی آگ جسے لوگ جلاتے ہیں کو جمع کیا جائے تو یہ دوزخ کی آگ
کا ایک حصہ ہوتی ہے اور دوزخ کی آگ اس آگ سے ستر گنا زیادہ گرم ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے محمد بن منذر سے روایت کی کہ انھوں نے کہا جب آگ کو پیدا
کیا گیا تو تمام فرشتے گھبرا گئے۔ اور ان کے دل خائف ہوئے اور جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا
تو ان کو کچھ سکون ہوا۔ اور میمون بن مہران نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو پیدا کیا تو اس کو حکم دیا اُس نے اللہ
کے حکم سے ایک بار سانس لیا تو ساتوں آسمانوں کے فرشتے موہیوں کے بل گر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن سے فرمایا اپنے
سر اٹھاؤ کیا تم کو معلوم نہیں کہ میں نے تم کو طاعت کے لئے پیدا کیا ہے اور اس کو نافرمانوں کے لئے پیدا کیا ہے۔

۳۰۵۳ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَمْعَانَ عَطَاءُ
يُخْبِرُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقْرَأُ عَلَى الْمَشْبَرَةِ نَادُوا يَا مَالِكُ

۳۰۵۴ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَفْيَانَ ثَنَا الْأَوْعَشُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ
قِيلَ لِإِسَامَةَ لَوَأْتَيْتَ فَلَانًا فَكَلِمَتُهُ قَالَ إِنَّكُمْ لَتَتَرُونَ أَنِّي لَا أَكَلِمَةَ
إِلَّا أَسْمِعُكُمْ إِنِّي أَكَلِمَةُ فِي السِّرِّ دُونَ أَنْ أَفْتَحَ بَابًا وَلَا أَكُونَ أَوَّلَ
مَنْ فَتَحَهُ وَلَا آخِرَ لِرَجُلٍ أَنْ كَانَ عَلَى أَمِيرًا أَنَّهُ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ
شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا وَمَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ
قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ يَجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَيُلْقِي فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ
أَقْتَابُهُ فِي النَّارِ فَيَدُورُ كَمَا يَدُورُ الْحِمَارُ بِرَحَاةٍ فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ
فَيَقُولُونَ أَيُّ فَلَانٍ مَا شَانِكَ الْيَسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَانَا عَنِ
الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ أَمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا أَتِيهِ وَأَنْهَأُكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ
أَتِيهِ وَرَوَاهُ عَنْدَرُ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْأَوْعَشِ

فرشتوں نے عرض کیا اے پروردگار عالم ہمیں اس میں جلنے والے دکھا پھر ہمیں سکون ہوگا اور ہمارے دل
مطمئن ہوں گے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے ”هُم مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ“
”وہ اللہ کے خوف سے ڈرتے ہیں“

۳۰۵۳ — ترجمہ : صفوان بن یعلیٰ نے اپنے والد سے روایت کی کہ انھوں نے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر یہ تلاوت کرتے ہوئے سنا :

”نَادُوا يَا مَالِكُ“ دوزخی آواز دیں گے اے مالک

۳۰۵۴ — شرح : مالک دوزخ کا سپرنٹنڈنٹ یعنی خازنِ نار ہے۔ جو دوزخ پر

مامور ہے۔ دوزخی ان کو نداء دیں گے کہ اللہ تعالیٰ سے ہماری

خلاصی کی درخواست کریں تو وہ ایک ہزار سال کے بعد ان کو جواب دے گا۔ مت بکواس کرو تم دوزخ میں ہمیشہ رہو گے اس وقت وہ بلند آوازوں سے رونے لگیں گے، جیسے گدھا بلند آواز نکالتا ہے۔

ترجمہ : ابوداؤد سے روایت ہے انھوں نے کہا حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما — ۳۰۵۴ —

سے کہا گیا اگر آپ فلاں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے پاس جائیں اور ان سے بات کریں حضرت اسامہ نے کہا تمہارا یہ خیال ہے کہ میں عثمان سے گفتگو نہیں کرتا مگر اس وقت کہ تم سب میں ان سے تنہائی میں گفتگو کرتا ہوں سوا اس کے کہ میں فتنہ کا دروازہ کھولوں۔ میں فتنہ کرنے والا سب سے پہلا شخص نہیں بن سکتا۔ اور میں اس شخص سے جو میرا حاکم ہے یہ نہ کہوں گا کہ وہ سب لوگوں سے بہتر ہے۔ بعد اس کے کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سُن چکا ہوں لوگوں نے کہا آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا فرماتے سنا ہے؟ اسامہ نے کہا میں نے سنا کہ آپ فرماتے تھے: قیامت میں ایک شخص کو لایا جائے گا اور اس کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ دوزخ میں اس کی ساری انتڑیاں نکل پڑیں گی اور وہ (ان کے ارد گرد) ایسے چکر کاٹے گا جیسے گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے۔ اُس پر دوزخی جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے اے فلاں! تیرا یہ حال کیوں ہے؟ کیا تو ہمیں اچھی باتوں کا حکم اور بُری باتوں سے منع نہیں کرتا تھا؟ وہ کہے گا میں تم کو امر بالمعروف کرتا تھا اور خود نہیں کرتا تھا اور تم کو بُری اشیاء سے منع کرتا تھا اور خود کرتا تھا۔ اس حدیث کی غندر نے شعبہ سے انھوں نے اعمش سے روایت کی۔

شرح : یعنی لوگوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے کہا کہ آپ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ولید بن عقبہ کے متعلق گفتگو کریں کہ وہ — ۳۰۵۴ —

ان پر حقائق کریں کیونکہ ولید نے شراب پیا تھا یا مراد یہ ہے کہ لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بلوہ قائم کر رکھا ہے۔ اس فتنہ کو ختم کرنے کے بارے میں ان سے گفتگو کریں۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب دیا کہ تمہارا یہ خیال ہے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے تمہارے سنانے کے لئے بات کرتا ہوں یا اس وقت ہی ان سے گفتگو کرتا ہوں جب تم موجود ہو بلکہ میں ان سے تنہائی میں بات کرتا ہوں کیونکہ علانیہ بات کرنے میں فتنہ کی آگ بھڑک اُٹھے گی اور میں اس کا آغاز کرنے والا بن جاؤں گا۔ میں جس طرح لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم کرتا ہوں ایسے ہی ان کو اچھی بات واضح کرتا ہوں اگر میں امر بالمعروف ترک کر دوں تو میری اور ان کی مثال اس شخص کی مثال ہوگی جو دوزخ میں اپنی انتڑیاں باہر نکالے ہوئے ان کے ارد گرد گدھے کی طرح گھومے گا اور لوگوں کے پوچھنے پر کہے گا کہ میں لوگوں کو بھلائی کی بات بتاتا تھا خود نہ کرتا تھا لہذا میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ضرور بات کرتا ہوں اگرچہ وہ مجھ پر امیر ہیں کیونکہ میرے دل میں اللہ کا خوف ہے۔ الحاصل حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ علانیہ امر آء کے ساتھ سخت بات کرنا بے ادبی ہے۔ اس سے تم یہ خیال نہ کرو کہ میں ان سے فتنہ یا ولید کے متعلق بات ہی نہیں کرتا ہوں کیونکہ یہ امر بالمعروف کے خلاف ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امر آء کا ادب ملحوظ

۳۰۵۵۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى اَنَا عِيْسَى عَنْ هِشَامٍ عَنْ
 اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَحَرَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقَالَ اللَّيْثُ
 كَتَبَ اِلَى هِشَامٍ اَنَّهُ سَمِعَهُ وَوَعَاة عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَحَرَالنَّبِيُّ
 صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى كَانَ يُخَيِّلُ اِلَيْهِ اَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا يَفْعَلُهُ
 حَتَّى كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ دَعَاوَدَعَاوَدَعَاثَمَ قَالَ اَشْعَرْتُ اَنَّ اللهَ قَدَافَنِي
 فِيمَا فِيهِ شِفَاؤِي اَتَانِي رَجُلَانِ فَقَعَدَا حِدَهُمَا عِنْدَ رَاسِي وَالْاُخْرَى عِنْدَ رِجْلِي
 فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِلْاُخْرَى مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مُطْبُوبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهُ
 قَالَ لَبِيدُ بْنُ الْاَعْصَمِ قَالَ فِيمَا ذَا قَالَ فِي مُشْطٍ وَمُشَاقَّةٍ وَجَفَتْ طَلْعَةٌ
 ذَكَرَ قَالَ فَاَيْنَ هُوَ قَالَ فِي بَيْتِ ذُرْوَانَ فَخَرَجَ اِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لِعَائِشَةَ حِينَ رَجَعَتْ نَحْلُهَا كَانَتْهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ فَهَلَّتْ
 اِسْتَخْرَجْتَهُ فَقَالَ لَا اَمَّا اَنَا فَقَدْ شَفَا فِي اللهِ وَخَشِيتُ اَنْ يُشِيرَ ذَلِكَ عَلَى
 النَّاسِ شَرًّا ثُمَّ دُفِنْتُ الْبَيْتُ

فرشتہ ہو۔ نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرشتوں کی ایک قسم ہے جن کی اولاد ہوتی ہے ان کو جن کہا جاتا ہے ان میں سے ابلیس ہے۔ بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ ابلیس فرشتہ نہیں۔ جن ہے اور ہزار ہا فرشتوں میں وہ چھپا ہوا تھا فرشتوں کی کثرت کے اعتبار سے اس پر ان کا غلبہ ہوا اور تغلیباً اس کو فرشتہ کہہ دیا گیا ہے۔ غالباً فرشتوں کی ایک قسم ہے جو بالذات شیطانوں کے مخالف نہیں لیکن صفات میں ان کے مخالف ہیں جیسے نیک اور بد انسانوں کی ذات ایک ہی ہے اور ان کے صفات مختلف ہیں۔ اسی طرح فرشتوں کی ایک قسم ہے جو ذات میں متحد اور صفات میں مختلف ہیں اور لفظ ”جن“ دونوں کو شامل ہے اس قسم سے ابلیس ہے۔ مقاتل سے روایت ہے کہ ابلیس نہ جن ہے اور نہ ہی فرشتہ ہے بلکہ یہ علیحدہ مخلوق ہے جو آگ سے پیدا ہوا ہے اس کو خوبصورت ہونے کے باعث ”طاؤس الملائکہ“ کہا جاتا تھا پھر اس کو اللہ تعالیٰ نے مسخ کر دیا اس کا اصل نام ”عزازیل“ ہے۔ پھر اس کے بعد اس کا نام ابلیس رکھ دیا گیا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۰۵۵۔ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو

کیا گید لیٹ نے کہا مجھے ہشام نے خط لکھا کہ اُنھوں نے یہ اپنے والد سے یہ سنا اور یاد کیا ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا اور آپ کو یہ محسوس ہوتا تھا کہ کوئی کام کیا ہے حالانکہ وہ نہ کیا ہوتا تھا حتیٰ کہ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کی پھر دعاء کی پھر فرمایا اے عائشہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ شئی بتادی ہے جس میں میری شفاء ہے۔ میرے پاس دو آدمی آئے ایک میرے ”سرمبارک“ کے پاس بیٹھ گیا ہے اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس بیٹھا۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا اس مرد کو کیا بیماری ہے دوسرے نے کہا ان کو جادو کیا گیا ہے۔ اُس نے کہا کس نے جادو کیا ہے۔ دوسرے نے کہا لبید بن اعصم نے کیا ہے اُس نے کہا کس شئی میں جادو کیا ہے۔ دوسرے نے کہا کنگھی اور روٹی کے گالے میں اور کھجور کی کلی کے اوپر والے چھلکے میں۔ اُس نے کہا وہ کہاں ہے؟ دوسرے نے کہا ذردان کے کنوئیں میں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے۔ پھر واپس آئے تو ام المؤمنین سے فرمایا جبکہ آپ کی واپسی ہوئی۔ اس کنوئیں کی کھجوریں شیطانوں کے سروں کی طرح ہیں (ام المؤمنین نے فرمایا) میں نے عرض کیا (یا رسول اللہ) آپ نے اس کو باہر نکالا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ بہر کیف اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی ہے اور یہ ڈر ہے کہ یہ لوگوں میں شرارت پھیلائے گا پھر وہ کنواں بند کر دیا گیا۔“

شرح : مطبوع کا معنی ہے جس پر جادو کیا گیا ہو۔ قولہ مُشْط و مُشَاقَہ، دھاگہ کاتنے کے وقت باریک سی جوشی خارج ہوتی ہے وہ مُشَاقَہ ہے۔ مُشَق کا معنی

ہے۔ کسی شئی کو کھینچنا تاکہ وہ لمبی ہو جائے۔ ایک روایت میں ”مشاطہ“ مذکور ہے۔ اور وہ شئی ہے جو کنگھی کرتے وقت بالوں سے نکلے ”جُفْت“ کھجور کی کلی کے اوپر والا چھلکا ہے۔ اس کا ذکر اور ثنوت کھجور پر اطلاق ہوتا ہے۔ اسی لئے اس کو لفظ مذکر سے مقید کیا ہے۔ اس کو کفری بھی کہا جاتا ہے۔ قولہ ذردان، یہ مدینہ منورہ میں بنو زریق کا کنواں ہے۔ بنو زریق یہودی ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کھجوروں کو بدنام نظر اور قبیح اشکال کے سبب رؤس الشیاطین سے تشبیہ دی علامہ خطاب نے کہا اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ وہ سانپوں کے سروں کی طرح باریک ہیں سانپ کو بھی شیطان کہا جاتا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اُن کا منظر بدصورت ہے اور ان کی اشکال قبیح ہیں۔ جادو کے متعلق علماء کے مختلف خیالات ہیں۔ بعض نے جادو کی حقیقت کا انکار کیا ہے اور اُنھوں نے کہا جادو محض تمویہ اور تخیل ہے۔ یعنی یہ خیالی چیز ہے اس کا خارج میں ثبوت و وجود نہیں اور یہ محض غیر واقعی شئی لوگوں کے خیال میں ظاہر کی جاتی ہے چنانچہ لوگوں کی نظروں میں رسیوں کو سانپ ظاہر کیا جاتا ہے اور یہ محض حیلہ گری اور لٹھ کی صفائی ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَیُخَيِّلُ إِلَیْهِمْ مِنْ سِحْرِهِمْ أَتَکَا فُسْعٰی، یعنی جادو گروں کے جادو سے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے یہ خیالی شکل پیدا ہوئی کہ وہ چلتے پھرتے سانپ ہیں۔ یہ علماء معتزلی ہیں۔ جمہور علماء کہتے ہیں کہ جادو فی نفسہ امر ممکن ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت میں شامل ہے کیونکہ وہ اس کا خالق ہے۔ جادو گر تو صرف کسب کرتا ہے اور یہ حقیقت واقعہ ہے۔ قرآن کریم میں ہے : وَیَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا یُفْرِقُونَ بَیْنِ الْمُزْوَیِّ وَ زَوْجِهِ وَ مَا هُمْ بِضَارِئِیْنَ بِہِ مِنْ أَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ، یعنی وہ ان سے سیکھتے وہ جس سے جھڑائی ڈالیں۔ مرد اور اس کی عورت میں اور اس سے نہ نہیں پہنچا سکتے کسی کو مگر خدا کے حکم سے۔ اس

معلوم ہوتا ہے کہ مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اور اسباب کی تاثیر اس کی مشیت کے تحت ہے اور یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جادو کی حقیقت ہے جو خارج میں موجود اور ثابت ہے۔ محض خیالی چیز نہیں ہے۔ خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور ماحول کی صفائی وغیرہ جس سے عجیب امور ظاہر ہوتے ہیں اس پر جادو کا اطلاق مجازی ہے اور جادو کا ماحول لطیف اور سبب خفی ہے۔ بعض علماء نے اس حدیث کو ناقابل قبول قرار دیتے ہوئے کہا اگر انبیاء کرام علیہم السلام میں جادو کی تاثیر ظاہر ہونا ممکن ہو تو امور دین میں جو ان پر وحی نازل ہوتی ہے وہ مشکوک ہو کر رہ جائے گی جبکہ یہ احتمال ہے کہ یہ جادو کا اثر ہوگا لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ جادو کی حقیقت موجود ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ ذکر کیا اور ماروت و ماروت کا واقعہ ذکر کیا کہ ان پر بابل میں جادو اتارا گیا اور قرآن کریم میں ہے ”وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ“ اور عورتوں کے شر سے جو گرہوں میں پھونکتی ہیں اور جو نبوت میں ضرر خیال کرتے ہیں یہ ان کا فاسد خیال ہے۔ کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام بشر ہیں ان پر بشروں کے امراض اور اعراض جاری ہو سکتے ہیں۔ البتہ ان کی بعض خصوصیات ہیں جن میں وہ معصوم و محفوظ ہوتے ہیں وہ امور دینیہ ہیں اور جادو ان کے ابدان میں قتل اور زہر کی تاثیر سے زیادہ اثر نہیں کر سکتا ہے چنانچہ ذکر کیا اور بھی علیہا کو قتل کیا گیا اور خبر میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دیا گیا۔ اس سے نبیوں کی فضیلت میں کمی نہیں آتی یہ تو محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابتلاء و امتحان ہوتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نبی ہیں ہم پر سختی زیادہ ہوتی ہے جیسے ہمارا ثواب زیادہ ہوتا ہے اور جن امور کا نبوت سے تعلق ہے ان میں اللہ تعالیٰ نبیوں کو محفوظ رکھتا ہے اور ان میں کسی قسم کا فساد نہیں آنے دیتا۔ وہ تو صرف ان کو خیال ظاہر ہوتا ہے کہ جو انھوں نے نہیں کیا ہوتا اس کو کیا ہوا خیال فرماتے ہیں۔ خصوصاً عورتوں کے بارے میں اس قسم کا خیال پیدا ہو جاتا ہے۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت کے وقت دعاء کرنا مستحب ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجرموں کو معاف کرنے میں وہ کمال رکھتے تھے جس کی دنیا میں مثال نہیں ہے اور عظیم فتنہ و فساد کے خطرہ کے باعث مصلحت کو ترک کرنا جائز ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جادو صرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری اعضاء اور جسم شریف پر مسلط ہوا تھا آپ کی عقل شریف اور اعتقاد پر قطعاً اثر انداز نہ ہوا تھا۔ اُس نے آپ کی عادت قدیمہ اور نشاط طبع پر اثر کیا تھا کہ جب آپ ازواج مطہرات کے پاس جاتے تو جادو کا اثر ظاہر ہوتا اور ان کے پاس جانے پر قادر نہ ہوتے (اس حدیث کے متعلق مزید تقریر حدیث ۲۹۶ کی شرح میں دیکھیں)

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کی گدی پر شیطان تین گانٹھیں

— ۳۰۵۶ —

لگا دیتا ہے۔ جبکہ وہ سو رہا ہو ہر گانٹھ پر پھونکتا ہے ابھی رات بہت لمبی ہے سوئے رہو اگر وہ بیدار ہو اور اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ اگر وضوء کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور اگر وہ نماز پڑھنے لگے تو

۳۰۵۶ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ
يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيُعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ
ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ عَلَى كُلِّ عُقْدَةٍ مَكَائِدَ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ فَإِنْ
اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللَّهَ انْخَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ تَوَضَّأَ انْخَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ صَلَّى انْخَلَّتْ
عُقْدَةٌ كُلُّهَا فَاصْبِرْ شَيْطَانُ طَيِّبِ النَّفْسِ وَالْأَصْبَحْ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسَلَانَ
۳۰۵۷ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي
زَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً
حَتَّى أَصْبَحَ قَالَ ذَاكَ رَجُلٌ بَالُ الشَّيْطَانِ فِي أُذُنَيْهِ أَوْ قَالَ فِي أُذُنِهِ
۳۰۵۸ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا هَمَامٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ
بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
أَمَّا إِنْ أَحَدَكُمْ إِذَا آتَى أَهْلَهُ وَقَالَ بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ
الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَرَزَقَا وَلَدًا لَمْ يَضُرَّهُ الشَّيْطَانُ

تو سب گرمی کھل جاتی ہیں اور وہ صبح خوش طبع اور پاکیزہ نفس ہوتا ہے۔ ورنہ صبح خبیث النفس سست ہوتا ہے۔
(حدیث ۱۰۸۰ کی شرح دیکھیں)

۳۰۵۷ — ترجمہ : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرد کا ذکر کیا
گیا جو رات بھر صبح تک سویا رہتا تھا آپ نے فرمایا اس شخص کے دونوں کانوں یا ایک کان میں شیطان پیشاب کر گیا ہے (حدیث ۱۰۸۲ کی شرح دیکھیں)

۳۰۵۸ — ترجمہ : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس آئے اور یہ کہے :

بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، اللہ
کے نام سے۔ اے اللہ ہمیں شیطان سے علیحدہ رکھ اور شیطان کو اس سے دُور رکھ جو اولاد ہم کو عنایت کرے۔
اور ان کو بچہ عنایت کیا جائے تو اس کو شیطان اذیت نہیں پہنچا سکے گا (حدیث ۱۰۸۱ کی شرح دیکھیں)

۳۰۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَنَا عَبْدُهُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَلَعَ حَاجِبُ
الشَّمْسِ فَادْعُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَبْرُزُوا إِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَادْعُوا
الصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيبَ وَلَا تَحِينُوا بِصَلَاةِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا
فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قُرْنَيْ شَيْطَانٍ أَوْ الشَّيْطَانِ لَا أَدْرِي أَيُّ ذَلِكَ قَالَ

هِشَامٌ ۳۰۶۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ثَنَا يُونُسُ عَنْ جُمَيْدِ

بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا مَرَّ بَيْنَ يَدَيْ أَحَدِكُمْ شَيْءٌ وَهُوَ يُصَلِّي فَلْيَمْنَعْهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيَمْنَعْهُ
فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ ثَنَا عَوْفٌ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ وَكَلَّنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ فَاتَانِي أْتِ فَجَعَلَ يَحْتُمُّ مِنَ الطَّعَامِ فَاخَذْتُه

فَقُلْتُ لَا رَفْعَ لَكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ

فَقَالَ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ
اللَّهِ حَافِظٌ وَلَا يَقْرَبَكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ ذَاكَ شَيْطَانٌ

۳۰۵۹۔ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سورج کا کنارہ طلوع کرے تو نماز نہ پڑھو حتیٰ کہ سورج چمکنے لگے اور جب سورج کا کنارہ
غروب ہو جائے تو نماز چھوڑ دو حتیٰ کہ وہ پورا غائب ہو جائے اور سورج کے طلوع و غروب کے وقت نماز نہ
پڑھو کیونکہ وہ شیطان کے دونوں سینکوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔ راوی کا بیان ہے۔ میں نہیں جانتا کہ ہشام
نے شیطان فرمایا یا شیطان فرمایا (حدیث ۵۵۹ کی شرح دیکھیں)

۳۰۶۰۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے

۳۰۶۱ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ
شَهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِي الشَّيْطَانِ أَحَدُكُمْ يَقُولُ مَنْ خَلَقَ كَذَا مِنْ خَلْقٍ كَذَا حَتَّى
يَقُولَ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَلْيَنْتَهِ

کسی کے آگے سے کوئی شئی گزرے جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو تو اس کو گزرنے سے منع کرے اگر وہ انکار کرے تو پھر
منع کرے اگر وہ انکار کرے تو پھر منع کرے اگر وہ انکار کرے تو اس سے جھگڑا کرے وہ شیطان ہے۔ عثمان
بن ہشیم، عوف، محمد بن سیرین نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اُحفوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے مجھے فطرانہ کی نگہداشت پر مقرر فرمایا تو میرے پاس کوئی آنے والا آیا اور دونوں ہاتھ بھر کر غلہ پیسے لگا
میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا میں تجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاتا ہوں اور پوری حدیث ذکر کی
اس شخص (چود) نے کہا جب تو اپنے بستر پر سونے کے لئے آئے تو آت اندری پڑھا کرو اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت
کرتا رہے گا اور شیطان تمہارے قریب نہیں آئے گا حتیٰ کہ صبح ہو جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُس نے تم سے
سچ کہا حالانکہ وہ خود جھوٹا ہے اور وہ شیطان تھا۔ (حصہ سوم کے صفحہ ۵۲۸ پر اس کی شرح دیکھیں)

۳۰۶۱ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے فلاں شئی
کو کس نے پیدا کیا اور فلاں کو کس نے بنی۔ وہ کہتا ہے۔ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا جب یہاں تک بات پہنچے تو
وہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ پناہ چاہے اور اس خیال سے رک جائے !

۳۰۶۱ — شرح : یعنی جب معاملہ یہاں تک پہنچ جائے کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا تو یقین
کرے کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے اور اس کو رد کرنے کے لئے "أَعُوذُ
بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ" پڑھے۔ میں اللہ کے ذریعے راندے ہوئے شیطان کے شیطانی شہات سے پناہ
چاہتا ہوں اور اس کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کے وجود اور وحدانیت کے دلائل اور براہین قاطعہ بیان کرنے سے
رک جائے۔ عاتقہ صبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ایسے خواطر میں سوچ بچار سے رک جلیے اور ادھر خیال تک نہ کرے نیز
ایسے خواطر کا سبب اسباب ہے۔ اور سبب تک یہ احساس کرتا رہے گا اس میں اضافہ ہی ہوتا رہے گا اور ایمان کا استحکام
متاثر ہوگا۔ لہذا اس سے خود میں نا و عد عاج ہیں کہ اللہ پناہ لے اور کسی طرف توجہ نہ کرے کیونکہ ایسے خیالات
کا علاج صرف اللہ تعالیٰ کی پناہ ہی ہے۔ اس حادث کے حوالان میں داخل ہو کر بچاؤ حاصل کر سکتا ہے۔ البتہ اگر غراہ مستغرق

۳۰۶۲ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَكْيَرْتَنَا اللَّيْثُ ثَنِي عَقِيلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ
ثَنِي ابْنِ أَبِي النَّسْرِ مَوْلَى الْيَتِيمَيْنِ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ رِيَّةً يَقُولُ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فَتَحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ
وَعُلِقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلِسَتْ الشَّيَاطِينُ

۳۰۶۳ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا عَمْرُو أَخْبَرَنِي سَعِيدُ
بْنِ جَبْرِ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ مُوسَى قَالَ لِفَتَاهُ اتَّبِعْنَا عِدَاءَنَا قَالَ أَرَأَيْتَ
إِذَا وَفَّيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحَوْتَ وَمَا أَنَسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ
أَذْكُرَهُ وَلَمْ يَجِدْ مُوسَى النَّصَبَ حَتَّى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِي أَمَرَ اللَّهُ بِهِ
۳۰۶۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُشِيرُ إِلَى الْمَشْرِقِ فَقَالَ هَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هُنَا هَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هُنَا مِنْ
حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

ہو جائیں اور اعراض کرنے سے منہ فرم نہ ہوں تو پھر نظر و فکر اور استدلال سے ان کو رد کرے کذا قیل
ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
۳۰۶۲ — جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم
کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ (حدیث ۱۷۷۹ کی شرح دیکھیں)
ترجمہ : سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ابن عباس سے کہا تو انھوں نے کہا مجھ سے
۳۰۶۳ — ابی بن کعب نے بیان کیا کہ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ”حضرت“ موسیٰ ”علیہ السلام“ نے اپنے خادم سے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ تو اُس نے کہا دیکھو
تو جب اُس نے چٹان کے پاس جگہ لی تھی تو بے شک مچھلی بھول گیا اور مجھے شیطان ہی نے بھلا دیا کہ میں اس کو یاد رکھوں

۳۰۶۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ ثَنَا
ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا
اسْتَجَمَ اللَّيْلُ أَوْ قَالَ كَانَ جَمْعُ اللَّيْلِ فَكُفُّوا صَبِيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ
تَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَخَلُّوهُمْ وَأَغْلِقْ بَابَكَ وَادْكُرْ
اسْمَ اللَّهِ وَأَطْفِئْ مِصْبَاحَكَ وَادْكُرْ اسْمَ اللَّهِ وَأَوَّلَ سِقَاءِكَ وَادْكُرْ اسْمَ اللَّهِ
وَحَمْرَانَاكَ وَادْكُرْ اسْمَ اللَّهِ وَلَوْ تَعَرَّضَ عَلَيْهِ شَيْءٌ

اور موسیٰ علیہ السلام نے تھکن اسی وقت محسوس کی جبکہ وہ اسی جگہ سے آگے چلے گئے تھے جس کا ان کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا تھا۔ حدیث ۱۲۲ کی شرح دیکھیں۔ اس حدیث کو یہاں ذکر کرنے کا مقصد شیطان کی رمضان شریف میں وصف بیان کرنا ہے۔

۳۰۶۴۔ ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا خبردار! فتنہ یہاں ہے فتنہ یہاں ہے جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا!

۳۰۶۴۔ شرح : اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ مشرق کی طرف سے فتنوں کا آغاز ہوگا اور جیسے آپ نے خبر دی وہی ہوا اور مشرق سے فتنہ نکلا۔ یہ حدیث سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعدام نبوت سے ہے۔

۳۰۶۵۔ ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات کا اندھیرا ہونے لگے تو اپنے بچوں کو باہر جانے سے روکو کیونکہ اس وقت شیطان پھیل جاتے ہیں جب رات کچھ حصہ گزر جائے تو ان کو چھوڑ دو اور اللہ کا نام لے کر اپنا دروازہ بند کر دو اور اللہ کا نام لے کر چراغ بجھا دو اور اللہ کا نام لے کر مشکیزہ کو تسمہ لگا دو اور اللہ کا نام لے کر برتن ڈھانپ دو اگرچہ اس پر کوئی چیز رکھ دو!

۳۰۶۵۔ شرح : ابن جوزی نے کہا اس وقت بچوں پر خوف کا سبب یہ ہے کہ بچوں کے ساتھ نجاست وغیرہ لگی ہوتی ہے جس سے شیطان متعلق ہوتے ہیں۔ اور اللہ کے ذکر کے ساتھ بچاؤ ہو سکتا ہے۔ وہ بچوں میں معدوم ہوتا ہے اور شیطان جب پھیلنے لگتے ہیں تو جو ان کے مناسب شئی ہوتی ہے اس کے ساتھ متعلق ہو جاتے ہیں اس لئے اس وقت بچوں پر خوف کیا گیا ہے اور اس وقت شیطانوں کے پھیلنے کا سبب یہ ہے کہ روشنی کی نسبت اندھیرے میں ان کی حرکات زیادہ ممکن ہوتی ہیں اور وہ اندھیرے سے استعانت کرتے ہیں

۳۰۶۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْلَانَ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرُ بْنُ الزُّهْرِيِّ
عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُجَيْبٍ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَكِفًا فَأَتَيْتُهُ أَرْوَرُهُ لِيَأْخُذَ ثَنَّهُ ثُمَّ قُمْتُ فَأَنْقَلَبْتُ فَقَامَ
مَعِيَ لِيَقْلِبَنِي وَكَانَ مَسْكَنَهَا فِي دَارِ سَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ
فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْرَعَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى
رِسْلِكُمَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُجَيْبٍ فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ إِنَّ
الشَّيْطَانَ يُجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ فَجَرَى الدَّمُ وَرَأَيْتُ خَشِيتُ أَنْ يُقَذِفَ فِي
قُلُوبِكُمَا سُوءًا وَقَالَ شَيْئًا

اور دشمنی کو مکروہ جانتے ہیں۔ اس طرح ہر سیاہ شئی کو وہ اچھا جانتے ہیں۔ چراغ بجھا دینے کا حکم اس لئے ہے کہ رات کو جب گھر سے سو رہے ہوں تو پرانی کال کرے جاتا ہے۔ اور گھر کو آگ لگنے سے ان کو جلا دیتا ہے۔ اور اگر گیس اور قبیل یا بجلی کے بلب وغیرہ سوائے بجلی کے باعث جلنے جلانے تک معاملہ نہ پہنچے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اس وقت حکم کی غلت یا سبلی ہال جاتی اس کا سبب یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغلی پر نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک چوہے نے بچ لپٹنی اور مصلی پر اس کو لے آیا جس سے اس کا کچھ حصہ جل گیا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ڈیا سوتے وقت چراغ کو بجھا دیا کہ جہاں بیعت پائی جائے وہاں یہ حکم عام ہے۔ برتنوں کو ڈھانپنے کے سنی نواد میں وہ شیطانوں اور نجاستوں سے محفوظ رہتے ہیں اور کپڑے مکڑے ان میں داخل نہیں ہوتے۔ اور وہ و باد بھی ان میں داخل نہیں ہوتی جو سال کی ایک رات میں نازل ہوتی ہے اور تنگے برتن میں داخل ہو جاتی ہے جو کوئی اس برتن میں موجود شئی کو کھائے یا پیے وہ بیمار ہو جاتا ہے اگر ڈسکنا وغیرہ نہ ملے تو برتن پر لکڑی وغیرہ رکھ دی جائے۔ حدیث میں آو امر استنجاب کے لئے ہیں۔ انسان کو چاہیے کہ آو امر بر عمل رہے کیونکہ جو کوئی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے امر پر عمل کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے تکلیفوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اور اگر کوئی نہ اس سے آپ کے حکم کی مخالفت کرے تو وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا کیونکہ آپ کے حکم سے عناد نہ کرنا ہے۔ اگر اس نے مخالفت ہو جائے اور وہ برتن کو نہ ڈھانپ سکے تو اس میں کھانے پینے والی شئی کو کھانا پینا حرام نہیں یعنی ترجمہ: صفیہ بنت حُجَیْب رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مُعْتَكِفٌ تھے

۳۰۶۶

تو میں ایک رات آپ کی زیارت کے لئے آئی اور آپ سے باتیں کرتی رہی پھر میں گئی اور گھر سے بی بی کو آپ سے ملنے آئے تاکہ مجھے گھر چھوڑ آئیں اور ام المؤمنین صفیہ بنت حُجَیْب رضی اللہ عنہا کا گھر سامنے ہے

کی حویلی میں تھا۔ اتنے میں دو انصاری مرد گزرے انھوں نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تیزی سے گزرنے لگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا اپنے حال پر چلتے جاؤ۔ یہ صفتِ بنتِ حتی ہے (اور کوئی خیال نہ کرنا) انھوں نے کہا سبحان اللہ یا رسول اللہ، (ہم ایسا ویسا گسان کر سکتے ہیں؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح جاری ہے اور مجھے ڈر ہے کہ وہ تمہارے دلوں میں بُری بات ڈال دے یا فرمایا کوئی شئی ڈال دے۔

شرح: یعنی ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب میں واپس جانے لگی تو
 ۳۰۶۶ — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ کھڑے ہوئے تاکہ میرے ساتھ میرے

گھرنک تشریف لے جائیں۔ اتنے دو انصاری گزر رہے تھے تو آپ نے ان سے فرمایا دل میں کوئی خیال نہ کرنا اپنے حال پر گزرتے جاؤ یہاں کوئی ایسی چیز نہیں جس کو تم اچھا نہ سمجھو۔ پھر آپ نے ان کی معذرت پر ارشاد فرمایا: شیطان انسان میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔ ممکن ہے کہ تمہارے دلوں میں کوئی ایسی بات ڈال دے۔ جو تمہاری ہلاکت کا سبب بن جائے اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمت پر بہت شفقت اور مہربانی ہے۔ کیونکہ آپ نے یہ ڈر محسوس کیا کہ شیطان ان کے دلوں میں کوئی ایسی ویسی خطرناک بات ڈال دے گا جو ان کی ہلاکت کا باعث ہوگا کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بدگمانی کرنا کفر ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا انسان کے بدن میں شیطان کا گردش کرنا ظاہر پر محمول ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو انسان کے جسم میں خون کی طرح گردش کرنے کی قوت و قدرت دی ہے۔

بعض علماء اس کو شیطان کے وسوسہ کی کثرت کے باعث استعارہ پر محمول کرتے ہیں گویا کہ وہ خون کی طرح انسان کے جسم سے علیحدہ نہیں ہوتا بعض علماء کہتے ہیں انسان کے بدن میں لطیف مسامات میں وسوسہ ڈالتا ہے اور وہ اس کے دل تک پہنچ جاتا ہے۔

علامہ قسطلانی نے ذکر کیا کہ سہیلی نے عمر بن عبدالعزیز سے روایت نقل کی کہ ایک شخص نے اللہ تعالیٰ سے سوال عرض کیا کہ اس کو انسان کے بدن میں شیطان کی جگہ دکھائے تو اُس نے ایک جسم دیکھا جس کا اندرون باہر سے دیکھا جاتا تھا اور شیطان مینڈک کی صورت میں اس کے دونوں کندھوں کے درمیان دلوں کے سامنے ہے اس کی سونڈھ مچھیر کی سونڈھ کی طرح ہے۔ اس کو وہ اس شخص کے دل میں کئے ہوئے اس کو وسوسہ دے رہا ہے۔ جب انسان اللہ کا ذکر کرے تو علیحدہ ہو جاتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے کہ شیطان اپنی سونڈھ ابن آدم کے دل پر رکھتا ہے اگر وہ اللہ کا ذکر کرے تو علیحدہ کر لیتا ہے اور اگر اللہ کا ذکر بھول جائے تو اس کے دل کا گلیہ اڑ کر بیٹا ہے۔

(مزید تقریر حدیث ۱۹۰۹ کی شرح میں دیکھیں)

۳۰۶۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَدِيِّ
 بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ صُرْدٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَرَجُلَانِ يَسْتَبَانِ فَأَحَدُهُمَا أَحْمَرُ وَجْهُهُ وَأَنْتَفَحَتْ أَوْدَاجُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ
 مَا يَحْدُ لَوْ قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَحْدُ
 فَقَالُوا لَهُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَقَالَ
 وَهَلْ بِي جُنُونٌ

ترجمہ : سلیمان بن صرد نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 بیٹھا تھا اور دو آدمی ایک دوسرے کو گالی گلوچ کر رہے تھے ان
 میں سے ایک کا چہرہ سُرخ ہو گیا اور رگیں پھول گئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک بات
 جانتا ہوں اگر وہ یہ کہے تو اس کا غصہ جاتا رہے گا۔ یہ کہے اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
 تو اس کا غصہ ختم ہو جائے گا لوگوں نے اس سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کے
 ذریعے شیطان سے پناہ لے۔ اُس نے کہا کیا مجھے جنون ہو گیا ہے ؟

۳۰۶۸۔ شرح : علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ایسی بات وہ شخص کرتا ہے جس کو
 دین میں سمجھ نہ ہو اور انوارِ شریعت مکرر سے فیض یاب نہ ہوا ہو اور
 اس کا یہ گمان ہو کہ شیطان سے پناہ چاہنا صرف جنون والوں کے ساتھ مختص ہے اور اس کو یہ علم نہیں کہ غصہ
 شیطان کی تحریک سے آتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ شخص منافق ہو یا جاہل بدوی ہو جو آدابِ رسالت سے واقف
 نہ ہو۔ دراصل شیطان سے استعاذہ غصہ کو ختم کر دیتا ہے اور شیطان کے ہتھیاروں کو کند کرنے کا یہ بہترین
 ہتھیار ہے۔ عطیہ کی حدیث میں ہے۔ غصہ شیطان سے ہے شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے اور آگ کو پانی سے ہی
 بجھایا جاتا ہے۔ جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وہ وضوء کرے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب
 انسان غصہ میں ہو اس وقت وہ اللہ کے غضب کے بہت قریب ہوتا ہے۔ بکر بن عبد اللہ نے کہا غصہ کی آگ
 کو دوزخ کی آگ یاد کر کے بجھاؤ۔ جوزی نے ترغیب میں معاویہ بن قرظہ سے روایت کی کہ ابلیس کہتا ہے میں انسان
 کے پیٹ میں کوئلہ ہوں۔ جب وہ غصہ میں آئے تو میں اس کو گرم کرتا ہوں۔ جب خوش ہو تو اس کو خواہش یاد
 کراتا ہوں۔ (یعنی)

۳۰۶۸۔ حَدَّثَنَا أَدَمُ ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي
الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوَ أَن
أَحَدَكُمْ إِذَا آتَى أَهْلَهُ قَالَ اللَّهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنِي فَإِنْ
كَانَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ الشَّيْطَانُ وَلَمْ يَسْلُطْ عَلَيْهِ قَالَ وَثَنَا الْأَعْمَشُ
عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ

۳۰۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ثَنَا شَابَابَةُ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى صَلَوةً فَقَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ
عَرَضَ لِي فَشَدَّ عَلَيَّ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ عَلَيَّ فَأَمَكِنِي اللَّهُ مِنْهُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ
۳۰۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي
كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا
نُودِيَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ فَإِذَا قُضِيَ أَقْبَلَ فَإِذَا ثَوَّبَ
بِهَا أَدْبَرَ فَإِذَا قُضِيَ أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْإِنْسَانِ وَقَلْبِهِ فَيَقُولُ أَذْكُرُ

۳۰۶۸۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس آنا چاہے تو کہے اے اللہ مجھے شیطان سے دور کر اور شیطان کو اس سے
دور کر جو تو ہم کو دے تو اگر ان کے بچہ پیدا ہو شیطان اس کو اذیت نہیں پہنچا سکے گا اور اس پر قابو پاسکے گا
شعبہ نے کہا سلیمان اعلمش نے سالم سے انھوں نے کریم کے انھوں نے ابن عباس سے اس جیسی روایت کی۔ اس
سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ اس میں شعبہ کے دو استاذ مذکور ہیں۔ (حدیث ع ۱۴۱ کی شرح دیکھیں)

۳۰۶۹۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
نماز کے لئے اذان کہی جائے تو شیطان گوز مارتا ہوا بھاگ جاتا ہے جب اذان
پوری ہو جائے تو آ جاتا ہے جب تکبیر کہی جائے تو بھاگ جاتا ہے اور جب اقامت پوری ہو جائے تو آ جاتا ہے اور
نمازی کے دل میں دوسو سے اور خیالات ڈالنے لگتا ہے اور کہتا ہے فلاں شئی یاد کر فلاں شئی یاد کر حتیٰ کہ نمازی
نہیں جانتا کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار اور جب اس کو پتہ نہ چلے کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو سوہو کے

كَذًا وَكَذَا حَتَّى لَا يَدْرِي أَثَلَثَا صَلَّيْ أَمْرًا بَعْدًا فَإِذَا الثَّمِيدُ رَاثَلَا صَلَّيْ
 أَمْرًا بَعْدًا سَجَدَ سَجْدَتِي السَّهْوِ
 ۳۰۷۱ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْمَشِ
 عَنْ أَبِي مُرَّةٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَنِي آدَمَ يَطْعَنُ
 الشَّيْطَانَ فِي جَنْبِهِ بِأَصْبَعِهِ حِينَ يُولَدُ غَيْرَ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ ذَهَبَ
 يَطْعَنُ فَطَعَنَ فِي الْحَبَابِ

دو سجدے کر لے۔ (حدیث ۱۱۵۲، ۵۸۶ اور ۱۱۶۲ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
 نماز پڑھی اور فرمایا شیطان میرے سامنے آیا اور مجھ پر اس نے پورا زور
 لگایا کہ میری نماز قطع کرے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت دی۔ اور ابوہریرہ نے پوری حدیث بیان کی۔
 (حدیث ۴۵۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر آدمی
 کے پیدا ہوتے وقت شیطان اس کے پہلوؤں میں اپنی انگلی سے ٹھوکے
 مارتا ہے سوا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے وہ ان کو ٹھوکا مارنے گیا اور پردہ میں ہی ٹھوکا مار دیا۔

شرح : یعنی جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور شیطان نے ان کو
 ٹھوکا مارنا چاہا تو اس کا ہاتھ ان تک نہ پہنچا تو اس نے حجاب میں ہی
 ٹھوکا مار دیا۔ حجاب سے مراد وہ جھلی ہے جس میں بچہ ہوتا ہے یا وہ کپڑا جس میں لپیٹا جاتا ہے۔ اس حدیث میں
 سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ کی بہت بڑی فضیلت ہے شیطان نے مریم علیہا السلام
 سے چارہ جوئی کی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی والدہ رحمۃ بنت فاقوذ بن ماثان کی برکت سے شیطان کو ان تک
 نہ پہنچنے دیا۔ کیونکہ مریم کی والدہ نے کہا تھا وَإِنِّي أَعِيزُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتُهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
 عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں وہب بن منبہ سے روایت ذکر کی کہ جب عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے تو
 سارے شیطان ابلیس لعین کے پاس آکر کہنے لگے کہ تمام بت اوندھے منہ گر گئے ہیں۔ ابلیس نے کہا کوئی نیا واقعہ
 رونما ہوا ہے تم یہاں ٹھہرو میں اس کا کھوج نکالتا ہوں۔ شیطان چشم زدن میں ساری زمین پر پھیر گیا اس کو کوئی
 شے نہ ملی پھر سمت روں میں گھوما وہ کوئی شے معلوم کرنے پر قادر نہ ہوا۔ پھر وہ بھاگا تو ایک مقام میں حضرت

۳۰۷۲ — حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ الْمُغِيرَةِ عَنْ
 إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ قَالُوا أَبُو الدَّرْدَاءِ قَالَ أَفِيكُمْ
 الَّذِي أَجَارَهُ اللَّهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ۳۰۷۳ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَنُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيرَةَ قَالَ
 الَّذِي أَجَارَهُ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي عَمَارًا قَالَ
 وَقَالَ اللَّيْثُ ثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ إِنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ
 أَخْبَرَهُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَلَائِكَةُ
 تَحَدَّثُ فِي الْعَنَانِ وَالْعَنَانُ الْغَمَامُ بِالْأَمْرِ يَكُونُ فِي الْأَرْضِ فَتَسْمَعُ الشَّيَاطِينُ
 الْكَلِمَةَ فَتَقْرَأُهَا فِي أَذَانِ الْكُهَّانِ كَمَا تَقْرَأُ الْقَارُورَةُ فَيَزِيدُ وَنَ مَعَهَا
 مِائَةُ كَذِبَةٍ

عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پایا کہ آپ تولد فرما چکے ہیں اور ان کو فرشتوں نے ڈھانپا ہوا ہے۔ ابلیس شیطانوں کی طرف لوٹا اور کہنے لگا آج رات ایک نبی پیدا ہوا ہے۔ کوئی بھی عورت حاملہ ہو یا وہ بچہ کو جنم دے تو میں وہاں موجود ہوتا ہوں لیکن اس خاتون کا مجھے پتہ نہیں چلا اور وہ اس شہر میں جہاں عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے جنوں کی پوجا تے نامید ہو گئے۔ لیکن قاضی نے اشارۃً کہا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اس فضیلت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ شریک ہیں۔ قرطبی نے کہا یہ مجاہد کا قول ہے (یعنی) صاحب منظر ہی نے کہا یہ امر مسلم اور صحیح ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے دُعاء فرمائی جب ان کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نکاح کر دیا۔ اے اللہ میں فاطمہ کو تیرے ذریعہ اور اس کی اولاد کو راندے ہوئے شیطان سے پناہ دیتا ہوں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے دُعاء فرمائی۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاء زیادہ مقبول ہے۔ لہذا بعض روایات میں جو دُعاء کا حصر مریم اور عیسیٰ علیہ السلام میں ہے وہ اضافی حصہ ہے حقیقی نہیں۔

۳۰۷۲ — ترجمہ : علقمہ نے کہا میں شام میں گیا تو لوگوں نے کہا یہاں ابو درداء صحابی ہیں انہوں نے کہا کیا تم میں وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے حفاظت کی ہے۔

۳۰۷۳ — ترجمہ : مغیرہ سے روایت ہے کہ وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۳۰۷۴۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْقُرَيْبِ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّشَاؤُفُ
مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا تَتَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيُرِدْهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا
قَالَ هَاضِمَكَ الشَّيْطَانُ

کی زبان شیطان سے محفوظ رکھا ہے۔ وہ حضرت عمار بن یاسر ہے۔ لیث نے کہا مجھے خالد بن یزید نے سعید بن ابی ہلال سے بیان دیا کہ ابو اسود کو عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”فرشتے غمان میں اس شے کا ذکر کرتے ہیں جو زمین میں ہونے والی ہوتی ہے اور غمان بادل ہے تو اس بات کو شیطان کن لیتے ہیں اور اس کو کاہن کے کان میں ڈالتے ہیں جیسے شیخی میں (پانی) ڈالا جاتا ہے اور وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ کا اضافہ کر دیتے ہیں۔“

۳۰۷۳۔ شرح : علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا محاورہ ہے ”قَرَرْتُ الْكَلَامَ فِي أُذُنِ الْأَصَمِّ“، یہ اس وقت کہا جاتا ہے جبکہ تو اپنا منہ بہرے کے کان سے لگائے اور اس سے بات کرے اور کَمَا تَقْرَأُ الْقَارِئُ“ سے مراد برتن کا منہ ہے جس میں بوتل میں سے پانی ڈالا جاتا ہے یعنی بوتل سے کسی برتن میں پانی ڈالتے وقت اس کو اس کے بہت قریب کرتے ہیں۔ اسی طرح کاہن کے کان کے قریب قارو کی جس کی طرح کچھ محسوس ہوتا ہے۔ علماء لغت کے نزدیک ”قَرَرْتُ“ کا معنی مخاطب کے کان میں بار بار کلام کرنا حتیٰ کہ وہ اسے سمجھ لے۔

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمائی لینا شیطان کی طرف سے ہے۔ جب تم میں سے کوئی شخص جمائی لے تو جس قدر چھت ہو اس کو روکے۔ کیونکہ جب تم میں سے کوئی (جمائی کے وقت) مالا کہے تو شیطان ہنستا ہے۔

۳۰۷۴۔ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمائی لینے کو شیطان کی طرف منسوب کیا کیونکہ یہ بدن کا بھارا ہو جانے اور اس کا سستی اور نیند کی طرف مائل ہونے کے باعث آتی ہے اور اس کا سبب شیطان ہے کیونکہ وہی نفس کو شہواتِ نفسانیہ کی طرف مائل کرتا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس کے سبب سے نفرت دلائی جس سے یہ پیدا ہوتی ہے اور وہ کھانے پینے میں وسعت ہے جس سے انسان عبادت کو گراں بار سمجھنے لگتا ہے اور نیک کاموں میں سستی کرتا ہے۔ جمائی کی حقیقت سانس ہے جس سے منہ زور سے کھینچنے لگتا ہے تاکہ اس کی دونوں ہڈیوں کے عضلات میں رُکے ہوئے بخارات کو نکالے۔ جو معدہ کے زیادہ بھر جانے اور بدن بھارا ہونے سے پیدا ہوتے ہیں۔ داؤدی نے کہا اگر انسان جمائی لیتے وقت منہ کو کھول دے تو اس میں

۳۰۷۵ — حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أَحَدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ فَصَاحَ ابْلِيسُ أَيْ عِبَادَ اللَّهِ أَخْرَاكُمْ فَرَجَعْتُ أُولَاهُمْ فَاجْتَلَدْتُ هِيَ وَأَخْرَاهُمْ فَتَنَزَّحْتُ حَذِيفَةَ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ الْيَمَانِ فَقَالَ أَيْ عِبَادَ اللَّهِ أَيْ إِلَى قَوْلِ اللَّهِ مَا احْتَجَزُوا حَتَّى قَتَلُوهُ فَقَالَ حَذِيفَةُ غَفَرَ اللَّهُ لَكُمْ قَالَ عُرْوَةُ فَمَا زِلْتُ فِي حَذِيفَةَ مِنْهُ بِقِيَّةٍ خَيْرٌ حَتَّى لَحِقَ بِاللَّهِ عَزَّوَجَلَّ

شیطان تھوک دیتا ہے اور ہنستے ہوئے ہا کہتا ہے،
بعض علماء نے کہا کسی نبی کو جہائی نہیں آئی کیونکہ اس کا سبب شیطان ہے اور شیطان کو کسی نبی پر تسلط حاصل نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

۳۰۷۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب اُحد کی جنگ میں مشرک شکست خوردہ ہوئے تو ابلیس لعین نے چلا کر کہا اے اللہ کے بندو اپنے پیچھے والوں کو لویا قتل کرو تو آگے والے پھیلوں پر ٹوٹ پڑے اور آپس میں الجھ گئے۔ اچانک حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کو دیکھا (ان کو مسلمان قتل کر رہے ہیں) تو انھوں نے کہا اے اللہ کے بندو! یہ میرا والد ہے۔ بخدا! مسلمان نہ رُکے حتیٰ کہ اس کو قتل کر دیا۔ حذیفہ نے کہا اللہ تعالیٰ تم کو بخشنے۔ عروہ نے کہا اس کے باعث حذیفہ ہمیشہ دُعا کرتے رہے حتیٰ کہ فوت ہو گئے!

۳۰۷۵ — شرح : یعنی جنگ اُحد میں جب مشرک شکست خوردہ بھاگنے لگے تو شیطان نے مسلمانوں سے کہا اے اللہ کے بندو اپنے پیچھے لوگوں کو قتل کرو حالانکہ وہ بھی مسلمان تھے اس سے ابلیس لعین کا مقصد یہ تھا کہ ان کو غلط فہمی میں ڈال کر آپس میں لڑا دے چنانچہ اگلے لوگوں نے پھیلوں کو مشرک سمجھتے ہوئے ان پر حملہ کر دیا۔ اور وہ آپس میں الجھ گئے اس کے نتیجے میں حضرت حذیفہ بن یمان کے والد جلد بھی غلط فہمی میں قتل کر دیئے گئے۔ ہو سکتا ہے کہ یا عباد اللہ! سے ابلیس نے مشرکوں کو خطاب کیا ہو یعنی اے مشرک! اپنے پیچھے لوگوں پر حملہ کرو جو مسلمان ہیں اور کفار و مشرکین اور مسلمانوں میں جنگ شروع ہو گئی۔ بہر کیف حضرت حذیفہ کے والد اس جنگ میں شہید ہو گئے چونکہ وہ ہیمان کی لڑائی تھی مسلمان غلط فہمی کا شکار ہو گئے تھے اس لئے اس غلطی میں حذیفہ کے والد قتل ہو گئے جس نے ان کو قتل کیا تھا وہ عقبہ بن مسعود تھے۔ حضرت حذیفہ نے ان کو معاف کر دیا اور وہ ان کے قاتل کے لئے ہمیشہ دُعا اور استغفار کرتے رہے۔

۳۰۷۶ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَشْعَثَ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنِ الْتِفَاتِ الرَّجُلِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُ الشَّيْطَانُ مِنْ
صَلَاةٍ أَحَدِكُمْ

۳۰۷۷، ۳۰۷۸ — حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ ثَنِي يَحْيَى
بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي سُلَيْمَنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ثَنَا الْوَلِيدُ ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ
ثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ ثَنِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللَّهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا
حَلَمَ أَحَدُكُمْ حُلْمًا يَخَافُهُ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ
شَرِّهَا فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد ”حُصَیْک بن جابر عسی میں اور ”یمان“ ان کا لقب ہے وہ اپنے بیٹے
حذیفہ کے ساتھ مسلمان ہوئے اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور جنگ اُحُد میں ان کو مسلمانوں نے ہی قتل کر دیا
کیونکہ انھوں نے اسے مشرکین میں سے خیال کیا تھا۔ حضرت حذیفہ چیختے رہے کہ یہ میرا والد ہے اس کو قتل نہ
نہ کرو لیکن ان کی آواز کی شنوائی نہ ہوئی اور مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمان شہید ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تمہی نے کہا بقیہ
خیر، کا معنی یہ ہے کہ حضرت حذیفہ اپنے والد ماجد کے قتل سے ہمیشہ غمناک رہے اور اس غم و اندوہ میں وہ
فوت ہو گئے۔ اَنَا لِدَىٰ وَإِنَّا لَإِلَيْهِ رَاجِعُونَ

ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں التفات کرنے کے متعلق سوال عرض کیا:
تو آپ نے فرمایا نماز میں التفات (ادھر ادھر توجہ کرنا) اچک لینا ہے۔ شیطان تم میں سے کسی ایک کی نماز اچک
لے جاتا ہے (حدیث ۴۲۰۷-۴۲۱ کی شرح دیکھیں)
ترجمہ: پہلی سند ابو مغیرہ، اوزاعی، یحیی، عبد اللہ بن ابی قتادہ سے اور
۳۰۷۷-۳۰۷۸

۳۰۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيِّ مَوْلَى
 أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ
 وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ يَوْمَ مِائَةِ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عِدْلُ عَشْرِ قَابٍ وَكُتِبَتْ
 لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيتُ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ
 يَوْمَهُ ذَلِكَ حَتَّى يُمِسى وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلٍ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ
 أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ

قتادہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ دوسری سند سلیمان بن عبد الرحمن، ولید، اوزاعی، یحییٰ بن ابی کثیر،
 عبد اللہ بن ابی قتادہ اور قتادہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھے خواب اللہ کی طرف سے
 ہیں اور عُلْمِ شیطان کی طرف سے ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی بُرا خواب دیکھے جس سے وہ ڈرتا ہو تو وہ اپنی
 بائیں طرف تھوکے اور اللہ کے ذریعہ اس کی شر سے پناہ چاہے کیونکہ اس طرح وہ اس کو اذیت نہیں پہنچائے گی۔

شرح : رُؤِیا کا وزن فَعْلٌ ہے جیسے بُشْرِی۔ تخفیف کے لئے ہمزہ

۳۰۷۷ - ۳۰۷۸

کو ترک بھی کر دیا جاتا ہے۔ رُؤِیا نیند میں خیالی صورت
 کا نام ہے اور صالحہ اس کی صفت موصیہ ہے۔ کیونکہ غیر صالحہ کو عُلْمِ کہا جاتا ہے۔ اور اگر رُؤِیا کو عموم پر محمول کیا
 جائے تو صالحہ اس کی صفت مخصوص ہوگی اور صلاحیت صورت کے اعتبار سے ہے یا تعبیر کے لحاظ سے یعنی اس کی
 صورت اچھی ہوتی ہے یا تعبیر بہتر ہوتی ہے۔ اس کو رُؤِیا صادقہ کہا جاتا ہے اور رُؤِیا غیر صالحہ عُلْمِ ہے یعنی جھوٹ
 ہے اور یہ شیطان کی طرف منسوب ہے کیونکہ یہ شیطان کی تخیل ہوتی ہے جس سے وہ انسان کو غمناک کرتا
 ہے۔ اس لئے بُرا خواب دیکھنے والے کو بائیں جانب تھوکنے کا حکم ہے۔ ابن جوزی نے کہا رُؤِیا اور عُلْمِ ایک ہی
 چیز ہے کیونکہ عُلْمِ وہ ہے جو انسان خواب میں دیکھے لیکن شریعت مطہرہ میں اچھے خواب کو رُؤِیا یا کہا جاتا ہے اور بُرے
 خواب کا نام عُلْمِ رکھا گیا ہے۔ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا رُؤِیا صالحہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہے جس سے
 انسان کو خوشخبری دی جاتی ہے۔ تاکہ اس کا گمان اچھا ہو اور وہ اس کا بکثرت شکر کرے اور رُؤِیا کاذبہ شیطان کی
 طرف سے ہے جس سے وہ انسان کو غمزدہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے متعلق بدگمانی پیدا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس کا
 شکر نہ کرے۔ اسی لئے اس کو رائدنے کے لئے بائیں کندھے سے تھوکنے کا حکم ہے تاکہ اس کی شر سے محفوظ رہے
 تیسرا خواب بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ دن میں انسان کا کسی شئی میں شغف مستحکم ہو جاتا ہے حتیٰ کہ رات کو نیند

۳۰۸۰ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا
 أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْحَمِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ
 زَيْدٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ سَعْدَ بْنَ أَبِي
 وَقَّاصٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ
 نِسَاءٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَ عَالِيَةَ أَصْوَاتَهُنَّ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ
 فَمَنْ يَبْتَدِرُنَ الْحَبَابَ فَادْنَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ عُمَرُ اضْحَكِ اللَّهُ سِنَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 قَالَ عَجِبْتُ مِنْ هَؤُلَاءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحَبَابَ
 قَالَ عُمَرُ فَا نْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كُنْتَ أَحَقَّ أَنْ يَهْبُنَ ثَمَرُ قَالَ أَيْ عِدَّةً أَمْ الْقِسْمَ
 أَتَهْبُنَنِي وَلَا تَهْبُنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَ نَعَمْ أَنْتَ أَفْظُ وَأَعْلَظُ مِنْ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي
 بِيَدِهِ مَا لَقِيكَ الشَّيْطَانُ قَطُّ سَالِكًا فَجَاءَ إِلَّا سَلَكَ فَجَاءَ غَيْرَ فَجَاءَ

میں بھی وہی دیکھتا ہے یہ خواب اور علم قابل تعبیر نہیں روایا حسنہ تعبیر کے قابل ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!
 ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا جو کوئی ایک دن میں سو بار لا ایلہ الا اللہ وحمدہ کا شریک لفظ
 لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ کہے اس کو دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا! اور اس کے
 لئے سونکی لکھی جاتی ہے اور سو بدی مٹا دی جاتی ہے اور وہ شام تک سارا دن شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ اس عمل
 سے کسی کا افضل عمل نہیں ہوتا البتہ وہ شخص جو اس سے زیادہ عمل کرے اس کو زیادہ ثواب حاصل ہوتا ہے۔
 ترجمہ: محمد بن سعد بن ابی وقاص نے بیان کیا کہ ان کے والد سعد بن ابی وقاص نے
 کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر
 ہونے کی اجازت چاہی جبکہ آپ کے پاس قریش قبیلہ کی عورتیں تھیں (ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن) اور وہ بلند آواز

۳۰۸۱ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْرَةَ ثَنِي ابْنُ اَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ مُحَمَّدِ
 بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ اِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَتَوَضَّأْ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثًا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ
 يَبِيتُ عَلَى خَيْشُومِهِ

سے آپ سے باتیں کر رہی تھیں۔ جب عمر فاروق نے اجازت طلب کی تو وہ اٹھیں اور جلدی سے حجاب میں چلی گئیں
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی جبکہ آپ تبسم فرما رہے تھے۔ عمر فاروق نے عرض کیا :
 یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے (یہ تبسم کیا ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان عورتوں پر
 تعجب مگر رٹا ہوں جو میرے پاس تھیں اور جب تمہاری آواز سنی تو جلدی سے حجاب میں چلی گئیں۔ عمر فاروق نے کہا
 یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ زیادہ لائق ہیں کہ یہ عورتیں آپ سے ڈریں۔ پھر کہا اے اپنے نفسوں کی دشمنو! کیا تم مجھ
 سے ڈرتی ہو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتی ہو۔ انھوں نے کہا: جی ہاں! تم جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سخت ہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت
 میں میری جان ہے۔ مجھے شیطان راستہ میں چلتا ہوا دیکھ لے تو وہ دوسرا راستہ پر چلنے لگتا ہے (تمہارا راستہ
 چھوڑ جاتا ہے)

۳۰۸۰ شروح : فتح کا معنی وسیع راستہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس سے
 یہ لازم آتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہوں کیونکہ انھوں نے
 کہا تھا اے اللہ مجھے شیطان نے بہت تکلیف پہنچائی ہے اس کا جواب یہ ہے۔ یہ لزوم غیر لازم ہے کیونکہ یہ شیطان
 کے دور ہونے کی مثال ہے۔ یعنی شیطان اور اس کی اولاد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے دور رہتی ہے اور وہ
 آپ پر تسلط قائم نہیں کر سکتے۔ یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر جب تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
 کرنے چلو تو اس کو ضرور پورا کر دیتے ہو۔ اور اس کو نامکمل اور ادھورہ نہیں چھوڑتے ہو۔ اور اس میں شیطان دوسرے
 دینے سے ناامید ہے۔ اس لئے وہ کوئی اور راستہ اختیار کر لیتا ہے اور یہ راہ چھوڑ دیتا ہے۔ یہاں حقیقی معنی مراد نہیں
 کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْهُمْ (یعنی)

۳۰۸۱ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی گھر میں صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر نہیں داخل ہونا چاہیے۔
 ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو وضو کرے اور تین بار ناک میں
 پانی ڈال کر سنکے کیونکہ شیطان اس کی ناک پر دھات بسر کرتا ہے۔

بَابُ ذِكْرِ الْجَنِّ وَثَوَابِهِمْ وَعِقَابِهِمْ
لِقَوْلِهِ تَعَالَى يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ
عَلَيْكُمْ آيَاتِي الْآيَةَ بِمَحْسَنَاتٍ لِّقَوْلِهِمْ نَحْنُ أَفْضَلُ مِنْكُمْ فَأَلْبِسُوا ثِيَابَ الْجِنَّةِ
نِسًا قَالُوا كُفَّارُ قُرَيْشٍ الْمَلَائِكَةُ بَنَاتُ اللَّهِ وَأُمَّهَاتُهُمْ بَنَاتُ سَرَوَاتِ الْجِنِّ
وَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ عَلِمْتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ عِنْدَ الْحِسَابِ

۳۰۸۱ شرح یعنی دھوکہ دینے وقت ناک میں پانی لے کر اسے نکلے تاکہ مخاط اور غبار وغیرہ
سے ناک اچھی طرح صاف ہو جائے اور پڑھنے میں آسانی ہو۔ شیطان بعین برسوں والے کی ناک پر رات بسر نہیں
کرتا۔ البتہ جو شخص اللہ کا ذکر کئے بغیر سو جائے اس کی ناک پر شیطان رات بسر کرتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اللہ کا ذکر کرنے سے انسان شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلیٰ اعلم

بَابُ جَنَاتٍ اُورِ اِن كُوتَاوَابِ وَعِقَابِ كَا ذِكْر

اس باب میں جنات کے موجود ہونے کا بیان ہے اور یہ بیان ہوگا کہ ان کو نیک کام کرنے پر ثواب اور
بُرائی کرنے پر عذاب ہوگا۔ بیشتر مسلمان اور کفار جنات کے وجود پر متفق ہیں۔ البتہ جہیمہ اور معتزلہ ان کا انکار
کرتے ہیں جیسے بعض کفار ان کے وجود کے منکر ہیں مسلمانوں کے بعض فرقوں کا انکار کرنا تعجب سے خالی نہیں بلکہ
کتاب و سنت میں ان کا وجود ثابت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت
کی کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو حضرت آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا ایک روایت کے مطابق وہ دو
ہزار سال زمین میں آباد رہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت ہے کہ جن زمین میں اور فرشتے آسمانوں
میں رہتے ہیں اور وہ ان میں آباد ہیں۔ اسحاق بن بشر نے کہا مجھ سے جویر اور عثمان نے اپنے اسناد سے بیان کیا
کہ عمار نے بتاتے ہوئے کہا کہ ان کو زمین میں آباد ہونے کا حکم دیا۔ وہ بہت عرصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے۔
پھر بخور نے سکون فرمائی کی اور قتل و غارت شروع کر دی۔ ان میں ایک فرشتہ تھا جس کا نام یوسف تھا اس کو
بخور نے قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے آسمانوں کے فرشتوں کا ایک شکر بھیجا جن میں ابیس صین بھی تھا تو فرشتوں
کے چار ہر کے شکر نے بت کو زمین سے باہر نکال دیا اور مہندروں کے جزیروں میں ان کو بھیج دیا اور جہیم سے
اپنے شکر سمیت زمین میں سکونت اختیار کرن کو اس کی میں رہنا پسند کیا۔

جنات آگ سے پیدا کئے گئے ہیں

قرآن کریم میں ہے : **وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ**، اور اللہ نے خالص بے دھوئیں والے شعلہ سے جنات کو پیدا کیا، **مُسلم میں ائمہ المؤمنین**۔ ثریٰ بن عبد اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فرشتے نور سے پیدا کئے گئے اور جنات خالص بے دھواں والے شعلہ سے پیدا کئے گئے اور حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنوں کی اصل آگ ہے جیسے انسان کی اصل مٹی ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا: تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جنات ناری مخلوق ہے۔ اس بات میں اگر شیطان جھوٹا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کا جھوٹ بیان فرماتا کیونکہ جھوٹے کی تکذیب کرنا ضروری ہے۔ ان نصوص قطعیہ کی بات واضح ہو جاتی ہے کہ جنوں کی اصل نار ہے اور یہ ناری مخلوق ہیں اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آگ میں اتنی خشکی ہے کہ اس میں زندگی کا وجود ناممکن ہے۔ کیونکہ حیات کے لئے رطوبت کا ہونا ضروری ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ آگ میں اس قدر رطوبت پیدا کر دے جو حیات کے لئے کافی ہو۔ بعض اہل علم تو یہ کہتے ہیں سانس لینے کے بغیر حیات کا وجود ممکن ہے اور انھوں نے کہا دوزخ آگ میں سانس نہیں لیں گے، (یعنی)

جن جسم رکھتے ہیں اور انکی شکلیں مختلف ہیں،

قاضی ابویعلیٰ محمد بن حسین بن فراء حنبلی نے کہا جنوں کے جسم مرکب ہیں اور انکی شکلیں مختلف ہیں اور وہ لطیف و کثیف ہوتے ہیں۔ معتزلہ کہتے ہیں کہ جن لطیف ہیں ان کی لطافت کے باعث ہم ان کو دیکھتے نہیں۔ لیکن ہم کہتے ہیں لطافت ان کی رویت سے مانع نہیں۔ یوں بھی ہر شے کہ کثیف اجسام موجود ہوں اور وہ ہم کو نظر نہ آئیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں ان کا ادراک پیدا نہ کیا ہو۔ ابوالقاسم انصاری نے قاضی ابوبکر سے حکایت کی ہے کہ جس نے جنات کو دیکھا ہے وہ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں رؤیت کا ادراک پیدا کر دیا تھا اور جس میں اللہ تعالیٰ ان کو دیکھنے کی قوت پیدا نہ کرتا وہ نہیں دیکھ سکتا اور وہ مرکب اجسام ہیں۔ قاضی عبد الجبار معتزلی نے کہا جنوں کے اجسام لطیف ہیں ہماری نظریں کمزور ہیں اس لئے ہم ان کو نہیں دیکھتے ہیں۔ ان کو نہ دیکھنے کی اور کوئی وجہ نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ہماری نظروں میں قوت پیدا کر دے یا ان کے جسم کثیف ہوں تو ہم ان کو دیکھ لیں (یعنی)

جنات کی تین قسمیں ہیں

حدیث شریف میں ہے کہ جنوں کی ایک قسم سانپ ہیں دوسری قسم کالے کتے ہیں اور تیسری قسم اڑنے والی ہوا

ہیں۔ وہ سانپوں، بچھوؤں، اونٹوں، بیلوں، بکریوں، گھوڑوں، گدھوں، پرندوں اور انسانوں کی شکلیں اختیار کر لیتے ہیں۔ قاضی ابوعلی نے کہا شیطانوں کو اپنی خلقت کی تغیر پر قدرت نہیں اور نہ ہی مختلف شکلوں میں منتقل ہونے کی ان کو قدرت ہے۔ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ایسے کلمات کی تعلیم دی ہو جس کے پڑھنے سے وہ دوسری صورت کی طرف منتقل ہو جاتے ہوں۔ بذاتِ خود دوسری شکل اختیار کرنا ان کے لئے محال ہے۔ (یعنی)

جنات کے اقسام

جنوں میں سے ایک غول ہے اور وہ خبیث جن ہے۔ جب وہ تنہا ہو وحشی بن جاتا ہے کسی سے مانوس نہیں ہوتا اور جنگلات کا رخ کرتا ہے اور مختلف شکلیں اختیار کرتا ہے۔ عموماً رات کو دیکھا جاتا ہے یا مسافروں کو ایسے اوقات میں دکھائی دیتا ہے جبکہ اور کوئی ویاں نہ ہو اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی انسان ہے اور مسافر کو راہ سے ہٹاتا ہے۔ (۲) سَعْلَاةٌ، یہ غول سے مختلف ہے۔ عموماً جنگلات میں پایا جاتا ہے۔ جب کوئی انسان ملے تو اس کے سامنے رقص کرتا ہے اور جس طرح بلی چوہے کے ساتھ کھیلتی ہے ایسے وہ انسان سے کھیل کود کرتا ہے۔ (۳) غدار: یہ یمن کے علاقہ میں پایا جاتا ہے اس کو انسان دیکھ کر بے ہوش ہو جاتا ہے (۴) ”وَلَهَانٌ“ یہ سمندر کے جزیروں میں پایا جاتا ہے۔ اور ایسی صورت میں ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی انسان اپنے جانور پر سوار ہے۔ اس کی خوراک وہ انسان ہیں جن کو سمندر کنارے پر پھینکتا ہے (۵) شق نصف آدمی تک لمبا ہوتا ہے۔ عموماً سفر میں لوگوں کے سامنے ظاہر ہوتا ہے۔ بعض جن آدمیوں سے محبت کرتے ہیں اور ان کو اذیت نہیں پہنچاتے۔ بعض نوجوان دوشیزہ عورتوں کو اچانک اٹھا لے جاتے ہیں۔ بعض سانڈوں کی صورتیں اختیار کرتے ہیں بعض کی صورت گتوں سی ہوتی ہے۔ جنوں کا یہ نام اس لئے ہے کہ یہ لوگوں کی نگاہوں سے چھپے ہوتے ہیں۔ جاہلیت کے زمانہ میں لوگ فرشتوں کو جن کہتے تھے کیونکہ وہ ان کی آنکھوں سے مستور ہوتے ہیں۔ (یعنی)

جن کھانے پیتے ہیں اور نکاح وغیرہ کرتے ہیں

ان کے متعلق علماء کے مختلف خیالات ہیں۔ بعض کا یہ کہنا ہے کہ تمام جن کھاتے پیتے نہیں یہ خیال ناقابل التفات ہے۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ جنوں کی ایک قسم کھاتی پیتی ہے اور ایک قسم نہ کھاتی ہے اور نہ پیتی ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں تمام جن کھاتے پیتے ہیں یہ قول معتبر ہے۔ لیکن ان کے کھانے پینے کی کیفیت مختلف ہے۔ اس میں ایک قول یہ ہے کہ ان کا کھانا پینا صرف سونگھنا ہے وہ کھانا چباتے اور نچکتے نہیں۔ لیکن یہ قول بلا دلیل ہے۔ اکثر علماء کہتے ہیں کہ یہ انسانوں کی طرح کھاتے پیتے ہیں۔ ابو داؤد کی مرفوع حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان اس کے ساتھ کھانا پیتا رہا حتیٰ کہ اس نے جب اللہ کا نام یا تو جو کہہ کھایا تھا وہ اٹی کر دیا وہب بن منبہ سے جنات کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا جن کھاتے پیتے اور نکاح کرتے ہیں کیا ان کی اولاد ہوتی ہے اور

یہ جیتے مرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا جنوں کی کئی قسمیں ہیں۔ خالص جن تو صرف ہوا میں وہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ نکاح کرتے ہیں اور نہ ہی ان کی اولاد ہوتی ہے اور بعض کھاتے پیتے ہیں نکاح کرتے ہیں اور ان کی اولاد بھی ہوتی ہے۔

کیا جنات عبادت میں مُکلف ہیں ؟

ابو عمر نے کہا علماء کی ایک جماعت نے کہا جنات عبادات میں مُکلف ہیں اور ان پر شریعت کے احکام لازم ہیں۔ البتہ حثویہ ان کو غیر مُکلف جانتے ہیں۔ ان کے نزدیک جو وہ کرتے ہیں اہل میں مجبور ہوتے ہیں۔ لیکن یہ صریح نص کے خلاف ہے قرآن کریم میں ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِعِبَادُونَ، ہم نے جنوں اور انسانوں کو عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جنوں کو ثواب صرف یہی حاصل ہوگا کہ ان کو دوزخ سے نجات ہوگی۔ پھر انہیں کہا جائے گا مٹی ہو جاؤ جیسے جانور مٹی ہو جائیں گے۔ ابن حزم نے اس کو روایت کیا ہے۔ ابن ابی دنیا نے اپنے اسناد سے لیث بن ابی سلیم سے روایت کی کہ جنات کو ثواب صرف یہی حاصل ہوگا کہ وہ دوزخ سے نجات پائیں گے۔ پھر ان کو کہا جائے گا مٹی ہو جاؤ۔ اس میں دوسرا امام مالک کا قول ہے کہ ان کو نیک اعمال پر ثواب ہوتا ہے اور گناہوں پر عذاب ہوگا۔ امام ابو یوسف اور محمد رحمہما اللہ تعالیٰ بھی یہی کہتے ہیں۔ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل سے بھی یہ مروی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کو ثواب و عذاب ہوگا۔ اس میں تمام علماء متفق ہیں کہ کافر جنوں کو آخرت میں عذاب ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے "النَّارُ مَثْوَاكُمْ"، تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ البتہ مومن جنوں کے متعلق اختلاف ہے کہ کیا وہ جنت میں داخل ہوں گے؟

جمہور علماء نے کہا وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ سفیان ثوری نے کہا:

وہ جنت میں داخل ہوں گے اور کھائیں پئیں گے۔ مجاہد نے کہا وہ صرف دعواں لیں گے نہ کھائیں گے اور نہ پئیں گے اور تبیع و تبیل ان کو الہام ہوگی جس سے وہ جنت کے کھانوں کی لذت پائیں گے۔ حارث محاسبی نے کہا وہ جنت میں داخل ہوں گے ہم ان کو دیکھیں گے وہ ہمیں نہیں دیکھیں گے۔ بعض علماء نے کہا وہ جنت میں داخل نہ ہوں گے بلکہ اس کے کنارے میں ہوں گے ان کو انسان دیکھیں گے وہ انسانوں کو نہیں دیکھیں گے جبکہ دنیا میں اس کا برعکس ہے۔ امام مالک، شافعی احمد، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی مسلک ہے۔ فحول علماء نے اس کو پسند کیا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں وہ اعراف میں ہوں گے۔ (یعنی)

کیا جنات میں سے کوئی نبی و رسول ہوا ہے ؟

منتقدین اور متاخرین جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ جنوں میں کوئی نبی اور رسول نہیں ہوا۔ رسول صرف

انسانوں میں سے ہوتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ ہی فرماتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے جنوں نے اپنے نبی کو قتل کر دیا جس کا نام یوسف تھا۔ بعض علماء کہتے ہیں جنوں میں نبی میں قرآن کریم میں ہے اے جنوں اور انسانوں کے گروہ کیا تم میں سے تمہارے پاس رسول نہیں آئے؟

کیا جنوں میں مختلف فرقے ہیں؟

قرآن کریم میں ہے ”وَإِنَّا مِنَّا الصَّالِحُونَ وَمِنَّا دُونَ ذَلِكَ كُنَّا طَرَائِقَ قِدْدًا“ ہم میں سے نیک اور ان کے علاوہ بھی ہیں اور ہم مختلف گروہ ہیں۔ یعنی ہم مسلمان، یہودی وغیرہ ہیں۔ چنانچہ نصیبن کے جن یہودی تھے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب النسخ والنسخہ میں ذکر کیا کہ جنوں میں سے قدریہ، مہرئیہ اور شیعہ وغیرہ ہیں۔ سنی نے بھی اپنے مشائخ سے ذکر کیا ہے کہ جنوں میں مومن، کافر، معتزل، جمہیہ اور دیگر فرقے پائے جاتے ہیں (ماخوذ از عینی) تجربہ سے ثابت ہے کہ جنوں میں اہلسنت وجماعت، دیوبندی اور اہل حدیث بھی ہیں۔ ابوالہتاف عکبری حنبلی سے پوچھا گیا کہ کیا جنوں کی اقتداء میں نماز صحیح ہے اُنھوں نے کہا جی ہاں کیونکہ وہ مکلف ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف مبعوث ہیں (ماخوذ)

قَوْلُهُ ، لِقَوْلِهِ تَعَالَى يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَلَيْسَ لَكُمُ رَسُولٌ مِّنْكُمْ ، الآية

یعنی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے جنوں اور انسانوں کے گروہ کیا تمہارے پاس رسول تم میں سے نہیں آئے جو تم پر میری آیات پڑھتے تھے۔ بَخْسًا کا معنی ہے نقص۔ مجاہد نے کہا اُنھوں نے اللہ اور جنوں کے درمیان قرابت قائم کی یعنی کفار قریش نے کہا فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور ان کی مائیں سردار جنوں کی لڑکیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جنوں نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ وہ حاضر کئے جائیں گے (حساب و کتاب کے لئے) عنقریب حساب کے وقت حساب دینے کے لئے ان کے شکر حاضر ہوں گے۔

صحیح بات یہ ہے کہ جنوں میں تابعدار اور نافرمان دونوں پائے جاتے ہیں۔ نیک جنوں کو ثواب اور گنہگاروں کو عذاب دیا جائے گا !

امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے درمیان مناظرہ

امام ابو حنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما کے درمیان مسجد حرام میں اس مسئلہ میں مناظرہ ہوا۔ تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جنوں کے لئے ثواب کی یہ صورت ہے کہ وہ عذاب سے محفوظ رہیں گے کیونکہ

۳۰۸۲ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَهُ إِنِّي أَرَدْتُ تَحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَإِذَا كُنْتُ فِي غَنَمِكَ وَبَادِيَتِكَ فَأَذْنْتُ بِالصَّلَاةِ فَاذْنُ صَوْتِكَ بِالتَّيْدَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ حِينَ وَلَا النَّسْ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : يَغْفِرُ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُجْزِكُمْ مِنْ عَذَابِ الْيَمِّ ، یعنی اللہ تمہارے گناہ بخشے گا اور تم کو دردناک عذاب سے نجات دے گا۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جنوں کو جنت میں اعزاز حاصل ہوگا۔ کیونکہ جنوں اور انسانوں کا حکم واحد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٌ ، اللہ سے ڈرنے والے کے لئے دو جنتیں ہیں اور فرمایا : لَكُمْ يَطْمَعْنَ إِنْ تَبْلَغُمْ وَلَا جَانٌ جنت کی تحریروں سے کسی جن اور انسان نے جماع نہیں کیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر دلیل بیان کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے؟ کیونکہ اس آیت کریمہ میں ”يُسْأَلُكُمْ“ سے عذاب کی واضح دلیل ہے اور ثواب کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ ہے : وَلِكُلِّ دَرَجَاتٍ مِمَّا عَمِلُوا ، ان کے عملوں کے باعث سب کو درجات دیئے جائیں گے اور اللہ کا ارشاد ”فَمَنْ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرْ لَكُمْ يَوْمَئِذٍ فَلَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ لَأَرْحَمَ اللَّهُ مِنْكُمْ“ جو اپنے رب پر ایمان لائے اس کا ثواب کم نہ ہوگا۔ اس میں ہر مومن شامل ہے انسان ہو یا جن۔

ترجمہ : ۳۰۸۲ — عبد الرحمن بن عبد الله بن عبد الرحمن بن أبي صَعْصَعَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ

سے روایت کی کہ انہوں نے بیان کیا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں اور جنگل کو پسند کرتے ہو جب تم اپنی بکریوں کے ساتھ جنگل میں ہوا کرو تو نماز کے لئے اذان کہہ لیا کرو اور وہ اذان میں آواز بلند کیا کرو کیونکہ مؤذن کی آواز کو جو بھی جن اور ان سے سنے گا وہ اس کے لئے قیامت میں گواہ بن جائے گا۔ ابو سعید نے کہا میں نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے (حدیث ۵۸۷ کی شرح دیکھیں)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الثُّعْبَانُ الْحَيَّةُ الذَّكْرُ مِنْهَا يُقَالُ الْحَيَاتُ أَجْنَاسُ الْحَيَّاتِ
وَالْأَفَاعِي وَالْأَسَاوِدُ أَخَذُ بِنَاصِيَتِهَا فِي مُلْكِهِ وَسُلْطَانِهِ يُقَالُ صَافَاتٍ
بُسْطٍ أَجْنَحَتَهُنَّ يَقْبِضُنَّ يَضْرِبُنَّ بِأَجْنَحَتِهِنَّ

۳۰۸۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثنا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ
أَنَا مَعْمَرُ بْنُ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ ابْنِ عُمرَانَهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ اقْتُلُوا إِذَا الطُّفَيْتَيْنِ وَالْأَبْتَرِ

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مَصْرِفًا، سے اللہ تعالیٰ کا کلام ”وَلَمْ يَجِدْ وَاعْنَهَا مَصْرِفًا“
کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس کی تفسیر ”مَعْدِل“ سے کی ہے۔ اور ”صَرَفْنَا“ کا معنی ”وَجَّهْنَا“ کیا۔ یعنی ہم نے
کو پھیر دیا

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَالْإِشَادِ : اور اللہ نے زمین میں

ہر قسم کے حور بھیل دیئے !

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ”ثُعْبَانٌ“ سانپوں میں سے نر سانپ ہے۔ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے ”فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُبِينٌ“ سانپ نر اور مادہ دونوں ہوتے ہیں اور لفظ
حَيَّةٌ ”دونوں کو شامل ہے۔ اس میں تاء تانیث کی نہیں ہے۔ اس لئے ابن عباس
رضی اللہ عنہما نے ”الْحَيَّةُ“ کو الذَّكْرُ سے مقید کیا ہے۔

کہا جاتا ہے : سانپ مختلف قسمیں ہیں چنانچہ جتان جان کی جمع ہے یہ
باریک سانپ ہیں جو گھروں میں رہتے ہیں۔ اَفَاعِي ”اثر دہے۔ اسود کا لے ناگ۔

فَاثَمَّا يَطْمَسَانِ الْبَصَرَ وَيُسْقِطَانِ الْحَبْلَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَبَيْنَا أَنَا
 أَطَارِدُ حَيَّةً لَا قَتْلَهَا فَنَادَانِي أَبُو لُبَابَةَ لَا تَقْتُلْهَا فَقُلْتُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ فَقَالَ إِنَّهُ نَهَى بَعْدَ ذَلِكَ عَنْ
 ذَوَاتِ الْبُيُوتِ وَهِيَ الْعَوَامِرُ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ فَإِنِّي
 أَبُو لُبَابَةَ أَوْ زَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ وَتَابِعَهُ يُونُسُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَاسْحَقُ
 الْكَلْبِيُّ وَالتَّبِيدِيُّ وَقَالَ صَالِحٌ وَابْنُ أَبِي حَفْصَةَ وَابْنُ مُجَمِّعٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ
 عَنْ سَالِمٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ فَإِنِّي أَبُو لُبَابَةَ وَزَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ

قوله أَخَذَ بِنَاصِيَتِهَا، یعنی سب اس کی ملک میں میں۔ کہا جاتا ہے ”صافات“
 یعنی وہ اپنے پروں کو پھیلائے ہوئے ہیں۔ یَقْبِضْنَ، یعنی اپنے پروں کو سمیٹتے
 اور پھٹ پھٹا کر مارتے ہیں۔

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ
 سانپوں کو قتل کرو۔ خصوصاً وہ سانپ جن کے سر پر دو نقطے (سیاہ و سفید) اور دم بڑیدہ سانپوں کو مارو کیونکہ یہ
 دونوں آنکھ کی روشنی مٹاتے اور حمل گرا دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا ایک دن میں سانپ کو تلاش
 کر رہا تھا تاکہ اس کو قتل کروں تو مجھے ابولبابہ نے آواز دی اس کو قتل نہ کرو میں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے سانپوں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے تو اس نے کہا اس کے بعد آپ نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو
 مارنے سے روک دیا تھا۔ عبدالرزاق نے معمر سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ مجھے ابولبابہ یا زید بن خطاب نے
 دیکھا اس کی یونس، ابن عیینہ، اسحاق کلبی اور زبیدی نے متابعت کی۔ صالح، ابن ابی حفصہ اور ابن مجمع
 نے زہری اور سالم کے ذریعہ ابن عمر سے روایت کی کہ مجھے ابولبابہ یا زید بن خطاب نے دیکھا،
 شرح : ”ذَوُ طَفَیْنِ“ وہ سانپ ہے جس کے سر پر دو نقطے سیاہ اور سفید
 ہوں یا اس کی پشت پر دو سفید خط ہوں۔ اَبْتَرُ، دم کٹا سانپ ہے

بَابُ خَيْرِ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتَّبِعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ

۳۰۸۲ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ
غَنَمٌ يَتَّبِعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ لِفِرْدَيْنِهِ مِنَ الْفِتَنِ

یہ دونوں شرارتی سانپ ہیں جب ان کو حاملہ عورت دیکھ لے تو اس کا حمل گر جاتا ہے اور جب ان کی نظر کسی انسان کی نظر پر پڑ جائے تو اس کو اندھا کر دیتے ہیں۔ نیز ایک سانپ ہے جس کو ناظر کہا جاتا ہے۔ جب اس کی نظر انسان کی آنکھ پر پڑ جائے تو وہ انسان اسی وقت مر جاتا ہے ”ذَوَاتُ الْبُيُوتِ“ سفید لمبے سانپ ہیں جو گھروں میں رہتے ہیں وہ اذیت نہیں پہنچاتے ان کو عوام بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ان کی عمریں بہت لمبی ہوتی ہیں۔
مسلم شریف میں ہے مدینہ منورہ میں مسلمان جن میں سے کسی کو دیکھو تو اس کو تین روز تک خبردار کرو۔ اس مدت کے بعد اگر وہ ظاہر ہو تو اسے قتل کر دو کیونکہ اگر وہ مسلمان جن ہوتا تو باہر چلا جاتا۔ وہ شیطان ہے اس کو قتل کر دو اور ذوالطفینیر اور ابتر گھروں یا جنگلوں میں جہاں پائے جائیں ان کو بالاتفاق قتل کر دیا جائے۔
ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ کے گھروں کی خصوصیت نہیں ہے اور اگر جنگلات میں پائے جائیں تو تین دن خبردار کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عام ہے کہ پانچ خبیث جانور ہیں ان کو مل و حرم میں جہاں پاؤ قتل کر ڈالو۔ ان میں سانپ کا ذکر فرمایا، قولہ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ الْحَنَظَلِيُّ، اس سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ معمر نے یہ حدیث اسی اسناد سے زہری سے روایت کی ہے اور اس بات میں شک کیا ہے کہ عبد اللہ بن عمر کو ابولبابہ ملے یا زید بن خطاب رضی اللہ عنہم،

بَابُ مُسْلِمَانِ كَا بَهْتَرِينَ مَالِ بَهْرِيَاں هِيں جَن كُو

لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں میں چلا جائیگا،

۳۰۸۲ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

۳۰۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ
الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَاسُ الْكُفْرِ
نَحْوُ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخِلَاءُ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ وَالْفَدَّادِينَ
أَهْلُ الْوَبَرِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ

۳۰۸۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثنا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ ثَنَى قَيْسٌ عَنْ عَقْبَةَ
ابْنِ عَمْرٍو أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ أَشَارَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبِيْدِهِ نَحْوَ الْيَمَنِ
فَقَالَ الْإِيمَانُ يَمَانٍ هَهُنَا الْإِيمَانُ الْقِسْوَةُ وَغَلَطَ الْقُلُوبُ فِي الْفَدَّادِينَ
عِنْدَ أَصُولِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ حَيْثُ يَطْلَعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ فِي رَبِيعَةٍ وَمُضَرٍ

فرمایا عنقریب مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جن کو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور جنگلوں میں لے کر چلا جائے گا۔
وہ اپنے دین کی سلامتی کے لئے فتنوں سے دور بھاگے گا،

۳۰۸۴۔ شرح : شَعَفُ الْجِبَالِ، کا معنی پہاڑوں کی چوٹیاں اور مواقع القطر کا معنی جنگلات
اور صاف میدان ہے۔ خَيْرَ مَالِ الرَّجُلِ، کان کی خبر مقدم اور غَنَمٌ،
موسوں یَتَّبِعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ صفت کان کا اسم مؤخر ہے۔ اور "يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ" جملہ حالیہ
ہے (حدیث ۱۸ کی شرح دیکھیں)

۳۰۸۵۔ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا : کفر کا سر مشرق کی طرف ہے اور فخر و غرور گھوڑوں والوں اور کاشتکاروں
جو میدانوں میں رہتے ہیں اور سکون بکریوں والوں میں ہے

۳۰۸۶۔ ترجمہ : اسماعیل نے کہا ہم سے قیس نے عقبہ بن عمرو ابی مسعود سے بیان کیا کہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے یمن کی طرف
اشارہ کر کے فرمایا ایمان ادھر یمن میں ہے۔ خبردار! سختی اور سنگدلی اونٹوں کے پیچھے بلند آوازیں کرنے والوں میں ہے۔
جہاں شیطان کے دو سینک نکلیں گے یعنی ربیعہ اور مضر قبیلوں میں،

۳۰۸۵ - ۳۰۸۶۔ شرح : فَدَّادِينَ کی تفسیر دو طرح کی جاتی ہے۔ ایک یہ کہ یہ فداؤ

۳۰۸۷ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ الْوَيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ
الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ
الدِّيَكَةِ فَسَلُّوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَحِيْقَ الْحِمَارِ
فَتَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا رَأَتْ شَيْطَانًا

کی جمع ہے اس کا معنی سخت آواز ہے اور اگر دال کو مشدد نہ پڑھا جائے تو یہ فدان کی جمع ہے۔ اس کا معنی کھیتی باڑی کا آلہ ہے اور کھیتی باڑی کرنے والوں کی مذمت اس لئے کہ کاشتکاری کے باعث دینی امور کی طرف توجہ نہیں رہتی اور آخرت سے غفلت ہو جاتی ہے اور اس سے سنگدل پیدا ہو جاتی ہے۔ قولہ ”أَهْلُ الْوُبُرِ“ یہ فدادین کا بیان ہے اس سے مراد گاؤں میں رہنے والے لوگ ہیں۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوسوں کے کفر کی شدت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کیونکہ فارسی حکومت اور ان کے تابع دار عرب مدینہ منورہ کے مشرق کی طرف پڑتے ہیں اور یہ لوگ نہایت ہی سنگدل، بد بخت اور کفر میں سخت جے رہنے والے تھے حتیٰ کہ انہی کے بادشاہ کسریٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ پھاڑا تھا جو آپ نے اس کی طرف لکھا تھا۔ طبری نے ذکر کیا ہے کہ دجال بھی مشرق کی طرف سے استباز گاؤں سے نکلے گا۔ یہ لوگ کفر و سرکشی میں معروف تھے اور آگ کے پجاری تھے چنانچہ ایک ہزار سال سے ان کے آتشکدہ کی آگ نہیں بجھی تھی۔ اور اس کے پچیس ہزار پجاری مستقل تھے۔ قولہ ”الْإِيمَانُ يَمَانٌ“ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف اشارہ کر کے یہ فرمایا تھا اس وقت آپ تبوک میں تھے۔ اس سے آپ کا مقصد مکہ مکرمہ تھا۔ اس وقت مدینہ منورہ آپ کے اور یمن کے درمیان تھا یہ اس لئے فرمایا کہ ایمان کی ابتداء مکہ سے ہوئی ہے اور یہ تہامہ کی زمین میں ہے اور تہامہ یمن کی زمین ہے اسی لئے کعبہ میمانیہ کہا جاتا ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اچھی بات یہ ہے کہ اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد اہل یمن کی کمال ایمان سے تعریف کرنا ہے کیونکہ جس شی کے ساتھ کسی کا ایمان قوی ہو اس کو اس شی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ الایمان مبتداء اور ایمان خبر ہے یہ اصل میں میمانی تھا تحفیف کے لئے یاء کو حذف کر دیا گیا ہے۔ قولہ ”فِي رِبْعَةٍ وَمَضَرَ“ اس کا تعلق فدادین سے ہے۔ یعنی اونٹوں گھوڑوں اور گاؤں میں رہنے والے جو سخت آوازیں نکالتے ہیں وہ مشرق کی طرف رہتے ہیں جہاں ربیعہ اور مضر کی رہائش ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۰۸۷ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم مرغ کی آواز سُنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کی دعا کرو کیونکہ اُس نے

۳۰۸۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ أَنَا رُوِّحَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ
 سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا
 كَانَ جُلُوسًا اللَّيْلَ أَوْ أَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوا صَبِيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ تَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ
 فَإِذَا ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوهُمْ وَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَادْكُرُوا
 اسْمَ اللَّهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا قَالَ وَأَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ
 دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ نَحْوَمَا أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ وَلَمْ يَذْكُرْ
 اذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ

فرشتہ کو دیکھا ہے۔ اور اگر گدھے کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ کے ذریعہ شیطان سے پناہ مانگو کیونکہ اس نے
 شیطان کو دیکھا ہے۔

۳۰۸۷۔ شرح : مرغ کی اذان کے وقت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم طلب کرنے کی دُعاء کا
 حکم اس لئے فرمایا کہ اس کی اذان کے وقت جب دُعاء کرے گا تو فرشتے
 امین کہیں گے اس کی مغفرت کی دُعاء کریں گے اور اس کے اخلاص اور انکساری کے گواہ بن جائیں گے اس سے معلوم
 ہوتا ہے کہ نیک لوگوں کے پاس دُعاء کرنی چاہیے۔ کیونکہ جب دعاؤں میں موافقت ہو جائے تو اللہ دُعاء قبول فرماتا ہے
 صحیح ابن حبان میں ہے ”مرغ کو گالی نہ دو یہ نماز کے لئے پکارتا ہے۔ مرغ میں خصوصیت ہے جو دوسرے جانوروں میں
 نہیں پائی جاتی اس کو رات کے وقت کی پہچان ہوتی ہے کیونکہ رات چھوٹی ہو یا بڑی اس کی اذان میں خطا نہیں ہوتی
 اور وہ فجر سے پہلے اور بعد بدستور اذانیں کہتا ہے۔ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرغ کو ادراک دیا
 ہے۔ اسی طرح گدھے کو بھی ادراک حاصل ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گدھا جب آواز نکالتا ہے
 تو وہ شیطان کو دیکھتا ہے یا اس کے سامنے شیطان کی صورت ہوتی ہے۔ لہذا تم اللہ کا ذکر کرو اور مجھ پر درود پڑھو۔
 داؤدی نے یہاں ایک فائدہ ذکر کیا ہے کہ مرغ سے پانچ چیزیں سکھنی چاہئیں اچھی آواز، آخرات بیداری، سخاوت،
 غیرت اور کثرت نکاح“ (یعنی)

ترجمہ : عطاء نے بیان کیا کہ اُنھوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا
 کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات کا اندھیرا ہونے لگے
 یا جب شام ہونے لگے تو اپنے بچوں کو روکے رکھو کیونکہ اس وقت شیطان بھیل جلتے ہیں جب رات کا کچھ حصہ چلا جائے

۳۰۸۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا وَهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ
ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَدْتُ أُمَّةً
مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا يُدْرِي مَا فَعَلْتُ وَإِنِّي لَا أَرَاهَا إِلَّا الْفَارَ إِذَا وَضِعَ
لَهَا الْبَانُ الْإِبِلَ لَمْ تَشْرَبْ وَإِذَا وَضِعَ لَهَا الْبَانُ الشَّاءِ شَرِبَتْ فَخَدَّثْتُ
كَعْبًا فَقَالَ أَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهُ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لِي
مَرَارًا فَقُلْتُ أَفَأَقْرَأُ التَّوْرَةَ

توان کو پھوڑ دو اور دروازوں کو بند کر لو اور (ان پر) اللہ کا نام ذکر کرو کیونکہ شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا۔ عمرو بن
دینار نے بیان کیا کہ انھوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے وہی سنا جو عطاء نے بیان کیا تھا اور انھوں نے
یہ ذکر نہیں کیا کہ اللہ کا نام لے کر دروازے بند کرو۔ (حدیث ع ۳۰۶۵ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
۳۰۸۹۔ بنی اسرائیل کی ایک جماعت گم ہو گئی۔ نامعلوم انھوں نے کیا کیا۔ میرا خیال

ہے کہ وہ چوبے ہی ہیں کیونکہ جب ان کے آگے اونٹوں کا دودھ رکھا جائے تو اسے نہیں پیتے اور اگر بکریوں کا دودھ لکھا
جائے تو پی جاتے ہیں۔ میں نے کعب سے یہ بیان کیا تو انھوں نے کہا کیا تو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا
ہے میں نے کہا جی ہاں! انھوں نے کئی بار مجھ کو یہی کہا تو میں نے کہا کیا میں تو رات پڑھ رہا ہوں۔

شرح : یعنی یہودیوں کا ایک گروہ گم ہو گیا معلوم نہیں انھیں کیا ہوا اور میرا خیال ہے
۳۰۸۹۔ کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے چوبے مسخ کر دیا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ بنی اسرائیل

اونٹوں کا دودھ نہیں پیتے تھے ایسے ہی چوبے یہ دودھ نہیں پیتے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسناد سے سورہ
یوسف کی تفسیر میں ذکر کیا کہ یہودیوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ بتائیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام
نے اپنے لئے اونٹوں کا دودھ کیوں حرام کیا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرقِ نساء کے مرض میں مبتلا ہوئے اور
اونٹوں کے گوشت اور دودھ کے سوا انھوں نے کوئی مناسب شے نہ پائی اس لئے اسے حرام کر دیا۔ یہودیوں نے کہا آپ نے
سچ فرمایا ہے۔ جب کعب نے بار بار یہ سوال کیا تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا میں تو رات پڑھ رہا ہوں یعنی میں نے جو
کچھ تم سے بیان کیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ کعب مسلمان نہیں ہوئے
تھے۔ وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں مسلمان ہوئے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چوبے

۳۰۹۰۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ ثَنِيُّ يُولُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْوَزَعِ الْفُولِيقُ وَلَمْ أَسْمَعْهُ أَمَرَ بِقَتْلِهِ وَزَعَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِهِ

۳۰۹۱۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ ابْنُ جَبْرِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَمْرَ شَرِيكِ أَخْبَرْتَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَاعِ

انسان مسخ ہوئے میں اس سے پہلے چوہے نہ تھے۔ مسخ کے بعد انہی سے چوہے پیدا ہوتے رہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بندروں اور خنزیروں کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مسخ شدہ کی نسل باقی نہیں رکھی اور بندر اور خنزیر اس سے پہلے بھی تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابوہریرہ اور کعب کو یہ حدیث نہیں پہنچی تھی اور یہ حدیث صحیح ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث ابوہریرہ کی حدیث کے بعد ارشاد فرمائی اسی لئے ابوہریرہ کی حدیث میں گمان و خیال سے ذکر فرمایا اور بعد میں یہ توثیق کر دی کہ یہ چوہے وہ نہیں ہیں جو مسخ ہوئے تھے۔ تین نسل کے بعد وہ نسل ختم ہو گئی تھی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساندے کو فولیسق فرمایا میں نے آپ سے یہ نہیں سنا کہ آپ نے اس کو قتل کرنے کا حکم فرمایا ہو۔ سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔
ترجمہ : ام شریک نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساندے کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

شرح : ابن تین نے کہا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے قول سے یہ استدلال نہیں کیا جاسکتا کیونکہ آپ کا نہ سننا عدم وقوع

کی دلیل نہیں حالانکہ مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ اور لوگوں نے یہ سنا ہے۔ نیز مائی صاحبہ سے بھی باسناد دیگر روایت ہے جس کو امام احمد رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ ام المؤمنین کے گھر ایک نیزہ پڑا ہوا تھا۔ جب ان سے پوچھا گیا تو

۳۰۹۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ
 أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْتُلُوا ذَا
 الْطِفَّتَيْنِ فَإِنَّهُ يُلْمَسُ الْبَصَرَ وَيُصِيبُ الْحَبْلَ تَابِعَ حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ أَبَا
 أُسَامَةَ ۳۰۹۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ ثَنَا أَبِي عَنْ
 عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْاِبْتَرِ وَقَالَ إِنَّهُ يُصِيبُ
 الْبَصَرَ وَيَذْهَبُ الْحَبْلَ

۳۰۹۴۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ أَبِي يُونُسَ
 الْقُشَيْرِيِّ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْتُلُ الْحَيَّاتِ ثُمَّ مَخَى
 قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدَمَ حَائِطًا فَوَجَدَ فِيهِ سَلْحَ حَيَّةٍ
 فَقَالَ انْظُرُوا أَيْنَ هُوَ فَنَظَرُوا فَقَالَ أَتُكَلِّمُونَهُ فَكُنْتُ أَقْتُلُهَا لِذَلِكَ فَلَقِيتُ

انہوں نے فرمایا اس کے ساتھ ہم سانڈھے کو مارتے ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام
 جب نمرود کی آگ میں ڈالے گئے تو زمین کا ہر جانور اس کو بجھاتا تھا اور سانڈھا اس میں پھونکیں مار مار کر آگ کو روشن کرتا
 تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرنے کا حکم فرمایا۔ ام شریک کا نام غزیرہ ہے وہ عامریہ انصاریہ ہیں۔
 انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نفس مہیا کیا تھا پھر آپ نے رخصتی سے پہلے ہی ان کو طلاق دے دی تھی۔
 رضی اللہ عنہا۔ (حدیث ۳۰۹۳ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
 ۳۰۹۲۔ دو دھاری سانپ کو مار ڈالو کیونکہ وہ اندھا کر دیتا ہے اور حمل گرا دیتا ہے

ترجمہ : ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دم بریدہ
 ۳۰۹۳۔ سانپ کو مار ڈالنے کا حکم فرمایا کیونکہ وہ اندھا کر دیتا ہے اور حمل گرا دیتا ہے

(حدیث ۳۰۹۳ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سانپوں
 ۳۰۹۴۔ کو قتل کیا کرتے تھے پھر منع کرنے لگے۔ اور کہا ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

أَبَا الْبَابَةِ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقْتُلُوا الْجَنَانَ
إِلَّا كُلَّ ابْتِرَازِي طُفَيْتَيْنِ فَإِنَّهُ يُسْقِطُ الْوَلَدَ وَيَذْهَبُ الْبَصَرُ فَاقْتُلُوهُ
۳۰۹۵ — حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ نَافِعٍ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقْتُلُ الْحَيَّاتِ فَحَدَّثَهُ أَبُو الْبَابَةِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ قَتْلِ جَنَانِ الْبُيُوتِ فَأَمْسَكَ عَنْهَا

نے اپنی دیوار گرائی تو اس میں سانپ کی کینچلی دیکھی اور فرمایا دیکھو سانپ کہاں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا
تو آپ نے فرمایا اس کو مار ڈالو۔ اس لئے میں سانپوں کو مارا کرتا تھا پھر میں ابوالبابہ سے ملا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنان یعنی سفید سانپوں کو نہ مارو ان کے سوا ہر دم کٹا دودھاری سانپ کو مار ڈالو
کیونکہ وہ حمل گرا دیتا ہے اور بیٹائی کو لے جاتا ہے (راندھا کر دیتا ہے) اس لئے اسے قتل کر دو!

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کہ وہ
۳۰۹۵ — سانپوں کو مارا کرتے تھے۔ تو ان کو ابوالبابہ نے بتایا
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں کے سانپوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے تو وہ ان کو
مارنے سے رُک گئے!

شرح: سلخ کا معنی کینچلی ہے جو سانپ اُتار پھینکتا
۳۰۹۴ — ۳۰۹۵ — ہے وہ سفید ملین کاغذ کی طرح ہوتی ہے۔
جنان،، کا معنی سفید سانپ یا چھوٹا سانپ یا پتلا سایا یا ہلکا سا سانپ ہے۔ اگر سوال یہ پوچھا جائے کہ پہلی
حدیثوں میں اس طرح مذکور ہے کہ دودھاری اور دم بریدہ سانپوں کو مار ڈالو۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو قسمیں ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی قسم ہے کیونکہ
ابترا اور ذی الطفین کے درمیان حرف عطف نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ واؤ دو وصفوں کو جمع کرنے
کے لئے لائی جاتی ہے۔ دو ذاتوں کو جمع نہیں کرتی لہذا حدیث کا معنی یہ ہے کہ اس سانپ کو قتل کر دو جو
ابترایت کی وصف اور دودھاری کی وصف کا جامع ہے۔

نیز یہ دونوں وصفیں کبھی ایک سانپ میں جمع ہو جاتی ہیں کبھی علیحدہ علیحدہ پائی جاتی ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کا حکم دونوں قسموں کو شامل ہے (کرمانی)

بَابُ خَمْسٍ مِنَ الدَّوَابِّ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ

۳۰۹۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثنا يزيد بن زريع ثنا معمر بن الزهري

عن عروة عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال خمس فواسق يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْفَارَةُ وَالْعُقْرُبُ وَالْحُدَيَّا وَالْغُرَابُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ

۳۰۹۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ مَنْ قَتَلَهُنَّ وَهُوَ مُحَرَّمٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ الْعُقْرُبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْغُرَابُ وَالْحُدَاةُ

۳۰۹۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثنا حماد بن زيد ثنا كثير عن عطاء عن

جابر بن عبد الله رفعه قال خَمَرُوا الْأَيْنَةَ وَأَوْكُوا الْأَسْقِيَةَ وَأَجِيفُوا الْأَبْوَابَ وَالْفِتْوَا صَبِيَانِكُمْ عِنْدَ الْمَسَاءِ فَإِنَّ لِلْجَنِّ انْثِقَارًا وَخُطْفَةً وَأَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ عِنْدَ الرِّقَادِ فَإِنَّ الْفَوَاسِقَ رُبَّمَا اجْتَرَّتِ الْقِتِيلَةَ

باب پانچ موذی حب نوروں کو حرم میں قتل کر دیا جائے

۳۰۹۶ — ترجمہ : م المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا پانچ موذی جانوروں کو حرم میں مار ڈالا جائے۔ وہ چوہا، بچھوا، چیل، کتا اور باؤ لاکٹائیں

۳۰۹۷ — ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

فَاحْرَقْتُ أَهْلَ الْبَيْتِ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَجَيْبٌ عَنْ عَطَاءٍ فَإِنَّ لِلشَّيَاطِينِ
 ۳۰۹۹ — حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَدَمَ عَنْ
 إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا مَعَ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَارٍ فَتَنَزَّلَتْ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا فَإِنَّا
 لَنَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيهِ إِذْ خَرَجَتْ حَيَّةٌ مِنْ مَجْرَاهَا فَابْتَدَرْنَاهَا لِنَقْتُلَهَا
 فَسَبَقْتَنَا فَدَخَلَتْ مَجْرَاهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقِيَتْ
 شَرَّهَا وَعَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
 مِثْلَهُ قَالَ وَإِنَّا لَنَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيهِ رُطْبَةً وَتَابَعَهُ أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ
 وَقَالَ حَفْصٌ وَابْنُ مَعَاوِيَةَ وَسُلَيْمُ بْنُ قُرْمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ
 عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مِثْلَهُ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی پانچ جانوروں کو مار ڈالے حالانکہ وہ احرام باندھے ہوئے ہو تو اس پر کوئی حرج نہیں اور
 وہ بچھوا، چوہا، باؤل لاکتا، کوا اور چیل ہیں۔ (حدیث ع ۱۶۱۲ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے اس حدیث
 ۳۰۹۸ — کو مرفوع ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شام کے وقت
 بڑیوں کو ڈھانک دو، مشکیزوں کو تسے سے باندھ دو، دروازے بند کر لو اور بچوں کو باہر جانے سے منع کرو کیونکہ
 یہ جنوں کے پھیلنے اور اچک لے جانے کا وقت ہے اور سوتے وقت چراغ بجھا دیا کرو کیونکہ چوہا بتی لے جاتا ہے
 اور سارے گھر والوں کو جلا دیتا ہے۔ ابن جریر اور جیب نے عطاء سے روایت کرتے ہوئے فَإِنَّ لِلشَّيَاطِينِ
 کہا ہے۔ (حدیث ع ۳۰۶۵ کی شرح دیکھیں) جن اور شیطان کی حقیقت ایک ہے صفات مختلف ہیں۔

ترجمہ : عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ
 ۳۰۹۹ — علیہ وسلم کے ہمراہ ایک غار میں ٹھہرے تھے تو یہ سورت نازل ہوئی وَالْمُرْسَلَاتِ
 عُرْفًا .. ہم اس کو آپ کی زبان مبارک سے سیکھ رہے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ غار کے سوراخ سے ایک سانپ نکلا ہم

۳۱۰۰ — حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ
 نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلْتُ امْرَأَةً النَّارِ فِي هَرَّةٍ
 رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعَمْهَا وَلَمْ تَدْعُهَا تَأْكُلْ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ
 عَنْ سَعِيدِ الْمُقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ
 ۳۱۰۱ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي
 هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَزَلَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ تَحْتَ
 شَجَرَةٍ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ فَأَمَرَ بِحِمَارِهِ فَأَخْرَجَ مِنْ تَحْتِهَا ثُمَّ أَمَرَ بِبَيْتِهَا فَأَحْرَقَ
 بِالنَّارِ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ فَمَا لَهَا نَمْلَةٌ وَاحِدَةٌ

اس کو قتل کرنے کے لئے اس کے پیچھے بھاگے وہ ہم سے آگے بڑھ گیا اور اپنے بل میں داخل ہو گیا تو جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تمہاری اذیت سے بچ گیا جیسے تم اس کی اذیت سے بچ گئے۔ اسرائیل، اعمش، ابراہیم
 اور علقمہ نے عبد اللہ بن مسعود سے اس جیسی روایت کی انھوں نے کہا ہم آپ کی زبان مبارک سے سیکھ رہے تھے
 حالانکہ وہ تروتازہ تھی۔ ابو عوانہ نے مغیرہ سے روایت کرنے میں اسرائیل کی متابعت کی۔ اور حفص، ابو معاویہ اور
 سلیمان بن قرم نے اعمش سے انھوں نے ابراہیم نخعی سے انھوں نے علقمہ سے انھوں نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی
 (حدیث ۱۶۱۳ کی شرح دیکھیں)

۳۱۰۰ — ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا ایک عورت ایک بلی کے سبب دونخ میں ڈال گئی جس نے اس کو باندھ رکھا تھا
 نہ تو اس کو کچھ کھلایا اور نہ ہی اس کو چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے کوڑے کھاتی۔ عبد الاعلیٰ نے کہا ہم سے عبد اللہ نے
 سعید مقبری سے انھوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس جیسی روایت کی۔
 (حدیث ۲۲۰۹ کی شرح دیکھیں)

۳۱۰۱ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا نبیوں میں سے ایک نبی ایک درخت کے نیچے ٹھہرے
 تو ان کو ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تو نبی نے چیونٹیوں کے چھتہ کے متعلق حکم دیا تو چھتہ درخت کے نیچے سے نکل آیا

اس کے گھسے متعلق حکم دیا اور اس کو آگ سے جلادیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی بھیجی کہ ایک ہی چوینٹی کو جلاتے۔

۳۱۰۱ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس نبی کی شریعت میں چوینٹی

کو قتل کرنا اور اس کو آگ سے جلانا جائز تھا۔ اسی طرح سپس وغیرہ کو جلانا ان کی شریعت میں جائز تھا۔ وہ نبی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

تفسیر قرطبی میں ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ہماری شریعت میں جانوروں کو آگ سے جلانا جائز نہیں۔ لہذا چوینٹی کو جلانا جائز نہیں۔ حدیث شریف میں ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوینٹی اور مکھی کو آگ سے جلانے سے منع فرمایا۔ چوینٹی کی یہ خصوصیت ہے کہ اگر وہ تھوڑی سی چیز بھی دیکھ لے تو دوسری چوینٹیوں کو بلا لاتی ہے اور وہ اس کو کھینچ کر بل میں لے جاتی ہیں۔ یہ گرمیوں میں سردیوں کا کھانا جمع کر لیتی ہیں اور جب ان کو معلوم ہو کہ دانا بدبودار ہو جائے گا تو اس کو باہر نکال پھینکتی ہیں۔ جب وہ زمین میں اپنا چھتہ بناتی ہیں تو اس کی طرف ٹیڑھا راستہ بناتی ہیں تاکہ اس میں بارش کا پانی داخل نہ ہو۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک چوینٹی سے پوچھا تو ایک سال میں کتنا کھاتی ہے اس نے کہا وہ سال میں گندم کا ایک دانہ کھاتی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس کو بوتل میں بند کر دیا جائے اور اس کے پاس گندم کا ایک دانہ رکھ دیا جائے۔ چنانچہ اس کو سال بھر بوتل میں بند رکھا جب سال گزرنے کے بعد بوتل کا منہ کھولا تو چوینٹی اس میں موجود تھی اور اس نے گندم کا آدھا دانہ کھایا اور آدھا باقی رہا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تیرا کہنا تھا کہ تو سال میں گندم کا ایک دانہ کھاتی ہے۔ چوینٹی نے کہا اے اللہ کے نبی میں نے درست کہا تھا لیکن آپ عظیم الشان بادشاہ ہیں۔ انور مملکت میں آپ بکثرت مصروف رہتے ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ شاید آپ میرے متعلق بھول جائیں اور دو سال تک توجہ نہ فرمائیں اس لئے میں نے نصف دانہ کھایا اور نصف دوسرے سال کے لئے رکھ لیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام چوینٹی کے ادراک اور سمجھ سے بہت خوش ہوئے

چوینٹی کی یہ بات کوئی عجیب تر نہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: چوینٹی نے دوسری چوینٹیوں سے کہا اپنے اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ۔ حضرت سلیمان کا لشکر آ رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ بے خبری میں تھیں پاؤں تلے روند ڈالیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت سلیمان علیہ السلام کی شریعت میں چوینٹی کو قتل کرنا اور آگ میں جلانا جائز تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو صرف یہی فرمایا کہ ایک چوینٹی سے زیادہ کو نہیں جلانا تھا اسی کو عذاب دینا تھا جس نے آپ کو اذیت پہنچائی تھی اور اس ایک کو جلانے پر کوئی عتاب نہ فرمایا۔ اور ہماری شریعت میں جانداروں کو آگ سے جلانا جائز نہیں۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوینٹی اور شہد کی مکھی کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ موزی جانور کو قتل کرنا جائز ہے (یعنی)

بَابُ إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي شَرَابٍ أَحَدِكُمْ

فَلْيَغْمِسْهُ فَإِنْ فِي أَحَدِي جَنَاحَيْهِ دَاءٌ وَفِي الْأُخْرَى شِفَاءٌ
 ۳۱۰۲۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ثنا سُلَيْمٌ بْنُ بِلَالٍ ثنی عْتَبَةُ
 ابْنُ مُسْلِمٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ بْنُ حُنَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَاهُ رِثْرَةَ يَقُولُ قَالَ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي شَرَابٍ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ
 ثُمَّ لِيَنْزِعْهُ فَإِنْ فِي أَحَدِي جَنَاحَيْهِ دَاءٌ وَفِي الْأُخْرَى شِفَاءٌ

باب۔ جب تمہارے مشروب میں مکھی گر پڑے
 تو اسے اسی میں ڈبو دو، کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری
 اور دوسرے پر میں شفا ہوتی ہے !

۳۱۰۲۔ ترجمہ : عبید بن حنین نے بیان کیا کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے
 ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے مشروب میں مکھی گر پڑے تو اس کو پانی میں ڈبو دے
 پھر اس کو باہر نکال پھینکے کیونکہ اس کے دو پروں میں سے ایک پر میں بیماری اور دوسرے پر میں شفا ہے۔

۳۱۰۲۔ شرح : پرندے کا پر اس کا ہاتھ ہوتا ہے اور ہاتھ مونث ہے اس لئے پر
 کو ہاتھ کے اعتبار سے مونث ذکر کیا ہے۔ پوری حدیث کی روایت میں
 ہے کہ مکھی زہریلے پر کو پانی میں ڈبو دیتی ہے اور شفا والے پر کو اونچا رکھتی ہے اس طرح کی اور بھی بکثرت مخلوقات
 ہیں۔ چنانچہ شہد کی مکھی کے پیٹ سے شہد نکلتا ہے اور اس کے ڈنگ میں زہر ہے۔ ذباب : ذبابہ کی جمع ہے۔
 جانح نے کہا مکھی کی عمر صرف چالیس روز ہے۔ اور وہ آگ میں ہوگی یہ اس کو عذاب نہیں ہوگا بلکہ اس کے ساتھ دوزخیوں
 کو عذاب دیا جائے گا جبکہ یہ ان کے جسموں پر واقع ہوگی کیونکہ زخموں پر مکھیوں کے بیٹھنے سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔

۳۱۰۳۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ ثَنَا إِسْحَقُ الْأَزْدِيُّ ثَنَا عَوْفٌ عَنْ
 الْحَسَنِ وَابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ غُفِرَ لِمَرْأَةٍ مُؤْمِسَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلَى رَأْسِ رَجُلٍ يَلْمُتُ قَالَ كَادَتْ تَقْتُلُهُ
 أَلْعَطَشُ فَزَعَتْ خُفَّهَا فَأَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَزَعَتْ لَهُ مِنَ الْمَاءِ فَغَفِرَ لَهَا
 بِذَلِكَ ۳۱۰۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا سُفْيَانٌ قَالَ حَفِظْتُهُ
 مِنَ الزُّهْرِيِّ كَمَا أَنَّكَ هُنَا أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ
 عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ
 ۳۱۰۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
 ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ
 ۳۱۰۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا هَمَامٌ عَنْ يَحْيَى ثَنَا أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ

۳۱۰۳۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 ایک بدکار عورت کو بخش دیا گیا جو کنوئیں کے قریب ایک پانی پیتے ہوئے کتے کے پاس سے گزری۔ قریب تھا کہ پیاس اس کو
 صدمہ کر دے اُس نے اپنا مرزہ اُتارا اور اُس کو اپنے درپٹے سے مضبوط باندھا اور کتے کے لئے پانی نکالا۔ اس کے
 سبب اس عورت کو بخش دیا گیا

۳۱۰۴۔ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو مسلمان کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو اس کا چھوٹا سا گناہ قبول
 ہو سکتا ہے جو اس کی مغفرت کا سبب ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور احسان و ائمان سے صغیرہ عمل کے سبب کبیرہ گناہ
 معاف کر دیتا ہے۔ یہ حدیث زانیہ عورت کے بارے میں ہے اور حدیث ۳۱۰۵ میں مرد کا ذکر ہے۔ اسی طرح حدیث
 ۳۱۰۸ بھی مرد کے بارے میں مذکور ہے اور دونوں کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے جیسے اس حدیث
 کی ابو ہریرہ نے روایت کی ہے مگر ان میں تضاد نہیں کیونکہ مرد کے متعلق دونوں حدیثوں میں سے ہر ایک حدیث مستقل بالذات ہے
 اور یہ مستقل تین واقعات میں ان میں سے دو مرد کے بارے میں ہیں اور ایک زانیہ عورت کے بارے میں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم !
 ۳۱۰۶۔ ترجمہ : عبید اللہ نے ابن عباس سے انھوں نے ابو طلحہ سے روایت کی ”رضی اللہ تعالیٰ عنہم“

أَبَاهُ رِيَّةَ حَدَّثَهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا يَنْقُصُ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطًا إِلَّا كَلَبَ حَرْثًا أَوْ كَلَبَ مَا شِئَ

۳۱۰۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ثَنَا سُلَيْمٌ أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ سُفْيَانَ بْنَ أَبِي زُهَيْرٍ الشَّامِيَّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ اقْتَنَى كَلْبًا لَا يُغْنِي عَنْهُ زَرْعًا وَلَا ضَرْعًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ فَقَالَ السَّائِبُ أَنْتَ تَسْمَعُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِي وَرَبِّ هَذِهِ الْقِبْلَةِ

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو (حدیث ۳۰۱۳ تا ۳۰۱۶ کی شرح دیکھیں)

۳۱۰۵ — ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مار ڈالنے کا حکم فرمایا۔

۳۱۰۶ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے کتا پالا اس کے عمل سے ہر روز ایک قیراط کم ہوتا رہتا ہے۔ سوا اس کتے کے جو کھیتی یا بھیڑ بکریوں کی حفاظت کرتا ہے۔

۳۱۰۷ — ترجمہ : سفیان بن زہیر شامی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس کسی نے کتا پالا جس سے نہ تو کھیتی کو فائدہ پہنچتا ہے اور نہ ہی مویشیوں کو۔ تو اس کے اعمال میں سے ہر روز ایک قیراط کم ہوتا رہتا ہے۔ سائب نے کہا کیا تم نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ اُس نے کہا جی ہاں! اس قبلہ کے ریت کی قسم (میں نے سنا ہے)

۳۱۰۸ تا ۳۱۰۷ — شرح : اس حدیث کے مطابق امام مالک، ان کے تلامذہ اور دیگر علماء نے کہا کہ کتوں کو قتل کرنا جائز ہے اور جن کتوں کو قتل کرنے سے مستثنیٰ کیا گیا ان کے ماسوا کتوں میں یہ حکم محکم ہے اور ان میں سے باؤلے کتے کو قتل کرنے میں سب کا اتفاق ہے۔ البتہ بے ضرر کتوں کے قتل میں اختلاف ہے۔ امام الحرمین رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ شارع علیہ السلام نے پہلے سب

کتاب الانبیاء

باب خلق ادم وذریئہ

کتوں کو مار ڈالنے کا حکم فرمایا تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور کالے کتے کے سوا باقی کتوں کو مار ڈالنا ممنوع قرار دیا گیا اور یہ حکم مستقر رہا۔ چنانچہ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے مرفوع حدیث بیان کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کتے گرد ہوں میں سے گردہ نہ ہوتے تو میں ان کو مار ڈالنے کا حکم دیتا۔ اور کالاکتا شیطان ہے اس سے قطعاً نفع نہیں ہوتا بلکہ وہ اذیت پہنچاتا ہے۔ اس لئے اس کو قتل کرنا جائز ہے۔ ان امور میں قیاس کو دخل نہیں۔ لہذا جو بھی شارع علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ وہی معمول بہ ہے۔ حسن بصری اور ابراہیم نخعی رحمہما اللہ نے کہا کالے کتے کا شکار مکروہ ہے۔ امام احمد بن حنبل اور بعض شافعیہ بھی یہی کہتے ہیں کہ کالے کتے نے اگر شکار کو قتل کر دیا تو اس کو کھانا جائز نہیں۔ امام ابو حنیفہ، مالک اور شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا کالے کتے کا شکار جس کو وہ قتل کر دے حلال ہے۔ ابو عمرو نے کہا ہمارے نزدیک مختاریہ بات ہے کہ جس کتے سے ضرر نہ پہنچے اس کو قتل کرنا جائز نہیں کیونکہ ذی روح شئی کو قتل کا نشانہ بنانے سے منع کیا گیا ہے۔ نیز کتے کو پانی پلانے کی حدیث کا مقتضی بھی یہی ہے کہ بے ضرر کتوں کو قتل نہ کیا جائے اور کالے کتے کو شیطان کہنے کو یہ لازم نہیں کہ اس کو مار ڈالا جائے کیونکہ جن لوگوں سے ضرر زیادہ ہو ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے شیطان کہا ہے۔ نیز مرفوع حدیث میں ہے کہ بوتر کے پیچھے دوڑنے والے کے متعلق فرمایا کہ شیطان شیطان کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جن کالاکتا یا کبوتر مسخ ہو گیا ہے۔ لہذا ان کو قتل کرنا واجب ہے۔ الحاصل بے ضرر حیوان کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ حدیث ۳۱۰۶ میں کتا پالنے والے کے عمل کی جزاء سے ہر روز ایک قیراط کم ہوتا رہتا ہے۔ ایک اور روایت کے مطابق دو قیراط کم ہوتے رہتے ہیں لیکن ان دونوں میں تضاد نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تعلیظ اور زجر دو قیراط فرمایا جبکہ لوگ کتوں کو پالنے سے باز نہ آئے تھے یہ کتے کی اذیت کے پیش نظر فرمایا کہ جس کتے سے اذیت زیادہ ہو اس کو پالنے میں دو قیراط ثواب اور جس سے اذیت کم ہو اس کے پالنے سے ایک قیراط ثواب کم ہوتا رہتا ہے پھر نقصان کے محل میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ رات دن کے اعمال کے ثواب سے ایک ایک قیراط کم ہوتا رہے گا۔ بعض کا کہنا ہے کہ قیراط عمل فرض سے اور قیراط عمل نفل سے کم ہوتا رہے گا۔ اور جو کتے موشیوں یا کھینٹی باڑی کی حفاظت کے لئے ہوں وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

حدیث ۲۱۶۲ کی شرح دیکھیں

وَقَوْلِ اللَّهِ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً
 صَلَّصَالٌ طِينٌ خُطِبَ بِرَمْلٍ فَصَلَّصَلْ كَمَا يُصَلِّصَلُ الْفَخَّارُ وَيُقْتَالُ
 مُنْتِنٌ يَرِيدُونَ بِهِ صَلَّ كَمَا يُقَالُ صَرَ الْبَابُ وَصَرَ صَرَعْتُ الْإِغْلَاقَ
 مِثْلَ كَبَلْتُهُ يَعْنِي كَبَبْتُهُ فَمَرَّتْ بِهِ اسْتَمَرَّ مَا الْحَمْلُ فَاتَمَّتْهُ أَنْ لَا تُسْجَدَ
 وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً
 قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمَّا عَلِيهَا حَافِظًا إِلَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ فِي كَبَدٍ فِي شِدَّةِ خَلْقٍ وَرِثَا
 الْمَالِ وَقَالَ غَيْرُهُ الرِّيَاشُ وَالرِّيشُ وَاحِدٌ وَهُوَ مَا ظَهَرَ مِنَ اللَّبَاسِ مَا تُمْنُونَ
 النُّطْفَةُ فِي أَرْحَامِ النِّسَاءِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ إِنَّهُ عَلَى رَجْعِهِ لِقَادِرُ النُّطْفَةِ
 فِي الْإِخْلِيلِ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقَهُ فَهُوَ شَفَعُ السَّمَاءِ شَفَعُ وَالْوَتْرُ اللَّهُ فِي أَحْسَنِ
 تَقْوِيمٍ فِي أَحْسَنِ خَلْقٍ أَسْفَلَ سَافِلِينَ إِلَّا مَنْ أَمَنَ خُسْرٍ ضَلَالٍ

کتاب الانبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

بَاب - حضرت آدم علیہ السلام اور انکی اولاد کی پیدائش

آپ کو آدم اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ زمین کے آدمہ سے پیدا ہوئے ہیں اور آدمہ گندمی رنگ ہے۔ حضرت

ثُمَّ اسْتَنْتَنِي فَقَالَ اِلَّا مَنْ اَمِنَ لَا زِبْ لَا زِمٍ نُنْشِئُكُمْ فِي اَيِّ خَلْقٍ نَشَاءُ
 نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ نُعَظِّمُكَ وَقَالَ ابُو الْعَالِيَةِ فَتَلَقَّى اٰدَمُ هُوَ قَوْلُهُ رَبَّنَا ظَلَمْنَا
 اَنْفُسَنَا وَقَالَ فَازَلَمَا اِسْتَزَلَمَا يَتَسَنَّهُ يَتَغَيَّرُ اَسِنَّ مُتَغَيِّرُ الْمُسْنُونِ الْمُتَغَيِّرُ
 حَمًا جَمْعُ حُمَاةٍ وَهُوَ الْطَيْنُ الْمُتَغَيِّرُ يَخْصِفَانِ اَخَذَ الْخِصَافَ مِنْ وَرَقِ
 الْجَنَّةِ يُوَلِّفَانِ الْوَرَقَ يَخْصِفَانِ بَعْضُهُ اِلَى بَعْضٍ سَوَّاهُمَا كِنَايَةً عَنْ فَرَجِهِمَا
 وَمَتَاعٍ اِلَى حَيْنٍ هَهُنَا اِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَالْحَيْنُ عِنْدَ الْعَرَبِ مِنْ سَاعَةٍ
 اِلَى مَا لَا يُحْصَى عِدَّةُ قَبِيلُهُ جِيلُهُ الَّذِي هُوَ مِنْهُمْ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین کے چہرے سے پیدا کیا۔ ابوالحاق
 ثعلبی نے کہا عبرانی زبان میں مٹی کو آدم کہا جاتا ہے۔ پھر دوسرا الف حذف کر دیا گیا اور حضرت آدم علیہ السلام کا نام
 رکھا گیا۔ مشہور یہ ہے کہ آپ کی کنیت ابوالبشر ہے۔ والہی نے ابن عباس سے روایت کی کہ آپ کی کنیت ابو محمد ہے
 قتادہ نے کہا جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کے سوا کسی کی کنیت نہ ہوگی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شرافت اور
 بزرگی کے پیش نظر آدم علیہ السلام کو کہا جائے گا یا ابا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ امام بخاری نے صلصال سے اللہ تعالیٰ کے
 کلام ”خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ صَلْصَالٍ“ کی طرف اشارہ کیا۔ پھر صلصال کی تفسیر اس مٹی سے کی جس میں ریت ملائی
 گئی ہو۔ پھر وہ ایسے بجے جیسے پھنکڑی بجتی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کا معنی خمیر کی ہوئی بدبودار اس سے ان کی مراد
 یہ ہے کہ ”صل“ سے ماخوذ ہے جیسے کہا جاتا ہے۔ صَلَّ النَّبَابُ وَصَرَ صَرَ عِنْدَ الْاِعْلَاقِ، یعنی دروازہ نے بند کرتے
 یعنی دروازہ نے بند کرتے وقت آواز دی۔ ان کے نزدیک صَلَّ اور صلصل ہم معنی ہیں اور جیسے کَبْكَبْتُهُ بمعنی کَبَيْتُهُ
 کہا جاتا ہے یعنی میں نے اسے اوندھا کر دیا۔ امام نے فُرُتْ بِہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف اشارہ کیا
 ”فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِہ“ پھر اس کی ”اِسْتَمَرَّ بِہ الْحَمْلُ“ سے تفسیر کی یعنی
 حواء علیہا السلام کو حمل برابر رہا اور اس کی مدت پوری ہو گئی۔
 امام بخاری نے ”اَنْ لَا تَسْجُدَ“ سے ”مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ“ طرف اشارہ کیا ہے۔ اور اَنْ
 لَا تَسْجُدَ، اَنْ تَسْجُدَ کے معنی میں ہے اور ”لا“ زائدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: یاد کیجئے جب تیرے رب نے فرشتوں
 سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں، یعنی اللہ تعالیٰ

باب — ۳۱۰۹-۳۱۱۰

نے بنی آدم کو پیدا کرنے سے پہلے ان پر احسان کی فرشتوں کو خبر دی کہ وہ ایسے لوگ پیدا کرنے والا ہے جو ایک دوسرے کے خلیفہ اور نائب ہوں گے۔ چنانچہ فرمایا ”وہ ایسی فہات ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا۔ اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ ”خلیفہ“ سے مراد آدم علیہ السلام بخصوصہ نہیں ورنہ ملائکہ کا یہ کہنا کہ تو زمین میں اس کو خلیفہ بنا رہا ہے جو اس میں فساد اور خونریزی کرے گا اچھا نہ ہوگا۔ کیونکہ مذکور قباحتیں تو بعد میں ہونے والی ہیں۔ فرشتوں کا مقصد اعتراض نہ تھا اور نہ ہی حسد و بغض کا اظہار تھا بلکہ وہ یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ ان میں اتنے مفاسد ہونے کے باوجود ان کو خلیفہ بنانے میں کیا حکمت ہے۔ اور اگر تیری عبادت مراد ہے کہ یہ لوگ تیری عبادت کریں گے تو اس کے لئے ہم کافی ہیں۔ ہم نمازیں پڑھتے ہیں اور تیری رضا کے خلاف ہم کچھ نہیں کرتے ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کو پیدا کرنے میں جو حکمتیں ہیں وہ ان کے مفاسد پر غالب ہیں جبکہ میں ان میں نبی، رسول بناؤں گا نیز ان میں صدیق، شہید، صالحین، زاہد اولیاء، ابرار، علماء عالمین جو اللہ سے ڈرنے والے اور اس کے رسولوں کی اتباع کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ خبر دی جبکہ آدم علیہ السلام کو ابھی پیدا نہیں فرمایا تھا اور جب پیدا کیا تو ان کو جنت میں بٹھرایا اور جنت کا ہر پھل کھانے کی ان کو اجازت دی سوائے ایک شجرہ ممنوعہ کے کہ اس سے وہ تناول نہ کریں اگر بالفرض وہ ہمیشہ ہمیشہ اس درخت سے تناول نہ فرماتے تو وہ کبھی زمین پر نہ اترتے اور اللہ تعالیٰ کی خبر جو یقیناً سچی ہے کا کذب لازم آتا۔ حالانکہ اللہ کی خبر میں کذب محال ہے۔ لہذا حضرت آدم علیہ السلام کا شجرہ ممنوعہ سے تناول کرنا ضروری تھا۔ جس میں وہ مجبور تھے اور اگر انسان مجبور کو کوئی فعل کرے تو وہ گناہ شمار نہیں ہوتا لہذا شجرہ ممنوعہ سے تناول کرنا آدم علیہ السلام کے لئے گناہ نہ تھا اور وہ اس کے مامور تھے۔ البتہ ظاہری صورت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے اس پر عصیاں کا اطلاق فرمایا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ”لَمَّا عَلِمْنَا حَافِظًا“ یعنی ”لَمَّا بَعَثَ الْإِلَٰهَ اس سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف اشارہ کیا ”إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَمَّا عَلِمْنَا حَافِظًا“، پھر ”لَمَّا“ کی الٹا سے تفسیر کی جو استثناء کے لئے ہے۔ یعنی ہر نفس کا اللہ کی طرف سے محافظ ہے اور وہ فرشتے ہیں۔ قتادہ نے کہا وہ تمہارے اعمال، ارزاق اور آجال کی حفاظت کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”فِي كَبَدٍ“ سے ”لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ“ کی طرف اشارہ کیا۔ پھر ”كَبَدٍ“ کی شدت خلق سے تفسیر کی اور ”رِيَاسًا“ سے ”قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُؤَارِي سُوَآتِكُمْ وَرِيَاسًا“ کی طرف اشارہ کیا پھر ریاس کی مال سے تفسیر کی اور کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے ریاس اور ریش کو ایک ہی کہا ہے اور اس کا معنی ہے ظاہر لباس، بعض علماء نے ریش کا معنی خوبصورتی اور اچھی حالت کیا ہے اور بعض نے اس کا معنی معاش کیا ہے۔ امام نے ”مَا تَمْتُون“ سے ”وَأَفْرِيْتُمْ مَا تَمْتُون“ کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر نطفہ سے کی جو عورتوں کے ارحام میں واقع ہوتا ہے اور مجاہد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نطفہ کو آلت تناسل میں واپس کرنے پر قادر ہے۔ قتادہ نے کہا اللہ تعالیٰ انسان کو اٹھانے اور لوٹانے پر قادر ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ”كُلُّ شَيْءٍ“ سے ”وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ“ کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی ہر شئی

کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور وہ جوڑا جوڑا ہے۔ آسمان شفع ہے (یعنی زمین کے لئے آسمان شفع ہے جیسے گرمی سردی کے لئے شفع ہے تو آسمان اگرچہ سات میں لیکن زمین کے لئے شفع ہیں جبکہ زمینیں بھی سات میں لہذا زمین، آسمان، پانی خشکی، جن وانس اور شمس و قمر شفع ہیں) اور تو صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

اور ”فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ“ سے لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی اچھی خلقت سے تفسیر کی (یعنی انسان کی شکل و صورت اور اعضاء کا تناسب بہتر کیا)

اور ”أَسْفَلَ سَافِلِينَ“ سے ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا کی طرف اشارہ کیا (یعنی جب انسان اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں میں خستہ خلقت، تناسب اعضاء کا شکریہ ادا نہ کرے تو اس کو ہم بہت بُری خلقت اور قبیح صورت میں جہنم کے نچلے طبقہ میں رکھیں گے)

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”خُسْرٍ“ سے إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ کی طرف اشارہ کیا پھر خُسْر کی تفسیر ضلال سے کی پھر اللہ تعالیٰ نے اہل خُسْر سے مومنوں اور اچھے اعمال کرنے والوں کو مستثنیٰ کر دیا۔

اور نُنشِئُكُمْ سے ”نُنشِئُكُمْ“ سے نُنشِئُكُمْ فِيمَا لَا تَعْلَمُونَ کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر ”أَيَّ خَلْقٍ تَشَاءُ“ سے کی اور نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ سے ”وَمَنْ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ“ کی طرف اشارہ کیا اور نُعَظِّمُكَ سے اس کی تفسیر کی

ابوالعالیہ نے کہا حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھے اور وہ یہ ہیں ”رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنَّ لَنَا تَغْفِرْ لَنَا وَتَوَحُّبْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ“ ابوالعالیہ کا نام رفیع بن مہران ریاحی ہے وہ پہلے کافر تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دو سال بعد اسلام قبول کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نمازیں پڑھتے رہے اور کئی صحابہ کرام سے حدیث کی روایت کی ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“

اور ”فَازَلَهُمَا“ سے ”فَازَلَهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا“ الایۃ کی طرف اشارہ کیا اور ”فَاسْتَوَزَلَهُمَا“ سے اس کی تفسیر کی (یعنی ان کو پھسلایا) اور ”يَتَسَنَّهُ“ ”فَانْظُرْ إِلَى طَعَامِكَ لَمْ يَتَسَنَّهُ“ کی طرف اشارہ کیا اور ”يَتَغَيَّرُ“ سے اس کی تفسیر کی (یعنی اپنا کھانا دیکھو اتنی مدت گزرنے کے باوجود وہ متغیر اور بدبودار نہیں ہوا) آسن کا معنی متغیر ہے اور ”مُسْنُونٌ“ متغیر ہے۔ اس آیت کا حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ سے نسبت ”مسنون“ کے لفظ میں ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”حَمَاءُ“ سے ”مِنْ حَمَاءٍ مُسْنُونٍ“ کی طرف اشارہ کیا اور ”طِينٌ مُتَغَيَّرٌ“ سے اس کی تفسیر کی (یعنی آدم کو متغیر مٹی سے پیدا کیا۔ حَمَاءُ کی جمع ہے۔

اور ”يَخْصِفَانِ“ سے ”فَبَدَأَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ دَرَقِ الْجَنَّةِ“ کی طرف اشارہ کیا اور أَخَذَ الْخَصَافَاتِ سے اس کی تفسیر کی (یعنی وہ جنت کے پتوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ کر چادر بنا کر پردہ کرنے لگے۔

۳۱۱۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ شَاعِبُ الرَّزَاقِ عَنْ مَعْمَرٍ
عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللَّهُ
آدَمَ وَطَوَّلَهُ سِتُونَ ذِرَاعًا ثُمَّ قَالَ أَذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلَى أَوْلِيكَ النَّفَرِ مِنَ
الْمَلَائِكَةِ فَاسْتَمِعَ مَا يُحْيِيُونَكَ بِهِ فَإِنَّهُ تَحْيَتُكَ وَتَحْيَةُ ذُرِّيَّتِكَ فَقَالَ
السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ فَزَادُوا وَرَحْمَةُ اللَّهِ فَكُلُّ
مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ حَتَّى الْآنَ

اور ”سَوَاءً تَمَّا“ سے ”بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا“ کی طرف اشارہ کیا اور سَوَاءً کی تفسیر یہ کی کہ یہ شرمگاہ سے
کنا یہ ہے۔ یعنی جنت میں شجرہ ممنوعہ سے تناول کرنے کے باعث حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کی شرمگاہیں ظاہر ہونے
لگیں، ”تَوَافُفُوا“ نے جنت کے پتوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ کر ستر عورت کیا،
اور ”مَتَاعٌ إِلَى حِينٍ“ سے ”وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ“ کی طرف اشارہ کیا اور ”حِينٍ“
کی تفسیر ”إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ“ سے کی ”یعنی اس وقت سے لے کر قیامت تک تم نے زمین پر رہنا ہے اور فائدہ حاصل
کرنا ہے۔ حِينٍ“ دراصل حِينٍ، کا معنی وقت ہے اور عرب ”حِينٍ“ کو گھڑی سے غیر متناہی تک استعمال
کرتے ہیں۔ اور قَبِيلُهُ“ سے ”إِنَّهُ يَزَاكُمُوهُ وَقَبِيلُهُ“ کی طرف اشارہ کیا اور قبیل کی ”جَبَلٍ“ سے تفسیر کی
یعنی شیطان اور اس کی جماعت تم کو دیکھتے ہیں جبکہ تم ان کو نہیں دیکھتے ہو،

۳۱۱۱ — ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا : اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا جبکہ اس کا قد کا طول ساٹھ گز
تھا پھر اسے فرمایا جاؤ اور ان فرشتوں کو سلام کہو اور سنو کہ وہ تجھے کیا جواب دیتے ہیں۔ وہ تمہارا اور تمہاری اولاد
کا سلام ہوگا۔ آدم نے کہا : السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فرشتوں نے جواب میں کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ، انھوں نے رحمۃ اللہ
کا اضافہ کیا پس ہر شخص جنت میں داخل ہوگا وہ آدم کی صورت پر ہوگا۔ اور اب تک آدمیوں کا قد کم ہوتا رہا۔

۳۱۱۲ — شرح : حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں پیدا کیا اور لمبائی

میں ان کا قد ساٹھ گز کیا پھر وہ زمین پر اتارے گئے تو ان کی اولاد کا قد
کم ہونا شروع ہوا اور موجودہ صورت حال سامنے آئی لیکن جب اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں لے جائے گا تو ان کے اصل
قد کو لوٹائے گا جو حضرت آدم علیہ السلام کا قد تھا یعنی جنت میں ہر شخص ساٹھ گز لمبا ہوگا۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے

۳۱۱۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثنا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ زُفْرَةٍ
يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ عَلَى
أَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً لَا يَبُولُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَمُتُّونَ
وَلَا يَمْتَخِطُونَ أَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَمَحَامِرُهُمُ الْأَلْوَةُ
الْأَنْجُوجُ عُودُ الطِّيبِ وَأَزْوَاجُهُمُ الْحُورُ الْعَيْنُ عَلَى خَلْقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ
عَلَى صُورَةِ أَبِيهِمْ أَدَمَ سِتُونَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ

۳۱۱۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثنا يَحْيَى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ سَلِيمٍ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ
إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَعْبِي مِنْ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ الْغُسْلُ إِذَا احْتَلَمَتْ قَالَ نَعَمْ

سعید بن مسیب کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قد
طول میں ساٹھ گز اور عرض میں سات گز تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا سب سے پہلے جو جماعت جنت میں داخل ہوگی ان کے چہرے
چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ اور جو ان کے بعد داخل ہوں گے ان کے چہرے آسمان میں روشن ستارے
کی طرح چمکیں گے۔ نہ وہ بول و براز کریں گے نہ تھکیں گے اور نہ سکیں گے۔ ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی۔ ان کا
پسینہ مشک ہوگا ان کی انگلیٹیوں میں عود سلگتا رہے گا۔ ان کی بیویاں بڑی بڑی سیاہ آنکھوں والی ہوں گی وہ
پیدائش میں ایک جیسے ہوں گے اپنے باپ آدم کی صورت میں آسمان میں ساٹھ گز لمبے ہوں گے

(حدیث ۳۰۳۲، ۳۰۳۳ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلیم نے (دوبارہ
رسالت میں) عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے میں نہیں

فَنَارُ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ
فَزِيَادَةُ كِبْدِ حَوْتٍ وَأَمَّا الشَّبَهُ فِي الْوَلَدِ فَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَشِيَ الْمَرْأَةَ
فَسَبَقَهَا مَاءٌ وَهِيَ كَانَتِ الشَّبَهُ لَهُ وَإِذَا سَبَقَتْ كَانَتِ الشَّبَهُ لَهَا قَالَ أَشْهَدُ
أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ مُمْتَحِنُونَ عَلِمُوا
بِاسْلَامِي قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَهُمْ يَهْتَوْنِي عِنْدَكَ فَجَاءَتْ الْيَهُودُ وَدَخَلَ عَبْدُ اللَّهِ
الْبَيْتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ رَجُلٍ فِيكُمْ عَبْدُ اللَّهِ
ابْنُ سَلَامٍ قَالُوا أَعْلَمْنَا وَابْنُ أَعْلَمْنَا وَآخِرُنَا وَابْنُ آخِرِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللَّهِ قَالُوا نَعَاذُكَ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ
فَخَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ إِلَيْهِمْ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ
اللَّهِ فَقَالُوا شَرْنَا وَابْنُ شَرَّنَا وَوَقَعُوا فِيهِ

کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا میں آپ سے تین سوالات عرض کرنا چاہتا ہوں ان کو صرف نبی ہی جانتے ہیں۔ قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے؟ پہلا طعام جو جنتی جنت میں کھائیں گے وہ کیا ہوگا؟ اور کس لئے بچہ اپنے باپ کے مشابہ ہوتا ہے اور کس لئے اپنے ماموؤں کے مشابہ ہوتا ہے؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ابھی ابھی جبرائیل علیہ السلام نے ان کی خبر دی ہے۔ عبد اللہ بن سلام نے کہا وہ فرشتہ تو یہودیوں کا دشمن ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی پہلی نشانی آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائے گی اور جنتیوں کا سب سے پہلا کھانا جو وہ کھائیں گے مچھلی کے جگر کا ٹکڑہ ہوگا اور بچہ میں مشابہت اس لئے ہوتی ہے کہ مرد جب عورت سے جماع کرے اور اس کا نطفہ عورت کے نطفہ سے پہلے رحم میں چلا جائے تو بچہ اس کے مشابہ ہوتا ہے اور عورت کا نطفہ سبقت کر جائے تو بچہ عورت کے مشابہ ہوتا ہے۔ عبد اللہ بن سلام نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم!! یہودی بہت بہتان باندھنے والے لوگ ہیں اگر ان کو میرے مسلمان ہونے کا علم ہو گیا تو پہلے اس کے کہ آپ ان سے پوچھیں وہ آپ کے پاس مجھ پر بہتان باندھیں گے اتنے میں یہودی آگئے اور عبد اللہ بن سلام کمرہ میں چلے گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتاؤ تم میں عبد اللہ بن سلام کیسا شخص ہے۔ انہوں نے کہا وہ ہمارے سب سے بڑے عالم اور عالم کے بیٹے ہیں اور ہم سب سے نیک اور سب سے نیک کے بیٹے ہیں۔ جناب رسول اللہ

۳۱۱۵۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَامٍ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ يَعْنِي لَوْلَا بَنُو إِسْرَءِيلَ
لَمْ يَخْزِ اللَّهُ وَلَوْلَا حَوَاءُ لَمْ تَخْنُ أَنْثَى زَوْجَهَا

۳۱۱۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَمُوسَى بْنُ حِزَامٍ ثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ
عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَيْسَرَةَ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بتاؤ اگر عبد اللہ مسلمان ہو جائے (تو تمہارا خیال ہوگا) انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ اس کو اسلام سے
پناہ دے اتنے میں عبد اللہ بن سلام نے ان کے سامنے آکر کہا "اشہدان لا الہ الا اللہ واشہدان محمد رسول اللہ" تو
یہودی کہنے لگے یہ ہم سب سے بڑا شرارتی ہے اور سب سے بڑے شرارتی کا بیٹا ہے اور ان کو برا بھلا کہنے لگے۔

۳۱۱۷۔ شرح : باب کا عنوان حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی پیدائش ہے اور

حدیث میں بچہ کی ماں یا باپ سے مشابہت کا ذکر ہے اس طرح حدیث
اور عنوان میں مطابقت واضح ہے۔ اشراط شرط کی جمع بمعنی علامت ہے۔ بادشاہ کے خاص خادم کو بھی شرط کہا جاتا ہے
کیونکہ انھوں نے اپنی علامت منتخب کی ہوتی ہیں جن سے وہ دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا شرط سلطان
بادشاہ کے مخصوص ساتھی ہیں جن کو وہ لشکر میں دوسروں سے آگے رکھتا ہے۔ قولہ بھٹت "بہوت کی جمع ہے بہوت
کا معنی بہت بہتان لگانے والا۔ بعض علماء نے کہا بھٹت جھوٹے لوگ ہیں جو حق کی طرف نہیں آتے۔ یہی حال یہودیوں
کا ہے۔

۳۱۱۵۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس جیسی روایت

کی ہے۔ یعنی اگر بنو اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت بد بودار نہ ہوتا اور اگر حواء نہ ہوتی تو کوئی عورت اپنے شوہر سے
خیانت نہ کرتی۔

۳۱۱۵۔ شرح : اس حدیث میں کچھ حصہ محذوف ہے۔ اس سے پہلے محمد بن رافع، عبد الرزاق،

معمر، ہمام کے ذریعہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اگر بنو اسرائیل نہ ہوتے تو کھانا خراب نہ ہوتا اور گوشت نہ سڑتا اور اگر حواء نہ ہوتی تو کوئی عورت عمر بھر
اپنے شوہر سے خیانت نہ کرتی پھر اس کو بشیر بن محمد، عبد اللہ، معمر اور ہمام کے ذریعہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم

ضَلَعٍ وَإِنْ أَعْوَجَ شَيْءٌ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاةٌ فَإِنْ ذَهَبَتْ ثَقِيمَةٌ كَسْرَتُهُ وَإِنْ تَرَكَتُهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ

صلی اللہ علیہ وسلم سے اس جیسی روایت کی
یعنی مذکور حدیث جیسی روایت کی پھر اس
کی اس طرح تفسیر کی کہ اگر بنو اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت نہ مٹتا اور اگر حواء نہ ہوتی تو کوئی اپنے شوہر سے خیانت
نہ کرتی کیونکہ بنو اسرائیل نے تیبہ کے میدان میں بیڑوں کا گوشت جمع کرنا شروع کر دیا تھا۔ حالانکہ ان کو اس سے
منع کیا گیا تھا۔ اس لئے ان کو سزا یہ ملی کہ گوشت بدبودار ہو گیا پھر اس وقت اسی طرح رہا کہ زیادہ دیر رکھنے سے
گوشت مٹنے لگا ہے اور حواء علیہا السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کو شجرہ ممنوعہ سے تناول کرنے کی رغبت دلائی
تھی اور یہ حال ان کی اولاد میں سراست کر گیا۔ لہذا عورت اپنے شوہر سے فعل یا قول میں خیانت کر لیتی ہے اور اس
سے سالم نہیں رہتی (قسط لانی)

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں
کے ساتھ اچھا سلوک کرو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا ہوتی ہے اور بہت زیادہ
ٹیڑھی پسلی اوپر والی ہے اگر تو اس کو سیدھا کرنا چاہے گا تو اس کو توڑ ڈالے گا۔ اور اگر اسے چھوڑے رکھے گا تو ٹیڑھی رہے گی
عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

شرح : یعنی اسے مرد و عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور ان کے ساتھ نرمی
کرو اور اخلاص سے رہو ان کے کمزور اخلاق پر صبر کرو اور یہ خیال نہ کرو
کہ وہ مردوں کی طرح سیدھی ہو جائیں گی۔ ”بِالنِّبَاءِ“ میں باء تعدیہ کے لئے ہے۔ اور استفعال افعال کے معنی میں ہے جیسے
استجابت اجابت کے معنی میں ہے۔ ضلع میں لام مفتوح ہے اس کو ساکن کرنا بھی جائز ہے۔ اہل صرف کا قانون ہے کہ جو
فعل رنگ یا عیب ظاہر کرے تو اس سے اسم لفصل ”أَفْعُلُ“ نہیں آتا۔ حدیث میں ”أَعْوَجَ“ عیب پر مشتمل ہے لیکن یہ شاذ
ہے۔ یعنی عورت سب سے اوپر والی پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ وہ کم ٹیڑھی ہوتی ہے اور اقامت کو قبول نہیں کرتی تو سب سے
پہلی پسلی زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے وہ کیسے سیدھی ہو سکتی ہے؟ قاضی بیضاوی نے کہا استیصاء کا معنی وصیت قبول کرنا ہے۔
یعنی میں تم کو عورتوں کے بارے میں اچھی وصیت کرتا ہوں تو ان کے حق میں میری وصیت قبول کرو کیونکہ ان کی تخلیق میں کمی
ہے۔ لہذا اسی حالت میں ان سے استفادہ کرو اور ان کو سیدھا کرنے کی کوشش نہ کرو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے اصلی مزاج
کے اعتبار سے تمہارے خیالات سے اتفاق نہ کرے اور جھگڑے اور جدال تک نوبت پہنچے جو ان میں افتراق کا باعث
بن جائے۔ اس لئے ان سے اچھا سلوک کرو۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۳۱۱۷۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ ثَنَا الْأَعْمَشُ ثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ
ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ إِنَّ
أَحَدَكُمْ يُجْعَلُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُونُ عِلْقَةً مِثْلَ
ذَلِكَ ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ إِلَيْهِ مَلَكًا بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ
فَيَكْتُبُ عَلَيْهِ أَجَلَهُ وَرِزْقَهُ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ ثُمَّ يُفْخَرُ فِيهِ الرُّوحُ فَإِنَّ
الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ
فَيُسَبِّقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُ النَّارَ

۳۱۱۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو النَّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

ابْنِ أَبِي بَكْرٍ النَّسِ عَنْ النَّسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
إِنَّ اللَّهَ وَكُلَّ فِي الرَّحْمِ مَلَكًا فَيَقُولُ يَا رَبِّ نُطْفَةٌ يَا رَبِّ عِلْقَةٌ يَا رَبِّ

۳۱۱۷۔ ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اور آپ صادق و مصدوق ہیں کہ تم میں سے ہر ایک کی پیدائش ماں کے
پیٹ میں چالیس دن یہ پوری کی جاتی ہے۔ پھر اتنی مدت میں خون جم جاتا ہے پھر اتنے ہی عرصہ میں مضغہ گوشت ہو جاتا
ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتہ کو چار کلمات کا حکم دے کر بھیجتا ہے وہ اس کا عمل، موت، رزق اور بد بختی یا نیک بختی لکھت
ہے پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے پس کوئی شخص دوزخیوں کے عمل جیسے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے
اور دوزخ کے درمیان صرف ایک گز فاصلہ رہ جاتا ہے تو لکھی ہوئی تقدیر اس کے آگے آتی ہے اور جنتیوں کے عمل سے
عمل کرنے لگتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور کوئی شخص جنتیوں کے عمل سے عمل کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت
کے درمیان صرف ایک گز فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کے آگے لکھی ہوئی تقدیر آتی ہے اور وہ دوزخیوں کے عمل جیسے عمل
کرنے لگتا ہے اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔

۳۱۱۸۔ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے عورت کے رحم پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جو
کہتا ہے اے میرے پروردگار یہ نطفہ ہے اے میرے پروردگار یہ اب دم جامد (خون بستہ) ہو گیا ہے۔ اے میرے پروردگار

مُضْغَةً فَإِذَا ارَادَ أَنْ يَخْلُقَهَا قَالَ يَا رَبِّ أَذْكَرُ أَمْ أُنْثَىٰ يَا رَبِّ أَشَقِيٌّ أَمْ
سَعِيدٌ فَمَا الرِّزْقُ فَمَا الْأَجَلُ فَيَكْتُبُ كَذَلِكَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ

۳۱۱۹۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ خَفْصٍ ثنا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ثنا شُعْبَةُ

عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ النَّسِ بْنِ يَرْفَعَةَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ
لِأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا لَوْ أَنَّ لَكَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ أَكُنْتَ تُقَدِّمُ

بِهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَقَدْ سَأَلْتُكَ مَا هُوَ أَهْوَنُ مِنْ هَذَا وَأَنْتَ فِي صُلْبِ

أَدَمَ أَنْ لَا تُشْرِكَ بِي فَأَبَيْتَ إِلَّا الشِّرْكَ

یہ اب گوشت کا ٹکڑا ہو گیا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ اس کی تمام تخلیق کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ کہتا ہے۔ کیا میں اسے مذکر
بناؤں یا مؤنث بدبخت بناؤں یا نیک بخت اس کا رزق کیا ہے؟ اور عمر کیا ہے؟ پس یہ سب کچھ اس کی ماں کے پیٹ
میں لکھا جاتا ہے۔

۳۱۱۸۔ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس روایت میں عمل کا ذکر نہیں تو اس کا جواب

یہ ہے کہ سعادت و شقاوت کے ضمن میں عمل بھی آجاتا ہے اور اس کی عمل پر دلالت التزامی ہے !
اگر یہ سوال ہو کہ جب فرشتہ رحم پر مقرر ہے تو ”ثُمَّ يُبْعَثُ“ کا معنی کیا ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ ایک اور
فرشتہ بھیجا جاتا ہے اور ”بُعْثُ“ سے مراد یہ ہے کہ وہ ان امور کا حکم کرتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اللہ کا فیصلہ تو ازل میں
ہو چکا ہے پھر رحم میں لکھنے کا کیا مطلب ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو فرشتہ کے لئے
ظاہر کرتا ہے اور اس کو اس کے انفاذ اور کتابت کا حکم فرماتا ہے۔ حدیث میں ذراع سے مراد خصوصاً گز نہیں بلکہ مراد یہ
ہے کہ وہ موت کے قریب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کتنا مہربان ہے کہ شر سے خیر طرف انقلاب بکثرت ہے اور اس کا برعکس قلیل
کیونکہ اللہ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے (باقی تفصیل حدیث ۳۱۲ کی شرح میں دیکھیں)

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک دوزخی شخص سے

۳۱۱۹۔ جس کو سب سے کم عذاب ہو گا فرمائے گا جو کچھ زمین میں ہے اگر وہ تیری ملک ہو

تو کیا تو عذاب کے بدل فدیہ میں دیدے گا؟ وہ کہے گا جی ہاں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تجھ سے وہ شے طلب کی تھی

جو اس سے بہت آسان تھی حالانکہ تو آدم کی پشت میں تھا کہ تو کسی کو میرا شریک نہ بنا لیکن تو نے شرک کے سوا اس کا

انکار کیا۔ ۳۱۱۹۔ شرح : اس حدیث میں دوزخیوں کا حال مذکور ہے اور وہ حضرت آدم علیہ السلام

۳۱۲۰ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ غِيَاثٍ ثَنَا أَبِي ثَنَا الْأَوْعَشُ
ثَنَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْ نَفْسٌ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا
لَإِنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ

کی اولاد میں۔ یہی باب کا عنوان ہے۔ قولہ یُرفَعُ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ اس حدیث کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کرتے ہیں۔ اور حضرات محدثین کرام یہ لفظ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ شرک و کفر کے سوا ہر گناہ معاف ہو سکتا ہے اور شرک کبھی معاف نہ ہوگا اور نہ ہی مشرک کی مغفرت ہوگی۔ قرآن کریم میں ہے ”اللہ شرک کرنے کو نہیں بخشنے گا۔ اس کے سوا جسے چاہے بخش دے۔“

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بھی نفس ظلماً قتل ہوتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے (قابیل) پر اس کے گناہ کا حصہ ہوتا ہے کیونکہ اسی نے سب سے پہلے قتل کرنے کا طریقہ نکالا تھا۔

۳۱۲۰ — شرح : قابیل حضرت آدم علیہ السلام کا حقیقی بیٹا ہے اور آپ کی اولاد میں داخل ہے۔ اس طرح حدیث عنوان کے مطابق ہے۔ آدم اول نبی میں ”علیہ السلام“ جو قابیل کے باپ تھے۔ قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا جبکہ ان کی عمر صرف بیس برس تھی اور قابیل پچیس برس کا تھا۔ اس قتل کا سبب یہ تھا کہ جناب حواء علیہا السلام بہر حمل میں دو بچوں کو جنم دیتی تھیں ان میں سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوتی تھی۔ البتہ حضرت شیث علیہ السلام تنہا پیدا ہوئے تھے۔ زمین پر اترنے کے ایک سو سال بعد قابیل اور اس کی ہمشیرہ ”اُفْلِیْمَا“ پھر اس کے بعد ہابیل اور اس کی ہمشیرہ ”لِیوْزَا“ کو جنم دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام اپنے بیٹے اور بیٹی کا باہم نکاح کر دیتے تھے جو ایک بطن سے نہیں ہوتے تھے یعنی ایک بطن سے لڑکے کا نکاح دوسرے بطن کی لڑکی سے کرتے تھے۔ جب قابیل اور ہابیل بالغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیا کہ وہ قابیل کا نکاح ہابیل کی حقیقی بہن لیوْزَا سے اور اس کی بہن ”اُفْلِیْمَا“ کا نکاح ہابیل سے کر دیں جبکہ اُفْلِیْمَا بہت خوبصورت تھی تو قابیل راضی نہ ہوئے اور کہنے لگے کہ میں اور میری حقیقی بہن اُفْلِیْمَا، اولادِ جنت سے ہیں اور ہابیل اور اس کی بہن اولادِ دنیا سے ہے اس لئے میں اپنی بہن اُفْلِیْمَا سے نکاح کر دوں گا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا تم دونوں قربانیاں دو۔ قابیل کھیتی باڑی کرتا اور ہابیل کی بکریاں تھیں۔ قابیل نے گندم کا ڈھیر قربانی میں دیا جو کہ ردی گندم تھی۔ اور خیال یہ کیا کہ کیا پتہ ہے قربانی قبول ہوتی ہے یا نہیں۔ جبکہ ہابیل نے میری بہن سے نکاح کر لیا ہے۔ ہابیل کی بکریاں تھیں اُس نے بہترین موٹا تازہ خوشنما مینڈھا، دودھ اور مکھن قربانی کے لئے پیش کیا اور خیال

بَابُ الْأَرْوَاحِ جُنُودُ مُجَنَّدَةٍ

وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ يُحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْأَرْوَاحُ جُنُودُ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا اُتْلَفَ وَمَا تَنَافَرَ مِنْهَا اُخْتَلَفَ وَقَالَ يُحْيَى بْنُ أَيُّوبَ ثَنِي يُحْيَى بْنُ سَعِيدٍ بِهَذَا

کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اور اسے قبول کر لے قربانی کے قبول ہونے کی علامت یہ تھی کہ آسمان سے سفید آگ آتی اور اسے کھا جاتی۔ چنانچہ آسمان سے سفید آگ آئی اور ہابیل کی قربانی کھا گئی جبکہ قابیل کی قربانی میں سے کچھ نہ کھایا۔ قابیل کو غصہ آیا اور اُس نے ہابیل کو قتل کر دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مینڈھا جنت میں چرتا رہا حتیٰ کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فدیہ بنا اور اُن کے عوض ذبح کیا گیا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: اہل علم میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ اُنہوں نے قربانی کہاں پیش کی تھی۔ اکثر علماء کا کہنا ہے کہ ہندوستان میں قربانی دی تھی۔ ابن جریر نے کہا قابیل ہابیل کو قتل کرنے آیا جبکہ ہابیل سورہا تھا تو وہ یہ معلوم نہ کر سکا کہ وہ اسے کیسے قتل کرے گا تو اس کے پاس شیطان انسانی صورت میں آیا اور ایک پرندے کو پکڑ کر اس کا سر پتھر پر رکھا پھر دوسرا پتھر لے کر اس کے سر پر مارا جس سے پرندہ مر گیا۔ قابیل یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ اُس نے ہابیل کے ساتھ یہی حربہ استعمال کیا اور اس کو پتھر سے ہلاک کر دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو ہندوستان میں نوذپاڑ پر قتل کیا۔ یہی صحیح بات ہے۔ اس میں اور بھی اقوال ہیں جن پر سبط بن جوزی نے سخت تنقید کی ہے اور اُن اقوال پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ سب مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ واقعہ ہندوستان میں ہوا تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تھے۔ اور قابیل نے آدم علیہ السلام کی عدم موجودگی کو غنیمت جانا اور ہابیل کو قتل کر دیا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا تھا اس لئے دنیا میں قیامت تک جو بھی ناحق قتل ہوتا ہے اس کے گناہ کا قابیل بھی ذمہ دار ہے اور اس کے اعمال نامے میں بدستور گناہ لکھا جاتا ہے اور اس کو قتل کی بنیاد قائم کرنے پر گناہ ہوتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے کوئی بُرا طریقہ رائج کیا اس کا گناہ اس کے ذمہ ہوگا اور جو قیامت تک لوگ اس پر عمل کریں گے۔ ان کا گناہ بھی اس کے ذمہ ہوگا۔ جبکہ وہ خود بھی اس گناہ کے ذمہ دار ہوں گے۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب تمام روہیں مجتمع شکر تھیں

۳۱۲۱ ترجمہ : لیث نے یحییٰ بن سعید سے اُنھوں نے عمرہ سے اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم روہیں مجتمع شکر تھیں جس جس نے ایک دوسرے کو پہچانا وہ یہاں ایک دوسرے سے اُلفت کرتے ہیں اور جس جس روح نے وہاں پہچان نہ کی وہ یہاں ایک دوسرے سے اختلاف کرتے ہیں۔ یحییٰ بن ایوب نے مجھ سے یحییٰ بن سعید نے یہ بیان کیا۔

۳۱۲۱ شروح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ”مجتبہ“ کا معنی ہجوم کا اجتماع اور انواع مختلفہ ہے اور ایک دوسرے کی پہچان کا معنی یہ ہے کہ وہ اُن صفات اور اخلاق کے موافق و متناسب ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان میں پیدا کئے ہیں۔ بعض علماء نے کہا تمام ارواح اکٹھی پیدا ہوئیں پھر وہ اپنے جسموں میں متفرق ہو گئیں، جس نے کسی انسان کو موافق پایا وہ اس سے محبت کرتا ہے جس نے اس سے دُوری اختیار کی وہ اس سے نفرت کرتا ہے۔ اس حدیث کا مقصد ارواح کی ابتداء اور ان کا جسموں سے مقدم ہونے کی خبر دینا ہے۔ یعنی تمام روہیں ابتداء میں جب پیدا ہوئیں تو جب وہ ایک دوسری کے مقابل ہوئیں تو وہ ایک دوسری سے محبت کرتی تھیں یا نفرت کرتی تھیں۔ یعنی ان کی اول خلقت میں اللہ تعالیٰ نے ان میں سعادت و شقاوت اور اخلاق پیدا کر دیئے تو جن جسموں میں یہ روہیں گئیں جب وہ دُنیا میں ایک دوسرے سے ملاقات کریں تو ابتدائی خلقت کے اعتبار سے ان کی محبت و اُلفت ہوتی ہے۔ اسی لئے نیک نیکوں کو پسند کرتا ہے اور ان طرف میلان کرتا ہے۔ اور شریراشارہ سے محبت کرتا ہے اور ان کی طرف میلان رکھتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے کہ تمام روہیں ایک جگہ جمع تھیں جنہوں نے وہاں ایک دوسرے سے محبت اور انس کیا وہ دُنیا میں بھی ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور جنہوں نے وہاں ایک دوسرے سے نفرت کی وہ دُنیا میں بھی ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں۔ اگر کوئی مومن کسی مجلس میں جائے جہاں سَو منافق بیٹھا ہو ان میں صرف ایک ہی مومن ہو تو وہ اس مومن کے پاس بیٹھے گا اور اگر کوئی منافق کسی مجلس میں جائے جہاں سَو مومن ہے اور منافق صرف ایک ہے تو وہ منافق کے پاس بیٹھے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں البام ڈال دیتا ہے حالانکہ پہلی خلقت کو نہیں جانتے ہیں۔ دلیلی نے بلا سند معاذ بن جبل سے مرفوع روایت کی کہ اگر کوئی مومن کسی شہر میں داخل ہو جس میں ایک ہزار منافق ہو اور مومن صرف ایک ہی ہو تو اس کی روح اُس مومن کی روح کی خوشبو سونگھے گی اسی طرح

**بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ قَالَ ابْنَ
عَبَّاسٍ بَادِيَ الرَّأْيِ مَا ظَهَرَ لَنَا أَقْلِعِي أُمْسِكِي وَفَارَ الثَّنُورُ نَبْعَ الْمَاءِ
وَقَالَ عِكْرِمَةُ وَجْهَ الْأَرْضِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْجُودَى جَبَلٌ بِالْحَزِيرَةِ دَابُّ
حَالٍ إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِلَىٰ آخِرِ السُّورَةِ**

برعکس ہے۔ حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں اویس قرنی کے سوانح میں ذکر کیا کہ جب اویس کے ساتھ ہرم بن حیان عبدی کی ملاقات ہوئی حالانکہ اس سے پہلے ان کی کبھی ملاقات نہ ہوئی تھی تو اویس قرنی نے ہرم بن حیان کا نام لے کر اس سے خطاب کیا تو ہرم نے کہا تم نے مجھے اور میرے والد کو کیسے پہچانا حالانکہ اس سے پہلے نہ میں نے آپ کو دیکھا ہے اور نہ ہی آپ نے ہمیں دیکھا ہے۔ اویس قرنی نے کہا جب میری اور آپ کی گفتگو ہوئی تو میری روح نے آپ کی روح کو پہچان لیا۔ اللہ کی رحمت سے مومن ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں۔ بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ زیادہ قرب دلوں کی محبت ہے اگرچہ جسم دور ہوں اور زیادہ بعد قرب سے نفرت کرنا ہے (قسطلانی)

قرطبی نے کہا جب کوئی شخص کسی نیک عالم فاضل کے متعلق اپنے دل میں نفرت پائے تو اس کا سبب تلاش کرے تو اس کو حقیقت کا انکشاف ہو جائے گا اور اس کے ازالہ میں کوشش کرے حتیٰ کہ اس کے دل سے نفرت نکل جائے جو بُری وصف ہے۔ اسی طرح جب دل میں اس شخص کی طرف میلان پائے جو شریر انسان ہے اور وہ لوگوں میں بدنام اور رسوائے زمان ہے تو اس کا سبب تلاش کرے۔ لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ مناسبت لوگوں میں محبت پیدا کرتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب کوفہ گئے تو فرمایا اے کوفہ کے لوگو! ہم نے نیک اور بد کو پہچان لیا ہے انھوں نے کہا یہ کیسے؟ تو آپ نے فرمایا ہمارے ساتھ نیک لوگ ہیں وہ لوگوں کے پاس گئے ہیں۔ ہمیں معلوم ہو گیا کہ جن کے پاس یہ نیک لوگ گئے ہیں وہ بھی نیک ہیں اور ہمارے ساتھ شرارتی لوگ بھی ہیں وہ بھی لوگوں کے پاس گئے ہیں ہمیں معلوم ہو گیا کہ جن کے پاس شرارتی لوگ گئے ہیں وہ بھی شرارتی ہیں۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔

عَنْ الْمَرْبُوعِ لَا تَسْلُ وَتَسْلُ عَنْ قَرِينِهِ فَكُلُّ قَرِينٍ بِالْمُقْتَارِ بَ يَقْتَدِي

کسی شخص کا حال نہ پوچھو اس کے ساتھی کا حال پوچھو۔ ہر ساتھی اپنے ساتھی کی اقتدی اور پیروی کرتا ہے (عینی)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَىٰ كَاِرشَادٍ: هَمَّ نَعْنُو ح كوا ان كى قوم كى طرف بهيجا

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو ہمارے سامنے ظاہر ہے۔ اَقْلِعِي کا معنی ہے رُک جا۔ فَارَ الثَّنُورُ، پانی نکل پڑا عکرمہ نے کہا ساری زمین۔ مجاہد نے کہا جودی، جزیرہ کا پہاڑ۔ داب، حال۔

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شجرہ نسب یہ ہے: نُوحُ بْنُ لَمَكْ بْنِ مَثُوشَلَحَ بْنِ خُتُوخَ بْنِ يَارَدَ بْنِ مَهْلَائِيلَ بْنِ قَيْنَانَ أَنْوَشَ بْنِ شِيثَ بْنِ آدَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ آپ کے والدین مومن تھے آپ کی والدہ کا نام قُنُوشُ بنت بَرَكَائِيلَ بْنِ خُزَائِيلَ بْنِ أَخْنُوحَ یہ خُتُوخ ہی ہیں۔ عربی میں اس کا معنی ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے ان کو ادریس اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ کتابوں اور حضرت آدم و شیت علیہما السلام کے صحیفوں کا بجزرت درس دیا کرتے تھے۔ انھوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی حیات طیبہ کے تین سو آٹھ سال پائے ان کی والدہ کا نام اَشْتُوْث ہے۔ ”لَمَك“ کا معنی عربی میں متواضع ہے، مَثُوشَلَحَ کا معنی ”مات الرسول“ ہے۔ کیونکہ ان کا باپ رسول تھا، خُتُوخ اور أَخْنُوح کا معنی ادریس علیہ السلام ہے۔ ”یَارَدُ“ یہ عبرانی ہے اس کا معنی ”ضابطہ“ ہے۔ مَهْلَائِيلَ کا معنی ”مدرح“ ہے مدح کرنے والا۔ عبرانی میں مَهْلَائِيلَ کہا جاتا ہے۔ اس کا معنی ”ممدوح“ ہے۔ سریانی زبان میں نابل کہا جاتا ہے اس کا معنی ”مسیح اللہ“ ہے۔ ان کے زمانہ میں بتوں کی پوجا کی ابتداء ہوئی۔ قَيْنَانَ، انجیل میں ماقیام مذکور ہے۔ معنی عیسیٰ ہے۔ أَنْوَشَ کا معنی صادق ہے۔ عبرانی میں ایناش کہا جاتا ہے۔ اس کا معنی انسان ہے۔ یافث بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا معنی مُسْتَوِی ہے۔ شِيثَ، کا معنی مہبتہ اللہ یا عطیۃ اللہ ہے۔ شیت عبرانی لفظ ہے جبکہ سریانی زبان میں شات کہا جاتا ہے۔ حضرت شیت علیہ السلام کی عمر شریف نو سو بارہ سال ہوئی ہے۔ وہ غارِ ابی قُبَیْس میں اپنے والدین حضرت آدم اور حواء کے پاس مدفون ہیں۔ انھوں نے کعبہ کو مٹی اور پتھروں سے بنایا۔ وہاں حضرت آدم علیہ السلام کا خیمہ تھا جو ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت سے بھیجا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو قابیل کی اولاد اور شیت کی اولاد کے لئے نبی بھیجا جبکہ ان کی عمر تین سو پچاس برس تھی۔ مقاتل نے کہا حضرت نوح اور آدم علیہما السلام کے درمیان ایک ہزار سال کی مدت ہے اور ان کے ادریس علیہ السلام کے درمیان ایک سو سال ہے حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد وہ پہلے نبی ہیں۔ ان کو نوح اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ بہت روتے تھے۔ ان کے زیادہ رونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجا کہ ”رَبِّهِمْ تَنُوحُ“، اتنا کیوں روتے ہو۔ اس لئے ان کا نام نوح مشہور ہو گیا۔ ان کا نام سکن اور ساکن بھی ہے۔ ایک دفعہ انھوں نے بد صورت کتا دیکھا تو اسے فرمایا یہ کتنا کتنا بد صورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کتے کو بولنے کی طاقت دی تو اُس نے جواب دیا اے مسکین! آپ نے نقش پر عیب لگایا ہے یا نقاش پر، اگر نقش پر عیب لگایا ہے تو اگر میری پیدائش میرے اختیار میں ہوتی تو میں اسے خوب صورت بناتا۔ اور اگر نقاش پر عیب لگایا ہے تو اس پر عیب اعتراض ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کو معلوم ہو گیا کہ اس کو اللہ نے بولنے کی طاقت دی ہے۔ اس لئے انھوں نے رونا شروع کیا اور چالیس برس روتے رہے۔ سدی نے اپنے اشیاخ سے بیان کیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی عمر ایک ہزار چار سو سال تھی۔ ابن جوزی نے بھی کتاب ”اعمار الاعیان“ میں یہی ذکر کیا ہے۔ بعض نے تیرہ سو سال بعض نے ایک ہزار سات سو اسی (۱۷۸۰) سال عمر ذکر کی ہے۔ ان کی وفات سجودی پہاڑ کے پاس ایک گاؤں ثمانین میں ہوئی جس کی انھوں نے خود تعمیر کی تھی۔ محمد بن اسحاق نے کہا ان کی وفات ہندوستان کے نوڈ پہاڑ پر ہوئی۔ عبد الرحمن بن سابط نے کہا ہود، صالح، شعیب اور نوح علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبریں زمزم، رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان ہیں۔ ابن کثیر نے برداشت ابن جریر اور اذرقی ذکر کیا کہ ان کی قبر مسجد حرام میں ہے۔ یہ روایت قوی تر ہے۔

ابن کثیر نے نے بروایت ابن جریر اور اذرتی ذکر کیا کہ ان کی قبر مسجد حرام میں ہے۔ یہ روایت قوی تر ہے۔
امام بخاری نے حضرت آدم علیہ السلام کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کو ذکر کیا کیونکہ وہ آدم علیہ السلام کے بعد زمین
میں پہلے رسول مبعوث ہوئے ہیں۔ محمد بن اسحاق نے کہا کسی نبی نے اپنی قوم سے اتنی اذیت نہیں دیکھی جو نوح علیہ السلام
کی قوم نے ان کو اذیت پہنچائی تھی سوائے ان نبیوں کے جن کو قتل کیا گیا ہے (یعنی)
حضرت نوح علیہ السلام کے شجرہ نسب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے آباؤ اجداد میں سے کوئی کافر نہ تھا جیسا کہ ان
کے اسماء سے ظاہر ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "بادی الرأي سے کُفَّالُ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا تَرَاكَ إِلَّا
بَشَرًا مِثْلَنَا وَمَا تَرَاكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ إِلَّا ذِلَّةً بَادِي الرَّأْيِ" اور بروایت ابن عباس اس کی تفسیر
"مَا ظَهَرَ لَنَا" سے کی۔ اَرَادِل، اَزْدَل کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے ہر شئی سے ذلیل زجاج نے اس کا معنی چلا ہے
ذکر کیا ہے (یعنی) بادی الرأي "کا معنی سرسری نظر ہے اور اَقْلَعِي" سے "يَا سَمَاءُ أَقْلَعِي" کی طرف اشارہ کیا اور
"أَمْسِكِي" سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی اے آسمان بارش روک لے۔ اور "فَارَ التَّنُّورُ" سے "حَتَّى إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا
وَفَارَ التَّنُّورُ" کی طرف اشارہ کیا اور "تَبَعَ الْمَاءُ" سے اس کی تفسیر کی یعنی پانی نکل پڑا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
کے آزاد کردہ غلام عکرمہ نے کہا "تَنُّور" کا معنی زمین کا چہرہ ہے۔ یعنی ساری زمین سے پانی نکل پڑا۔ اور "الْجُودِيَّ"
سے "وَأَسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ" کی طرف اشارہ کیا اور بروایت مجاہد "جَبَلٌ بِالْجُودِيَّةِ" سے اس کی تفسیر کی یعنی
کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "دَابُّ" سے "مِثْلُ دَابِّ قَوْمِ نُوحٍ" کی طرف اشارہ کیا اور "دَابُّ"
کی حال سے تفسیر کی یعنی نوح کی قوم کی عادت کی طرح

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم

کو ڈراؤ، اس سے پہلے کہ دردناک عذاب پہنچے، الخ
اور ان کو نوح کی خبر پڑھ کر مٹاؤ۔ جب اُس نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم اگر تمہیں میرا کھڑا ہونا اور
اللہ تعالیٰ کی آیات یاد دلانا تم کو شاق گزرا ہے الخ تو میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا ہے تو مل کر کام کرو اور اپنے چھوٹے
معبودوں سمیت اپنا کام چکا کر لو تمہارے کام میں تم پر کچھ غصہ نہیں بات نہ رہے۔ پھر جو ہو سکے میرا کر لو اور مجھے مہلت نہ دو
پھر اگر تم منہ پھیرو تو میں تم سے اجرت طلب نہیں کرتا۔ میرا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔

شرح: اس باب میں سورہ نوح کا ذکر ہے اور عذاب سے مراد آخرت کا عذاب ہے۔ بعض علماء نے طوفان
اور غرق کا عذاب مراد لیا ہے۔ جودی جزیرہ میں ایک پہاڑ ہے جو مدبلہ اور فرات کے درمیان ہے۔ ابن ابی حاتم نے اس
میں یہ اضافہ کیا ہے کہ جودی پہاڑ نے طوفان نوح کے روز اللہ تعالیٰ کے حضور تواضع کی اور وہ پانی میں غرق نہ ہوا اس پر

اس پر نوح علیہ السلام کی کشتی ٹھہری۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام دس رجب کو کشتی میں سوار ہوئے اور دس محرم کو اس سے باہر نکلے اور اس دن روزہ رکھا جو بعد میں مسنون قرار پایا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنی قوم اصلاح سے ناامید ہو گئے تو ان پر بددعا کی اور ان پر اللہ کے غضب کو دعوت دی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور انہیں حکم دیا کہ زمین پر درخت لگائیں تاکہ ان سے کشتی بنائی جائے۔ حضرت نوح نے درخت لگائے اور ایک سو سال انتظار میں رہے۔ پھر سو سال ان کو کاٹتے اور بناتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا کہ کشتی اتنی گز لمبی اور پچاس گز چوڑی بنائیں۔ حسن بصری کی روایت میں ۶۰۰ x ۳۰۰ گز اور ابن عباس کی روایت میں ۱۲۰۰ x ۶۰۰ گز مربع کی کشتی تیار کریں۔ اس میں تین طبقات تھیں۔ ہر طبقہ دس گز تھا۔ پچلا چار پالوں و حشیوں کے لئے۔ درمیانہ لوگوں کے لئے اور اوپر والا پرندوں کے لئے تھا۔ اس کے اوپر مکمل پردہ تھا جو ساری کشتی کو ڈھانکے ہوئے تھا۔ آسمان کے دروازوں نے پانی کھول دیا اور زمین سے چشمے جاری ہو گئے اور حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تمام حیوانات کا جوڑا جوڑا اور کھانے کی چیزیں اس میں سوار کر لیں تاکہ ان کی نسل باقی رہے اور مومن لوگ اور آپ کے اہل بیت اس میں سوار ہو جائیں۔ لیکن کسی کافر کو اس میں سوار ہونے کی اجازت نہ دی گئی۔ پانی کی اتنی بہتا ہوتی کہ پانی پہاڑوں پر پندرہ پندرہ گز چڑھ گیا۔ ایک روایت کے مطابق پہاڑوں پر اتنی گز پانی چڑھ گیا اور ساری زمین اس کی لپیٹ میں آگئی اور کوئی مٹی زمین پر نہ رہی۔ اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا قبول کی کہ اے اللہ زمین میں کوئی کافر بننے والا نہ چھوڑ سب کو ہلاک کر دے چنانچہ سب ہلاک ہوئے اور چند افراد کے علاوہ کوئی بھی زندہ نہ بچا۔ اس حکایت کی تردید ہوتی ہے کہ عوج بن عنق ہلاک نہیں ہوا تھا۔ ذکر کیا جاتا ہے کہ عوج بن عنق ہلاک نہیں ہوا تھا۔ ذکر کیا جاتا ہے کہ عوج بن عنق نوح کے زمانہ سے پہلے موجود تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک رہا اور وہ سرکش کافر تھا عنق اس کی ماں ہے اور وہ بہت زیادہ لمبا ہونے کے باعث سمندر کی تہ سے مچلی پکڑ کر قرص شمس سے بریاں کر لیتا تھا اور وہ حضرت نوح علیہ السلام سے کہتا تھا جبکہ وہ کشتی میں سوار تھے۔ تمہارے پاس یہ پیالی کیسی ہے اور ان کا مذاق اڑاتا تھا۔ لوگ ذکر کرتے ہیں کہ عوج بن عنق تین ہزار تین سو تینتیس گز لمبا تھا۔ اس قسم کی ہذلیات ذکر کی جاتی ہیں اور یہ عقل و نقل کے خلاف ہیں۔ عقلی طور پر تو اس لئے کہ یہ کیسے جائز ہے کہ نوح کا بیٹا کفر کرے تو اس کو ہلاک کر دیا جائے اور عوج بن عنق جو سرکش ظالم کافر ہو اس کو ہلاک نہ نہ کیا جائے۔ اور کسی پر قطعاً رحم نہ ہو اور یہ سرکش فاجر سخت کافر شیطان کو چھوڑ دیا جائے۔ نقلی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر ہم کو دوسرے سب لوگوں کو ہلاک کر دیا اور نوح علیہ السلام کی دعا بھی یہی تھی کہ اے اللہ زمین پر کوئی رہنے والا کافر باقی نہ چھوڑ۔ پھر انسانی قد کی اتنی لمبائی صحیح حدیث کے بھی خلاف ہے کہ جناب سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا جبکہ ان کا قد ساٹھ گز لمبا تھا۔ پھر زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ قد و قامت کم ہوتے رہے حتیٰ کہ یہ صورت ہو گئی جو اب سامنے ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کا قد و قامت ساٹھ گز سے زیادہ ہو۔ دراصل یہ اسرائیل حکایات میں جنہوں نے

۳۱۲۲ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ
قَالَ سَأَلْتُ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ
فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَالَ فَقَالَ إِنِّي لَا أُنْذِرُكُمْ وَمَا
مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَ قَوْمَهُ لَقَدْ أَنْذَرَ نُوحٌ قَوْمَهُ وَلَكِنِّي أَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا
لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَرُ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ

اللہ کی کتابوں میں تحریف کی اور ان کو بدل ڈالا تھا اور اپنی مرضی کے مطابق تاویلات کیں۔ لہذا یہ حکایت
اور اس قسم کی دوسری حکایات محض کذب و افتراء اور بہتانِ عظیم ہے اور اسرائیلی کفار نے جو انبیاء علیہم السلام
کے دشمن ہیں ان گھڑت حکایات کتابوں میں درج کر رکھی ہیں (قسط لانی)

ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور جس حمد و ثناء
کے اللہ لائق ہے اس کی حمد و ثناء کی پھر دجال کو ذکر کیا اور فرمایا میں تم کو دجال سے ڈراتا ہوں۔ ہر نبی نے
اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے۔ نوح نے اپنی قوم کو ڈرایا میں تمہیں اس کے بارے میں ایک بات کہتا ہوں۔
جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی۔ تم جانتے ہو کہ وہ کانا ہے اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے۔

شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد و ثناء کے بعد وعظ
فرمایا پھر اس سے فارغ ہونے کے بعد دجال کو ذکر کیا دجال
کا یہ نام اس لئے ہے کہ وہ بہت جھوٹا ہوگا اس کا مادہ دجل ہے۔ دجل کا معنی ہے جھوٹی بات کو خوبصورتی سے
بیان کرنا۔ حدیث میں حضرت نوح علیہ السلام کی خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ وہ پہلے نبی ہیں جنہوں نے اپنی قوم
کو دجال سے ڈرایا تھا۔ ان سے پہلے تمام انبیاء کرام لوگوں کی تربیت کرتے تھے جیسے باپ اولاد کی تربیت کرتا
ہے یا وہ پہلے صاحبِ شرع رسول ہیں یا وہ ابوالبشر ثانی ہیں اور دنیا میں انہی کی اولاد باقی ہے اور باقی سب ختم
ہو چکی ہے۔ دجال کی وصف میں بہت بڑے کلمات مذکور ہیں لیکن ان میں تضاد نہیں کیونکہ دجال کی ایک آنکھ
ختم ہے اور دوسری میں عیب ہے۔ تو ہر صورت میں اس کو کانا کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ اعور دراصل عیب ہے اور
اللہ تعالیٰ کی نزاہت کے لئے فرمایا کہ وہ کانا نہیں ہے۔

اس حدیث کی پوری تفصیل حدیث ۱۲۷۵ کی شرح میں دیکھیں۔

۳۱۲۳ — حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ نُجَيْي عَنْ أَبِي سَلَمَةَ
سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخَذْتُكُمْ
حَدِيثًا عَنْ الدَّجَالِ مَا حَدَّثَ بِهِ نَبِيٌّ قَوْمَهُ أَنَّهُ أَعْوَرُ وَأَنَّهُ يَحْمِي
مَعَهُ بِمِثَالِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَالَّتِي يَقُولُ إِنَّهَا الْجَنَّةُ هِيَ النَّارُ وَإِنِّي
أُنذِرُكُمْ بِهِ كَمَا أُنذِرُ بِهِ نُوحٌ قَوْمَهُ

۳۱۲۴ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ
ثَنَا الْأَوْعَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِي نُوحٌ وَأُمَّتَهُ يَقُولُ اللَّهُ هَلْ بَلَغْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ أَيْ رَبِّ
فَيَقُولُ لِأُمَّتِهِ هَلْ بَلَغْتُكُمْ فَيَقُولُونَ لَا مَا جَاءَنَا مِنْ نَبِيٍّ فَيَقُولُ لِنُوحٍ
مَنْ يَشْهَدُ لَكَ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ فَتَشْهَدُ أَنَّهُ قَدْ بَلَغَ وَهُوَ قَوْلُهُ
وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَالْوَسْطُ
الْعَدْلُ

۳۱۲۳ — ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کیا میں تم کو دجال کے متعلق خبر نہ دوں؟ جو کسی نبی نے اپنی قوم کو خبر نہیں دی وہ کانا ہے وہ اپنے ساتھ جنت
اور دوزخ کی شبیہ لائے گا جسے وہ جنت کہے گا وہ آگ ہوگی اور میں تمہیں ڈراتا ہوں جیسے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا

۳۱۲۴ — ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
نوح علیہ السلام اور ان کی اُمت کے لئے (کی رقیامت میں) تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا
کیا تم نے تبلیغ کر دی تھی۔ وہ کہیں گے جی ہاں! میرے پروردگار! (میں نے ان کو تیرا پیغام پہنچا دیا تھا) پھر اللہ تعالیٰ
ان کی اُمت سے پوچھے گا کیا تم کو پیغام پہنچا یا تھا وہ کہیں گے نہیں۔ ہمارے پاس کوئی نبی نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ نوح
علیہ السلام سے فرمائے گا تمہارا گواہ کون ہے؟ وہ کہیں گے (میرا گواہ) جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی

۳۱۲۵ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ نَصْرِثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ ثَنَا أَبُو حَيٍّ
عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي دَعْوَةٍ فَرَفَعَ إِلَيْهِ الذَّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَتَهَسَّ مِنْهَا تَهَسَّةً وَ
قَالَ أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ هَلْ تَذَرُونَ بِمِجْمَعِ اللَّهِ الْأَوَّلِينَ
وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَيُبْصِرُهُمُ النَّاطِرُ وَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي
وَتَذَرُونَ مِنْهُمْ الشَّمْسُ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لَا تَرُونَ إِلَى مَا أَنْتُمْ فِيهِ
إِلَى مَا بَلَّغَكُمْ لَا تَنْظُرُونَ إِلَى مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ
أَبُوكُمْ أَدَمُ فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُونَ يَا أَدَمُ أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ
فِيكَ مِنْ رُوحِهِ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ وَأَسْكَنَكَ الْجَنَّةَ الْأَرْضَ
لَنَا إِلَى رَبِّكَ لَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ وَمَا بَلَّغْنَا فَيَقُولُ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ

امت مرحومہ ہے۔ پس ہم گواہی دیں گے کہ نوح علیہ السلام نے لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا اور وہ اللہ جل و علا کا ارشاد ہے اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے کیا تم سب امتوں سے افضل تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو وسط کا معنی عدل ہے۔

۳۱۲۴ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگاتے ہیں وہ بات نہ کر سکیں گے تو وہ مذکور کلام کیسے کریں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قیامت میں مختلف حالات ہوں گے۔ ایک وقت ایسا ہوگا کہ وہ باتیں کریں گے۔ اور ایک وقت ایسا بھی ہوگا کہ وہ خاموش رہیں گے۔ وسط کا معنی عدل اور فضیلت ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ایک دعوت میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ کے

سامنے دست پیش کیا گیا اور وہ آپ کو بہت پسند تھا۔ آپ اس کو دانتوں کے ساتھ نوچ کر کھانے لگے اور فرمایا کہ میں قیامت کے روز سب لوگوں کا سردار ہوں کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کس لئے؟ وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے اور پچھلے

لے گوڑی کا گوشت سالم حصہ

غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَهَآئِي عَنِ الشَّجَرَةِ
فَعَصَيْتُ نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا اِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا اِلَى نُوحٍ فَيَا تُونَ نُوحًا
فَيَقُولُونَ يَا نُوحُ اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلَى اَهْلِ الْاَرْضِ وَسَمَّاكَ اللهُ عَبْدًا
شُكُورًا اَلَا تَرَى اِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ اَلَا تَرَى اِلَى مَا بَلَّغْنَا اَلَا تَشْفَعُ لَنَا اِلَى
رَبِّكَ فَيَقُولُ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَا
يَغْضَبُ بَعْدَهُ مِثْلَهُ نَفْسِي نَفْسِي اَيُّوَا النَّبِيِّ فَيَا تُونَ فَاَسْجُدْ تَحْتَ الْعَرْشِ
فَيَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ وَاشْفَعْ تَشْفَعْ وَسَلُّ تُعْطَهُ قَالَ مُحَمَّدٌ بَنُ

سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کرے گا۔ دیکھنے والا اُن سب کو دیکھے گا اور پکارنے والا ان کو آواز سنائے گا اور سورج ان کے قریب ہو جائے گا تو بعض لوگ کہیں گے کیا تم دیکھتے نہیں تمہارا کیا حال ہے اور تمہیں کتنی تکلیف پہنچی ہے۔ کیا تم کسی شخص پر نظر نہیں رکھتے جو تمہارے رب کے پاس تمہاری شفاعت کرے تو بعض لوگ کہیں گے تمہارا باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں وہ ان کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے آدم! آپ ابوالبشر (سب انسانوں کے باپ) ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دست قدرت سے پیدا فرمایا اور آپ میں روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا انھوں نے آپ کو سجدہ کیا اور اللہ نے آپ کو جنت میں ٹھہرایا کیا آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت نہیں فرماتے؟ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کتنی مشقت پہنچ رہی ہے تو وہ فرمائیں گے اللہ ایسا غضبناک ہے کہ اس سے پہلے کبھی اس طرح غضبناک نہیں ہوا اور نہ ہی اس کے بعد ہوگا۔ اُس نے مجھے شجرہ ممنوعہ سے روکا تھا تو میں نے اس کی نافرمانی کی میں تو اپنی جان کی حفاظت چاہتا ہوں میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ نوح کے پاس چلے جاؤ۔ وہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور کہیں گے اے نوح ساری زمین پر بسنے والے لوگوں کے آپ پہلے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شاگرد بنادیا ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال میں ہیں۔ ہمیں کتنی تکلیف پہنچ رہی ہے۔ کیا اپنے رب کے پاس آپ ہماری سفارش نہیں فرماتے؟ وہ فرمائیں گے آج کے دن میرا رب بہت غضبناک ہے۔ اتنا پہلے کبھی غضبناک نہیں ہوا اور نہ اس کے بعد ہوگا میں تو اپنی جان کی حفاظت چاہتا ہوں تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ پس لوگ میرے پاس آئیں گے میں عرش کے نیچے سجدہ کروں گا تو کہا جائے گا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم، سر مبارک اٹھائیں اور شفاعت فرمائیں متبول کی جائے گی جو آپ چاہیں گے آپ کو دیا جائے گا!

محمد بن عبید نے کہا مجھے ساری حدیث یاد نہیں۔

عَبِيدٌ لَا أَحْفَظُ سَائِرَهُ

۳۱۲۶۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَا أَبُو أَحْمَدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي
إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَرَأَ فَمِنْ مَذَكَّرٍ مِثْلَ قِرَاءَةِ الْعَامَّةِ

۳۱۲۵۔

شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً ساری کائنات کے سردار ہیں اور قیامت

کے دن سیادت کی خصوصیت یہ ہے کہ اس روز صرف آپ کی سیادت ظاہر ہوگی اور تمام انبیاء اور لوگ آپ کے جھنڈے تلے ہوں گے اور آپ کا یہ فرمانا کہ مجھے یونس بن مثنیٰ پر فضیلت نہ دو تواضع اور انکساری پر مبنی ہے۔ یا مراد یہ ہے کہ نفس نبوت میں مجھے کسی نبی پر فضیلت نہ دو کیونکہ اس وصف میں سب انبیاء کرام علیہم السلام مساوی ہیں۔ اور درجات و مراتب میں متفاوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ اور بعض سے مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قوله فَيُبْصِرُهُمْ النَّاطِرُ ”یعنی لوگ وسیع صاف میدان میں ہونگے اور دیکھنے والے سے کوئی بھی مخفی نہ رہ سکے گا وہ سب کو دیکھے گا۔ اور نہ ہی کوئی حجاب میں ہوگا۔ اور ”مِنْ رُوحِهِ“ میں اضافت تشریف و تعظیم کے لئے ہے۔ غضبناک ”سے مراد اس کا لازم ہے۔ یعنی وہ عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہے اور اس کا انتقام ظاہر ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نبی و رسول ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام صحائف لے کر ان پر نازل ہوئے۔ انھوں نے اپنی اولاد کو احکام کی تعلیم دی۔ ابن بطال کا یہ کہنا کہ آدم علیہ السلام رسول نہ تھے صحیح نہیں۔ اور جنہوں نے یہ کہا ہے کہ وہ رسول تھے نبی نہ تھے غلط ہے کیونکہ ہر رسول نبی ہوتا ہے اور نبوت رسالت کو لازم ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ پھر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس یکے بعد دیگرے جائیں گے آخر وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور حضرت آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک جانے کے لئے ایک ہزار سال کی مدت ہوگی۔ اسی طرح ہر نبی سے دوسرے نبی تک جانے کے لئے ایک ایک ہزار سال کی مدت ہوگی۔ حتیٰ کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور آپ کی طرف جانے کی رہنمائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کریں گے۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے کہا اس روز انبیاء کرام علیہم السلام منبروں پر ہوں گے اور علماء کرام جو علم کے مطابق عمل کرتے تھے وہ کریں گے ہوں گے۔ اور محشر کے دن اہل محشر کے رواسا ہوں گے۔ اور رسولوں کے پیروکاروں میں سے رواسا لوگوں کی شفاعت کریں گے۔ اور سب سے پہلے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں گے۔ آپ کے بعد دوسرے حضرات شفاعت کریں گے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

بَابُ وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ

إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ لَا تَتَّقُونِ إِلَىٰ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
يُذَكِّرُ بِخَيْرٍ سَلَامٌ عَلَىٰ آلِ يَاسِينَ إِنَّا كَذَلِكَ مُجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّهُ مِنْ
عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ وَيُذَكِّرُ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ إِلْيَاسَ

هُوَ إِدْرِيسُ

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ”فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ“ یعنی کیا کوئی نصیحت لینے والا
ہے، مشہور قراءت کے موافق پڑھا،

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت دوسری آیت کریمہ میں ہے وَتَذَكِّرُنِي
بِآيَاتِ اللَّهِ، اور یہ آیت حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی شان میں
نازل ہوئی ہے۔ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ سے پہلے یہ آیت ہے ”وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ فَكَيْفَ كَانَ
عَذَابِي وَنُذُرٍ“، یعنی ہم نے کشتی کو لوگوں کی عبرت کے لئے باقی رکھا حتیٰ کہ اس آیت کے پہلے لوگوں نے
اسے دیکھا۔ مُدَّكِرٍ دراصل مُدَّ تَكِرٌ، تھا تاہم کو دال سے بدل کیا تو مُدَّ دَكِرٌ، ہوا آ کے دو صورتیں ہیں ذال کو دال
سے یا دال کو ذال سے بدل کریں تو مُدَّ کَر اور مُدَّ کِر ہوا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے مُدَّ کَر دال پڑھایا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ بے شک الیاس پیغمبروں میں سے ہے

جب اُس نے اپنی قوم سے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں کیا بھل کو پوجتے ہو اور چھوڑتے
ہو سب سے اچھا پیدا کرنے والے اللہ کو جو رب ہے تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادا
کا۔ پھر انھوں نے اسے جھٹلایا تو وہ ضرور پکڑے جائیں گے مگر اللہ کے چنے ہوئے بندے

اور ہم نے پھیلوں میں سے اس کی ثناء باقی رکھی۔ سلام ہو الیاس پر بے شک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں سے

حضرت الیاس بن قسی بن فخاص بن عیزار بن ہارون بن عمران ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ

نے کہا الیاس اور یس علیہ السلام ہے جیسے یعقوب اسرائیل ہے۔ بعض علماء نے کہا الیاس بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے ہیں۔ حضرت ابن عباس نے کہا وہ یسع کے چچا ہیں۔ دیگر علماء نے کہا ان کو اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کی طرف بھیجا جبکہ حزقیل علیہ السلام وفات پا گئے۔ وہب نے کہا جب حزقیل فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں بہت بُرے افعال ہونے لگے وہ اللہ کے عہد کو بھول گئے حتیٰ کہ انہوں نے بُت کھڑے کر کے ان کی پوجا شروع کر دی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف حضرت الیاس علیہ السلام کو رسول بھیجا۔ وہ بنو اسرائیل کے ایک بادشاہ کے ساتھ رہتے تھے اس کا نام جابر تھا۔ بنو اسرائیل نے ایک بُت بنایا جس کو بعل کہا جاتا تھا۔ حضرت الیاس ان کو اللہ کی عبادت کی طرف بلاتے لیکن وہ ان کی کوئی بات نہ سنتے تھے البتہ ان کے ساتھی بادشاہ کی بات سنتے تھے۔ اُس نے ایک روز الیاس علیہ السلام سے کہا بخدا! جو کچھ آپ کہتے ہیں محض باطل ہے۔ میں بنی اسرائیل کے چند بادشاہوں کو جانتا ہوں۔ وہ ملک شام میں بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ وہ کھاتے پیتے ہیں ان کا دُنیا میں کچھ نقصان نہیں ہوا۔ یہ سُن کر الیاس نے اس کو چھوڑ دیا اور وہاں سے چلے گئے ان کے جانے کے بعد اس بادشاہ نے بھی بتوں کی پوجا شروع کر دی۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے کہا اے اللہ! بنو اسرائیل کفر پر جم گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی ہم نے ان کی روزی کا معاملہ تمہارے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ حتیٰ کہ تم ہی اس بارے میں ان کو اجازت دو گے۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے کہا اے اللہ! اُن سے بارش روک لے تو اللہ تعالیٰ نے اُن سے تین سال بارش روک لی حتیٰ کہ مویشی اور دیگر جانور ہلاک ہو گئے اور درخت اور فصلیں خشک ہو گئیں اور جب اُن کے لئے بددعا فرمائی تو اپنی حفاظت کے لئے اُن سے چھپ گئے۔ وہ جہاں بھی جاتے رزق میں فراوانی پاتے اور بنو اسرائیل کا یہ حال تھا کہ جہاں سے وہ روٹی کا معمولی سا ٹکڑا پاتے تو اس کی تلاش و طلب کے لئے لوگ وہاں پہنچ جاتے تو وہاں کے لوگوں کو سخت مصیبت اُٹھانی پڑتی حضرت الیاس نے اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے دعا کرنے کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی۔ وہ بنو اسرائیل کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اگر تم یہ تسلیم کرو کہ جس طرف میں تمہیں بلاتا ہوں وہ حق بات ہے۔ اور تم باطل پر قائم ہو اور جن بتوں کی پوجا کرتے ہو ان کو باہر نکالو اور ان سے دعا کرو۔ اگر وہ تمہاری فریاد پوری کریں تو اس پر قائم رہو۔ اور اگر وہ کچھ نہ کر سکیں تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ تم باطل پر قائم ہو لو۔ میں اللہ سے دُعا کروں گا کہ تم سے قحط سالی دُور کر دے۔ انہوں نے کہا آپ نے انصاف کی بات کہی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے بتوں کو باہر نکالا اور اُن کو پکارا تو ان کی کوئی آرزو پوری نہ ہوئی۔ اب اُن کو پتہ چل گیا کہ وہ گمراہی میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔

بَابُ ذِكْرِ اِدْرِيسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا

پھر انھوں نے حضرت الیاس علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ دعا کریں حضرت نے اپنے رب کی بارگاہ میں دعا کی تو اسی وقت بارش ہونے لگی اور لوگوں نے قحط مالی سے نجات پائی اور آرام کا سانس لیا اور وہ اُسی حال پر قائم رہے اور کُفر سے باز نہ آئے تو حضرت الیاس علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ مجھے قبض کر لے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بہترین نورانی لباس پہنایا اور کھانے پینے کی لذت اُن سے منقطع کر دی وہ انسانی فرشتہ ہو گئے جو فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں اُڑتے اور زمین پر چلتے پھرتے حکام حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث ذکر کی ہے کہ وہ بعض سفروں میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کیا کرتے تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم! الیاس کو الیاسین بھی پڑھا جاتا ہے جیسے ادریس کو ادریسین پڑھا جاتا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ ان کا اصل نام مد یاس ہے اور اس پر الف لام داخل کیا گیا ہے!

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ الیاس ہی ادریس علیہ السلام ہیں، اس روایت سے ابن عربی نے استدلال کیا کہ حضرت ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے جد امجد نہیں بلکہ وہ بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ کیونکہ حضرت الیاس کے بارے میں روایات منقول ہیں کہ وہ بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ نیز انھوں نے معراج کی رات میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلام سے بھی استدلال کیا جبکہ آپ کو حضرت الیاس نے کہا مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح۔ اگر وہ حضرت نوح علیہ السلام کا دادا ہوتے تو آپ وہ الفاظ ذکر فرماتے جو ابراہیم اور آدم علیہما السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمائے تھے! مرحبا بالابن الصالح لیکن ہو سکتا ہے کہ یہ انھوں نے تواضع کے طور پر فرمایا ہو۔ جمہور علماء میں مشہور یہ ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام علیحدہ علیحدہ نبی ہیں کیونکہ حضرت الیاس علیہ السلام کے نسب شریف میں خون آتے ہیں اور وہ ادریس علیہ السلام ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام کے جد امجد ہیں،

بَابُ حَضْرَتِ اِدْرِيسَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَاذِكْر

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہم نے ان کو بلند مکان میں اُٹھالیا،

۲۱۲۷ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ ثَنَا يُونُسُ عَنْ الزُّهْرِيِّ
 ح وَثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ ثَنَا عُبَيْسَةُ ثَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ
 النَّسُ ابْنُ مَالِكٍ كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 فُرِحَ سَقْفُ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَتَزَلَّ جِبْرِئِيلُ فَفَرَحَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءٍ
 زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطُسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي
 ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جَاءَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا
 قَالَ جِبْرِئِيلُ لِحَازِنِ السَّمَاءِ افْتَحْ قَالَ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا جِبْرِئِيلُ قَالَ
 مَا مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ مَعِيَ مُحَمَّدٌ قَالَ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَفَتَحَ فَلَمَّا عَلَوْنَا السَّمَاءَ
 إِذَا رَجُلٌ عَنْ يَمِينِهِ أَسْوَدَةٌ وَعَنْ يَسَارِهِ أَسْوَدَةٌ فَإِذَا نَظَرْتُ قَبْلَ يَمِينِهِ

حضرت ادريس نوح علیہ السلام کے والد کے دادا ہیں جیسا کہ ان کے نسب شریف سے ظاہر ہے اور بلند مکان سے
 مراد چوتھا آسمان ہے۔ یعنی حضرت ادريس علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر اٹھایا جبکہ بقید حیات تھے۔

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ابو ذر رضی اللہ عنہ حدیث
 بیان کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر

۳۱۲۷

کی چھت کھولی گئی جبکہ میں مکہ میں تھا پھر جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور میرا سینہ کھول دیا پھر اسے زمزم کے پانی سے
 دھویا پھر سونے کا تھا لائے جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا اور اسے میرے سینہ میں بھر دیا پھر اسے بند کر دیا پھر
 میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے پہلے آسمان کی طرف لے گئے۔ جب پہلے آسمان کے قریب آئے تو جبرائیل علیہ السلام نے آسمان
 کے خادم (داروغہ) سے کہا۔ دروازہ کھولو اس نے کہا کون ہو؟ کہا جبرائیل! اس نے کہا کیا آپ کے ساتھ بھی کوئی
 ہے؟ کہا جی ہاں! جب اس نے دروازہ کھولا ہم دنیا والے آسمان پر چڑھ گئے وہاں ایک شخص بیٹھا تھا جس کے دائیں
 بائیں کالے کالے ذرات تھے۔ جب وہ اپنی دائیں طرف دیکھتا تو ہنس پڑتا اور جب بائیں طرف دیکھتا تو رونے لگتا اس
 نے مجھے دیکھ کر کہا اسے نیک نبی اور نیک بیٹے مرچا۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا یہ کون ہے؟ اس نے کہا یہ آدم علیہ السلام
 ہیں اور یہ کالے کالے ذرے ان کی اولاد کی رو میں ہیں۔ ان میں سے دائیں طرف والے جنتی ہیں جبکہ بائیں طرف والے
 دوزخی ہیں جب وہ دائیں طرف دیکھتے ہیں تو خوشی سے ہنستے ہیں اور جب بائیں طرف نظر کرتے ہیں تو رونا آجاتا ہے حتیٰ کہ

ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قَبْلَ شِمَالِهِ بَكَى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْإِبْنِ
الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هَذَا يَا جَبْرِئِيلُ قَالَ هَذَا آدَمُ وَهَذِهِ الْأَسْوَدَةُ
عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ فَأَهْلُ الْيَمِينِ مِنْهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ
وَالْأَسْوَدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ فَإِذَا نَظَرَ قَبْلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ
وَإِذَا نَظَرَ قَبْلَ شِمَالِهِ بَكَى ثُمَّ عَرَجَ بَنِي جَبْرِئِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ
الثَّانِيَةَ فَقَالَ لِحَازِنِهَا افْتَحْ فَقَالَ لَهُ حَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُ فَفَتَحَ
قَالَ أَنَسٌ فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمَوَاتِ إِدْرِيسَ وَمُوسَى وَعِيسَى وَ
إِبْرَاهِيمَ وَلَمْ يَثْبُتْ لِي كَيْفَ مَنَازِلَهُمْ غَيْرَ أَنَّهُ قَدْ ذَكَرَ أَنَّهُ قَدْ وَجَدَ
آدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّادِسَةِ وَقَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا مَرَّ
جَبْرِئِيلُ بِإِدْرِيسَ قَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْآخِ الصَّالِحِ فَقُلْتُ مَنْ
هَذَا قَالَ هَذَا إِدْرِيسُ ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوسَى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ
وَالْآخِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا مُوسَى ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيسَى

وہ مجھے دوسرے آسمان پر لے گئے۔ جبرائیل نے اس کے داروغہ سے کہا دروازہ کھولو۔ اس نے
وہی کہا جو پہلے آسمان کے خازن نے کہا تھا پھر دروازہ کھول دیا۔ انس نے کہا ابوزر نے ذکر کیا کہ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں میں حضرت آدم، اور لیس، موسیٰ، عیسیٰ اور ابراہیم صلوات اللہ وسلامہ علیہم سے
ملے اور یہ نہ بیان کیا کہ ان کے منازل کیسے ہیں مگر یہ ذکر کیا کہ آپ نے آدم کو پہلے آسمان میں سیدنا ابراہیم
کو چھٹے آسمان میں دیکھا۔ انس نے کہا۔ جب جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور لیس علیہ السلام
کے پاس سے گزرے تو انھوں نے کہا اے نیک نبی اور نیک بھائی مرحبا! میں نے کہا یہ کون ہے؟ اس نے
کہا یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں، پھر میں عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انھوں نے کہا اے نیک نبی اور نیک
بھائی مرحبا! میں نے کہا یہ کون ہے؟ جبرائیل نے کہا یہ عیسیٰ ہیں۔ پھر میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو

فَقَالَ مُرَحَّبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْآخِ الصَّالِحِ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ
 عِيسَى ثُمَّ مَرَدْتُ يَا إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ مُرَحَّبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْآخِ
 الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ وَخَبَرَنِي
 ابْنُ حَزْمٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَابَا حَيَّةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ يَقُولَانِ قَالَ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَرَجَ بِي جِبْرِئِيلُ حَتَّى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوَى أَسْمَعُ
 صَرِيحَ الْأَقْلَامِ قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَالسُّبُّ بِنِ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَضَ اللَّهُ عَلَى خَمْسِينَ صَلَاةً فَجَعْتُ بِذَلِكَ حَتَّى أَمَرَ
 بِمُوسَى فَقَالَ مُوسَى مَا الَّذِي فَرَضَ رَبُّكَ عَلَيَّ أُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ عَلَيْهِمْ
 خَمْسِينَ صَلَاةً قَالَ فَرَا جِعُ رَبُّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَطِيقُ ذَلِكَ فَجَعْتُ
 فَرَا جِعْتُ رَبِّي فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ رَا جِعُ رَبُّكَ فَذَكَرَ

تو اُٹھوں نے کہا اے نیک نبی اور نیک بیٹے مرحبا! میں نے کہا یہ کون ہے؟ جبرائیل نے کہا یہ ابراہیم ہیں صلی اللہ
 علیہ وسلم۔ ابن شہاب نے کہا مجھ سے ابن حزم نے بیان کیا کہ ابن عباس اور ابو حبیہ انصاری ذکر کرتے تھے کہ نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر مجھے اُپر لے گئے حَتَّى کہ میں صاف برابر جگہ پہنچا وہاں میں اقسام کی آواز سن رہا تھا۔
 ابن حزم اور انس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری اُمت پر پچاس نمازیں فرض
 کیں ہیں ان کے ساتھ واپس آیا حَتَّى کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو اُٹھوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کی
 اُمت پر کیا فرض کیا؟ میں نے کہا پچاس نمازیں۔ اُٹھوں نے کہا آپ اپنے رب کے پاس تشریف لے جائیں۔ کیونکہ
 آپ کی اُمت اتنی نمازیں پڑھنے کی طاقت نہ رکھے گی۔ میں واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کا کچھ حصہ کم کر دیا میں
 موسیٰ کی طرف لوٹا اور کہا اللہ تعالیٰ نے کچھ کم کر دی ہیں۔ اُٹھوں نے کہا اپنے رب کے پاس دوبارہ جائیں، کیونکہ
 آپ کی اُمت اس کی تحمل نہ ہوگی۔ میں واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک حصہ پھر کم کر دیا۔ میں موسیٰ کی طرف لوٹا
 تو اُٹھوں نے کہا آپ اپنے رب کے پاس دوبارہ جائیں آپ کی اُمت اتنی نمازیں پڑھنے کی تحمل نہ ہوگی۔ میں
 دوبارہ واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ پانچ نمازیں ہیں مگر یہ پچاس ہی ہیں۔ میرے ہاں کلام

فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ ذَلِكَ فَفَعَلْتُ
 فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ
 أَمَّتَكَ لَا تَطِيقُ ذَلِكَ فَرَجَعْتُ إِلَى رَبِّي فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُونَ
 لَا يُبَدِّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ
 قَدْ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتَّى أَتَى بِي السِّدْرَةَ الْمُنْتَهَى فَعَشِيهَا
 الْوَأْنُ لَا أَدْرِي مَا هِيَ ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَأَذَا فِيهَا جَنَابِذُ اللَّوْلُؤِ وَإِذَا
 تَرَاهَا الْمِسْكُ

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَى عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا
 وَقَوْلِهِ إِذْ أَنْذَرْنَاهُ بِالْأَحْقَافِ إِلَى قَوْلِهِ كَذَلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ
 الْمُجْرِمِينَ فِيهِ عَنْ عَطَاءٍ وَسَلِيمَانَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَمَّا عَادُ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصِرٍ
 شَدِيدَةٍ غَايَةِ قَالَ ابْنُ عَيْنَةَ عَثَّتْ عَلَى الْخُرَّانِ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ

بدلا نہیں کرتا۔ میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا تو انھوں نے کہا آپ اپنے رب کے پاس دوبارہ جائیں۔ میں نے کہا:
 اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔ پھر جبرائیل میرے ساتھ ہمسفر ہوئے حتیٰ کہ سدرۃ المنتقی تک پہنچے اسے
 مختلف رنگوں نے ڈھکا ہوا تھا۔ نامعلوم وہ کیا تھے۔ پھر جنت میں لے جایا گیا اس میں موتیوں کے قبے تھے اور اس
 کی مٹی کستور تھی (حدیث ۳۴۴ کی شرح ملاحظہ فرمائیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو
 نبی بھیجا۔ اُس نے کہا ”اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو الخ اس باب میں حضرت ہود

سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا مُتَتَابِعَةً فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَى
كَأَنَّهُمْ أَعْجَازٌ نَحْلٍ خَاوِيَةٌ أَصُولُهَا فِهْلٌ تَرَى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ بَقِيَّةٍ

علیہ السلام کو ان کی قوم عاد کی طرف بھیجنے کا ذکر ہے۔ ان کا نسب شریف یہ ہے :
ہود بن عبد اللہ بن رباح بن خلود بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام
آپ حضرت یوسف علیہ السلام کے سوا آدم علیہ السلام کے بہت مشابہ تھے۔ عاد تیرہ
قبائل تھے اور صحرا میں رہتے تھے۔ ان کا ملک بہت زرخیز اور سرسبز و شاداب تھا۔
جب ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب و قہر نازل ہوا تو ان کو جنگلات بنا دیا۔ اور حضرت
ہود علیہ السلام عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام کے قبیلہ میں سے تھے۔
یہ پہلا عاد ہے۔ حضرت ہود علیہ السلام اُن کے نبی بھائی تھے۔ دینی بھائی نہ تھے
عاد اس قبیلہ کا بادشاہ تھا جس کی طرف وہ قبیلہ منسوب ہے وہ چاند کی پوجا کرتا تھا
اُس کی لمبی عمر ہوئی اُس نے اپنی پشت سے چار ہزار بچے دیکھے اور ایک ہزار عورت
سے شادی کی۔ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد یہ پہلا شخص تھا جو زمین کا مالک بنا
اس کی عمر بارہ سو سال تھی۔ جب وہ مرا تو اس کا ملک اس کے بڑے لڑکے شدید بن
عاد کی طرف منتقل ہوا وہ پانچ سو اسی سال زندہ رہا جب مر گیا تو ملک اس کے بھائی
شداد کی طرف منتقل ہوا جس کا قرآن میں ذکر ہے۔ عاد کے قبیلے اپنی قوت سے
زمین کے مالک بنے اور بہت فخر و غرور میں رہتے تھے اور کہتے تھے ہم سے زیادہ
طاقتور کون ہے۔ جب وہ زیادہ سرکش ہوئے اور حد سے بڑھے تو اللہ تعالیٰ نے
ان کی طرف حضرت ہود علیہ السلام کو نبی بھیجا،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : جب اُس نے اپنی قوم کو احقاف اللہ کے عذاب سے ڈرایا۔ یہاں عاد کے مساکن اور
ایسے ہی مجرموں کو سزا دیتے ہیں (نک) حضرت ہود علیہ السلام کا مختصر قصہ یہ ہے کہ جب انھوں نے اپنی قوم پر بدعلا

کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر آٹھ روز مسلسل ہوا چھوڑی جو بدھ کے دن صبح شروع ہوئی اور آٹھویں روز کے آخر میں ٹھہری اور حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جو لوگ ان پر ایمان لائے تھے ایک محفوظ جگہ چلے گئے ان کو ہمارے اتنی پہنچتی تھی جس سے جان کو استراحت ہو۔ حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ ان پر صرف چار ہزار لوگ ایمان لائے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم ہود کو اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو عذاب سے بچا لیا۔ ہوا اس قدر تیز چلی کہ اُس نے درخت اکھاڑ ڈالے مکانات گرا دیئے اور جو گھروں میں موجود نہ تھے۔ وہ جہاں بھی تھے صاف میدانوں میں تھے یا پہاڑوں میں ان کو وہیں ہلاک کر دیا۔ سدی نے کہا جب اُنھوں نے اونٹوں اور لوگوں کو تیز ہوا میں زمین و آسمان کے درمیان اُڑتے دیکھا تو وہ گھروں میں داخل ہو گئے تو ہوا بھی اُن کے گھروں میں داخل ہو گئی اور ان کو باہر نکال کر ہلاک کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر کالے پرندے بھیجے اُنھوں نے اُن کو سمندر میں پھینک دیا۔ پھر ان کی ہلاکت کے بعد حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ عرصہ بقیہ حیات رہ کر وفات پا گئے۔ جبکہ ان کی عمر شریف ایک سو پچاس برس تھی۔ خطیب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ چار سو ساٹھ برس زندہ رہے اُن کے اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان آٹھ سو سال کی مدت ہے۔ وہ حضرات کی درختوں والی زمین میں فوت ہوئے وہاں ان کی قبر شریف ہے یہ ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے اور عبدالرحمن بن سابط نے ذکر کیا کہ رکن اور مقام ابراہیم اور آب زمزم کے درمیان ننانوے^{۹۹} قبور ہیں اور ہود، شعیب، صالح اور اسماعیل علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی قبریں اسی جگہ ہیں۔ ابن کلبی نے کہا حضرت نوح اور ابراہیم علیہما السلام کے درمیان صرف ہود اور صالح علیہما السلام تشریف لائے ہیں۔ اس میں عطاء اور سلیمان نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ روایت کی ہے۔

أَخْقَافُ، خُفُو کی جمع ہے۔ وہ لمبا ریتلا ٹیڑھا ٹیلہ ہے۔ جو عمان اور مہرہ کے درمیان ہے اس میں اور اقوال بھی ہیں۔ (یعنی)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: قوم عاد کو تو بہت تیز

اور سخت ہوا سے ہلاک کر دیا گیا!

سفیان ابن عیینہ نے کہا ہوانے اس کی نگہداشت کرنے والے فرشتوں پر سرکشی کی اور ان کی اطاعت نہ کرتی ہوئی حدِ مقدار سے بڑھ گئی۔ اس کو قوم عاد پر ان کی ہلاکت کے لئے سات روز اور آٹھ راتیں مسلسل پے در پے چلایا۔ تم اُن لوگوں کو دہاں گرے ہوئے دیکھتے ہو گویا کہ وہ کھجور کے درختوں کی جڑیں میں دیکھتے ہو۔ کیا ان کا بچا کھچا کوئی نشان دیکھتے ہو؟

۳۱۲۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَزْرَةَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَ
أَهْلَكْتُ عَادُ بِالذَّبُورِ وَقَالَ ابْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي نُعْمٍ
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بَعَثَ عَلِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِيئَبَةٍ فَقَسَمَهَا
بَيْنَ أَرْبَعَةِ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ الْمَجَاشِعِيِّ وَعَيْنِيَةَ بَدْرِ الْفَزَارِيِّ
وَزَيْدِ الطَّائِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي بَهَانَ وَعَلْقَمَةَ بْنِ عَلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ أَحَدِ
بَنِي كِلَابٍ فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ فَقَالُوا يُعْطَى صَنَادِيدُ أَهْلِ نَجْدٍ
وَيَدْعُونَا قَالَ إِنَّمَا أَتَا لَفْهُمْ فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْهَيْنِ
نَأْتِي الْجَبِينِ كَثُ اللَّحْيَةِ مَخْلُوقٌ فَقَالَ اتَّقِ اللَّهَ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ مَنْ يُطِيعُ
اللَّهَ إِذَا عَصَيْتُ أَيَا مُنَنِي اللَّهُ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَلَا تَأْمَنُونِي فَسَأَلَهُ
رَجُلٌ قَتَلَهُ أَحْسِبُهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَمَنْعَهُ فَلَمَّا قَالَى قَالَ إِنْ مِنْ
ضُضْنِي هَذَا أَوْ فِي عَقِبِ هَذَا قَوْمًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ
يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرَوِّقُ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَةِ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ
وَيَدْعُونَ أَهْلَ الْأَوْتَانِ لِيُنْ أَنَا أَدْرِكُهُمْ لَا قِتْلَهُمْ قَتْلَ حَادٍ

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۳۱۲۸۔

نے فرمایا میری مدد بادِ صبا سے کی گئی اور قومِ عاد کو پتھم کی ہوا سے ہلاک

کر دیا گیا۔ محمد بن کثیر نے سفیان ثوری، ان کے والد سعید بن مسروق بن حبیب ثوری کوئی، ابن ابی نعم کے ذریعہ
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سونے کا ٹکڑا بھیجا
(جو مٹی سے جدا نہیں کیا گیا تھا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چار آدمیوں اقرع بن حابس، حنظل مجاشعی، عیینہ بن بدر فزاری

زید طائی جو بعد میں بنی نہبان میں شامل ہو گئے اور علقمہ بن علالہ عامری جو بعد بنو کلاب سے مل گئے میں تقسیم کر دیا تو قریش اور انصار عقیقہ سے بھر گئے۔ انہوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نجدی سرداروں کو دیتے ہیں اور ہمیں نظر انداز کر دیتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں انہیں تالیف قلوب کے لئے دیتا ہوں۔ اتنے میں ایک شخص سامنے آیا جس کی آنکھیں دھنسی ہوئیں، رخسار ابھرے ہوئے، ماتھا اونچا، داڑھی گھنی اور سرمٹا ہوا تھا۔ اُس نے کہا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے ڈر! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں نے اللہ کی نافرمانی کی تو اور کون اس کی تابعداری کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تو مجھے زمین والوں پر امین بنایا ہے اور تم مجھے امین نہیں جانتے ہو۔ ایک شخص نے جو میرے خیال میں خالد بن ولید تھے، نے اُسے قتل کر دینے کی اجازت مانگی تو آپ نے اس کو منع کر دیا۔ جب وہ شخص چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی نسل میں یا فرمایا اس کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑیں گے۔ اگر میں ان کو پاتا تو قوم عاد کی طرح ان کو قتل کر دیتا۔

شرح المبرجہ : محمد بن اسحاق نے کہا فتح مکہ کے بعد اقرع بن حابس تمیمی بنو تمیم کے سرداروں میں عطار بن حابس کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور وہ اور عبیدہ بن حصن فتح مکہ، حنین اور طائف کی جنگوں میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ ابو عبیدہ نے کہا ان کے بائیں قدم میں لنگڑا پن تھا وہ تیرہ ہجری میں جنگ یرموک میں اپنے دس بیٹوں سمیت شہید ہوئے اس کو حنظلی اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کی نسبت حنظلی مالک بن زید مناة بن تمیم کی طرف ہے اور مجاشعی اس لئے کہ وہ مجاشع بن دام بن مالک بن زید مناة بن تمیم کی طرف منسوب ہیں۔ حدیث میں مذکور چار شخص جن میں یمن سے آیا ہوا مال تقسیم ہوا ان میں سے دوسرا شخص عُیَیْنہ بن بدر فزاری ہیں۔ بدر ان کے دادا ہیں جبکہ ان کے والد حصن ہیں۔ ان کا نسب عُیَیْنہ بن حصن بن بدر بن عمرو بن جویرثہ بن لوزان بن ثعلبہ بن عدی بن فزارہ بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان ہے۔ توضیح میں ذکر کیا کہ عُیَیْنہ کا نام حذیفہ بن حصن بن بدر ہے اور یہ ان کا لقب ہے۔ کیونکہ اس کی ایک آنکھ میں تیر لگ گیا تھا ان کی کنیت ابو مالک ہے۔ فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوا اور طلحہ بن خولید کے ساتھ مرتد ہو گیا۔ حضرت عثمان نے اس کی بیٹی سے نکاح کیا۔ وہ اپنے قبیلہ کا سردار تھا اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ احمق سردار تھا (علینی)۔

ان چار میں سے تیسرا زید طائی ہے اس کو زید الخیر طائی بھی کہا جاتا ہے اور جاہلیت میں اس کو زید الخیل طائی کہا جاتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید الخیر نام رکھا کیونکہ عرب میں اس کے گھوڑوں سے زیادہ کسی کے گھوڑے نہ تھے۔ ابو عبیدہ نے کہا وہ شاعر، خطیب، بہادر اور سخی تھے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس ہوئے تو بخارے فوت ہو گئے۔ جب وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کو بیٹھنے کے لئے تکیہ دیا لیکن انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور تکیہ لگا کر بیٹھنے کو بہت جسارت سمجھا اور تکیہ واپس کر دیا۔ اس طرح تین بار کیا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تکیہ دیا اور آپ نے ان کو کچھ دھائیں سکھائیں جو قبول ہوتی تھیں وہ بارش کی

دُعا کرتے تو بارش ہو جایا کرتی تھی۔ اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے سو بہادر سوار دیں میں ان کو ساتھ لے کر رومیوں سے جنگ کروں اور دربار رسالت سے واپسی کے تھوڑی دیر بعد بیمار ہوئے اور فوت ہو گئے اُنھوں نے جاہلیت میں عامر بن طفیل کو قید کیا اور اُن کی پیشانی کے بال کاٹ کر آزاد کر دیا۔

ابن درید نے کہا وہ جب مکہ میں داخل ہوتے تھے تو مُنہ چھپا لیتے تھے وہ عورتوں سے خوف محسوس کرتے تھے اور اُن چار میں سے چوتھا شخص عَلْقَمَةُ بْنُ عَلَاشَةَ، وہ علقمہ بن علاشہ بن عوف بن احوص بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن ضُغَصَّة ہے۔ وہ اپنی قوم کا سردار تھا اور بہت بردبار تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی طرف تشریف لے گئے تو یہ مرتد ہو گیا۔ پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو حوران کا حاکم مقرر کیا اور وہیں فوت ہوئے۔ علقمہ بن علاشہ کو عامری اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ عامر بن ضُغَصَّة بن مالک بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن حفصہ بن قیس بن خیلان کی طرف منسوب ہیں۔ اور ان کو کلابی اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کا پانچواں باپ کلاب بن ربیعہ ہے۔ یہ چاروں اشخاص اپنے اپنے قبیلوں کے سردار تھے۔ صنادید صندیہ کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے سردار، ان کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت مال دیا تاکہ یہ اسلام پر مستحکم رہیں کیونکہ ان کا ایسا کمزور تھا۔

یہ عطایا نبوتیہ دیکھ کر قبیلہ بنو تمیم کا ایک نامراد کہ یہہ المنظر بد بخت شخص جس کو ذوالخویصرہ کہا جاتا تھا اور حرقوص بن زُبیر کے نام سے موسوم اور ذوالثدیہ اس کا لقب تھا اُس نے سامنے آکر کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! عدل کریں۔ اس نا عاقبت اندیش شخص کی اس جسارت مہلکہ سے سردی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشانی تو ضرور لاحق ہوئی اسی لئے آپ نے فرمایا تو خسارے میں ہے۔ اگر میں عدل نہ کروں تو کون عدل کرے گا۔ گو حضرت خالد بن ولید یا عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے اس کو قتل کرنے کی آپ سے اجازت چاہی لیکن بعض مصلحت آمیز وجوہ کی بنا پر آپ نے ان کو منع کر دیا اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ ہوں گے جو نمازیں پڑھیں گے اور قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کی رگوں سے نیچے نہ اترے گا اور دین متین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے تیزی سے نکل جائے تو اس کو خون اور دیگر نجاسات نہیں پہنچیں جن سے وہ گذرنا ہے۔ ان لوگوں کو بھی دین سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس فتنے بے دین کا حلیہ یہ تھا کہ اس کے چہرے کی دونوں ہڈیاں رخساروں پر ابھری ہوئی تھیں، ماتھا اُونچا تھا اور آنکھیں سر کے اندر کی طرف کھچی ہوئی تھیں داڑھی بے پناہ بھاری اور سر کے بال اُترے سے اُتارے ہوئے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ ازار کو بہت اُونچا اُٹھایا ہوا تھا۔ گویا کہ وہ ایسا کہ یہہ المنظر تھا کہ اگر کسی اکیلے بچہ کو مل جائے تو وہ دیکھ کر خوف زدہ ہو جائے۔

کامل مبرد میں روایت ہے کہ اس شخص کی خلقت مکروہ تھی اور سیاہ رنگ تھا اس کی اور اس کے ساتھیوں کی شرانگیز خبر ہو گئی۔ تو صیغ میں کہ حدیث میں منقول کہ جو لوگ جنگ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوئے تھے وہ سب جنتی ہیں اور وہ دوزخ میں داخل نہ ہوں گے وہ معروف شخص جس کا نام حرقوص ہے، یہی وہ شخص جو بعد میں خارجیوں کا سرپرست تھا۔

۳۱۲۹ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ ثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ
عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقْرَأُ فَهْلٌ مِنْ مَذَكِرٍ

بَابُ قِصَّةِ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ
وَقَوْلِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِنَّ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ

اسی نے مسلمانوں پر خروج کیا تھا اور اسی کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں نے اُن کے خروج کا زمانہ پایا تو ان کو قوم عاد کی طرح قتل کروں گا حالانکہ
قوم عاد تو سخت تیز ہوا چلنے سے مر گئے تھے قتل نہیں ہوئے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مقصد یہ ہے کہ ان کا کلینہ
خاتمہ کروں گا جیسے قوم عاد کا خاتمہ ہوا تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : اسود نے کہا میں نے عبد اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ کہہ رہے
تھے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پڑھتے ہوئے سنا "فَهْلٌ"

۳۱۲۹

مِنْ مَذَكِرٍ ، (حدیث ۳۱۲۶ کی شرح دیکھیں)

بَابُ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ كَا بَيَان

یا جوج و ما جوج دو مرد ہیں جو یافت بن نوح علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ یہ تاجُج و
سے مشتق ہیں کہا جاتا ہے۔ تَاجُجُ النَّارُ ، یعنی آگ کی حرارت شدت اختیار کر گئی
ان کو یا جوج ، ما جوج اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ بہت کثرت سے ہیں اور سخت ہیں۔ جید
سند کے ذریعے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت تک تمام
انسان دس حصے ہوں گے جن میں سے نو حصے یا جوج و ما جوج ہوں گے اور ایک حصہ

بَابُ وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَيَسْأَلُونَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ
إِلَى قَوْلِهِ سَبَّأًا طَرِيقًا إِلَى قَوْلِهِ أَتُوْنِي زُبْرًا حَدِيدًا وَاحِدَهَا زُبْرَةٌ وَهِيَ
الْقِطْعَةُ حَتَّى إِذَا سَاوَى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ يُقَالُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْجَبَلَيْنِ

باقی لوگ کہیں گے ان میں سے ایک قسم ہے جو بہت لمبے ہیں اور وہ حشراتِ ارض، سانپ، بچھو اور پرندے وغیرہ کھاتے ہیں۔ جتنے ایک سال میں وہ بڑھتے ہیں اتنی کوئی مخلوق نہیں بڑھتی۔ وہ ایک دوسرے کو کبوتروں کی طرح بلاتے ہیں اور کتوں کی طرح بھونکتے ہیں۔ ان میں سے بعض کے سینک، دُم اور لمبے لمبے دانت ہیں جو کچا گوشت کھا جاتے ہیں۔ وہ چالیس گروہ ہیں جن کی خلقت ایک دوسرے سے نہیں ملتی اور ہر گروہ کا بادشاہ اور زبان علیحدہ ہے۔ ان کا اکثر طعام شکار ہے اور وہ ایک دوسرے کو بھی کھا لیتے ہیں۔ ابن مردویہ نے تفسیر میں ابوسعید خدری سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یاجوج و ماجوج کو ذکر کیا اور فرمایا ان میں سے کوئی شخص اس وقت مرتا ہے جبکہ اس کی پشت سے ایک ہزار مرد پیدا ہو جائیں اور انھوں نے اپنے اسناد کے ساتھ حذیفہ سے مرفوع روایت کی کہ یاجوج ایک گروہ ہے اور ماجوج چار سو گروہ ہیں۔ ہر گروہ میں چار لاکھ افراد ہیں۔ اور ہر شخص مرنے سے پہلے ایک ہزار اولاد در اولاد دیکھ لیتا ہے اور سب مسلح ہیں۔ محدث ابو نعیم نے ذکر کیا ان میں سے ایک گروہ چار چار گز لمبا اور چار چار گز چوڑا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی ایک قسم کا قد صرف ایک بالشت ہے ان کے چہرے جیسے نیچے اور درندوں جیسے دانت ہیں اور ان کے لمبے لمبے بال ہیں جو ان کو گرمی، سردی سے بچاتے ہیں۔ ان کے کان لمبے لمبے ہیں۔ ایک کان میں گرمی اور دوسرے میں سردی بسر کرتے ہیں اور ایک قسم ایسی ہے جو سوتے وقت ایک کان نیچے بچھا لیتے ہیں اور دوسرا اوپر اڑھ لیتے ہیں اور جو کوئی ان میں سے مر جائے اس کو کھا جاتے ہیں۔ مقاتل بن حیان نے عکرمہ سے مرفوع روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شبِ امری

وَالسَّادِّينَ الْجَبَلَيْنِ خَرَجَا أُجْرًا قَالَ انْفُخُوا حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ
 اتَّوَيْنِي أَفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا أَصَبَ عَلَيْهِ قِطْرًا رِصَاصًا وَيُقَالُ الْحَدِيدُ
 وَيُقَالُ الصُّفْرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ النَّحَّاسُ فَمَا اسْتَطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ
 يَعْلُوهُ اسْتَطَاعَ اسْتَفْعَلَ مِنْ طُعْتُ لَهُ فَلِذَا لِكَ فَتَحَ اسْطَاعَ يَسْطِيعُ
 وَقَالَ بَعْضُهُمْ اسْتَطَاعَ يَسْطِيعُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا قَالَ هَذَا
 رَحْمَةٌ مِنْ رَبِّي فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّااَ الزَّكَّةُ بِالْأَرْضِ وَ
 نَاقَةٌ دَكَّااَ لَا سَنَامَ لَهَا وَالذَّكْدَاكُ مِنَ الْأَرْضِ مِثْلُهُ حَتَّىٰ صَلَبَ مِنْ
 الْأَرْضِ وَتَلَبَّدَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي
 بَعْضٍ حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ
 قَالَ قَتَادَةُ حَدَّثَ أَكْمَةُ وَقَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ
 السُّدَّ مِثْلَ الْبُرْدِ الْمُحْبَرِ قَالَ رَأَيْتَهُ

میں یا جوج و ما جوج کے پاس بھیجا۔ میں نے ان کو دین اسلام کی تبلیغ کی۔ انھوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور وہ دوزخی لوگوں اور شیطانوں کے ہمراہ دوزخ میں جاں گئے دینی مختصر

باب

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اُنھوں نے کہا اے ذوالقرنین یا جوج و ما جوج

زمین میں فساد کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

اور تم سے ذوالقرنین کا پوچھتے ہیں۔ تم فرماؤ میں تمہیں اس کا واقعہ پڑھ کر سناتا ہوں بیشک ہم نے اے زمین میں قابو دیا اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا۔ تو وہ ایک سامان کے

کے پیچھے چلا..... اَتُوْنِیْ زُبْرَ الْحَدِیْدِ تک۔ زُبْر کا واحد زُبْرہ ہے۔ اس کا معنی لوہے کے ٹکڑے (چادریں) یہاں تک کہ وہ جب دیوار دونوں پہاڑوں کے کناروں سے برابر کر دی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ صَدْفِین سے اُد دو پہاڑ ہیں اور مُسَدِّیْن بھی دو پہاڑ ہیں۔ خَوْجَا کا معنی اجرت ہے تو ذوالقرنین نے کہا اس کو دھونکو یہاں تک کہ جب اسے آگ کر دیا کہا : لاؤ میں اس پر گلا ہوؤا تا نہ اندیل دوں۔ کہا جاتا ہے۔ اصاص کا معنی لوہا اور تانبہ بھی کہا جاتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ”اصاص“ پیتل ہے۔ تو یاجوج و ماجوج اس پر نہ چڑھ سکے۔ اسطاع کا باب اِسْتَفْعَال ہے۔ یہ اَطْعْتُ لہ سے ہے۔ اسی لئے مفتوح پڑھا گیا۔ اَسْطَاعٌ یَسْطِیْعُ، اور اور بعض نے کہا اسطاع یَسْطِیْعُ، اور نہ اس کو سوراخ کر سکے۔ ذوالقرنین نے کہا یہ میرے رب کی رحمت ہے پھر جب میرے رب کا وعدہ آئے گا اسے پاش پاش کر دے گا۔ یعنی اس کو زمین کے ساتھ ملا دے گا جس اونٹنی کی کومان نہ ہو اسے ”مناقۃ دُکَّاء“ کہا جاتا ہے۔ اسی طرح ”دُکَّاء“ وہ صاف زمین ہے۔ جو سخت ہو گئی ہو اور اس میں اونچائی نہ رہے ”میرے رب کا وعدہ سچا ہے۔ اور اس دن ہم انھیں چھوڑ دیں گے کہ ان کا ایک گروہ دوسرے گروہ پر ریل آئے گا۔ حتیٰ کہ جب یاجوج و ماجوج کھول دیئے جائیں گے تو وہ ہر بلندی سے تیز دوڑیں گے۔ قتادہ نے کہا ”حَدَبٌ“ ٹیلہ ہے ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں نے ایک دیوار دیکھی ہے جو منقش چادر کی طرح ہے تو آپ نے فرمایا تو نے اسے دیکھ لیا ہے۔“

شرح الترجمة : جس ذوالقرنین کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ اُن کا نام اسکندر ہے

حضرت خضر علیہ السلام ان کے وزیر اور خالہ زاد بھائی ہیں۔ انھوں نے اسکندر پر بنایا اور اس کا نام اپنے نام پر رکھا۔ اسی لئے نام میں ان کا اسکندر یونانی سے اشتباہ پڑتا ہے۔ بہت سے لوگوں نے اس میں خطا کی اور کہا جس اسکندر کا ذکر قرآن میں ہے وہ اسکندر یونانی ہے۔ لیکن یہ غلط ہے کیونکہ اسکندر یونانی مشرک تھا۔ اور اسکندر ذوالقرنین نیک بندہ تھا جو روئے زمین کا مالک تھا۔ حتیٰ کہ بعض لوگ اسے نبی کہتے ہیں اور بعض

رسول کہتے ہیں۔ ثعلبی نے کہا صحیح بات یہ ہے کہ سکندر بنی تھے رسول نہیں تھے اور ان کے وزیر حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ جبکہ سکندر یونانی کا وزیر ارسطاطالیس تھا اور وہ مشرک تھا تو دونوں برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا سکندر بنی نہ تھے اور نہ ہی رسول! مگر فرشتے تھے وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے بندے تھے اللہ نے انہیں محبوب بنایا، دُنیا میں ایسے چار بادشاہ ہوئے ہیں جو تمام دنیا پر حکمران تھے۔ دو مؤمن حضرت ذوالقرنین اور حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہما السلام اور دو کافر نمرود اور بخت نصر (صاوی) ایک پانچویں بادشاہ اس امت سے ہونے والے ہیں جن کا اسم مبارک حضرت امام مہدی ہے۔ ان کی حکومت تمام روئے زمین پر ہوگی۔ ذوالقرنین نے کتابوں میں دیکھا تھا کہ اولادِ سام میں سے ایک شخص چشمہ حیات میں سے پانی پیئے گا اور اس کو موت نہ آئے گی۔ یہ دیکھ کر وہ چشمہ حیات کی طلب میں مغرب و مشرق کی طرف روانہ ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت خضر بھی تھے۔ تو وہ چشمہ حیات تک پہنچ گئے اور اُنھوں نے اس سے پانی پی لیا۔ مگر ذوالقرنین کے مقدّم میں نہ تھا۔ اُنھوں نے نہ پایا۔ اس سفر میں مغرب کی جانب روانہ ہوئے تو جہاں تک آبادی ہے وہ سب منازل قطع کر ڈالے اور سمتِ مغرب میں دہاں پہنچے جہاں آبادی کا نام و نشان باقی نہ تھا۔ دہاں انھیں آفتاب غروب کے وقت ایسا نظر آیا گویا کہ وہ سیاہ چشمہ میں ڈوبتا ہے۔ جیسا کہ دریائی سفر کرنے والے کو پانی میں ڈوبنا نظر آتا ہے۔

صحیح تر بات یہ ہے کہ ذوالقرنین حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تھے اور شام میں ان سے ملاقات کی تھی۔ جب چشمہ حیات کے حصول میں کامیاب نہ ہوئے اور حضرت خضر علیہ السلام اس سعادت سے مشرف ہو گئے تو اُن کو بہت غم لاحق ہوا اور اسی فکر و حزن میں دو مہینہ الجھل میں فوت ہو گئے۔ جہاں ان کا مکان تھا جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ ذوالقرنین کی عمر ایک ہزار برس تھی۔ جتنی عمر حضرت آدم علیہ السلام کی تھی۔ ان کو ذوالقرنین اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ زمین کے دونوں کناروں تک پہنچے تھے یا اس لئے کہ وہ اندھیرے اور روشنی میں چلتے رہتے تھے یا اس لئے کہ ان کو ظاہر و باطن کا علم دیا گیا تھا یا اس لئے کہ اس کی زندگی میں لوگوں کے دو قرن گزرے تھے یا اس لئے کہ وہ مشرق و مغرب کے مالک تھے۔

قوله وَآتَيْنَاكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا، سبب سے مراد علم و قدرت ہے۔ عبد الرحمن بن زید نے کہا اس سے مراد ہر زبان کی تعلیم ہے۔ وہ جس قوم کو فتح کرتے تھے ان سے انہی کی زبان میں کلام کرتے تھے۔ بعض نے اس سے مراد طرق اور مسالک لئے ہیں۔ حافظ ابن کثیر نے ذکر کیا کہ خلیفہ واثق نے اپنے عہد میں اپنے ایک وزیر کو لشکر دے کر بھیجا کہ وہ مد سکندری کو دیکھیں اور پھر اس کو بتائیں کہ وہ کیسی دیوار ہے۔ چنانچہ اُنھوں نے اس کو دیکھا کہ وہ لوہے اور پتیل سے بنائی گئی ہے۔ اس میں ایک بہت بڑا دروازہ ہے جس کو بہت وزنی قفل لگے ہوئے ہیں۔ اُنھوں نے ذکر کیا کہ وہ دیوار بہت بلند ہے۔ اس لئے یا جوج ماجوج اس پر چڑھ نہیں سکتے۔ قوله اسْتَطَاعَ، یہ طَاعَ يُطِيعُ سے ہے جب طَاعَ کو باب استفعال کی طرف نقل کیا تو اسْتَطَاعَ ہوا جس کا وزن اسْتَفْعَلَ ہے۔ پھر تاء کی حرکت ہمزہ کی طرف نقل کرنے کے بعد تحقیق کے لئے اس کو حذف کر دیا تو اسْتَطَاعَ ہوا۔ اسی لئے اسْتَطَاعَ يَسْتَطِيعُ

پڑھا جاتا ہے۔ قولہ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا، یعنی وہ دیوار بہت سخت اور بلند ہے اس میں سوراخ نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس پر چڑھ سکتے ہیں۔

قولہ هَذَا رَحْمَةٌ مِّن رَّبِّيْ آہ یعنی یہ دیوار اللہ تعالیٰ کی اس کے بندوں کے لئے رحمت ہے۔ اور جب قیامت کا قرب ہوگا تو اس دیوار کو پاش پاش کر کے زمین کے برابر کر دے گا۔
كَذٰلِكَ مِنَ الرُّسُلِ، کا معنی ہے زمین کے ساتھ مل کر برابر ہونے والی، چنانچہ جس اونٹنی کی کولان پست ہو کر اس کی پشت کے ساتھ برابر ہو گئی ہو اس کو ناقة ذکاء کہا جاتا ہے۔

قولہ تَرَكْنَا بَعْضَهُمُ الْآخَرِينَ يَاجُرْجُجِ جب دیوار کے پیچھے سے نکلیں گے تو بڑی شدت اور تیزی سے نکلیں گے اور تمام دنیا میں ان کا سخت ہجوم ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے وہ بحیرہ طبریہ پہ آئیں گے اس کا سارا پانی پی جائیں گے اور اس کے جانور کھا جائیں گے۔ جب ان میں آخری شخص وہاں سے گزرے گا تو کہے گا یہاں بھی کبھی پانی تھا وہ جوشی دیکھیں گے اس کو کھاتے چلے جائیں گے۔ لیکن مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں ان کو داخل ہونے کی اجازت نہ ہوگی جبکہ فرشتے ان کی حفاظت کر رہے ہوں گے۔

قولہ رَاٰیْتَهُ، یعنی ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اس دیوار کو دیکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کیسی ہے اُس نے عرض کیا لکیر دار چادر کی طرح جس میں سفید اور سیاہ یا سرخ لکیریں ہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً تو نے اس کو دیکھا ہے۔ اور اس بات میں سچا ہے نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں قتادہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اس دیوار کو دیکھا ہے لیکن لوگ تسلیم نہیں کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے کیسے دیکھا ہے۔ اُس نے عرض کیا میں نے اسے ایسے دیکھا ہے جیسے لکیر دار چادر ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ میں نے معراج کی رات میں اس کو دیکھا کہ اس کی بعض اینٹیں سونے کی اور بعض تانبے کی ہیں۔

حونی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا کہ دونوں پہاڑوں کا درمیانی فاصلہ ایک سو فرسخ ہے۔

جب ذوالقترین نے دیوار کو بنانا شروع کیا تو پانی تک اس کی بنیاد کھودی۔ اس کی چوڑائی پچاس فرسخ۔ موٹائی میں پتھر اور پگھلا یا ہوا پیتل رکھا۔ پھر اس کے اوپر لوہے کی چادریں اور پگھلا یا ہوا پیتل کی اس کے اندر بھی اس طرح پیتل کیا حتیٰ کہ وہ لکیر دار چادر نظر آنے لگی۔

۳۱۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ
 شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ عَنْ
 أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَرَعَا يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيُلُّ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرِّ قَدُ
 اقْتَرَبَ فَمِ الْيَوْمِ مِنْ نَدْمٍ يَأْجُوجَ وَمَاجُوجَ مِثْلُ هَذِهِ وَحَلَقَ
 بِأَصْبَعِهِ الْإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا فَقَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ
 اللَّهِ أَتَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخُبُثُ

۳۱۳۔ ترجمہ : عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زینب بنت ابی سلمہ
 نے ان سے ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے انھوں نے زینب بنت جحش
 ام المومنین رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گھبرائے ہوئے تشریف لے گئے اور نبی کریم
 آپ فرما رہے تھے۔ لا الہ الا اللہ۔ عربوں کی خرابی اس شتر سے جو قریب آ رہی ہے۔ آج یا جوج و ماجوج کی
 دیوار سے اس کی شکل کھل گیا ہے اور آپ نے اپنے انگوٹھے اور اس کے متصل انگلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
 فرمایا۔ زینب بنت جحش نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ نہ لاکھ ہوں نہ نیک
 لوگ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہوگا۔ جبکہ فسق و فجور زیادہ ہونے لگے گا۔

۳۱۴۔ شرح : علامہ کمرہ فی رحمہ اللہ تھانی نے کہا ان قصوں میں عربوں کی ہلاکت کی
 خصوصیت کی وجہ سے کہ عظیم تر مفاسد کا مرجع عرب ہی ہوں گے نہ زینب
 سے حسب ارشاد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض قصوں کا ظہور بھی ہو چکا ہے۔ کیونکہ ایک قول کے مطابق
 یا جوج ترکہ میں مور انھوں نے خلیفہ مستعظم کو ہلاک کیا اور بغداد میں بہت کجرام برپا کیا جس سے سوکھے ٹھہرے
 ہو جاتے ہیں۔ اور مجبور علمائے مہجرت کی تفسیر فسق و فجور سے کی ہے۔ بعض نے اس سے زیادہ مراد یہ ہے کہ
 بعض نے زمانہ سے پیدا ہونے والے انسان مراد لئے ہیں لیکن یہ برود واضح بہت سی ہے کہ خبیثت سے مراد
 حق گناہ میں جنی جب عام لوگ گناہوں میں مبتلا ہونے لگیں گے تو ان پر قہر خدا نازل ہوگا۔ اور وہ ہلاک ہو جائیں
 گئے اگرچہ ان میں سے گناہ اور نیک و نیک و نیک بھی ہوں گے کیونکہ خشک ٹھوہوں میں تو لکڑیاں بھی ہیں جہاں میں حلالہ نہ جاننے
 کے قابل نہیں ہوتیں۔ علامہ قسطلانی نے کہا مسلم کی روایت کے اسناد میں ام حبیبہ بنت ام حبیبہ بنت ابی سفیان

۳۱۳۱ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ ثَنَا وَهَيْبٌ ثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَحَ اللَّهُ مِنْ
رُذُمٍ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ مِثْلَ هَذَا وَعَقْدَ بَيْدٍ تَسْعِينَ

عَنْ أُمِّهَا أُمِّ جَبِيَّةَ بِه لِيَكُنْ بَخَارِي نَعِ جَبِيَّةَ كَو سَاقَطُ كَر دِيَا هِي۔ اس اسناد میں زہری اور عروہ دونوں تابعی ہیں جبکہ اس میں چار خواتین صحابیات ہیں اور وہ ایک دوسری سے روایت کرتی ہیں۔ ان میں سے دو یہی ہیں اور وہ زینب بنت ابی سلمہ اور حبیبہ بنت ام حبیبہ ہیں اور دو امہات المؤمنین ہیں اور وہ زینب بنت جحش اور ام حبیبہ ہیں یہ عجیب اتفاق ہے کہ اس سند میں تابعی

قَوْلُهُ حَلَقَ يَاصْبَعِهِ الْاِبْهَامَ وَالَّتِي تَلِيهَا، یعنی سبابہ انگلی کو انگوٹھ کی جڑ میں رکھا اور اس کو ملایا حتیٰ کہ ان دونوں میں تھوڑا سا فرق رہ گیا۔ یہ حساب کی وضع اور طریقہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھ کی جڑ سے سبابہ کو ملایا۔ حالانکہ مسلم کی روایت کے مطابق معلوم ہوتا ہے کہ سفیان نے اپنے ہاتھ سے دس کا عقد بنایا۔ اور بخاری کی کتاب الفتن میں روایت کے پیش نظر سفیان نے نوے یا سو کا عقد بنایا اور ابوہریرہ کی روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یا جوج ماجوج کی دیوار سے اتنا سا کھول دیا ہے۔ اور نوے کا عقد بنایا، اس سے یہ واضح ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد بنایا اور مسلم میں وہی کے طریق سے ابوہریرہ سے روایت ہے کہ وہی نے نوے کا عقد بنا کر دکھایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی عائد ہیں تو اس تقریر سے تین چیزیں سامنے آگئیں۔ ایک عقد بنانے والے میں اختلاف ہے کہ وہ کون ہے؟ دوسرے عدد میں اختلاف ہے کہ عدد دس کا بنایا یا نوے کا یا سو کا یا کوئی اور تیسری بات یہ کہ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ عرب حساب و کتاب جانتے ہیں حالانکہ دوسری روایت میں ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم بے پڑھے ہیں حساب و کتاب نہیں جانتے، تو بظاہر ان دونوں حدیثوں میں تعارض ہے۔

اس استخراج کا جواب یہ ہے کہ پہلی صورت میں نفس عقد حدیث کا لفظ نہیں اس کو داخل کیا گیا۔ راویوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ ”مثل هذا“ سے تعبیر کی ہے۔ کیونکہ انہوں نے اشارہ کو آنکھوں سے دیکھا تھا اور دوسرے کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد مثال ہے تاکہ صورت ذہن نشین ہو جائے۔ کوئی خاص حد مراد نہیں اور تیسرے کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ ہم بے پڑھے ہیں حساب و کتاب نہیں جانتے ہیں، اس سے مراد خاص معینہ صورت کا بیان ہے۔

۳۱۳۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے

۳۱۳۲ — حَدَّثَنَا اِبْنُ اَبِي شَيْبَةَ عَنْ اَبِي سَامَةَ عَنْ اَلْوَعْمَشِ ثَنَا
 اَبُو صَالِحٍ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 يَقُولُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَا اٰدَمُ فَيَقُولُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي
 يَدَيْكَ فَيَقُولُ اَخْرِجْ بَعَثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعَثَ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ اَلِفٍ
 تِسْعِمِائَةٍ وَتِسْعَةٍ وَتِسْعِينَ فَعِنْدَهُ يَشِيبُ الصَّغِيرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتٍ
 حَمْلًا حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللهِ
 شَدِيدٌ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ وَاَيْتٰ ذٰلِكَ الْوَاحِدُ قَالَ اَبْشِرُوْا فَاِنَّ مِنْكُمْ
 رَجُلًا وَمِنْ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ الْفَاسِقُ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ اَرَجُوْ
 اَنْ تَكُوْنُوْا رُبْعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبُرْنَا فَقَالَ اَرَجُوْا اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ
 فَكَبُرْنَا فَقَالَ اَرَجُوْا اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبُرْنَا فَقَالَ مَا اَنْتُمْ فِي
 النَّاسِ اِلَّا كَالشُّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِيْ جِلْدٍ ثَوْرٍ اَبْيَضٍ اَوْ كَشُعْرَةِ بَيْضَاءٍ
 فِيْ جِلْدٍ ثَوْرٍ اَسْوَدَ

نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یاجوج و ماجوج کی دیوار سے اتنا سا کھول دیا ہے اور اپنے ہاتھ مبارک سے نوے کا
 عقد بنایا۔ (حدیث عن علیؑ کی شرح دیکھیں)

۳۱۳۲ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
 کی کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے آدم! وہ عرض
 کریں گے میں حاضر ہوں اور باریابی میں ہوں اور ہر بھلائی تیرے دست قدرت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ دوزخ
 میں بھیجے جانے والے کتنے لوگ ہیں اللہ فرمائے گا ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ اس وقت بچے بوڑھے ہو جائیں
 گئے اور حاملہ عورتیں اپنے حمل وضع کر دیں گی اور تو لوگوں کو یہوش دیکھے گا وہ یہوش نہیں ہوں گے لیکن اللہ کا
 عذاب سنت ہوگا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ ایک ہم میں سے کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا تمہیں خوشی ہونی
 چاہیے تم میں سے ایک اور یاجوج و ماجوج ہزار ہوگا۔ پھر فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس کے دست قدرت میں

یہ حدیث جامعہ والوں کو بخانا تو وہ عرض کریں گے دوزخ

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا
وَقَوْلِهِ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ
لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ وَقَالَ أَبُو مَيْسَرَةَ الرَّحِيمُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ

میری جان ہے۔ مجھ اُمید ہے کہ تم جنتیوں میں چوتھا حصہ ہو گے۔ ہم نے زور سے اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ نے فرمایا مجھے اُمید ہے کہ تم جنتیوں میں نصف ہو گے۔ ہم نے پھر اللہ اکبر کہا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں میں صرف سفید بیل کے جسم میں سیاہ بال کی طرح ہو یا سیاہ بیل کے جسم میں سفید بال کی مثل ہو۔

۳۱۳۲ ————— مشرح : یعنی جب قیامت میں پروردگار عالم جل مجدہ الکریم کا یہ ارشاد لوگ سنیں گے تو خوف و ہراس اور دہشت سے بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور عورتوں کے حمل گر جائیں گے۔ یعنی سخت خوف ہو گا حتیٰ کہ اگر عورتوں کو حاملہ تصور کیا جائے تو وہ اپنے حمل وضع کر دیں گی۔ عربوں میں محاورہ ہے کہ وہ کہا کرتے ہیں۔ ہمیں اتنی سختی آپہنچی ہے کہ اس سے ہمارے بچے بوڑھے ہو گئے ہیں تو یہ کلام مجاز پر مبنی ہے۔ بعض علماء نے اس کو حقیقت پر محمول کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ دنیا سے نکلنے سے پہلے قیامت کا نزول آئے گا۔ اس میں لوگوں کا یہ حال ہو گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خوشی کے وقت نعرہ ہائے تکبیر بلند کرنا مستحب ہے۔ اور نعمتوں کی تحدید اور کثرت پر خوشی کا اظہار کرنا مستحب ہے۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخوں کی بہت کثرت ہو گی اُن کی نسبت جنتی بہت تھوڑے ہوں گے جیسے بیل کا ایک سفید یا کالا بال دوسرے بالوں کی نسبت نہایت ہی قلیل ہے اور کچھ نسبت نہیں رکھتا۔ واللہ ورسولہ اعلم !

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشاد
اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا ،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : بے شک ابراہیم عبادت گزار بندے تھے۔ اور اس کا
ارشاد : بے شک ابراہیم نرم دل اور بردبار تھے۔ ابو میسرہ نے کہا اوداہ کا معنی ،
حبشی زبان میں مہربان ہے !

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام شیخ الانبیاء ہیں۔ آپ کا نسب شریف یہ ہے۔ ابراہیم بن تارخ بن ناخو بن ساروح بن راعون بن فالج بن عابر بن شالخ بن قینان بن ارغشذ بن سام بن نوح علیہ السلام یہ سدی نے اپنے اس شیخ سے بیان کیا ہے اور بعض علماء نے یوں بیان کیا کہ ابراہیم بن تارخ بن اسوع بن ارغون بن فالج بن شالخ بن ارغشذ بن سام بن نوح علیہ السلام اور قینان کو عمود نسب سے خارج کر دیا۔ ثعلبی نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد تارخ ہے۔ وہب نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ نونا بنت کرنا ہیں اور کرنا سام کی اولاد منکس ہے۔ ہشام نے کہا حضرت نوح اور ابراہیم علیہما السلام کے درمیان صرف حضرت ہود اور صالح علیہما السلام ہیں۔ حضرت ابراہیم اور ہود کے درمیان چھ سو تیس سال کا عرصہ ہے اور حضرت نوح اور ابراہیم علیہما السلام کے درمیان ایک ہزار ایک سو بیالیس سال کی مدت ہے۔ ثعلبی نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش اور طوفان نوح کے درمیان ۱۲۶۲ سال کا عرصہ ہے اور یہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے ۳۲۲۷ سال کا واقعہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرود بن کنعان ملعون کے زمانہ میں نمرود کے شہر کے متعلق ایک گاؤں بل میں پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابوالاضیاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت ناموں سے یاد کیا ہے۔ چنانچہ اواہ حلیم، حنیب، حنیف، قانع اور شاکر ایسے اسماء ذکر کئے ہیں۔ آپ کی عمر شریف دو سو سال ہوئی ہے۔ جبرون کے ایک محلہ میں آپ مدفون ہیں جس کو اب مدینۃ الخلیل کہا جاتا ہے۔ آپ کو ابراہیم اس لئے بھی کہا جاتا ہے کہ آپ اب ریم یعنی رحمدل باپ ہیں۔ آپ بچوں سے محبت بہت کیا کرتے تھے۔ ابن جریر نے تفسیر میں ذکر کیا کہ ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اس لئے کہا جاتا ہے کہ ایک دفعہ لوگ قحط سالی کا شکار ہو گئے تو آپ کا ایک دوست مصر میں رہتا تھا جو آپ کو طعام بھیجا کرتا تھا۔ آپ نے اس کے پاس اپنے خدام کو بھیجا کہ وہ اس سے طعام لائیں تو اُس نے کہا اگر آپ اپنے ہی لئے طعام طلب کرتے تو میں بھیج دیتا۔ لیکن آپ تو لوگوں کے لئے طعام طلب کر رہے ہیں کیونکہ وہ لوگ آپ کے مہمان ہیں جبکہ آپ بہت مہمان نواز تھے اور لوگوں کی طرح ہم بھی قحط میں مبتلا ہیں اور طعام بھیجنے سے معذرت کر دی چنانچہ خدام خالی واپس لوٹے جب وہ ایک ریتلے نرم میدان سے گزرے تو اُنھوں نے خیال کیا کہ اگر یہاں سے بوریوں میں ریت بھر لیں تو بہتر رہے گا تاکہ جب لوگ بوریوں کو بھرا ہوا دیکھیں گے تو وہ سمجھیں گے کہ ہم طعام لاٹے ہیں اور یہ شرم کی بات ہے کہ ہم خالی بوریاں لے کر لوگوں کے سامنے جائیں تو اُنھوں نے نرم ریت بوریوں میں بھر لی۔ جب وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور آپ کو حالات سے آگاہ کیا تو آپ کو صدمہ پہنچا اور آپ پر نیند کا غلبہ ہو گیا تو آپ سو گئے جبکہ آپ کی بیوی سیدہ سارہ علیہا السلام بھی سو رہی تھیں۔ جب سورج بلند ہوا تو وہ بیدار ہوئیں اور کہنے لگیں سبحان اللہ! خدام آتے نہیں؟ عرض کیا گیا وہ آگئے ہیں۔ آپ اٹھیں اور ایک بوری کو کھولا تو اس میں بہترین آٹا تھا اور یہی حال دوسری بوریوں کا تھا۔ آپ نے آٹا نکالا اور گوندھ کر روٹیاں پکائیں اور مہمانوں کو کھانا کھلایا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بیدار ہوئے تو آپ کو روٹیوں کی خوشبو آئی۔ فرمایا یہ کہاں سے آئی ہیں؟ سیدہ سارہ علیہا السلام نے عرض کیا یہ آٹا آپ کے مصری خلیل (دوست) نے بھیجا ہے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا بلکہ میرے خلیل اللہ نے یہ بھیجا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو

۳۱۳۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ ثَنَا سُلَيْمٌ ثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ
سَعِيدُ بْنُ جَبْرِ أَرَاهُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
..... قَالَ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ حُفَاةٌ عُرَاةٌ
غُرُلًا ثُمَّ قَرَأَ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نَعِيدُهُ وَعَدَّا عَلَيْهَا إِنَّا كُنَّا

خیل سے موصوم کیا۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ پر غلت کا اطلاق بطور مشاکلت ہے۔ کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کا یہ فرمانا بلکہ میرے خلیل اللہ نے بھیجا ہے یہ سارہ کے کلام آپ کے مہری خلیل نے بھیجا ہے کے مقابلہ میں جیسے نفس کا اطلاق بطور مشاکلت ہے۔ قرآن کریم میں ہے تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ " ایک یہ وجہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ آپ نے مشرکوں کو دعوتِ توحید دی اور ان کو چاند، ستاروں، سورج اور بتوں کی پوجا سے منع کیا۔ جس کے باعث آپ کو سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا حتیٰ کہ اپنے آپ کو نمرود کی آگ میں ڈال دیا۔۔۔ اللہ کی رضا میں بیٹے کی قربانی کرنے تیار ہو گئے اور لوگوں کی مہمانی آپ کا شعار رہا۔ یہ ایسے امور تھے جن سے اللہ بہت خوش ہوتا ہے اس لئے آپ کو خلیل بنایا۔ علماء اور وجوہ بھی بیان کرتے ہیں۔ نیز آپ اللہ تعالیٰ سے بہت محبت کرتے تھے اور اللہ کی مرضی کے مطابق اس کی طاعت کرتے تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے جیسے ابراہیم کو خلیل بنایا ہے۔ ابن ابی حاتم نے اپنے اسناد سے عبد اللہ ابن عمیر کا ذکر کیا کہ ابراہیم علیہ السلام لوگوں کی مہمانی کیا کرتے تھے۔ ایک روز کسی شخص کی تلاش میں باہر نکلے تاکہ اس کی مہمانی کریں تو کوئی شخص نہ ملا۔ آپ اپنے گھر واپس آئے تو اس میں ایک شخص کھڑا دیکھا تو اس سے فرمایا اے خدا کے بندے میری اجازت کے بغیر تم کو کس نے گھر میں داخل کیا۔ اُس نے کہا اس کے مالک کی اجازت سے داخل ہوا ہوں۔ فرمایا تو کون ہے؟ کہا میں ملک الموت ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کی طرف بھیجا ہے جس کو اللہ نے خلیل بنایا ہے۔ فرمایا وہ شخص کون ہے؟ بجا! اگر مجھے اس کی خبر دے تو وہ جہاں بھی ہوگا تو میں اس کے پاس ضرور جاؤں گا اگرچہ دنیا کے ایک کونہ میں ہو۔ اور وفات پانے تک میں اس کا ساتھی رہوں گا ملک الموت نے کہا وہ آپ ہی تو ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا درست ہے پھر فرمایا کس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیل بنایا ہے۔ ملک الموت نے کہا آپ لوگوں کو عطایا دیتے ہیں اور پھر ان سے واپسی کا مطالبہ نہیں کرتے واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا تم قیامت میں برہنہ پاؤں، ننگے بدن اور بغیر غنہ کے

۳۱۳۳ —

فَاعِلِينَ وَأَوَّلَ مَنْ يَكْسَى يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِبْرَاهِيمُ وَإِن نَّاسًا مِّنْ أَصْحَابِي
يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ أَصْحَابِي أَصْحَابِي فَيَقُولُ إِنَّهُمْ لَمْ
يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ
وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ إِلَى قَوْلِهِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

کے اٹھائے جاؤ گے پھر پڑھا جس طرح ہم نے ابتداء تم کو پیدا کیا دوبارہ اسی طرح لوٹائیں گے۔ یہ ہمارا وعدہ ہے ہمارے ذمہ ہے۔ ہم اس کو ضرور پورا کریں گے یا قیامت کے روز سب سے پہلے جس کو لباس پہنایا جائے گا۔ وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں اور میرے چند اصحاب کو بائیں جانب لے جایا جائے گا تو میں کہوں گا یہ میرے اصحاب ہیں یہ میرے اصحاب ہیں تو کہا جائے گا جب آپ ان سے جدا ہوئے وہ اپنی ایڑھیوں کے بل اسلام سے مرتد ہو گئے تھے تو میں کہوں گا جیسے عبد صالح (عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا تھا جب تک میں ان میں رہا ان پر گواہ رہا۔ اور جب تم مجھے فوت کیا تو تو ہی ان پر نگہبان ہے۔ العزیز الحکیم تک۔

شرح : ابوداؤد نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب وہ فوت ہونے لگے تو آنکھوں نے نئے کپڑے منگوا کر پہنے اور کہا میں نے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ میت کو اسی لباس میں اٹھایا جائے گا جس میں اس کا انتقال ہوا ہوگا۔ ابن جان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ جبکہ امام ترمذی نے مرفوع حدیث ذکر کی کہ تم پیادے اور سوار اٹھائے جاؤ گے اور تم چہروں کے بل چلو گے لیکن اس کا بخاری کی اس حدیث سے معارضہ نہیں کیونکہ لوگ قبروں میں سے اپنی کپڑوں میں اٹھائے جائیں گے جن میں وہ فوت ہوئے ہوں گے پھر محشر کے میدان میں جب لوگ جمع ہوں گے تو ان کا یہ لباس اتر جائے گا تو ان کا برہنہ محشر ہوگا یا حدیث کا معنی یہ ہے کہ بعض لوگ حساب کتاب کی جگہ ننگے چل کر آئیں گے پھر ان کو جنت کا لباس پہنایا جائے گا۔

اس حدیث میں سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہت بڑی فضیلت ہے جیسے سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ فضیلت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عرش کا پایا پکڑے ہوئے پاؤں گے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے اپنی قبر شریف سے باہر تشریف لائیں گے لیکن اس کو یہ لازم نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام آپ سے افضل ہیں کیونکہ یہ جزوی فضیلت ہے جو کلی فضیلت کے منافی نہیں یا معنی یہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم متکلم ہیں اور مذکور حکم سے خارج ہیں چنانچہ علماء اصول نے ذکر کیا ہے کہ متکلم اپنے عمومی خطاب میں داخل نہیں ہوتا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم

علیہ السلام جنبی چادر پہنائی جائے گی۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور پھر دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کو جنبی چادریں پہنائی جائیں گی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ ان کو برہنہ نمود کی آگ میں ڈالا گیا تھا۔ حدیث میں لفظ ”اصحابی“ کا تکرار تاکید کے لئے ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ لوگ منافق اور مرتد ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اسلام سے منحرف ہو گئے تھے ابو عمر نے کہا یہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کے خلاف نئی اشیاء پیدا کیں جیسے روافض اور خوارج اور دیگر اہل اسواء وغیرہ ان کو حوض سے دھکیل دیا جائے گا۔ اسی طرح حق کو مٹانے والوں اور علانیہ کبیرہ گناہ کرنے والوں کو حوض سے دور رکھا جائے گا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پانی غنائت فرمانے کا ارادہ فرمائیں گے تو فرشتے یہ عرض کرتے ہوئے روک دیں گے کہ یہ لوگ آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے لیکن اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ارتداد اور رخص و خروج کا علم نہیں ہوگا کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا میری امت کے اعمال صبح و شام مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ چونکہ آپ سارے جہانوں کے لئے رحمت ہیں اور اگر کسی نے آپ سے مانگا تو آپ نے کبھی انکار نہیں کیا اس غائت شفقت کے باعث آپ ان کو بھی پانی دینے کا ارادہ فرمائیں گے جیسے عبد اللہ بن ابی بن سلول جو رئیس المنافقین تھا۔ آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی کیونکہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کی نماز جنازہ سے آپ کو منع نہیں کیا تھا اس کے بعد جب منافقوں کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع کر دیا تو آپ نے کسی منافق کی نماز جنازہ نہیں پڑھی ایسے ہی پہلے آپ کو ان لوگوں کے متعلق پانی دینے سے منع نہیں کیا گیا تھا۔ جب فرشتوں نے اللہ کے حکم مطابق روک دیا تو آپ نے ان کو پانی دینے کا ارادہ ترک فرما دیا مسم نے باب الحوض میں حدیث ذکر کی کہ جب آپ ان کو پانی دینے کا ارادہ فرمائیں گے تو فرشتے عرض کریں گے کیا آپ جانتے نہیں کہ یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے؟ یعنی جب آپ کو علم ہے کہ یہ لوگ بعد میں منحرف ہو گئے تھے۔ تو آپ انہیں پانی نہ دیں اس حدیث سے یہ بات واضح طور پر سامنے آجاتی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو پانی دینا رحمت و شفقت پر مبنی ہے جو آپ کی عادت کریمہ ہے۔ علاوہ ازیں قیامت کی بات آپ اب دنیا میں فرما رہے ہیں کہ حوض پر اس طرح ہوگا پھر کیسے یہ تصور ممکن ہے کہ قیامت میں آپ کو علم نہ ہوگا۔ یاد رہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی صحابی مرتد نہیں ہوا۔ حدیث میں مذکور وہ لوگ ہیں جو جاہل عرب تھے اور وہ دور دور سے خوف زدہ ہو کر اور نفسانی طمع کے باعث اسلام میں داخل ہو گئے تھے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ لوگ دو قسم کے تھے۔ ایک قسم وہ تھے جو نافرمان استقامت سے منحرف ہوئے اسلام سے منحرف نہ ہوئے تھے۔ یہ لوگ اعمال صالحہ کی جگہ بُرے عمل کرنے لگے تھے۔ دوسری قسم وہ لوگ تھے جو دین سے مرتد ہو کر کفر میں داخل ہو گئے تھے۔ یہ اپنی ایڑیوں کے بل پھر گئے۔ غالباً یہ لوگ منکرینِ زکوٰۃ تھے۔

۳۱۳۴ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَخِي عَبْدُ الْحَمِيدِ
عَنِ ابْنِ أَبِي ذُبَيْبٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَلْقَىٰ إِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ أَزْرَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَعَلَىٰ وَجْهِهِ أَزْرَقَةٌ
وَعَبْرَةٌ يَقُولُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ لَا تَعْصِنِي يَقُولُ أَبُوهُ فَالْيَوْمَ
لَا أَغْصِيكَ يَقُولُ إِبْرَاهِيمُ يَا رَبِّ إِنَّكَ وَعَدْتَنِي أَنْ لَا تُخْزِيَنِي يَوْمَ
يُبْعَثُونَ فَأَيُّ خِزْيٍ أَخْزَىٰ مِنْ ابْنِ أَبِي الْأَبْعَدِ يَقُولُ اللَّهُ إِنِّي حَرَمْتُ الْجَنَّةَ
عَلَى الْكَافِرِينَ ثُمَّ يَقَالُ يَا إِبْرَاهِيمُ مَا تَحْتِ رِجْلَيْكَ فَيَنْظُرُ فَإِذَا هُوَ بِذِيخٍ
مُتَلَطِّعٍ فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهِ فَيُلْقَىٰ فِي النَّارِ

۳۱۳۴ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ابراہیم (علیہ السلام) اپنے چچا آزر کو قیامت کے روز ملیں گے جبکہ اس
کے چہرہ پر سیاہی اور غبار چھایا ہوگا۔ ابراہیم (علیہ السلام) اسے فرمائیں گے۔ کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ میری
نافرمانی مت کر تو ان کا چچا آزر کہے گا آج میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا (یہ سن کر) ابراہیم اللہ سے عرض
کریں گے اے میرے پروردگار! تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ جس روز لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے
تو تجھے رسوا نہیں کرے گا۔ تیری رحمت سے دور میرے چچا کی رسوائی سے بڑھ کر کیا رسوائی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ
فرمائے گا میں نے کافروں کے لئے جنت حرام کر دی ہے۔ پھر کہا جائے گا اے ابراہیم تمہارے پاؤں کے نیچے کیا
ہے؟ وہ دیکھیں گے تو بہت بالوں والا نہر بھو خون آلود ہے اس کی ٹانگیں پکڑ کر اس کو دوزخ میں پھینک دیا
جائے گا!

۳۱۳۴ — شرح : قرآن کریم میں چچا پر باپ کا اطلاق ہے چنانچہ ارشاد ہے ”وَمِنْ
آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ“ یہ خطاب حضرت یعقوب علیہ السلام سے ہے اور اسماعیل علیہ السلام
آپ کے چچا تھے جن پر باپ کا اطلاق ہوا ہے۔ اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کے چچا آزر پر باپ کا اطلاق ہے۔ حالانکہ
آپ کے والد تاریخ میں جیسا کہ آپ کے نسب میں ذکر ہو چکا ہے۔ آزر کو بھو اس لئے مسخ کر دیا جائے گا کہ یہ تمام
جاندوں سے زیادہ بیوقوف ہے۔ اس کی ایک بیوقوفی یہ ہے کہ یہ ضروری شئی سے بھی غافل ہو جاتا ہے جس سے

۳۱۳۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو

أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ دَخَلَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ فَوَجَدَ فِيهِ صُورَةَ إِبْرَاهِيمَ وَصُورَةَ مَرْيَمَ
فَقَالَ أَمَا هُمُ فَقَدْ سَمِعُوا أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ هَذَا
إِبْرَاهِيمُ مَصُورٌ فَمَالَهُ يَسْتَقْسِمُ

۳۱۳۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى ثَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْرَعٍ عَنْ أَيُّوبَ

عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَى الصُّورَ فِي
الْبَيْتِ لَمْ يَدْخُلْ حَتَّى أَمَرَ بِهَا فُحِّيتُ وَرَأَى إِبْرَاهِيمَ وَاسْمَعِيلَ بَايِدِيهِمَا
الْأُزْلَامَ فَقَالَ قَاتِلَهُمُ اللَّهُ وَاللَّهُ إِنْ أُسْتُقْسِمَا بِالْأُزْلَامِ قَطُّ

غفلت نہیں برتی جاتی۔ جب آذر نے حضرت ابراہیم علیہ السلام جو تمام لوگوں سے زیادہ شفیق تھے کی نصیحت قبول نہ کی اور شیطان کے دھوکہ فریب میں پھنسا رہا اور ضروری امر سے غافل ہوا تو اس کو بجو مسخ کر دیا گیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبیوں سے کافروں کو فائدہ نہیں پہنچے گا جبکہ ان کا خاتمہ کفر پر ہو گیا ہو۔

۳۱۳۵۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے تو اُس میں ابراہیم علیہ السلام کی صورت اور مریم علیہا السلام کی صورت پائی تو فرمایا کیا اُنھوں نے سنا نہیں کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی صورت ہو۔ یہ ابراہیم کی صورت ہے یہ کیسی تقسیم کرتے ہیں۔

۳۱۳۶۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیت اللہ میں صورتیں دیکھیں تو اس میں داخل نہ ہوئے حتیٰ کہ ان کے متعلق حکم دیا اور ان کو مٹا دیا گیا اور حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے ہاتھوں میں تیر دیکھے تو فرمایا اللہ ان کو ہلاک کرے بخدا! اُنھوں نے کبھی تیروں سے تقسیم نہیں کی۔

۳۱۳۷ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا يُحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ثنا
 عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ قَالَ
 اتَّقَاهُمْ فَقَالُوا لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسَأُ لَكَ قَالَ فَيُوسُفُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ نَبِيِّ
 اللَّهِ ابْنِ خَلِيلِ اللَّهِ قَالُوا لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسَأُ لَكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ
 تَسْأَلُونَ خِيَارَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقَهُوا قَالَ أَبُو
 أُسَامَةَ وَمُعْتَمِرٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

شرح : یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے

۳۱۳۵ ، ۳۱۳۶ —

میں یہ گمان کرنا کہ آپ تیروں سے لوگوں کے امور

کی تقسیم کرتے تھے بے بنیاد افتراء ہے کیونکہ آپ ان الائنس سے معصوم تھے کیونکہ تیروں سے لوگوں کے مقسوم
 کا فیصلہ کرنا حرام ہے اور یہ قمار بازی ہے جس کی انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف نسبت کرنا ان کی ذوات مطہرہ
 پر بدناما دھبہ لگانا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے تقدس کی پامالی ہے اور اس کی ذات منزہ صفات پر افتراء ہے
 حدیث میں مذکور لفظ "اما" کا قسیم "هذا ابراہیم" ہے یا مخذون ہے جیسے "وَأَمَّا صُورُتُ مَرْيَمَ فَكَذَّاءٌ"
 قوله "إِنْ اسْتَقْسَمُوا" میں "إِنْ" نافیہ ہے۔ یعنی حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے تیروں سے تقسیم
 نہیں کی۔

۳۱۳۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتاب صلی اللہ

علیہ وسلم سے عرض کیا گیا۔ "یا رسول اللہ، لوگوں میں سے سب سے زیادہ مکرم و معظم کون ہے۔ آپ نے فرمایا جو ان میں
 سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ لوگوں نے کہا ہم نے یہ سوال نہیں کیا تو آپ نے فرمایا اللہ کا نبی یوسف بن نبی اللہ
 بن نبی اللہ بن خلیل اللہ۔ اللہ کے نزدیک معظم ہیں۔ لوگوں نے کہا ہم آپ سے یہ نہیں پوچھتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا عرب خاندانوں سے متعلق پوچھ رہے ہو ان میں سے جو زمانہ جاہلیت میں سردار تھے وہ اسلام میں بھی سردار
 ہیں جبکہ وہ دین میں فقاہت حاصل کر لیں۔ ابواسامہ اور معتمر نے عبید اللہ سعید اور ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

شرح : یعنی یہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اشرف ہیں کیونکہ جو کوئی اللہ سے ڈرے

۳۱۳۷ —

وہ اشرف ہوتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ تقویٰ انسان میں عزت و وقار

۳۱۳۸۔ حَدَّثَنَا مُوَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ ثَنَا إِسْمَاعِيلُ ثَنَا عَوْفٌ ثَنَا أَبُو رَجَاءٍ
ثَنَا سَمُرَةٌ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ أَتَانِي اللَّيْلَةَ اِتْيَانِ فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ طَوِيلٍ
لَا أَكَادُ أَرَى رَأْسَهُ طَوِيلًا وَأَنَّهُ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

۳۱۳۹۔۔ حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ عَمْرٍو ثَنَا النَّضْرُ أَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ
أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَذَكَرُوا لَهُ الدَّجَالَ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ
أَوْكَفَ رَفَالَ لَمْ أَسْمَعْهُ وَلَكِنَّهُ قَالَ أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَانْظُرُوا إِلَى صَلَاحِكُمْ
وَأَمَّا مُوسَى فَجَعَدُ أَدَمُ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُومٍ بِخُلْبَةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهَا أَخَذَ
فِي الْوَادِي يُكَبِّرُ

کے اسباب پیدا کرتا ہے اور اس کے باعث انسان حرص و طمع سے دور رہتا ہے حتیٰ کہ وہ مباح امور سے بھی
اجتناب کرتا ہے گناہ کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اس حدیث سے قرطبی نے استدلال کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام
کے بھائی نبی نہیں تھے کیونکہ وہ نبی ہوتے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اس منقبت میں شامل کرتے۔ لیکن یہ استدلال
صحیح نہیں۔ کیونکہ یوسف علیہ السلام کا حدیث میں ذکر اس لئے ہے کہ آپ اپنے بھائیوں سے افضل تھے۔ جبکہ بعض علماء
نے حضرت یوسف علیہ السلام کو رسول مانا ہے۔ معادن، کا معنی اصول ہے جن طرف لوگ منسوب ہوتے ہیں اور ان
کے سبب ایک دوسرے سے فخر کی باتیں کرتے ہیں۔ ان کو معادن اس لئے کہا ہے کہ ان میں مختلف قابلیت پائی جاتی
ہے۔ ان میں سے بعض تو اللہ کے فیض کو قبول کی صلاحیت رکھتے ہیں اور بعض میں یہ قابلیت نہیں۔ جبکہ معدن میں مختلف
اقسام کے نفیس جواہر ہوتے ہیں۔ یہ لوگ بھی علوم کی معادن ہیں بشرطیکہ وہ علم دین میں فقاہت حاصل کریں۔ واللہ اعلم
ترجمہ : سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا آج رات میرے پاس دو شخص آئے۔ اور ہم سب ایک آدمی کے

۳۱۳۸۔

پاس آئے جس کا قبہ بہت لمبا تھا میں اس کی لمبائی کے سبب اس کا سر نہ دیکھ سکتا تھا اور وہ ابراہیم علیہ السلام تھے۔
(حدیث ۱۳۰۶ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : مجاہد سے روایت ہے کہ انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا
جبکہ لوگوں نے ان کے پاس دجال کو ذکر کیا کہ اس کی دو آنکھوں کے
درمیان کافسہ یا کف رکھا ہوا ہے۔ ابن عباس نے کہا یہ میں نے نہیں سنا لیکن آپ نے فرمایا کہ بہر حال ابراہیم

۳۱۳۹۔

۳۱۴۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقُرَشِيُّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ سَنَةً بِالْقَدُومِ تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ وَتَابَعَهُ عَجْلَانُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

۳۱۴۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ ثنا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ وَقَالَ بِالْقَدُومِ

مُخَفَّفَةً

کو دیکھنا ہے تو اپنے صاحبِ دینی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لو لیکن موسیٰ گھٹکھریالے بالوں والے گندی زبک والے سُرُخ اونٹ جس کی نیکل کھجور کی چھال سے بنی ہوئی تھی پر سوار تھے۔ گویا کہ میں ان کو اب دیکھ رہا ہوں کہ وہ وادی میں اترتے ہوئے تکبیر کہہ رہے ہیں۔

۳۱۴۹۔ شرح : وَذَكَرُوا لَهُ الدَّجَالَ سے قال تک جملہ معترضہ ہیں اور ک ف ر سے دجال کے کفر کی طرف اشارہ ہے۔ محققین کا مسلک یہ ہے کہ دجال کے

ما تھے پر حقیقتہً کافر لکھا ہوا ہے۔ جو مومن کو نظر آئے گا اگرچہ وہ پڑھا ہوا نہ ہو جس سے وہ اس کے کفر پر اطلاع پائے گا۔ ”صاحب“ سے مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگوں کا تصور کرنا جائز ہے۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم ”علیہ السلام“ نے قدم میں ختنہ کیا جبکہ آپ

کی عمر شریف اتنی برس تھی۔ عبد الرحمن بن اسحاق ابو الزناد سے روایت کرنے میں در عجلان نے ابو ہریرہ سے روایت کرنے میں شعیب کی متابعت کی ہے۔ اور محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے اس کی روایت کی ہے!

۳۱۴۱۔ ترجمہ : ابو الیمان نے بیان کیا کہ ہمیں شعیب بن ابی حمزہ حمصی نے خبر دی انھوں نے کہا ابو الزناد نے قدوم ”مخفف“ روایت کیا ہے

۳۱۴۰ ، ۳۱۴۱۔ شرح : یعنی لفظ ”قدوم“ کو اکثر علماء نے دال ”مخفف“ پڑھا ہے اس کا معنی تیشہ ہے۔ اور بعض علماء نے ”دال“ ”شد“

۳۱۴۳ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ الرَّعِنِيُّ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ
 أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا ثَلَاثًا ۚ وَثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَجْنُوبٍ ۚ
 ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ
 إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ ثِنْتَيْنِ مِنْهُنَّ فِي ذَاتِ اللَّهِ قَوْلُهُ إِنِّي سَقِيمٌ وَقَوْلُهُ بَلْ فَعَلَهُ
 كَبِيرُهُمْ هَذَا وَقَالَ بَيْنَاهُمَا ذَاتَ يَوْمٍ وَسَارَةٌ إِذَا قِيَّ عَلَى جَبَّارٍ مِنَ الْجَبَّارَةِ
 نَقِيلَ لَهُ إِنَّ هَهُنَا رَجُلًا مَعَهُ امْرَأَةٌ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ
 فَسَأَلَهُ عَنْهَا قَالَ مَنْ هَذِهِ قَالَ أُخْتِي فَأَتَى سَارَةً فَقَالَ يَا سَارَةُ لَيْسَ عَلَى
 وَجْهِهِ الْأَرْضُ مِنْ مَوْمِنٍ غَيْرِي وَغَيْرِكَ وَأَنْ هَذَا سَأَلَنِي فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّكَ
 أُخْتِي فَلَا تُكَذِّبِيَنِي فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ وَذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بَيْدَهُ

پڑھا ہے یہ ایک جگہ کا نام ہے۔ الحاصل تمام روایات کا اس پر اتفاق ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
 اسی برس کی عمر شریف میں خود اپنا ختنہ کیا تھا۔

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام
 نے صرف تین بار کے سوا کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ابراہیم علیہ السلام نے تین بار کے سوا کبھی جھوٹ
 نہیں بولا۔ ان میں سے دو تو اللہ کی ذات ستودہ صفات کے واسطے

تھے وہ ان کا فرمانا کہ میں بیمار ہوں اور ان کا ارشاد کہ بلکہ یہ اُن کے بڑے بُت نے کیا ہے۔ ایک روز وہ اور ان کی
 بیوی سارہ سفر کر رہے تھے کہ (دوران سفر) ایک جابر بادشاہ کی مملکت میں سے گزرے تو اس سے کسی نے کہا یہاں ایک
 مرد (آیا) ہے اس کے ساتھ بہت خوبصورت عورت ہے۔ اس جابر نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیغام بھیجا اور
 حضرت سارہ کے متعلق دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا یہ میری بہن ہے۔ پھر آپ سارہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان
 سے فرمایا اے سارہ میرے اور تیرے سوا اس زمین پر کوئی مومن نہیں ہے۔ اس ظالم بادشاہ نے مجھ سے پوچھا تھا تو میں نے

فَاُخِذَ فَقَالَ ادْعِ اللَّهَ لِي وَلَا اضْرِكْ فَدَعَتِ اللَّهُ فَأُطْلِقَ ثُمَّ تَنَاوَلَهَا
ثَانِيَةً فَأُخِذَ مِثْلَهَا أَوْ أَشَدَّ فَقَالَ ادْعِ اللَّهَ لِي وَلَا اضْرِكْ فَدَعَتِ فَأُطْلِقَ
فَدَعَا بَعْضَ حُجَبَتِهِ فَقَالَ إِنَّكَ لَمُتَاتِي بِنَاسٍ إِنَّمَا اسْتَتَنَى بِشَيْطَانٍ فَأُخِذَهَا
هَاجِرًا فَاتَتْهُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ هَمِيًّا قَالَتْ رَدَّ اللَّهُ كَيْدَ
الْكَافِرِ وَالْفَاجِرِ فِي نَحْرِهِ وَأَخَذَ هَاجِرًا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَبَلَغَ أَمْكُمَا
بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ

اے بتایا کہ تو میری بہن ہے تو نے مجھے جھٹلانا نہ ہوگا! اتنے میں اس ظالم نے سارہ کو بلوایا جب آپ اس کے پاس
پہنچیں تو اُس نے اپنے ہاتھ سے سارہ کو پکڑنا چاہا تو وہ (زمین میں) پکڑا گیا۔ اُس نے سارہ سے کہا میرے لئے اللہ
سے دُعا کرو میں تجھے اذیت نہیں پہنچاؤں گا۔ سارہ نے اللہ سے دُعا کی تو وہ چھوڑا گیا۔ پھر اس نے دوبارہ سارہ
کو پکڑنا چاہا تو وہ اسی طرح پکڑا گیا یا اس سے سخت گرفت میں آگیا۔ اُس نے سارہ سے کہا میرے لئے اللہ سے دُعا
کرو میں تجھے کوئی اذیت نہیں پہنچاؤں گا۔ آپ نے دُعا کی تو اس کی خلاصی ہو گئی۔ پھر اس نے ایک خادم کو بلایا اور اسے
کہا تم میرے پاس انسان نہیں لائے ہو تم تو میرے پاس شیطان لے آئے ہو اور سارہ کو بطور خدمت ہاجرہ دے کر واپس
بھیج دیا۔ سارہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں جبکہ آپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ اُنھوں نے ہاتھ کے اشارہ
سے فرمایا کیسے حال رہا۔ سارہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے کافر یا فاجر کے فریب کو اس کے سینے میں لوٹا دیا اور اس نے ہاجرہ خدمت
کے لئے دی ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے آسمان کے پانی کے بیٹو! یہ تمہاری ماں ہے!

شرح : مسلم کی روایت میں تیسرا کذب کو کعب، قمر اور سورج کے
طلوع و غروب ہونے کو ذکر کیا ہے جبکہ آپ نے سارہ کے

طلوع کے وقت فرمایا: ”یہ میرا رب ہے“ اسی طرح چاند کے طلوع کے وقت فرمایا یہ ”میرا رب ہے“ اسی طرح سورج
کے طلوع کے وقت یہ فرمایا تو بخاری میں مذکور تین کذبات میں حصہ نہ رہا اس کا جواب یہ ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام
نے اگر کمسنی میں یہ فرمایا ہے تو یہ کسی شمار میں نہیں اور اگر بلوغ کے بعد فرمایا ہے تو یہ لوگوں پر حجت قائم کرنے کے لئے
فرمایا تھا۔ اور ان کو یہ بتانا مقصود تھا کہ جو شئی تغیر کو مشہول کرے وہ سلوہیت کی صلاحیت نہیں رکھتی متغیر خدا نہیں
ہو سکتا یا ان کو توبیخ و تہکم کے لئے فرمایا تھا اس پر جھوٹ کا اطلاق نہیں ہوتا۔ لہذا حصہ میں نقص نہیں۔

تین امور پر کذب اور جھوٹ کا اطلاق ظاہری اعتبار سے ہے اور یہ سامعین کی نسبت جھوٹ میں درحقیقت جھوٹ
نہیں کیونکہ آپ کا ارشاد ”إِنِّي سَقِيمٌ“ کا معنی یہ ہے میں بیمار ہونے والا ہوں کیونکہ انسان پر بیماری آتی رہتی ہے۔

یا اس وقت میں آپ کو بخار کی صورت پیدا ہو رہی تھی یا اس کا معنی یہ ہے کہ مشرکوں کی عید کے مقام میں میرا جانا میرے لئے بیماری ہے اور آپ کا ارشاد : **بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ**، اس میں آپ نے بت کی طرف اسناد کیا کیونکہ بتوں کو توڑنے پھوڑنے کا سبب دہی تھا۔ **يَا بَلْ فَعَلَهُ** پر وقف ہے اور **كَبِيرُهُمْ هَذَا**، نیا کلام ہے۔ تو آئت کا معنی یہ ہے کہ بلکہ اس کو کرنے والے نے کیا ہے۔ تم ان بتوں سے پوچھ لو اگر یہ بولنے کی طاقت رکھتے ہیں اور سارہ علیہا السلام کو بہن کہنا اس لحاظ سے ہے کہ وہ آپ کی اسلامی بہن تھیں۔ فقہاء نے تصریحات کی ہیں کہ بعض صورتوں میں جھوٹ بولنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اور سارہ کا واقعہ اگرچہ یہ بھی اللہ کے لئے تھا، لیکن اس میں کچھ حظ انسان بھی پایا جاتا ہے۔ اور پہلی دونوں باتیں خالص اللہ کے لئے ہیں۔ اس لئے ان کی نسبت اللہ کی طرف کی۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سفر میں لوط علیہ السلام بھی آپ کے ساتھ تھے تو آپ کا یہ فرمانا کہ میرے اور تیرے سوا اس زمین میں کوئی مومن نہیں۔ کیسے صحیح ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام اگرچہ سفر میں آپ کے ہمراہ تھے لیکن مصر میں داخل ہوتے وقت ساتھ نہ تھے جب وہ مصر میں داخل ہوئے تھے۔ اس وقت صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سارہ تھیں۔ اس لئے آپ کا ارشاد صحیح ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سفر اس وقت کیا جبکہ شام میں قحط پڑا تھا۔ اس وقت مصر کا بادشاہ فرعون تھا یہ سب سے پہلا فرعون ہوا ہے جس کی عمر بہت لمبی تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں فرعون اور تھا **قوله فِتْلِكَ اَمْكُمْ** الخ اس سے مراد عرب کے لوگ ہیں کیونکہ وہ بارش کے پانی پر گزارا کرتے تھے اور جہاں بھی بارش کا جمع پانی مل جاتا وہیں اقامت کر لیتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام عرب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں۔

بعض علماء نے بیان کیا کہ حدیث میں مذکور پانی سے مراد آب زمزم ہے جو اللہ تعالیٰ نے ماجرہ کے لئے جاری کیا تھا اس پر ان کی زندگی کا انحصار تھا گو یا کہ لوگ اس کی اولاد ہیں۔ ابن حبان نے صحیح میں ذکر کیا کہ جو کوئی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہے اس کو ابن ماجہ السماء کہا جاتا ہے۔ کیونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ماجرہ کے صاحبزادے ہیں اور انھوں نے آب زمزم سے پرورش پائی ہے جو آسمان کا پانی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر نسی کو بھی بھائی کہہ سکتے ہیں اور اس سے مراد اسلامی بھائی ہے۔ بعض لوگوں نے ماجرہ کو نبی کہا ہے مگر یہ درست نہیں۔
(حدیث ۲۰۷۸ کی شرح دیکھیں)

۳۱۴۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى أَوْ ابْنُ سَلَامٍ عَنْ شَا
ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أُمِّ
شَرِيكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزْعِ وَقَالَ وَ
كَانَ يَنْفَعُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

۳۱۴۵ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ غِيَاثٍ ثنا أَبِي أَنَا الْأَعْمَشُ
ثَنَى إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ
يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ آيُنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ قَالَ لَيْسَ
كَمَا تَقُولُونَ لَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ بِشَرِكٍ أَوَلَمْ تَسْمَعُوا إِلَى قَوْلِ لَقْمَانَ لِبَنِيهِ
يَا بَنِي لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ

۳۱۴۴ — ترجمہ : ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ساندے کو مار دینے کا حکم فرمایا اور فرمایا یہ ابراہیم علیہ السلام پر
بھونکیں مار رہا تھا۔

۳۱۴۵ — شرح : یعنی ام شریک رضی اللہ عنہا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے ساندے کو مار دینے کے متعلق پوچھا تو آپ نے اس کو قتل کر دینے
کا حکم دیا۔ بعض علماء نے ذکر کیا کہ اہم ابرص ہے جس گھر میں زعفران ہو۔ وہاں یہ داخل نہیں ہوتا اور اس کی مادہ
منہ کے ذریعہ بارور ہو کر اندھے دیتی ہے۔ اگر یہ جسم ہو جائے تو اس کو سام ابرص کہتے ہیں۔ یہ کھانے کے برتن پیشاب
ڈال دیتی ہے جس سے انسان بدترین مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اگر پسٹا ہوا نمک مل جائے تو اس میں لیٹتی ہے اور
اس میں برص کا مادہ ہوتا ہے۔ یہ سانپ کی طرح سردی کے چار مہینوں میں کچھ نہیں کھاتی اور ان دونوں میں بہت
الفت ہے جیسے غلاظت کے کیڑے اور بچھوے میں الفت ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مژدہ نے
آگ میں ڈالا تو ہر جانور آگ کو بجھانے کی کوشش میں تھا۔ اور ساندھا ان پر آگ بھونکنے میں مصروف تھا۔ علامہ قسطلانی
رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ جب بیت المقدس کو آگ لگائی گئی تھی تو ساندھے آگ کو بھونکتے تھے۔ طبرانی میں ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے ضعیف روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساندھے کو مار ڈالو اگر چہ وہ کعبہ کے

بَابُ يَرْفُونَ النَّسْلَانَ فِي الْمَشَى

۳۱۴۶ — حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ نَصْرِ شَنَا أَبُو سَامَةَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بِالْحَمِّ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ يَجْمَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَيَسْمِعُهُمُ الدَّاعِيَ وَيُنْفِذُهُمُ الْبَصَرَ

کے اندر ہو۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب

۳۱۴۵ —

یہ آیت کریمہ نازل ہوئی «الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ» جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنا ایمان ظلم سے نہ ملایا تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے کون ہے جس نے ظلم نہ کیا ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی بات نہیں جو تم کہتے ہو آیت کا معنی یہ ہے کہ انہوں نے ایمان کو شرک سے نہ ملایا کیا تم نے سنا نہیں ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے میرے پیارے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

شرح : اس حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ مذکور

۳۱۴۵ —

تمام احادیث حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذکر سے خالی نہیں اگرچہ ذکر کم و بیش ہو اور مناسبت سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ حدیث میں عنوان کا کوئی لفظ پایا جائے اگرچہ قلیل تر ہو۔ حدیث ۳۱ کی شرح دیکھیں۔

بَابُ يَرْفُونَ لَعْنِي رِقَارٍ مِّنْ تَبْرِىٰ كَرْنَا

۳۱۴۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس گوشت لایا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز پہلے اور پچھلے لوگوں کو ایک وسیع میدان میں جمع کرے گا تو ان کو پکارنے والا اپنی آواز ان کو سنا سکے گا اور سب کو نظر پہنچے گی اور سورج لوگوں کے

وَتَدْنُوا الشَّمْسُ مِنْهُمْ فَذَكَرَ حَدِيثَ الشَّفَاعَةِ فَيَا قُونِ اِبْرَاهِيمَ
فَيَقُولُونَ اَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَخَلِيلُهُ مِنَ الْاَرْضِ اِشْفَعْ لَنَا اِلَى رَبِّكَ
فَيَقُولُ وَذَكَرَ كَذِبَاتِهِ نَفْسِي نَفْسِي اِذْهَبُوا اِلَى مُوسَى تَابِعَهُ اَنْسُ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۱۴۷ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا وَهْبُ بْنُ

جَرِيرٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيدٍ اِبْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيهِ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ اُمَّرَاةً اَعْمَلَتْ
لَوْ لَا اَنْهَا عَمَلَتْ لَكَانَ نَزْمُ عَيْنَا مَعَيْنَا وَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ ثَنَا اِبْنُ جُرَيْجٍ
قَالَ اَمَّا كَثِيرُ بْنُ كَثِيرٍ فَحَدَّثَنِي قَالَ اِنِّي وَعُثْمَانُ بْنُ اَبِي سُلَيْمٍ جُلُوسٌ مَعَ
سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ مَا هَكَذَا حَدَّثَنِي اِبْنُ عَبَّاسٍ وَلَكِنَّهُ قَالَ اَقْبَلَ
اِبْرَاهِيمَ بِاسْمَاعِيلَ وَاُمِّهِ وَهِيَ تُرْضِعُهُ مَعَهَا شَنَّةٌ لَمْ يَرْفَعْهُ

کے قریب ہوگا۔ پھر شفاعت کی حدیث ذکر کی اور فرمایا، لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے آپ اللہ کے نبی ہیں اور زمین میں اللہ کے خلیل ہیں۔ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کریں تو وہ فرمائیں گے اور اپنے محض ہوئی کذب ذکر کریں گے میں اپنی ذات کا بچاؤ چاہتا ہوں تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ حضرت انس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں ابوہریرہ کی متابعت کی۔

۳۱۴۷ — شرح : یہ باب پہلے باب وَاَتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا کی فصل کی طرح ہے کیونکہ امام بخاری نے اس کا عنوان ذکر نہیں کیا اور یزقون سے

فَاَقْبَلُوا اِلَيْهِ يَزْقُونَ کی طرف اشارہ ہے یعنی وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف دوڑتے ہوئے آئے جبکہ آپ نے ان کے بت توڑ دیئے تھے۔ نَسْلَان کا معنی تیز چلنا ہے۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ پر رحم کرے

اگر وہ جلدی نہ کرتیں تو آب زمزم جاری چشمہ ہوتا۔ انصاری نے کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا بہر حال کثیر بن کثیر نے یہ بیان کیا کہ میں اور ابوسلیمان سعید بن جبیر کے پاس بیٹھے تھے۔ اور انھوں نے کہا کہ ابن عباس نے مجھ سے ایسے نہیں بیان کیا لیکن انھوں نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام اسماعیل اور ان کی والدہ کو لے کر آئے جبکہ وہ ان کو دودھ پلایا کرتی تھیں ان کے ساتھ ایک چھوٹی سی مشک تھی۔ اس حدیث کو انھوں نے مرفوع بیان نہیں کیا پھر ابراہیم علیہ السلام ماجرہ اور ان کے بیٹے اسماعیل کو لے آئے۔

شرح : ماجرہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ اس طرح ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

۳۱۴۷

کی بیوی سارہ رضی اللہ عنہا نے قسم کھائی کہ وہ ماجرہ کے ساتھ اکتھی نہیں رہیں گی

اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام ماجرہ اور اسماعیل علیہ السلام کو براق پر سوار کر کے مکہ لے آئے اُس وقت مکہ کی سرزمین میں جھاؤ اور کیکر وغیرہ کے درخت تھے اور کوئی آبادی نہ تھی۔ البتہ بیت کی جگہ کچھ دوسری زمین سے اونچی تھی۔ ابراہیم علیہ السلام ان دونوں کو پتھر کی جگہ رکھ دیا اور واپس چلے گئے۔ ماجرہ نے ان کا پیچھے کرتے ہوئے کہا آپ ہم کو کس کے حوالہ کر رہے ہیں کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ فرمایا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے کہا جی ہاں! یہ سن کر ماجرہ نے کہا اب ہمیں کوئی خطرہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ضائع نہ ہونے دے گا۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام شام کو چلے گئے ماجرہ کے پاس صرف پانی کا مشکیزہ تھا۔ جب پانی ختم ہو گیا اور دونوں کو سخت پیاس لگی تو ماجرہ دوڑ کر صفا پہاڑی پر چڑھیں کہ کوئی آواز سنے یا کوئی انسان نظر آئے لیکن نہ تو کوئی آواز سنی اور نہ کوئی انسان نظر آیا پھر وہ مردہ پہاڑی کی طرف گئیں اور اس کے اوپر چڑھ کر دیکھا لیکن کوئی آواز اور انسان دکھائی نہ دیا۔ اس طرح ماجرہ نے صفا اور مردہ کے درمیان سات چکر کاٹے۔ اسی لئے حاجی ان کے درمیان سعی کرتے ہیں۔ پھر انھوں نے ایک آواز سنی تو بلند آواز سے کہا اے اللہ میری بات سن لے میں اور میرا بچہ پیاس کے باعث ہلاک ہو رہے ہیں۔ وہ کیا دیکھتی ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اسے کہہ رہے ہیں : تو کون عورت ہے؟

ماجرہ نے کہا : میں ابراہیم کی امانت ہوں وہ مجھے اور میرے بیٹے کو یہاں چھوڑ گئے ہیں۔

جبرائیل نے کہا : وہ تم کو کس کے حوالہ کر گئے ہیں؟

ماجرہ نے کہا : اللہ کے سپرد کر گئے ہیں!

جبرائیل نے کہا : ”وہ تم کو اس کے حوالہ کر گئے ہیں جو تمہارے لئے کافی ہے“

پھر ان دونوں کو زمزم کی جگہ لے آئے اور اپنی اڑھی مار کر پانی جاری کر دیا۔ اسی لئے زمزم کو جبرائیل کی اڑھی کی مار کہا جاتا ہے۔ جب پانی نکلنا شروع ہوا تو ماجرہ نے مشکیزہ پانی سے بھرا اور پانی جمع کرنے لگی لیکن پانی بدستور بہہ رہا تھا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالیٰ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ پر رحم فرمائے اگر وہ

جلدی نہ کرتیں تو زمزم جاری چشمہ ہوتا۔

۳۱۲۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ثَنَا مَعْرُوفٌ عَنْ
 أَيُّوبَ السَّخَّيَّانِيِّ وَكَثِيرِ بْنِ كَثِيرٍ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ يُزِيدُ أَحَدُهُمَا
 عَلَى الْأَخَرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَوَّلُ مَا اتَّخَذَ النَّسَاءُ مِنْطَقَ
 مِنْ قَبْلِ أَمْرِ إِسْمَاعِيلَ اتَّخَذَتْ مِنْطَقًا لَتُعْفِيَ أَثَرَهَا عَلَى سَارَةِ ثُمَّ جَاءَ
 بِهَا إِبْرَاهِيمُ وَبَابِهَا إِسْمَاعِيلُ وَهِيَ تُرَضُّعُهُ حَتَّى وَضَعَهَا عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَ
 دُوْحَةٍ فَوْقَ زَمْرَمٍ فِي أَعْلَى الْمَسْجِدِ وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ وَلَيْسَ بِهَا
 مَاءٌ فَوَضَعَهَا هُنَا لَكَ وَوَضَعَهَا جَرَابًا فِيهِ ثَمْرٌ وَسَقَاءٌ فِيهِ مَاءٌ ثُمَّ
 قَفَى إِبْرَاهِيمُ مِنْطَقًا فَتَبَعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَقَالَتْ يَا إِبْرَاهِيمُ أَيْنَ تَذْهَبُ
 وَتَتْرَكُنِي فِي هَذَا الْوَادِي الَّذِي لَيْسَ فِيهِ أُنْسٌ وَلَا شَيْءٌ فَقَالَتْ لَهُ ذَلِكَ
 مَرَارًا وَجَعَلَ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا فَقَالَتْ لَهُ اللَّهُ أَمْرُكَ هَذَا قَالَ نَعَمْ قَالَتْ إِذَنْ
 لَا يُضَيِّعُنَا ثُمَّ رَجَعَتْ فَأَنْطَلَقَ إِبْرَاهِيمُ حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْثُ

۳۱۲۸ — ترجمہ : سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سب سے پہلے عورتوں
 نے اسماعیل علیہ السلام کی والدہ سے کمر بند بنانا سیکھا۔ انھوں نے کمر بند اس لئے
 بنایا کہ اپنے نشانات سارہ سے چھپائیں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو اور ان کے بیٹے اسماعیل کو لائے حالانکہ
 وہ ان کو دودھ پلاتی تھیں۔ حتیٰ کہ ان دونوں کو مسجد کی اوپر کی طرف زمین کے اوپر بیت اللہ کے قریب ایک درخت
 کے پاس بٹھا دیا۔ اس دن مکہ میں نہ کوئی آدمی تھا اور نہ ہی وہاں پانی تھا۔ ابراہیم علیہ السلام نے دونوں کو وہاں
 بٹھا دیا اور ان کے پاس ایک چمڑے کے تھیلے میں کھجوریں اور ایک مشکیزہ میں پانی رکھ دیا۔ پھر واپس ہوئے تو ماجرہ نے ان کا
 پیچھا کرتے ہوئے کہا اے ابراہیم ہم کو اس جنگل میں جہاں کوئی انسان ہے اور نہ کوئی شئی ہے۔ چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو اور
 ان سے بار بار یہ کہا لیکن ابراہیم علیہ السلام اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی پھر ماجرہ نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا
 ہے؟ تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ہاں۔ اللہ نے کہا ہے، ”ماجرہ نے کہا اس وقت ہم کو وہ ضائع نہ ہونے دے گا پھر
 واپس آگئیں اور ابراہیم علیہ السلام چلے گئے حتیٰ کہ جب گھاٹی کے پاس پہنچے جہاں وہ ان کو نہ دیکھ سکتے تھے تو بیت اللہ

لَا يَرُونَهُ اسْتَقْبَلَ بَوَجهِ الْبَيْتِ ثُمَّ دَعَا بِأَوْلَادِ الدَّعَوَاتِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ
فَقَالَ رَبِّ إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْحَرَمِ
حَتَّىٰ بَلَغَ يَشْكُرُونَ وَجَعَلْتُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ تُرْضِعُ إِسْمَاعِيلَ وَتَشْرَبُ مِنْ ذَلِكَ
الْمَاءِ حَتَّىٰ إِذَا نَفِذَ مَا فِي السِّقَاءِ عَطِشْتُ وَعَطِشَ ابْنُهَا وَجَعَلْتُ تَنْظُرُ
إِلَيْهِ يَتَلَوَّىٰ أَوْ قَالَ يَتَلَبَّطُ فَأَنْطَلَقْتُ كَرَاهِيَةً أَنْ تَنْظُرَ إِلَيْهِ فَوَجَدْتُ
الصَّفَا أَقْرَبَ جَبَلٍ فِي الْأَرْضِ يَلِيهَا فَقَامْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ اسْتَقْبَلْتُ الْوَادِي
تَنْظُرُ هَلْ تَرَىٰ أَحَدًا فَلَمْ تَرَ أَحَدًا فَهَبَطْتُ مِنَ الصَّفَا حَتَّىٰ إِذَا بَلَغْتَ الْوَادِي
رَفَعْتُ طَرَفَ ذِرْعِيهَا ثُمَّ سَعَيْتُ سَعَى الْإِنْسَانِ الْمَجْهُودِ حَتَّىٰ جَاوَزْتُ الْوَادِي
ثُمَّ أَنْتِ الْمَرْوَةَ فَقَامْتُ عَلَيْهَا فَنَظَرْتُ هَلْ تَرَىٰ أَحَدًا فَلَمْ تَرَ أَحَدًا فَقَعَلْتُ
ذَلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلِذَا لَكَ
سَعَى النَّاسُ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا أَشْرَفْتُ عَلَى الْمَرْوَةِ سَمِعْتُ صَوْتًا فَقَالَتْ صَدِّ

کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کلمات سے دونوں ہاتھ اٹھا کر دُعا فرمائی کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنی اولاد ایسی وادی
میں بٹھرا دی ہے جہاں کوئی کھیتی باڑی نہیں حتیٰ کہ یسکرون تک پہنچے۔ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کو دودھ پلاتی
رہیں اور اس مشکیزہ سے پانی پیتی رہیں حتیٰ کہ مشکیزہ کا پانی ختم ہو گیا اور وہ اور ان کا بیٹا دونوں کو پیاس لگی۔ وہ
اپنے بیٹے کو دیکھتی کہ وہ پیاس سے تڑپ رہا ہے یا کھانے پر لڑیاں مار رہا ہے تو ایسی حالت میں اس کو دیکھنا برداشت
نہ کیا تو اس زمین کے پاس زیادہ قریب پہاڑ صفا کو پایا تو اس پر چڑھ کر کھڑی ہوئیں پھر جنگل کی طرف متوجہ ہو کر دیکھنے
لگیں کہ کوئی نظر آتا ہے؟ تو کسی کو نہ دیکھا اور صفا سے اتر گئیں حتیٰ کہ جب نشیب میں پہنچیں تو اپنی قمیص کا کنارہ اٹھایا
اور مصیبت زدہ انسان کی طرح دوڑنے لگیں حتیٰ کہ نشیب سے گزر گئیں پھر مروہ پہاڑی پر آئیں اور اس پر چڑھ کر کھڑی
ہوئیں اور نظر دوڑائی کہ شاید کسی کو دیکھے لیکن کوئی بھی نظر نہ آیا اس طرح انھوں نے سات بار کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما
نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی لئے لوگوں کا صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا ہے جب ہاجرہ مروہ پر چڑھیں
تو انھوں نے کوئی آواز سنی اور (دل میں) کہا خاموش (یہ آواز کیسی ہے) پھر کان لگایا اور آواز بھی سنی تو کہا تو نے

تَرِيدُ نَفْسَهَا ثُمَّ تَسْمَعُ فَمِمْعَتْ أَيْضًا فَقَالَتْ قَدْ أَسْمَعْتُ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ
 غَوَاتٌ فَإِذَا هِيَ بِالْمَلِكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ فَجَحَّتْ بِعَقِبِهِ أَوْ قَالَ بِجَنَاحِهِ
 حَتَّى ظَهَرَ الْمَاءُ فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهُ وَتَقُولُ بِيَدِهَا هَكَذَا وَجَعَلَتْ تُغْرِفُ مِنَ
 الْمَاءِ فِي سَقَاتِهَا وَهُوَ يَفُورُ بَعْدَ مَا تُغْرِفُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللَّهُ أُمَّرَاسُ عِيْلَ لَوْ تَوَكَّتْ زَمْزَمَ أَوْ قَالَ لَوْلَمْ تُغْرِفْ مِنَ
 الْمَاءِ لَكَانَتْ زَمْزَمَ عَيْنًا مَعِينًا قَالَ فَشَرِبْتُ وَأَرَضَعْتُ وَلَدَهَا فَقَالَ لَهَا
 الْمَلِكُ لَا تَخَافِي الصَّيْعَةَ فَإِنَّ هُمُنَابَيْتَ اللَّهِ يَبْنِي هَذَا الْغُلَامُ وَالْبُوءُ
 وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضَيِّعُ أَهْلَهُ وَكَانَ الْبَيْتُ مُرْتَفِعًا مِنَ الْأَرْضِ كَالرَّابِيعَةِ تَأْتِيهِ
 السُّيُوفُ فَتَأْخُذُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ فَكَانَتْ كَذَلِكَ حَتَّى مَرَّتْ بِهِنَّ رُفْقَةٌ
 مِنْ جُرْهُمَ أَوْ أَهْلُ بَيْتٍ مِنْ جُرْهُمَ مُقْبِلِينَ مِنْ طَرِيقٍ كَدَاءً فَتَزَلُّوا
 فِي أَسْفَلِ مَكَّةَ فَرَأَوْا طَائِفًا عَائِفًا فَقَالُوا إِنَّ هَذَا الطَّائِفُ لَيَدُورُ عَلَى مَاءٍ
 لَعَهْدَنَا هَذَا الْوَادِي وَمَا فِيهِ مَاءٌ فَارْسَلُوا جَرِيًّا وَجَرِيَّتَيْنِ فَإِذَا هُمُ بِالْمَاءِ

آواز سنائی ہے اگر تیرے پاس کوئی فریاد رس ہے تو میری فریاد پوری کرے کیا دیکھتی ہیں کہ مقام زمزم کے پاس فرشتہ
 ہے اس نے اپنی ایڑھی یا کہا اپنے پر سے زمین کھدائی حتیٰ کہ پانی نکل آیا۔ ہاجرہ اس کو حوض کی طرح کرنے لگیں تاکہ
 پانی نہ نکل جائے اور اپنے ماتھے سے ادھر ادھر کرنے لگیں اور اپنے مشکیزہ میں پانی بھرنا شروع کیا اور ان کے چلو بھرنے
 کے بعد پانی جوش مارتا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اسماعیل علیہ السلام
 کی ماں پر رحم کرے اگر وہ زمزم کو چھوڑتیں یا فرمایا اگر پانی کے چلو نہ بھرتیں تو زمزم جاری چشمہ ہوتا۔ رادی نے کہا
 ہاجرہ نے پانی پیا اور اپنے بچہ کو پلایا تو انھیں فرشتہ نے کہا تم ضائع ہونے کا خوف مت کرو اس جگہ بیت اللہ ہے جس
 کو یہ بچہ اور اس کا والد بنائیں گے اور اللہ تعالیٰ اس کے اہل کو ضائع نہیں کرے گا۔ بیت اللہ زمین سے ٹیلہ کی طرح
 اونچا تھا اس کے پاس سیلاب آتے اور دایں بائیں گزر جاتے۔ ہاجرہ اسی حال میں رہیں حتیٰ کہ قبیلہ جرہم کے لوگ

فَرَجَعُوا فَاخْبَرُوهُمْ بِالْمَاءِ فَاقْبَلُوا قَالِ وَأَمْرُ إِسْمَاعِيلَ عِنْدَ الْمَاءِ فَقَالُوا
 أَتَاذَيْنِ لَنَا أَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكَ قَالَتْ نَعَمْ وَلَكِنْ لَأَحَقُّ لَكُمْ فِي الْمَاءِ قَالُوا
 نَعَمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْفِي ذَلِكَ أَمْرُ إِسْمَاعِيلَ
 وَهِيَ تَحِبُّ الْإِنْسَ فَتَزَلُّوا وَأَرْسَلُوا إِلَى أَهْلِهِمْ فَتَزَلُّوا مَعَهُمْ حَتَّى إِذَا كَانَ
 بِهَا أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِنْهُمْ وَشَبَّ الْغُلَامُ وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِيَّةَ مِنْهُمْ وَالنَّفْسَ مِنْهُمْ
 وَاعْجَبَهُمْ حِينَ شَبَّ فَلَمَّا أَدْرَكَ زَوْجُوهَ امْرَأَةٍ مِنْهُمْ وَمَاتَتْ أُمُّ
 إِسْمَاعِيلَ فَجَاءَ إِبْرَاهِيمُ بَعْدَ مَا تَزَوَّجَ إِسْمَاعِيلُ يُطَالِعُ تَرْكَتَهُ فَلَمَّ يَجِدُ إِسْمَاعِيلَ
 فَسَأَلَ امْرَأَتَهُ عَنْهُ فَقَالَتْ خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا ثَمَ سَأَلَهَا عَنْ عِيْشَتِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ
 فَقَالَتْ نَحْنُ بِشَرِّ نَحْنُ فِي ضَيْقٍ وَشِدَّةٍ فَشَكَتْ إِلَيْهِ قَالَ فَادْخُلِي زَوْجَكَ
 اقْرَأِي عَلَيْهِ السَّلَامَ وَقُولِي لَهُ يُغَيِّرُ عَثْبَةً بَابِهِ فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ كَانَتْهُ
 الْإِنْسُ شَيْئًا فَقَالَ هَلْ جَاءَكُمْ مِنْ أَحَدٍ قَالَتْ نَعَمْ جَاءَنَا شَيْخٌ كَذَّابٌ وَكَذَّابًا
 فَمَا لَنَا عَنْكَ فَاخْبَرْتُهُ وَسَأَلَنِي كَيْفَ عِيْشَتَنَا وَسَأَلَنِي كَيْفَ عِيْشَتُنَا فَاخْبَرْتُهُ

وہاں سے گزرے جو کد ا کے راستہ آئے تھے وہ مکہ کے نشیب میں اترے اور پرندے کو اڑتے ہوئے دیکھا تو اُنھوں
 نے کہا یہ پرندہ پانی پر چکر کاٹ رہا ہے۔ ہم اس وادی میں عرصہ سے پھر رہے ہیں اس میں پانی تو نہ تھا اُنھوں نے
 ایک یا دو آدمیوں کو بھیجا اُنھوں نے پانی دیکھا اور واپس چلے آئے اور قافلہ کو پانی سے خبردار کیا تو وہ پانی پر آئے۔
 راوی نے کہا اسماعیل علیہ السلام کی والدہ پانی کے پاس بیٹھی ہوئیں تھیں۔ اُنھوں نے کہا کیا ہمیں اجازت دیتی ہو کہ ہم
 تمہارے پاس اقامت کر لیں۔ اُنھوں نے کہا ہاں لیکن تمہارا پانی میں کوئی حق نہ ہو گا اُنھوں نے کہا ہاں منظور ہے۔
 ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسماعیل علیہ السلام، کی والدہ کو جرہی قبیلہ نے
 پایا حالانکہ وہ انسانوں سے انس پیدا کرتی تھیں وہ لوگ وہاں مقیم ہو گئے۔ اور اپنے اہل و عیال کو پیغام بھیجا وہ بھی
 ان کے ساتھ مقیم ہو گئے حتیٰ کہ جب وہاں ان میں سے کئی خاندان مقیم ہو گئے اور بچہ بھی جوان ہو گیا اور ان سے

أَنَا فِي جَهْدٍ وَشِدَّةٍ قَالَ فَمَلُ أَوْصَاكِ بِشَيْءٍ قَالَتْ نَعَمْ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ
 السَّلَامَ وَيَقُولُ غَيْرُ عَتَبَةَ بَابِكَ قَالَ ذَاكَ إِنِّي وَقَدْ أَمَرَنِي أَنْ أَفَارِقَكَ
 الْحَقُّ بِأَهْلِكَ فَطَلَّقَهَا وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ أُخْرَى فَلَبِثَ عَنْهُمْ إِبْرَاهِيمُ مَا شَاءَ اللَّهُ
 ثُمَّ أَشْتَمَ بَعْدُ فَلَمْ يَجِدْهُ وَدَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ فَسَأَلَهَا عَنْهُ فَقَالَتْ خَرَجَ
 يَتَّبِعُنِي لَنَا قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ وَسَأَلَهَا عَيْشَهُمْ وَهَيْئَتَهُمْ فَقَالَتْ نَحْنُ بِخَيْرٍ وَسَعَةٍ
 وَأَنْتَ عَلَى اللَّهِ قَالَ مَا طَعَامُكُمْ قَالَتْ اللَّحْمُ قَالَ فَمَا شَرَابُكُمْ قَالَتْ الْمَاءُ
 قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَاءِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ
 يَكُنْ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ حَبٌّ وَلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَاءُ لَهُمْ فِيهِ قَالَ فَمَا لَا يَخْلُوعِلُهُمَا
 أَحَدٌ بَغَيْرِ مَكَّةَ إِلَّا لَمْ يُوَافِقَاهُ قَالَ فَاذْأَجَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَأِي عَلَيْهِ
 السَّلَامَ وَمُرِّيهِ يُثَبِّتُ عَتَبَةَ بَابِهِ فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ قَالَ هَلْ أَتَكُمْ
 مِنْ أَحَدٍ قَالَتْ نَعَمْ أَتَانَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ وَأَنْتَ عَلَيْهِ فَسَأَلَنِي عَنْكَ
 فَأَخْبَرْتُهُ فَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا فَأَخْبَرْتُهُ أَنَا بِخَيْرٍ قَالَ فَأَوْصَاكِ بِشَيْءٍ

عربی زبان سیکھی جب وہ جوان ہوئے تو ان کو بہت اچھے معلوم ہوئے اور اپنے حسن و جمال سے ان کو حیرت
 میں ڈال دیا، جب اسماعیل بالغ ہوئے تو انھوں نے اپنے قبیلہ کی عورت سے اُن کا نکاح کر دیا اور اسماعیل کی
 والدہ وفات پائیں۔ اسماعیل علیہ السلام کے نکاح کر لینے کے بعد ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے تاکہ اپنے اہل و
 ولاد کو دیکھیں اور اسماعیل کو نہ پایا اور ان کی بیوی سے ان کے متعلق دریافت کیا تو اُس نے کہا ہمارے لئے
 خوراک تلاش کرنے گئے ہیں۔ پھر اس سے گذر اوقات اور ان کے حالات پوچھے تو اُس نے کہا ہم بہت تنگی
 اور سختی میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ابراہیم علیہ السلام سے شکوی شکایت کی تو آپ نے فرمایا جب تمہارا
 شوہر آئے تو ان کو میرا سلام کہنا اور ان سے کہنا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ بدل دیں جب اسماعیل علیہ السلام
 باہر سے آئے تو گویا کوئی شئی معلوم کی اور فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ اُن کی بیوی نے کہا ہاں ہمارے

قَالَتْ نَعَمْ هُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَأْمُرُكَ أَنْ تُثَبِّتَ عَتَبَةَ بَابِكَ
 قَالَ ذَاكَ أَبِي وَأَنْتِ الْعَتَبَةُ أَمَرَنِي أَنْ أُمْسِكَ ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَا شَاءَ
 اللَّهُ ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذَلِكَ وَاسْمِعِيلُ يَبْرِي نَبْلًا لَهُ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيبًا
 مِنْ زُمَرٍ فَلَمَّا رَأَاهُ قَامَ إِلَيْهِ فَصَنَعَا كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ الْوَلَدُ
 بِالْوَالِدِ ثُمَّ قَالَ يَا إِسْمَاعِيلُ إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي بِأَمْرٍ قَالَ فَاصْنَعِي مَا أَمَرَكَ
 رَبُّكَ قَالَ وَلَعَيْنِي قَالَ وَأَعَيْنُكَ قَالَ فَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ هَهُنَا
 بَيْتًا وَأَشَارَ إِلَى أَكْمَةِ مُرْتَفَعَةٍ عَلَى مَا حَوْلَهَا قَالَ فَعِنْدَ ذَلِكَ رَفَعَا
 الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ فَجَعَلَ إِسْمَاعِيلُ يَأْتِي بِالْحِجَارَةِ وَابْرَاهِيمُ يَبْنِي حَتَّى
 ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ جَاءَ بِهَذَا الْحَجَرِ فَوَضَعَهُ لَهُ فَقَامَ عَلَيْهِ وَهُوَ بَنِي وَاسْمِعِيلُ
 يَنَاولُهُ الْحِجَارَةَ وَهَمَا يَقُولَانِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ قَالَ
 فَجَعَلَا بَيْنِيَانِ حَتَّى يَدُورَا حَوْلَ الْبَيْتِ وَهَمَا يَقُولَانِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا
 إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

پاس ایسا ایسا ایک بزرگ آیا تھا اور ہم سے آپ کے متعلق پوچھا تو میں نے اس کو بتایا اُنھوں نے مجھ سے پوچھا تو میں
 نے اس کو بتایا اُنھوں نے مجھ سے پوچھا تھا کہ تمہاری گزراوقات کیسی ہے؟ تو میں نے ان سے بیان کر دیا تھا کہ ہم مشقت
 اور سختی میں ہیں۔ اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کیا وہ تمہیں کوئی وصیت کر گئے تھے۔ بیوی نے کہا ہاں مجھے حکم دے گئے تھے
 کہ میں آپ کو سلام کہوں اور ساتھ یہ بھی فرما گئے کہ آپ اپنے دروازہ کی چوکھٹ بدل دیں۔ اسماعیل علیہ السلام نے
 فرمایا وہ تو میرے والد ہیں اور مجھے حکم فرما گئے ہیں کہ میں تجھے جد اگر دوں تم اپنے اہل کے پاس چلی جاؤ اور اس کو طلاق
 دے دی اور قبیلہ حبرہم کی کسی دوسری عورت سے نکاح کر لیا۔ جتنا عرصہ اللہ نے چاہا ابراہیم علیہ السلام کے
 رہے پھر اس کے بعد ان کے پاس تشریف لائے اور اسماعیل کو (گھر میں) نہ پایا آپ ان کی بیوی کے پاس تشریف لے
 گئے اور اس سے اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں پوچھا تو اُس نے کہا وہ باہر کہیں خوراک تلاش کرنے گئے ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تمہارا حال کیسا ہے؟ اور اس سے ان کی گزراوقات اور ان کے حالات دریافت کئے تو اس نے کہا ہم بہت اچھے حال میں ہیں اور نہایت ہی اچھی زندگی بسر کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تمہارا طعام کیا ہے؟۔ بیہوشی نے کہا گوشت فرمایا تم کیا پیتے ہو؟ بیہوشی نے کہا پانی۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا اے اللہ! ان کے گوشت اور پانی میں برکت فرما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس زمانہ میں ان کے پاس غلہ نہ تھا اگر ہوتا تو غلہ کی دُعا بھی فرماتے۔ فرمایا مکہ مکرمہ کے سوا کسی اور جگہ گوشت اور پانی پر گزارا نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی یہ دونوں اس کے موافق پڑتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جب تمہارا شوہر آئے تو ان کو سلام کہو اور ان سے کہو کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ بجال رکھے! جب اسماعیل تشریف لائے تو فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ بیوی نے کہا جی ہاں! ایک بزرگ خوبصورت شکل والے آئے اور ان کی تعریف کی۔ اُنھوں نے مجھ سے آپ کے بارے میں پوچھا تھا میں نے آپ کو بتایا تو اُنھوں نے پوچھا کہ ہماری گزراوقات کیسی ہے میں نے بیان کیا کہ ہم آرام میں ہیں۔ اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا تمہیں کوئی وصیت بھی کی تھی۔ کہا جی ہاں وہ آپ کو سلام کہتے تھے اور آپ کو فرما گئے تھے کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ بجال رکھیں۔ اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا وہ میرے والد ہیں اور تو دروازہ کی چوکھٹ ہے وہ مجھے فرما گئے ہیں کہ میں تمہیں اپنے پاس ہی رکھوں پھر جتنی مدت اللہ تعالیٰ نے چاہا رُکے رہے پھر اس کے بعد تشریف لائے جبکہ اسماعیل علیہ السلام زمزم کے پاس درخت کے نیچے تعمیر درست کر رہے تھے۔ جب اُنھوں نے اپنے والد کو دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور اُنھوں نے وہ کیا جو والد بیٹے اور بیٹا والد سے کرتا ہے پھر فرمایا اے اسماعیل! اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک حکم دیا ہے اسماعیل علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ نے جو حکم فرمایا ہے وہ بجالائیے ابراہیم علیہ السلام نے کہا تم میری مدد کرو گے؟ اسماعیل علیہ السلام نے کہا میں آپ کی مدد کروں گا۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں یہاں بیت اللہ بناؤں اور اپنے ٹیلہ کی طرف اشارہ کیا کہ اس کے ارد گرد۔ راوی نے کہا اس وقت اُنھوں نے بیت اللہ کی بنیادیں اٹھائیں اسماعیل علیہ السلام پتھر اٹھا کر لاتے اور ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے تھے حتیٰ کہ جب بنیاد بلند ہو گئی تو اسماعیل ان کے لئے پتھر اٹھا کر لائے اور پاس رکھ دیا۔ ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہوئے جبکہ وہ تعمیر کر رہے تھے اور اسماعیل علیہ السلام آپ کو پتھر لاکر دیتے تھے اور دونوں یہ کہہ رہے تھے۔ رَبَّنَا ثَقِیْلٌ مِّنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ راوی نے کہا وہ دونوں کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے اور بیت اللہ کے ارد گرد گھومتے اور کہتے تھے رَبَّنَا ثَقِیْلٌ مِّنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

شرح در منطق، بکسر المیم۔ خدمت کرتے وقت خادم اپنی کمر کو کپڑے سے باندھ لیتے

۳۱۴۸

ہیں اس کو منطق کہتے ہیں۔ جب سے جناب ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے منطق باندھا

تھا اس سے ان کا مقصد جناب سارہ رضی اللہ عنہا کو خوش کرنا تھا اُنھوں نے اپنی حالت خادموں سی بنائی تاکہ سارہ پر یہ ظاہر کریں کہ وہ ان کی خادمہ ہے اور ان کا دل ان کی طرف مائل ہو اور ان کو مطمئن کریں کہ وہ ان کی سونگن کی طرح نہیں بلکہ ان کی خادمہ ہے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ سارہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہاجرہ بہہ کر دی تھی جب

جب وہ حاملہ ہوئی اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام ان کے بطن شریف سے پیدا ہوئے تو سارہ کو غیرت آئی اور قسم کھائی کہ وہ ماجرہ کے تین اعضاء کاٹ ڈالیں گی۔ اس لئے ماجرہ نے منطق اپنی کمر پر باندھا تاکہ اپنے نشانات کو سارہ سے چھپائیں اور اپنے دامن کو لٹکا کر کھینچ کر چلنے لگیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ نے سارہ کے پاس ماجرہ کی سفارش کی کہ وہ اپنی قسم سے اس طرح باہر ہوں کہ ماجرہ کے دونوں کانوں میں سوراخ کر دیں۔ سب سے پہلے انہی نے کانوں میں سوراخ کئے اور عربوں نے سب سے پہلے اسماعیل علیہ السلام کی والدہ سے ہی دامن لٹکا کر چلنا سیکھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام شام سے مکہ مکرمہ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اس وقت وہاں نہ تو کوئی مکان تھا اور نہ ہی مسجد تھی صرف یہ مقامات موجود تھے جہاں اب بیت اللہ اور مسجد حرام کی تعمیر ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دونوں کی تعمیر کی۔

قوله فاذا هي بالملك الخ یعنی ماجرہ کیا دیکھتی ہیں کہ فرشتہ سامنے کھڑا ہے۔ طبری نے اسناد حسن سے بیان کیا کہ جبرائیل علیہ السلام نے ماجرہ کو آواز دی کہ تم کون ہو ماجرہ نے جواب دیا کہ میں ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کی والدہ ہوں۔ جبریل نے کہا وہ تمہیں کس کے سپرد کر گئے ہیں۔ ماجرہ نے کہا اللہ کے حوالے کر گئے ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا پھر تمہیں وہی کافی ہے۔ پھر جبرائیل نے پاؤں کی اڑھی زمین کو ماری تو پانی بہنے لگا۔ ماجرہ اس کو حوض کی شکل بنانے لگی تاکہ پانی بہہ نہ جائے۔ فرشتے نے کہا تم ہلاکت سے مت ڈرو۔ ایک روایت کے مطابق جبرائیل نے کہا اس وادی میں رہنے والوں کو پیاس کا ڈر نہیں اس چشمہ سے اللہ کے مہمان پانی پیا کریں گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتہ غیر نبی سے کلام کر سکتا ہے۔ ”جبرئیل“ میں کا قبیلہ ہے اس کا نسب یوں بیان کیا جاتا ہے۔ جبرہم بن فحطان بن عامر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام جبرہم اور ان کے بھائی قطور نے سب سے پہلے عربی میں کلام کیا جبکہ زبانوں میں خلط ملط ہوا۔ اس قبیلہ کے بچوں میں اسماعیل علیہ السلام نے نشوونما پایا اور اسی قبیلہ سے عربی زبان سیکھی اور ابراہیم کی اولاد میں سے سب سے پہلے اسماعیل علیہ السلام نے عربی میں کلام کیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام جوں جوں نشوونما پاتے گئے تو ان کے حسن و جمال اور اخلاق کرمیہ کے باعث لوگوں کے دل آپ کی طرف مائل ہونے لگے اور انھوں نے اپنے خاندان سے ایک عورت کا اسماعیل علیہ السلام سے نکاح کر دیا۔ اس عورت کے نام میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ سہیلی نے کہا اس کا نام جدآء بنت سعد تھا۔ محمد بن اسحاق نے عمارہ بنت سعد کہا ہے۔ ابو جہم اس کا نام ذکر کئے بغیر بنت صدی کہا ہے۔ عمر بن شبہ نے حنیہ بنت اسعد بیان کیا ہے۔ محمد بن اسحاق نے کہا حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد ابراہیم علیہ السلام سے نسبت کا ذکر کیا تو انھوں نے اس عورت سے اسماعیل علیہ السلام کا نکاح کر دیا اور ماجرہ علیہا السلام کا اسی اثناء میں انتقال ہو گیا جبکہ ان کی عمر شریف نوے برس تھی اور اسماعیل علیہ السلام نے ان کو حجر میں دفن کر دیا۔ ابن تین نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ذبیح اللہ، حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کو بیٹا ذبح کرنے کا حکم اس وقت دیا گیا تھا جبکہ وہ جوانی کو پہنچا تھا۔ حالانکہ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اسماعیل کو دودھ پینے کی حالت میں چھوڑ گئے تھے اور جب اپنا تر کہ ”یعنی اہل و اولاد“ دیکھنے آئے تو اسماعیل علیہ السلام

شادی شدہ تھے۔ اگر اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کا حکم ہوتا تو اس حدیث میں یہ ضرور ذکر کیا جاتا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسماعیل علیہ السلام کی شادی سے پہلے بھی آیا کرتے تھے۔ حالانکہ اس حدیث میں یہ کہیں بھی مذکور نہیں لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ اس حدیث میں یہ قطعاً مذکور نہیں کہ رضاعت کے زمانہ سے لے کر اسماعیل کی شادی ہونے تک ابراہیم علیہ السلام نہیں آئے بلکہ آپ کا بار بار آنا ثابت ہے چنانچہ ابو جہم کی روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر مہینہ میں براق پر صبح مکہ تشریف لاتے اور پھر واپس چلے جاتے اور قیلولہ شام میں کرتے۔ نیز ابو جہم نے ذکر کیا کہ اسماعیل علیہ السلام بکریاں چرایا کرتے تھے اور ساتھ تیرکھان بھی لے جاتے تھے اور آتے وقت شکار کر لاتے تھے۔ جب ابراہیم علیہ السلام ان کی ملاقات کو تشریف لائے تو اسماعیل علیہ السلام گھر میں نہیں تھے وہ بکریاں چرانے گئے تھے گھر میں صرف ان کی بیوی تھی عطاء بن سائب کی روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: ”کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے اور ابو جہم کی روایت کے مطابق حضرت نے پوچھا کیا تمہارا کوئی مکان ہے تو آپ کی بیوی نے کہا ہم تنگ حال ہیں نہ تو ہمارا کوئی مکان ہے اور نہ ہی کھانے پینے کی فراوانی ہے یہ سن کر ابراہیم علیہ السلام اس کو پیغام دے کر واپس چلے گئے جبکہ آپ کی بیوی نے اضطراب کا اظہار کیا تھا اور اسماعیل علیہ السلام شام کو تشریف لائے اور اپنے والد ماجد کے اثرات دیکھے تو استفسار پر آپ کی بیوی نے ہلکے الفاظ میں ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کیا چنانچہ حسب ارشاد والد محترم اسماعیل علیہ السلام نے اس بیوی کو طلاق دے دی اور قبیلہ جہم کی کسی دوسری عورت سے شادی کر لی۔ اس کا نام سامہ بنت مہمل تھا بعض عالم کہتے ہیں بعض نے سامہ بنت مہمل ذکر کیا ہے۔ ابن سعد نے محمد بن اسحاق سے روایت میں کہا کہ اس خاتون کا نام رعلہ بنت شجیب بن یعرب بن یوزان بن جہم تھا۔ دارقطنی نے سیدہ بنت مضاف کہا ہے اور جوانی نے ہالہ بنت حارث بن مضاف بیان کیا ہے۔ اور بعض علماء اس کا نام سلمیٰ کہتے ہیں اور بعض حنفاء ذکر کرتے ہیں۔ واللہ اعلم!

ابو جہم نے کہا جب اسماعیل کی دوسری شادی کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور اس بیوی سے حالات دریافت کئے تو اس نے کہا بحمد اللہ ہم نہایت آسودگی میں ہیں۔ دودھ میں فراوانی ہے۔ گوشت بہت ہے اور میٹھا پانی پیتے ہیں۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی برکت ہے کہ وہ گوشت اور پانی پر اکتفاء کرتے تھے ورنہ ان دونوں پر مدد سے انسان بیمار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ابو جہم کی حدیث میں ہے کہ مکہ مکرمہ کے علاوہ کسی اور جگہ صرف گوشت اور پانی پر اکتفاء نہیں ہو سکتی۔ اس بار میں جب حضرت اسماعیل علیہ السلام شام کو گھر آئے اور والد محترم کی آمد کے آثار نظر آئے تو اپنی اہلیہ سے فرمایا آج کون آیا تھا؟ اُس نے بہترین الفاظ میں جواب دیا کہ ایک خوبصورت بزرگ تشریف لائے تھے جن سے خوشبو مہکتی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس بیوی کے متعلق فرما گئے تھے کہ انہی کو اپنی زوجیت میں رکھیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ صاحبزادے ثابت، قیدار، اذمیل، میثی، مشعر، ذوہما، ماش، ازرا، فطور، نافش، ظمیا، اور قیدما پیدا ہوئے اور صاحبزادی صرف ایک تھی۔ ان کا نام ”نسمہ“ تھا۔ جب حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی ملاقات ہوئی تو دونوں نے البت و جنوت کے آداب کے تقاضے پورے کئے مصافحہ، معانقہ کیا جبکہ بیٹے نے باپ کے ہاتھ چومے۔ اس وقت ابراہیم علیہ السلام کی عمر تشریف ایک سو برس تھی جبکہ اسماعیل علیہ السلام

تیس برس کے تھے۔ اب دونوں پغیروں نے بیت اللہ شریف کی دیواریں انہی بنیادوں پر بلند کیں جو اس سے پہلے موجود تھیں۔ ابن ابی حاتم نے کہا بیت اللہ شریف کی بنیادیں ساتویں زمین میں ہیں۔ ابراہیم کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کی بنیادوں پر کعبہ کی تعمیر کی اور اس کی دیواریں نو گز بلند کیں اور حطیم کو بیت اللہ میں داخل کیا اور پتھروں سے بیت اللہ کی دیواریں بلند کر کے چھوڑ دیں اور چھت نہ ڈالی صرف ایک دروازہ بنایا اور اس کے پاس گڑھا بنایا جس میں لوگ بیت اللہ کے لئے ہدایا اور نذرانے ڈالتے تھے۔ سدی کی روایت میں ہے کہ جب بیت اللہ کی تعمیر کرتے ہوئے حجر اسود کی جگہ پہنچے تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے میرے بیٹے کوئی خوبصورت پتھر لاؤ جو اس جگہ رکھا جائے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا ابا جان! میں تھک گیا ہوں تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اتنے میں تھک گئے پھر آپ کوئی اچھا پتھر تلاش کرنے لگے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام ہندوستان سے حجر اسود لے کر آئے حجر اسود سفید یا قوت تھا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب جنت سے زمین پر اتارے گئے تھے تو اس پتھر کو اپنے ساتھ اٹھا لائے تھے۔ لوگوں کے گناہ چوس لینے کے باعث یہ سیاہ ہو گیا ہے۔ اسماعیل علیہ السلام ایک اچھا پتھر لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ رکن کے پاس حجر اسود رکھا ہوا عرض کیا ابا جان! اس پتھر کو کون لایا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اس کو جبرائیل لائے ہیں۔ اس وقت دونوں باپ بیٹا یہ دعا پڑھ رہے تھے۔

رَبَّنَا اقْبَلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

ابن ابی حاتم نے اپنے اسناد سے ذکر کیا کہ سکندر ذوالقرنین مکہ مکرمہ آئے تو ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کو دیکھا کہ انھوں نے بیت اللہ کی دیواریں پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے اٹھا رکھی ہیں کہنے لگا یتیم کیا کرتے ہو مجھے یہ پسند نہیں آتھوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم کعبہ کی تعمیر کریں۔

ذوالقرنین نے کہا تمہارے پاس اس کی کیا دلیل ہے؟

اتنے میں پانچ مینڈھے سامنے آگئے۔ انھوں نے کہا ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کو یہ کعبہ بنانے کا حکم دیا گیا ہے!

یہ سن کر ذوالقرنین نے کہا میں تسلیم کرتا ہوں اور اس سے خوش ہوں یہ کہہ کر وہ آگے چلے گئے۔ ازرقی نے تاریخ مکہ میں ذکر کیا کہ ذوالقرنین نے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کیا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے بھی بیت اللہ پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے بنایا تھا اور وہ حراء، ثبیر، لبنان، جبل طور اور جبل خمر سے بنایا۔

جودی اور لبنان ہیں۔ جبکہ ابراہیم علیہ السلام نے حراء، ثبیر، لبنان، جبل طور اور جبل خمر سے بنایا۔

قولہ حَبَّاءُ بَهْلًا الْحَجَرُ، سے مراد مقام ابراہیم ہے۔ ابراہیم نے نافع سے روایت کی کہ جب ابراہیم علیہ السلام کمزور ہو گئے تو اس پتھر پر کھڑے ہو گئے اور اس پر کھڑے ہو کر دیواریں اٹھانے لگے جب رکن کے مقام پر پہنچے تو اس کو اس جگہ رکھ دیا اور مقام کو بیت اللہ کے ساتھ ملا دیا

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ تَعَالٰی وَرَسُولُهُ اَعْلٰی اَعْلَمُ !

۳۱۴۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ
ابْنُ عَمْرِو ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ
ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا كَانَ بَيْنَ إِبْرَاهِيمَ وَبَيْنَ أَهْلِهِ مَا كَانَ خَرَجَ
بِاسْمَاعِيلَ وَأُمِّ إِسْمَاعِيلَ وَمَعَهُمْ شَتَّةٌ فِيهَا مَاءٌ فَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ
تَشْرِبُ مِنَ الشَّتَّةِ فَيَدْرُبْنَهَا عَلَى صَبِيَّتِهَا حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ فَوَضَعَهَا
تَحْتَ دَوْحَةٍ ثُمَّ رَجَعَ إِبْرَاهِيمُ إِلَى أَهْلِهِ فَاتَّبَعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ حَتَّى
لَمَّا بَلَغُوا كِدَاءً نَادَتْهُ مِنْ وَرَائِهِ يَا إِبْرَاهِيمُ إِلَى مَنْ تَتْرُكُنَا قَالَ إِلَى اللَّهِ
قَالَتْ رَضِيتُ بِاللَّهِ قَالَ فَرَجَعَتْ فَجَعَلَتْ تَشْرِبُ مِنَ الشَّتَّةِ وَيَدْرُبُ
لَبْنَهَا عَلَى صَبِيَّتِهَا حَتَّى لَمَّا فَنِيَ الْمَاءُ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَتَنْظَرْتُ لَعَلِّي أَحْسُ
أَحَدًا قَالَ فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتْ الصَّافَا فَتَنْظَرْتُ وَنَظَرْتُ هَلْ تَحْسُ
أَحَدًا فَلَمَّا بَلَغَتْ الْوَادِي سَعَتْ أَنْتِ الْمَرْوَةَ وَفَعَلْتَ ذَلِكَ أَشْوَاطًا
ثُمَّ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَتَنْظَرْتُ مَا فَعَلْتُ الصَّبِيَّ فَذَهَبْتُ فَتَنْظَرْتُ فَاذًا

۳۱۴۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب ابراہیم علیہ السلام اور ان کی بیوی کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا تو آپ اسماعیل اور ان کی والدہ کو لے کر باہر نکل آئے اور ان کے پاس صرف ایک مشکیزہ تھا جس میں پانی تھا۔ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ اس میں سے پانی پیتی رہیں اور ان کا دودھ بچہ کے لئے جوش مارتا رہا۔ حتیٰ کہ آپ مکہ مکرمہ میں آئے اور ان کو ایک درخت تلے بیٹھا دیا پھر آپ اپنی بیوی سارہ کی طرف واپس چلے تو اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کے پیچھے آئی حتیٰ کہ وہ کدّاء میں پہنچے تو ان کو پیچھے سے آواز دی کہ اے ابراہیم! ہم کو کس کے پاس چھوڑ رہے ہو انھوں نے فرمایا اللہ کے پاس۔ ماجرہ نے کہا میں اللہ سے راضی ہوں یہ کہہ کر واپس چلی آئیں اور مشکیزہ سے پانی پیتی رہیں اور بچہ کے لئے دودھ جوش مارتا رہا حتیٰ کہ جب پانی ختم ہو گیا تو کہنے لگیں اگر میں ادھر ادھر جاؤں شاید مجھے کوئی دکھائی دے وہ چلیں اور صفا پہاڑی پر چڑھ کر دیکھنے

هُوَ عَلَىٰ حَالِهِ كَأَنَّهُ يَنْشَغُرُ لِلْمَوْتِ فَلَمْ تَقْرَهَا نَفْسُهَا فَقَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ
فَنَظَرْتُ لَعَلِّي أَحْسُ أَحَدًا فَذَهَبْتُ فَصَعَدَتِ الصَّفَا فَنَظَرْتُ وَنَظَرْتُ
فَلَمْ تَحْسُ أَحَدًا حَتَّىٰ أَتَمَّتْ سَبْعًا ثُمَّ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلْتُ
فَإِذَا هِيَ بِصَوْتٍ فَقَالَتْ أَعِثُّ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ خَيْرٌ فَإِذَا جِبْرِيلُ قَالَ
فَقَالَ بَعْقِبِهِ هَكَذَا وَغَمَزَ بَعْقِبِهِ عَلَى الْأَرْضِ قَالَ فَاَنْبَشَقَ الْمَاءُ فَذَهَبَتْ
أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَجَعَلَتْ تَحْفِرُ قَالَ فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكْتِ
كَانَ الْمَاءُ ظَاهِرًا قَالَ فَجَعَلَتْ تَشْرِبُ مِنَ الْمَاءِ وَيَدْرُلُ بِهَا عَلَى صَبِيحَتِهَا قَالَ
فَمَرَّ نَاسٌ مِنْ جُرْهُمَ بَبْطُنِ الْوَادِي فَإِذَا هُمْ بِطَيْرٍ كَأَنَّهُمْ أَنْكَرُوا ذَلِكَ
وَقَالُوا مَا يَكُونُ الطَّيْرُ الْأَعْلَى مَاءً فَبَعَثُوا رَسُولَهُمْ فَنَظَرُوا فَإِذَا هُوَ بِالْمَاءِ
فَأَتَتْهُمْ فَأَخْبَرَهُمْ فَأَتُوا إِلَيْهَا فَقَالُوا يَا أُمُّ إِسْمَاعِيلَ أَتَاذِينَ لَنَا أَنْ نَكُونَ مَعَكَ
أَوْ نَسْكُنَ مَعَكَ فَبَلَغَ ابْنُهَا فَنَكَّرَ فِيهِمْ امْرَأَةً قَالَ ثُمَّ إِنَّهُ بَدَأَ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ
لِرَأْسِهِ إِنِّي مُطْلَعٌ تَرَكْتِي قَالَ فَجَاءَ فَلَمْ يَقَالَ إِنَّ إِسْمَاعِيلَ فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ ذَهَبَتْ

لگیں لیکن کوئی شخص دکھائی نہ دیا۔ جب وادی (ڈھلان) پر پہنچیں تو دوڑیں اور مردہ پر آگئیں اس طرح انھوں نے کئی بار کیا
پھر خیال کیا کہ میں جاؤں اور دیکھوں سچہ کا کیا حال ہے جب وہاں گئیں اور سچہ کو دیکھا تو وہ اس حالت میں ہے گویا کہ وہ
موت کے لئے بیقرار ہے۔ ہاجرہ کے دل کو قرار نہ آیا تو خیال کیا کہ میں جاؤں شاید کوئی شخص نظر آجائے وہ چلیں اور
صفا پہاڑی پر چڑھ کر ادھر ادھر دیکھنے لگیں حتیٰ کہ سات چکر پورے کئے پھر کہنے لگیں جاؤں اور سچہ کو دیکھوں اس کا کیا
حال ہے۔ اچانک ان کو آواز سنائی دی تو کہنے لگیں اگر تیرے پاس بھائی ہے تو میری فریاد رسی کر کیا دیکھتی ہیں کہ حضرت
جبرائیل علیہ السلام میں ابن عباس نے کہا اس نے اس طرح اپنی ایڑی سے اشارہ کیا اور زمین پر ایڑی ماری ابن عباس
نے کہا پانی پھوٹ پڑا اسماعیل کی والدہ حیران رہ گئیں اور گڑھا کھودنا شروع کیا۔ ابن عباس نے کہا جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس کو چھوڑے دیتیں تو پانی بہت ہو جاتا۔ ابن عباس نے کہا ہاجرہ وہ پانی پیئے لگیں تو بچہ

يَصِيدُ قَالَ قَوْلِي لَهُ إِذَا جَاءَ غَيْرَ عَتَبَةِ بَيْتِكَ فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ فَقَالَ
 أَنْتَ ذَاكَ فَادْهَبِي إِلَى أَهْلِكَ قَالَ ثُمَّ أَنَّهُ بَدَا لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ لِأَهْلِهِ إِنِّي
 مُطْلَعٌ تَرَكْتِي فَجَاءَ فَقَالَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ ذَهَبَ يَصِيدُ فَقَالَتْ
 الْآنَ تَنْزِلُ فَطَعْمٌ وَتَشْرَبُ فَقَالَ فَمَا طَعَامُكُمْ وَمَا شَرَابُكُمْ قَالَتْ طَعَامُنَا
 اللَّحْمُ وَشَرَابُنَا الْمَاءُ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ قَالَ
 فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرَكَةٌ بِدَعْوَةِ إِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِمَا
 وَسَلَّمَ قَالَ ثُمَّ أَنَّهُ بَدَا لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ لِأَهْلِهِ إِنِّي مُطْلَعٌ تَرَكْتِي فَجَاءَ فَوَافَقَ
 إِسْمَاعِيلَ مِنْ قَدَاءٍ زَمَزَمَ يُصَلِّحُ نَبْلًا لَهُ فَقَالَ يَا إِسْمَاعِيلُ إِنَّ رَبَّكَ أَمَرَنِي أَنْ
 أَبْنِيَ لَهُ بَيْتًا قَالَ أَطْعَمَ رَبَّكَ قَالَ إِنَّهُ قَدْ أَمَرَنِي أَنْ تُعِينَنِي عَلَيْهِ قَالَ إِذَنْ
 أَفْعَلْ أَوْ كَمَا قَالَ فَقَامَا فَجَعَلَ إِبْرَاهِيمُ يَبْنِي وَإِسْمَاعِيلُ يَبْنِي وَلَهُ الْحِجَارَةُ وَيَقُولُونَ
 رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ قَالَ حَتَّى ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ وَضَعَفَ
 الشَّيْخُ عَلَى نَقْلِ الْحِجَارَةِ فَقَامَ عَلَى حَجَرٍ الْمَقَامِ فَجَعَلَ يَبْنِي وَلَهُ الْحِجَارَةُ وَيَقُولُونَ
 رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

کے لئے ان کا دودھ جوش مارنے لگا۔ ابن عباس نے کہا اس وادی میں سے قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ گزرے تو انہوں نے
 پرندے کو دیکھا اور حیران رہ گئے اور کہنے لگے پرندے تو پانی پر ہی اڑتے ہیں انہوں نے اپنا قاصد بھیجا اُس نے دیکھا
 تو وہاں پانی تھا۔ قاصد اُن کے پاس آیا اور ان کو پانی سے آگاہ کیا وہ لوگ ہاجرہ علیہا السلام کے پاس آئے اور کہنے
 لگے اے اسماعیل کی والدہ کہا میں اجازت دیتی ہو کہ ہم آپ کے پاس رہیں یا آپ کے قریب سکونت کر لیں جب ان
 کا بچہ بالغ ہوا تو اس قبیلہ کی ایک عورت سے نکاح کر لیا پھر ابراہیم علیہ السلام کو خیال ہوا تو اپنی بیوی سارہ سے
 کہا میں اپنا ترکہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ ابن عباس نے کہا وہ مکہ آئے اور سلام کہا اور فرمایا اسماعیل کہاں ہیں ان کی بیوی
 نے کہا وہ شکار کرنے گئے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جب اسماعیل آئے تو انہیں کہنا کہ اپنے دروازہ کی دہلیز کو

تبدیل کر دیں۔ جب اسماعیل علیہ السلام تشریف لائے تو ان سے سارا واقعہ بیان کیا تو انہوں نے فرمایا تو ہی وہ دہلیز ہے اپنے گھر چلی جاؤ۔ ابن عباس نے کہا پھر ابراہیم علیہ السلام کو خیال آیا تو اپنی بیوی سے فرمایا میں اپنا تمہارے (چھوڑے ہوئے) کا حال دیکھنا چاہتا ہوں آپ تشریف لائے اور فرمایا اسماعیل کہاں ہے۔ اُن کی بیوی نے کہا وہ شکار کرنے گئے ہیں آپ گھوڑے سے اتریں اور کچھ کھاپی لیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تمہارا خورد و نوش کیسا ہے؟ اُس نے کہا ہم گوشت کھاتے ہیں اور پانی پیتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی اے اللہ! ان کے کھانے پینے میں برکت فرما۔ ابن عباس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مکہ کے طعام اور پانی میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی برکت ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا پھر ابراہیم علیہ السلام کو خیال آیا تو اپنی بیوی سارہ سے فرمایا میں اپنے چھوڑے ہوئے کو دیکھنا چاہتا ہوں؟ تو آپ تشریف لائے اور اسماعیل علیہ السلام کو زمزم کے پیچھے بیٹھے ہوئے پایا جبکہ وہ تیر درست کر رہے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے اسماعیل! تیرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں بیت اللہ کی تعمیر کروں۔ اسماعیل علیہ السلام نے کہا ابا جان اپنے رب کی فرمانبرداری کیجئے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تعمیر کعبہ میں تم میری اعانت کرو۔ اسماعیل علیہ السلام نے کہا میں حاضر ہوں یا جو بھی کہا۔ ابن عباس نے کہا پھر دونوں کھڑے ہوئے ابراہیم پتھر لگا رہے تھے اور اسماعیل علیہ السلام ان کو پتھر دے رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حتیٰ کہ بنیادیں اونچی ہو گئیں اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پتھر اٹھانے سے عاجز ہو گئے تو وہ مقام ابراہیم پر کھڑے ہو گئے اور اسماعیل علیہ السلام اُن کو پتھر دینے لگے جبکہ دونوں یہ کہہ رہے تھے اے ہمارے پروردگار ہمارا عمل قبول فرما! تو سننے والا جاننے والا ہے۔

اس حدیث کی شرح ۳۱۴۸ کے تحت دیکھیں! عثمان کی حدیث میں ہے کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر رکن اور مقام نازل ہوئے تو آپ مقام پر کھڑے ہو کر تعمیر کرتے رہے اور اسماعیل علیہ السلام آپ کو پتھر دیتے رہے۔ جب رکن کی جگہ پہنچے تو اس روز اس کو اپنی جگہ رکھ دیا اور مقام کو بیت اللہ کے ساتھ ملا دیا۔ جب کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور آپ کو حج کے مناسک دکھائے۔

پھر ابراہیم علیہ السلام مقام پر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو! اپنے رب کی دعوت قبول کرو (حج کرو)۔ اور دونوں حضرات ان مواقع پر مطلع ہوئے۔ اور ابراہیم اور سارہ علیہما السلام بیت المقدس سے آئے اور بیت اللہ کا حج کیا پھر ابراہیم علیہ السلام واپس شام چلے گئے اور وہیں آپ نے وفات پائی۔

۳۱۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ شَاعِدُ الْوَاحِدِ شَنَا الْأَوْعَشُ
 شَنَا إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيَّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ
 مَسْجِدٍ وَضَعَ فِي الْأَرْضِ أَوَّلُ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ
 الْمَسْجِدُ الْأَقْصَى قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا قَالَ أَرْبَعُونَ سَنَةً ثُمَّ أَيْنَمَا
 أَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ بَعْدَ فَصْلِهِ فَإِنَّ الْفَضْلَ فِيهِ

ترجمہ : ابراہیم تمیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ انھوں نے کہا میں نے
 ابو ذر کو یہ کہتے ہوئے سنا یا رسول اللہ! سب سے پہلے زمین میں کونسی
 مسجد بنائی گئی؟ فرمایا مسجد حرام۔ ابو ذر نے کہا میں نے کہا پھر اس کے بعد کونسی مسجد بنائی گئی؟ آپ نے فرمایا مسجد اقصیٰ
 میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان میں کتنا فرق ہے۔ آپ نے فرمایا چالیس برس۔ پھر جہاں بھی تجھے نماز کا وقت پائے
 وہیں نماز پڑھ لو۔ کیونکہ فضیلت اسی میں ہے۔

۳۱۵۔ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے سب سے پہلے تو مکہ بنا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :
 إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَبَيْكَةَ ،، اور مسجد اقصیٰ کو حضرت داؤد
 علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا۔ ان دونوں کے درمیان ایک ہزار سال سے زیادہ سال کا فرق ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ
 آنت کریمہ اور حدیث کا یہ مدلول نہیں کہ ابراہیم اور سلیمان علیہما السلام نے ان کو سب سے پہلے بنایا تھا بلکہ انھوں نے
 پہلی بنیادوں کی تجدید کی تھی۔ جبکہ ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے آدم علیہ السلام نے بیت اللہ تعمیر کیا۔ لہذا
 ہو سکتا ہے کہ آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی نے اس کے چالیس سال بعد بیت المقدس کی تعمیر کی ہو۔
 علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حق بات یہ ہے کہ اللہ کے کسی ولی نے داؤد و سلیمان علیہما السلام سے پہلے مسجد اقصیٰ
 بنائی پھر حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہما السلام نے اس میں اضافہ کر کے وسیع تر کر دیا اس لئے ان کی
 طرف تعمیر کی نسبت کی گئی ہے۔ یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ کو سب سے پہلے فرشتوں نے بنایا تھا۔ اس
 تعمیر میں چالیس سال کا فرق ہے اور حضرت ابراہیم اور حضرت سلیمان علیہما السلام کی طرف نسبت اس لئے کی گئی
 ہے کہ انھوں نے ان کی تجدید کی تھی۔ مسجد اقصیٰ کو اس لئے اقصیٰ کہا جاتا ہے کہ یہ بیت اللہ سے بہت دور ہے یا
 اس لئے اقصیٰ کہا جاتا ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کا مقام نہیں یا اس لئے کہ یہ مقدس خطہ استزار اور
 خباثت سے پاک ہے۔

۳۱۵۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو
مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهُ
أَحَدٌ فَقَالَ هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اللَّهُمَّ إِنَّا بِإِبْرَاهِيمَ حَرَمٍ مَكَّةَ وَإِنِّي
أَحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَآ بَيْتِهَا وَرَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
۳۱۵۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ
عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ أَبِي بَكْرٍ أَخْبَرَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ
زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
الْمُتَرَى أَنْ قَوْمَكَ لَمَّا بَنَوْا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ فَقُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا تُرَدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ لَوْ لَا حِدَتَانِ قَوْمَكَ بِالْكَفْرِ
فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لَإِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جبل اُحد آیا تو آپ نے فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا اور میں مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان حرم بناتا ہوں اس کو عبد اللہ بن زید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ (حدیث ع ۲۶۹۵ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن عمر کو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اے عائشہ تم نے دیکھا نہیں کہ تمہاری قوم نے کعبہ کی تعمیر کی تو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر کرنے سے قاصر ہو گئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ بیت اللہ کو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر کیوں نہیں تعمیر کر دیتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہاری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو میں ایسا کر دیتا“ حضرت عبد اللہ بن عمر

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَرَى أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اسْتِلاَمَ
الرُّكْنَيْنِ الَّذِينَ يَلِيَانِ الْحَجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتِمَّمْ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ وَ
قَالَ إِسْمَاعِيلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدٍ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ

۳۱۵۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُونُسَ أَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ
الزُّرَقِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو حَمِيدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَّهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ نَصَلِّيُ
عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُولُوا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَآزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآزْوَاجِهِ
وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ

رضی اللہ عنہما نے کہا اگر ام المؤمنین عائشہ نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے تو میرا خیال یہ ہے
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حطیم کے قریب دونوں رکنوں کو اس لئے نہیں چوما کہ بیت اللہ ابراہیم علیہ السلام
کی بنیادوں پر تعمیر نہیں کیا گیا۔ اسماعیل نے کہا کہ اس اسناد میں "ابن ابی بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر صدیق ہے یعنی اللہ عنہ
رکنہ مکرمہ اور اس کی عمارتوں کی فضیلت کا باب اور اس کے بعد والی احادیث کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ۳۱۵۳ - ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ پر درود شریف کیسے پڑھا کریں آپ نے فرمایا
کہ "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَآزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ"

۳۱۵۲ - شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیاق عبارت کا مقتضی یہ ہے کہ کَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
إِبْرَاهِيمَ لفظ آل کے بغیر کہا جاتا اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ آل زائد
ہے یا عرف میں ابراہیم علیہ السلام بھی آل میں داخل ہیں۔ یا ابراہیم علیہ السلام بطریق اولیٰ مراد ہیں معنی یہ کہ اے اللہ
جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر رحمتیں نازل کی ہیں ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم محمد رسول اللہ
زید جیم صلی اللہ علیہ وسلم پر بطریق اولیٰ رحمتیں نازل فرما۔ اس معنی کے مطابق یہ سوال نہ ہوگا کہ تشبیہ میں یہ شرط ہے کہ مشبہ بہ مشبہ

۳۱۵۴ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَا
 ثنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ ثنا الْبُفْرُوعَةُ مُسْلِمُ بْنُ سَالِمٍ الْهَمْدَانِيُّ ثنا
 عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عِيسَى أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى قَالَ لَقِيتُ كُفَّ
 ابْنَ جُحْرَةَ فَقَالَ أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَقُلْتُ بَلَى فَأُهِدِهَا لِي فَقَالَ سَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا
 يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ
 نُسَلِّمُ عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
 عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
 آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ

سے اقویٰ ہو۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اس مقام میں تشبیہ کامل کو اکمل کے ساتھ لاحق کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ
 تہذیب کے باب سے ہے یعنی رحمت کا سوال مطلوب ہے۔ اور غیر معروف کے حال کو معروف کے ساتھ بیان کرنا ہے اور ظاہر
 ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور آپ آل پر درود معروف ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے رَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ
 إِنَّكُمْ حَمِيدٌ مُجِيدٌ، لہذا صلوة میں تشبیہ یا تو شہرت کے اعتبار سے ہے اور ظاہر ہے کہ ابراہیم علیہ السلام پہلی امتوں
 میں بہت مشہور تھے اور ان پر صلوة و سلام بھی ان میں معروف تھا یا طریقہ اور جہت بیان کرنے کے لئے تشبیہ ذکر کی ہے اور
 اللہ کی رحمت مرحوم کے نسبہ کے مطابق نازل ہوتی ہے اور یہ مخفی نہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ سب نبیوں سے
 فائق ہے لہذا آپ پر اللہ کی رحمت بھی غیر متناہی ہے۔ نیز کبھی مشبہ بہ مشبہ سے ادنیٰ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس آیت کریمہ
 مَثَلُ نُورٍ كَمِثْلُ نَوْرٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ، میں مشبہ مصباح ہے اور ظاہر ہے کہ یہ نور سے ادنیٰ ہے۔ برکت سے
 مراد خیر، کرامت، عیوب سے ظہیر اور تزکیہ ہے یا اس کائنات و دوام مطلوب ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے :
 بَرَكَاتُ الْإِبْلِ،، اونٹ زمین میں ہمیشہ رہے۔ یعنی لے اللہ تو نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مرتبہ عظمت و شرافت و کرامت عطا کی
 اسکو ہمیشہ رکھا اور اس میں اضافہ فرما! ابن حزم نے کہا ہر انسان پر عمر میں ایک بار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بارک علیہ پڑنا واجب ہے۔
 ۳۱۵۴ — توجہ : عبد اللہ بن عیسیٰ نے بیان کیا کہ آنحضرت نے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا

۳۱۵۵ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ
عَنِ الْمُنْهَالِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَيَقُولُ إِنَّ أَبَاكَمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا
إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ
وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ

کہ مجھے کعب بن عجرہ ملے اور کہا کیا میں تمہیں تحفہ نہ دوں جسے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ میں نے کہا کیوں
نہیں مجھے تحفہ دیں (ضرور بیان کرو) انھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جبکہ ہم نے عرض
کیا یا رسول اللہ! ہم آپ پر یعنی اہل بیت پر کیسے درود شریف پڑھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ بتا دیا ہے کہ ہم سلام
کیسے پڑھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ
وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ
وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ

۳۱۵۴ — شرح : اگر یہ سوال ہو کہ اللہ تعالیٰ نے سلام کی تعلیم کہاں دی ہے تو اس کا جواب
یہ ہے کہ تشہد میں تعلیم دی ہے اور وہ یہ ہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ

وبرکاتہ۔ حدیث ۳۱۵۳ اور ۳۱۵۴ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے درود شریف کی تعلیم دی ہے۔ لہذا جو بھی درود شریف
پڑھیں افضل ہیں۔ بظاہر ہی معلوم ہوتا ہے کہ مذکور درود شریف نماز میں پڑھنا افضل ہے۔ حدیث ۳۱۵۳ کی شرح دیکھیں۔

۳۱۵۵ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امام حسن
اور امام حسین رضی اللہ عنہما پر ان کلمات کے ساتھ دم کیا کرتے تھے

اور فرماتے تھے تمہارا باپ (ابراہیم علیہ السلام) ان کلمات کے ساتھ اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کو دم کیا کرتے
تھے۔ میں اللہ تعالیٰ کے تمام کلمات کے ذریعہ ہر شیطان، زہریلے جانور اور ہر ضرر دینے والی آنکھ کے شر سے
پناہ چاہتا ہوں۔

۳۱۵۵ — شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صاحبزادگان رضی اللہ عنہما کو یہ دم
فرماتے تھے ” اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَ

هَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَةٍ ” تَعُوذُ، اِسْتَعَاذَہ اور تَعُوِذُ سب کا ایک ہی معنی ہے کہ میں تم کو ان کلمات کے

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَنَبَتْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ الْأَيَّةَ لَا تَوْجَلْ لَا تَخَفْ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ ارْنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۖ

ذریعہ ان اشیاء سے اللہ کی پناہ دیتا ہوں، اور اپنی کلمات کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے دونوں صاحبزادوں اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کو دم کیا کرتے تھے جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو باپ اس لئے فرمایا کہ وہ ان کی نسل سے ہیں۔ قولہ کلمات اللہ التامة، التامة، کلمات اللہ کی صفات لازمہ ہے کیونکہ اللہ کے سارے کلمات تامہ ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ تامہ کا معنی کاملہ ہے بعض نافعہ کہتے ہیں بعض شافعیہ ذکر کرتے ہیں بعض مبارکہ بیان کرتے ہیں اور بعض علماء اس کا معنی قاضیہ بتاتے ہیں جو ہمیشہ رہنے والے ہیں اور ان میں کوئی نقص و عیب واقعہ نہیں ہوتا۔ شیطان میں جن اور انسانی شیطان بھی داخل ہیں۔ کیونکہ انسانوں میں سے بھی شیطان ہوتے ہیں۔ ہامۃ، کا معنی زہریلے جانور ہے۔ یعنی ہر زہریلا جانور جو قتل کر دے اور جو قتل نہ کرے اس کو دسواں کہا جاتا ہے۔ ہوام کا معنی حشرات الارض ابن فارس نے بیان کیا ہے۔ علامہ ہروی نے اس کا معنی سانپ بیان کیا ہے اور زمین پر چلنے والے ہر جانور کو بھی ہوام کہا جاتا ہے۔ چنانچہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا جبکہ حدیث میں ان کے سر پر جوئیں چلتی پھرتی دیکھیں۔ کیا ہوام تمہیں اذیت پہنچا رہی ہیں؟ لَامۃ، کا معنی ہر وہ شئی ہے جو اذیت پہنچائے۔ اس کا معنی یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جو مغمیون شتر جمع کرے۔ یعنی جو کسی کو نظر لگا دے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: اللامۃ، ہر زہری بیماری اور آفت ہے جو انسان میں جنون وغیرہ پیدا کرنے۔ داؤدی نے اس کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ ہر آنکھ جو انسان کو لگ جائے وہ لامۃ ہے۔ (یعنی)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَىٰ كَافِرًا مِّنْ إِبْرَاهِيمَ كَيْفَ مَمَّا نُوْنُ كَاوَاَقَعِ بِيَانِ كَرِيْ جِبْكَ وَهْ إِبْرَاهِيمَ كَيْفَ پَاسِ آءِ لَا تَوْجَلْ كَا مَعْنَىٰ هُوَ لَا تَخَفْ، يَعْنِي خَوْفٌ نَّهْ كَر

اس آیت کریمہ میں حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام کے واقعات میں سے ایک واقعہ کا ذکر ہے جبکہ ان کے پاس فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کرنے آئے تھے۔ اُن سے ابراہیم علیہ السلام نے خوف محسوس کیا جبکہ وہ کھانے کی طرف مائل تھے نہیں بڑھا رہے تھے۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کو ان کی

قوم میں بھیجا کہ وہ اپنی قوم کو اخلاق سوز امور اور فواحش سے روکیں وہ لوگ رکنے کی بجائے اور زیادہ مکرش ہو گئے اور فتنہ برپا کر دیا اور لوط سے مذاق اور تمسخر کرنے لگے کہ لاؤ عذاب ہم تمہارا عذاب دیکھتے ہیں وہ کیا ہوتا ہے حضرت لوط علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے قوم کا مقابلہ کرنے کے لئے مدد چاہی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کو چار فرشتے جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور درداہیل بھیج دیئے کہ وہ لوط کی مدد کریں اور بدکردار قوم کو ہلاک کریں اور ان کا نشان تک نہ رہنے دیں اور ساتھ ہی ابراہیم علیہ السلام کو بچہ پیدا ہونے کی خوشخبری دیں۔ فرشتے خوبصورت لڑکوں کی شکل میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عادت تھی کہ آپ ہمیشہ مہمان کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے۔ اتفاق یہ ہوا کہ پندرہ روز تک کوئی مہمان نہ آیا تھا جس کا ابراہیم علیہ السلام کو بہت دکھ تھا۔ جب نوجوان خوبصورت مہمان دیکھے تو بہت خوش ہوئے اور خود ان کی خدمت کرنا فخر محسوس کیا اور پھڑے کا گوشت بریاں کر کے لائے اور ان کے آگے رکھ دیا۔ فرشتوں نے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے اور کہنے لگے آپ جانتے ہیں کہ ہم یہ نہیں کھائیں گے اس سے حضرت نے دل میں خوف محسوس کیا کہ یہ لوگ غصہ کے باعث کھانا نہیں کھاتے۔ حضرت کا یہ حال دیکھ کر فرشتوں نے کہا آپ خوف نہ کھائیں۔ ہم آپ کو بچہ کی خوشخبری دینے آئے ہیں جبکہ ہمارے اس سفر میں لوط کی قوم کو ہلاک کرنا بھی شامل ہے۔

وَلَكِنْ لِّيُظْمِنَ قُلُوبُ

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب اس وقت کو یاد کیجئے جبکہ ابراہیم نے کہا اے پروردگار مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں عرض کی یقین کیوں نہیں مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے حضرت ابراہیم نے اپنے رب سے یہ سوال کیا مفسرین اس کے کئی اسباب بیان کئے ہیں :

۱ : جب ابراہیم علیہ السلام نے مرد و عین سے کہا میرا رب زندہ کرتا اور مارتا ہے تو علم یقین سے عین یقین کی طرف ارتقاء کی خواہش کی اور احیاء اموات کو آنکھوں سے دیکھنا چاہا تو عرض کیا اے مجھے دکھا تو کیونکر میرے جلائے گا۔ چنانچہ انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ جس کا اسے علم ہوا وہ اسے دیکھنا پسند کرتا ہے۔

۲ : حضرت عبد اللہ بن مسعود نے کہا جب ابراہیم علیہ السلام کو خلعت، کی خوشخبری دی گئی تو یہ سوال عرض کیا تاکہ اس کی قبولیت سے یقین ہو جائے کہ خوشخبری صحیح ہے۔

۳ : ابراہیم نے یہ سوال اس لئے کیا کہ مردوں کے اجزاء متفرق ہو جانے کے بعد ان کے اکٹھے ہونے کی کیفیت کو آنکھوں سے دیکھیں اور یہ دیکھ لیں کہ اعصاب اور چمڑے وغیرہ ریزہ ریزہ ہو جانے کے بعد کیسے ایک دوسرے سے ملے ہیں اور علم یقین، عین یقین اور حق یقین کو جمع ہوتے دیکھیں۔ علم یقین کی ان تین صورتوں کی مثال ذکر کرتے ہیں تاکہ ان کی پوری وضاحت ہو جائے۔ چنانچہ ہوائی جہاز ہی کو لیجئے ہم نے سنا تھا کہ وہ ہوا میں اڑتا ہے لیکن اس کو دیکھا نہیں تھا یہ علم الیقین ہے۔ جب جہاز اڑتا ہوا ہمارے اوپر سے گزر گیا تو ہمیں عین یقین ہو گیا پھر اتفاق یہ ہوا کہ ہم نے اس میں بیٹھ کر سیر کی تو اب اس کا حق الیقین ہوا۔ جب ابراہیم علیہ السلام کے

کے مشاہدہ میں قرآن میں زکوٰۃ تمام امور آئے تو یقین کی تینوں صورتیں جمع ہوتی دیکھ لیں۔

۴ : حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس یہ تذکرہ ہوا۔ ابراہیم علیہ السلام نے ایک جانور دیکھا جس کو درندے چرندے فوج فوج کر کھا رہے تھے تو انھوں نے حیرت سے پوچھا اے رب مجھے دکھلا تو مردوں کو کیونکر زندہ کرے گا تاکہ اس کو انھوں سے دیکھ لیں کیونکہ نفوس انسانہ معاینہ کے مشتاق ہوتے ہیں۔ ۵ : شریف میں ہے خبر معاینہ جیسی نہیں ہوتی۔

۵ : ابن درید نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک مچھلی کے پاس سے گزرے جس کا آدھا حصہ پانی میں اور آدھا خشکی میں تھا جو پانی میں تھا اس کو پانی کے جانور کھا رہے تھے اور جو خشکی میں تھا اس کو خشکی کے جانور کھاتے ہیں۔ ابلیس لعین نے کہا اس مچھلی کا گوشت مختلف میٹوں میں چسلا گیا اور ہر ایک پیٹ کا ہضم علیحدہ ہے تو یہ کیونکر اللہ جمع کرے گا؟ اس لئے ابراہیم علیہ السلام نے مردوں کے زندہ کرنے کے متعلق سوال عرض کیا کہ ان کو میرے ماتحتوں میں زندہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ارادہ کو پورا کیا۔ علامہ قرطبی نے کہا کیف کے ساتھ شئی موجود ہے سوال کیا جاتا ہے جو سائل اور مسئلہ کے نزدیک متقرر الوجود ہو۔ جیسے کہا جائے ”کیف زندہ“ اس آیت کریمہ میں کیف کے ساتھ احیاء کی ہیئت کا سوال ہے اور احیاء متقرر الوجود ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پختہ یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ تو انھوں نے احیاء موتی کا سوال کیوں کیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کا یہ سوال لبور ادب تھا یعنی ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے اللہ مجھے مردہ زندہ کرنے میں قادر کرتا کہ میری اس خواہش سے دل مطمئن ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے سوال کا جواب دیا کہ چار پرندے چیل، مور، مرغ اور کوتا پکڑیں اور ان کے سروں کو کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیں اور باقی جسموں کے ٹکڑے کر کے ایک دوسرے سے ملا کر ان کے چار حصے کر کے چار پہاڑوں پر رکھ دیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کیا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کو اپنی طرف بلاؤ جب آپ نے ان کو بلایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہر پرندے کے بال گوشت بڑیاں وغیرہ تمام اجزاء اپنے اپنے جسم کا قصد کرتے ہوئے ہر پرندہ علیحدہ علیحدہ کھڑا ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف اپنے سروں سے ملنے لگا اور اللہ کی قدرت کاملہ سے ہر پرندہ زندہ ہو گیا اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”وَاعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ“ یعنی اللہ تعالیٰ کو کوئی شئی مغلوب نہیں کر سکتی اور وہ اپنے اقوال و افعال میں حکیم ہے۔ زمین میں چلنے والوں کی نسبت پرندوں کو زندہ کرنے میں عجب زیادہ ہے۔ اسی لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا میں پرندہ پیدا کرتا ہوں اور چمکاؤں کو پیدا کیا کیونکہ اس میں وہ خصوصیت پائی جاتی ہے جو دوسرے پرندوں میں نہیں کیونکہ اس کو حیض آتا ہے اور یہ حاملہ ہوتی ہے۔ اندھیرے میں ڈرتی ہے اور سورج کی روشنی میں دیکھ نہیں سکتی پھر اس کے دانت بھی ہیں یہ امور پرندوں میں معدوم ہیں چار پرندے اس لئے پکڑے کہ عناصر چار ہیں جن سے اجسام کی ترکیب ہوتی ہے اور پہاڑ بھی چار تھے اور وہ جبل لبنان، جبل سینین، طوسین اور طور زینا ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۱۵۶ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَعِيدِ بْنِ أُمَيْيْبٍ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحْنُ أَحَقُّ
بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تَحْيِي الْمَوْتَى قَالَ
أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى لَكِنْ لَيْطُبُنَّ قُلُوبِي وَرَحِمَا اللَّهُ لَوْ طَالَ لَقَدْ
كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السَّجْنِ طُولَ مَا لَبِثَ يُوسُفُ
لَأَجَبْتُ الدَّاحِي

۳۱۵۶ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ابراہیم کی نسبت شک کے زیادہ لائق ہیں جبکہ انہوں نے کہا اے رب مجھے دکھلا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ
کرتا ہے۔ اللہ نے فرمایا کیا تجھے یقین نہیں ابراہیم نے کہا کیوں نہیں گرمیں یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے اور
اللہ تعالیٰ لوط پر رحم کرے کہ وہ مضبوط رکن سے پناہ لینا چاہتے تھے اور اگر میں تیسہ خانہ میں اتنی مدت ٹھہرتا جو یوسف
و علیہ السلام، ٹھہرے تو میں بلانے والے کی بات قبول کر لیتا۔

۳۱۵۶ — شرح : حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دریا کے کنارے پر مرا ہوا گدھا دیکھا
جب سمندر کا پانی باہر آتا تو اس میں سے سمندری جانور بھی باہر آتے اور
وہ اس مردے ہوئے گدھے کو کھاتے جب سمندر کا پانی واپس سمندر میں چلا جاتا تو جنگل کے درندے اس کو کھانے
لگتے جب درندے سیر ہو کر چلے جاتے تو پرندے آتے اور اس کا گوشت کھا کر اڑ جاتے یہ حال دیکھ کر حضرت ابراہیم
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا اے پروردگار عالم تو مندر کے جانوروں، پرندوں اور درندوں کے پیٹوں میں متفرق ہونے والے
حیوان کے اجزاء کو کیونکر جمع کرے گا۔ اس لئے انہوں نے یہ سوال اٹھایا بعض علماء احیاء موتی کے سوال کی وجہ یہ بیان
کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ۷۰ کی عمر میں کسی بشر کو اپنا خلیل بنا دیا ہوں تو ابراہیم علیہ السلام
نے اس کی عظمت جانتے ہوئے عرض کیا اے میرے رب اس کی علامت کیا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کی دعا سے
مردے زندہ ہو جایا کریں گے چونکہ ابراہیم علیہ السلام کا مقام عبودیت عظیم تھا اس لئے انہیں خیال گزرا کہ شاید آپ
ہی وہ خلیل ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ سے مردے زندہ کرنے کا سوال عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمام متفرق اجزاء
کو جمع کرنے پر قادر ہوں یا میں اجسام کی ترکیب و روح کے اعادہ پر قادر ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سن کر

عرص کیا اسے رب کیوں نہیں لیکن میں نے سوال اس عرصہ کیا ہے کہ میرا دل قرار پکڑے تاکہ دلیل کے ساتھ معلوم ہونے اور مشاہدہ سے معلوم ہونے میں فرق حاصل ہو یا سیری دلیل کے قوی ہونے سے میرا دل مطمئن ہو اور جب مجھے کہا جائے کہ تو نے مردے زندہ ہوتے دیکھے ہیں تو میں کہہ سکوں کہ ہاں میں نے آنکھوں سے ان کا معائنہ کیا ہے۔ یا اس لئے کہ اطمینان ہو جائے کہ میں ہی اللہ کا خلیل ہوں۔ اس تقریر سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آ جاتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا احیاء موتی سے متعلق سوال عرض کرنا شک پر مبنی نہ تھا بلکہ وہ مشاہدہ اور معائنہ سے علم میں اضافہ چاہتے تھے۔ کیونکہ آنکھوں دیکھی شئی سے وہ معرفت و طمانیت حاصل ہوتی ہے جو استدلال سے نہیں ہوتی۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا احیاء موتی میں شک کرنا محال تھا کیونکہ اگر نبی شک کرتے تو ہم شک و شبہات کے زیادہ لائق تھے لیکن یہ مسلم امر ہے کہ ہم نے تو شک نہیں کیا لہذا ابراہیم علیہ السلام نے بھی شک نہیں کیا جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مسلم میں ذکر کیا کہ علامہ نے کہا اس حدیث کا معنی یہ ہے **إِنَّ الشَّكَّ مُسْتَحِيلٌ فِي حَقِّ إِبْرَاهِيمَ فَإِنَّ الشَّكَّ فِي أَحْيَاءِ الْمَوْتَى لَوْ كَانَ مُتَطَرِّقًا إِلَى الْأَنْبِيَاءِ لَكُنْتُ أَنَا أَحَقُّ بِهِ مِنْ إِبْرَاهِيمَ وَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي لَمْ أَشْكُ فَأَعْلَمُوا أَنِّي لَمْ أَهَيْئَةً لَمْ يَشْكُ** اس کی تقریر یہ ہے کہ یہ قضیہ شرطیہ متصلہ موجبہ ہے۔ اس قضیہ کا نتیجہ وضع مقدم سے وضع تالی ہوتی ہے یا رفع تالی سے رفع مقدم ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہاں تالی لگنت انا احق بہ من ابراہیم کا رفع ثابت ہے جس کی دلیل یہ ہے **قَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي لَمْ أَشْكُ** لہذا مقدم کا رفع بھی ثابت ہو گیا اور وہ **لَوْ كَانَ الشَّكُّ مُتَطَرِّقًا إِلَى الْأَنْبِيَاءِ** ہے لہذا نتیجہ یہ سلا **فَاعْلَمُوا أَنَّ إِبْرَاهِيمَ لَمْ يَشْكُ** اسی سوال پر یہ آیت کریمہ ہے **لَوْ كُنْتَ أَعْلَمُ الْغَيْبِ لَا مَسْكُوتٌ مِنَ الْخَبِيرِ** یعنی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **اگر میں غیب جانتا تو خیر جمع کرتا** تم جانتے ہو کہ میں نے خیر جمع کی ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكُوفُورَ** اس کی ایک تفسیر یہ ہے کہ ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا کی ہے۔ لہذا مقدم کا رفع ہو گیا اور وہ ہے **میں غیب جانتا ہوں** کیونکہ اس قضیہ شرطیہ متصلہ موجبہ میں مقدم اور اور تالی دونوں منفی ہیں کیونکہ لفظ **لَوْ** مثبت کو منفی اور منفی کو مثبت کر دیتا ہے۔ لہذا رفع تالی سے نتیجہ مثبت ہوگا اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم غیب کا کبھی دعویٰ نہیں کیا اور اس استدلال سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے علم غیب کا دعویٰ کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بذات خود غیب جانتے ہیں حالانکہ بذات خود غیب کا علم صرف اللہ کو ہے اس کا جواب یہ ہے کہ تالی کا حال مقدم کے حال پر دلالت کرتا ہے کہ جس تقدیر پر تالی کا رفع ہو اسی تقدیر پر مقدم کا رفع ہوتا ہے اور یہ مسلم الثبوت امر ہے کہ تالی کا رفع عرضی ہے ذاتی نہیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود خیر کثیر جمع نہیں کی لہذا اسی تقدیر پر مقدم کا رفع ہوگا کہ آپ بذات خود غیب نہیں جانتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو خیر کثیر عطا کی ہے تو غیب کا علم بھی آپ کو اللہ نے عطا کیا ہے اور یہ استدلال نقص قطعی کے موافق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **لَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ إِلَّا مَنْ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ** اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اسے غیب پر مطلع کرتا ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ **فَلِلَّهِ الْحَمْدُ**

قوله وَيَرْحَمُ لَوْ طَا آه حضرت نوط علیہ السلام ابن ہارن بن آذر میں وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے

ہیں۔ آپ پر ایمان لائے اور ان کے ساتھ ہجرت کر کے مصر چلے گئے پھر ان ہی کے ساتھ شام چلے گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو فلسطین رہ گئے اور لوط اور دن میں مقیم ہو گئے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے اہل سدوم کے دیہات کے لئے نبی بھیجا جبکہ وہ لوگ شام اور حجاز کے درمیان بستے تھے۔ ان کے بارہ گاؤں تھے جن کو ”مُؤْتَفَكَاتُ“ کہا جاتا ہے۔ وہ لوگ بت پرست اور بدکردار تھے اور راستوں میں علانیہ لواطت کرتے تھے اس قسم کے اخلاق سوز افعال ان کا شیوہ تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ فرشتے بھیجے اور ان کو ہلاک کر دیا۔ حضرت لوط علیہ السلام کی محبت حضرت ابراہیم کے قلب شریف میں تھی اس لئے ان کو لوط کہا جاتا ہے۔ یہ لَاطُ یَلُوْطُ سے ہے اس کا معنی ہے تعلق و لصق، ”قُلْ لَقَدْ كَانَ اِلٰی رُكْنٍ شَدِيْدٍ اَآءِ“ اس میں آیت کریمہ ”قَالَ لَوْ اَنَّ بَنِيْكُمْ قُوَّةٌ اَوْ اَوْیٰی اِلٰی رُكْنٍ شَدِيْدٍ“ کی طرف اشارہ ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اس لئے کہ حضرت لوط علیہ السلام کا کلام نہایت ہی ناامیدی پر دلالت کرتا ہے کہ ان کا کوئی مددگار نہیں ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر تعجب کا اظہار فرمایا اور اس کو اعجوبہ شمار فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ طاقت ور رکن اور کون ہے جس طرف وہ رجوع کریں۔

الحاصل جب حضرت لوط علیہ السلام کے پاس فرشتے رطکوں کی صورتوں میں آئے اور ان کی قوم نے ان نفوس قدسیہ مہازوں کا قصد کیا تو کہا کاش کہ تمہارے مقابلہ کی مجھے طاقت ہوتی تو میں تمہاری مدافعت کرتا یا میں قوی مرد یا طاقتور قوم کی پناہ لیتا اور ان کی قوت کے باعث تمہاری شر سے محفوظ رہتا۔ اس لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام پر رحم کرے وہ لوگوں میں سے قوی اور سخت قوم کی پناہ تلاش کرتے رہے حالانکہ رکن شہید کی پناہ کافی تھی اور وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتے اور اس کی حفاظت چاہتے۔ عربوں کی عادت کے مطابق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”یُوحَمُّ لُوطًا“ فرمایا کیونکہ جب کوئی شخص کسی امر میں قاصر ہو جائے اور وہ ایسی بات کرے جو نہیں کرنی چاہیے تو عرب کہتے ہیں اللہ اس پر رحم کرے اور اس کی مغفرت کرے کہ اُس نے نامناسب کام کیا ہے۔

قوله لَوَلِيْتْتُ فِي السِّجْنِ اَآءِ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یوسف علیہ السلام کی تعریف کی جبکہ وہ قید خانہ میں سات سال، سات ماہ، سات دن اور سات گھنٹے ٹھہرے تو ان کو بادشاہ کی طرف سے بلانے والا آیا لیکن انھوں نے قید خانہ سے باہر نکلنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ان پر عورتوں کے بہتان کا تصفیہ کر لیا جائے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا اگر میں قید خانہ میں اتنی دیر ٹھہرتا تو کوئی عذر رکھنے بغیر قید خانہ سے جلدی باہر آجاتا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بطور تواضع اور انکساری فرمایا تھا اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ اگر یوسف علیہ السلام کی جگہ ہوتے تو قید خانہ سے نکلنے میں جلدی کرتے اور صفائی وغیرہ کا تقاضا نہ کرتے تواضع سے اللہ تعالیٰ انسان کی عظمت زیادہ کرتا ہے۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تواضع اور انکساری فرمایا۔ مجھے یونس بن مثنیٰ پر فضیلت نہ دو حالانکہ آپ تمام نبیوں اور رسولوں سے افضل ہیں نصوص قطعیہ اس پر دلالت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ، تمام مفسرین کا اس بات میں اتفاق ہے کہ بعضہم درجات کا مصدر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَادْكُرُنِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ
الْوَعْدِ ۳۱۵۷ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثنا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ
بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكُوْعِ قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَلَى نَفَرٍ مِنْ أَسْلَمَ يَنْتَضِلُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِرْمُوا بَنِي إِسْمَاعِيلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ بَرَاهِيًا إِرْمُوا وَأَنَا مَعَ بَنِي فُلَانٍ قَالَ
فَأَمْسَكَ أَحَدُ الْفَرِيقَيْنِ بِأَيْدِيهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بالجسد حضرت یوسف علیہ السلام تقریباً آٹھ سال قید خانہ میں رہے۔ جب مصر کے بادشاہ نے ان کو
طلب کیا کہ انہیں جیل سے آزاد کر کے ... اپنے پاس جگہ دیں تو یوسف علیہ السلام نے جہاں سے باہر نکلنے میں توقف کیا اور
بادشاہ کی درخواست کو مسترد کر دیا۔ اور فرمایا کہ وہ قید خانہ سے اس صورت میں باہر نکل سکتے ہیں کہ جن عورتوں نے
اپنے ہاتھ کاٹے تھے اور میرے تقدس کو پاؤں کرنا چاہا تھا۔ پہلے ان کے مکرو فریب کو آشکارا کر کے میرے دامان عصمت
کی تحقیق کریں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یوسف لی جگہ میں ہوتا تو فوراً بادشاہ کی دعوت کو قبول کر کے
قید خانہ سے باہر آجاتا اور تحقیق حال کا انتظار نہ کرتا اور اس قدر توقف نہ کرتا جو یوسف علیہ السلام نے کیا۔ اس کلام
میں حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر و تحمل اور ثبات و قناعت کی تعریف ہے کہ اتنا عرصہ قید خانہ میں رہنے کے باوجود
بیزاری کا اظہار نہ کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عجز و انکساری و تواضع کے طور پر فرمایا اگر میں یوسف کی جگہ ہوتا تو فوراً باہر
آجاتا۔ بعض علماء نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام ان کی طرف مرسل تھے۔ اس لئے ان کے
جلدی باہر آنے میں ان کو جلد ہدایت کی امید تھی۔ لہذا انہیں جلدی باہر آنا چاہیے تھا اور بادشاہ کی دعوت میں تاثر اور
توقف نہیں کرنا چاہیے تھا۔ مگر یہ مفہوم ضعیف ہے کیونکہ دعوت و ابلاغ سے پہلے نفس کی برأت کا اثبات ضروری ہے۔
کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عصمت دین میں ضروری ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَادْكُرُنِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ
الْوَعْدِ ۳۱۵۷

ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ اسلم کے چند لوگوں
کے پاس سے گزر رہے جو تیر اندازی کر رہے تھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مَا لَكُمْ لَا تَرْمُونَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ نَرْمِي وَأَنْتَ مَعَهُمْ فَقَالَ
ارْمُوا وَأَنَا مَعَكُمْ كُلُّكُمْ

بَابُ قِصَّةِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِيهِ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے فرمایا: اے اسماعیل کے بیٹو! تیرا اندازی کرتے ہو تو پہلا باب ماہر تیرا انداز تھا۔ اور میں بنو فلان کی طرف ہوں دو فریقوں میں
سے ایک فریق نے اپنے ہاتھ روک لئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں لیا ہوا کہ تیرا اندازی نہیں کرتے ہو۔ اُنھوں
نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم تیرا اندازی کیسے کریں حالانکہ آپ دوسرے فریق کی طرف ہیں۔ آپ نے فرمایا
تیرا اندازی کرو میں تم سب کے ساتھ ہوں!
(حدیث سنن کی شرح دیکھیں)

بَابُ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ كَاقِصَّةِ

اس کے بارے میں عبد اللہ بن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وہ وسلم سے روایت کی!

محمد بن اسحاق نے لکھا اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خوشخبری دی کہ سارہ کے بطن سے
اسحاق پیدا ہوں گے چنانچہ سارہ حاملہ ہو گئیں جبکہ ان کی عمر نوے برس تھی اور حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف ایک سو بیس برس تھی۔ حالانکہ اس وقت ہاجرہ علیہا السلام
بھی حاملہ تھیں اور اسماعیل علیہ السلام ان کے بطن شریف میں تھے دونوں نے بیک وقت اپنے
بچوں کو جنم دیا اور دونوں بچے بیک وقت نوجوان ہوئے۔ ابن جوزی نے "اعمار الایمان" میں ذکر کیا کہ حضرت

اسحاق علیہ السلام کی عمر شریف ایک سو اسی برس تھی۔ وہاب بن منبہ نے ۱۸۵ برس ذکر کیے۔ ان کی قبر شریف حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر شریف کے پاس

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ الْآيَةُ

۳۱۵۸ — حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ سَمِعَ الْمُعْتَمِرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْقُبَيْرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ قَالَ أَكْرَمُهُمْ أَتَقَاهُمْ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ لَيْسَ
عَنْ هَذَا إِنَّا لَنَسْأَلُكَ قَالَ فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوسُفُ بْنُي اللَّهِ ابْنُ نَبِيِّ
اللَّهِ ابْنُ خَلِيلِ اللَّهِ قَالُوا لَيْسَ عَنْ هَذَا إِنَّا لَنَسْأَلُكَ قَالَ أَفَعَنْ مَعَادِنِ الْغَرَبِ
تَسْأَلُونَنِي قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَخَيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خَيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذْ فَتَحُوا

بَابُ كَيْتَمِ يَعْقُوبَ كِي وَفَاتِ كِي وَفَاتِ حَاضِرَتِهِ

جبکہ اُس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۳۱۵۸ — ترجمہ سے عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ! لوگوں میں سب زیادہ مکرم کون ہے؟

آپ نے فرمایا ان میں زیادہ مکرم وہ ہے جو زیادہ ڈرنے والا ہے۔ اُنھوں نے کہا یا نبی اللہ
ہم آپ سے یہ نہیں پوچھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا لوگوں میں سب سے زیادہ مکرم یوسف نبی اللہ بن نبی اللہ بن
نبی اللہ بن خلیل اللہ۔ لوگوں نے کہا ہم آپ سے یہ نہیں پوچھتے۔ آپ نے فرمایا عرب خاندانوں سے متعلق
پوچھ رہے ہو۔ اُنھوں نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا تم میں سے جو زمانہ جاہلیت میں سردار تھے وہ اسلام میں
بھی تمہارے سردار ہیں جبکہ وہ دین میں تقاہت حاصل کریں۔

(حدیث ۳۱۳۷ کی شرح دیکھیں)

بَابُ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ إِلَىٰ فُسَاءٍ مِّمَّا مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ

۳۱۵۹— حَدَّثَنَا أَبُو لَيْمَانَ ثَنَا شُعَيْبٌ ثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَغْفِرُ اللَّهُ لِلُّوطِ إِنْ كَانَ
لِيَآوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ

بَابُ قَوْلِهِ فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوطٍ الْمُرْسَلُونَ

قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُونَ أَنْكُرَهُمْ وَنَكَرَهُمْ وَاسْتَنَكَرَهُمْ وَاحِدٌ يُّرْعَوْنَ
يُسْرَعُونَ دَايِرًا خَرَصِيحَةً هَلَكَةً لِّمُتَوَسِّمِينَ لِلنَّاطِرِينَ لِبَسْبِيلٍ لِّبَطْرَقٍ
بُرْكِنِهِ مِمَّنْ مَعَهُ لَا تَهُمُّ قُوَّتُهُ تَرْكَنُوا تَمِيلُوا

باب اور لوط کو جب اس نے اپنی قوم سے
کہا کیا تم بے حیائی پر آتے ہو

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوط کو بخشے کہ وہ مضبوط رکن کی پناہ لینا چاہتے تھے

شرح : یعنی لوط کا ذکر پڑھو جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کیا تم بیحیالی
پر آتے ہو جبکہ تم راستوں میں علانیہ لواطت کرتے ہو حالانکہ تم جانتے

۳۱۶۰ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ
الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ

ہم کو یہ بُرا فعل ہے تم سے پہلے ایسا قبیح فعل کسی نے نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو مردوں کے لئے پیدا کیا ہے۔ مردوں کو مردوں کے لئے پیدا نہیں کیا اور نہ ہی عورتوں کو عورتوں کے لئے پیدا کیا ہے اور تم یہ بے حیائی کرتے وقت ایک دوسرے کو دیکھتے ہو اور اپنی سرکشی کے باعث پردہ تک نہیں کرتے ہو یہ تمہاری بہت بڑی جہالت ہے۔ لیکن وہ بد بخت استہزاء کے ملوڑ یہ جواب دیتے تھے کہ یہ پاک لوگ ہیں۔ اس لئے ہم نے لوط اور ان کے گھرانے کو ان کی بیوی کے سوا نجات دی اور اس قوم کو پتھروں سے ہلاک کر دیا جس کے وہ لائق تھے۔ داقدی نے کہا قرآن کریم میں جہاں بھی ”مطر“ کا لفظ آتا ہے اس کا معنی عذاب ہوتا ہے۔ اس حدیث شریف میں رکن شدید سے مراد مضبوط رکن ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب حضرت لوط علیہ السلام اپنے مہمانوں کا حال دیکھ کر گھبراتے تو اس وقت فرمایا کہ وہ مضبوط رکن، پناہ لینا چاہتے ہیں یا اُنھوں نے باطن میں اللہ کی پناہ حاصل کر لی اور معذرت کے طور پر مہمانوں سے یہ کلام ظاہر فرمایا۔ قبیلہ کو بھی رکن کہا جاتا ہے کیونکہ رکن وہ ہوتا ہے جس طرف نسبت کی جائے۔

باب جب لوط ”علیہ السلام“ کے پاس فرشتے آئے تو اُنھوں نے کہا تم اجنبی لوگ ہو۔

فَانكَرَهُمْ ، نَكَرَهُمْ ، اِسْتَنَكَرَهُمْ ، کے ایک ہی معنی ہیں۔ يَهْرَعُونَ ، کا معنی وہ دوڑتے تھے۔ دَابِر ، کا معنی آخر۔ صَيْحَةً ، کا معنی ہلاک کرنے والی آواز۔ لِلْمُتَوَسِّمِينَ ، کے معنی دیکھنے والوں کے لئے۔ لِبَسْبِيلٍ ، یعنی راستہ میں۔ برکنہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان کے تھے؛ کیونکہ وہ ان کی طاقت تھے۔ تَزَكُّوْا ، کا معنی تم مائل ہوتے ہو۔

۳۱۶۰ — ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلو اللہ علیہ وسلم نے پڑھا۔ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا وَقُلْهُ
كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحَجَرِ الْمُرْسَلِينَ الْحَجَرِ
مَوْضِعُ ثَمُودَ وَأَمَّا حَرْتُ حَجَرٍ حَرَامٌ وَكُلُّ مَمْنُوعٍ فَهُوَ حَجَرٌ وَمِنْهُ حَجَرُ
مَجُورٌ وَالْحَجَرُ كُلُّ بَنَاءٍ تَبْنِيهِ وَمَا حَجَرْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْأَرْضِ فَهُوَ حَجَرٌ وَمِنْهُ
سَيِّ حَطِيمُ الْبَيْتِ حَجَرًا كَأَنَّهُ مُشْتَقٌّ مِنْ مَحْطُومٍ مِثْلُ قَتِيلٍ مِنْ مَقْتُولٍ
وَيُقَالُ لِلْأَنْثَى مِنَ الْخَيْلِ حَجْرٌ وَيُقَالُ لِلْعَقْلِ حَجْرٌ وَحَجَى وَأَمَّا حَجَرُ الْيَمَامَةِ
فَهُوَ الْمَنْزَلُ

۳۱۶۰ شرح : بَرُكْنِم سے آیت کی طرف اشارہ ہے۔ "فَتَوَلَّى بَرُكْنِمَ وَقَالَ
سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ " تَرْكُنُوا " سے وَلَا تَرْكُنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی تم ان کی
طرف مائل نہ ہو۔ "فَأَنكَرُوا ذَكَرَ" سے فَلَمَّا رَأَى أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَدَرَهُمْ کی طرف اشارہ
ہے۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہے۔ يَهْرَعُونَ " سے وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يَهْرَعُونَ إِلَيْهِ کی طرف اشارہ
ہے یعنی لوط علیہ السلام کے پاس ان کی قوم دوڑتی ہوئی آئی جبکہ ان کو لوط علیہ السلام کی بیوی نے خبر دی کہ ان کے
گھر خوبصورت نوجوان لڑکے آئے ہیں حالانکہ وہ فرشتے تھے جو مردوں کی صورت میں آئے تھے۔
ذَابَر " سے "وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَلِكَ الْأَمْرَ أَنَّ دَابِرَهُمْ لَوْ كَانُوا مُقْطُوعًا" ہم نے ان سے یہ فیصلہ کر دیا
کہ یہ لوگ ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ صِيْحَةً " سے "وَأَن كَانَ كَانَتْ إِلَّا صَحَّةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ خَامِدُونَ
کی طرف اشارہ ہے۔ لَمُتُوا سَمِينٌ " سے "إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّمُتَوَسِّمِينَ" کی طرف اشارہ ہے اور
"لَبْسِيلٌ" سے "وَأَتَاهَا لَبْسِيلٌ" سے "وَأَتَاهَا لَبْسِيلٌ مُّقِيمٌ" کی طرف اشارہ ہے اور بسیل کی تفسیر
طریق سے کی ہے۔

اس حدیث کو یہاں اس لئے ذکر کیا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ ہے اور وہ اللہ کا یہ کلام ہے "كَذَّبَتْ
قَوْمُ لُوطٍ بِالْأَيَةِ حَدِيثٌ فِي عَبْدِ اللَّهِ سَعْدُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
وَاللَّهُ تَعَالَى وَرَسُولُهُ أَعْلَى الْعِلْمِ !

۳۱۶۱۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُمَعَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الَّذِي عَقَرَ
النَّاقَةَ فَقَالَ ائْتَدَبَ لَهَا رَجُلٌ ذُو عِزٍّ وَمَنْعَةٍ فِي قَوْمِهِ كَأَنِّي زُمَعَةَ

باب اللہ کا فرمان : ہم نے ثمود کی طرف ان کے

بھائی صالح کو رسول بھیجا۔ حجر والوں نے جھٹلا دیا،
حجر، ثمود کی جگہ کا نام ہے۔ رہا ”حِذْتُ حِجْرٌ“ اس کا معنی حرام ہے۔ ہر ممنوع شئی
حرام محرم ہے۔ حجر ہر وہ عمارت ہے جسے تم بناؤ جس زمین پر تم نے پتھر نصب
کر دیئے وہ حجر ہے۔ اسی وجہ سے بیت اللہ کے حطیم کو حجر کہا جاتا ہے۔ گویا کہ وہ مخطوم
کے معنی میں ہے جیسے قاتل مقتول کے معنی میں ہے اور گھوڑی کو بھی حجر کہا جاتا ہے۔ عقل
کو حجر اور حجی کہا جاتا ہے۔ بہر حال حجر الیمامہ وہ ایک منزل کا نام ہے۔

ترجمہ : عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا میں نے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ نے اس شخص کو
ذکر کیا جس نے ”صالح علیہ السلام کی“ اونٹنی کو ہلاک کیا تھا کہ اس کو مارنے کے لئے وہ شخص تیار ہوا جو غلبہ
اور قوت میں ابو زمعہ کی طرح رستہ گیر تھا۔

۳۱۶۱۔ شرح : قوم عاد کی ہلاکت کے بعد ان کے شہروں میں قوم ثمود آباد ہوئی اور
انھوں نے بلند بالا اور مضبوط مکانات بنائے اور ان کی تعداد بہت
زیادہ ہو گئی جو شہروں میں نہیں سموسکتی تھی تو انھوں نے پہاڑوں کو کرید کر مکانات بنانے شروع کئے۔ ان کی معاشی
حالت بہت اچھی اور دنیاوی وسعت ان کو حاصل تھی۔ اس لئے وہ کثرت مال اور عیش و عشرت کے باعث فخر و
غور میں آ گئے اور زمین میں فساد برپا کر دیا اور بت پرستی شروع کر دی۔ تو اللہ تعالیٰ ان میں اعلیٰ خاندان میں سے

۳۱۶۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلِيمٍ أَبُو الْحَسَنِ ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ
 بْنِ حَيَّانَ أَبُو ذَكْرِيَّا ثَنَا سُلَيْمٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ الْحَجْرُ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ أَمَرَهُمْ أَنْ لَا يَشْرَبُوا
 مِنْ بَيْتَرِهَا وَلَا يَسْتَقُوا مِنْهَا فَقَالُوا قَدْ عَجْنَا مِنْهَا وَاسْتَقَيْنَا فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَطْرَحُوا ذَلِكَ الْعَجِينَ وَيَهْرِيقُوا ذَلِكَ الْمَاءَ وَيُرَوِّى
 عَنْ سَبْرَةِ بْنِ مَعْبُدٍ وَأَبِي الشَّوْصِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِالْقَلَاءِ
 الطَّعَامِ وَقَالَ أَبُو ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اعْتَجَنَ بِمَاءِهِ

سے حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا انھوں نے لوگوں کو تبلیغ کرنا شروع کی تو لوگوں نے کہا آپ نبوت کی علامت بتائیے آپ نے فرمایا تم کیسی علامت دیکھنا چاہتے ہو انھوں نے کہا ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ عید میں شرکت کریں وہاں جا کر تم اپنے خدا سے دُعا کرو اور ہم اپنے معبودوں سے دُعا کریں گے جس کی دُعا قبول ہو جائے اس کی اطاعت کر لی جائے چنانچہ آپ ان کے ساتھ تشریف لے گئے اور انھوں نے اپنے معبودوں سے دُعا کی جو قبول نہ ہوئی۔ پھر ان کے سردار بن جندع بن عمروؓ نے ایک علیحدہ پڑے ہوئے پتھر کی طرف اشارہ کر کے کہا اس پتھر سے کالے رنگ کی اونٹنی نکالے جو حاملہ ہو اور اس کے ماتھے اور گردن پر بال ہوں جس کی نظر بجلی کی طرح اوڑھنے کی آواز کرے والے بادل کی طرح ہو وہ ایک سو گنا تمہاری ہی چوڑی ہو۔ اس کے چار پستان ہوں ایک سپانی دوسرے سے شہد تیسرے سے دودھ اور چوتھے پستان سے شراب دو ہیں اسی طرح کی اس کی بھی ہو وہ آپ کے رب کی توحید کا ذکر اور آپ کی نبوت کا اقرار کرتی ہو اگر آپ ایسا کر سکتے ہیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے پختہ وعدہ لیا اور فرمایا اگر میں ایسا کر دوں تو تم نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہوگا انھوں نے کہا یقیناً ہم اللہ تعالیٰ کی توحید اور آپ کی نبوت کو تسلیم کر لیں گے حضرت صالح علیہ السلام نے نماز پڑھنے کے بعد اپنے رب سے دُعا کی تو پھر ایسے چلایا جیسے بچہ پیدا ہوتے وقت اونٹنی آواز نکالتی ہے۔ پھر پتھر پھٹا اور ان کی خواہش کے مطابق پتھر سے اونٹنی نکلی جس کا انھوں نے مطالبہ کیا تھا اور ان کے دیکھتے دیکھتے اتنی ہی لمبی چوڑی اس کے پیٹ سے بچی پیدا ہوئی یہ دیکھ کر جندع بن عمروؓ چند ساتھیوں سمیت ایمان لے آیا اور باقی لوگوں کو دُعا بن عمروؓ اور ان کے بتوں کے محافظ حباب اور ان کے کاہن کے

بیٹے رباب نے ان کو ایمان لانے سے روک دیا۔ اونٹنی اپنی بچی سمیت بقید حیات رہی اور درختوں کے پتے کھایا کرتی اور ان کے کنوئیں سے ایک دن وہ پانی پیتی اور ایک دن وہ لوگ پیا کرتے تھے جب وہ کنوئیں میں منہ ڈالتی تو جب تک سارا پانی ختم نہ ہو جاتا کنوئیں سے منہ باہر نہ نکالتی تھی۔ وہ لوگ اس کو دہتے حتیٰ کہ ان کے سارے برتن بھر جاتے تھے وہ دودھ پیتے اور اس کا ذخیرہ کر لیتے تھے جب وہ اس وادی میں آواز نکالتی تو ان کے سارے جانور بھاگ نکلتے۔ الحاصل وہ لوگ اس سے تنگ آ گئے اور کہنے لگے اس اونٹنی نے ہم کو تنگی میں ڈال دیا ہے۔ سارا پانی یہ پی جاتی ہے گھاس کھا جاتی ہے۔ اس لئے تمہوں نے اس کو قتل کرنے کا حکم خیال کر لیا تو تدار نام والے ایک شخص نے جو اس قوم میں طاقت ور مرد تھا اور وہ ولد زنا تھا۔ اونٹنی کو ہلاک کرنے کا ذمہ لیا۔ وہ بے کہا ان کے شہر میں اٹھ چلا ہے فساد ہی تھی۔ ان کی عادت فتنہ و فساد ہی تھی۔ صلاحت ان سے معدوم ہو چکی تھی۔ یہ بد بخت قدار بن سلف بھی ان کے پاس چلا گیا۔ اور وہ نو ہو گئے۔ اس بد بخت نے اس اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ کر اس کو ہلاک کر دیا۔

ابن درید نے وشاح میں نو کے نام ذکر کئے ہیں اور وہ یہ ہیں :

- | | |
|---------------------------------|------------------------------------|
| (۱) قدار بن سالف بن جدد | (۲) مصدع بن ہرج بن ہذیل بن المہیا۔ |
| (۳) ہزیر بن عزیز بن عنم بن مہلح | (۴) سبيع بن کیف بن سیحان |
| (۵) عرام بن نہبی بن لقیط | (۶) مہرب بن زہیر بن سبيع |
| (۷) سبيع بن رغام بن ملدع | (۸) عربد بن نخبہ بن مہمان |
| (۹) رعیث بن عمر بن داعر (یعنی) | |

ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

— ۳۱۶۲ —

غزوہ تبوک میں جب مقام حجر میں اترے تو صحابہ کو حکم دیا کہ اس مقام

کے کنوئیں سے پانی نہ پیش اور نہ ہی پانی بھر کر رکھیں۔ صحابہ نے عرض کیا ہم نے اس کے پانی سے آٹا گوندھا لیا ہے اور مشکیزوں میں پانی بھر لیا ہے آپ نے ان کو حکم دیا کہ یہ آٹا پھینک دیں اور وہ پانی گرا دیں۔ سہرہ بن معبد اور ابی شمس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا پھینک دینے کا حکم دیا اور ابو ذر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ جس نے اس کے پانی سے آٹا گوندھا،

شروح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حجر کے کنوئیں کا پانی پینے سے

— ۳۱۶۲ —

اس لئے منع کیا کہ وہ منحوس مقام تھا جبکہ وہاں ایک قوم پر عذاب

نازل ہوا تھا اور یہ ڈر تھا کہ یہ دلوں کو سخت نہ کر دے یا کوئی ایسا مال نہ پیدا ہو جائے جو ان کے لئے نقصان دہ ثابت ہو۔ بنار نے عبد اللہ بن قدامہ کے طریق سے ذکر کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غزوہ تبوک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب وہ اس وادی میں پہنچے تو فرمایا تم اب ملعون وادی میں پہنچ چکے ہو۔ جلدی جلدی یہاں سے نکل چلو اور

۳۱۶۳ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ
عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ خَبَرَهُ اَنَّ النَّاسَ نَزَلُوا مَعَ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْضَ ثَمُودَ الْحِجْرَ وَاسْتَقَوْا مِنْ بَيَارِهَا وَاعْتَجَنُوا
بِهِ فَاَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَهْرِيقُوا مَا اسْتَقَوْا مِنْ
بَيَارِهَا وَاَنْ يَغْلِقُوا الْاِبِلَ الْعِجِينَ وَامَرَهُمْ اَنْ يَسْتَقُوا مِنَ الْبِرِّ الَّتِي
كَانَ تَرُدُّهَا النَّاقَةُ تَابِعَهُ اُسَامَةُ عَنْ نَافِعٍ

۳۱۶۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي
سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا مَرَّ بِالْحِجْرِ
قَالَ لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا اَنْفُسَهُمْ اِلَّا اَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ اَنْ
يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا اَصَابَهُمْ ثُمَّ تَقْتَعِرْ بِرِدَائِهِ وَهُوَ عَلَى الرَّحْلِ

جس کسی نے اس وادی کے کنوئیں کے پانی سے آٹا گوندھ لیا ہے یا ہنڈیا پکالی ہے اس کو پھینک دو!“
۳۱۶۳ — ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے بیان کیا کہ لوگ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ثمود کے علاقہ میں مقام حجر میں اترے اور اس کے کنوئیں سے پانی بھر لیا اور آٹا گوندھ لیا تو
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کنوئیں کے پانی سے جو مشکیزوں میں پانی بھرا ہے اس کو گرا دیں
اور آٹا اونٹوں کو کھلا دیں۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ اس کنوئیں کے پانی سے مشکیزے بھریں جس سے
صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیتی تھی۔ نافع سے روایت کرنے میں عبید اللہ کی اسامہ بن زید نے متابعت کی۔

۳۱۶۴ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم ثمود کے کنوئیں سے پانی لینا مکروہ ہے۔ اسی
طرح ان مقامات کے کنوئوں سے پانی لینا مکروہ ہے جہاں کے لوگ اللہ کے عذاب سے ہلاک ہوئے ہیں اس پانی کے
استعمال کی کراہت میں علماء کے مختلف اقوال ہیں بعض اس کو مکروہ تحریمی اور بعض مکروہ تنزیہی کہتے ہیں اور مکروہ تحریمی
ہونے کی صورت میں اس پانی سے طہارت درست ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۱۶۴ — ترجمہ : سالم بن عبداللہ نے اپنے والد عبداللہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۳۱۶۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ شَنَا وَهَبٌ شَنَا ابْنِي قَالَ سَمِعْتُ
يُوسُفَ عَنِ الزَّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِينَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَالِكِينَ أَنْ يُصِيبَكُمْ
مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ

بَابُ قَوْلِهِ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ الْآيَةُ

۳۱۶۶ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ شَنَا عَبْدَ اللَّهِ
ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ
قَالَ الْكَرِيمُ ابْنُ الْكَرِيمِ ابْنُ الْكَرِيمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ

جب مقام حجر سے گزرے تو فرمایا جن لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ان کے مکانات میں مت داخل ہو مگر یہ کہ روتے
ہوئے وہاں سے گزر جاؤ تاکہ تم کو وہ سختی نہ پہنچے جو ان کو پہنچی تھی۔ پھر اپنی چادر شریف سے چہرہ مبارک ڈھانپ
لیا حالانکہ آپ ارغشی پر سوار تھے۔

۳۱۶۵ — ترجمہ یہ سالم سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کی رہائش گاہوں میں مت داخل ہو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا مگر یہ کہ تم
روتے ہوئے گزر جاؤ کہ تم کو وہ مصیبت نہ پہنچے جو ان کو پہنچی تھی۔ (حدیث ۵۷۲۵ کی شرح دیکھیں)

بَابُ كَيْتَمِ اس وقت موجود تھے جب
يعقوب عليه السلام نے وفات پائی،

۳۱۶۶ — ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت کی کہ آپ نے فرمایا کریم بن کریم بن کریم بن کریم۔ یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن علیہم السلام!

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ

آيَاتُ لِلْسَّاعِلِينَ الْإِيه

۳۱۶۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ أَكْثَرِ النَّاسِ قَالَ اتَّقُوا اللَّهَ قَالُوا لَيْسَ عَنْ هَذَا إِنَّا سَأَلْنَاكَ قَالَ
فَاكْرُمُوا النَّاسَ يُوسُفُ بْنُ النَّبِيِّ اللَّهِ ابْنُ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنُ خَلِيلِ اللَّهِ قَالُوا
لَيْسَ عَنْ هَذَا إِنَّا سَأَلْنَاكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونَنِي النَّاسُ مَعَادِنُ
خِيَانَتُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقَهُوْا

۳۱۶۶ — شرح : کریم ، نعیم کی ضد ہے ۔ ہر نفس کریم ہے اور وہ ہر اس شخص کو شامل
ہے جو دین و دنیا میں صالح ہو نیک ہو ۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
نے یہ قصد کے ساتھ نہیں فرمایا بلکہ یہ بالبدلت آپ کی زبان سے جاری ہو گیا اور شرع قصد کے ساتھ کہا جاتا ہے
لہذا یہ وَمَا عَلَّمْنَا الشَّعْرَ ، کے منافی نہیں ، حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام مکارم اخلاق کے
جامع ہونے کے باوجود آپ کو شرف نبوت اور عادلانہ مملکت حاصل تھی ۔ اور آپ کے نسل بہ نسل تین آباء انبیاء کرام
علیہم السلام ہیں (نووی)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا إِرْشَادِ : يُوسُفَ وَإِخْوَانِ كَيْ مَبْهَائِي

كَيْ بَارِي فِي يُوْجِئِنِ وَالْوَلِ كَيْ لَيْ نَشَانِيَا فِي

۳۱۶۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال پوچھا گیا کہ لوگوں میں کون سب سے زیادہ معظم ہے ۔ آپ نے فرمایا جو اللہ سے زیادہ

۳۱۶۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا
۳۱۶۹ — حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْحُبَرِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ
قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَهَا مَرِي أَبَا بَكْرٍ يَصِلُ بِالنَّاسِ قَالَتْ إِنَّهُ رَجُلٌ أَسِيفٌ مَتَى يَقُومُ
مَقَامَكَ رَقٌّ فَعَادَ فَعَادَتْ قَالَ شُعْبَةُ فَقَالَ فِي الثَّلَاثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ إِنَّ
كُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مَرِي أَبَا بَكْرٍ

ڈرنے والا ہے۔ اُنھوں نے کہا ہم نے اس کے متعلق نہیں پوچھا آپ نے فرمایا لوگوں میں معظم اللہ کا نبی یوسف بن نبی اللہ بن نبی اللہ بن خلیل اللہ انھوں نے کہا ہم نے اس کے متعلق عرض نہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عروں کے خاندانوں کے متعلق پوچھتے ہو؟ لوگ معذرت میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں۔ بشرطیکہ ان کو دین میں قناعت حاصل ہو۔

۳۱۶۷ — شرح : معادن عرب سے عرب قبائل اور ان کے سردار مراد ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبوت اور ملک عطا فرمایا۔ لفظ یوسف کے عربی اور عجمی ہونے میں اختلاف ہے۔ اکثر علماء عجمی کہتے ہیں اس لئے غیر منصرف ہے۔ بعض نے کہا یہ لفظ عربی ہے۔ اسف بمعنی حزن سے ماخوذ ہے یا اسیف بمعنی عبد سے ماخوذ ہے دونوں معنی یوسف میں موجود ہیں۔ اسی لئے آپ کا نام یوسف ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی تھے۔ فرویل سب سے بڑا بھائی تھا۔ شمعون، لاوی، یہودا، رویالون، لیجران کو ساخر بھی کہا جاتا ہے۔ ان حضرات کی والدہ ماجدہ لیان بنت لایان تھیں۔ لایان حضرت یعقوب علیہ السلام کے مامون تھے۔ دانی، یفتالی، جاد اور اشراں حضرات کی والدہ دو لونڈیاں تھیں پھر جب کیا فوت ہو گئیں تو ان کی ہمیشہ اخیل سے یعقوب علیہ السلام نے نکاح کر لیا ان کے لطن شریف سے یوسف و بنیامین پیدا ہوئے اور وہ کل بارہ بھائی تھے۔

۳۱۶۸ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح روایت کی ہے !
۳۱۶۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے

قَالَ مُوسَىٰ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ

۳۱۷۰ — حَدَّثَنَا رَبِيعُ بْنُ يَحْيَىٰ ثَنَا زَائِدَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَمْرِو عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَىٰ عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَرَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَضَلَّ النَّاسُ فَقَالَ إِنِّي أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ كَذَّابٌ فَقَالَ مِثْلُهُ فَقَالَتْ مِثْلُهُ فَقَالَ مَرُّوا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّ صَوَاحِبَ يُوسُفَ فَأَمَّا أَبُو بَكْرٍ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ رَجُلٌ رَقِيقٌ

۳۱۷۱ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ ثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْزَجِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ أَمِّنْهُمُ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطَأَتَكَ عَلَى مُضَرٍّ اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِينَ كِسْفِي يُوسُفَ

فرمایا ابو بکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں ام المؤمنین نے کہا وہ رقیق القلب اور غمناک انسان ہیں جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو ان پر رقت طاری ہو جائے گی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ وہی حکم فرمایا اس کے جواب میں، ام المؤمنین نے بھی وہی جواب عرض کیا شعبہ نے کہا تیسری یا چوتھی بار آپ نے فرمایا تم یوسف کی ساتھی عورتوں کی طرح ہو ابو بکر کو کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ اس کی حدیث کی شرح حدیث ۶۲۵-۶۲۸ کے تحت دیکھیں،

۳۱۷۰ — ترجمہ : ابو بردہ نے اپنے والد ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے تو آپ نے فرمایا ابو بکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابو بکر رقیق القلب مرد ہے۔ آپ نے اس طرح فرمایا تو ام المؤمنین نے اس طرح فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر کو حکم دو تم عورتیں یوسف کی ساتھی عورتوں جیسی ہو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں نمازیں پڑھاتے رہے حسین نے زائد سے ذکر کیا کہ ابو بکر رقیق القلب مرد ہے۔ (حدیث ۶۲۵-۶۲۸ کی شرح دیکھیں)

۳۱۷۱ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! عیاش بن ربیعہ کو نجات دے اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے۔ اے اللہ! ولید بن لیث

۳۱۷۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ أَسْمَاءَ هُوَ ابْنُ أَخِي جُؤَيَّةَ
ابْنِ أَسْمَاءَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَأَبَا عَبْدِ أَخْبَرَاهُ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحِمُ اللَّهُ لُوطًا
لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ وَلَوْلَيْتُ فِي السَّجْنِ مَالِثَ يُوسُفَ ثُمَّ
آتَانِي الدَّاعِيَ لَأَجَبْتُهُ

۳۱۷۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَنَا ابْنُ فَضِيلٍ ثنا حُصَيْنٌ عَنْ
شَقِيقٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْتُ أُمَّ رُومَانَ وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ عَمَّا قِيلَ
فِيهَا مَا قِيلَ قَالَتْ بَيْنَمَا أَنَا مَعَ عَائِشَةَ جَالِسَتَانِ إِذْ وَلَجَتْ عَلَيْنَا امْرَأَةٌ مِنْ
الْأَنْصَارِ وَهِيَ تَقُولُ فَعَلَ اللَّهُ بِفُلَانٍ وَفَعَلَ قَالَتْ فَقُلْتُ لِمَ قَالَتْ إِنَّهُ
نَمَى ذِكْرُ الْحَدِيثِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَيْ حَدِيثٍ فَأَخْبَرْتُهَا قَالَتْ فَسَمِعَهُ
أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ فَخَرْتُ مَعْشِيًا عَلَيْهَا
فَمَا أَفَاتَتْ إِلَّا وَعَلَيْهَا حُمَّى بِنَافِضٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِهَذِهِ

کو نجات دے۔ اے اللہ! کمزور مومنوں کو نجات دے۔ اے اللہ! مضر قبیلہ پر سخت تنگی کر اور وہ ان پر
یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط سالی جیسی ہو۔ (حدیث: ۷۷۱، ۷۷۲ کی شرح دیکھیں)
ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوطؑ پر رحم کرے۔ وہ

کسی مضبوط رکن سے پناہ لینا چاہتے تھے۔ اگر میں قید خانہ میں اتنی مدت رہتا جتنی مدت یوسفؑ علیہ السلام رہا ہے
پھر میرے پاس بلائے والا آتا تو میں اس بلائے والے کی بات مان لیتا، (حدیث ۳۱۵۶ کی شرح دیکھیں)
ترجمہ: مسروق سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے ام رومان رضی اللہ عنہا
جو ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ ہیں سے مائی مائی

قُلْتُ حَتَّى أَخَذْتُهَا مِنْ أَجْلِ حَدِيثِ تُحَدِّثُ بِهِ فَقَعَدْتُ فَقَالَتْ وَاللَّهِ
لَنْ حَلَفْتُ لَا تُصَدِّقُونِي وَلَنْ اِخْتَدَرْتُ لَا تُعَذِّبُونِي فَمَثَلِي وَمَثَلُكُمْ
كَمَثَلِ يَعْقُوبَ وَبَنِيهِ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ فَاِنْصَرَفَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ مَا أَنْزَلَ فَأَخْبَرَهَا فَقَالَتْ بِحَمْدِ اللَّهِ لَا يُحَدِّثُ
أَحَدٌ ۳۱۷۲ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ
عَنِ ابْنِ شَهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ قَوْلَهُ حَتَّى إِذَا اسْتَيْسَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ
قَدْ كَذَبُوا أَوْ كَذِبُوا قَالَتْ بَلْ كَذَبَهُمْ قَوْمُهُمْ فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَقَدْ اسْتَيْقَنُوا

کے بارے میں بہتان کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا ایک دفعہ میں اور عائشہ دونوں بیٹھی ہوئی تھیں کیا دیکھتی ہیں کہ
ایک انصاریہ عورت آئی اور کہنے لگی۔ فلاں پر اللہ کی مار ہو اور مار پڑ بھی گئی۔ میں نے کہا یہ کیوں؟ اُس نے کہا
اُس نے یہ بات مشہور کی ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا وہ کونسی بات ہے؟ اس عورت نے مائی صاحبہ کا واقعہ بیان کیا
تو ام المؤمنین نے فرمایا ابوبکر اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ سنا ہے؟ اس عورت نے کہا جی ہاں یہ
سن کر، ام المؤمنین غشی (بیہوش ہو کر) سے گر پڑیں۔ جب ہوش آئی تو انہیں جاڑے کے ساتھ بخار چڑھا ہوا تھا۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا ان کو کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا جو باتیں کہی جا رہی ہیں ان کے باعث
انہیں بخار آگیا ہے۔ یہ سن کر، ام المؤمنین بیٹھ گئیں اور کہنے لگیں: اگر میں قسم کھاؤں تو تم مجھے سچی نہیں کہو گے اور اگر
میں عذر خواہی کروں تو نہ مانو گے۔ میری مثال اور تمہاری مثال یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں سی ہے۔ پس اس
میں اللہ ہی مددگار ہے جو تم کہتے ہو ”یہ سن کر“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا
جو بھی نازل فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین کو بتایا تو انھوں نے کہا اللہ کی تعریف ہے اور کسی کی نہیں۔

۳۱۷۳ — شرح: اس حدیث کی شرح حدیث ۲۸۸۵ کے تحت دیکھیں۔ (ام رومان رضی اللہ عنہا)
چھ ہجری میں فوت ہوئیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر میں اترے۔

(واقعی) مسروق نے ام رومان سے سماعت کی ہے۔ چنانچہ مغازی میں ”حدیث الافک“ میں مسروق نے کہا مجھ سے
ام رومان نے بیان کیا۔ لہذا یہ کہنا کہ مسروق نے ام رومان سے نہیں سنا محل نظر ہے۔ اور خطاب کا یہ عذر کرنا

عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ مَرْعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَرِيمُ ابْنُ الْكَرِيمِ
ابْنُ الْكَرِيمِ ابْنُ الْكَرِيمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَيُوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ الْآيَةَ
أَرْكُضْ اضْرِبْ يَرْكُضُونَ يَعْدُونَ

اسحاق بن ابراہیم میں علیہا الصلوٰۃ والتسلیمات۔

شرح : یعنی رسولوں نے گمان کیا کہ ان کی تکذیب کی گئی ہے اور لوگوں نے ان کو

۳۱۷۴ —

مضطرب دیا ہے۔ عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظاہری کلام سے سمجھ لیا کہ

تکذیب کے گمان کی نسبت رسولوں کی طرف مناسب نہیں وہ تکذیب کا گمان نہیں کر سکتے۔ اس لئے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اے عروہ واقعہ اس طرح نہیں جو تو نے سمجھا ہے بلکہ معنی یہ ہے کہ رسولوں نے جو اپنی قوم سے عذاب کا وعدہ کیا تھا اس میں اُنھوں نے رسولوں کو مضطرب دیا پھر عروہ نے کہا کہ لفظ ”ظَنُّوا“ میں اشکال ہے کیونکہ اُنھوں نے یقین کیا تھا گمان نہیں کیا تھا اور کہا بخدا! رسولوں نے یقین کیا تھا کہ ان کی قوم نے ان کی تکذیب کی ہے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے ”يَا عَرَبِيَّةُ“ سے اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ یہاں ظن یقین کے معنی میں ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ، یعنی اُنھوں نے یقین کیا کہ اللہ کے سوا کوئی جگہ پناہ کی نہیں۔ پھر حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا یہ لفظ ”كَذَّبُوا“، مخفف ہے۔ یعنی رسولوں نے گمان کیا کہ رب کی طرف سے ان کی تکذیب کی گئی ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ ہرگز نہیں بلکہ یہ گمان ان کے پیروکار کی طرف سے ہے۔ اور اُمّا کا جواب محذوف ہے۔ یعنی اس آیت میں گمان کرنے والے رسولوں کے پیروکار ہیں جو اپنے رب پر ایمان لائے اور اُنھوں نے رسولوں کی تصدیق کی جب وہ زیادہ دیر مصائب میں رہے۔ اور اللہ کی مدد میں تاخیر ہوئی حتیٰ کہ جب وہ مضطرب والوں سے ناامید ہو گئے اور گمان کیا کہ ان کے پیروکار تکذیب کر دیں گے تو اللہ کی مدد آئی ”قوله اَسْتَيْسُّوْا اس کا وزن اِفْتَعَلُوْا“ ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں بلکہ اس کا وزن اِسْتَفْعَلُوْا ہے اور کاتب سے سہواً ”اِفْتَعَلُوْا“ لکھا گیا ہے۔

۳۱۷۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ
 أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيًا نَاخِرًا عَلَيْهِ رَجُلٌ جَرَادٍ مِنْ ذَهَبٍ تَجْعَلُ مِثْقَى فِي
 تَوْبِهِ فَنَادَاهُ رَبُّهُ يَا أَيُّوبُ الْمَأْكُنُ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرَى قَالَ بَلَى يَارَبِّ
 وَلَكِنْ لَا غِنَى بِي عَنْ بَرَكَتِكَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اور ایوب جبکہ انھوں نے
 اپنے رب کو پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچ رہی ہے اور
 تو ارحم الراحمین ہے۔ اُرْکُضْ کا معنی ہے تو مار۔ یہ رکضون کے معنی
 ہیں وہ دوڑتے ہیں۔

۳۱۷۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت ایوب رضی اللہ عنہ سے دعا کی کہ یا رب
 برہنہ غسل کر رہے تھے کہ ان کے اوپر سونے کی ٹہنی سی ٹہنیاں گریں وہ ان کو اپنے کپڑے میں جمع کرنے لگے
 تو اللہ تعالیٰ نے آواز دی اے ایوب! میں نے تجھے اس سے مستغنی نہیں کیا؟ ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا
 کیوں نہیں اے میرے رب لیکن میں تیری برکت سے مستغنی نہیں ہوں۔

۳۱۷۵ — شرح : حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلسلہ نسب یہ ہے ۔
 ایوب بن اموص بن رزاح بن روم بن عیصوب بن اسحاق بن ابراہیم
 علیہم السلام آپ کے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے جبکہ ان کو نمرود کی آگ میں
 ڈالا گیا تھا۔ اور وہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدُ وَسُلَيْمَانُ
 وَأَيُّوبُ یعنی ابراہیم کی اولاد میں سے داؤد، سلیمان اور ایوب علیہم السلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر طرح کی
 نعمتیں عطا فرمائی تھیں۔ حسن صورت بھی کثرت اولاد بھی کثرت اموال بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ابتلاء میں ڈالا اور آپ کے

بَابُ وَادْكُرْنِي الْكِتَابِ مُوسَى إِنَّهُ كَانَ مُخْلِصًا

إِلَى قَوْلِهِ نَحْيًا يُقَالُ لِلوَاحِدِ وَالْإِثْنَيْنِ وَالْجَمِيعِ نَحْيٌ وَيُقَالُ خَلَصُوا
نَحْيًا اُعْتَزَلُوا نَحْيًا وَالْجَمِيعُ اُنْحِيَةٌ يَتَنَاجَوْنَ تَلَقُّفٌ تَلَقُّفٌ

فرزند و اولاد مکان کے گرنے سے دُکھت ہو گئے تمام جانور جن میں ہزار ہا اونٹ ہزار ہا بکریاں بھینس سب مگھیں تمام کھیتیاں اور باغات برباد ہو گئے کچھ بھی باقی نہ رہا اور جب آپ کو ان چیزوں کے ہلاک ہونے اور ضائع ہونے کی خبر دی جاتی تھی تو آپ اللہ کی حمد بجالاتے تھے۔ اور فرماتے تھے میرا کیا ہے جس کا تھا اُس نے لیا جب تک مجھے دیا اور میرے پاس رکھا اس کا شکری ادا نہیں ہو سکتا میں اس کی مرضی پر راضی ہوں پھر آپ بیمار ہوئے تمام جسم شریف میں آبلے پڑ گئے بدن مبارک سب کا سب زخموں سے بھر گیا۔ سب لوگوں نے چھوڑ دیا پھر آپ کی بیوی صاحبہ جو حضرت یوسف علیہ السلام کی پوتی افراتیم کی صاحبزادی تھیں ان کا نام رحمت تھا۔ وہ آپ کی خدمت کرتی رہیں اور یہ حالت سات سال سات ماہ اور سات گھنٹے رہی۔ ایک روایت کے مطابق ایک دن آپ کی بیوی نے کہا اگر آپ اللہ سے دُعا کریں تو آپ کو صحت ہو جائے فرمایا ہماری عیش و عشرت کی مدت کیا تھی۔ بیوی صاحبہ نے کہا اسی برس فرمایا مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ میں اس سے دُعا کروں حالانکہ میرے ابتداء کی مدت بہت تھوڑی ہے۔ آخر کار کوئی سبب پیش آیا کہ اپنے بارگاہ الہی میں دُعا کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی دُعا قبول کی اور فرمایا کہ آپ زمین میں پاؤں ماریں اُنھوں نے پاؤں مارا تو ایک چشمہ ظاہر ہو گیا حکم دیا گیا اس سے غسل کریں غسل کیا تو ظاہری بدن کی تمام بیماریاں دور ہو گئیں پھر آپ چالیس قدم چلے پھر دوبارہ زمین میں پاؤں مارنے کا حکم ہوا پھر آپ نے پاؤں مارا اس سے بھی ایک چشمہ ظاہر ہوا جس کا پانی نہایت سرد تھا۔ آپ نے وہ پیا غسل کرنے سے آپ کی نوجوانی اور حسنِ جمال لوٹ آئے اور آپ پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو گئے اور پانی پینے سے پیٹ کی سب بیماریاں جاتی رہیں اور آپ صحیح سالم تندرست ہو گئے۔ سدی نے کہا حضرت جبرائیل علیہ السلام جنت سے جوڑا لائے اور آپ کو پہنایا۔ پاؤں مارنے سے چشمہ جاری ہو جانا آپ کا معجزہ تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”یرکضون“ سے اس آیت ”وَإِذَا هُمْ مِمَّا يَزْكُضُونَ“ کی طرف اشارہ کیا۔ پھر ”یَعْدُونَ“ سے اس کی تفسیر کی۔ (حدیث ۲۷۷۷ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا فَرْمَانِ : اَوْر كِتَابِ مِیں مُوسَى كُو يَاد كُرُو

۳۱۷۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنَا عُقَيْلٌ
عَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ قَالَ قَالَتْ عَالِشَةُ زَوْجَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَدِيجَةَ يَرْجُبُ فَوَادَةَ فَأَنْطَلَقَتْ بِهِ إِلَى وَرَقَةَ بْنِ
نُفْلٍ وَكَانَ رَجُلًا تَنْصَرِّقُ الْأَوْجِيلَ بِالْعَرَبِيَّةِ فَقَالَ وَرَقَةُ مَاذَا
تَرَى فَأُخْبِرَهُ فَقَالَ وَرَقَةُ هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ

بے شک وہ چنا ہوا تھا اور رسول تھا غیب کی خبریں بتانے
والا اور اسے ہم نے طور کی دائیں جانب سے ندا فرمائی اور
اسے اپنے راز کہنے کو قریب کیا اور اپنی رحمت سے اس کا
بھائی ہارون عطا کیا۔ غیب کی خبریں بتانے والا نبی —
لفظ نجی واحد، تشبیہ اور جمع کے لئے بولا جاتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے "خَلَصُوا
نَجِيًّا، اِغْتَزَلُوا نَجِيًّا"، اس کی جمع اَنْجِيَّةٌ ہے۔ يَتَنَاجَوْنَ، وہ ایک دوسرے
سے راز کی باتیں کرتے ہیں۔

شرح الباب : حضرت موسیٰ علیہ السلام کا شجرہ نسب یہ ہے، "موسیٰ بن عمران
بن قاضی بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام"، آپ کے والد عمران نے نجیب بنت اشمویل
بن برکیا بن یقشان بن ابراہیم سے نکاح کیا اور ہارون و موسیٰ علیہما السلام پیدا ہوئے۔ ثعلبی نے آپ کی والدہ
کا نام یوحانہ ذکر کیا ہے اور مشہور بھی یہی ہے۔ جب عمران کی عمر ستر برس ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا
ہوئے۔ اور عمران کی کل عمر ۱۳۷ برس تھی۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے خَلَصُوا نَجِيًّا، سے قَلَمًا اَنْتَسُوا
خَلَصُوا نَجِيًّا، کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یعنی جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی ان سے نا اُمید ہو گئے تو ایک طرف

عَلَى مُوسَى وَإِنْ أَدْرَكْنِي يَوْمَكَ أُنْصِرْكَ نَصْرًا مُمُوزًا النَّامُوسُ صَاحِبُ
السِّتْرِ الَّذِي يُطْلَعُهُ بِمَا يَسْتُرُهُ عَنْ غَيْرِهِ

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَى

إِذْ رَأَى نَارًا إِلَى قَوْلِهِ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى أَنَسْتُ أَبْصَرْتُ نَارًا
لَعَلِّي أَتِيكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ الْآيَةُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُقَدَّسُ الْمُبَارَكُ طُوًى
اسْمُ الْوَادِي سِيرَتُهَا حَالَتُهَا وَالنُّهْيُ التَّقْيُّ بِمُلْكِنَا بِأَمْرِنَا هَوًى شَقِي فَارِغًا
إِلَّا مِنْ ذِكْرِ مُوسَى رَدُّ أَكْبَى يُصَدِّقُنِي وَيُقَالُ مُغِيثًا أَوْ مُعِينًا

جا کر سرگوشی کرنے لگے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا وہ والجمع انجیہ یعنی جب نجی سے مراد فرد واحد ہو تو اس کی جمع
انجیہ آتی ہے۔ اور یتناجون سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا۔ اَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ هُوُوا عَنِ
النَّجْوَى ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا هُوُوا عَنْهُ وَيَتَنَاجَوْنَ بِالْآثِمِ وَالْعُدُوَانِ یہ آیت کریمہ یہودیوں کے
بارے میں نازل ہوئی ان کے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صلح تھی جب آپ کے صحابہ کرام میں سے
کوئی شخص ان کے پاس سے گزرتا تو الگ بیٹھ جاتے اور آپس میں سرگوشی کرنے لگتے حتیٰ کہ گزرنے والا شخص گمان کرتا کہ وہ
اس کو قتل کرنے کی سازش کر رہے ہیں یا کوئی اذیت پہنچانے کی صورت بنا رہے ہیں تو وہ اس ڈر سے راستہ چھوڑ
دیتا جب یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے ان کو اس طرح کرنے سے منع کیا لیکن وہ نہ رکے اور بدستور
اسی طرح کرتے رہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ تَلَقَّفْتُ کا معنی تَلَقَّمْتُ ہے یعنی وہ ان کو نگلنے لگا۔

توجہ : ابن شہاب نے کہا میں نے عروہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ام المؤمنین عائشہ

۳۱۶۵

رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس
تشریف لے گئے جبکہ آپ کا قلب شریف خائف اور مضطرب تھا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو درقہ بن نوفل کے پاس
لے گئیں وہ شخص نصرانی ہو گیا تھا اور انجیل کو عربی میں پڑھا کرتا تھا اور قہ بن نوفل نے کہا آپ کیا دیکھتے ہیں آپ نے اس
سے سارا واقعہ بیان فرمایا تو اس نے کہا یہ وہ رازدان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا
اگر مجھ کو آپ کے زمانہ نے پایا تو میں آپ کی پوری مدد کروں گا۔ ناموس کا معنی ہے رازدان جو دوسرے لوگوں سے
راز میں رکھتے ہوئے کسی چیز کی اطلاع دے (حدیث عسکریہ کی شرح دیکھیں)

يَبْطِشُ وَيَبْطِشُ يَأْتَمِرُونَ يَتَشَاوِرُونَ رَدُّ أَعْوَانٍ يُقَالُ قَدْ أَرَادَتْهُ عَلَى
صَنْعَتِهِ أَيْ أَعْنَتْهُ عَلَيْهَا وَالْجَذْوَةُ قِطْعَةٌ غَلِيظَةٌ مِنَ الْخَشَبِ لَيْسَ فِيهَا
لَهَبٌ سَنَسَدٌ سُنْعِيْنُكَ كَلَّمَا عَزَزْتَ شَيْئًا فَقَدْ جَعَلْتَ لَهُ عَضُدًا وَ
قَالَ غَيْرُهُ كُلُّ مَا لَمْ يَنْطِقْ بِحَرْفٍ أَوْ فِيهِ ثَمَمَةٌ أَوْ فَاؤًا فَهُوَ عُقْدَةٌ
أَزْرَى ظَهْرِي فَيُسْحِتُكُمْ فَيُهْلِكُكُمْ الْمُثْلَى تَابَيْتُ الْأَمْثَلُ يَقُولُ بَيْنَكُمْ
يُقَالُ خَذِ الْمُثْلَى خُذِ الْأَمْثَلُ ثُمَّ اسْتَوْاصَفَا يُقَالُ هَلْ آتَيْتَ الصَّفَّ
الْيَوْمَ لَعْنِي الْمُصَلَّى الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ فَأَوْجَسَ أَضْمَرَ خَوْفًا فَذَهَبَتْ
الْوَاوُ مِنْ خِيفَةٍ لِكُسْرَةِ الْحَاءِ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ عَلَى جُذُوعِ خُطْبِكَ
بِالْكَ مِسَاسٍ مَضْدَرُ مَا سَهَ مِسَاسًا لِنَسِيفَتِهِ لِنَذَرِيَّتِهِ الصُّلْحُ الْحَرْ
قُصِيهِ اتَّبَعِي أَثَرَهُ وَقَدْ يَكُونُ أَنْ تَقْصُصَ الْكَلَامَ مَخْنُ نَقْصُ عَلَيْكَ
عَنْ جُنُبٍ عَنْ بُعْدٍ وَعَنْ جَنَابَةٍ وَعَنْ اجْتِنَابٍ وَاحِدٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ
عَلَى قَدَرِ مَوْعِدٍ لَا تَنْيَا لَا تَضَعُفًا مَكَانًا سَوَى مِنْصِفٍ بَيْنَهُمَا مَيْسًا
يَابِسًا مِنْ زِينَةِ الْقَوْمِ الْحُلَى الَّذِي اسْتَعَارُوا مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اور کچھ تمہیں موسیٰ کی خبر
آئی ہے جب اُس نے ایک آگ دیکھی بالواد المقدس طوی تک

فَقَدْ ذُكِّرْنَا لِقَائِهَا لَقِيَ صَنِيعَ فَنَسَىٰ مُوسَىٰ فَمُ يَقُولُونَ أَنَّهُ أَخْطَا الرَّبَّ أَن
لَا يَرْجِعَ إِلَيْهِمْ قَوْلًا فِي الْعَجَلِ

حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی حیات طیبہ میں مختلف ادوار سے گزرنا پڑا ابتداء
آفرینش میں آغوشِ مادر سے جدا ہو کر سمندر کی لہروں سے دوچار ہو کر فرعونی محل میں پہنچے اور اسی کی
تربیت میں عصفوانِ شباب کو پہنچے اور سرزمینِ مصر کو خیر باد کہہ کر حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس
پہنچے اور غیر معمولی مدت کے بعد واپس ہوئے اور راستہ
میں کوہِ طور پر شرفِ نبوت سے متشرف ہو کر عازمِ مصر ہوئے اور جابر فرعون کے مقابلہ میں کامیابی سے ہمنام ہوئے لیکن ان کی
قوم میں ایک منافق سے آپ کو سخت صدمہ پہنچا جو سامری نام سے موسوم تھا اس کی شیطانی تحریک صرف بارہ افراد کے
سوا تمام پھڑے کی پوجا میں لگ گئے جبکہ آپ کوہِ طور پر گئے ہوئے تھے۔

سامری کا واقعہ
سامری کا نام بھی موسیٰ ہے وہ ولدِ زناء تھا اس کی والدہ نے پہاڑ میں اسے جنم دیا اور
اپنی قوم کے خوف سے اسے وہیں چھوڑ کر چل آئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سامری
کی پرورش کی اور اسے اپنی انگلی سے دودھ پلاتے رہے۔ اس کو وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدم کے اثر سے واقف ہو چکا
تھا کہ جب اسے مردہ پر ڈال دیا جائے تو وہ زندہ ہو جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی میں اس نے لوگوں سے زیورات لے کر ان کو
اور ان آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے احوال کا بیان فرمایا گیا ہے۔ تاکہ معلوم ہو کہ انبیاء کرام علیہم السلام
جو درجہِ علیا پاتے ہیں۔ وہ ادائے فرائضِ نبوت و رسالت میں کس قدر متقیین برداشت کرتے اور کیسے کیسے شہداء پر
صبر فرماتے ہیں یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس سفر کا واقعہ بیان فرمایا جاتا ہے۔ جس میں آپ مدین سے مصر
کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام سے اجازت لے کر اپنی والدہ ماجدہ سے ملنے کے لئے روانہ ہوئے تھے۔
آپ کے اہل بیت ہمراہ تھے اور آپ نے بادشاہانِ شام کے اندیشہ سے بڑھ کر چھوڑ کر جنگل میں قطع مسافت
اختیار فرمائی تھی بی بی صاحبہ حاملہ تھیں چلتے چلتے طور کے غری جانب پہنچے وہاں رات کے وقت بی بی صاحبہ کو
درِ ذرہ شروع ہوا یہ رات اندھیری تھی برف پڑ رہا تھا سردی شدت کی تھی آپ کو دور سے آگ معلوم ہوئی
وہ جمعہ کی رات تھی موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم یہیں ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے شاید وہاں سے آگ کا شعلہ مل
جائے یا کوئی ایسا شخص ہو جو مجھے راہ بتائے یا وہ ابوابِ دین میں میری رہنمائی کرے جب موسیٰ علیہ السلام آگ
کے پاس آئے تو انھوں نے بزر درخت دیکھا جو اوپر سے نیچے تک نہایت روشن تھا وہاں فرشتوں کی سجدہ سنی اور

پس وہاں ہماری آیت آ رہی ہے کہ ہم نے اسے
کروڑوں سال تک یہاں ہی رکھا اور وہ بھی
کروڑوں سال تک یہاں ہی رہا اور وہ بھی
کروڑوں سال تک یہاں ہی رہا اور وہ بھی

عظیم نور دیکھا تو خوف محسوس فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کو سکون دیا اور ایک آواز سنائی دی کہ اے موسیٰ میں تیرا رب ہوں اپنا جوڑا اتار دو اس کی وجہ بیان کی جاتی ہے کہ جوڑہ مردہ گدھے کے چمڑے سے بنا ہوا تھا اور چمڑہ دباغت نہیں کیا گیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جوڑا اتار کر وادی کے نیچے رکھ دیا۔ ”وَأَنْتَ“ کے معنی میں میں نے دیکھا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ”مقدس“ کا معنی ہے مبارک ”طُوًی“ وادی کا نام ہے۔

”يُنَزِّلُهَا الْأَوَّلَى“ پہلی حالت۔ ”الَّتِي تَقْوَى“ عقل بملکنا، ہماری طاقت سے۔ ”هُوَ“ بدبخت ہوا۔ ”فَارِغًا إِلَّا مِنْ ذِكْرِ مُوسَى“ یعنی موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل اُن کی یاد سے خالی نہ تھا۔ ”رَدَّ عَنِّي يُصَدِّقُنِي“ مددگار جو میری تصدیق کرے۔ اس کی تفسیر مغیث اور معین سے بھی کی جاتی ہے۔ ”يَبْطِشُ“ اس کو بیٹش بھی پڑھا جاتا ہے۔ ”يَا مُؤْمِنُونَ“ آپس میں مشورہ کرتے ہیں۔ ”الْحَذُوهُ“ لکڑی کا سخت کوئلہ جس میں روشنی کی تیزی نہ ہو۔ ”سَنَشُدُّكَ“ عنقریب تیری مدد کریں گے جب بھی تو کسی شئی کو مضبوط کرے اس کے لئے تو نے بازو بٹا دیا۔ ابن عباس کے غیر نے کہا جو کوئی حرف نہ بول سکے اور تانا کرے یا فافا کہے وہ عقدہ ہے۔ طبری کی روایت کے مطابق جب موسیٰ علیہ السلام حرکت کرنے لگے تو فرعون کی بیوی اسیہ نے ان کو ہلاتے ہوئے فرعون کے ہاتھ میں دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی داڑھی پکڑی اور اکھاڑنے لگے یہ دیکھ کر فرعون نے بچے ذبح کرنے والوں کو بلایا تو اسیہ نے کہا یہ بچہ ہے۔ اس کو کیا سمجھ ہے اور موسیٰ کے سامنے کوئلہ اور یا قوت رکھ دیا اور فرمایا اگر یہ بچہ یا قوت پکڑے تو اس کو ذبح کر دے اگر کوئلہ پکڑے تو سمجھو کہ اس نے قصداً نہیں کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور موسیٰ کا ہاتھ کوئلہ کی طرف کر کے ان کے ہاتھ میں کوئلہ دے دیا انھوں نے وہ اپنے منہ میں ڈال لیا اور آپ کی زبان شریف متاثر ہو گئی۔ اس روز سے اس میں عقدہ سا ہو گیا جس کے باعث آپ کی زبان شریف میں الفاظ کی روانگی نہ رہی۔ ایک روایت میں ہے فرعون کی داڑھی سات بالشت لمبی تھی اور وہ دراز قد نہ تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کی داڑھی پکڑی اور اس کو کھینچا۔ ایک روایت میں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بچوں میں کھیل رہے تھے جبکہ آپ کے ہاتھ میں چھڑی تھی وہ فرعون کے سر پر ماری جس سے وہ غصہ سے بھر گیا اور جہتہ کہا یہی بچہ میرا دشمن ہے جس کی تلاش میں ہم سرگرداں ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے آپ کو تنور میں ڈال دیا تھا اس وقت آپ کو آگ نے کیوں نہ جلایا تھا اور اس روز ذرا سے کوئلہ سے زبان شریف متاثر ہو گئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک روز فرعون سے کہا تھا یا بابا اس لئے زبان شریف کوئلہ کی حرارت سے نہ سچی اور ہاتھ میں کوئلہ نے کوئی اثر نہ کیا کیونکہ وہ فرعون کی داڑھی نوچنے کے لئے بڑھا تھا۔ اس لئے ہاتھ میں معجزہ کا اظہار ہوا زبان میں نہ ہوا (یعنی)

”أَزْرِي“ میری پیٹھ۔ ”فَيَسْجُتْكُمْ“ پس تم کو ہلاک کرے گا۔ ”الْمَثَلَى“ امثل کی تائید ہے۔ محاورہ ہے۔ امثل دلو۔ طریق کا معنی دین ہے اور مثالی کا معنی مستقیم ہے۔ یعنی فرعون نے کہا موسیٰ اور ہارون چاہتے ہیں کہ تمہارے مستقیم دین کو ختم کر دیں۔ شعبی نے کہا معنی یہ ہے کہ یہ چاہتے ہیں کہ لوگوں کی توجہات اپنی طرف پھیر لیں اور خود ہی عوام کی نگاہوں کا مرکز بن جائیں۔ ”ثُمَّ انْتَوَوْا صَفَا“ یہ جادو گروں کو خطاب ہے کہ پھر پرا باندھ کر آؤ

مروی ہے کہ جادوگر ستر ہزار تھے۔ ہر ایک کے پاس لاشی اور رستی تھی۔ وہ سب ایک ہی دفعہ آگئے۔ کہ جاتا ہے۔ کیا تو آج مصلیٰ پڑا یا تھا۔ یعنی جہاں نماز پڑھی جاتی ہے۔ صفا کا معنی مجتمع اور مصلیٰ ہے۔ فَأَوْجَسَ موسیٰ علیہ السلام نے دل میں خون پایا۔ خِيفَةُ اَصْل میں خَوْفٌ تھا واؤ ساکن ماقبل مکسور ہونے کے باعث واؤ کو یا سے بدل دیا۔ خِيفَةُ هُوَا۔ كَخَطْبِكَ تیرا حال کیسا ہے۔ مَسَاس۔ مَاسَّة کی مصدر ہے میں نہ کر۔ لَتَشْفَنَ۔ ہم اس کو ریزہ ریزہ کر کے دریا میں بہا دیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے فرمایا یہاں سے دفع ہو تو جب تک زندہ رہے گا۔ لا مَسَاس، ہی کہتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے سامری کو دنیا میں اس قدر سخت عذاب دیا کہ اس سے سخت دنیاوی عذاب کسی کو نہیں دیا گیا چنانچہ سامری کو لوگوں کے ساتھ میل جول سے کلیتہً روک دیا گیا وہ نہ تو کسی بات کر سکتا تھا اور نہ ہی خرید و فروخت کرنے پر قادر تھا جب اتفاقاً وہ کسی مرد یا عورت کو ہاتھ لگا دیتا تو دونوں کو بخار ہو جاتا تھا اس لئے لوگوں نے اس سے ملاقات اور گفتگو ترک کر دی تھی اور وہ دُور سے کہہ کرتا تھا ”لامَسَاس“ مجھے ہاتھ نہ لگانا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے بچڑے کو پکڑ کر ذبح کیا تو اس سے خون بہنے لگا۔ کیونکہ اگرچہ وہ بچڑا سونے کا بنایا گیا تھا لیکن حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدم کی مٹی ڈالنے سے اس میں گوشت پوست اور خون وغیرہ جاری ہو گیا تھا پھر اس کو آگ میں جلا کر سمندر میں بہا دیا۔

الصَّحٰی، کا معنی گری ہے۔ یہ آدم علیہ السلام سے خطاب ہے یعنی اے آدم تمہیں جنت میں بھوک پیاس نہ لگے۔ قُصِّیَہ ہے، اس کا نشان تلاش کر یعنی اس کی خبر لاؤ۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمیشہ مریم بنت عمران سے خطاب ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ بھی مریم بنت عمران ہے یہ عجیب اتفاق ہے کبھی انقص، کا معنی کلام بیان کرنا بھی ہوتا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے۔ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ، عَنْ جَسَدٍ دُور سے عَنْ جَابَةِ اور عَنْ احْتِنَابِ کا معنی بھی یہی ہے۔ مجاہد نے کہا ”عَلَى قَدَرٍ“ کا معنی ”عَلَى مَوْعِدٍ“ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین میں حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس ۲۸ برس ٹھہرے تھے۔ ان میں سے دس برس ان کی بیوی صفورا بنت شعیب علیہ السلام کا مہر تھا۔ اس مدت کے بعد انہوں نے اپنی طرف سے اٹھارہ برس ان کے پاس اقامت کی حتیٰ کہ مدین میں ان کا بچہ پیدا ہوا۔ پھر موعود قدر پوری کر کے روانہ ہو گئے۔ لَا تَنْبِیَانِیْ ذِکْرِیْ، ”میرا ذکر کرنے میں کاہلی نہ کرو۔ یہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام سے خطاب ہے۔ مَکَانًا سَوِیًّا“ دونوں فریقوں کے درمیان برابر مسافت، ”یَبَسًا“ خشک۔ مِنْ رِبْعَةِ الْقَوْمِ، زبورات جو فرعون کے خاندان سے مانگ کر لائے تھے فَقَدْ فَتَحْنَا، میں نے اس کو ڈالا ”الْقَتِی“ نکالا، یعنی سامری کے پاس جو جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدم کی مٹی تھی وہ سونے کے بچڑے میں ڈالی اور آواز والا بچڑا باہر نکالا۔ فَنَسِیَ مُوسٰی، سامری اور لوگ کہتے تھے موسیٰ علیہ السلام یہ بھول گئے ہیں کہ تمہیں خبر دیں کہ ان کا رب ہے۔ یا وہ اپنے رب کی راہ بھول گئے ہیں۔ اور اپنے رب کو یہاں چھوڑ کر طور پر جا کر تلاش کر رہے ہیں۔ اَلَا یُزِجِعُ اِلَیْھِمُ قَوْمًا، انہیں کسی بات کا جواب نہیں دیتا۔

وَاللّٰهُ سُبْحٰنَہٗ تَعَالٰی وَرَسُوْلُہٗ الْاَعْلٰی الْعَلَمِ !

۳۱۷۶ — حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ شَاهِدًا مَرَّةً ثَانَةً عَنْ أَنَسِ
 بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صُعْصُعَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ
 عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِي بِهِ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَإِذَا هَارُونُ قَالَ هَذَا
 هَارُونُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلِّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْآخِرِ الصَّالِحِ وَنَبِيِّ
 الصَّالِحِ تَابِعَهُ ثَابِتٌ وَعَبَادُ بْنُ أَبِي عَلِيٍّ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ
 يَكْتُمُ إِيمَانَهُ إِلَى مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ

ترجمہ : مالک بن صعصعہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ان کو اس رات کی خبر دی جس میں آپ کو سیر کرائی گئی اور فرمایا
 ۳۱۷۶ — حتی کہ پانچویں آسمان پر پہنچے اور ہارون علیہ السلام سے ملے جبرائیل نے کہا یہ ہارون ہیں ان کو سلام کہئے۔ میں نے ان کو
 سلام کہا اُس نے جواب دیا اور کہا نیک بھائی اور نبی صالح مرحبا! ثابت اور عباد بن ابی علی نے اس سے اُنھوں نے
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں قتادہ کی متابعت کی۔

شرح : یعنی ثابت اور عباد نے ہارون علیہ السلام کو پانچویں آسمان میں
 ۳۱۷۶ — ذکر کرنے میں قتادہ کی متابعت کی۔ تمام حدیث میں متابعت نہیں
 اور نہ ہی اسناد میں متابعت ہے (فتح الباری)

بَابُ فِرْعَوْنَ كَيْفَ خَانِدَانِ مِنْ سَائِلِ مُرِدِّ مَوْنِ
 كَمَا جَسَّ نِيَّانِ چھپایا ہوا تھا

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَى وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا

۳۱۷۸۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى شَاهِشَامُ بْنُ يُوسُفَ
شَاهِشَامُ بْنُ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِي بِي رَأَيْتُ مُوسَى
وَإِذَا هُوَ رَجُلٌ ضَرْبُ رَجُلٍ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنْوَعَةَ وَرَأَيْتُ عِيسَى
فَإِذَا هُوَ رَجُلٌ رُبْعَةٌ أَحْمَرُكَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيمَاسٍ وَأَنَا أَشْبَهُ وَلَدِ
إِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ ثُمَّ أَيْتُ بَانَاءَيْنِ فِي أَحَدِهِمَا لَبَنٌ وَ
فِي الْآخَرِ خَمْرٌ فَقَالَ اشْرَبْ أَيُّهُمَا شِئْتَ فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهِ فَقِيلَ
أَخَذْتَ الْفِطْرَةَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ

مقاتل نے کہا یہ مردِ مومن فرعون کے خاندان میں سے تھا کیونکہ اگر وہ بنی اسرائیل میں سے ہوتا تو فرعون
اس کی بات نہ سنتا۔ اُس نے ایک سو سال فرعون سے ایمان پوشیدہ رکھا تھا۔ فرعون کی موت کے بعد
یہی مردِ مومن بادشاہ بنا اور وہ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھا۔ ابنِ خالویہ نے کہا مصر والوں میں سے صرف
چار شخص ایمان لائے۔ ایک اسیہ، حزقیل مردِ مومن مریم بنتِ لاہوس جس نے یوسف علیہ السلام کا تابوت
بتایا تھا اور فرعون کی خادمہ۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا فَرْمَانِ : اَوْرِكُچھ تمہیں موسیٰ کی خبر آئی۔ اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا،

۳۱۷۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے سیر کرائی گئی۔ میں نے موسیٰ و علیہ السلام کو دیکھا وہ نحیف البدن مرد تھے بالوں کو کنگھا کئے ہوئے تھے گویا کہ وہ شنوہ قبیلہ میں سے ہیں اور میں نے عیسیٰ و علیہ السلام کو دیکھا وہ میانہ قد سرخ رنگ کے تھے گویا کہ وہ حمام سے باہر آئے ہیں اور میں ابراہیم کی اولاد میں سے ان کے بہت مشابہ ہوں۔ پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے ان میں سے ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھا جبرائیل نے کہا ان میں سے جو چاہیں پیجئے۔ میں نے دودھ لیا اور وہ پیا پھر کہا گیا آپ نے فطرت کو اختیار کیا ہے اگر آپ شراب پیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

۳۱۷۸ — شرح : طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے انبیاء کرام علیہم السلام کی رو میں ان صورتوں میں ظاہر ہوئی تھیں

یا آپ نے نیند یا بیداری میں ان کے بدنوں کی صورتیں دیکھیں۔ ضرب کا معنی نحیف ہے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نحیف البدن تھے۔ شنوہ "مین میں ایک قبیلہ ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے موسیٰ، عیسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو دیکھا عیسیٰ سرخ رنگ کے گھنگریالے بالوں والے تھے ان کا سینہ خوب چوڑا تھا اور موسیٰ گندمی رنگ کے جسم تھے اور ان کے بال سیدھے تھے۔ گویا کہ وہ رط قبیلہ کا فرد ہیں۔ اس حدیث اور باب کی حدیث جو ابوہریرہ سے منقول ہے میں بظاہر تضاد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابوہریرہ کی حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں لمبا ہونے میں شنوہ کے لوگوں سے تشبیہ دی ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث میں بھی لمبا ہونے میں رط کے لوگوں سے تشبیہ دی ہے کیونکہ حبشی لمبے ہوتے ہیں۔ اس حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو برتن پیش کئے گئے ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھا۔ ایک حدیث میں ہے کہ بیت المعمور پر آسمانوں کے اوپر شراب، دودھ اور شہد پیش کیا گیا ہے۔ بظاہر ہی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں مقامات میں آپ کو پیش کیا گیا بیت المقدس میں شراب اور دودھ کے برتن اور آسمانوں پر شراب، دودھ اور شہد کے برتن پیش کئے گئے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ لے کر پی لیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا اگر آپ شراب پیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شراب کا برتن پیش کیا گیا تھا وہ جنتی شراب تھی لیکن اس جہان میں اس کی تعبیر بھی جنتی جو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمائی شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشعة اللمعات میں ذکر کیا۔ اگرچہ خمر درازاں زماں مباح بود خصوصاً خمر جنت اما تعبیرش دریں جہاں ایں بود۔

۳۱۷۹ — ترجمہ : قتادہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا میں نے ابوالعالیہ سے سنا کہ انھوں نے کہا ہم سے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا بیٹے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات آپ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی (منزلہ) آپ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام

کسی انسان کو یہ مناسب نہیں کہ وہ کہے میں یا نبی بنی ہوں۔ ان کے والد کی طاعت نسبت کی

۳۱۷۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ شَاعِدٌ رَشَّاشٌ عَنْ قَتَادَةَ

قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ ثَنَا ابْنُ عَمِّ بْنِ يَكْمَ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى وَنَسَبَهُ إِلَى أَبِيهِ وَذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ فَقَالَ مُوسَى أَدْمُ طَوَالٍ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنْوَةَ وَقَالَ عِيسَى جَعْدٌ مَرْبُوعٌ وَذَكَرَ مَا لِكَا خَا زِنَ النَّارِ وَذَكَرَ الدَّجَالَ

گندمی رنگ دراز قد تھے۔ گویا کہ آپ شنوۃ قبیلہ کے ایک فرد ہیں۔ اور فرمایا عیسیٰ "علیہ السلام" گھنگریالے بالوں والے میانہ قد تھے اور دوزخ کے داروغہ مالک کو ذکر کیا اور دجال کو بھی ذکر کیا۔

۳۱۷۹ — شرح : مَتَّى، میم مفتوح تاء مشدّد اور آخر میں اَلِف ہے حضرت یونس علیہ السلام کے والد کا نام ہے۔ حضرت یونس کو ذوالنون بھی کہا جاتا ہے آپ

موصل والوں کے لئے مبعوث ہوئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کو مچھلی کے پیٹ سے باہر نکالے بعد نبوت عطاء ہوئی۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیث کا معنی یہ ہے کہ کسی انسان کو یہ لائق نہیں کہ وہ اپنے آپ کو یونس علیہ السلام سے افضل کہے یہ بھی احتمال ہے کہ معنی یہ ہو کہ مجھے یونس بن متی سے افضل نہ کہے۔ اس تقدیر پر یہ کلام تواضع اور انکساری پر محمول ہوگا اور یہ "أَنَا سَيِّدٌ ذَلِذَا دَمٌ" کے منافی نہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فخر و مباہات کے طور پر نہیں فرمایا۔ آپ نے صرف تحدیثِ نعمت کے طور پر ذکر کیا ہے اور سیادت سے مراد قیامت کے روز آپ کی عظمت ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "لَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ" اس سے یونس علیہ السلام کے مرتبہ کا انحطاط موہوم تھا۔ اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا وہم کرنے پر زجر کرتے ہوئے فرمایا : مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو۔ حضرت یونس علیہ السلام کی تخصیص کا یہی سبب تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کو ان کی قوم کو تبلیغ کرنے بھیجا جبکہ ان کی عمر صرف تیس برس تھی انھوں نے ۳۳ سال لوگوں کو تبلیغ کی اس مدت میں صرف دو شخص ایمان لائے ایک رُوبیل یہ عالم اور حکیم تھا۔ دوسرا تنوخا یہ زاہد اور عابد تھا۔ بعض علماء نے کہا "مَتَّى" حضرت یونس علیہ السلام کی والدہ کا نام ہے صرف دونوں اپنی اپنی والدہ کی طرف منسوب ہیں ایک یونس اور دوسرے حضرت مسیح علیہما السلام فریری نے کہا مَتَّى نیک مرد خاندانِ نبوت سے تھا۔ اس کا کوئی لڑکا نہ تھا ایک دن انھوں نے اس چشمہ سے غسل

۳۱۸۰ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا أَيُّوبُ التَّخْتَايَنِيُّ عَنْ
 ابْنِ سَعِيدٍ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَجَدَهُمْ يَصُومُونَ يَوْمًا يَعْنِي يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالُوا
 هَذَا يَوْمٌ عَظِيمٌ وَهُوَ يَوْمٌ نَحَّى اللَّهُ فِيهِ مُوسَى الْأَغْرَقَ الْفِرْعَوْنَ فَصَامَ
 مُوسَى شُكْرًا لِلَّهِ فَقَالَ أَنَا أَوْلَى بِمُوسَى مِنْهُمْ فَصَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ
 بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَوَاعَدْنَا مُوسَى ثَلَاثِينَ
 لَيْلَةً إِلَى قَوْلِهِ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ يُقَالُ ذِكَّةٌ زَلَزَلَةٌ
 فَذُكَّتَا فَذُكِّنَ جَعَلَ الْجِبَالَ كَالْوَا حِدَةً كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
 إِنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا وَلَمْ يَفْلُكَنَّ رَتْقًا مُلْتَصِقَتَيْنِ
 أَشْرَبُوا ثَوْبٌ مُشْرَبٌ مُصْبُوعٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ انْبَجَسَتْ أَنْفُثُ
 وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ رَفَعْنَا

کیا جس سے حضرت ایوب علیہ السلام نے غسل کیا تھا جبکہ ان کی بیوی بھی ان کے ساتھ غسل میں شریک تھی غسل
 کے بعد دونوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ان کو نیک بچہ عطاء کرے اور اس کو بنی اسرائیل کو ہدایت کرنے پر
 مامور کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کو یونس علیہ السلام عطا کیا ابھی یونس علیہ السلام
 اپنی والدہ کے شکم میں تھے کہ آپ کے والد مٹی انتقال کر گئے جبکہ حمل کی مدت صرف چار ماہ تھی (کرمانی عینی)
 ۳۱۸۰ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو لوگوں کو عاشوراء کے دن روزہ سے پایا انھوں نے کہا یہ دن عظمت والا
 ہے اس روز اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی اور فرعون کے خاندان کو غرق کیا تو موسیٰ علیہ السلام
 نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے روزہ رکھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم ان کی نسبت
 موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ قریب ہیں اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا (حدیث ۱۸۶۹ کی شرح دیجییں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اور ہم نے تیس رات کا

وعدہ کیا اور ہم نے انہیں دس رات کا اضافہ

کر کے پورا کیا تو ان کے رب کا وقت چالیس راتیں پوری ہوئیں

اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا تم میری قوم میں میری نیابت کرو اور ان کی

اصلاح کرو اور فساد کرنے والوں کی راہ کا پیچھا نہ کرو اور جب موسیٰ ہمارے وقت

پر آئے تو ان کے رب نے ان سے کلام فرمایا موسیٰ نے کہا اے میرے رب

مجھے اپنی ذات دکھائیں تجھے دیکھوں اللہ نے فرمایا تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا....

انا اول المؤمنین تک۔ کہا جاتا ہے ”دکھئے“ اسے ہلا ڈالا۔ قَدْ كُنَّا يَعْنِي

قَدْ كُنَّا ”تمام پہاڑوں کو بمنزلہ واحد کیا جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بے شک تمام

آسمان اور زمین ملے ہوئے تھے۔ اور كُنْ رَتْقًا“ نہیں فرمایا یعنی ملے ہوئے۔ اُشْرِبُوا

ان کے دلوں میں رچ گئی۔ ثَوْبٌ مُشْرَبٌ ”رنگا ہوا کپڑا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا

إِنْجَسَتْ ”پھوٹ پڑے۔ اِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ“ ہم نے پہاڑ کو اٹھایا۔

شرح : حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا جبکہ وہ مصر میں

تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمن کو ہلاک کیا تو وہ ان کے پاس اللہ کی کتاب لائیں گے جس میں ان کے

لئے اوامر اور نواہی کا ذکر ہوگا جب فرعون ہلاک ہو گیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال عرض کیا کہ

ان کو کتاب عنایت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ذوالفقہ کے تیس روزے رکھنے کا حکم فرمایا

جب آپ نے تیس روزے پورے کر لئے اور اپنے منہ میں تعفن محسوس کیا اور مسواک کر لی تو فرشتوں نے کہا

ہم آپ کے منہ سے خوشبو سونگھا کرتے تھے آپ نے مسواک کر کے اس کو خراب کر دیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو

حکم دیا کہ اب ذوالحجہ کے اور دس روزے رکھیں اور اپنے رب کے وقت کے چالیس دن پورے کریں۔ وقت

۳۱۸۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَحْمُودٍ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ لَيُصْعَقُونَ
يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفْتَقُ فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى اخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِمَّنْ
قَوَّامِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِى أَفَاقَ قَبْلِى أَمْ جُوزِى بِصُعْقَةِ الطُّورِ

میقات میں فرق یہ ہے کہ میقات وہ ہے جو کسی عمل کے لئے مقرر کیا جائے اور وقت کسی عمل کے لئے مقرر نہیں ہوتا اگرچہ دونوں کی جنس ایک ہی ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی مہربانی دیکھی اور اندازِ لطف سے مسرور ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی زیارت کی خواہش فرماتے ہوئے رؤیت کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایسا ہرگز نہ ہوگا اور اپنے قوی تر شئی کو دیکھو اگر وہ جلوہ قدرت کے وقت اپنی جگہ مستقر ہے تو تم بھی دیکھ سکو گے اور اگر اس نے جلوہ کو برداشت نہ کیا تو آپ بھی برداشت نہ کر سکو گے اس کے لئے پہاڑ کو منتخب فرمایا جب پہاڑ پر اللہ تعالیٰ کی تجلی پڑی تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ قتادہ کی روایت کے مطابق موسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا پہاڑ زمین میں دھنس گیا حتیٰ کہ سمندر میں گر گیا اور ابھی تک دھنسا جا رہا ہے۔ ابوبکر ہذلی نے کہا وہ زمین میں دھنس گیا۔ قیامت تک ظاہر نہ ہوگا۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ بعض اخبار میں ہے کہ وہ زمین میں دھنس گیا اور قیامت تک دھنسا رہے گا۔ دکن کی تفسیر زلزل سے کی یعنی اس کو ہلا دیا۔ دگنا، سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا ”وَجُمِلَتِ الْأَرْضُ فَذُكَّتَا ذِكَّةً وَاحِدَةً“ قیاس تو یہ تھا کہ دکن کہا جاتا کیونکہ جبال جمع ہے اور ارض جمع کے حکم میں ہے۔ لیکن سب کو بمنزلہ واحد کر کے تشبیہ کا صیغہ ذکر کیا گیا ہے جیسے اس آیت میں ”أَنْ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كَانَتَا رَتْقًا“ سموات اور ارض کو بمنزلہ واحد کر کے تشبیہ کا صیغہ ذکر فرمایا اور کُنْ رَتْقًا نہ فرمایا ”قَوْلُهُ أُشْرِئُوا“ یعنی ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت سرائت کر گئی جیسے رنگ کپڑے میں سرائت کر جاتا ہے اور ان کو بچھڑے سے محبت ہو گئی۔ قَوْلُهُ إِذْ نَنفَخْنَا الْجِبَلَ الْجَبَلِ الْجَبَلِ جب ہم نے پہاڑ کو اٹھایا۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اپنی قوم کے پاس تورات لے کر آئے تو انھوں نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اس کے مندرجات اعمال شاقہ پر عمل نہ کیا اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ پہاڑ کو اٹھا کر ان کے سروں پر کھڑا کر دیں۔ اس وقت ان کی تعداد تقریباً چھ لاکھ تھی اور انسان کے قد کے برابر اونچا ان پر کھڑا کر دیا اور ان سے کہا اگر تم تورات کو قبول نہ کرو گے تو یہ پہاڑ تم پر ڈال دیا جائے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے اوپر کوہ طور کھڑا کیا ان کے مونہوں کے آگے آگ اور پیچھے مکین پانی کا دریا کر دیا (یعنی)

۳۱۸۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ
ثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَهَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَوْلَا بَنُو إِسْرَائِيلَ لَمْ يَخْزِ اللَّهُ وَلَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ أَنْثَى زَوْجَهَا الدَّهْرَ

بَابُ طُوفَانٍ مِنَ السَّيْلِ

وَيُقَالُ لِلْمَوْتِ الْكَثِيرِ الطُّوفَانُ الْقَتْلُ الْحُنَانُ يُشَبَّهُ صَغَارَ الْحِلْمِ
حَقِيقٌ حَقٌّ سَقَطَ كُلُّ مَنْ نَدِمَ فَقَدْ سَقَطَ فِي يَدِهِ

۳۱۸۱ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا قیامت کے روز سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے اور مجھے سب سے پہلے ہوش آئے گی تو میں ہوشی کو دیکھوں گا کہ وہ عرش کے پایہ کو پکڑے ہوں گے۔ نامعلوم وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آجائیں گے یا انہیں کبہ طور کی بیہوشی کا بدلہ دیا جائے گا

۳۱۸۱ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہر طور پر فوت ہو گئے تھے ان کو بیہوشی کیسے ہوئی۔ حالانکہ بیہوشی زندوں پر آتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ بیہوشی گھبراہٹ کی بیہوشی ہو جبکہ قبروں سے اٹھنے کے بعد آسمان اور زمین ٹوٹ پھوٹ جائیں گے کیونکہ یَفِئِقُ کا لفظ بتاتا ہے کہ افاقۃ عیشی کے بعد ہے۔ اور کوہ طور کی بیہوشی موت نہ تھی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ نامعلوم وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے تھے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ آپ کو یہ نہ بتایا گیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق سے پہلے قبر تشریف سے باہر تشریف لائیں گے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے روضۃ اطہر سے باہر تشریف لائیں گے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت میں تشریف فرما ہوں گے (یعنی)

۳۱۸۲ — ترجمہ : ابوبریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بنو اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت بدبو دار نہ ہوتا اور اگر حوآ نہ ہوتی تو کوئی عورت اپنے شوہر سے خیانت نہ کرتی (حدیث ۳۱۱۵ کی شرح دیکھیں)

بَابُ حَدِيثِ الْخَضِرِ مَعَ مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

۳۱۸۳ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا ابْنُ عَنْ صَلَاحٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ تَمَارَى هُوَ وَالْحَرَبِيُّ قَيْسُ الْفَزَارِيِّ فِي صَاحِبِ مُوسَى الَّذِي سَأَلَ السَّبِيلَ إِلَى لُقْيِهِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهُ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَمَا مُوسَى فِي مَلَأَمِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ

باب سیلاب طوفان ہے

کثرت موت کو طوفان کہا جاتا ہے۔ القمل کے معنی چھڑی جو چھوٹی جوں کے مشابہ ہوتی ہیں، حقیق کے معنی ہیں لائق۔ سقط کے معنی ہیں پشیمان، ہر وہ شخص جو نادام ہوتا ہے وہ اپنے ہاتھوں پر گرتا ہے،

باب خضر اور موسیٰ علیہ السلام کی حدیث

۳۱۸۳ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے اور حضرت بن قیس فزاری نے صاحب موسیٰ علیہ السلام میں جھگڑا کیا۔ ابن عباس نے کہا وہ خضر علیہ السلام ہے ان کے قریب سے ابی بن کعب گزرے تو ان کو ابن عباس نے بلایا اور کہا میں نے اور میرے اس ساتھی نے صاحب موسیٰ جس کی ملاقات کا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا جھگڑا کیا ہے کیا تم نے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ قَالَ لَا فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَى مُوسَى بَلَى عَبْدُنا خَضِرٌ
فَسَأَلَ مُوسَى السَّبِيلَ إِلَيْهِ فَجُعِلَ لَهُ الْخُوتُ آيَةً وَقِيلَ لَهُ إِذَا فَقَدْتَ
الْخُوتَ فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَمَا كَانَ يَتَّبِعُ أَثَرَ الْخُوتِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ
لِمُوسَى قَتَاةُ آيَاتٍ إِذَا أُوتِينَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْخُوتَ وَمَا
أَنْسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ قَالَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ذَلِكَ
مَا كُنَّا نَبْغِ فَأَرْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا فَوَجَدَا خَضِرًا فَكَانَ مِنْ شَاهِدِيهِ
الَّذِي قَصَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ
۳۱۸۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا عَمْرُو بْنُ

سے اس کا ذکر کرتے ہوئے سنا۔ اُبی نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ
کہ ایک وقت موسیٰ بنی اسرائیل کے مجمع میں وعظ کر رہے تھے کہ ایک شخص نے اُن کے قریب آکر کہا کیا آپ کسی کو
اپنے سے زیادہ عالم سمجھتے ہیں۔ موسیٰ نے کہا نہیں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو وحی کی کہ کیوں نہیں، ہمارا بندہ خضر ہے (جو تم
سے زیادہ عالم ہے) موسیٰ نے خضر کی ملاقات کے لئے راہ پوچھی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مچھلی ملاقات
کی علامت بنا دی ہے اور ان سے کہا گیا جب تم مچھلی کو مفقود پاؤ تو واپس لوٹ آؤ (واپسی میں) تم عنقریب اس
کو پالو گے وہ مچھلی کے نشان کی تلاش میں سمندر کے کنارے چلنے لگے تو موسیٰ کے ساتھی نے ان سے کہا۔ کیا آپ نے
دیکھا کہ جب ہم پتھر کے پاس بیٹھے تھے۔ تو میں مچھلی کو بھول گیا تھا۔ اور مجھے شیطان ہی۔ بھلایا تھا کہ میں اس کو یاد
کروں۔ موسیٰ نے کہا یہی تو ہم چاہتے تھے (اس کی تلاش میں تھے) تو وہ دونوں پیچھے پلٹے اپنے قدموں کے نشان
دیکھتے ہوئے تو انھوں نے خضر کو پالیا اور ان کا وہی قصہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے !
(حدیث ۷۳ کی شرح دیکھیں)

۳۱۸۴۔ ترجمہ : سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس سے کہا فوت بکالی
کا خیال ہے کہ موسیٰ جو حضرت خضر کا صاحب ہے وہ موسیٰ بنی اسرائیل نہیں وہ کوئی اور موسیٰ ہے۔ ابن عباس نے
کہا اللہ کے دشمن نے جھوٹ کہا ہے۔ ہمیں ابی بن کعب نے شیخ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی ہے کہ موسیٰ نے

دِينَارٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَنْ نَوْفًا
 إِلَيْكَ أَيُّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَى صَاحِبَ الْخَضِرِ لَيْسَ هُوَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ
 إِنَّمَا هُوَ مُوسَى آخَرُ فَقَالَ كَذَبٌ عَدُوٌّ وَاللَّهِ حَدَّثَنَا أَبِي بْنُ كَعْبٍ عَنْ
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مُوسَى قَامَ خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ
 فَسُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ فَقَالَ أَنَا فَعَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَزِدَّ الْعِلْمُ
 إِلَيْهِ قَالَ لَهُ بَلَى عَبْدٌ يَجْمَعُ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ أَيُّ رَبِّ
 وَمَنْ لِي بِهِ وَرَبِّمَا قَالَ سَفِينُ أَيُّ رَبِّ فَكَيْفَ لِي بِهِ قَالَ تَلْخُذْ
 حَوْثًا فَتَجْعَلْهُ فِي مِثْلٍ حَيْثُمَا فَقَدْتَ الْحَوْتَ فَهُوَ ثُمَّ وَرَبِّمَا قَالَ فَهُوَ
 ثُمَّ فَآخِذْ حَوْثًا فَجْعَلْهُ فِي مِثْلٍ ثُمَّ انْطَلِقْ هُوَ وَفَتَاهُ يُوشَعَ بْنِ
 نُونٍ حَتَّى إِذَا آتَيْتُمَا الصَّخْرَةَ وَضَعَا رُءُوسَهُمَا فَرَقَدَ مُوسَى وَاضْطَرَبَ
 الْحَوْتُ فَخَرَجَ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا فَامْسَكَ
 اللَّهُ عَنِ الْحَوْتَ جَرِيَةَ الْمَاءِ فَصَارَ فِي مِثْلِ الطَّاقِ فَقَالَ هَكَذَا مِثْلُ

بنی اسرائیل میں خطبہ دیا تو آپ سے پوچھا گیا لوگوں میں زیادہ عالم کون ہے؟ فرمایا میں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو عتاب کیا جبکہ انھوں نے علم کو اللہ کی طرف رد نہیں کیا۔ اور موسیٰ سے فرمایا کیوں نہیں بچھڑا البحرین میں میرا بندہ ہے جو تجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ موسیٰ نے کہا۔ اس تک پہنچانے کا کون کفیل ہوگا۔ بسا اوقات سفیان نے کہا ہے رب میں اس تک کیسے پہنچوں گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک مچھلی لے لو۔ اور اس کو توشہ دان میں رکھ لو جہاں بھی اس مچھلی کو گم پاؤ وہ بندہ وہاں ہوگا۔ موسیٰ در علیہ السلام نے مچھلی پکڑی اور اس کو توشہ دان میں رکھ لیا پھر وہ اور ان کا خادم یوشع بن نون چلتے رہے حتیٰ کہ پتھر کے پاس پہنچ گئے اور دونوں نے اس پر سر رکھا اور موسیٰ سو گئے مچھلی حرکت میں آئی اور توشہ دان سے باہر نکلی اور سمندر میں گر گئی اور اُس نے سمندر میں اپنا راستہ سُرنگ جیسا بنالیا۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی پانی کا بہاؤ روک دیا اور وہ طاق کی مانند ہو گیا اور

الطَّاقِ فَأَنْطَلَقَا يَمْشِيَانِ بَقِيَّةَ لَيْلٍمَا وَتَوَهَّيَا حَتَّى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ
 قَالَ لِفَتَاهُ أَتِنَا غَدًا؟ قَالَ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا وَلَمْ يَجِدْ
 مُوسَى النَّصَبَ حَتَّى جَاوَزَ حَيْثُ أَمَرَ اللَّهُ قَالَ لَهُ فَتَاهُ أَرَأَيْتَ إِذَا
 أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنَسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ
 أَنْ أَذْكُرَهُ فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا فَكَانَ لِلْحُوتِ سَرَبًا وَهَمَّا
 عَجَبًا قَالَ لَهُ مُوسَى ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّ عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا رَجَعَا
 يَقْصَصَانِ آثَارَهُمَا حَتَّى أَتَمَّيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِذَا رَجُلٌ مُسَبِّحٌ بِثَوْبٍ بِلَسْمٍ
 مُوسَى فَرَدَّ عَلَيْهِ فَقَالَ وَأَنْتَ بِأَرْضِكَ السَّلَامُ قَالَ أَنَا مُوسَى قَالَ مُوسَى
 بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ أَتَيْتُكَ لِتُعَلِّمَنِي مِمَّا عَلَّمْتَ رُشْدًا قَالَ يَا مُوسَى
 إِنِّي عَلِمْتُ مِنْ عَلِيمِ اللَّهِ عَلَّمَنِيهِ اللَّهُ لَا تَعْلَمُهُ وَأَنْتَ عَلَى عَلِيمٍ مِنْ عَلِيمِ اللَّهِ

آپ نے اشارہ سے بتایا کہ طاق جیسا ہو گیا۔ وہ دونوں باقی دن رات چلتے رہے حتیٰ کہ جب دوسرا دن ہوا تو موسیٰ نے اپنے خادم یوشع سے کہا تاشتہ لاؤ اس سفر میں تم نے بہت مشقت دیکھی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے تکلیف کو محسوس نہ کیا حتیٰ کہ وہ اس مقام سے گزر گئے جس کا اللہ نے ان کو حکم فرمایا تھا۔ موسیٰ کے خادم نے کہا مجھے بتائیے جب ہم نے پتھر کے پاس آرام کیا تھا میں پھل کو بھول گیا ہوں اور مجھ کو شیطان ہی نے بھلایا ہے کہ میں اسے یاد کروں۔ اُس نے سمندر میں اپنی راہ لی اچنبھا ہے۔ وہ پھل کے لئے سڑنگ اور ان دونوں کے لئے تعجب کا باعث بنا۔ موسیٰ نے خادم سے کہا اسی کو تو ہم چاہتے تھے۔ وہ دونوں اپنے قدموں کے نشان دیکھتے پیچھے پلٹے۔ وہ اپنے نشان دیکھتے رہے۔ حتیٰ کہ پتھر کے پاس پہنچے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک مرد کپڑا اوڑھے ہوئے ہے۔ موسیٰ نے اس کو سلام کہا اُس نے جواب دیا اور کہا۔ اس زمین میں تو سلام کا رواج نہیں۔ انھوں نے کہا میں موسیٰ ہوں۔ خضر نے کہا تم بنی اسرائیل کے موسیٰ ہو؟ کہا جی ہاں! میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ مجھ کو نیک بات سکھا دو جو تم کو تعلیم ہوئی ہے۔ خضر نے کہا اے موسیٰ! مجھے اللہ نے علم سکھایا ہے جو تم نہیں جانتے ہو اور تم کو اللہ نے علم دیا ہے جس کو میں نہیں جانتا ہوں۔ موسیٰ نے کہا کیا میں تمہارے ساتھ رہوں خضر نے کہا تم میرے

عَلَّمَكَ اللَّهُ لَاَعْلَمُهُ قَالَ هَلْ اتَّبَعَكَ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا وَ
 كَيْفَ تَصْبِرُ عَلَى مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا إِلَى قَوْلِهِ أَمْرًا فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى
 سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِينَةٌ كَأَنَّهُمْ أَنْ يُحْمَلُوهُمْ فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوهُ
 بِغَيْرِ رِزْلِ فَلَمَّا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ جَاءَ عُصْفُورٌ فَوَقَعَ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ
 فَفَرَفِي الْبَحْرِ نَقْرَةً أَوْ قُرْتَيْنِ قَالَ لَهُ الْخَضِرُ يَا مُوسَى مَا نَقَصَ عَلَيَّ وَ
 عِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ إِلَّا مِثْلُ مَا نَقَصَ هَذَا الْعُصْفُورُ مِنْقَارَهُ مِنَ الْبَحْرِ
 إِذَا اخَذَ الْفَأْسَ فَتَزَعُ لَوْحًا فَلَمْ يَفْعَأْ مُوسَى إِلَّا وَقَدْ قَلَعَ لَوْحًا بِالْقَدُومِ
 فَقَالَ لَهُ مُوسَى مَا صَنَعْتَ قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدَتْ إِلَى سَفِينَتِهِمْ
 فَخَرَقَتْهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ
 مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تَأْخُذْ بِلِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا

ساتھ صبر نہ کر سکو گے اور اس بات پہ کیونکر صبر کر دو گے جسے آپ کا علم محیط نہیں۔ الی قولہ امرًا،، وہ سمندر کے کنارے کنارے پلٹتے۔ ہے سستی کہ ان کے پاس سے کشتی گزری تو انھوں نے کشتی والوں سے پوچھا کہ وہ ان کو سوار کر لیں انھوں نے خضر کو پہچان لیا اور اجرت لئے بغیر ان کو کشتی میں سوار کر لیا۔ جب وہ کشتی میں سوار ہوئے تو ایک چڑیا آئی اور وہ کشتی کے کنارے پر بیٹھ گئی۔ اور سمندر میں سے ایک یا دو چوچیں ماریں تو خضر نے کہا اے موسیٰ! میرے اور تیرے علم نے اللہ کے علم سے کچھ کم نہیں کیا جیسے اس چڑیا نے اپنی چوچ سے سمندر کا پانی کم نہیں کیا۔ اچانک خضر نے کلہاڑا لیا اور کشتی کا ایک تختہ اکھاڑ دیا۔ اچانک موسیٰ نے دیکھا کہ خضر نے کلہاڑے سے کشتی کا تختہ اکھاڑ دیا ہے تو کہا یہ تم نے کیا کیا ہے۔ ان لوگوں نے ہم کو اجرت کے بغیر کشتی میں سوار کیا اور تم نے ان کی کشتی کو توڑ دیا ہے۔ تاکہ اس کے سواروں کو غرق کرے یہ تم نے بُری بات کی ہے۔ خضر نے کہا کیا میں نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے۔ موسیٰ نے کہا مجھ سے میری بھول پر گرفت نہ کرو اور مجھ پر میرے کام میں مشکل نہ ڈالو۔ موسیٰ علیہ السلام سے پہلی بار بھول ہوئی تھی۔ جب وہ سمندر سے باہر آئے اور ایک بچے کے پاس سے گزرے جو بچوں میں کھیل رہا تھا تو خضر نے اس کا سر پکڑا اور ہاتھ سے اس کا سر جسم سے نکال پھینکا سفیان نے اپنی انگلیوں کے اطراف سے اشارہ

كَانَتْ الْأُولَىٰ مِنْ مُوسَىٰ نِعْمَانًا فَلَمَّا خَرَجَا مِنَ الْبَحْرِ مَرُّوا بِغُلَامٍ
يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ فَقَلَعَهُ بِيَدِهِ هَكَذَا وَأَوْحَىٰ
سُفَيْنَ بِأَطْرَابِ أَصَابِعِهِ كَأَنَّهُ يَقْطِطُ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ مُوسَىٰ أَقْتَلْتَ نَفْسًا
زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نَكِرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ
تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَ هَذَا فَلَا تُصَاحِبْنِي
قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا فَاذْطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا
أَهْلُهَا فَأَبَوْا أَنْ يُصَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَ فَأَقَامَهُ
مَائِلًا وَأَوْحَىٰ بِيَدِهِ هَكَذَا وَأَشَارَ سُفَيْنَ كَأَنَّهُ يَمْسَحُ شَيْئًا إِلَىٰ فَوْقٍ وَلَمْ
أَسْمَعْ سُفَيْنَ يَذْكُرْ مَائِلًا إِلَّا مَرَّةً قَالَ قَوْمُ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُطْعَمُونَا
وَلَمْ يُصَيِّفُونَا عَمَدَتْ إِلَىٰ حَائِطِهِمْ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ
هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنَكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْنَا أَنْ مُوسَىٰ كَانَ صَبْرًا فَقُصَّ عَلَيْنَا

کہ کے بتایا گویا کہ وہ کچھ پچھتے ہیں۔ موسیٰ نے کہا کیا تم نے ایک ستھری جان بے کس جان کے بدلے قتل کر دی ہے شک
تم نے بہت بُری بات کی خضرؑ میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ آپ ہرگز میرے ساتھ نہ ٹھہریں گے۔ کہا اس کے بعد
میں تم سے کچھ پوچھوں تو پھر میرے ساتھ نہ رہنا۔ بے شک میری طرف سے تمہارا عذر پورا ہو چکا ہے۔ پھر دونوں چلے
یہاں تک کہ ایک گاؤں والوں کے پاس آئے ان دھکانوں سے کھانا مانگا اُنھوں نے انھیں دعوت دینی قبول نہ کی
پھر دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار پائی کہ گرا چاہتی ہے۔ اس طرح اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا سفیان نے اشارہ
کیا گویا کہ وہ اوپر کی طرف کسی شئی کو مس کرتے ہیں میں نے سفیان کو مائل ذکر کرتے صرف ایک بار سنا ہے موسیٰ نے
کہا ہم ان لوگوں کے پاس آئے اُنھوں نے ہمیں کھانا نہ کھلایا اور نہ دعوت دینی قبول کی۔ آپ نے ان کی دیوار کو سیدھا
کر دیا تم چاہتے تو اس پر کچھ مزدوری لے لیتے۔ کہا یہ میری اور آپ کی جدائی ہے۔ اب میں آپ کو ان باتوں کی حقیقت

مِنْ خَبَرِهِمَا قَالَ سُفْيَانُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللَّهُ
 مُوسَى لَوْ كَانَ صَبْرًا لَقُصَّ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِمَا قَالَ وَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَ
 كَانَ أَمَّا هُمُ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَضَبًا وَأَمَّا الْغُلَامُ
 فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ ثُمَّ قَالَ لِي سُفْيَانُ سَمِعْتُهُ مِنْهُ
 قِيلَ لِسُفْيَانَ حِفْظُهُ قَبْلَ أَنْ تَسْمَعَهُ مِنْ عَمْرٍو أَوْ تَحْفَظْتَهُ مِنْ الْإِنْسَانِ
 فَقَالَ مِنْ أَوْ تَحْفَظُهُ وَرَوَاهُ أَحَدٌ عَنْ عَمْرٍو غَيْرِي سَمِعْتُهُ مِنْهُ
 مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَحِفْظُهُ مِنْهُ

۳۱۸۵۔ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ

الحديث بطوله

۳۱۸۵۔ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ ثنا

آٹا ہوں۔ جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہماری خواہش تھی کہ موسیٰ ذرا صبر کرتے
 تو اللہ تعالیٰ ہم سے اس کا مزید حال بیان کرتا سفیان نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ”أَمَّا هُمُ مَلِكٌ
 يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ“ پڑھا ہے اور وہ جو لڑکا تھا وہ کافر تھا اور اس کے ماں باپ مومن تھے
 پھر سفیان نے مجھے کہا میں نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے دو دفعہ سنی اور انہی سے یاد کی۔ سفیان سے کہا گیا تم
 نے عمرو سے سننے سے پہلے یہ یاد کی ہے یا کسی اور انسان سے یاد کی ہے؟ سفیان نے کہا میں کس سے یہ حدیث یاد
 کرتا کیا اس کو میرے سوا کسی اور نے روایت کیا ہے میں نے ہی یہ حدیث عمرو سے دو بار یا تین بار سنی اور اس کو
 انہی سے یاد کیا۔ (حدیث ۱۲۲ کی شرح دیکھیں)

۳۱۸۵۔ - ترجمہ : علی بن خشرم نے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ
 نے یہ طویل حدیث بیان کی ہے

۳۱۸۵ — شرح : یعنی حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام خشک صاف زمین پر بیٹھتے جب وہ اٹھتے تو وہ زمین سرسبز ہوتی تھی۔ حضرت کا نام بلیا بن ملک بن یقطن بن فالخ بن عامر بن شافع بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہ السلام ہے۔ مجاہد نے کہا ان کا نام لیس بن ملک بن فالخ الخ علاوہ ازیں ان کے نام میں بہت اقوال ہیں۔ ان کی کنیت ابو العباس ہے۔ جمہور علماء نے کہا حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہی صحیح ہے کہ وہ نبی تھے۔ مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ نبی تھے۔ مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ نبی تھے۔ مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ نبی تھے۔ مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ نبی تھے۔

بَابُ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ نَصْرِ شَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ
هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قِيلَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا أَوْ قُولُوا حِطَّةٌ فَبَدَلُوا فَادْخُلُوا
يَزْحَفُونَ عَلَى أَسْتَاهِرِهِمْ وَقَالُوا حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ

۳۱۸۷ — حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ

ثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ وَخِلَاسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مُوسَى كَانَ رَجُلًا حَيًّا سِتِيرًا لَا يُرَى مِنْ
جِلْدِهِ شَيْءٌ اسْتَجَبِي مِنْهُ فَإِذَا هُ مِنْ أَهْلِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقَالُوا

بَابُ

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

۳۱۸۷ —

علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل سے کہا گیا کہ تم سجدہ کرتے ہوئے دروازہ

میں داخل ہو اور یہ کہو ”حِطَّةٌ“ انھوں نے اس کو تبدیل کر دیا اور اپنے سرینوں کو گھیٹتے ہوئے داخل ہوئے
زبان سے ”حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ“ کہہ رہے تھے۔

شرح : ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا تھا کہ تم بیت المقدس

میں داخل ہو اور سردوں کو جھکا کر دروازہ سے داخل ہونا ہو اور زبان سے

یہ کہو کہ اے اللہ ہم کو بخش دے لیکن انھوں نے کلام تبدیل کر دیا اور اکڑا کر داخل ہونے لگے اور زبان سے مہمل
کلام کرنے لگے۔ یہ ان کی نادانی اور سرکشی تھی اور ان کا مقصد اللہ کے حکم کی مخالفت تھی۔ جب وہ اس قسم سرکش
ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر طاعون کی بیماری مسلط کر دی جس سے وہ ایک گھڑی میں ستر ہزار مر گئے۔ اعاذنا اللہ !

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا موسیٰ ”علیہ السلام“ بہت حیا دار اور ستر پوش مرد تھے ان کے

۳۱۸۷ —

مَا يَسْتَرِ هَذَا التَّسْتُرَ إِلَّا مِنْ غَيْبِ بَجْدِهِ إِمَّا بَرَصٌ وَإِمَّا أُدْرَةٌ
 إِمَّا آفَةٌ وَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَرَادَ أَنْ يُبْرَأَهُ مِمَّا قَالُوا بِمُوسَىٰ فَخَلَا يَوْمًا
 وَحْدَهُ فَوَضَعَ ثِيَابَهُ عَلَى الْحِجْرَتِ ثُمَّ اغْتَسَلَ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ إِلَى ثِيَابِهِ
 لِيَأْخُذَهَا وَإِنَّ الْحِجْرَةَ إِثْمُهُ فَآخَذَ مُوسَىٰ عَصَاهُ وَطَلَبَ الْحِجْرَ
 فَجَعَلَ يَقُولُ ثَوْبِي ثَوْبِي حِجْرٌ حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَلَأُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ
 فَرَأَوْهُ عُرْيَانًا أَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ وَأَبْرَأَهُ مِمَّا يَقُولُونَ وَقَامَ حِجْرٌ فَآخَذَ
 ثَوْبَهُ فَلَبَسَهُ وَطَفِقَ بِالْحِجْرِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ فَوَاللَّهِ إِنَّ بِالْحِجْرِ لَنَدَبًا مِنْ
 أَثَرِ ضَرْبِهِ ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا أَوْ خَمْسًا فَذَلِكَ قَوْلُهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا
 كَالَّذِينَ أَذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا

جیاء کی وجہ سے ان کے بدن کی کوئی شئی نہیں دیکھی جاتی تھی۔ بنی اسرائیل کے لوگوں نے ان کو بہت اذیت پہنچائی اور اُنھوں نے کہا یہ اس قدر چشم پوشی اسی لئے کرتے ہیں کہ ان کے جسم میں کوئی عیب ہے یا تو ان کو برص ہے یا فق ہے یا کوئی اور بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کے اس قول سے بری کرنا چاہا تو موسیٰ نے ایک روز تنہائی میں کپڑے اتارے اور پتھر پر رکھ دیئے پھر نہانے لگے جب غسل سے فارغ ہو کر اپنے کپڑوں کی طرف آئے تاکہ وہ پہنیں پتھر ان کے کپڑے لے کر بھاگ نکلا موسیٰ نے اپنا عصا لیا اور پتھر کی تلاش میں نکلے اور یہ کہہ رہے تھے اے پتھر میرے کپڑے دے۔ حتیٰ کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس پہنچے تو اُنھوں نے موسیٰ علیہ السلام کو برہنہ حالت میں دیکھا کہ آپ اللہ کی پیدا کردہ مخلوق سے زیادہ خوبصورت تھے اور جو بات وہ ان کی طرف منسوب کرتے تھے اس سے ان کو بری کیا۔ پتھر وہاں بٹھ گیا۔ آپ نے اپنے کپڑے لے کر پہنے پھر اپنے عصے سے پتھر کو مارنا شروع کر دیا۔ بخدا موسیٰ کے مارنے کے باعث پتھر تین یا چار یا پانچ نشانات ہو گئے اسی لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اے ایمان والو ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰ کو اذیت پہنچائی تھی ان کی باتوں سے اللہ نے اس کو بری کیا اور وہ اللہ کے نزدیک معزز باوقار تھے۔

۳۱۸۷ — شرح : اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ والو کو خطاب کیا کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۳۱۸۸ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْأَعْمَشِ سَمِعْتُ
 أَبَا دَاوُدَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمًا فَقَالَ
 رَجُلٌ إِنَّ هَذِهِ لِقِسْمَةٌ مَا أُرِيدُ بِهَا وَجْهَ اللَّهِ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَغَضِبَ حَتَّى رَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ
 قَالَ يَرْحَمُ اللَّهُ مُوسَى قَدْ أَوْذَى بِأَكْثَرِ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ

کو اذیت نہ پہنچاؤ جیسے بنو اسرائیل نے موسیٰ کو اذیت پہنچائی تھی تو جو باتیں موسیٰ کی طرف منسوب کرتے
 تھے ان کو غلط قرار دیتے ہوئے ان کو بری الذمہ قرار دیا۔ وہ کہتے تھے موسیٰ کو فتن کی بیماری ہے اور وہ
 ان پر اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو قتل کرنے کا بہتان لگاتے تھے۔ ان سب باتوں سے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ
 علیہ السلام کو پاک صاف کیا۔ وہ اللہ کے حضور باعزت انسان تھے۔ اے مدینہ منورہ والو تم نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے سے احتیاط کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہر عیب سے پاک پیدا
 کیا ہے۔ حسان بن ثابت کہتے ہیں

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ ۖ كَأَنَّكَ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ ۚ

یعنی یا رسول اللہ آپ ہر عیب سے پاک پیدا ہوئے ہیں۔ گویا کہ آپ اپنی خواہش کے مطابق پیدا
 ہوئے ہیں "سبحان اللہ" بنی اسرائیل میں ایک دوسرے کے سامنے غسل کرنا جائز تھا اور موسیٰ علیہ السلام حیا دار
 ہونے کے باعث پردہ پوشی میں غسل کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت برہنہ چلنا جائز ہے اور ضرورت کے
 وقت مثلاً دواء اور آپریشن وغیرہ کے وقت شرمگاہ کو دیکھنا جائز ہے اور انبیاء کرام ظاہری اور باطنی عیوب
 سے پاک ہوتے ہیں اور جو کوئی کسی نبی کی خلقت میں عیب لگائے اس سے نبی کو اذیت پہنچتی ہے۔ (باقی تشریح
 حدیث ۲۶۶ کی شرح میں دیکھیں۔)

توجہ : اعمش نے کہا میں نے ابو داؤد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت

۳۱۸۸ —

عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 مال تقسیم کیا تو ایک شخص نے کہا اس تقسیم میں اللہ کی رضا کا ارادہ نہیں کیا گیا۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
 نیت میں آیا اور آپ کو یہ خبر دی تو آپ غصہ سے بھر گئے حتیٰ کہ میں نے آپ کے چہرہ انور پر غصہ کا اثر دیکھا پھر آپ نے فرمایا
 اللہ تعالیٰ موسیٰ پر رحم کرے ان کو اس سے زیادہ اذیت پہنچائی گئی اور انہوں نے صبر کیا۔ (حدیث ۲۹۲۹ کی شرح دیکھیں)

بَابُ قَوْلِهِ يَعْكُفُونَ عَلَىٰ أَصْنَامِهِمْ

مُتَبَرِّحُ خُسْرَانٍ وَلِيَتَّبِعُوا يَدْمِرُوا مَا عُلُوًّا غَلَبُوا

۳۱۸۹ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ أَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ

شَهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ

كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْكَبَاثُ وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ مِنْهُ فَإِنَّهُ أَطْيَبُهُ قَالُوا أَكُنْتَ

تَرْغَى الْغَنَمَ قَالَ وَهَلْ مِنْ بَنِي الْأَوْقَدِ رَعَاهَا

باب وہ اپنے بتوں کے پاس

ڈیرہ ڈالے بیٹھے تھے،

مُتَبَرِّحُ نَقْصَانٍ ، وَلِيَتَّبِعُوا ، وہ ہلاک کر دیں گے ، مَا عُلُوًّا ، حَقِيقٌ وَه غَالِبٌ آئِي

۳۱۸۹ — ترجمہ : ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سیلو کے پھول چن رہے تھے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان میں سے سیاہ دانے چنو کیونکہ وہ زیادہ عمدہ ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا آپ بکریاں چراتے تھے؟ فرمایا ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔

۳۱۸۹ — شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ موسیٰ علیہ السلام

ان لوگوں میں داخل ہیں جنہوں نے بکریاں چرائی ہیں۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اللہ تعالیٰ نے دنیا داروں اور متکبرین میں نبوت نہیں رکھی۔ تواضع و انکساری کرنے والوں اور بکریاں چرانے والوں کو خلعت نبوت پہنائی کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ نبوت کے مستحق کون لوگ ہیں۔ علامہ نووی نے کہا

بَابٌ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ
تَذْبَحُوا بَقَرَةً ۚ الْآيَةُ قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ عَوَانُ النَّصَفِ
بَيْنَ الْبَكْرَةِ وَالْهَرَمَةِ فَأَقْبَعُ صَافٍ لِأَذَلُّوْلٍ لَمْ يُدِلَّهَا الْعَمَلُ تُشِيرُ
الْأَرْضُ مَنْ لَيْسَتْ بِذَلُولٍ تُشِيرُ الْأَرْضُ وَلَا تَعْمَلُ فِي الْحَرْثِ مُسَلِّمَةٌ
مِنَ الْعُيُوبِ لَا شَيْءَ بَيَاضٍ صَفْرَاءُ عَرَانُ شَيْءٌ سَوْدَاءُ وَيُقَالُ صَفْرَاءُ
كَقَوْلِهِ جَمَالَاتٌ صَفْرَاءُ فَأَذَرَأْتُمْ إِيَّاهُمْ

نبیوں کا بکریاں چرانے میں حکمت یہ ہے کہ وہ متواضع رہیں اور تنہائی اختیار کرنے میں ان کے فتوب
صاف رہیں اور بکریوں کا نظم و نسق کرنے کے بعد وہ امت کا نظم و نسق کر سکیں کیونکہ منتشر بکریوں کو جمع
کر کے ان کو ایک نظم میں رکھنے سے امت کے مختلف افراد کو یکجا کرنے کی صلاحیت میں استحکام ہوتا ہے
(حدیث ۲۱۲۰ کی شرح دیکھیں)

بَابٌ جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا اللہ تمہیں
حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو،

ابو العالیہ نے کہا ”الْعَوَانُ“ کے معنی نوجوان اور بڑھیا کے درمیان ”فَاقِعٌ“
صاف ”لَا ذَلُولٌ“ کام نے اسے کمزور نہ کیا ہو اور نہ ہی وہ زمین جوتی ہو اور
کھیتی باڑی میں کام کرتی ہو، ”مُسَلِّمَةٌ“ عیبوں سے سالم ہو۔ قولہ صَفْرَاءُ الْخَالِ
سے غرض یہ ہے کہ صفراء کا مشہور معنی بھی لے سکتے ہیں اور سیاہ معنی بھی لیا جاتا

بَابُ وَفَاةِ مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذِكْرُهُ بَعْدُ

۳۱۹۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرُ عَنْ
ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى
فَلَمَّا جَاءَهُ صَكَّهُ فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ فَقَالَ أُرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لَا يُرِيدُ
الْمَوْتَ قَالَ ارْجِعْ إِلَيَّ فَقُلْ لَهُ يَضَعُ يَدَهُ عَلَى مَنْثَرٍ ثَوْرٍ فَلَهُ بِمَا
عُطِّتْ يَدَهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ قَالَ أَيْ رَبِّ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ
قَالَ فَالآنَ فَسَأَلَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ

جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جَمَالَاتٌ صُفْرٌ، اس کی تفسیر میں سیاہ اونٹ جو زردی مائل ہوں۔ ذکر کیا جانا ہے۔ فَادَارَاتُمْ، تم نے اخلاف کیا،

گائے کا واقعہ یہ ہے کہ بنو اسرائیل میں ایک بوڑھا شخص تھا جو بہت مالدار تھا۔ اس کی کوئی اولاد نہ تھی۔ اس کا وارث صرف اس کا بھتیجہ تھا۔ اس نے بوڑھے کو قتل کر کے کسی شخص کے دروازے پر رکھ دیا پھر صبح ان لوگوں پر دعویٰ دائر کر دیا کہ اُنھوں نے اس کے چچا کو قتل کیا ہے۔ اس میں جھگڑا طویل پکڑ گیا اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے تو ان میں سمجھدار لوگوں نے کہا تم آپس میں لڑتے مرنے کیوں ہو تم میں اللہ کا رسول تشریف فرما ہے۔ ان سے دریافت کر لیا جائے۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور سارا واقعہ ذکر کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ کا حکم ہے کہ گائے ذبح کی جائے لوگوں نے کہا آپ ہمارے ساتھ مذاق کرتے ہیں ایک تو ہمارا بوڑھا قتل ہو گیا ہے دوسرے آپ گائے ذبح کرانا چاہتے ہیں کیا آپ ہمارے ساتھ مذاق کر رہے ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مذاق کرنا جاہلوں کا کام ہے ہوش کی بات کرو۔ اُنھوں نے گائے کے بارے میں بہت لیت و لعل کی اگر وہ اس قدر تعرض نہ کرتے تو جو بھی گائے خرید کر ذبح کر دیتے ان کے مقصود کے لئے کافی ہتی۔ لیکن ان لوگوں نے اپنی جانوں پر سختی کی تو اللہ تعالیٰ نے اُن پر سختی کی اور گراں قیمت سے مطلوبہ گائے ملی جس کو قرآن میں ذکر کیا گیا ہے۔ اُنھوں نے وہ گائے خرید کر لی اور اس چمڑے میں جتنا سونا آجائے اس کی قیمت قرار پائی۔ گائے خریدنے کے بعد ذبح کی گئی اور اس کی دم یا زبان مقتول کے ساتھ لگا دی گئی تو وہ زندہ ہو گیا۔ لوگوں نے کہا تجھے کس نے قتل کیا ہے؟ اُس نے کہا اس شخص نے قتل کیا ہے۔ اور اپنے بھتیجے

رَمِيَتْ بِحَجَرٍ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَلَوْ كُنْتُ ثُمَّ لَا رَيْتُ لَمْ قَبْرُهُ إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ تَحْتَ الْكَنْبِ الْأَحْمَرِ
قَالَ وَأَنَا مَعْرُوعٌ هَمَامٍ شَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَخَوَّاهُ

کی طرف اشارہ کر کے مرگیا اور اس کے قاتل کو دراشت سے محروم کر دیا گیا پھر یہی قانون قرار پایا کہ جو کوئی اپنے
مُورِث کو قتل کر دے اس کو دراشت سے محروم کر دیا جائے۔

باب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات اور اس کے بعد کا واقعہ

۳۱۹۰ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
کی طرف موت کا فرشتہ بھیجا گیا جب وہ ان کے پاس آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو طمانچہ مارا۔ فرشتہ
اپنے رب کے پاس واپس چلا گیا اور کہا اے اللہ تو نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا ہے جو سرنا نہیں چاہتا
اللہ تعالیٰ نے فرمایا واپس اس کے پاس جاؤ اور اس کے کہو کہ وہ بیل کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھے تو جتنے بال ان کا
ہاتھ ڈھانپ لے گا۔ ہر بال کا بدل ایک سال عمر دی جائے گی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! پھر
کیا ہوگا فرمایا پھر موت! موسیٰ علیہ السلام نے کہا ابھی فوت کر دے اور اللہ تعالیٰ سے سوال عرض کیا کہ ان کو
بیت المقدس سے ایک پتھر پھینکنے کے فاصلہ کے قریب کر دے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں نہ اس وجود عنصری سے وہاں موجود ہوتا تو تمہیں ان کی قبر شریف دکھاتا جو سُرخ
ٹیلہ کے پاس راستہ کی جانب ہے۔ عبدالرزاق بن ہمام نے کہا ہم کو معمر نے ہمام سے خبر دی اُنھوں نے کہا
ہم کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح خبر دی!

۳۱۹۰ — شرح : ملک الموت لوگوں کے پاس علانیہ آیا کرتا تھا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے پاس بھی اسی طرح آیا تو اُنھوں نے مکہ مارا۔ امام احمد رحمہ اللہ کی
روایت میں ہے کہ اس کو طمانچہ مار کر اس کی آنکھ نکال دی۔ عمار کی روایت میں ہے کہ ملک الموت نے اللہ تعالیٰ
کے حضور شکویٰ عرض کرتے ہوئے کہا۔ اگر وہ تیرے نزدیک مکرم و معظّم نہ ہوتا تو میں اس پر سختی کرتا حضرت

۳۱۹۱ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
 أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ
 قَالَ قَدْ اسْتَنْتَبَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ
 وَالَّذِي أَصْطَفَى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِينَ فِي قِسْمِ بَعْضِهِمْ بِهِ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ
 وَالَّذِي أَصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْعَالَمِينَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ عِنْدَ ذَلِكَ يَدَهُ
 فَلَطَمَ الْيَهُودِيَّ فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَأَخْبَرَهُ الَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرَ الْمُسْلِمِ فَقَالَ لَا تُخَيِّرُونِي عَلَى
 مُوسَى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ فَإِذَا مُوسَى
 بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِى أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ فَأَقَاتَ قَبْلِي
 أَوْ كَانَ مِمَّنْ اسْتَنْتَبَنِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

موسیٰ علیہ السلام یہ خواہش کی کہ ان کو ارض مقدسہ کے قریب دفن کیا جائے کیونکہ اس مقام میں بکثرت انبیاء
 کرام علیہم السلام مدفون ہیں۔ اور وہ مشرف و مقدس خطہ ارض ہے۔ معلوم ہوا کہ مواضع فاضلہ، مواطن مبارکہ
 اور مدافن صالحین کے قرب و جوار میں دفن ہونا مستحب ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کی قبر کو مبہم رکھا اور سرخ ٹیلہ کے پاس راستہ کی جانب کے ذکر پر اکتفاء کی اور اگر اس کی وضاحت
 کا ارادہ فرماتے تو صراحتہ بیان فرمادیتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر یہودیوں کو حضرت موسیٰ
 اور ہارون علیہما السلام کی قبروں کا علم ہو جاتا تو وہ ان کی پوجا شروع کر دیتے۔ حضرت و سب نے کہا فرشتوں
 نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکفین و تدفین کی تھی آپ کی عمر شریف ایک سو بیس برس تھی۔ حضرت جبرائیل
 علیہ السلام نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ نے حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات سے گیارہ ماہ
 بعد وفات پائی و حدیث علی ۱۲۶۱ کی شرح دیکھیں۔

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک مسلمان مرد اور ایک یہودی شخص
 لڑ پڑے مسلمان نے کہا اس ذات کی قسم جس نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

— ۳۱۱۹

۳۱۹۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ
 ابْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَاهُ رَوَى
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْتَجَّ أَدَمُ وَمُوسَى فَقَالَ
 لَهُ مُوسَى أَنْتَ أَدَمُ الَّذِي أَخْرَجْتُكَ خَطِيئَتِكَ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ
 لَهُ أَدَمُ أَنْتَ مُوسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِرِسَالَاتِهِ وَبِكَلَامِهِ ثُمَّ
 تَلَوْنِي عَلَى أَمْرٍ قَدْ رَعَى قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَجَّ أَدَمُ وَمُوسَى مَرَّتَيْنِ

کو سب جہانوں پر فضیلت دی ہے اس نے یہ قسم کھائی، یہودی نے کہا اس ذات کی قسم جس نے
 موسیٰ علیہ السلام کو جہانوں پر فضیلت دی اس وقت مسلمان اپنا ہاتھ اٹھایا اور یہودی کو طمانچہ مارا یہودی
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور اپنے اور مسلمان کے واقعہ کی آپ کو خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو کیونکہ لوگ بیہوش ہو جائیں گے اور میں سب سے پہلے ہوش میں آؤں گا اور موسیٰ
 عرش کا کنارہ پکڑے ہوئے ہوں گے نامعلوم وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو بیہوش ہو گئے تھے۔ اور مجھ سے
 پہلے ہوش میں آئے یا وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بیہوشی سے مستثنیٰ کر رکھا ہے۔
 (حدیث ۲۲۵۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا آدم نے موسیٰ سے بحث کی ”علیہما السلام“ تو ان سے موسیٰ
 نے کہا آپ وہ آدم ہو کہ تم کو تمہارے گناہ نے جنت سے باہر کر دیا آدم نے موسیٰ سے کہا تم وہی موسیٰ ہو کہ
 تمہیں اللہ تعالیٰ نے رسالت اور کلام میں منتخب کیا پھر تم مجھے ایسی بات پر ملامت کرتے ہو جو میرے پیارے ہونے
 سے پہلے میرا مقدر بن چکا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم موسیٰ پر غلبہ پا گئے یہ دودفعہ فرمایا
 شرح : حضرت آدم علیہ السلام کے موسیٰ علیہ السلام سے مباحثہ میں علماء کے
 مختلف اقوال ہیں۔ ابوالحسن قالیسی رحمہ اللہ نے کہا ان دونوں حضرات
 کی رگوں کی آسمانوں میں ملاقات ہوئی وہاں ان میں یہ بحث ہوئی۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ ظاہر

۳۱۹۲ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثنا حُصَيْنٌ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ حُصَيْنِ

ابن عبد الرحمن عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال خرج علينا
النبي صلى الله عليه وسلم يوماً فقال عرضت على الأُمم ورايت سواداً
كثيراً سداً لأفق فقل هذا موسى في قومهِ

پر محمول ہے اور انھوں نے بعینہ ایک دوسرے سے ملاقات کی تھی اور یہ امر مسلم ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام
نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آسمانوں میں ملاقات کی اور بیت المقدس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان کو نماز پڑھائی تھی لہذا یہ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شہد آد کی طرح زندہ کر دیا اور انھوں نے یہ گفتگو کی۔
یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ یہ مباحثہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات میں ہوا اور انھوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا ہو
کہ ان کو آدم علیہ السلام دکھائیں اور ان سے یہ بحث کی

حضرت آدم علیہ السلام کی خطیبتہ یہی تھی کہ انھوں نے شجرہ ممنوعہ سے تناول فرمایا تھا۔ آپ نے حضرت
موسیٰ علیہ السلام کو یہ جواب دیا کہ آپ جانتے ہو کہ شجرہ ممنوعہ سے تناول کرنا میرا مقدر تھا اور میں اس میں مجبور
تھا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی۔
”إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً“ میں زمین میں اپنا نائب بنا رہا ہوں۔ اس آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے
کہ آدم علیہ السلام نے زمین میں اللہ کا خلیفہ بننا ہے۔ یہ خبر واجب الوقوع ہے اس کا خلاف محال ہے۔ جب اللہ تعالیٰ
نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو فرمایا۔ ”يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ“ اے آدم تم اور تمہاری بیوی
دونوں جنت میں رہو اور اس شجرہ ممنوعہ کے پاس نہ جانا اور نہ ہی اس سے تناول کرنا۔ اگر بالفرض آدم علیہ السلام
شجرہ مذکورہ کے قریب ہمیشہ کے لئے نہ جاتے تو ہمیشہ جنت میں رہتے اور زمین میں اللہ کی نیابت اور خلافت کی خبر
جھوٹی ہو جاتی حالانکہ اللہ کی خبر کا جھوٹا ہونا محال ہے۔ لہذا آدم علیہ السلام کا شجرہ ممنوعہ کے پاس نہ جانا محال
ہوا کیونکہ ایک محال دوسرے محال کو مستلزم ہوتا ہے۔ لہذا آدم علیہ السلام کا شجرہ ممنوعہ سے تناول کرنا ضروری
اور واجب تھا یہی آپ کا مقدر تھا اس لئے حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا۔ تَلَوْنِي عَلَى أَمْرٍ قَدَرْتُ عَلَى قَبْلِ
أَنْ أُخْلَقَ“ یعنی اے موسیٰ آپ مجھے ایسے امر پر ملامت کرتے ہیں جو میرے پیدا ہونے سے پہلے میرا مقدر بن
چکا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مباحثہ میں آدم موسیٰ پر غالب آگئے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۱۹۳ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہمارے پاس
تشریف لائے اور فرمایا ساری اُممیں میرے سامنے پیش کی گئیں میں نے بہت

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا إِلَى قَوْلِهِ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ

۳۱۹۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو

ابْنِ مُرَّةَ عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ
إِلَّا أَسِيَّةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَمَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَأَنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ
عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ

زیادہ مخلوق کو دیکھا جس نے آسمان کے کناروں کو بھرا ہوا تھا تو مجھ سے کہا گیا موسیٰ اپنی قوم میں ہیں۔
شرح : بہت بڑی جماعت کی سواد سے تعبیر کی جاتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم
ہوتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بعد حضرت موسیٰ
علیہ السلام کی امت تمام نبیوں کی امتوں سے زیادہ ہے۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَافِرًا

اور اللہ مسلمانوں کی مثال بیان فرماتا ہے۔ فرعون کی بی بی جب اُس نے عرض کیا اے میرے رب میرے لئے
اپنے پاس جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش۔

۳۱۹۳۔ ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا بہت مرد کمال کو پہنچے اور عورتوں میں سے صرف فرعون کی بیوی آسیہ اور عمران کی بیٹی مریم کمال کو
پہنچیں اور عائشہ کو تمام عورتوں پر فضیلت ایسی ہے جیسے ثرید کو تمام کھانوں پر فضیلت ہے۔
۳۱۹۴۔ شرح : لفظ کمال سے یہ لازم نہیں کہ وہ نبی ہیں کیونکہ کمال کا اطلاق شی کی

بَابُ قَوْلِهِ إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَى الْآيَةِ
 لَتَنَزَّلَنَّ لَهُ تِثْقَالٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أُولَى الْقُوَّةِ
 لَا يَرْفَعُهَا الْعُصْبَةُ مِنَ الرِّجَالِ يُقَالُ لِفَرَحَيْنِ
 الْمَرْحَيْنِ وَيُكَانَنَّ اللَّهُ مِثْلُ الْمُرَّانِ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّبَا
 لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ يُوسَعُ عَلَيْهِ وَيُضَيِّقُ

انتہاء پر ہوتا ہے۔ لہذا حدیث کا معنی یہ ہے کہ عورتوں کے تمام فضائل میں یہ انتہاء کو پہنچی ہیں اور عورتوں کے نبی نہ ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ فرعون کی بیوی اسیہ نے ایمان چھپا رکھا تھا۔ جب فرعون کو ان کے ایمان کا علم ہوا تو ان کو بہت اذیت پہنچائی۔ مریم علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں وہ تیرہ برس کی حاملہ ہوئیں اور عیسیٰ علیہ السلام کو جنم دیا اور ان کے آسمانوں پر تشریف لے جانے کے بعد ۶۶ برس زندہ رہیں ان کی عمر ایک سو بارہ سال ہوئی (کرمانی)

ابو الحسن اشعری سے منقول ہے کہ عورتوں میں سے بھی نبی ہیں اور وہ چھ عورتیں ہیں حواء، سارہ، اتم موسیٰ، لاجرہ، اسیہ اور مریم قرآن کریم میں بعض عورتوں کی طرف وحی کا آنا مذکور ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے جب مریم کے بعد نبیوں کو ذکر کیا تو فرمایا یہ وہ نبی ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے۔ اس عموم میں مریم بھی داخل ہیں۔ قرطبی نے کہا صحیح یہی ہے کہ مریم نبیہ ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرشتہ کے واسطے سے ان کو وحی کی بخشی۔ البتہ اسیہ کی نبوت پر کوئی دلیل قائم نہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ عورت کی عدم نبوت پر اجماع قائم ہے کہ کوئی عورت نبی نہیں ہوئی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فضیلتِ عائشہ کی مثال شریذ بیان فرمائی لیکن اس میں ان کی افضلیت پر دلالت نہیں۔ احمد ابن حبان، ابویعلیٰ، طبرانی، ابوداؤد اور حاکم سب نے موسیٰ بن عقبہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کی عورتوں میں سے خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مریم بنت عمران اور اسیہ زوجہ فرعون سب عورتوں سے افضل ہیں اور ان چار میں سے فاطمہ اور مریم افضل ہیں۔ امام احمد نے ابوسعید سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔ سوا مریم بنت عمران کے اس استثناء سے معلوم ہوتا

ہوتا ہے کہ مریم فاطمہ سے افضل ہے یہ بھی احتمال ہے کہ افضلیت میں دونوں برابر ہیں۔ البتہ ابن عباس کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مریم فاطمہ سے افضل ہیں۔ چنانچہ ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مد جنت کی عورتوں کی سردار مریم بنت عمران پھر فاطمہ پھر خدیجہ اور پھر آسیہ زوجہ فرعون ہیں۔ اس ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ مریم فاطمہ سے افضل ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہن (یعنی) واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب قارون موسیٰ کی قوم سے تھا

لَتَنُوءُ، بھاری ہوتی تھیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ”أُولَى الْقُوَّةِ“ جن کو مردوں کی جماعت بھی نہ اٹھا سکے، ”کھا جاتا ہے“، ”الْفَرَجَيْنِ“، فخر کرنے والے ”وَيَكَاثُ اللَّهُ“، جیسے ”أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ“، کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس پر چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور جس پر چاہے تنگ کر دیتا ہے۔ ”وَالِی مَدَیْنٍ أَخَاهُمْ بُعَیْبًا“، مدین والوں کی طرف ہم نے شعیب ”علیہ السلام“ کو بھیجا۔ ”مَدَیْنٍ“ سے مراد اہل مدین ہیں کیونکہ مدین شہر ہے اسی طرح ”وَاسْأَلِ الْقَرْیَةَ“ اور ”وَاسْأَلِ الْعِیْرَ“ ہے یعنی بستی والوں اور قافلہ والوں سے پوچھئے۔ ”دَرَاءَ کُمْ ظَہْرِيًّا“ انھوں نے ان کی طرف التفات نہ کی۔ محاورہ ہے کہ جب وہ اس کی حاجت پوری نہ کرے تو اسے کہا جاتا ہے تو نے میری حاجت کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ ”جَعَلْتَنِي ظَہْرِيًّا“ اور مجھے نظر انداز کر دیا ہے۔ ”ظَہْرِي“ یہ ہے کہ تو اپنے ساتھ سواری یا برتن لے جس سے تو مدد چاہے۔ ”مَكَاتُهُمْ“ اور ”مَكَاتُهُمْ“ ایک ہی چیز ہے۔ ”يَغْنَوُا“ زندہ رہے۔ ”يَأْيُسُ“ اندوہناک ہوا۔ ”آسَى“ رنجیدہ ہوا۔ ”حَسَنَ تَعَى“ کہا ”إِنَّكَ لَأَنْتَ الْعَلِيمُ“ تو حلیم ہے۔ یہ مذاق کے طور پر کہتے تھے۔ مجاہد

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَالْإِلَى مَدِينٍ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا إِلَى أَهْلِ
 مَدِينٍ لِأَنَّ مَدِينٍ بَلَدٌ وَمِثْلُهُ وَأَسْأَلَ الْقَرْيَةَ وَأَسْأَلَ الْعِيرَ
 يَعْنِي أَهْلَ الْقَرْيَةِ وَأَهْلَ الْعِيرِ وَرَأَى كُمْ ظَهْرِيًّا لَمْ تَلْتَفِتُوا إِلَيْهِ
 وَيُقَالُ إِذَا لَمْ تَقْضِ حَاجَتَهُ ظَهَرَتْ حَاجَتِي وَجَعَلْتَنِي ظَهْرِيًّا
 وَالظَّهْرِيُّ أَنْ تَأْخُذَ مَعَكَ دَابَّةً أَوْ عَاءً تَسْتَظْهِرُ بِهِ مَكَانَتَهُمْ
 وَمَكَانَتُهُمْ وَاحِدٌ يَغْنُو أَيْ عِشُوا تَأْسَ تَحْزُنُ أَسَى أَحْزَنَ وَقَالَ
 الْحَسَنُ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ يَسْتَهْزِءُونَ بِهِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ
 لَيْكَةِ الْإِيكَةِ يَوْمَ الظُّلَّةِ أَظْلَالُ الْعَذَابِ عَلَيْهِمْ

نے کہا ”لَيْكَةِ“ ”اِيكَةِ“ ہے۔ یَوْمِ الظُّلَّةِ ”ان پر اس دن عذاب کے
 بادل چھائے ہوں گے“

شرح : قارون مارون کی طرح عجی نام ہے۔ علمیت اور عجمہ ہونے کے سبب یہ غیر منصرف

ہے اگر اس کا وزن فاعولاً ہو تو منصرف ہے ”قارون“ حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کے چچا کا بیٹا تھا۔ عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کی خالہ کا
 بیٹا تھا۔ محمد بن اسحاق نے کہا وہ آپ کا چچا تھا۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا تھا اور بنی اسرائیل میں
 سے تورات کا سب سے بڑا قاری تھا۔ لیکن یہ بھی سامری کی طرح منافق تھا اور کہتا تھا اگر نبوت موسیٰ کے لئے
 ہے اور ذبح و قربانی مارون کے لئے تو میرے لئے کیا ہے ؟ اس لئے اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف
 علم بغاوت بلند کیا۔ ابن ابی حاتم نے صحیح اسناد سے ابن عباس سے روایت کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنو اسرائیل
 سے کہا کہ موسیٰ کا کہنا ہے کہ جو کوئی زنا کرے اس کو سنگسار کیا جائے گا۔ آؤ ہم ایک فاحشہ عورت کو کچھ مال دیکر
 تیار کریں جو کہے کہ موسیٰ نے اس سے زنا کیا ہے۔ تو ہم موسیٰ کو سنگسار کر کے آرام پائیں گے چنانچہ انھوں نے
 ایک فاحشہ کو تیار کر لیا۔ جب موسیٰ علیہ السلام لوگوں سے خطاب کر رہے تھے۔ انھوں نے اپنے تیار کردہ

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِنْ يُؤْتِسْ مِنْ الْمُرْسَلِينَ
إِلَى قَوْلِهِ وَهُوَ مَلِيْمٌ قَالَ مُجَاهِدٌ مُذْنِبٌ الْمُشْحُونُ الْمُؤَقَّفُو لَا
إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ الْآيَةُ فَتَبَدُّ نَاهُ بِالْعَرَاءِ بِوَجْهِ الْأَرْضِ
وَهُوَ سَقِيْمٌ وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِنْ يَقْطِئِينَ مِنْ غَيْرِ ذَاتِ
أَصْلِ الدُّبَاءِ وَمَخْوَةٌ وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ
فَامْنُوا فَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَى حِينٍ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَى
وَهُوَ مَكْظُوْمٌ كَظِيْمٌ وَهُوَ مَغْمُوْمٌ

منصوبہ کے مطابق کہا اے موسیٰ آپ نے زانی کو رجم کرنا کہا ہے اگر تم اس کے مرتکب ہو تو کیا تمہیں
بھی رجم کیا جائے گا آپ نے فرمایا یقیناً اگرچہ میں ہوں قانونِ خدا سب کے لئے مساوی ہے۔ اُنھوں نے
کہا تم نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے۔ آپ بہت گھبرائے

اُنھوں نے اس عورت کو بلایا جب وہ آئی تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اس ذات کی قسم دی
بس نے، بنی اسرائیل کے لئے سمندر کو بھاڑا کہ وہ سچ بیان کرے اس عورت نے حقیقت کا اقرار کیا اور موسیٰ
علیہ السلام روتے ہوئے سر بسجود ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بندہ وحی فرمایا میں نے زمین کو حکم دیا ہے کہ
وہ تمہاری اطاعت کرے موسیٰ علیہ السلام زمین کو حکم دیا کہ وہ قارون اور اس کے ساتھیوں کو پکڑ لے۔ وہ اب تک زمین
میں دھنسا جا رہا ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک رہے گا۔ قارون کے پاس بہت مال تھا اس کے خزانوں کی کنجیاں
چالیس خچر اٹھاتے تھے اور وہ تنیس میں رہتا تھا۔ عبدالعزیز حروری نے اس کے بعض خزانے اپنے قبضہ میں کئے
جبکہ وہ تنیس کا حاکم تھا۔ جب فوت ہوا تو اپنے بیٹے کو اپنی جگہ امیر مقرر کیا تو اُس نے اس مال کی طرف قطعاً
توجہ نہ دی (فتح الباری)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا فَرْمَانِ بے شک یونس "علیہ السلام"
رسولوں میں سے ہیں وَهُوَ مَلِيْمٌ "تک"

مجاہد نے کہا گنہگار المَشْحُون، بھری ہوئی۔ پس اگر وہ تسبیح پڑھنے والے نہ ہوتے الایۃ فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَلَاءِ، ہم نے اس کو زمین پر ڈال دیا اور وہ بیمار تھے اور ان پر یَقْطِیْن کا درخت پیدا کر دیا جس کا تنا نہیں اور وہ کدو وغیرہ ہے۔ ہم نے یونس کو ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگوں کی طرف بھیجا وہ ایمان لے آئے تو ہم نے ان کو کچھ مقررہ مدت تک نفع دیا (اے حبیب) تم نے مچھلی والے جیسا نہ ہو جانا جب اُس نے پکارا جبکہ وہ سخت غمزدہ تھے۔

شرح : مثنیٰ یونس علیہ السلام کی والدہ میں حضرت مسیح علیہ السلام اور آپ کے سوا کوئی نبی اپنی ماں کی طرف منسوب نہیں۔ عبدالرزاق کی روایت کے مطابق مثنیٰ یونس علیہ السلام کی والدہ کا نام ہے لیکن صحیح تر یہ ہے کہ مثنیٰ ان کا باپ ہے جو صالح مرد خاندان نبوت سے تھا اس کا کوئی لڑکا نہ تھا وہ اس چشمہ پر گئے جہاں حضرت ایوب علیہ السلام نے غسل کر کے شفا پائی تھی اور اُنھوں نے اور ان کی بیوی نے اس پانی سے غسل کر کے نسا ز پڑھی اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کو بچہ عطاء کرے جو نیک بابرکت ہو اور بنی اسرائیل کو ہدایت کرے اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو یونس عنایت کیا ابھی وہ اپنی والدہ کے بطن میں تھے اور حمل کی مدت صرف چار ماہ ہوئی تو مثنیٰ انتقال کر گئے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ وہ بنی اسرائیل میں سے بنیامین علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور موصل کے متعلقہ دیہات میں سے ایک گاؤں نینوی میں رہتے تھے ان کی ساری قوم بت پرست تھی ان کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کو نبی بھیجا۔ مجاہد نے کہا ”مِثْم“ کا معنی گنہگار ہے جبکہ وہ کوئی ایسا کام کرے جس پر اس کو ملامت کی جائے قولہ فَلَؤْلَآءُ اِلٰہِ یعنی یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں جانے سے پہلے اللہ کی تہذیب و تقدیس کیا کرتے تھے۔ اگر وہ اس زمانہ میں تسبیح و تقدیس نہ کرتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔ تفسیر نسفی میں ہے وہ قیامت تک زندہ رہتے۔ قتادہ سے روایت ہے کہ قیامت مچھلی کا پیٹ ان کی قبر ہوتی۔ کلبی نے کہا مچھلی کے پیٹ میں چالیس روز رہے اس میں اور اقوال بھی ہیں۔ قولہ اَنْبَثْنَا عَلَیْہِ اِلٰہِ یَقْطِیْن کا وزن یَفْعِل ہے جب کوئی کسی جگہ ایسی اقامت کرے جہاں سے جلدی چلا جائے اس کو کہتے ہیں ”قَطْنَ الْمَکَانَ“ کدو کے درخت کو بھی یقطین کہا جاتا ہے۔ قولہ مِنْ غَیْرِ ذَاتِ اَصْلٍ یَقْطِیْن کی صفت ہے قولہ الدَّبَّاءُ یَقْطِیْن کا بدل یا اس کا بیان ہے۔ یہ مضاف الیہ نہیں۔ نحوہ سے لکڑی اور تر بوز وغیرہ کی طرف اشارہ

۳۱۹۵ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ ثَنَا
 الْأَعْمَشُ ح وَثَنَا أَبُو نَعِيمٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ
 إِنِّي خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ زَادَ مُسَدَّدٌ يُونُسَ بْنِ مَتَّى
 ۳۱۹۶ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ
 أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْبَغِي
 لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ إِنِّي خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى وَنَسَبَهُ إِلَى أَبِيهِ

کیا ہے۔ قولہ وَأَرْسَلْنَاهُ اس سے غرض یہ ہے کہ جن کی طرف حضرت یونس علیہ السلام مبعوث ہوئے وہ بہت لوگ تھے۔ معین عدد مراد نہیں۔ قولہ وَلَا تَكُنْ آه جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے۔ یعنی اے حبیب آپ یونس کی طرح غضبناک نہ ہوں اور نہ ہی ان کی طرح جلدی کریں۔ یونس علیہ السلام کے والدین کے حال سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک لوگوں کے مقامات، نشانات کے پاس دعا کریں تو اللہ قبول کرتا ہے جیسے ذوالنون کے والدین نے اس پانی سے غسل کیا جہاں سے ایوب علیہ السلام نے غسل کیا تھا۔ اس طرح کا واقعہ قرآن کریم میں بھی ہے۔ جبکہ زکریا علیہ السلام نے مریم کے پاس کھڑے ہو کر بچہ کے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے عطا کر دیا۔

ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی یہ نہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں — ۳۱۹۵

شرح : علماء نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس لئے ذکر فرمایا کہ یونس کا قصہ سن کر کوئی ان کی تنقیص شان نہ کرے — ۳۱۹۵

حدیث ۳۱۹۵ کی شرح دیکھیں !

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی انسان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ کہے — ۳۱۹۶

میں یونس بن متی سے بہتر ہوں ان کے باپ کی طرف ان کی نسبت کی۔

۳۱۹۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِزِ
 ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 قَالَ يَتِمَّا يَهُودِيٍّ يَعْرِضُ سِلْعَتَهُ أُعْطِيَ بِهَا شَيْئًا كَرِهَهُ فَقَالَ لَا
 وَالَّذِي أَصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ فَمَعَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ قَامَ
 فَلَطَمَ وَجْهَهُ وَقَالَ تَقُولُ وَالَّذِي أَصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهَرِنَا فَذْهَبَ إِلَيْهِ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّ
 لِي ذِمَّةً وَعَهْدًا فَمَا بَالُ فُلَانٍ لَطَمَ وَجْهِي فَقَالَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهُ
 فَذَكَرَهُ فغَضِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى رُؤِيَ فِي وَجْهِهِ
 ثُمَّ قَالَ لَا تَفْضِلُوا بَيْنَ أَنْبِيََاءِ اللَّهِ فَإِنَّهُ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَيُصْعَقُ
 مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ
 أُخْرَى فَاكُونُ أَوَّلَ مَنْ بُعِثَ فَإِذَا مُوسَى أَخَذَ بِالْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي
 أَحْوَسِبُ بِصُعُقَتِهِ يَوْمَ الطُّورِ أَمْ بُعِثَ فَإِذَا مُوسَى أَخَذَ بِالْعَرْشِ
 فَلَا أَدْرِي أَحْوَسِبُ بِصُعُقَتِهِ يَوْمَ الطُّورِ أَمْ بُعِثَ قَبْلِي وَلَا أَقُولُ
 إِنَّ أَحَدًا أَفْضَلَ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى

۳۱۹۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ ایک یہودی نے اپنا
 سامان بیچنے کے لئے رکھا۔ اس کو اس کی قیمت تھوڑی دی جا رہی تھی جس سے وہ خوش نہ تھا۔ اس نے کہا قسم
 ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ کو تمام انسانوں پر فضیلت دی۔ یہ ایک انصاری مرد نے سُن لیا۔ وہ کھڑا ہوا
 اور اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور کہا تو کہتا ہے قسم اس ذات کی جس نے موسیٰ کو تمام انسانوں پر فضیلت
 دی حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود ہیں۔ یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا گیا اور کہا

۳۱۹۸ — حَدَّثَنَا أَبُو لَوْدٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ
 اِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ حَمِيدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ
 يُونُسَ بْنِ مَتَّى

یا ابا القاسم مجھے امان اور عہد مل چکا ہے۔ فلاں شخص کا کیسا حال ہے اس نے میرے منہ پر طمانچہ مارا ہے
 پھر سارا واقعہ ذکر کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غصہ سے بھر گئے حتیٰ کہ آپ کے چہرہ انور پر غصہ کا اثر دیکھا گیا۔ پھر
 فرمایا اللہ کے نبیوں کے درمیان ایک دوسرے کو فضیلت نہ دو کیونکہ قرناء پھونکا جائے گا اور تمام آسمانوں اور زمینوں
 والے بے ہوش ہو جائیں گے مگر جسے اللہ چاہے گا وہ بیہوش نہ ہوگا، پھر اس میں دوبارہ پھونکا جائے گا اور میں سب
 سے پہلے اٹھایا جاؤں گا تو کیا دیجھوں گا کہ موسیٰ عرش کو پچڑے ہوں گے میں نہیں کہہ سکتا کہ ان کو طور کے دن کی
 بیہوشی کا عوض ملا ہے۔ یا ان کو مجھ سے پہلے اٹھا دیا گیا ہے۔ اور نہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ کوئی یونس بن متی
 سے افضل ہے۔

توجہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کسی انسان کے لئے مناسب نہیں کہ وہ یہ کہے میں یونس بن متی

۳۱۹۸ —

سے بہتر ہوں “

شرح : یعنی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے
 نبیوں پر ایسی فضیلت مت دو جس سے دوسرے نبی

۳۱۹۶ تا ۳۱۹۸ —

کی تنقیص شان ہو یا اس سے جھگڑا وغیرہ ہو جائے اور تمام انواع فضائل میں فضیلت نہ دو اگرچہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سارے نبیوں سے مطلقاً افضل ہیں۔ کیونکہ امام مطلقاً مؤذن سے افضل ہے اگرچہ اذان دینے
 کی فضیلت امام میں موجود نہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فضیلت
 دی ہے اور ہم کو تفضیل سے منع فرمایا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے موسیٰ علیہ السلام کو فضیلت نہیں
 دی کیونکہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ پہلے ہوش میں آنا فضیلت ہے یا نہیں یا ان کے لئے
 جائز ہے دوسروں کے لئے جائز نہیں۔ الحاصل سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سارے نبیوں سے افضل ہیں اور
 انہیں جملہ کمالات آپ ہی سے ملے ہیں۔ امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

كُلُّ آيَةٍ أَتَتْ الرُّسُلَ الْكِرَامُ بِهَا : فَإِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُورِهِ بِهِمْ

بَابُ قَوْلِهِ وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةً
الْبَحْرَازِ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ يَتَعَدُّونَ يَتَجَاوَزُونَ
إِذَا تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا شَوَارِعَ وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ
إِلَى قَوْلِهِ خَاسِئِينَ بَيِّسٌ شَدِيدٌ

اگر یہ سوال ہو کہ جب اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر تجلی کی تو موسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے تھے۔ ان کو صغفہ (بیہوشی) کیسے آیا نیز حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت میں سب سے پہلے میری قبر شریف کھلے گی اس پر امت کا اجماع بھی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ”بُعْث“ سے مراد افاقہ ہے۔ دوسری روایات اس پر دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ”أَفَاقَ قُبُلِي“ موسیٰ کو مجھ سے پہلے افاقہ ہوگا۔ اور یہ صغفہ وہ غشی ہے جو فزع اکبر کے نفخہ کے وقت بعث کے بعد ہوگا (یعنی) الحاصل نفس نبوت تمام انبیاء کرام علیہم السلام مساوی ہیں اور درجات و فضائل میں مختلف ہیں اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں جبکہ آپ ہی کے فیضان سے ان کو نبوت حاصل ہوئی ہے۔ اور آپ ہی کے فیضان وجود سے ان کو وجود ملا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ”أَوَّلَ مَا خَلَقَ نُورِي وَكُلَّ خَلْقٍ مِنْ نُورِي“ اور کسر نفسی کے طور پر پر فرمایا مجھے یونس بن مئی پر فضیلت نہ دو (مزید تفصیل حدیث ۲۲۵۱ کی شرح میں دیکھیں)

بَابُ اور ان سے اس بستی کا حال پوچھیں
جو دریا کے کنارے مھتی،

جبکہ ہفتہ کے دن حد سے گزرتے تھے جس وقت ان کے پاس
ہفتہ کے روز مچھلیاں اُپر آجاتی تھیں۔ شُرَّعًا، پانی پر ظاہر ہوئیں کُوْنُوَا
قِرْدَةً خَاسِئِينَ تک بیس، سخت۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ اَتَيْنَا دَاوُدَ زُبُورًا الزُّبُرُ الْكُتُبُ
وَاحِدُهَا زُبُورٌ وَزَبْرٌ كُتِبْتُ وَلَقَدْ اَتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا يَا
جِبَالُ اَوْ بِى مَعَهُ قَالَ مُجَاهِدٌ سَبَّحِى مَعَهُ وَالطُّيُورُ وَالثَّالِثُ الْحَدِيدُ
اِنْ اَعْمَلْ سَابِغَاتِ الدَّرُوعِ وَقَدِّرْ فِى السَّرْدِ الْمَسَامِيرُ وَالْحَلَقُ
لَا تُدِقُّ الْمِسْمَارَ فَيَتَسَلَّسَلُ وَلَا تُعْظَمُ فَيَفْصِمُ اَفْرِغْ اَنْزِلْ بَسْطَةً
زِيَادَةً وَفَضْلًا

شرح : یعنی اے حبیب ان یہودیوں سے جو آپ کے پاس موجود ہیں ان کے
ساتھیوں کا حال پوچھیں جنہوں نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی اور ان کی نافرمانی کے باعث ان پر اچانک
اللہ کا عذاب آیا جبکہ انہوں نے حد سے بڑھنا شروع کر دیا اور اس کی مخالفت میں جیلے بہانے کرنے لگے
اور ان کو آپ کی صفات جو وہ تورات میں پاتے ہیں چھپانے سے ڈرائیں کہ کہیں ان پر بھی اللہ کا عذاب نہ
آجائے جو ان کے دوسرے ساتھیوں پر عذاب آیا تھا۔ یہ بستی بحر قلزم کے کنارے پر تھی۔ اس بستی والوں کو
ہفتہ کے روز مچھلی کے شکار سے منع فرمایا تھا۔ انہوں نے اُن کا شکار کرنے میں جیلے اختیار کئے تو اللہ تعالیٰ نے
ان کو بندر اور خنزیر بنا دیا۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا اِرْشَادٍ : هُمْ نَعْدَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
كُو زُبُورِ عَنَّا تِى كِى !

زُبُرُ، کتابیں اس کا واحد زُبُور ہے۔ زَبْرُتُ، میں نے لکھا۔ وَلَقَدْ اَتَيْنَا
دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا الخ ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے نبوت عنایت کی اے پہاڑو
اس کے ساتھ تسبیح پڑھو۔ مجاہد نے کہا ”سَبَّحِى مَعَهُ۔ اس کے ساتھ تسبیح پڑھو۔

۳۱۹۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ شَاعِدُ الرِّزَاقِ
ثَنَا مَعْرُوعٌ هَمَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ خُفِّفَ عَنْ دَاوُدَ الْقُرْآنُ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَابِّهِ فَتُسَرَّجُ فَيَقْرَأُ
الْقُرْآنَ قَبْلَ أَنْ تُسَرَّجَ دَوَابُّهُ وَلَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلٍ يَدِيهِ رَوَاهُ
مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَالطَّيْرُ، ہم نے پرندے اس کے تابع کر دیئے۔ وَالنَّالَةُ الْحَدِيدُ، ہم نے رازد
کے لئے لوہا نرم کر دیا۔ اِنْ اَعْمَلْتُ سَابِغَاتٍ، کہ زر میں بنائیں وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ كِلَيْس
اور حلقے بنانے میں خاص انداز رکھو۔ کِلَیْس باریک نہ کرو کہ وہ ڈھیلی ہو جائیں اور نہ موٹی کرو
کہ وہ ٹوٹ جائیں اور نیک عمل کرو میں تمہارے عملوں کو دیکھتا ہوں۔

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا داؤد علیہ السلام پر زبور آسان کر دی گئی وہ اپنی
سواری کے متعلق حکم دیتے تو اس پر زین کستی جاتی اور سواری پر زین کستنے سے پہلے وہ زبور پڑھ لیتے اور
اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کھاتے تھے۔ اس کی موسیٰ بن عقبہ نے صفوان سے اُنھوں نے عطاء بن یسار
سے اُنھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

۳۱۹۹۔ شرح : زبور پر قرآن کا اطلاق کیا کیونکہ نبی کی کتاب جو اس کی طرف
وحی کی جاتی ہے اس کو قرآن کہا جاتا ہے۔ قرآن کو قرآن اس لئے
کہتے ہیں کہ قرآن کا معنی جمع کرنا ہے۔ اور وہ امر اور نہی وغیرہ کو جمع کرتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا
ہے کہ اللہ تعالیٰ جس بندے کے لئے چاہے۔ زمانہ اکٹھا کر دیتا ہے جیسے مکان جمع کر دیتا ہے۔ اس کا
ادراک فیض ربانی سے ہی ہو سکتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ قلیل زمانہ میں برکت واقع ہوتی ہے اور
اس میں کثیر عمل ہو سکتا ہے۔ جیسے شبِ اسریٰ میں اللہ تعالیٰ نے برکت کی اور کثیر عمل سرانجام پایا۔ امام نووی
رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہمارے پاس اس قسم کی بہت مثالیں ہیں کہ ایک شخص ایک دن چار بار قرآن ختم کر لیتا ہے
اسی طرح رات میں! میں نے ایک حافظ قرآن کو دیکھا کہ وہ لیلۃ القدر میں ترکی ہر رکعت میں قرآن ختم کرتا تھا۔

۳۲۰۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ أَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ
 شَهَابٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ وَأَبَا سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ أَخْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي
 أَقُولُ وَاللَّهِ لَا صُومَ مِنَ النَّهَارِ وَلَا قَوْمَ مِنَ اللَّيْلِ مَا عِشْتُ فَقَالَ لَهُ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ الَّذِي تَقُولُ وَاللَّهِ لَا صُومَ مِنَ النَّهَارِ
 وَلَا قَوْمَ مِنَ اللَّيْلِ مَا عِشْتُ قُلْتُ قَدْ قُلْتُ قَالَ إِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذَلِكَ
 فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَنَمْ وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ الْحَسَنَةَ
 بِعَشْرٍ أَمْثَالِهَا وَذَلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ فَقُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ
 ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ فَقُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ
 أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا وَذَلِكَ
 صِيَامُ دَاوُدَ وَهُوَ أَعْدَلُ الصِّيَامِ قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْهُ
 يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ لَا أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ

اَقُولُ حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تہجد آٹھ رکعتیں پڑھتے تھے ہر قیام، رکوع، قومہ،
 سجدہ اور جلسہ میں سورہ بقرہ کی تلاوت کی مقدار بٹھرتے تھے۔ اندازاً اس طرح چوبیس گھنٹوں سے زیادہ
 وقت میں آٹھ رکعتیں پوری ہوتی ہیں حضرت داؤد کے ہاتھ کی محنت یہ تھی کہ وہ زمیں بنا کر فروخت کرتے تھے
 ترجمہ : ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب نے ان کو اور

۳۲۰۰۔

ابو سلمہ بن عبد الرحمن بخاری کہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا
 کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ میں کہتا ہوں بخدا! میں جب تک زندہ رہوں گا دن کو روزہ
 سے رہوں گا اور رات کو نماز پڑھتا رہوں گا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تو نے کہا ہے
 کہ بخدا میں زندگی بھر دن کو روزے رکھوں گا اور رات کو نماز پڑھتا رہوں گا، میں نے عرض کیا میں نے یہ کہا

۳۲۰۱۔ حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى ثَنَا مِسْعَرُ ثَنَا جَبِيبُ بْنُ
 أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ الشَّاعِرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ
 قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ أَنْبَأَنَّكَ تَقَوْمُ اللَّيْلِ وَتَصُومُ
 النَّهَارَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ هَجَمَتِ الْعَيْنُ لِفَهْمِ
 النَّفْسِ حُمٍّ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِذَا لَكَ صَوْمُ الدَّهْرِ أَوْ كَصَوْمِ
 الدَّهْرِ قُلْتُ إِنِّي أَحِبُّ بَنِي قَالَ مِسْعَرٌ لِعَيْنِي قُوَّةٌ قَالَ فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ
 وَكَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى

ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس کی طاقت نہیں رکھتا روزہ رکھو اور افطار بھی کرو رات کو نماز پڑھو
 اور نیند بھی کرو ہر ماہ میں تین روزے رکھ لیا کرو کیونکہ ہر نیکی کا دس گنا بدل ملتا ہے اور یہ سال بھر
 کے روزوں کی طرح ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس سے زیادہ کی طاقت
 رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ایک روزہ رکھو اور دو دن افطار کرو۔ عبد اللہ بن عمرو نے کہا۔ میں نے کہا
 میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار
 کرو۔ یہ داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں اور یہ افضل روزے ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! میں اس
 بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے افضل کوئی روزہ نہیں!
 (حدیث ۱۸۵۴ کی شرح دیکھیں)

۳۲۰۱۔ ترجمہ: عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا نبی
 یہ خبر نہیں ملی کہ تم رات بھر نماز پڑھتے رہتے ہو اور دن کو روزے رکھتے رہتے ہو۔ میں نے عرض کیا جی ہاں
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم ایسا کرو گے تو نظر کمزور پڑ جائے گی اور حجم کمزور ہو جائے گا۔ ہر ماہ میں
 تین روزے رکھ لیا کرو یہ سال بھر کے روزے ہیں یا فرمایا سال بھر کے روزوں جیسے ہیں۔ میں نے عرض کیا
 میں اپنے پیارے ہوں۔ مسعر نے کہا یعنی رقت، آپ نے فرمایا داؤد علیہ السلام جیسے روزے رکھو وہ ایک
 دن روزے سے ہوتے اور ایک دن افطار کرتے تھے جب دشمن کا مقابلہ کرتے تھے تو پیچھے نہیں بھاگتے تھے
 (حدیث ۱۰۹ کی شرح دیکھیں)

بَابٌ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْيَدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ إِلَى
وَفَصْلُ الْخُطَابِ قَالَ مُجَاهِدٌ الْفَهْمُ فِي الْقَضَاءِ وَلَا تُشْطِطُ وَلَا
تُسْرِفُ وَاهْدِنَا إِلَى سَوَاءِ الصِّرَاطِ إِنَّ هَذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ
نَعْبَةً يُقَالُ لِلْمَرْأَةِ نَعْبَةٌ وَيُقَالُ لَهَا أَيْضًا شَاةٌ وَلِي نَعْبَةٌ وَاحِدَةٌ
فَقَالَ أَكْثَلُنِيهَا مِثْلَ وَكَفَّلَهَا زَكْرِيَّا ضَمَّهَا وَعَزَّنِي غَلْبَنِي صَارَ عَزَّنِي
أَعَزَّنِي جَعَلْتُهُ عَزِيزًا فِي الْخُطَابِ يُقَالُ الْمَحَاوَرَةُ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسْوَالٍ
نَعَجْتِكَ إِلَى نَعَاجِهِ وَإِنْ كَثِيرًا مِنَ الْخُلَطَاءِ الشُّرَكَاءِ فِتْنَاهُ قَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ اخْتَبَرْنَاهُ وَقَرَأَ عَمْرُؤُا فِتْنَاهُ بِتَشْدِيدِ التَّاءِ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا
وَأَنَابَ

کے وقت میرے پاس سوئے ہوئے پایا۔

۳۲۰۲ — ترجمہ : عمرو بن دینار نے عمرو بن اوس ثقفی سے روایت کی کہ انھوں
نے عبد اللہ بن عمرو کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پسندیدہ روزے اللہ تعالیٰ
کو داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور
پسندیدہ نماز اللہ تعالیٰ کو داؤد علیہ السلام کی نماز ہے۔ وہ آدھی رات سوتے تھے ایک تہائی عبادت کرتے
تھے اور آخری چٹا حصہ پھر سوتے تھے (حدیث ۱۰۶۸ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اور ہمارے بندے داؤد صاحبِ قوت
کو یاد کرو بے شک وہ بڑا رجوع کرنے والا ہے۔ الی قولہ
فصل الخطاب مجاہد نے کہا ”فصل الخطاب“ فیصلہ میں سمجھ، ”وَلَا تُشْطِطُ“

۳۲۰۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَاهِلٍ بْنُ يُونُسَ قَالَ سَمِعْتُ
 الْعَوَّامَ بْنَ حَوْشَبٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ السُّجْدُ فِي
 صَ فَفَرَأَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ حَتَّى آتَى فِيهِمَا هُمُ اقْتَدَاهُ
 فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَانُ يُقْتَدَى بِهِمَا

اسراف نہ کیجئے۔ وَاهْدِنَا إِلَى سَوَاءِ الصِّرَاطِ، اور ہمیں سیدھی راہ بتائیے یہ
 میرا بھائی ہے۔ اس کے پاس ننانوے ^{۹۹} دنییاں ہیں عورت کو بھی ”نُعْجَہ“ کہا جاتا ہے
 اور شاة (بکری) بھی کہا جاتا ہے۔ میرے پاس ایک دُنبی ہے۔ اب یہ کہتا ہے
 وہ بھی میرے حوالے کر دو۔ جیسے کَفَلَهَا زَكْرِيَّا، یعنی اسے اپنے ساتھ ملا لیا اور
 مجھ پر غلبہ کرتا ہے۔ اَعَزُّ زُنْتُهُ کے معنی ہیں میں نے اس کو غالب کر دیا۔ فِي الْخَطَا
 بات چیت میں بے شک یہ تجھ پر زیادتی کرتا ہے کہ تیری دُنبی اپنی دُنبیوں میں
 لینے کو مانگتا ہے۔ بے شک اکثر شرکاء ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں مگر
 جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ بہت تھوڑے ہیں۔ اب داؤد سمجھے کہ
 ہم نے یہ اس کی جانچ کی تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ”فَتَنَّاہُ“، کے معنی
 میں ہم نے ان کو آزمایا (جانچ کی) اور عمر فاروق نے فَتَنَّاہُ میں تاء کو مشدّد پڑھا
 ہے۔ تو اپنے رب سے معافی مانگی اور سجدے میں گر پڑے اور اس کی طرف متوجہ ہو گئے!

ترجمہ : مجاہد نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا میں
 سورہ ص میں سجدہ کروں تو اُنھوں نے پڑھا وَمِنْ

۳۲۰۳ —

ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ، فَهَذَا هُمُ اقْتَدَاهُ تک اور فرمایا تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۳۲۰۴ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا وَهَيْبٌ أَنَا
 أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَيْسَ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُودِ
 وَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِيهَا

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ
 الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ الرَّاجِعُ الْمُنِيبُ وَقَوْلُهُ وَهَبَ لِي
 مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي وَقَوْلُهُ وَاتَّبَعُوا مَا
 تَتْلُوا الشَّيْطَانُ عَلَى مُلْكٍ سُلَيْمَانَ وَقَوْلُهُ وَلِسُلَيْمَانَ
 الرِّيحُ غَدُ وَهَذَا شَهْرٌ وَرَوَاهَا شَهْرٌ وَأَسْلَنَاهُ أَذْنَاهُ

ان لوگوں میں سے ہیں جن کو پہلے نبیوں کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔

۳۲۰۴ — شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجاہد کے سوال کے جواب میں
 پانچ آیات پڑھیں حتیٰ کہ ان کے بعد پڑھا۔ ان کو اللہ نے ہدایت
 دی ہے آپ ان کی ہدایت کی اقتداء کریں۔ لہذا یہ سجدہ واجب نہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اس
 استدلال میں مناقشہ ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے نبیوں کی اقتداء کا حکم اصول دین میں ہے
 فروع دین میں ان کی اقتداء کا حکم نہیں دیا گیا کیونکہ اصول میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام شفق ہیں جبکہ ان کے
 فروع مختلف ہیں اور مختلفات میں سب رسولوں کی اقتداء ممکن نہیں ورنہ تناقض لازم آئے گا اور سجدہ فروع
 میں سے ہے۔ سورہ ص میں سجدہ عزائم سجود سے نہیں جن کا حکم کیا گیا ہو لیکن حضرت داؤد علیہ السلام کی
 موافقت کے لئے سجدہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انکی توبہ قبول کی تھی اس کے شکر میں انھوں نے سجدہ کیا تھا ہم
 بھی شکر کے طور پر یہ سجدہ کرتے ہیں واصل اس میں احناف کے مذہب کی دلیل ہے۔ کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ
 علیہ وسلم کے فعل کے مطابق عمل کرنا ابن عباس کے فعل کے مطابق عمل کرنے سے بہتر ہے اور یہ سجدہ توبہ کے

عَيْنَ الْقِطْرِ الْحَدِيدِ وَ مِنَ الْحِجَنِ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ
وَمَنْ يَزِغُ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نَذِيرٌ لَهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ يَعْمَلُونَ لَهُ
مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِبٍ قَالِ مَجَاهِدٌ بَيَّانٌ مَا دُونَ الْقُصُورِ وَ تَمَاثِيلٌ وَ
جِفَانٍ كَالْجَوَابِ كَخِيَاضِ الْأَيْلِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَالْجَوَابَةِ مِنْ
الْأَرْضِ وَقَدْ وَرَّأَسِيَّاتٍ إِعْمَلُوا أَلْ دَاوُدَ شُكْرًا وَ قَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ
الشُّكُورُ إِلَّا ذَابَّةُ الْأَرْضِ الْأَرْضُ تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ عَصَاةً فَلَمَّا خَرَّ
إِلَى فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ حَبَّ الْخَيْلِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي مِنْ ذِكْرِ رَبِّي فَطَفِقَ
مَسْحًا يَمْسَحُ أَعْرَافَ الْخَيْلِ وَ عَرَاقِيهَ الْأَصْفَادُ الْوَثَاقُ وَقَالَ مَجَاهِدٌ
الْصَّافِنَاتُ صَفَنَ الْفَرَسُ رَفَعَ أَحَدِي رِجْلِيهِ حَتَّى تَكُونَ عَلَى طَرَفِ
الْحَافِرِ الْجِيَادُ السِّرَاعُ جَسَدًا شَيْطَانًا رُخَاءً طَيِّبَةً حَيْثُ أَصَابَ حَيْثُ
شَاءَ فَأَمَّنْ أَعْطِ بِغَيْرِ حِسَابٍ بِغَيْرِ حَرَجٍ

طور پر کرنا عزائم میں سے ہونے کے منافی نہیں۔ سیدنا داؤد علیہ السلام نے بطور توبہ کیا تھا ہم شکر ادا کرتے
ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا داؤد علیہ السلام پر مغفرت، وعدہ، حسن مآب ایسے انعامات فرمائے اسی لئے حسن مآب
کے بعد سجدہ کیا جاتا ہے۔

توجہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ صی عزائم سجدہ میں سے نہیں ہیں۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں سجدہ کتنے دیکھا۔

(حدیث ۱۰۱۲ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ہم نے داؤد علیہ السلام کو

سلیمان عنایت کیا وہ اچھا بندہ تھا وہ اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان اے میرے رب مجھے ایسا ملک دے جو میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو۔“

اور اللہ تعالیٰ کا قول : اور ان لوگوں نے اس شئی کی پیروی کی جو سلیمان ”علیہ السلام“ کے عہد نبوت و حکومت میں شیطان پڑھا کرتے تھے۔ ہم نے ہوا کو سلیمان کے تابع کر دیا صبح ایک ماہ اور شام کو ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتی تھی۔ اور ہم نے ان کھلے لوہے کا چشمہ بہا دیا۔ بعض جنوں میں سے وہ جن تھے جو ان کے سامنے کام کرتے تھے (الی قولہ من محاریب) مجاہد نے کہا ”بنیان“ وہ عمارت جو محل سے کم ہو۔ متاشیل“ مورتیں۔ وجفان کالجواب“ یعنی بڑے بڑے پیالے اونٹوں کے حوضوں کی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جیسے زمین میں گرٹھے۔ وَقَدْ وَرَّاسِيَاتٍ“ اور جی ہوئی دیکھیں الی قولہ الشکور، الشکور، بہت شکر گزار، فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ الخ جب ہم نے سلیمان کی موت کا حکم دیا تو ان کی موت کی خبر صرف گھن کے کیڑے نے دی۔ جو ان کا عصا کھاتا تھا۔ پس جب سلیمان گھر سے الخ المہین تک حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي“ مال کی محبت کو اپنے رب کے ذکر پر پسند کیا۔ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ،، تو وہ ان کی ٹانگیں اور گردنیں کاٹنے لگے۔ الْأَصْفَادِ رستیاں“

شرح : علامہ سدی نے کہا کہ شیطان آسمان میں چڑھ جایا کرتے تھے اور جو کچھ زمین والوں کے متعلق آسمانوں میں فیصلہ ہوتا وہ فرشتوں سے سُن کر کاہنوں کو بتاتے آگے وہ لوگوں

سے ذکر کرتے تھے اس میں اپنی طرف سے سو جھوٹ ملا لیتے لوگوں نے یہ لکھ لیا اور بنی اسرائیل میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ جن غیب جانتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے لوگوں میں اپنے خادموں کو بھیج کر سب کتابیں جمع کر لیں اور ان کو صندوق میں بند کر کے اپنی کرسی کے نیچے دفن کر دیا جنوں میں سے کسی کو کرسی کے قریب جانے کی طاقت نہیں تھی۔ اگر کوئی اس کے پاس چلا بھی جاتا تو جل کر راکھ ہو جاتا۔ جب سلیمان علیہ السلام وفات پا گئے تو شیطان آدمی کی صورت میں ظاہر ہوا اور بنی اسرائیل میں سے چند لوگوں کو ہمراہ لے کر کرسی کے نیچے مدفون کتابوں کی طرف راہنمائی کی تو انہوں نے ان کو نکال لیا شیطان نے ان سے کہا میں سلیمان اسی جادو کی وجہ سے انسانوں، جنوں اور پرندوں پر حکومت کرتے تھے۔ یہ کہہ کر شیطان دفع ہو گیا اور لوگوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ سلیمان جادو کرتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ”وَاتَّبِعُوا مَا يَتْلُو الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرُوا سُلَيْمَانَ“ اور فرمایا ہم نے ہوا کو ان کے تابع کر دیا وہ صبح ایک ماہ اور شام کو ایک ماہ کی مسافت طے کرتی تھی۔ قولہ ”مَادُون الْقُصُورِ“ ابوصبیہ نے کہا ”مَحَارِيبُ“ محراب کی جمع ہے۔ اور ہر مکان کا اگلا حصہ ہے۔ بعض علماء نے کہا مساجد مراد ہیں۔ جنوں نے بیت المقدس کی تعمیر کی جس کو حضرت داؤد علیہ السلام نے صرف قد آدم اٹھایا تھا اور سلیمان علیہ السلام نے اس کی تکمیل کی۔ اور سفید، زرد اور سبز پتھروں سے اس کی تعمیر کی، خوبصورت ستون بنائے اور قیمتی جواہرات مختلف قسموں سے اس کی چھت بنائی اور موتیوں، یواقیت اور خوبصورت جواہرات سے دیواروں میں جڑاؤ کیا اور اس کے صحن کی زمین پر فیروزہ کی تختیاں لگائیں۔ اس سے خوبصورت اور خوشنما کوئی عمارت نہ تھی۔ وہ اندھیری رات میں چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا اور جس روز بیت المقدس کی تکمیل سے فارغ ہوئے اس دن کو عید کا دن مقرر کیا۔ بیت المقدس اس حال پر رہا حتیٰ کہ بخت نصر نے اسے خراب کر دیا اور اس کی چھت دیواروں کے جواہرات وغیرہ نکال کر اپنی حکومت عراق میں لے گیا۔ قولہ ”تَمَاشِيلُ“ بنی اسرائیل نے فرشتوں، نبیوں اور نیک لوگوں کی تصویریں مساجد میں رکھی ہوئی تھیں تاکہ لوگ ان کو دیکھ کر زیادہ عبادت کریں اس شریعت مطہرہ میں تصاویر کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی کی صورت یہ تھی کہ اس کے نیچے دو شیر بنائے تھے اور دو چلیں اس کے اوپر بنائیں۔ جب سلیمان علیہ السلام کرسی پر چڑھنے کا ارادہ کرتے تو دونوں شیر اپنے بازو اٹھا لیتے اور جب اس پر بیٹھ جاتے تو دونوں چلیں اپنے پر کھول لیتی تھیں۔ قولہ ”تَاكُلُ مِنْسَاقَتُهُ“ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آگیا اور آپ کو وفات کا علم ہوا تو کہا اے اللہ! جنوں پر میری موت کو مخفی رکھ تاکہ انسانوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ جن غیب نہیں جانتے ہیں جبکہ جن لوگوں کو بتاتے تھے کہ وہ غیب کی خبریں جانتے ہیں۔ اس کے بعد سلیمان علیہ السلام بیت المقدس کے محراب میں تشریف لے گئے جب آپ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے اور عصا پر تکیہ لگایا تو اسی حال میں کھڑے وفات پا گئے اور محراب کے آگے اور پیچھے پڑے ہوئے تھے جن بدستور اعمال شاقہ کرتے رہے وہ سلیمان علیہ السلام کو کھڑے ہوئے دیکھتے تو ان کو یہی گمان ہوتا کہ

نماز پڑھنے کھڑے میں کسی کو آپ کی موت کا علم نہ ہوا حتیٰ کہ گھن نے عصا کو کھایا اور سلیمان علیہ السلام زمین پر گر گئے پھر انھوں نے کمرہ کھولا اور یہ معلوم کرنا چاہا کہ آپ نے کب وفات پائی ہے تو انھوں نے گھن کو عصا پر رکھا تو اس نے ایک دن اور رات میں کچھ حصہ کھایا اس سے انھوں نے اندازہ کیا کہ آپ ایک سال سے انتقال فرما چکے ہیں۔ آپ کی ساری عمر ۵۳ برس تھی جبکہ تیرہ برس کی عمر میں حکمران ہوئے تھے اور اس کے چار سال بعد بیت المقدس کی تعمیر شروع کی تھی قولہ **قَطَفَتْ مَخَصًا** الخ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ظہر کی نماز پڑھی اور کرسی پر بیٹھ کر گھوڑوں کا معائنہ شروع کیا جبکہ وہ آپ پر پیش کئے جا رہے تھے اُن کی کل تعداد ایک ہزار تھی جو دمشق اور نصیبین کی جنگ میں ہاتھ لگے تھے۔ ابھی ان کا معائنہ مکمل نہ ہوا تھا کہ سورج غروب ہو گیا اور عصر کی نماز قضا ہو گئی اور آپ کو علم تک نہ ہوا آپ کو عصر کی نماز قضا ہونے سے بہت دکھ ہوا اور گھوڑوں کی ٹانگیں کٹوا دیں۔ قولہ **اصفاد الخ** یعنی ہم نے شیطانوں کو سلیمان کے تابع کر دیا اور دیگر سرکش جن رسیوں میں جکڑے ہوئے آپ کے تابع کر دیئے۔

قال مجاهد الخ یعنی صافنات۔ **صَفَنَ الْفَرَسُ** سے مشتق ہے جب گھوڑا ایک قدم اٹھا کر سُم کی نوک پر کھڑا ہو۔ **الجياد**، تیز رفتار، **جَسَدًا**، جسم، **رخاء**، عمدہ۔ **حَيْثُ أَصَابَ**، جہاں چاہے غامض **بِغَيْرِ حِجَابٍ**، کسی شمار کے بغیر دو۔ قولہ **جَسَدًا** الخ اگرچہ بعض نے جسد سے شیطان مراد لیا ہے لیکن صحیح اور زیادہ مناسب یہ ہے کہ اس سے مراد حضرت سلیمان علیہ السلام کا بیٹا ہے۔ جب وہ پیدا ہوا تو شیطانوں نے کہا ہم اسے قتل کرتے ہیں۔ جب سلیمان علیہ السلام کو شیطانوں کے مشورہ سے آگاہی ہوئی تو آپ نے بادل کو حکم دیا اور وہ آپ کے بیٹے کو اٹھا کر لے گیا۔ آپ نے شیطانوں کی مضرت کے پیش نظر یہ طریقہ اختیار کیا اس لئے اللہ تعالیٰ آپ کو عتاب کیا آپ کا بیٹا فوت ہو گیا اور اس کو آپ کی کرسی پر رکھ دیا وہ یہی جسد ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ یہ تفسیر بہت مناسب ہے کیونکہ خلیل نے ذکر کیا ہے کہ انسان کے سوا زمین کی کسی مخلوق پر جسد کا اطلاق نہیں ہوتا۔ مفسرین نے اور بھی کئی احتمال ذکر کئے ہیں لیکن وہ سب بعید تر ہیں محدثین حاق نے کہا حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی سبزیات قوت کی تھی۔ اسے جبرائیل علیہ السلام جنت سے لائے تھے اس پر **لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ** لکھا ہوا تھا۔ یہ وہی انگوٹھی ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنت میں پہنائی تھی (یعنی) علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح ذکر کیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے صیدون جزیرہ پر چڑھائی کی اور وہاں کے بادشاہ کو قتل کر دیا اور اس کی بیٹی جرادہ کو اپنے قبضہ میں کر لیا چونکہ وہ بہت خوبصورت تھی اس لئے آپ اس سے محبت کرتے تھے لیکن اس کا حال یہ تھا کہ ہر وقت اپنے باپ کے غم میں روتی رہتی تھی اور اس کے آنسو نہ رکتے تھے۔ آپ نے شیطانوں کو حکم دیا تو انھوں نے جرادہ کے باپ کی مورتی اس کو میسر کر دی اس شریعت میں نسا ویر جائز تھیں۔ اب جرادہ کا یہ معمول بن گیا کہ وہ اپنی لونڈیوں کے ہمراہ صبح و شام اس تصویر کو سجدہ کرتی تھیں جیسے ان کی قدیم عادت تھی۔ آپ کے وزیر

آصف بن برخیا نے آپ کو اس واقعہ سے خبردار کیا تو آپ نے اس مورتی کو توڑ پھوڑ دیا اور جرادہ کو بہت مارا اور فرودتے ہوئے جنگل کی طرف چلے گئے آپ کی ایک ام ولدہ امینہ تھی جب آپ بیت الخلاء میں جاتے تھے تو انگوٹھی اتار کر اس کو دیتے تھے اور آپ کے ملک کا استحکام اسی انگوٹھی کی بدولت تھا۔ آپ نے حسب عادت ایک دن انگوٹھی اتار کر امینہ کو دی تو شیطان نے آپ کی شکل اختیار کر لی اور امینہ سے انگوٹھی لے کر خود پہن لی اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ لوگ اس کے حکم کے مطابق کاروبار کرتے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں کے سوا باقی ہر شئی میں اس کا حکم جاری رہا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام متغیر حالت میں امینہ کے پاس آئے اور اس سے انگوٹھی طلب کی تو اُس نے آپ کو کچھ اہمیت نہ دی۔ اب آپ کو پتہ چلا کہ آپ سے خطا ہوئی ہے آپ اسی حال میں ادھر ادھر پھرتے اور انگوٹھی تلاش کرتے رہے۔ حتیٰ کہ چالیس روز گزر گئے اتنے ہی روز آپ کے گھر میں مورتی کی پوجا کی گئی تھی۔ وہ شیطان بھاگا اور انگوٹھی کو سمندر میں پھینک دیا اسی وقت ایک مچھلی نے انگوٹھی کو نگل لیا۔ وہ مچھلی آپ کے ہاتھ لگی اور اس کا پیٹ چاک کیا تو اندر سے انگوٹھی مل گئی۔ آپ نے انگوٹھی لی اور سجدہ میں گر گئے اور اللہ تعالیٰ نے پھر آپ کو ملک واپس کر دیا اس خطا نے آپ کو گھر کے حال سے غافل رکھا اور ان کے علم کے بغیر مورتی کو سجدہ کیا جاتا رہا۔

اقول: ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ انگوٹھی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت میں پہنائی تھی اور اس پر وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، کندہ تھا۔ اسی کلمہ طیبہ کی برکت سے سلیمان علیہ السلام ساری دنیا پر حکومت کرتے تھے انس و جن اور تمام وحوش و طیور آپ کے تابع تھے۔ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی برکت تھی تو آپ کی ذات ستودہ صفات میں کس قدر برکت ہوگی۔ بوصیری نے فرمایا ہے

فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَضَرْفَتَهَا ۖ وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمُ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

مجاہد سے روایت ہے جسے فریابی نے نقل کیا ہے کہ جسد سے مراد شیطان ہے۔ اس کو آصف کہا جاتا تھا حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے فرمایا تو لوگوں کو کیسے بھٹکاتا ہے۔ اُس نے کہا مجھے انگوٹھی دکھائیے میں آپ کو بتاتا ہوں۔ حضرت نے اس کو انگوٹھی دے دی اُس نے انگوٹھی کو سمندر میں پھینک دیا اس کے بعد سلیمان علیہ السلام کہیں چلے گئے اور آصف آپ کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو آپ کی بیویوں کے پاس نہ جانے دیا تھا۔ لیکن یہ روایت بھی اسرائیلی ہے کیونکہ جب سلیمان علیہ السلام کو معلوم تھا کہ اس انگوٹھی کی برکت سے آپ کا ملک قائم ہے۔ تو اس کو اتار کر شیطان کے ہاتھ میں دینا بعید تر ہے۔ نیز نبی کی کرسی پر شیطان کو بیٹھنے کی جرأت کیسے ہو سکتی ہے۔ علاوہ ازیں شیطان نبی کی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ نیز شیطان نجس ہے پلید ہے۔ انگوٹھی پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، لکھا ہوا تھا لہذا ایسا مقدس نام پلید ہاتھ میں کیونکر دیا جاسکتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: إِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِهِ كَمَا يَتَمَثَّلُ فِي اسْرَائِيلِي حِكَايَاتُ كُتُبِ دُنْيَا صَحِيحٌ نَحْنُ مُتَّحِدِينَ نَعْنِي بِذَلِكَ كَيْفَ هُوَ سَيِّدُ عَالَمٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاشِطَانِ مُسْلِمَانِ مُؤْمِنَانِ هُوَ چکا تھا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی

۳۲۰۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثنا
 شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ إِنْ عَفَرِيًّا مِنَ الْجِنِّ تَقَلَّتْ الْبَارِحَةُ لَيُقَطَّعَ عَلَى صَلَاتِي فَأَمَكْنِي
 اللَّهُ مِنْهُ فَأَخَذْتُهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبُطَهُ عَلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي
 الْمَسْجِدِ حَتَّى تَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ دَعْوَةَ أَخِي سُلَيْمَانَ رَبِّ
 اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَوْ يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي فَرَدَّدْتُ خَاسِمًا
 عَفَرِيًّا مُتَمَرِّدًا مِنَ النَّاسِ أَوْجَانٍ مِثْلُ زَيْنَبَةَ جَمَاعَتِهِ زَبَانِيَّةٌ

کے مقارن نجس شئی نہیں ہو سکتی ہے۔ لہذا اس قسم کی اسرائیلیات پر اعتماد کرنا درست نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!
 ترجمہ: ۳۲۰۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ایک
 سرکش جن آج رات میرے پاس آیا تاکہ میری نماز قطع کرے پس اللہ
 نے مجھے اس پر قدرت دی میں نے اس کو پکڑ لیا اور مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ اس کو
 باندھنے کا ارادہ کیا تاکہ تم سب اس کو دیکھو پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان کی دعا یاد آئی ”اے میرے رب مجھے
 ملک عطاء فرما جو میرے بعد کسی کو نہ ملے“ تو میں نے اس کو ذلیل و خوار کر کے چھوڑ دیا۔ عفریت کے معنی سرکش
 ہے چلے انسان ہو یا جن ہو۔ عفریہ زینبیۃ کی طرح ہے اس کی جمع زبانیۃ ہے۔“

۳۲۰۵۔ شرح: عفریت کا انسان پر اطلاق بطور استعارہ ہے۔ اس استعارہ
 کی شہرت کے باعث بعض نے کہا انسانوں میں سے عفریت خبیث
 منکر ہے۔ ریع نے کہا عفریت کے معنی شدید ہے۔ کہا جاتا ہے۔ شیطان جن سے قوی تر ہے اور سرکش جن
 شیطانوں سے اقویٰ ہیں اور عفریت دونوں سے اقویٰ ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عفریۃ
 روایت کیا گیا ہے۔ اور یہ زینبیۃ کی طرح ہے۔ اس کی جمع زبانیۃ ہے۔ یہ زن سے مشتق ہے۔ اس کا
 معنی دفعہ کرنا ہے۔ اس کا فرشتوں پر اطلاق اس لئے ہے کہ وہ دوزخیوں کو آگ میں دفع کریں گے بعض
 نے کہا اس کا واحد ”زبانی“ ہے۔ بعض نے زابن“ کہا ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زینبیت“ عفریت کی
 طرح ہے عرب میں یہ معروف نہیں وہ اس کو ان جموع سے شمار کرتے ہیں جن کا واحد نہیں جیسے ابابیل اور عبادید میں

۳۲۰۶ — حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ثَنَا مَعْبُورَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ سُلَيْمُ بْنُ دَاوُدَ لَا طُوفَانَ اللَّيْلَةِ عَلَى سَبْعِينَ امْرَأَةً تَحْمِلُ كُلُّ امْرَأَةٍ فَارِسًا يَجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ فَلَمْ يَقُلْ فَلَمْ تَحْمِلْ شَيْئًا إِلَّا وَاحِدًا سَاقِطًا أَحَدُ شَقِيهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَالَهَا لَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ شُعَيْبُ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ تِسْعِينَ وَهُوَ أَصَحُّ

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلیمان بن داؤد

۳۲۰۶ —

”علیہا السلام“ نے کہا میں آج ستر عورتوں کے پاس جاؤں گا

ہر عورت کو بہادر اور مجاہد فی سبیل اللہ کا حمل بٹھرجائے گا اُن کے صاحب نے کہا انشاء اللہ کہتے۔ انھوں نے انشاء اللہ نہ کہا تو ایک عورت کے سوا کسی عورت کو حمل نہ بٹھرا اور وہ بھی ایک طرف سے گرا ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ انشاء اللہ کہتے تو سب اللہ کی راہ میں جہاد کرتے۔ شعیب اور ابن ابی زناد فوتے عورتیں روایت کی ہیں اور یہ صحیح تر ہے۔

شرح : امام نسائی اور ابن حبان نے ہشام بن عروہ کے طریق سے

۳۲۰۶ —

ستر عورتوں کی روایت کی ہے۔ ابو ہریرہ سے ساٹھ

عورتیں مروی ہیں اور کتاب الجہاد میں جعفر بن ربیعہ اور اعرج کے طریق سے سو یا ننانوے عورتوں کی روایت ہے۔ ان سب روایات کے جمع کی صورت یہ ہے کہ عورتیں ساٹھ تھیں اور ان سے زائد عورتیں لوٹدیاں تھیں۔

الحاصل اس مسئلہ میں کثیر روایات ہیں۔

قولہ ”صَاحِبُهُ“ صاحب سے مراد فرشتہ ہے۔ امام نووی نے بھی یہی کہا اور لفظ سے

بھی یہی ظاہر ہے۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۳۲۰۷ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ أَنَا ابْنُ ثَنَا الْأَوْعَشُ أَنَا
 إِبْرَاهِيمُ الْيَمَنِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ
 مَسْجِدٍ وَضَعَهُ أَوَّلًا قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ الْمَسْجِدُ
 الْأَقْصَى قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا قَالَ أَرْبَعُونَ ثُمَّ حَيْثُ مَا أَذْرَكَكَ
 الصَّلَاةُ فَصَلِّ وَالْأَرْضُ لَكَ مَسْجِدٌ

۳۲۰۸ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبُ أَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ
 عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنِي أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَثَلِي وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ يَسْتَوْقِدُ نَارًا
 فَيَجْعَلُ الْفِرَاشُ وَهَذِهِ الدَّوَابُّ تَقَعُ فِي النَّارِ قَالَ وَكَانَتْ امْرَأَتَانِ

ترجمہ : ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! سب
 سے پہلے کونسی مسجد بنائی گئی۔ آپ نے فرمایا ”مسجد حرام“
 میں نے کہا پھر اس کے بعد کونسی مسجد؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”مسجد اقصی“ میں نے کہا ان دونوں
 کے درمیان کتنی مدت تھی فرمایا : چالیس برس۔ پھر فرمایا جہاں بھی تجھے نماز پالے پڑھ لو۔ ساری زمین تمہارے
 لئے مسجد ہے (حدیث ۳۱۵۰ کی شرح دیجیں)

ترجمہ : عبد الرحمن نے بیان کیا کہ انھوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
 سے سنا کہ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے
 ہوئے سنا کہ میری اور لوگوں کی مثال اس شخص کی مثل ہے جو آگ روشن کرے تو پروانے اور کیڑے آگ میں گرنے
 لگیں اور فرمایا دو عورتیں تھیں ان کے پاس ان کے دو لڑکے تھے۔ بھیڑیا آیا اور ایک عورت کا لڑکا اٹھالے گیا
 اس کی سامتی عورت نے کہا بھیڑیا تیرا بچہ لے گیا ہے۔ دوسری نے کہا وہ تیرا بچہ لے گیا اور دونوں داؤد علیہ السلام
 کے پاس جھگڑالے گئیں تو انھوں نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ دیا پھر وہ سلیمان ”علیہ السلام“ کے پاس
 آئیں اور یہ واقعہ عرض کیا تو انھوں نے کہا میرے پاس چھری لاؤ میں اس کے دو ٹکڑے کر کے تم میں تقسیم
 کر دیتا ہوں۔ چھوٹی عورت نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ اس طرح نہ کریں وہ اسی کا بیٹا ہے اس کو دے دیں

مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِأَبْنِ أَحَدَهُمَا فَقَالَتْ صَاحِبَتُهُمَا إِنَّمَا
 ذَهَبَ بِأَبْنِكَ وَقَالَتِ الْآخَرَىٰ إِنَّمَا ذَهَبَ بِأَبْنِكَ فَتَحَاكَمَتَا إِلَىٰ دَاوُدَ فَقَضَىٰ
 بِهِ لِلْكُبْرَىٰ فَخَرَجَتَا عَلَىٰ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ فَأَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ اسْتَوْنِي بِالسَّكِينِ
 أَشَقُّهُ بَيْنَهُمَا فَقَالَتِ الصَّغْرَىٰ لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللَّهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضَىٰ بِهِ
 لِلصَّغْرَىٰ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاللَّهِ إِنْ سَمِعْتُ بِالسَّكِينِ إِلَّا يَوْمَئِذٍ وَمَا كُنَّا
 نَقُولُ إِلَّا الْمُدِّيَةَ

تو آپ نے چھوٹی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ ابو ہریرہ نے کہا بخدا! میں نے اسی روز سکین کا نام سنا تھا ہم تو
 ”مدیہ“ کہتے تھے۔

شرح : یعنی میری اور تمہاری مثال اس شخص کی مثال ہے جو آگ روشن کرے
 اور پروانے وغیرہ اس میں گرنے لگیں وہ ان کو روکتا ہے کہ اس میں نہ
 گریں لیکن وہ اس پر غالب آجاتے ہیں اور آگ میں واقع ہو جاتے ہیں۔ ایسے میرا حال ہے میں تم کو تمہاری کمروں
 سے پکڑتا ہوں اور آگ میں داخل ہونے سے روکتا ہوں اور تم مجھ پر غلبہ کر کے آگ میں واقع ہوتے ہو۔ اگر یہ سوال
 پوچھا جائے کہ اس حدیث کا داؤد علیہ السلام کے واقعہ سے کیا تعلق ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مقصود تو
 وہی ہے جو بعد میں ذکر کیا ہے۔ لیکن راوی نے اس کے ساتھ جو کچھ سنا وہ بھی ذکر کر دیا اور یہ جواب بھی ہو سکتا ہے
 کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی متابعت اخلاص نجات کا سبب ہے جیسے اس فیصلہ نے بڑی عورت کو باطل امر اختیار
 کرنے سے نجات دی اور دوسری عورت کو مصیبت سے بچا دیا اور چھوٹی عورت کو اس کے بچے کے فراق کے
 دکھ سے نجات دی اور بچہ کو قتل سے بچا دیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سلیمان علیہ السلام نے داؤد علیہ السلام
 کے فیصلہ کو کالعدم قرار دے دیا تھا حالانکہ اس کو غلط فیصلہ تو نہیں کہا جاتا اور نہ ہی غلط فیصلے کرتے ہیں
 اس کا جواب یہ ہے کہ اگر دونوں حضرات نے بذریعہ فیصلہ کیا تھا تو سلیمان علیہ السلام کے فیصلہ نے داؤد علیہ السلام
 کے فیصلہ کو منسوخ کر دیا۔ اگر اٹھنوں نے اجتہاد سے فیصلہ کیا تھا تو سلیمان علیہ السلام کا اجتہاد قوی تر تھا کیونکہ
 اٹھنوں نے عجیب حیلہ سے واقعی بات کو ظاہر کر دیا تھا۔ اگرچہ داؤد علیہ السلام کا فیصلہ بھی درست تھا اور نقص
 میں ضمیر کا مرجع داؤد بھی ہو سکتا ہے اور قوی تر دلیل کے ساتھ نقص جائز ہے (کرمانی)
 واقعی نے کہا یہ دونوں کے مشورہ سے تھا اور حضرت داؤد علیہ السلام کو سلیمان علیہ السلام کی رائے درست

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ
إِلَى قَوْلِهِ عَظِيمٌ يَا بَنِي إِسْرَءِيلَ إِنَّ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ
إِلَى فُخُورٍ تَصْعَدُ الْإِعْرَاضُ بِأَلْوَجْهِ

۳۲۰۹ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ شُعْبَةُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ
عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ
بِظُلْمٍ قَالَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَمُ يَلْبِسُ إِيمَانَهُ بِظُلْمٍ
فَنَزَلَتْ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ

معلوم ہوئی تو اس کو نافذ کر دیا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سلیمان علیہ السلام نے اظہار حق کے لئے یہ حیلہ اختیار کیا جب بڑی نے اقرار کر لیا تو اس کے اقرار کے مطابق فیصلہ کر دیا اگرچہ حکم کا نفوذ ہو چکا تھا جیسے فیصلہ کے بعد وہ شخص جس کے حق میں فیصلہ کیا گیا ہو اپنے مقابل کے لئے حق کا اقرار کرے۔ ابن جوزی نے کہا اٹھوں نے فیصلہ اجتہاد سے کیا تھا اگر بذریعہ وحی فیصلہ ہوتا تو پہلے کا خلاف نہ ہوتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فہم و فراست اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے جسے چاہے عطاء کرے۔ اور یہ کہنا بے محل ہے کہ اجتہاد اس وقت ہو سکتا ہے جبکہ نص نہ ہو اور انبیاء کرام علیہم السلام سے نص مفقود نہیں ہوتا کیونکہ وہ وحی کے حصول پر قدرت رکھتے ہیں۔ سیکین کو مدیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حیوان کی زندگی کی مدت قطع کر دیتی ہے اور سیکین سیکین لئے کہتے ہیں کہ یہ حیوان کی حرکت کو سکن کر دیتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم !

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَالْإِشَادِ : أَوْ يَتَيْنَا بِمَنْ لُقْمَانَ كُو
حُكْمُ عَطَاءِ كِي كَالشُّكْرِ كَرِيں فُخُورٍ تَك
لَا تُصْعَدُ، بِعِنَى اِعْرَاضُ نَه كَر —

۳۲۱۰ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ثَنَا الْأَعْمَشُ
عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَزَلَتْ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ
يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّا
لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ فَقَالَ لَيْسَ ذَلِكَ إِنَّمَا هُوَ الشِّرْكُ أَلَمْ تَسْمَعُوا مَا قَالَ
لَقَمَانَ ابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تَشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ
بَاب قَوْلِ اللَّهِ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ

ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت
۳۲۰۹ — «الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ» نازل ہوئی۔

رجو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم شامل نہیں کیا (تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام
رضی اللہ عنہم نے کہا ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے ایمان میں ظلم کو شامل نہ کیا ہو تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ کا
شریک نہ بنا بے شک مشرک بہت بڑا ظلم ہے۔

ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت
۳۲۱۰ — نازل ہوئی «جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم کو شامل

نہ کیا»، تو مسلمانوں پر یہ شاق گزرا انھوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے آپ پر ظلم نہیں کیا
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہیں۔ بلکہ ظلم شرک ہے کیا تم نے متناہیں جو لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تھا جبکہ
وہ اسے وعظ کر رہے تھے اے میرے بیٹے اللہ کا شریک نہ کرو بے شک مشرک بہت بڑا ظلم ہے۔

شرح : یعنی ظلم لفظ عام جو شرک اور غیر شرک کو شامل ہے۔ آیت
۳۲۰۹ — ۳۲۱۰ — کریمہ میں ظلم کو شرک کے ساتھ محقق کر دیا ہے۔ اگر یہ سوال

پوچھا جائے کہ ایمان کے ساتھ کفر کا اختلاط کیسے ہو سکتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تصدیق نبیوں کو
الہ ماننے کے منافی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَمَا يُؤْمِنُ الْكُفْرُ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ۔
(حدیث ۳۱ کی شرح دیکھیں)

بَاب ان کے لئے قریہ والوں کی مثال بیان کریں جب

إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ قَالَ مُجَاهِدٌ فَعَزَّزْنَا شَدَّ دَنَاوَقَالَ

ابْنُ عَبَّاسٍ طَائِرُكُمْ مَصَابِيكُمْ

بَابُ قَوْلِهِ ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكِرِيَّا إِلَى قَوْلِهِ لَمْ
نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلًا يُقَالُ رَضِيًّا
مَرْضِيًّا عُنِيًّا عَصِيًّا عَتَا يَعْتُو قَالَ رَبِّ اِنِّي يَكُونُ لِي
عَلَامٌ وَكَانَتْ اُمْرَاتِي عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ

عُنِيًّا إِلَى قَوْلِهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا يُقَالُ صَحِيحًا فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ مِنَ
الْمِحْرَابِ فَأَوْحَى إِلَيْهِمْ أَنْ سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّا فَأَوْحَى فَأَشَارَ
بِأَيْمَانِهِ خَذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُ حَيًّا حَفِيًّا لَطِيفًا عَاقِرًا
الذِّكْرُ وَالْأُنْثَى سَوَاءٌ

ان کے پاس رسول پہنچے۔

مجاہد نے ”فَعَزَّزْنَا“ کی تفسیر ”شَدَّ دَنَا“ کی ہے۔ ہم نے ان کو قوت دی۔
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ”طَائِرُكُمْ“ تمہاری مصیبتیں۔

بَابُ اللہ تعالیٰ کا فرمان : یہ مذکور ہے تیرے رب
کی اس رحمت کا جو اس نے اپنے بندے زکریا پر کی

جب اُس نے اپنے

رب کو آہستہ سے پکارا عرض کی اے میرے رب میری
 ہڈی کمزور ہو گئی اور میرے سر میں بڑھاپے کی چمک آگئی ،
 لَمْ يَجْعَلْ لَّهِ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا تھک ۔ یعنی اس کے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی
 نہیں کیا ، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سَمِيًّا کے معنی مثل رَضِيًّا ، پسندیدہ
 عَنِيًّا ، سرکش ، عَتَا يَعْتُوْ ، اس کا باب ہے ۔ زکریا نے کہا اے میرے رب
 میرے لڑکا کہاں سے ہوگا میری عورت تو بانجھ ہے ۔ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ، تھک
 سَوِيًّا کے معنی صحیح ۔ پھر زکریا اپنی قوم کے پاس مسجد سے باہر آئے ۔ تو انہیں اشارہ
 سے کہا کہ صبح شام تسبیح کرتے رہو ۔ فَاَوْحَى ، کے معنی فاشا رہے ۔ اے بچی کتاب
 مضبوط تھام اور ہم نے اسے بچپن ہی میں نبوت دی ۔ يَوْمَ يُنْعَثُ حَيًّا ، تھک ،
 حَفِيًّا ، مہربان ، عاقر بانجھ اس میں مذکور مؤنث برابر ہیں ۔

شرح : صاحب کشاف نے کہا اللہ تعالیٰ کے حضور جہر اور خفاء دونوں برابر
 ہیں ۔ خفاء میں ادبیت ہے کیونکہ یہ ریا سے بعید تر ہے اور اس میں اخلاص زیادہ ہے ۔ حسن بصری نے کہا
 حَفِيًّا جس نداء میں ریا نہ ہو ۔ فتوح الغیب میں ہے اخفاء کو وہ اخلاص لازم ہے جس میں ریا نہ ہو کیونکہ
 اخفاء ریا سے بہت دور ہے ۔ جب عدم ریا کی تعبیر اخفاء سے کی تو معلوم ہوا کہ ظاہر کا اعتبار نہیں اور حقیقت
 اخلاص پر ہی دار و مدار ہے ۔ حتیٰ کہ اگر علانیہ ریا کے بغیر نداء دی جائے تو بھی اس میں ریا کا دخل ممکن ہے
 حضرت زکریا علیہ السلام نے خفیہ نداء اس لئے دی تاکہ بڑھاپے میں طلب ولد پر آپ کو ملامت نہ کی جائے
 یا بڑھاپے نے ان کی آواز کمزور کر دی تھی ۔ اس وقت آپ کی عمر ساٹھ ، پینسٹھ یا ستر پچتر برس تھی ۔ پچاسی سال
 بھی بتائی جاتی ہے ۔ واللہ اعلم !
 قوله وَهَسَّ الْعَظْمُ مَنِيًّا ، یعنی میرا بدن کمزور ہو گیا ہے ۔ ہڈی کو اس لئے ذکر کیا کہ یہ جسم کی اساس

۳۲۱۱ — حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا هَمَامُ بْنُ يَحْيَى
عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صُعَصُعَةَ
أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةٍ أُسْرِيَ بِهِ ثُمَّ صَعِدَ
حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قَيْلٌ مِنْ هَذَا قَالَ جَبْرَائِيلُ قَيْلٌ
وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قَيْلٌ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا خَلَصْتُ
فَإِذَا يُحْيَى وَعِيسَى وَهُمَا ابْنَا خَالَةٍ قَالَ هَذَا يُحْيَى وَعِيسَى فَسَلِّمَ عَلَيْهِمَا
فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ

ہے۔ جیسے مکان کے لئے ستون ہوتا ہے۔ جب اساس میں کوئی خلل پڑ جائے اور عمود گر جائے تو مکان گر
پڑتا ہے یا اس لئے کہ انسان میں ہڈی مضبوط ہوتی ہے۔ اس کے کمزور ہونے سے سارے اعضاء کمزور
ہو جاتے ہیں۔ قولہ سَمِیًّا، یعنی یحییٰ علیہ السلام سے پہلے یہ نام کسی کا نہ تھا۔ اس میں ان کی بہت فضیلت
ہے کہ ان کا نام خود اللہ تعالیٰ نے رکھا جو پہلے کسی کا نام نہ تھا اور ان کے والدین کو نام نہ رکھنے دیا۔
قولہ فَأَشَارَ، یعنی آنکھ یا آبرو یا ہاتھ وغیرہ سے اشارہ کیا یا زمین پر لکھ دیا۔ قولہ عَاقِبًا، جس مرد کا
بچہ پیدا نہ ہوتا ہو اس کو عاقر کہا جاتا ہے۔ ایسے ہی جس عورت کا بچہ نہ پیدا ہو اس کو عاقر کہا جاتا ہے اس میں
مرد و عورت دونوں برابر ہیں۔

۳۲۱۱ — ترجمہ : مالک بن صعصعہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام
رضی اللہ عنہم سے شبِ اسری کا واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا کہ جبرائیل
اوپر لے چلے حتیٰ کہ دوسرے آسمان پر آئے اور دروازہ کھلوانا چاہا تو پوچھا گیا۔ یہ کون ہے؟ اُس نے کہا میں
جبرائیل ہوں پھر پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد میں ”صلی اللہ علیہ وسلم“ پوچھا آپ کو بلایا گیا
ہے؟ کہا جی ہاں! جب وہاں پہنچے تو کیا دیکھتا ہوں کہ یحییٰ اور عیسیٰ ”علیہما السلام“ ہیں اور وہ دونوں حلالہ
کے بیٹے ہیں۔ جبرائیل نے کہا یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں ان کو سلام فرمائیے میں نے ان کو سلام دیا انھوں نے جواب دیا پھر
انھوں نے کہا اے بھائی صالح اور نبی صالح مرحبا!

۳۲۱۱ — شرح : حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام میں سے ہر ایک دوسرے کی خالہ کا بیٹا

بَابُ قَوْلِهِ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا
وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ وَقَوْلُهُ إِنَّ
اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ إِلَى
قَوْلِهِ بَعِثْ حَسَابٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَآلُ عِمْرَانَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ آلِ
إِبْرَاهِيمَ وَآلِ يَاسِينَ وَآلِ مُحَمَّدٍ يَقُولُ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ
لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهُمْ الْمُؤْمِنُونَ وَيُقَالُ آلُ يَعْقُوبَ أَهْلُ يَعْقُوبَ
إِذَا صَغُرُوا آلُ رَدُّوهُ إِلَى الْأَصْلِ قَالُوا أَهْلُ

ہے۔ یہ قرابت ان دونوں کے ایک آسمان میں رہنے کا سبب ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ مریم علیہا السلام
اور یحییٰ علیہ السلام ایسا بنت حنفہ ہے (حدیث ۲۹۹۵ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: کتاب میں مریم کا ذکر کریں
جبکہ وہ اپنے گھر والوں سے شرقی مکان میں علیحدہ ہو گئی
جب فرشتے نے کہا اے مریم! اللہ تجھے کلمہ کی خوشخبری دیتا ہے!
اللہ تعالیٰ نے آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام جہانوں پر بزرگی
دی۔ یَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ "تک ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔
آل عمران سے آل ابراہیم، آل عمران، آل یاسین اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے مومنین مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابراہیم کے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جنہوں نے

۳۲۱۲ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنِي
سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ بَنِي آدَمَ مَوْلُودٌ إِلَّا يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ حِينَ
حِينَ يُولَدُ فَيَسْتَحِلُّ صَارِخًا مِنْ مِصِّ الشَّيْطَانِ عِزُّ مَرْيَمَ وَإِنَّمَا
ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَإِنِّي أَعِيدُ هَابِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

ان کی پیروی کی اور وہ مؤمنین ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ آل یعقوب سے مراد اہل یعقوب
ہیں جب وہ آل کی تصغیر کرتے ہیں تو اس کو اصل کی طرف رد کر کے اھیل کہتے ہیں۔

۳۲۱۲ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو یہ فرماتے ہوئے سنی آدم میں سے جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس کو مس کرتا ہے۔ پس وہ شیطان کے
مس کی وجہ سے چیخنے لگتا ہے سو امیرم اور ان کے بیٹے (عیسیٰ علیہ السلام) کے۔ پھر ابو ہریرہ نے کہا وہ اور میں مریم
اور اس کی اولاد کو شیطان مرحوم سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

۳۲۱۲ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس کلام کا حاصل کیا ہے اور آل عمران آل عمران
کا بعض کیسے ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ ان کے درمیان لمبی مدت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مؤمنین ان کی آل میں
پھر ان کا سلسلہ نسب شروع ہوتا ہے اور بعض دوسرے بعض سے نکلتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ذُرِّيَّتُهَا
بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ اور الْيَاسِينَ سے مراد یہ ہے ”وَإِنَّ الْيَاسَ لَمِنْ الْمُؤْمِسِينَ“ بعض علمائے
کہا الیاس سے مراد ادریس علیہ السلام ہیں بعض کچھ اور کہتے ہیں ”والعلم عند اللہ“ آل اصل میں اہل تھاہاء
کو ہمزہ سے بدل کیا کیونکہ جب کسی لفظ کا اصل معلوم کرنا ہو تو اس کی تصغیر کی جاتی ہے اور آل کی تصغیر اھیل
ہے۔ قولہ يَسْتَحِلُّ الخ جب بچہ ولادت کے وقت چیخے تو کہا جاتا ہے ”اِسْتَحِلَّ الصَّبِيُّ“ اگر یہ سوال پوچھا
جائے کہ حدیث ۳۰۷۱ میں حصر صرف عیسیٰ علیہ السلام میں ہے اور اس حدیث میں ان کی والدہ کو بھی حصر میں شامل
کر لیا ہے۔ لہذا ”اقم“ کے اضافہ سے پہلا حصر باطل ہو گیا اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث ۳۰۷۱ میں بچہ کے پہلو
میں انگلی مارنے کے اعتبار سے حصر تھا اور اس حدیث میں ”مس“ کے اعتبار سے حصر ہے اور یہ دونوں حکم مختلف ہیں۔
(حدیث ۳۰۷۱ کی شرح دیکھیں)

بَابٌ وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ
إِلَى قَوْلِهِ لِيُهْمَ يُكْفَلُ مَرْيَمَ يُقَالُ يَكْفُلُ يُضْمُّ كَفَلَهَا ضَمَّهَا فَخَفَّفَتْ
لَيْسَ مِنْ كَفَالَةِ الدُّيُونِ وَشِبْهَهَا

۳۲۱۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ ثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامِ
أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا
يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَيْرُ نِسَاءٍ مَرْيَمُ
بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَاءٍ خَدِيجَةُ

باب اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم بے شک اللہ
نے تجھے چن لیا اور خوب سٹھرا کیا اور آج سارے جہان کی
عورتوں سے تجھے پسند کیا۔ اے مریم اپنے رب کے حضور
ادب سے کھڑی ہو اور اس کے لئے سجدہ کر اور رکوع والوں کے
ساتھ رکوع کر۔ یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے
ہیں۔ اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ اپنی قلموں سے قرعہ
ڈالتے تھے کہ مریم کس کی پرورش میں رہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ
جھگڑ رہے تھے۔ کہا جاتا ہے ”یُكْفَلُ“ یعنی ملاتا ہے۔ کَفَلَهَا، اس کو ملایا یہ تخفیف

بَابُ قَوْلِهِ جَلَّ جَلَالُهُ وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ
 اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ
 مَرْيَمَ إِلَى قَوْلِهِ كُنْ فَيَكُونُ يُبَشِّرُكِ وَيُبَشِّرُكِ وَاحِدٌ
 وَجْهًا شَرِيفًا وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ الْمَسِيحُ الصِّدِّيقُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْكَمَلُ

سے ہے اور کفالت دیون وغیرہ سے نہیں۔

۳۲۱۳ — ترجمہ : مشام سے روایت ہے انہوں نے کہا میرے باپ نے مجھے بتایا کہ میں نے عبد اللہ بن جعفر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دنیا کی عورتوں میں سب سے بہتر مریم بنت عمران ہیں اور سب خواتین سے بہتر خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

۳۲۱۳ — شرح : اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو جو حکم دیا تھا کہ وہ مریم علیہا السلام تک پہنچادیں اس کی خبر دیتا ہے کہ اے مریم اللہ تعالیٰ نے تجھے پسند کیا اور کدورتوں اور وسوسوں سے تجھے پاک کیا اور اپنے زمانہ کی سب عورتوں پر فضیلت دی۔ تو اپنے رب کے لئے سجدہ اور رکوع کر۔ ان کی شریعت میں سجدہ رکوع سے مقدم تھا۔ پھر فرمایا اے میرے جیب یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ سے بیان کر رہے ہیں جب وہ مریم علیہا السلام کی تربیت کرنے میں باہم جھگڑتے تھے۔ آپ اس وقت وجود عنصری میں ان کے پاس نہ تھے۔ بیت المقدس کے خدام جن قلموں سے تورات لکھتے تھے وہ قلمیں بطور تبرک ہنرمیں ڈالیں اور ان سے مریم کی کفالت کی قرعہ اندازی کی کہ کون ان کی پرورش کرے گا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”یُقَالُ“ سے اَيْهَمُ يَكْفُلُ مَرْيَمَ کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام قرعہ نکلا اور انہوں نے مریم کی پرورش اپنے ذمہ کر لی کیونکہ وہ یتیم بھی تھی امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”مُخَفَّفَةٌ“ سے اشارہ کیا کہ آمت میں کَفَّلَهَا ”مُخَفَّفَةٌ“ اور کفالتہ دیون سے نہیں لیکن یہ کلام محل نظر ہے۔ کیونکہ کفالتہ دیون میں بھی ”ضَمُّ“ کا معنی ہے۔ چنانچہ فقہائے کفالتہ کی تعریف میں ذکر کیا ”الْكَفَالَةُ ضَمُّ الذَّمَّةِ إِلَى الذَّمَّةِ فِي الْمَطَالَبَةِ“ جمہور نے اس کو مُخَفَّفٌ پڑھا ہے اور کوفیوں نے مشدّد پڑھا ہے یہی قرأت حمزہ اور کالی کی ہے (یعنی)

الْحَلِيمُ وَالْأَكْمَهُ مَنْ يُبْصِرُ بِالنَّهَارِ وَلَا يُبْصِرُ بِاللَّيْلِ وَقَالَ غَيْرُهُ
مَنْ يُولَدُ أَعْمَى

۳۲۱۴ — حَدَّثَنَا أَدْمُثْنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ
سَمِعْتُ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ
التَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ كَمَلِ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمَلْ مِنَ
النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَأَسِيَّةُ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ وَقَالَ ابْنُ
وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ ثَنَى سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ
أَنَّ أَبَاهُ رَوَيْتَهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

قوله خير نسائها، یعنی اپنے زمانہ میں دنیا کی عورتوں سے وہ بہتر ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا
کہ نبی اسرائیل کی عورتوں سے بہتر ہیں اور عرب یا اس امت کی عورتوں سے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بہتر ہیں۔
امام نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جنت کی عورتوں سے خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم، مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ بنت عمران بہتر ہیں (حدیث ۳۱۹۴ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد : جب فرشتوں نے کہا :

اے مریم : فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ فَيَكُونُ، تک
بُيُشِّرُ اور يُبَشِّرُ کا ایک ہی معنی ہے۔ وَجِيحًا، شریف اور ابراہیم نے کہا ”الْمُسِيحُ“، صلیق مجاہد نے کہا
”الْكَهْلُ“، بردبار، الْأَكْمَهُ جو دن میں دیکھے رات میں نہ دیکھ سکے۔ مجاہد کے غیر نے کہا جو مادر زاد نابینا ہو۔
ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں پر
۳۲۱۴ —

نِسَاءُ قُرَيْشٍ خَيْرٌ نِسَاءَ رِکْبَنِ الْاِبِلِ اَحْنَاءٌ عَلٰی طِفْلِ وَاَزْعَاءٌ عَلٰی
 زَوْجٍ فِیْ ذَاتِ يَدِهِ يَقُولُ اَبُو هُرَيْرَةَ عَلٰی اِثْرِ ذَالِکَ وَلَمْ تَرْکَبْ
 مَرْیَمُ بَنْتُ عِمْرَانَ بَعِیْرًا قَطُّ تَابَعَهُ ابْنُ اَخِي الزُّهْرِيُّ وَاِسْحَاقُ
 الْکَلْبِيُّ عَنْ الزُّهْرِيِّ

عائشہ کی فضیلت تمام کھانوں پر شریک کی فضیلت جیسی ہے۔ مردوں میں سے بہت لوگ کمال کو پہنچے اور عورتوں میں سے مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون کے سوا کوئی کامل نہ ہوئی۔ ابن وہب نے کہا مجھے یونس نے ابن شہاب سے خبر دی انھوں نے کہا مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قریش کی عورتیں اونٹ پر سواری ہونے والی تمام عورتوں سے بہتر ہیں۔ وہ بچے سے سب سے زیادہ محبت کرتی ہیں اور اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کرنے والی ہیں۔ اس کے بعد ابو ہریرہ کہا کرتے تھے۔ مریم بنت عمران اونٹ پر کبھی سوار نہیں ہوئیں۔ زہری کے بھتیجے اور اسحاق کلبی نے زہری سے روایت کرنے میں متابعت کی

۳۲۱۴ مَسِيحٌ کا وزن مَفْعِلٌ ہے۔ یاء کو ساکن کر کے اس کی حرکت سین کو دی گئی۔ تاکہ کلمہ خفیف ہو جائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کسی بیمار کو ہاتھ لگاتے تو وہ تندرست ہو جاتا تھا اگر مردہ کو ہاتھ لگاتے تو وہ زندہ ہو جاتا تھا۔ نیز مسیح کا لغوی معنی خوبصورت ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہت خوبصورت تھے اس لئے بھی ان کو مسیح کہا جاتا ہے۔ مسیح کے معنی پیمائش کے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ساری دنیا میں سیر کرتے تھے کبھی آپ آبادی میں جاتے کبھی جگہات میں پھرتے نظر آتے چونکہ وہ ساری دنیا میں پھرتے تھے اس لئے ان کو مسیح کہا جاتا ہے۔ دَجَال کو بھی مسیح اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ بھی ساری دنیا کا چکر کاٹے گا۔ اس معنی کے اعتبار سے دونوں میں بظاہر اشتراک لفظی ہے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام میں مسیح مسوخ سے ہے۔ یعنی گناہوں اور ہر بری شئی سے پاک ہیں اس کا وزن فَعِلٌ بمعنی مفعول ہے۔ اور دَجَال فَعِلٌ بمعنی فاعل ہے یعنی زمین کی گردش کرنے والا ہے۔

الْكَفْلُ جو چالیس سال کے قریب ہو بعض نے کہا جو تیس سال سے اوپر ہو اور بعض نے ۳۳ سال کی عمر کو کامل کہا ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام گہوارہ اور کہولت میں باتیں کریں گے۔ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقیہ حیات ہیں اور قیامت سے قبل آسمانوں سے زمین پر نزول فرمائیں گے اور حق کہولت میں لوگوں سے کلام کریں گے!

قوله اَحْنَاةٌ، قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ اَحْنَاهُنَّ۔ کہا جاتا لیکن عرب ایسے مواقع میں اسی طرح کلام کرتے ہیں اور مفرد ضمیر استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے اَحْسَنُ النَّاسِ وَجْهًا وَ اَحْسَنُهُ خُلُقًا، حالانکہ وہ ”اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا“ مراد لیتے ہیں۔ عربی زبان میں یہ کثیر الاستعمال ہے اور یہ فصیح ترین کلام ہے۔ اَحْنٰی“ اسم تفضیل حنی یحنو سے ہے۔ اسی مادہ سے حانیۃ اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے بچے سے بہت شفقت کرے اور بطور شفقت نکاح نہیں کرتی جبکہ بچہ کا والد فوت ہو جائے۔ اَرْغٰی بھی رَغٰی یَرْغٰی“ سے اسم تفضیل ہے۔ اس میں بھی ”اَحْنَاةٌ“ اس طرح کلام ہے۔ قوله فِیْ ذَاتِ یَدٍ، یعنی شوہر کے مال کی حفاظت کرتی ہے۔ اس حدیث میں قریش کی عورتوں کی واضح فضیلت ہے کہ ان میں یہ خصلتیں پائی جاتی ہیں کہ وہ دلاور بہت شفقت کرتی ہیں اور ان کی اچھی تربیت کرتی ہیں اپنے شوہر کے مال میں اس کے حق کی رعایت کرتی ہیں اور اس کی حفاظت کرتی ہیں اس کو بطور امامت محفوظ رکھتی ہیں اور فضول خرچی نہیں کرتیں اور نہایت ہی سنجیدگی سے اس کو استعمال کرتی ہیں۔ قوله لم نؤکب مَرِیْمَ، یعنی مریم علیہا السلام اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں۔ اور قریش کی عورتیں اونٹ پر سوار ہوتی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مریم علیہا السلام خدیجۃ الکبریٰ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما سے بھی افضل ہیں۔

قوله لَا تَعْلُوا آهَ یعنی اے اہل کتاب تم حد سے آگے نہ بڑھو۔ نصاریٰ کا غلو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہتے ہیں اور وہ فرقہ یعقوبیہ ہے ان میں سے فرقہ نسطوریہ ان کو خدا کا بیٹا کہتا ہے اور فرقہ مرتوسیہ تیسرا خدا کہتا ہے۔ یہود کا غلو یہ ہے کہ وہ حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا جانتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں بہت بُرا خیال کرتے ہیں۔ ہم اکثر الناس“

قوله لَا تَقُولُوا عَلٰی اللّٰہِ آہَ یعنی تم اچھی بات کرو اور اللہ پر بہتان نہ لگاؤ اس کی اولاد نہ مافوہ بیوی بچہ ہے۔ قوله روح منہ، یعنی عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندوں میں سے بندہ اور اس کی مخلوق میں سے مخلوق ہیں۔ اور روح کی طرف اضافت تشریفیہ ہے جیسے ناقۃ اللہ میں انسانیت تشریفیہ ہے۔ ایسے ہی بیت اللہ ہے۔ اس کو یہ لازم نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا جند ہوں جیسے قرآن کریم میں ہے۔ وَ سَخَّرَ لَکُم مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْہُ، یعنی زمین و آسمان کی ہر شے تمہارے لئے مسخر کر دی یہ سب اللہ کی مخلوق ہے۔ اس کو یہ لازم نہیں کہ زمین و آسمان کی تمام اشیاء اللہ کا جند بن جائیں۔ اسی سوال پر یہ حدیث شریف اَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ، ہے۔ یعنی مجھے اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ مادہ پیدا کیا ہے اور میں اس کی مخلوق ہوں۔ اس میں منج، ابتدائیہ ہے۔ یعنی میری ابتداء نور سے ہے جو اللہ ہے اور نور کی اللہ کی طرف اضافت بیانیہ ہے۔ تو حدیث کے معنی یہ ہوئے کہ میں بلا واسطہ مادہ پیدا ہوا ہوں۔ رہا یہ مسئلہ کہ اللہ تعالیٰ نور ہے۔ سو اس کی تفصیل یہ ہے کہ نور کا ایک معنی ضیاء اور روشنی ہے جو سورج چاند سے ظاہر ہوتی ہے اور دوسرا معنی ظاہر بنفسہ مظهر لعلیہ، یعنی بذات خود موجود ہو اور دوسروں کو وجود دے یعنی اللہ وجود مطلق ہے اس معنی کے اعتبار سے نور کا اطلاق صرف اللہ پر ہے مخلوق پر اس معنی کا اطلاق محال ہے اسی طرح پہلے معنی کا اطلاق اللہ پر محال ہے کیونکہ پہلا معنی صفات اجسام سے ہے اور اللہ ان سے پاک ہے لہذا یہ کہنا کہ ”اَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ“ سے لازم آئے گا کہ اللہ کے نور کا کچھ حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہو غلط فاحش ہے۔ واللہ اعلم

بَابُ قَوْلِهِ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ إِلَى وِكِيلٍ
 قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ كَلِمَتُهُ كُنْ فَكَانَ وَقَالَ غَيْرُهُ وَرُوحٌ مِنْهُ أَحْيَاءُ
 فَجَعَلَهُ رُوحًا وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةً

۳۲۱۵۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَنَا الْوَلِيدُ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ
 ثَنِيٍّ عُمَيْرِ بْنِ هَافِيٍّ ثَنِيٍّ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ عَنْ عُبَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ
 مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ وَكَلِمَتُهُ الْقَاهَا
 إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ عَلَى
 مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ قَالَ الْوَلِيدُ فَحَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ عَنْ عُمَيْرٍ عَنْ جُنَادَةَ
 وَزَادَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةَ آيَهَا شَاءَ

باب اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اے اہل کتاب تم اپنے
 دین میں غلو نہ کرو ! وکیل تک ۔

ابو عبید نے کہا اس کا کلمہ کن ہے اور کام ہو جاتا ہے ۔ ابو عبید کے غیر نے
 کہا اور وہ اللہ کے روح ہیں یعنی اللہ نے ان کو زندہ کیا اور روح دی اور تم تین خدا نہ کہو

۳۲۱۵۔ ترجمہ : عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَادْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ
 انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا اعْتَرَلَتْ نَبْذًا نَاهُ الْقَيْنَاءِ
 شَرْقِيًّا مِمَّا يَلِي الشَّرْقَ فَأَجَاءَهَا أَفْعَلٌ مِنْ جُثٍّ وَيُقَالُ الْحَاها
 اضْطَرَّهَا تَسَاقُطُ تَسْقُطُ قَصِيًّا قَاصِيًّا فَرِيًّا عَظِيمًا قَالَ ابْنُ
 عَبَّاسٍ نِسِيًّا لَمْ أَكُنْ شَيْئًا وَقَالَ غَيْرُهُ النِّسِيُّ الْحَقِيرُ وَقَالَ أَبُو
 وَائِلٍ عَلِمْتُ مَرْيَمَ أَنَّ الثَّقِيَّ ذُو نَهْمِيَّةٍ حِينَ قَالَتْ إِنْ كُنْتُ
 تَقِيًّا وَقَالَ وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ سَرِيًّا
 نَهْرٌ صَغِيرٌ بِالسُّرْيَانِيَّةِ

جس نے یہ گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے عبد اور رسول ہیں اور
 عیسیٰ ؑ علیہ السلام، اللہ کے عبد اور رسول ہیں اور اس کا کلمہ میں جسے مریم تک پہنچایا اور اس کی مخلوق میں اور جنت
 حق ہے درزخ حق ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا جو بھی اس نے عمل کیا ہو۔ ولید نے کہا مجھ سے ابن
 جابر نے عمیر سے اُنھوں نے جنادہ سے بیان کیا اور یہ اضافہ کیا کہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے چاہے
 گزرے گا۔

۳۲۱۵ — شرح : اگر یہ سوال ہو کہ بدء الخلق میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
 جنت میں داخل ہونے والے ہر شخص کے لئے ایک دروازہ معین ہے جس سے وہ جنت میں داخل ہوگا اس کا جواب
 یہ ہے کہ دراصل جنت میں داخل ہونے والا شخص مختار ہے جس دروازہ سے چاہے جنت میں داخل ہو لیکن
 وہ دیکھے گا کہ جو دروازہ اس کے لئے مختص ہے اس کے حق میں دوسروں سے افضل ہے تو وہ اس کو پسند
 کرے گا اور اپنے اختیار سے جنت میں داخل ہوگا اس میں نہ تو وہ مجبور ہوگا اور نہ ہی اس کو کوئی داخل ہونے
 سے منع کرے گا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب اور کتاب میں مریم کا ذکر کریں جبکہ وہ اپنے

گھر والوں سے علیحدہ ہو گئی۔

نَبَذْنَاهُ، ہم نے اسے ڈال دیا۔ وہ شرقی جانب کے گوشہ میں علیحدہ ہو گئیں
فَاجَاءَ، چٹ کا باب افعال ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے معنی الْجَاءُ نا ہے
اس کو مجبور کر دیا۔ تَشَاقُطٌ، گرائسگی۔ قَصِيًّا، بہت دُور۔ فَرِيًّا، بڑی بات
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نَسِيًّا، میں کچھ نہ ہوتی۔ ان کے غیر نے کہا: النِّسْيُ
کے معنی حقیر کے ہیں۔ ابو وائل نے کہا کہ مریم علیہا السلام کو معلوم تھا کہ متقی ہی
عقل مند ہوتا ہے۔ جبکہ اُنھوں نے فرمایا اِنْ كُنْتَ ثَقِيًّا، اگر تو متقی ہے۔ وکیع
نے اسرائیل سے اُنھوں نے ابو اسحاق سے اُنھوں نے براء سے روایت کی کہ
”سَرِيًّا، سریانی میں چھوٹی نہر کو کہتے ہیں“

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ۳۲۱۱ کے بعد یہ باب بعینہ گزر چکا
ہے۔ اس کا جواب ہے کہ اس باب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے احوال کا ذکر ہے اور پہلے باب میں ان کی
والدہ مریم علیہا السلام کا ذکر ہے قولہ فَاجَاءَا۔ یہ جاء کا باب مزید ہے۔ چنانچہ جب کوئی اپنی خبر دے تو
کہے گا چٹ میں آیا اور اگر اس کو غیر کی طرف متغی کرنا ہو تو کہے گا ”فَاجَاءَ“ ضمیر مفعول کا مرجع مریم ہے
اور اُجَاءَ کا فاعل۔ مخاض ہے۔ صاحب کشاف نے کہا فَاجَاءَا، کے معنی اُجَاءَا، ”یہ جاء“ سے
منقول ہے۔ لیکن نقل کے بعد اس کا استعمال الجاء سے تبدیل ہو گیا ہے۔ قولہ تَشَاقُطٌ، اصل میں تَشَاقُطٌ
تھا۔ دوسری تاء کو سین میں ادغام کر دیا گیا ہے۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا وہ خشک کھجور کا دخت
تھا اس کا نہ تو سر تھا اور نہ ہی اس پر پھل تھا اور موسم بھی سردی کا تھا۔ مریم علیہا السلام نے اس کو بلایا تو
اللہ تعالیٰ نے اس کا سر اور اس پر شاخیں اور تر کھجور پیدا کر دیئے۔ اس میں مریم علیہا السلام کو تسلی دینی تھی کہ یہ
معجزہ اُن کی پاکدامنی پر دلالت کرتا ہے۔ قولہ قاصِیًّا، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ یہ وادی بیت لحم
کا آخری کنارہ ہے۔ کیونکہ مریم علیہا السلام دوڑ کر وہاں چلی گئی تھیں تاکہ ان کی قوم یہ کہہ کر ان کو شرمندہ نہ کرے
کہ مریم کنواری کو بچہ پیدا ہو گیا ہے۔ جب مریم علیہا السلام کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام خوبصورت نوجوان
آمرؤ کی صورت میں ظاہر ہوئے۔ تاکہ وہ اس سے کلام کر کے مانوس ہو تو اُنھوں نے کہا ”میں رحمن کے ذریعہ تجھ

۳۲۱۶ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ ثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ
 مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ
 يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ عِيسَى وَكَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ يُقَالُ
 لَهُ جَرِيحٌ يُصَلِّي جَاءَتْهُ أُمُّهُ فَدَعَتْهُ فَقَالَ أَجِيبِيهَا أَوْ أَصِلِّي فَقَالَتْ
 اللَّهُمَّ لَا تَمِتْهُ حَتَّى تُرِيَهُ وَجُوهَ الْمُؤْمِسَاتِ وَكَانَ جَرِيحٌ فِي صَوْمَعَتِهِ
 فَتَعَرَّضَتْ لَهُ امْرَأَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فَأَبَى فَأَتَتْ رَاعِيًا فَأَمَكَّتَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا
 فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقِيلَ لَهَا مَتْنُ فَقَالَتْ مِنْ جَرِيحٍ فَأَتُوهُ فَكَسَرُوا
 صَوْمَعَتَهُ وَأَنْزَلُوهُ وَسَبُّوهُ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى ثُمَّ أَتَى الْعُلَامَ فَقَالَ مَنْ
 أَبُوكَ يَا غُلَامُ فَقَالَ الرَّاعِي قَالُوا ابْنِي صَوْمَعَتِكَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ
 لَا إِلَّا مِنْ طِينٍ وَكَانَتْ امْرَأَةٌ تُرْضِعُ ابْنًا لَهَا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَمَرَّهَا
 رَجُلٌ رَاكِبٌ ذُو شَارَةِ فَقَالَتْ اللَّهُمَّ اجْعَلْ ابْنِي مِثْلَهُ فَتَرَكَ ثَدْيَهَا

سے پناہ چاہتی ہوں اگر تو اللہ سے ڈرتا ہے تو مجھ سے علیحدہ ہو جا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ یہاں
 نَبَذَ نَاآ کا ذکر نامناسب ہے۔ کیونکہ مریم علیہا السلام کے واقعہ میں لفظ دَرِ انْتَبَذَتْ ”مذکور ہے۔
 اور اس کا معنی اور نَبَذَ نَاآ ”کا معنی ایک نہیں ہے۔

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا گھوڑہ میں صرف تین بچوں نے کلام کیا ہے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ

۳۲۱۶ —

والسلام دوسرا بنی اسرائیل میں ایک شخص جسے جریج کہا جاتا تھا وہ نماز پڑھ رہا تھا اس کے پاس اس کی
 ماں آئی اور اس کو بلایا تو اس نے خیال کیا کہ میں والدہ کو جواب دوں یا نماز پڑھوں اس کی ماں نے کہا اے
 اللہ! اس کو فوت نہ کرنا حتیٰ کہ اسے زانی عورتوں کے منہ دکھائے۔ جریج اپنی عبادت گاہ میں تھے کہ ایک
 عورت اس کے سامنے آئی اور اس سے گفتگو کی۔ جریج نے انکار کر دیا۔ وہ ایک چرواہے کے پاس آئی

فَاقْبَلْ عَلَى الرَّائِبِ فَقَالَ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ ثُمَّ اقْبَلْ عَلَى ثَدْيِهَا
يَمَضُّهُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَضُّ
أَصْبَعَهُ ثُمَّ مَرَّ بِأُمِّهِ فَقَالَتْ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلُ ابْنِي مِثْلَ هَذِهِ فَتَرَكَ
ثَدْيِهَا فَقَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا فَقَالَتْ لِمَ ذَلِكَ فَقَالَ الرَّائِبُ
جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ وَهَذِهِ الْأُمَّةُ يَقُولُونَ سَرَقْتَ زَيْنَتٍ وَلَمْ تَفْعَلْ

اور اس کو اپنے نفس پر قادر کیا تو اُس نے بچہ کو جیم دیا۔ اس عورت نے کہا یہ بچہ جیم سے ہے لوگ جُرج کے
پاس آئے اور اس کی عبادت گاہ کو توڑ پھوڑ دیا اور اس کو باہر نکالا اور گالی گلوچ کیا۔ جرج نے وضو
کیا اور نماز پڑھ کر اس بچہ کے پاس آئے اور کہا اے بچے تیرا باپ کون ہے اس نے جواب دیا بکریوں کا
چرواہا میرا باپ ہے (یہ سن کر) لوگوں نے کہا ہم تمہارا عبادت خانہ از سر نو سونے کا بنا دیتے ہیں۔ جرج نے
کہا ایسا نہ کرو تم مٹی کا ہی بنا دو۔ بنی اسرائیل کی ایک عورت اپنے بچہ کو دودھ پلا رہی تھی اس کے پاس
سے ایک خوبصورت اچھے لباس والا سوار گزرا تو اُس نے کہا اے اللہ میرا بچہ اس جیسا کر دے اس بچہ
نے اس کا پستان چھوڑ دیا اور سوار کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے اللہ مجھے اس جیسا نہ کر پھر اس کے پستان
کی طرف متوجہ ہو کر اس کو چومنے لگا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا گویا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں
آپ اپنی انگلی کو چوس رہے تھے۔ پھر اس عورت کے پاس سے ایک لونڈی گزری تو اس عورت نے کہا اے اللہ
میرے بچہ کو اس لونڈی جیسا نہ کر بچے نے اس کا پستان چھوڑ دیا اور کہا اے اللہ! مجھے اس جیسا کر عورت نے کہا یہ کیوں بچے نے کہا سوا شخص
سرکشوں میں سے سرکش تھا اور اس لونڈی کو کہتے ہیں کہ تو نے چوری کی زناء کیا حالانکہ اُس نے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔

شرح : قرطبی نے کہا حدیث میں مذکور حصر میں نظر ہے لیکن ایسا کہنا ادب
کے خلاف ہے بلکہ یوں کہا جائے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے تین بچوں کو ذکر کیا جبکہ اس وقت ان تینوں کے متعلق آپ کو وحی کی گئی تھی بعد میں اور بھی ذکر فرمائے چنانچہ
سات بچوں نے گہوارہ میں کلام کیا ہے۔ چوتھا حضرت یوسف علیہ السلام کا گواہ پانچواں وہ شیرخوار بچہ جس نے
اپنی ماں سے کہا جبکہ وہ فرعون کی بیٹی کی مشاطہ دکنگھی کرنے والی تھی۔ جب فرعون نے اس بچہ کی ماں کو
آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو اُس نے کہا اے میری ماں صبر کر ہم حق پر ہیں۔ چھٹا وہ شیرخوار بچہ جو اصحابِ اخدود کے
قصہ میں مذکور ہے کہ ایک عورت کو آگ میں ڈالنے کے لئے لایا گیا تو وہ کچھ ڈرئی بچے نے کہا اے میری ماں صبر کر تو حق

۳۲۱۷۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى اَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ
وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي
سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي لَقِيتُ مُوسَى قَالَ فَنَعْتَهُ فَاِذَا رَجُلٌ حَبِيبُهُ قَالَ
مُضْطَرِبٌ رَجُلُ الرَّاسِ كَاَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَوْءَةٍ قَالَ وَلَقِيتُ عِيسَى
فَنَعْتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رُبْعَةٌ اَحْمَرُ كَاَنَّمَا خَرَجَ مِنْ

پر ہے۔ ساتویں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے گہوارہ میں کلام کیا۔ علامہ قسطلانی نے ذکر کیا کہ سیرت واقفی میں ہے کہ ہمارے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدائش کے وقت کلام فرمایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ علیہ سعید
رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ سب سے پہلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان
اللہ بکرۃً وَاَصْلًا" اس کو بیہقی نے روایت کیا۔ معینیق بیانی سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے حجۃ الوداع
کیا تو میں ایک مکان میں داخل ہوا جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے میں نے ایک عجیب چیز
دیکھی آپ کے پاس اہل یمامہ کا ایک شخص ایک بچہ لے کر آیا جبکہ وہ اسی روز پیدا ہوا تھا۔ اس سے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بچے میں کون ہوں؟ اُس نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں فرمایا تو نے سچ
کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے پھر اس کے بعد اس بچے نے کلام نہ کیا حتیٰ کہ وہ نوجوان ہو گیا ہم اس کو "مبارک الیمامہ" کہا
کرتے تھے واللہ ورسولہ اعلم! اس حدیث سے بعض شوافع نے استدلال کیا کہ والدہ کے بلانے پر نماز قطع کر دینا جائز ہے۔ فرض نماز
ہو یا نفل نماز ہو لیکن ان کے مذہب میں صحیح تر بات یہ ہے کہ اگر نفل نماز پڑھ رہا ہو اور والد یا والدہ کو کوئی تکلیف محسوس
کرے تو ان کی آواز پر نماز قطع کر دینا واجب ہے۔ اگر فرض نماز ہو اور وقت بھی تنگ ہو تو ان کی اجابت واجب نہیں
اور اگر وقت تنگ نہ ہو تو امام الحرمین کے نزدیک ان کی اجابت ضروری ہے۔ لیکن ان کے علاوہ دوسروں نے ان
کی مخالفت کرتے ہوئے کہا شروع کرنے سے نماز لازم ہو جاتی ہے۔ لہذا اجابت نہ کرے مالکیہ کے نزدیک نفلی
نماز میں والدین کی اجابت افضل ہے اور نماز کو لمبا نہ کرے۔ قاضی ابوالولید نے کہا یہ صرف ماں کے ساتھ مخصوص
ہے۔ ابن بطال نے کہا جو بیچ پیغمبر تھے اور یہ ان کا معجزہ تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں باپ کی بہت
عظمت ہے اور ان کی دعا مقبول ہے۔ (یعنی باختصار و قسطلانی باختصار) حدیث ۱۱۳۶ کے بعد باب کی شرح دیکھیں،
۳۲۱۷۔ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس

وَيَمَّا سَلَكَ لَبَنُ الْحَمَامِ وَرَأَيْتُ أَبْرَاهِيمَ وَإِنَّا أَشْبَهُهُ وَلَدَهُ بِهِ قَالَ
وَأْتَيْتُ بِأَنَّا نَتَّبِعُ أَحَدًا مِّنَ الْبَنِي وَالْآخَرِ فِيهِ خَيْرٌ فَقِيلَ لِي خُذْ أَيُّهُمَا
شِئْتَ فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهُ فَقِيلَ لِي هُدَيْتَ الْفِطْرَةَ أَوْ
أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ أَمَّا إِنَّكَ لَوَأَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ

رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی میں موسیٰ سے ملا آپ نے ان کی وصف بیان فرمائی کہ وہ مرد تھے میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا وہ طویل القامت سیدھے بالوں والے تھے گویا کہ وہ قبیلہ شمرہ کے لوگوں میں سے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عیسیٰ سے ملا اور ان کی وصف (علیہ) بیان کرتے ہوئے فرمایا وہ میانہ قد کے سرخ رنگ والے تھے۔ گویا کہ وہ حمام سے باہر آئے ہیں اور میں نے ابراہیم کو دیکھا ان کی اولاد میں سے میں ان کے بہت مشابہ ہوں۔ فرمایا میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھا اور مجھے کہا گیا ان دونوں میں سے جو چاہیں پسند کر لیں تو میں نے دودھ لیا اور اسے پی لیا تو مجھے کہا گیا آپ کو فطرت کی راہ دکھائی گئی ہے یا آپ فطرت کو پہنچے ہیں۔ اگر آپ شراب لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

شرح : منظر کے معنی طویل میں بعض علماء نے کہا جس کا گوشت خفیف

— ۳۲۱۷

ہو یعنی خفیف البدن تھے اور جس حدیث میں ان کی وصف میں لفظ جسیم، مذکور ہے۔ وہاں جسیم سے مراد طویل القامت ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو پیالے پیش کئے گئے ان میں سے ایک میں شراب تھی آپ نے اس کو اختیار نہ کیا اور دودھ کا پیالہ پی لیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا اگر آپ شراب لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ کیونکہ جو شراب آپ کو پیش کی گئی تھی اگرچہ وہ جنت کی پاک شراب تھی لیکن اس دنیا میں اس کی تاویل یہی تھی جو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بیان فرمائی چنانچہ شیخ محمد عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشعة اللمعات میں یوں ذکر کیا ہے در اگرچہ خمر در اں زمان مباح بود خصوصاً خمر جنت اما تغیرش دریں جہاں اس بود،

اور یہ ناممکن ہے کہ آپ کو پلید شراب پیش کی جائے جبکہ اس کا ایک قطرہ کنوئیں کو پلید کر دیتا ہے۔ لہذا اس شراب کو شراب طہور پر ہی محمول کیا جائے گا جو منصب رسالت کے موافق ہے۔

(حدیث ۳۱۷۸ کی شرح دیکھیں)

۳۲۱۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ ثنا إِسْرَآئِيلُ أَنَا عُمَانُ بْنُ
 الْمُغِيرَةِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 رَأَيْتُ عِيسَى وَمُوسَى وَإِبْرَاهِيمَ فَأَمَّا عِيسَى فَأَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِضُ الصَّدِّ
 وَأَمَّا مُوسَى فَأَدْمُ جَسِيمٌ سَبَطٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ الزُّطِّ
 ۳۲۱۹ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ أَنَا أَبُو ضَمْرَةَ ثنا مُوسَى
 عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا

ترجمہ : حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا میں نے عیسیٰ، موسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو دیکھا
 عیسیٰ تو سرخ رنگ کے گھنگھریلے بالوں والے عریض الصدر تھے (ان کا سینہ چوڑا تھا) موسیٰ گندمی رنگ کے
 طویل القامت تھے۔ ان کے بال سیدھے تھے۔ گویا کہ وہ زُط قبیلہ کے لوگوں میں سے ہیں۔
 شرح : اس حدیث کی سند میں مجاہد نے ابن عمر سے روایت کی ہے
 حالانکہ مجاہد نے ابن عباس سے روایت کی ہے اور بخاری نے

ابن عمر سے روایت کرنے میں خطا کی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا درست یہی ہے کہ مجاہد نے ابن
 عباس سے روایت کی ہے۔ ابن منذر نے یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد کہا کہ درست یہی ہے کہ مجاہد نے ابن
 عباس سے روایت کی ہے۔ بعض علماء نے کہا اس میں بخاری کے غیر کو وہم ہوا ہے بخاری کو وہم نہیں
 ہوا۔ کیونکہ اسماعیلی نے اس حدیث کو نصر بن علی اور ابواحمد کے طریق سے ذکر کیا ہے اور ابن عباس سے
 روایت ذکر کی ہے اور وہ اس پر مطلع نہیں ہوئے کہ بخاری نے اس کو ابن عمر سے ذکر کیا ہے اور اگر واقعہ ایسا
 ہی ہوتا تو وہ اس پر مطلع ہو جاتے جیسا کہ ان کی عادت ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کا اس پر مطلع
 نہ ہونے کو یہ لازم نہیں کہ اس میں بخاری کو وہم نہیں ہوا کسی اور کو ہوا ہے۔ کیونکہ بخاری معصوم نہیں۔
 قولہ جسیم ”پہلی حدیث میں گنہ را ہے کہ وہ مضطرب تھے یعنی ان پر گوشت خفیف تھا اور یہ جسیم کے
 مضاد ہے۔ اسی لئے تیمی نے کہا اس حدیث کے بعض الفاظ بعض میں داخل ہیں کیونکہ جسیم و جمال کی صفت میں
 وارد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جسامت کبھی تو جسم کے موٹا ہونے سے ہوتی ہے اور کبھی لمبا ہونے سے ہوتی
 ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام طویل القامت تھے۔ اس لئے ان پر جسیم کا اطلاق درست ہے اسی لئے فرمایا

بَيْنَ ظَهْرَانِي النَّاسِ الْمَسِيحُ الدَّجَالُ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ
 إِلَّا إِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَالَ أَحْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ
 وَارَانِي اللَّيْلَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ فَإِذَا رَجُلٌ أَدْمُكَ أَحْسَنُ مَا تَرَى
 مِنْ أَدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَتَّةٍ بَيْنَ مَنْكَبَيْهِ رَجُلٌ الشَّعْرُ يَقْطُرُ
 رَأْسُهُ مَاءً وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكَبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ
 فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا هَذَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ رَأَيْتُ رَجُلًا
 وَرَأَيْتُ جَعْدًا قِطَطًا أَعْوَرَ عَيْنِ الْيُمْنَى كَأَشْبَهُ مَنْ رَأَيْتُ بِابْنِ
 قُطْنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكَبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ
 مَنْ هَذَا فَقَالُوا هَذَا الْمَسِيحُ الدَّجَالُ تَابِعْهُ عَبْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ

گویا کہ وہ قبیہ زط کے لوگوں میں سے ہیں کیونکہ وہ لوگ جشی طویل القامت تھے لہذا ان میں تضاد نہیں!
 ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ایک دن لوگوں میں مسیح دجال کو ذکر کیا اور فرمایا اللہ کا

— ۳۲۱۹ —

نہیں مسیح دجال کی داہنی آنکھ کانی ہے۔ اس کی آنکھ پھولے ہوئے انگور جیسی ہے۔ میں نے آج رات خواب
 میں اپنے آپ کو کعبہ کے پاس دیکھا کہ ایک گندمی رنگ والا مرد ہے جو گندمی رنگ والے مردوں سے بہت
 زیادہ خوبصورت دیکھا جاتا ہے۔ اس کے بال دونوں کندھوں تک سیدھے لٹکے ہوئے ہیں۔ اس کے سر
 سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہیں۔ اپنے دونوں ہاتھ دو مردوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے ہیں اور وہ بیت اللہ
 کا طواف کر رہا ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے تو انھوں نے کہا یہ مسیح بن مریم "علیہما السلام" ہے۔ پھر میں نے
 اس کے بعد ایک شخص کو دیکھا جس کے بال سخت پیچیدہ ہیں۔ داہنی آنکھ سے کانا ہے۔ وہ ابن قطن سے بہت
 مشابہت رکھتا ہے۔ ایک آدمی کے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے بیت اللہ کے ارد گرد پھر رہا ہے۔ میں نے
 کہا یہ کون ہے انھوں نے کہا یہ مسیح دجال ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے نافع سے روایت کرنے میں عبید اللہ کی متابعت کی

شرح : صحیح مسلم کی روایت میں اس کی بائیں آنکھ کانی مذکور ہے۔ لیکن ان میں تضاد
 نہیں کیونکہ "اعور" عیب والی شئی ہے۔ دجال کی دونوں آنکھیں عیب دار

— ۳۲۱۹ —

أَعْوَرُ عَلَيْهِ الْيَمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا
هَذَا الدَّجَالُ وَأَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبْهًا ابْنُ قُطَيْنٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ
رَجُلٌ مِنْ خُرَازْمٍ هَلَكَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

۳۲۲۱ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ أَنَا
أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِابْنِ مَرْيَمَ وَالْأَنْبِيَاءِ أَوْلَادُ عِلَّاتٍ لَيْسَ بَيْنِي
وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ

دہنی آنکھ کافی تھی گویا کہ اس کی آنکھ چھوڑا ہوا انگور ہے۔ اُس نے کہا یہ کون ہے اُنھوں نے کہا یہ دجال ہے۔ ابن قطن اس کے بہت زیادہ مشابہ ہے۔ زہری نے کہا ابن قطن قبیلہ خزاعہ کا ایک آدمی ہے جو جاہلیت میں مر گیا تھا۔

۳۲۲۰ — شرح : یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے قسم کھا کر کہا کہ تم نے عیسیٰ علیہ السلام کا علیہ بیان کرتے وقت کہا کہ وہ سُرخ رنگ کے تھے

حالانکہ وہ ایسے نہ تھے لیکن ان کی وصف یہ تھی جو حدیث میں بیان کی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غلبہ ظن پر اعتماد کر کے قسم کھانا جائز ہے۔ کیونکہ عبداللہ بن عمر نے گمان کیا کہ راوی پر عیسیٰ علیہ السلام کا علیہ مشتبہ ہو گیا ہے اور وہ ان کو سُرخ رنگ کا خیال کر رہا ہے حالانکہ ایسا نہیں سُرخ رنگ کا تو دجال ہے ان دونوں کو مسیح کہا جاتا ہے اور یہ صفت عیسیٰ کے حق میں اچھی وصف ہے اور دجال کے حق میں مذموم صفت ہے۔ گویا کہ عبداللہ بن عمر نے اس کی تحقیق کرنے کے بعد فرمایا کہ وہ گندمی رنگ کے ہیں اُنھوں نے اپنی تحقیق اور غلبہ ظن پر اعتماد کر کے قسم کھائی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ اسریٰ میں بیداری کی حالت میں آسمانوں کی سیر کی اور اسی سیر میں آپ نے نبیوں کو دیکھا تھا اور وہ بعینہ بدن سمیت اشخاص موجود تھے۔ انبیاء کرام علیہم السلام شہداء کرام سے افضل ہیں۔ جب شہداء اپنی قبروں میں زندہ ہیں تو انبیاء کرام بطریقِ اولیٰ قبروں میں زندہ ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الْآنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ، لہذا یہ بعید نہیں کہ وہ نمازیں پڑھیں یا روزے رکھیں۔

ترجمہ : ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں سب لوگوں

۳۲۲۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَنَانٍ ثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنَا هِلاَلُ
 ابْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرٍة عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى بْنِ مَرْيَمَ فِي الدُّنْيَا
 وَالْآخِرَةِ الْإِنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَّاتِ أَهْمَانَهُمْ شَيْءٌ وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ قَالَ
 إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ
 عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرُ
 عَنْ هَمَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَى عِيسَى

سے ابن مریم کے زیادہ قریب ہوں تمام انبیاء علاقائی بھائی ہیں۔ میرے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں۔
 شروح : یعنی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے
 ۳۲۲۱۔ درمیان کوئی نبی نہیں اس لئے آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بہت
 قریب ہیں انھوں نے ہی دنیا میں آکر یہ خوشخبری سنائی تھی کہ میرے بعد نبی آخر الزماں تشریف لارہے ہیں جن کا
 اسم گرامی احمد ہے۔ پھر وہ دوبارہ تشریف لانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع ہوں گے
 اور آپ کے دین کی تبلیغ کریں گے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا اصول واحد ہے اور ان کے فروع مختلف ہیں
 یعنی اعتقادات میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام متفق ہیں اور وہ توحید ہے اور شرائع اور احکام میں مختلف ہیں
 گویا کہ وہ علاقائی بھائی ہیں جن کا والد ایک اور والدات مختلف ہوتی ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 میرے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ اس سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد
 صرف سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی ہیں اور کوئی نبی نہیں مگر یہ استدلال کچھ ضعیف ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ
 اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جرحیں اور خالد بن سنان جیسے اور وہ دونوں نبی تھے۔ لہذا
 حدیث کا معنی یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی نبی صاحب شریعت
 نہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ خالد بن سنان کا کوئی اعتبار نہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے
 نقل کیا کہ خالد کا کوئی ثبوت نہیں اور صحیح حدیث اس کو مسترد کرتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

رَجُلًا يَسْرِقُ فَقَالَ لَهُ أَسْرَقْتَ قَالَ كَلَّا وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَقَالَ
عِيسَى أَمَنْتُ بِاللَّهِ وَكَذَبْتَ عَيْنِي

۳۲۲۲ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ
يَقُولُ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ سَمِعَ عُمَرَ يَقُولُ
عَلَى الْمَنْبَرِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَطْرُونِي كَمَا طَرَتِ
النَّصَارَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ وَلَكِنْ قُولُوا عَبْدُ اللَّهِ وَ
رَسُولُهُ

۳۲۲۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
میں دنیا اور آخرت میں عیسیٰ بن مریم کے بہت قریب ہوں تمام انبیاء و علما کی بھائی میں ان کے فروع مختلف ہیں
اور دین ایک ہے۔ ابراہیم بن طہمان نے موسیٰ بن عقبہ سے انھوں نے صفوان بن سلیم سے انھوں نے عطاء بن
یسار سے انھوں نے ابوہریرہ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
(یہ حدیث کی دوسری سند ہے)

۳۲۲۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم "علیہ السلام" نے ایک شخص کو چوری کرتے
دیکھا تو فرمایا تو نے چوری کی ہے۔ اُس نے کہا ہرگز نہیں اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود بحق نہیں تو عیسیٰ
"علیہ السلام" نے فرمایا میں اللہ پر ایمان لایا اور اپنی آنکھوں کو جھٹلاتا ہوں۔

۳۲۲۴ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے عمر فاروق
رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری مدح میں اتنا مبالغہ نہ کرو جیسے نصاریٰ نے ابن مریم کی مدح میں مبالغہ
کیا میں تو صرف اللہ کا عبد ہوں لیکن تم کہو کہ اپنے کے عبد ہو (نہ خدا ہوں اور نہ خدا کا بیٹا ہوں)

۳۲۲۳ — ۳۲۲۴ — شرح : قرطبی نے کہا بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس شخص کو چوری
کرتے دیکھا کہ اس نے محفوظ مال کو خفیہ پکڑا ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ لفظ "سَرَقْتَ" سے پہلے استفہام

مقدر ہو جیسا کہ بعض نسخوں میں پایا جاتا ہے تو معنی یہ ہوگا۔ کیا تو نے چوری کی ہے؟ مگر یہ امکان بعید ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جزم سے فرمایا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے چوری کرتے دیکھا، جب اُس نے قسم کھائی تو عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو سچ کہتا ہے اور جو میں نے دیکھا تھا کہ تو نے یہ مال بطریق سرقہ پکڑا ہے۔ اس کی تکذیب کرتا ہوں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اس مال میں پکڑنے والے کا حق ہوگا یا اس کو دیکھنے کے لئے پکڑا ہو اور غصب کرنے کا ارادہ نہ ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ظاہری حکم کے اعتبار سے تصدیق و تکذیب کی بھی باطنی حکم میں نہیں کی تھی ورنہ مشاہدہ اعلیٰ یقین ہے اس کی تکذیب کیسے ہو سکتی ہے۔

قوله لَا تَطْرُقُونِيْ آءَا یعنی باطل کلام سے میری مدح نہ کرو جیسے عیسائیوں نے عیسیٰ کی باطل مدح کی اور ان کو الہ تسلیم کر لیا اور کہا عیسیٰ تیسرا خدا ہے۔ اور ان کو اللہ کا بیٹا سمجھنے لگے یہ عیسیٰ علیہ السلام کی مدح میں مبالغہ تھا۔ اس لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات کسر نفسی فرمائی۔ الحاصل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی باطل مدح حرام ہے کہ آپ کو خدا کہیں۔ ورنہ اس کے علاوہ جو بھی آپ کی مدح کی جائے آپ اس سے زیادہ کے مستحق ہیں۔ علامہ ابو صیری رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ ۵

دَعَا مَا اَدْعَتْهُ النَّصَارَىٰ فِيْ بَيْتِهِمْ
وہ مدح چھوڑ دو جو عیسائیوں نے اپنے نبی کی شان میں کہی (کہ ابن اللہ بنا ڈالا)
اور اس کے سوا جو کچھ مدح میں کہنا چاہو حکم لگا کر اور فیصلہ کر کے کہو۔

وَالنَّسَبُ اِلَى ذَاتِهِ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
آپ کی ذات کی طرف جو تعظیم و شرافت چاہے نسبت کرو۔

وَالنَّسَبُ اِلَى قَدْرِهِ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٍ
اور آپ کے مرتبہ کی طرف جو بھی چاہے عظمتوں کی نسبت کرو۔

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُولِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ
کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کی کوئی حد نہیں۔

حَدٌّ فَيَعْرِبُ عَنْهُ نَاطِقٌ بِمَنْ
جو بالفاظ فصیح بولنے والا اپنے منہ سے بول سکے!

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کمالات، عظیم درجات اللہ تعالیٰ نے عطاء کئے ہیں اور جو کمال بشر کو عطاء کرنا ممکن تھا۔ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطاء کیا گیا ہے۔ لہذا آپ کے کمالات، محاسن اور مناقب بیان کرنے سے ہم بشریہ قاصر ہیں۔ الوہیت کے سوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام کمالات کے جامع ہیں۔

لَهُ هِمَمٌ لَا مُنْتَهٰی لِكِبَارِهَا ۝ وَهِمَّتُهُ الصَّغَرٰی اَجَلَ مِنَ الدَّهْرِ

۳۲۲۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَا صَاحِبُ
 ابْنِ حَيٍّ أَنَّ نَجْلًا مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ قَالَ لِلشَّعْبِيِّ فَقَالَ الشَّعْبِيُّ أَخْبَرَنِي
 أَبُو بَرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا آدَبَ الرَّجُلُ أُمَّتَهُ فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ
 تَعْلِيمَهَا ثُمَّ اعْتَقَهَا فَتَرَوُجَهَا كَانَ لَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا أَمَّنَ بَعِيسِي ثُمَّ
 أَمَّنَ بِي فَلَهُ أَجْرَانِ وَالْعَبْدُ إِذَا اتَّقَى رَبَّهُ وَأَطَاعَ مَوْلِيَهُ فَلَهُ
 أَجْرَانِ ۳۲۲۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ نَاسُفٍ عَنْ
 الْمَغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْشَرُونَ حَفَاةَ عُرَاةٍ غُرُلًا ثُمَّ
 قَرَأَ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نَعِيدُهُ وَعَدًّا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ

۳۲۲۵ — ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا جب کوئی مرد اپنی لونڈی کی اچھی تربیت کرے اور اس کو اچھے طریقہ سے تعلیم دے پھر اس کو آزاد
 کر کے اس سے نکاح کر لے تو اس کو دو گنا ثواب ملے گا اور جو عیسیٰ پر ایمان لایا پھر مجھ پر ایمان لایا اس
 کو دو گنا ثواب ملے گا۔ اور جب بندہ اللہ سے ڈرے اور اپنے مالکوں کی اطاعت کرے اس کو دو گنا
 ثواب ملے گا۔

۳۲۲۵ — شرح : اس حدیث میں کچھ حصہ محذوف ہے۔ ابن حبان بن موسیٰ
 نے ابن مبارک سے روایت کی کہ اہل خراسان سے ایک شخص نے شعبی سے کہا ہم کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص
 اپنی ام ولدہ کو آزاد کر کے پھر اس سے نکاح کر لے تو وہ شخص اس شخص کی طرح ہے جو اپنے بدنہ پر سوار ہوجاتا
 ہے۔ شعبہ نے اس کے جواب میں مذکور حدیث بیان کی۔ حدیث ۹۶ کی شرح دیکھیں۔

۳۲۲۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا تم ننگے پاؤں، ننگے جسم اور بے ختنہ اٹھائے جاؤ گے۔ پھر آپ نے پڑھا ”جیسے ہم نے پہلی دفعہ پیدا کیا“

فَاَوَّلُ مَنْ يَكْسَى اِبْرَاهِيْمَ ثُمَّ يُؤْخَذُ بِرِجَالٍ مِنْ اَصْحَابِي
 ذَاتِ الْيَمِيْنِ وَذَاتِ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ اَصْحَابِي فَيَقَالُ اَنْتُمْ
 لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّينَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ
 الصَّالِحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا اَمَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا
 تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبُ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ
 فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ذَكَرَ عَنْ
 اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ قَبِيْصَةَ قَالَتْ هُمُ الْمُرْتَدُّوْنَ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰى عَهْدِ
 اَبِي بَكْرٍ فَقَاتَلَهُمْ اَبُو بَكْرٍ

بَابُ نَزُوْلِ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۲۲۷۔ حَدَّثَنَا اسْحَقُ اَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا اَبِي عَنْ
 صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ
 قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيْدهُ لَيُوشِكَنَّ

دوبارہ بھی پیدا کریں گے۔ یہ ہمارا وعدہ ہے ہم ضرور پورا کریں گے سب سے پہلے ابراہیم کو لباس پہنایا جائے گا پھر میرے اصحاب میں سے داہنی طرف اور بائیں لے جایا جائے گا اور میں کہوں گا یہ میرے اصحاب میں تو کہا جائے گا۔ جب آپ ان سے جدا ہوئے تھے۔ وہ اپنی اڑھیوں کے بل پھر گئے تھے (مرتد ہو گئے تھے) تو میں کہوں گا جو عبد صالح عیسیٰ بن مریم نے کہا تھا میں جب تک ان میں تھا ان پر گواہ تھا جب تو نے مجھے آسمانوں پر اٹھا لینے کا وعدہ پورا کر دیا تو تو ہی ان کی نگہبانی کرنے والا تھا اور تو ہر شئی پر گواہ ہے۔ عزیز حکیم تک محمد بن یوسف نے کہا کہ ابو عبد اللہ نے قبصہ کے ذریعے بیان کیا کہ وہ لوگ وہ ہیں جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مرتد ہو گئے تھے اور انھوں نے ان سے جنگ کی تھی (حدیث ۳۱۲۳ کی شرح دیکھیں)

أَنْ يَنْزَلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ
الْخَنَازِيرَ وَيَضَعَهُ الْحَرْبَ وَيَفِيضَ الْمَالَ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ حَتَّى
تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ثُمَّ يَقُولُ بُؤْهُرَةٌ
وَاقْرَءُوا إِن شِئْتُمْ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنُوا بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ
وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ۝

باب حضرت ابن مریم علیہما السلام کا آسمان سے نزول

ترجمہ : سعید بن مسیب نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے

۳۲۲۷ —

سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس ذات

کی قسم ہے جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ عنقریب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے درانحالیکہ وہ
منصف حاکم ہوں گے وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے اور مال زیادہ
ہو جائے گا حتیٰ کہ اس کو کوئی بھی قبول نہیں کرے گا حتیٰ کہ ایک سجدہ دینا اور دنیا کی نعمتوں سے بہتر ہوگا پھر
ابو ہریرہ نے کہا اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو۔ کوئی بھی اہل کتاب میں سے نہیں مگر وہ ان کی وفات سے پہلے ان
پر ایمان لے آئے گا۔ اور وہ قیامت میں ان پر گواہ ہوں گے۔

شرح : کسر صلیب سے مراد نصرانیت کو ختم کرنا ہے اور ساری دنیا

۳۲۲۷ —

میں صرف ایک دین اسلام رہ جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام

کے سوا کسی دوسرے دین کو قبول نہیں کریں گے اور ان کے نزول سے قبل جزیہ باقی رہے گا۔ کیونکہ ہم مال کے
محتاج ہیں اور آپ کے نزول کے بعد مال کی کثرت کے باعث مال کی احتیاجی نہ رہے گی اور جزیہ ختم ہو جائے گا
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت سے عدل و انصاف کے سبب برکات نازل ہوں گی اور خیرات کی بارشیں ہوں گی
اس وقت زمین اپنے تمام خزانے باہر نکال دے گی اور قیامت کے قرب کے باعث لوگوں کی مال و دولت کی طرف
رغبت نہ رہے گی اور ایک سجدہ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہوگا۔ کیونکہ اس زمانہ میں قرب الہی صدقات و خیرات سے
نہ ہوگا صرف عبادات سے ہی قرب الہی حاصل ہوگا۔ لوگوں کے حال کی اصلاح ہوگی ان کا ایمان مضبوط ہوگا ان کا
مطہح نگاہ صرف اللہ کی عبادت ہوگی اور وہ ایک رکعت کو ساری دنیا کے حصول پر ترجیح دیں گے اور نماز کثرت صدقہ

سے بہتر ہوگی۔ سجدہ سے مراد ایک رکعت ہے۔ قولہ ”إِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ الْخَیْسِ مِنْهُمْ“ نافیہ ہے۔ اور ”یہ“ میں ضمیر کے مرجع میں مختلف اقوال ہیں۔ ابن جریر نے اپنے اسناد سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوثتی ہے ایسے ہی ابو رجاء کے طریق سے حسن بصری سے مروی ہے۔ انھوں نے کہا عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے قبل سب اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے۔ بخدا! وہ زندہ ہیں جب ان کا نزول ہوگا تو وہ سب کے ایمان کا مرجع ہوں گے۔ بعض علماء نے کہا ضمیر کا مرجع اللہ ہے اور بعض اس کا مرجع بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیان کیا ہے۔ اور قبل موتہ“ میں ضمیر کا مرجع اہل کتاب ہیں۔ چنانچہ ابن جریر نے عکرمہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ کوئی یہودی اور نصرانی عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے بغیر نہیں مرے گا، عکرمہ نے ابن عباس سے سوال پوچھا کہ اگر وہ چھت سے گر کر مرجائے یا آگ میں جل جائے یا اس کو درندہ کھا جائے تو پھر بھی وہ عیسیٰ علیہ السلام پر لائے گا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے بغیر نہیں مرے گا حتیٰ کہ اپنے ہونٹوں کو حرکت دے کر عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے گا۔ علامہ صینی نے کہا اس حدیث میں ضعف ہے۔ اور ایک جماعت نے اس قول کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ ابی بن کعب کی قرأت یہ ہے ”إِلَّا لِيَوْمٍ مِنْ قَبْلِ مَوْتِهِمْ“ یعنی اہل کتاب موت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے۔

لیکن اس حال میں ان کا ایمان مفید نہ ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول میں کیا حکمت ہے اور اس میں عیسیٰ علیہ السلام کی کیا خصوصیت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے نزول میں یہودیوں کا رد ہے۔ کیونکہ انھوں نے کہا تھا کہ انھوں نے عیسیٰ کو قتل کر دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب بیان کی کہ انھوں نے قتل نہیں کیا بلکہ وہ ان کو قتل کریں گے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اس وقت ان کی موت کا وقت قریب ہوگا اس لئے وہ زمین پر اتریں گے تاکہ اس میں دفن ہوں کیونکہ جو مٹی سے پیدا ہوئے ہیں وہ مٹی کے سوا دوسرے مکان میں فوت نہیں ہوتے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کی صفات کی سماعت کی تو انہیں شوق ہوا کہ وہ بھی آپ کی امت کا فرد ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو زندہ باقی رکھا حتیٰ کہ وہ آخر زمان میں تشریف لائیں گے اور اسلام کے امور کی تجدید کریں گے اور ان کے زمانہ میں دجال کا خروج ہوگا وہ اس کو قتل کریں گے۔

چوتھا جواب یہ ہے آسمان سے نزول کے سبب نصاریٰ کی تکذیب کریں گے اور ان کے باطل دعوؤں کے بطلان کا اظہار کریں گے کہ انھوں نے عیسیٰ کو قتل کر دیا ہے۔
(یعنی وکرمانی وفتح باختصار) (بقیہ تقریر حدیث ۲۰۸۲ کی شرح میں دیکھیں)

۳۲۲۸ — حَدَّثَنَا ابْنُ بَكْرِ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ أَبَاهُ رِيَّةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فَيَكُمُ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ تَابِعَهُ عُقَيْلٌ وَالْأَوْزَاعِيُّ

۳۲۲۸ — ترجمہ : ابو قتادہ کے آزاد کردہ غلام نافع سے روایت ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری اس وقت کسی شان ہوگی جبکہ تمہارے درمیان ابن مریم نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ یونس کی عقیل بن خالد اور اوزاعی نے متابعت کی۔

۳۲۲۸ — شرح : امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الایمان میں یہ حدیث ذکر کی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی کیفیت یہ ہوگی کہ آپ ہلکے زرد رنگ کی چادریں پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے سفید مینار کے پاس شرقی دمشق کے دروازہ پر نزول فرمائیں گے۔ جب سر نیچا کریں گے تو موتیوں کی طرح قطرے ٹپکتے نظر آئیں گے آپ کے پاس یہودی آکر کہیں گے ہم آپ کے اصحاب ہیں آپ انہیں فرمائیں گے تم جھوٹ بولتے ہو نصاریٰ بھی اسی طرح کہیں گے آپ فرمائیں گے میرے اصحاب مہاجرین ہیں جو جنگ سے بچ نکلے ہیں۔ آپ ان کے خلیفہ کو دیکھیں گے کہ وہ انہیں نماز پڑھا رہے ہیں آپ پیچھے ہو جائیں گے اور اسے فرمائیں گے اللہ آپ سے راضی ہے میں تو صرون وزیر بن کر آیا ہوں امیر بن کر نہیں آیا ہوں۔ آپ کے تشریف لاتے ہی امارت ختم ہو جائے گی۔ نیز کعب احبار نے کہا وہاں مومنوں کا بیت المقدس محاصرہ ہوگا لوگوں کو سخت بھوک پیاس لگے گی حتیٰ کہ وہ اپنی کمانوں کی رسیاں کھانے لگیں گے وہ اسی حال میں ہوں گے کہ وہ صبح کے اندھیرے میں ایک بلند آواز سنیں گے اور وہ عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں گے نماز قائم ہوگی مسلمانوں کا امام متاخر ہوگا تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے آپ آگے امامت کے لئے مصلیٰ پر تشریف لائیے! چنانچہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا سکے گا۔ پھر اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام ہی امام ہوں گے اور وہ شخص حضرت مہدی علیہ السلام ہیں۔ ابو ہریرہ کی حدیث میں ہے کہ آپ اذان و اقامت کے درمیان نزول فرمائیں گے اور ابن عمر کی مرفوع روایت میں ہے کہ مسلمان بیت المقدس میں محصور ہوں گے۔ اس وقت عورتیں ایک لاکھ ہوں گی اور بائیس ہزار مجاہد مرد ہوں گے۔ اچانک ان کو بادل ڈھانپ لے گا۔ صبح کے وقت بادل کھلے گا تو عیسیٰ علیہ السلام ان میں موجود ہوں گے۔ مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد زمین میں عیسیٰ علیہ السلام کی

مدت اقامت سال ہوگی۔ ابو نعیم نے کتاب الفتن میں ابن عباس سے روایت کی کہ اس وقت عیسیٰ علیہ السلام شادی کریں گے اور انیس سال زمین میں اقامت فرمائیں گے۔ اسی اسناد سے انھوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ آپ زمین میں چالیس سال اقامت کریں گے۔ احمد اور ابو داؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ عبد الرحمن بن آدم کے طریق سے ابو ہریرہ سے اس طرح مرفوع روایت کی ہے۔ کعب سے روایت ہے کہ آپ لوگوں میں چوبیس سال اقامت کریں گے ان میں سے دس سال لوگوں کو جنت میں درجات کی تفصیلات بیان کریں گے۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں نکاح کریں گے اور آپ کی اولاد ہوگی اور انیس سال اقامت کریں گے۔ یزید بن ابی حبیب سے روایت ہے کہ آپ قبیلہ ازد کی عورت سے نکاح کریں گے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ خدا نہیں ہیں۔ ایک روایت کے مطابق آپ شادی کریں گے۔ آپ کی اولاد بھی ہوگی اور پینتالیس سال اقامت کریں گے پھر فوت ہوں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر میں مدفون ہوں گے۔ عبد اللہ بن عمر کی حدیث میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین میں صرف سات برس ٹھہریں گے۔ آپ کے دو صاحبزادے محمد اور موسیٰ ہوں گے۔ آپ کے زمانہ میں کوئی امام، قاضی اور مفتی نہ ہوگا اللہ تعالیٰ علم کو قبض کرے گا اور لوگ علم سے خالی ہوں گے جب آپ نازل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس شریعت کا علم عطا کرے گا تاکہ لوگوں میں فیصلے کریں اور سب مومن جمع ہو کر آپ کو حاکم تسلیم کریں گے جبکہ ان کے سوا کوئی اس کے لائق نہ ہوگا (یعنی باختصار)

قوله إِمَامُكُمْ مِنْكُمْ، علامہ قسطنطینی نے ذکر کیا مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا جائے گا کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں تو آپ اس امت کے احترام و اعزاز کے طور پر فرمائیں گے تم میں سے ہی بعض امام ہوں گے۔ ابن جوزی نے کہا اگر عیسیٰ علیہ السلام بحیثیت امامت آگے ہوں تو دلوں میں ان خطرات کو راہ ملے گی کہ آپ فتنہ نبی ہیں اس لئے وہ مقتدی کی حیثیت سے نماز پڑھیں گے۔ تاکہ شبہ کے غبار سے ”لَا نَبِيَّ بَعْدِي“ کا روئے مبارک غبار آلود نہ ہو۔ طیبی نے کہا حدیث کا معنی یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہاری امامت اس حال میں کریں گے کہ آپ تمہارے دین پر ہوں گے!

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضرت مہدی علیہ السلام کی اقتداء میں نماز پڑھنا حالانکہ وہ آخر زمانہ ہوگا اور قیامت قریب ہوگی اس میں اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ حجت قائم کرنے والے سے خالی نہ ہوگی۔ حدیث شریف میں ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَقَالَ اللَّهُ اللَّهُ“ واللہ ورسولہ اعلم!

عقیل بن خالد اور عبد الرحمن بن عمرو اور زاعمی دونوں نے ابن شہاب سے یہ حدیث روایت کرنے میں یونس کی متابعت کی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
بَابُ مَا ذَكَرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ

۳۲۲۹ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ثَنَا
 عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمِيرٍ عَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ قَالَ عُقْبَةُ بْنُ
 عَمْرٍو لِحَدِيفَةَ الْأَوْثَدِ ثَنَا مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ إِنَّ مَعَ الدَّجَالِ إِذَا خَرَجَ مَاءٌ
 وَنَارًا فَمَا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهَا النَّارُ فَمَاءٌ بَارِدٌ وَأَمَّا الَّذِي
 يَرَى النَّاسُ أَنَّهُ مَاءٌ بَارِدٌ فَنَارٌ تَحْرَقُ فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَقْعُ
 فِي الَّذِي يَرَى أَنَّهَا نَارٌ فَإِنَّهُ عَذَابٌ بَارِدٌ قَالَ حَدِيفَةُ وَسَمِعْتُهُ
 يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا كَانَ فِي مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ أَتَاهُ الْمَلَكُ لِيَقْبِضَ رُوحَهُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بنی اسرائیل کے واقعات کا ذکر

۳۲۲۹ ترجمہ : ربیع بن حراش رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عقبہ بن عمرو نے
 حدیفہ سے کہا آپ ہم سے وہ حدیث کیوں نہیں بیان
 کرتے جو تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ حدیفہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دجال جب خروج کرے گا اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی جس
 کو لوگ آگ گمان کریں گے وہ ٹھنڈا پانی ہوگا اور جس کو ٹھنڈا پانی خیال کریں گے وہ جلا دینے والی آگ ہوگی

فَقِيلَ لَهُ هَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَيْرٍ قَالَ مَا أَعْلَمُ قِيلَ لَهُ أَنْظِرْ قَالَ مَا
 أَعْلَمُ شَيْئًا غَيْرَ أَنِّي كُنْتُ أَبَا يَعْنِي النَّاسَ فِي الدُّنْيَا وَأَجَازِيهِمْ فَأَنْظِرُ
 الْمُسِيرَ وَآتَجَاوَزُ عَنْ الْمُعْسِرِ فَأَدْخُلُهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ قَالَ وَسَمِعْتَهُ يَقُولُ
 إِنَّ رَجُلًا حَضَرَهُ الْمَوْتُ فَلَمَّا يَبَسَ مِنَ الْحَيَاةِ وَصَّى أَهْلَهُ إِذَا أَنَا
 مِتُّ فَاجْمَعُوا إِلَيَّ حَطْبًا كَثِيرًا وَأَوْقِدُوا فِيهِ نَارًا حَتَّى إِذَا أَكَلَتْ
 لَحْمِي وَخَلَصَتْ إِلَى عَظْمِي فَأَمْتَحِشْتُ فَنُحْدِوْهَا فَأَطْحَنُوهَا ثُمَّ
 أَنْظِرُوا أَيَوْمًا رَاحًا فَادْرُوهُ فِي أَلِيمٍ فَفَعَلُوا فَجَمَعَهُ اللَّهُ تَعَالَى فَقَالَ
 لَهُ لِمَ فَعَلْتَ ذَلِكَ قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَغَفَرَ اللَّهُ لَهُ قَالَ عَقِبَةُ
 ابْنِ عَمْرٍو وَأَنَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ ذَلِكَ وَكَانَ نَبَاشًا

تم میں سے جو کوئی اسے پائے تو وہ اس میں واقع ہو جس کو وہ یہ دیکھے کہ یہ آگ ہے۔ کیونکہ وہ ٹھنڈا پانی ہوگا
 حذیفہ نے کہا میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم سے پہلے ایک شخص تھا۔ اس کے پاس فرشتہ آیا تاکہ
 اس کی روح قبض کرے اس شخص سے کہا گیا کیا تو نے کوئی اچھا عمل کیا ہے؟ اُس نے کہا میں نہیں جانتا پھر
 اس سے کہا ذرا نظر تو ڈال اس نے کہا میں اس کے سوا کچھ نہیں جانتا ہوں کہ میں دنیا میں لوگوں سے لین دین
 کیا کرتا تھا اور ان سے قرض طلب کرتا تو مال دار کو میں مہلت دیتا اور غریب سے درگزر کرتا تھا اس کے
 سبب اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت میں داخل کر دیا۔ حذیفہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ
 فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص کی موت قریب آئی اور جب وہ زندگی سے ناامید ہو گیا تو اپنے گھر والوں کو
 وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے جلانے کے لئے لکڑیاں جمع کر کے اُن میں آگ لگا دو حتیٰ کہ جب آگ میرے
 گوشت کو جلا کر میری ہڈیاں تک پہنچے اور وہ جل جائیں تو ان کو پکڑ کر پیس لو پھر جس دن تیز ہوا ہو اس کو
 (راکھ) دریا میں ڈال دو آنھوں نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس راکھ کے ذرات کو جمع کر کے فرمایا تو نے
 یہ کیوں کیا اُس نے کہا تجھ سے ڈرتے ہوئے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔ عقبہ بن عمرو نے کہا میں نے
 حذیفہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ شخص کفن چور تھا۔

۳۲۲۹ — شرح : یہ حدیث تین احادیث پر مشتمل ہے۔ پہلی حدیث دجال سے متعلق

۳۲۳۰. حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ
 أَخْبَرَنِي مَعْمَرُ بْنُ يُونُسَ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
 عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبَّاسَ وَعَائِشَةَ قَالَا لَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خِمِصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا
 عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ وَهَؤُكَذَا لَكَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى
 اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحْذِرُ مَا صَنَعُوا

ہے دوسری حدیث اس شخص کے بارے میں ہے جو لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور مطالبہ کے وقت مالدار
 سے تاخیر کرتا اور تنگ دست سے درگزر کر دیتا تھا اس کے باعث اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا تیسری حدیث
 کفن چور کے متعلق ہے۔ دوسری کو قال حذیفہ سے شروع کیا اور تیسری حدیث کو فقال وسمعتہ سے
 شروع کیا۔ قولہ ائمتختشت، بخش کا معنی چمڑے کو جلا کر بڑیوں کو ظاہر کر دینا ہے۔ ”یوتا حاراً“ یعنی وہ
 دن جس میں سخت ہوا چل رہی ہو۔ قولہ قال عقبہ بن عمرو، بظاہر اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابو مسعود نے
 صرف آخری حدیث سنی ہے لیکن عبد الملک سے شعبہ کی روایت ہے کہ انھوں نے تینوں حدیثیں سنی ہیں۔ اس
 باب کے آخر میں اس کی وضاحت ہوگی۔

قولہ وکان نباشا، بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابو مسعود نے اضافہ کیا ہے لیکن ابن حبان نے بھی
 ابو حذیفہ کے طریق سے بیان کیا کہ فرمایا توفی رجل کانتا نباشا یعنی ایک شخص مر گیا جو کفن چور تھا اس نے اپنے
 لڑکے سے کہا میرے مرنے کے بعد مجھ کو دینا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ وکان نباشا حذیفہ اور ابو مسعود دونوں
 سے مروی ہے۔ طبرانی کی روایت میں یہ لفظ ہے بدینما حدیفہ و ابو مسعود جالسین الخ یعنی ایک
 دفعہ حذیفہ اور ابو مسعود دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ تو ایک دوسرے سے کہائیں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص قبور میں مردوں کے کفن چوری کرتا تھا۔ معلوم
 ہوا کہ یہ روایت دونوں سے مروی ہے۔

ترجمہ: عبید اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ اور ابن عباس

۳۲۳۰

رضی اللہ عنہم نے کہا کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے چہرہ انور پر کبل ڈالا جب گھبراہٹ محسوس ہوئی تو اس کو چہرہ انور سے ہٹا

۳۲۳۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ
 قَالَ ثنا شُعْبَةُ عَنْ فَرَاتٍ الْقَزَّازِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ قَالَ قَاعِدَتُ
 أَبِي هُرَيْرَةَ خَمْسَ سِنِينَ فَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ
 نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ قَالُوا فَمَا
 تَأْمُرُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَوَإِيبُيَعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ أَعْطَوْهُمْ حَقَّهُمْ
 فَإِنَّ اللَّهَ سَأَلَهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ

دیا اور فرمایا جبکہ آپ اسی حال میں تھے۔ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے انھوں نے اپنے نبیوں کی
 قبروں کو سجدہ گاہ بنایا آپ ان کے اس فعل سے بچانا چاہتے تھے۔ (حدیث ۴۲۶ کی شرح دیکھیں)
 ترجمہ: فرات قزاز نے کہا میں نے ابو حازم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل کے امور
 کا انتظام انبیاء کرام علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ جب ایک نبی وفات پا
 جاتا تو دوسرا نبی اس کے بعد آتا اور واقعہ یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ عنقریب خلفاء بہت ہوں گے۔
 لوگوں نے کہا آپ کیا حکم فرماتے ہیں۔ فرمایا پہلے کی بیعت پوری کرو پھر اس کے بعد والے کی اور ان کے حقوق
 پورے کرتے رہو اللہ تعالیٰ نے انھیں جن پر حکمران بنایا ہے۔ ان کے متعلق وہ ان سے پوچھے گا۔

۳۲۳۱۔ شرح: سیاست کے معنی کسی شئی کی اصلاح کرنے کے ہیں۔ پہلے
 انبیاء کرام علیہم السلام بنی اسرائیل کے امور کی اصلاح کرتے تھے
 کیونکہ جب وہ فتنہ و فساد کرتے تو اللہ تعالیٰ ان سے فساد زائل کرنے کے لئے نبی بھیجتا تھا وہ ان کے امور
 درست کرتے تھے اور جس قدر انھوں نے تورات کی تحریف و تغیر کی ہوتی تھی اس کو درست کرتے تھے یہی عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جو پہلے نبیوں کا کام کرے البتہ میرے بعد خلفاء بکثرت
 ہوں گے۔ تم ان کی اطاعت کرو جب ایک خلیفہ کی بیعت کر لو تو وہی بیعت صحیح ہوگی۔ اگر کوئی دوسرا خلیفہ
 بن بیٹھے تو اس کی گردن اڑا دو۔ پہلے خلیفہ کی ہی بیعت صحیح ہوگی۔ اس کے ساتھ وفاء کرو دوسرے کی بیعت
 باطل ہے اس کے ساتھ وفاء نہ کرو۔

۳۲۳۲ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو
عَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتَتَّبِعَنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شَبْرًا
بَشِيرًا وَذِرَاعًا يَدْرَاعٍ حَتَّى لَوْ سَلَكَوا بِحُجْرَتٍ لَسَلَكْتُمُوهَا قُلْنَا
يَا رَسُولَ اللَّهِ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
۳۲۳۳ — حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ
قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّافِثِ
فَذَكَرُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى فَأَمْرٌ بِلَوْلٍ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانُ وَإِنْ يُؤْتَى
الْإِقَامَةُ

۳۲۳۲ — ترجمہ : ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پہلے لوگوں کی بالشت باشت اور گدگد پر سنت چرویں اور ان کے صفوں پر سے
سوراخ میں داخل ہوں گے تو تم وہی راہ اختیار کرو گے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ لوگ
میں فرمایا تو اور کون؟

۳۲۳۳ — شرح : یعنی تم یہود و نصاریٰ کی قبروں پر گھسناؤ اور ان کے مکتبہ
وہ کریں گے وہی گدگد کے صفوں پر سے سوراخ میں داخل ہوں گے اور ان کی بالشت باشت پر سے
گودہ کی تخصیص اس لئے ہے کہ ایک تو وہ ذلیل ترین ہے دوسرے اس کی بالشت باشت پر سے سوراخ میں داخل ہوں گے
وہ ان کی پیروی کریں گے اور ان کی بالشت باشت پر سے سوراخ میں داخل ہوں گے اور ان کی بالشت باشت پر سے
ان کی ضرورت موافقت کرے۔ نہ وہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے کہ وہ لوگ جو
کے پاس خلاق عادت اور دیگر ان کے اعمال پر عمل کریں گے وہی گدگد کے صفوں پر سے سوراخ میں داخل ہوں گے
ان کی ضرورت موافقت کرے۔ نہ وہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے کہ وہ لوگ جو

۳۲۳۳ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
تو ان کے مکتبہ پر گھسناؤ اور ان کے مکتبہ پر گھسناؤ اور ان کے مکتبہ پر گھسناؤ اور ان کے مکتبہ پر گھسناؤ

۳۲۳۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِينٌ
عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الصَّحْحِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ كَانَتْ تَكْرَهُ
أَنْ يُجْعَلَ يَدُهُ فِي خَاصِرَتِهِ وَتَقُولُ إِنَّ الْيَهُودَ تَفْعَلُهُ تَابِعَهُ شُعْبَةُ
عَنِ الْأَعْمَشِ

۳۲۳۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ
نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَجَلُكُمْ
فِي أَجَلٍ مِنْ خَلَا مِنْ الْأُمَمِ مَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ
وَأِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُودِ وَانْتِصَارِي كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُثَا لَا
فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ

بلال کو حکو دیا گیا کہ اذان دو دو بار اور اقامت ایک ایک بار کہیں (حدیث ۵۸۲، ۵۸۳ کی شرح دیکھیں)
ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اپنا ہاتھ
کو کھ پر رکھنا مکروہ جانتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ یہ یہودی کرتے

۳۲۳۴ —

ہیں۔ شعبہ نے اعمش سے روایت کرنے میں سفیان کی متابعت کی۔

۳۲۳۵ —

شرح : یعنی نمازی حالت نماز میں اپنے ہاتھ کو کھ پر نہ رکھے۔ حدیث میں اگرچہ
مطلقاً کو کھ پر ہاتھ رکھنے کو مکروہ فرمایا گیا ہے لیکن یہ نماز کی حالت سے مقید ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ابو نعیم نے
احمد بن فرات کے طریق سے بخاری کے شیخ محمد بن یوسف سے روایت کی ہے۔ اس میں یہ لفظ ہے "ام المؤمنین
عائشہ رضی اللہ عنہا نے نماز کی حالت میں اختصار (کو کھ پر ہاتھ رکھنا) کو مکروہ سمجھا اور فرمایا اس طرح یہودی کرتے ہیں۔ اسماعیل
نے یزید بن ہارون کے طریق سے سفیان ثوری سے اسی اسناد کے ساتھ روایت کی کہ نماز میں ہاتھ کو کھ پر رکھنے
کو مکروہ سمجھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس طرح جابر لوگ کہتے ہیں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دوزخی اس طرح آرام کریں گے نیز
اس طرح وہ شخص کرتا ہے جس کو مصیبت نے مدحال کر دیا ہو۔ جب شیطان کو زمین پر اتارا گیا تو وہ اس حال میں اُترا
تھا (یعنی باختصار)۔

إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلْ لِي مِنْ نِصْفِ
النَّهَارِ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلَى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارَى مِنْ
نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلَى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلْ
لِي مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ
قَالَ الْإِسْلَامِيُّ الَّذِينَ تَعْمَلُونَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ
عَلَى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ إِلَّا لَكُمْ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ فَغَضِبَ الْيَهُودُ النَّصَارَى
فَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَأَقْلُ عَطَاءً قَالَ اللَّهُ وَهَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ
شَيْئًا قَالُوا لَا قَالَ فَإِنَّهُ فَضَّلَنِي أُعْطِيَهُ مَنْ شِئْتُ

۳۲۳۶ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

عُمَرُو عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ قَاتِلَ اللَّهِ فُلَانًا

۳۲۳۵ — ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا زمانہ پہلی امتوں کے زمانہ کی نسبت ایسا ہے جیسے نماز عصر اور سورج کے غروب ہونے
کے درمیان وقت ہے۔ تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے چند لوگوں کو کرایہ پر لیا اور
کہا تم میں سے کون ہے جو آدھا دن ایک ایک قیراط پر کام کرے تو یہود نے ایک ایک قیراط پر آدھا دن کام کیا
پھر اُس نے کہا کون ہے جو آدھے دن سے عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر کام کرے تو نصاریٰ نے آدھے دن سے
عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر کام کیا پھر اُس نے کہا کون ہے جو عصر کی نماز سے سورج غروب ہونے تک دو
دو قیراط پر کام کرے۔ دیکھو تم وہ لوگ ہو جو عصر کی نماز سے سورج غروب ہونے تک دو دو قیراط پر کام کرتے
ہو۔ تمہارے لئے دو گنا اجر ہے۔ یہود و نصاریٰ غصہ سے بھر گئے اور کہنے لگے ہم نے کام زیادہ کیا اور اجر کم ملا
تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تمہارے حق سے کچھ کم کیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں اللہ نے فرمایا میرا اپنا فضل ہے
جسے چاہوں عطاء کروں۔ (حدیث ۵۲۷، ۵۲۵ کی شرح دیکھیں)

۳۲۳۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو

الْمُيَعْلَمُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ حَرَمْتُ عَلَيْهِمُ الشُّعْرَ فَيَحْمِلُونَهَا
 ۳۲۳۷ — حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ
 حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَاطِيَةَ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً وَحَدَّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ
 وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَى مُتَعَمِّدٍ أَفْلَيْتَبَوَّأُ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو ہلاک کرے کیا اس کو معلوم نہیں ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے کہ ان پر چربی حرام کی گئی تو انھوں نے اس کو پگھلایا اور بیچا۔ جابر بن عبد اللہ
 اور ابو ہریرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت میں ابن عباس کی متابعت کی۔

(حدیث ۲۰۸۴، ۲۰۸۵ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 ۳۲۳۷ — نے فرمایا میرا کلام لوگوں تک پہنچا دو اگرچہ وہ ایک آیت ہی ہو۔
 بنی اسرائیل کے واقعات بیان کرو اس میں حرج نہیں اور جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ بولا وہ اپنی جگہ دوزخ میں ہے
 شرح : یعنی میرے کلام کی ظاہری علامت اگرچہ فعل یا اشارہ ہو لوگوں
 ۳۲۳۷ — تک پہنچا دو۔ قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ سید عالم صلی اللہ

علیہ وسلم نے حدیث ”کو ذکر نہیں فرمایا کیونکہ قرآن کی آیات کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے ذمہ اٹھایا ہے۔ اس کے
 باوجود آیات کی تبلیغ واجب ہے تو حدیث کی تبلیغ بطریق اولیٰ واجب ہے۔ ایک آیت کا ذکر اس لئے کیا کہ
 سامع کے پاس قرآن کا جو بھی حصہ ہو وہ لوگوں تک پہنچانے میں سستی نہ کرے اگرچہ وہ اقل قلیل ہو۔
 قولہ ”وَحَدَّثُوا عَنِّي“ یعنی بنی اسرائیل کے عجیب و غریب واقعات بیان کرنے میں حرج نہیں لیکن
 ان کے واقعات بیان کرنا مباح ہے واجب نہیں اور نہ ہی ان پر افتراء جائز ہے۔ اور رسول سے ثقہ
 اسناد کے بغیر ابلاغ جائز نہیں۔ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کا معنی یہ نہیں کہ ان پر جھوٹ بولنا مباح ہے
 بلکہ معنی یہ ہے کہ جب ان کی کوئی بات ذکر کرنی ہو تو حرج نہیں کیونکہ ان کی شریعت ہم پر لازم نہیں اور جب
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی روایت کرنی ہو تو ضروری ہے کہ ثقہ راوی سے روایت کی
 جائے تاکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہ بولا جائے (حدیث ۱۰۵ کی شرح دیکھیں)

۳۲۳۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا
 إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ
 عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبِغُونَ فَنُحَالِفُوهُمْ

۳۲۳۸ — ترجمہ : ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود و نصاریٰ مہندی نہیں لگاتے تم ان کی مخالفت کرو !

شرح : بالوں کو مہندی لگانا مستحب ہے کیونکہ جناب رسول اللہ

۳۲۳۸ —

صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کی مخالفت کا حکم دیا ہے۔ اگر

یہ سوال پوچھا جائے کہ بالوں کی سپیدی زائل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تعارض نہیں
 کیونکہ رنگ یا مہندی سے سپیدی کا ازالہ نہیں ہوتا بلکہ سفیدی ڈھانپی جاتی ہے۔ بعض علماء نے کہا "ازالہ" سے
 مراد سفید بالوں کو اکھاڑنا ہے۔ بالوں کو سیاہ کرنا ممنوع ہے۔ امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت
 کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بالوں کو رنگ کرو اور سیاہ کرنے سے بچو ! ابوداؤد نے ابن
 عباس سے مرفوع حدیث ذکر کی ہے کہ آخر زمانہ میں لوگ بالوں کو ایسا رنگ کریں گے جیسے کبوتر کی گردن کے
 ہوتے ہیں وہ لوگ جنت کی ہوائیں پائیں گے۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی ذکر کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے۔ حدیث
 تو بہر کیف صحیح ہے لیکن اس کے مرفوع یا موقوف ہونے میں کلام ہے۔ اگر حدیث موقوف بھی ہو تو اس طرح کا
 حکم عقل سے معلوم نہیں ہو سکتا اور وہ حدیث رفع کے حکم میں ہوتی ہے۔ اسی لئے امام نوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے
 یہ اختیار کیا ہے کہ سیاہ رنگ کرنا تحریم مکروہ ہے۔ علمی نے کہا یہ کراہت صرف مردوں کے لئے ہے عورتیں
 اپنے شوہروں کے لئے خوبصورتی بنانے کے لئے لگا سکتی ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سفید بال مہندی
 اور دسمہ سے رنگ کرنے میں وسعت ہے۔ سیاہ رنگ مجھے پسند نہیں اور جہاد میں بالاتفاق سیاہ رنگ
 کرنا جائز ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ کرنے میں مختلف اقوال ہیں۔ مؤطا میں حضرت
 عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ کرتے
 دیکھا ہے۔ میں بھی یہ پسند کرتا ہوں۔ بعض علماء نے کہا عبد اللہ بن عمر زرد رنگ کرتے تھے۔ بعض علماء نے
 کہا عبد اللہ بن عمر کی حدیث میں زردی سے مراد کپڑوں کو زرد رنگ کرنا ہے۔ چنانچہ ایک قول یہ ہے کہ آپ
 نے ایک بار زرد رنگ کیا۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، علی المرتضیٰ، ابی

۳۲۳۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا
 جَرِيرٌ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا جُنْدُبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ
 وَمَا نَسِينَا مِنْ ذَلِكَ وَمَا نَحْشَى أَنْ يَكُونَ جُنْدُبُ كَذَبَ عَلَى
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهِ جَوْشَرٌ فَجَزَعَهَا حَذَّ سِكِّينَا فَخَرَّبَهَا
 يَدَهُ فَمَارَقَا الدَّمَ حَتَّى مَاتَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بَادَرَنِي عَبْدِي
 بِنَفْسِهِ فَحَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ حَدِيثُ أَبِرْصَ وَأَقْرَعُ وَأَعْمَى

بن کعب، ابن مسیب، سائب بن یزید اور ابن شہاب نے کبھی بالوں کو رنگ نہیں کیا تھا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رنگ نہیں کیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بالوں کو رنگ کرتے تھے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رنگ کرتے تو میں ہی رنگ کرتی۔ امام مالک نے کہا کالے رنگ سے بال رنگنے کے متعلق میں نے کوئی روایت نہیں سنی۔ مہندی اور سرمہ سے رنگنا مجھے پسند ہے۔ بس یہی کافی ہے (یعنی) واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہم سے جُنْدُب نے اس مسجد میں بیان کیا اور جب سے آنھوں نے بیان کیا ہم اس کو مجھو لے نہیں ہیں اور اس کا ہمیں ڈر نہیں کہ جُنْدُب نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا ہو۔ آنھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے ایک شخص کو بہت زخم آئے اور وہ گھبرا گیا تو اس نے چھری لی اور اس کے ساتھ اپنا ماتہ کاٹ دیا اس کا خون بند نہ ہوا حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے اپنی جان میں مجھ سے جلدی کی ہے۔ میں نے اس پر جنت حرام کر دی ہے!

۳۲۳۹ — شرح : حدیث کی عنوان سے مطابقت میں قَبْلَكُمْ میں ہے۔ یہ بنی اسرائیل کو بھی شامل ہے۔ مسجد سے مراد بصرہ کی مسجد ہے۔

قولہ مَا نَحْشَى، اس میں یہ اشارہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل تھے اور جھوٹ سے محفوظ تھے۔ وہ خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی جھوٹی بات نسبت نہ کرتے تھے۔ حدیث میں مذکور شخص

۳۲۴۔ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُو
 ابْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ
 أَبِي طَلْحَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عُمَرَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ
 أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا
 عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ
 حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عُمَرَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ ثَلَاثَةَ فِي بَنِي إِسْرَءِيلَ أَبْرَصَ وَ
 أَقْرَعَ وَأَعْمَى بَدَأَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا
 فَأَتَى الْأَبْرَصَ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ وَجِلْدٌ
 حَسَنٌ قَدْ قَدَرْتُ عَلَى النَّاسِ قَالَ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ فَأُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا
 وَجِلْدًا حَسَنًا فَقَالَ وَآيُ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ فَقَالَ الْوَبْلُ أَوْ قَالَ

کے متعلق فرمایا کہ اس پر جنت حرام کر دی تغلیظ اور زجر پر محمول ہے۔ یا اُس نے خود کشتی کو جائز سمجھا تھا۔
 یہ کفر ہے کافر پر جنت حرام ہے یا اس پر خاص جنت حرام کر دی اور وہ جنت الفردوس ہے (یعنی دکرانی)

بنی اسرائیل کے کوڑھے، اندھے
 اور گنچے کے متعلق حدیث

۳۲۴۔ — ترجمہ : عبد الرحمن بن ابی عمرہ نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
 نے ان سے بیان کیا کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

الْبَقَرُ هُوَ شَكٌّ فِي ذَلِكَ أَنَّ الْأَبْرَصَ أَوَّلًا قَرَعَ قَالَ أَحَدُهُمَا الْأَوَّلُ
وَقَالَ الْآخَرُ الْبَقَرُ فَأُعْطِيَ نَاقَةً عَشْرَاءَ فَقَالَ يُبَارِكُ لَكَ فِيهَا قَالَ وَ
أَتَى الْأَقْرَعَ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ شَعْرٌ حَسَنٌ وَيَذْهَبُ هَذَا
عَنِّي قَدْ قَدَّرَنِي النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ وَأُعْطِيَ شَعْرًا حَسَنًا
قَالَ فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْبَقَرُ فَأَعْطَاهُ بَقْرَةً حَامِلًا وَقَالَ
يُبَارِكُ لَكَ فِيهَا وَآتَى الْأَعْمَى فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ يُوَدُّ اللَّهُ
إِلَى بَصَرِي فَأَبْصِرْ بِهِ النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللَّهُ إِلَيْهِ بَصَرَهُ قَالَ فَأَيُّ
الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْغَنَمُ فَأَعْطَاهُ شَاةً وَالِدًا فَانْتَجَرَ هَذَانِ وَ
وُلِدَ لَهُ هَذَا فَكَانَ لِهَذَا وَادٍ مِّنَ الْإِبِلِ وَلِهَذَا وَادٍ مِّنَ بَقَرٍ وَلِهَذَا وَادٍ
مِّنْ غَنَمٍ ثُمَّ أَتَى الْأَبْرَصَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ فَقَالَ رَجُلٌ مُّسْكِينٌ

علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل کے تین اشخاص کوڑھے ، اندھے ، اور گنجنے کی اللہ تعالیٰ نے آزمائش کرنا چاہی تو ان کے پاس فرشتہ بھیجا وہ کوڑھے کے پاس آیا اور کہا تجھے کونسی چیز پسند ہے اُس نے کہا رنگ اچھا اور جلد اچھی لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ فرشتہ نے اس پر ہاتھ پھیر دیا تو اس کا کوڑھ جاتا رہا اور اچھی رنگت اور خوبصورت جلد اس کو دی گئی۔ پھر اسے کہا کونسا مال تجھے پسند ہے۔ اس نے اونٹ یا گائے کہا۔ راوی نے اس میں شک کیا کہ کوڑھے اور گنجنے میں سے ایک نے اونٹ کہے اور دوسرے نے گائے بیل، تو اس کو دس ماہ کی گائے اونٹنی دی گئی۔ اور فرشتہ نے کہا اللہ تعالیٰ تیرے لئے اس میں برکت کرے پھر وہ گنجنے کے پاس گیا اور کہا تجھے کونسی شئی پسند ہے اس نے کہا بال اچھے ہوں اور یہ گنجنے مجھ سے جاتا رہے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ فرشتہ نے اس پر ہاتھ پھیر دیا تو اس کا گنجن جاتا رہا اور اس کو خوبصورت بال دیئے گئے۔ پھر کہا کونسا مال تجھے پسند ہے۔ اس نے کہا گائے مجھے پسند ہے اُس نے اس کو گائے بھین گائے دے دی اور کہا اللہ تعالیٰ تیرے لئے اس میں برکت کرے۔ پھر وہ اندھے کے پاس آیا اور کہا تجھے کونسی شئی پسند ہے اُس نے کہا اللہ تعالیٰ اس کی مینائی اسے واپس کر دی فرشتہ نے کہا تجھے کونسا مال پسند ہے اُس نے کہا بکری۔ اس کو حاملہ بکری دیدی

یہی مینائی واپس کر دے تو اس لوگوں کو دیکھ سکوں ، فرشتے نے اُس پر ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے

تَقَطَّعْتُ فِي الْحَبَالِ فِي سَفَرِي فَلَا بَلََاغَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ بَكَ
 اسْأَلُكَ بِالَّذِي أَعْطَاكَ الْكُلَّ الْحَسَنَ وَالْجِدَّ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِيرًا
 أَتَبْلَغُ عَلَيَّ فِي سَفَرِي فَقَالَ لَهُ إِنَّ الْحَقُّوْكَ كَثِيْرَةٌ فَقَالَ لَهُ كَأَنِّي
 أَعْرِفُكَ أَلَمْ تَكُنْ أَبْرَصَ يَقْدُرُكَ النَّاسُ فَقِيْرًا فَأَعْطَاكَ اللَّهُ تَعَالَى
 فَقَالَ لَقَدْ وَشِيتُ كَاِبْرًا عَنْ كَاِبْرٍ فَقَالَ إِنْ كُنْتَ كَاَذِبًا فَصَيِّرْكَ اللَّهُ
 إِلَى مَا كُنْتَ وَآتَى الْاَقْرَعَ فِي صُوْرَتِهِ وَهَيْئَتِهِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ
 لِهَذَا وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلَيْهِ هَذَا فَقَالَ إِنْ كُنْتَ كَاَذِبًا فَصَيِّرْكَ
 اللَّهُ إِلَى مَا كُنْتَ وَآتَى الْاَعْمَى فِي صُوْرَتِهِ فَقَالَ رَجُلٌ مُسَكِّنٌ وَابْنُ السَّبِيلِ
 وَتَقَطَّعْتُ فِي الْحَبَالِ فِي سَفَرِي فَلَا بَلََاغَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ بَكَ

اُن دونوں نے بچے دیئے اور اس نے بھی بچہ دیا تو اس کے اونٹوں سے جنگل بھر گیا اور اس کی گائے سے
 جنگل بھر گیا اور اس کی بکریوں سے جنگل بھر گیا پھر فرشتہ کوڑھے کے پاس اسی شکل و صورت میں آیا اور کہنے لگا
 میں مسکین مرد ہوں میرے سفر کا سارا سامان ختم ہو گیا ہے۔ آج اللہ کے بغیر پھرتیرے بغیر پہنچنے کا کوئی ذریعہ نہیں میں
 تجھ سے اللہ کے ذریعے جس نے تجھے اچھی رنگت اور اچھی جلد اور مال عطا فرمایا ہے۔ تجھ سے اونٹ مانگتا ہوں تاکہ میں اُس
 پر سوار ہو کر سفر طے کر لوں۔ گنجنے نے کہا حقوق بہت ہیں۔ فرشتے نے اسے کہا غالباً میں تجھے پہچانتا ہوں کیا تو گنجنے نہ تھا؟ تجھ
 سے لوگ نفرت کرتے تھے کیا تو فقیر نہ تھا؟ اللہ نے تجھے مال دیا اُس نے کہا میں آباؤ اجداد سے وارث ہوں دراصل لیکہ ان
 میں سے ہر ایک بڑا بڑے کا وارث ہوتا ہے۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تعالیٰ تجھے وہی کر دے جو تو تھا پھر وہ
 گنجنے کے پاس اسی شکل و صورت میں آیا اور اسے وہی کہا جو پہلے سے کہا تھا اُس نے بھی وہی جواب دیا جو پہلے نے جواب
 دیا تھا۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تعالیٰ تجھے وہی کر دے جو تو تھا پھر وہ سناہینا کے پاس اسی صورت میں آیا اور
 کہا مسکین مرد اور مسافر ہوں میرے سفر کا سامان ختم ہو گیا ہے۔ آج اللہ کے بغیر پھرتیرے بغیر کفالت نہیں ہے۔ میں
 تجھ سے اس ذات کے ذریعہ سے سوال کرتا ہوں جس نے تیری بینائی واپس کی ہے اور تجھے بکری دی ہے۔
 میں اپنے سفر میں کفالت چاہتا ہوں۔ اور گھر پہنچنا چاہتا ہوں۔ نابینا نے کہا میں اندھا تھا اللہ تعالیٰ نے میری بینائی

أَسْأَلُكَ بِالَّذِي رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً أَتُبَلِّغُ بِهَا فِي سَفَرِي وَقَالَ
قَدْ كُنْتُ أَعْمَى فَرَدَّ اللَّهُ بَصَرِي وَفَقِيرًا فَأَغْنَانِي اللَّهُ فَمِنْهُ مَا شِدْتُ
فَوَاللَّهِ لَا أَحْسَدُكَ الْيَوْمَ لَشَيْءٍ أَخَذْتَهُ لِلَّهِ فَقَالَ أُمْسِكْ مَا لَكَ فَإِنَّمَا
أَبْتَلَيْتُمْ فَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْكَ وَنَحِطْ عَلَى صَاحِبِيكَ

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنَّ أَصْحَابَ
الْكَهْفِ وَالرَّقِيعِ الْكِتَابِ الْمُرْقُومِ مَكْتُوبٌ مِنَ الرِّقْمِ رِبْطًا عَلَى
قُلُوبِهِمْ أَلَمْ نَسْأَلْهُمْ صَبْرًا لَوْلَا أَنْ رَبَطْنَا عَلَى قُلُوبِهَا شَطَطًا إِفْرَاطًا

واپس کی اور میں فقیر تھا۔ اللہ نے مجھے غنی کیا جو چاہو لے جاؤ! بخدا! آج تو نے اللہ کے لئے جو شئی لے لی میں تجھے منع نہیں کروں گا۔ فرشتے نے کہا تم اپنا مال اپنے پاس روکو! تمہارا امتحان لیا گیا ہے شک اللہ تجھ سے راضی ہے اور تیرے دونوں ساتھیوں پر ناراض ہے۔

۳۲۴۰ — شرح : یعنی ان اشخاص کو اللہ تعالیٰ ازل میں ہی جانتا تھا۔ اب اس کے اظہار کا ارادہ کیا یہ مقصد نہیں کہ اب اس کے لئے ان کا حال ظاہر ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نسبت یہ محال ہے اس پر کوئی شئی مخفی نہیں۔ علامہ خطاب رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیث کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان اشخاص کے ابتلاء کا فیصلہ کیا کیونکہ شئی پر قضاء مقدم ہے۔ مسلم کی روایت میں ہے "أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ" یعنی اللہ نے ان کے امتحان کا ارادہ کیا۔ قولہ "قَدْ كُنْتُ" یعنی لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ ایک روایت میں "قَدْ رَدَّ عَلَيَّ النَّاسُ" اور یہ "أَكَلُونِي الْبَرَاءِ عَيْتٌ" کی طرح ہے یعنی اکلوا کا فاعل ضمیر جمع ہے اور براغیث، ضمیر سے بدل ہے۔ قرآن کریم میں ہے "وَأَسْرَوْا الْجُوعَى الَّذِينَ" الذين ضمیر مرفوع متصل سے بدل واقع ہے۔ قولہ "فَسَحَّ" یعنی فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیر دیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے بندے کے ہاتھ میں اثر رکھا ہے اور اس سے لوگ شغلیا ہوتے ہیں "رقیہ" کے باب میں اس کی پوری وضاحت ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ کیا تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کی کھوہ اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے،

الْوَصِيدُ الْفَنَاءُ وَجَمْعُهُ وَصَائِدٌ وَوَصْدٌ وَيُقَالُ الْوَصِيدُ الْبَابُ
الْمَوْصَدَةُ الْمَطْبَقَةُ أَصْدَ الْبَابِ وَأَوْصَدَ بَعَثْنَاهُمْ أَحْيَيْنَاهُمْ
أَزْكَى الْكَثْرَةِ فَضَرَبَ اللَّهُ عَلَى أَذَانِهِمْ فَنَامُوا رَجْمًا بِالْغَيْبِ لَمْ
يَسْتَبِينَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَقْرِضُهُمْ تَتْرُكُهُمْ

اس باب میں قرآن کریم میں سورہ کہف کی بعض آیات کا ذکر ہے۔ صحیح خبر یہی ہے کہ اصحاب کہف نے جہاں پناہ
لی تھی وہ روم کا علاقہ ہے۔ ان کے شہر کا نام ”افسوس“ اور بادشاہ کا نام ”دقیانوس“ تھا۔ وہ قسطنطنیہ
سے تقریباً چالیس کلومیٹر دور ہے۔ اصحاب کہف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت حج کریں گے
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث ہے کہ وہ امام مہدی علیہ السلام کے مددگار ہوں گے۔
ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق اصحاب کہف کے نام یہ ہیں۔ مَكْسَلَيْنَا، يَمْلِيخَا، مَرْطُونَس
بَيْتُونَس، سَارِيُونَس، ذُو فَوَاس، كَشْفِيْطُ طَنُونَس۔ اور ان کے کتے کا نام قطیر ہے۔ ان ناموں
کی خاصیت یہ ہے کہ لکھ کر جس گھر کے دروازے پر لگا دیئے جائیں تو مکان جلنے سے محفوظ رہتا ہے۔ سرمایہ پر
رکھ دیئے جائیں تو چوری نہیں جاتا۔ کشتی یا جہاز ان کی برکت سے غرق نہیں ہوتا۔ بھاگا ہوا شخص ان کی برکت سے واپس
آجاتا ہے۔ کہیں آگ لگی ہو یہ اسماء کپڑے پر لکھ ڈال دیئے جائیں تو وہ بجھ جاتی ہے۔ بچہ کے رونے، باری کے
بخار، دردِ سر، ام الصبیان، تشکی و تری کے سفر میں جان و مال کی حفاظت، عقل کی تیزی، قیدیوں کی
آزادی کے لئے یہ اسماء لکھ کر بطریق تعویذ بازو میں باندھے جائیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا رقیم اس آدمی
کا نام ہے جس میں کہف ہے۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ ان سے یہ بھی منقول ہے کہ رقیم تانبے کی تختی
ہے جس میں اصحاب کہف کے نام درج ہیں۔ وہ اپنی قوم سے نکل کر کسی طرف چلے گئے تھے۔

رَبَطْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ سَمِی نے ان کو صبر کا الہام کیا۔ تَشَطَّطًا، حد سے گزری ہوئی بات الْوَصِيدُ صَحْنِ اس
کی جمع ”وصائد اور وُصْد“ آتی ہے۔ دروازہ کو بھی وصید کہا جاتا ہے۔ مَوْصَدًا، بھڑکتی رہی۔
یہ سورہ کہف میں نہیں اس کو بالتبع ذکر کیا ہے۔ کیونکہ دونوں کا مشتق منہ واحِد ہے۔ أَصْدَ الْبَابِ، دروازہ
کو بند کر دیا۔ بَعَثْنَاهُمْ، ہم نے ان کو زندہ کیا۔ اَزْكَى، ستھرا طعام فَضَرَبَ اللَّهُ عَلَى أَذَانِهِمْ، وہ سو گئے
رَجْمًا بِالْغَيْبِ، غیر واضح۔ مجاہد نے کہا ”تَقْرِضُهُمْ“، ان سے کترا جاتا ہے۔ یعنی سورج اصحاب کہف سے
ایک طرف نکل جاتا ہے اور ان کو چھوڑ دیتا ہے اور ان پر پھوڑی سی شعاع پڑتی ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

الجزء الرابع عشر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَابُ حَدِيثِ الْغَارِ

۳۲۴۱ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ
ابْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلَاثَةٌ نَفَرٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مَمْشُونَ
إِذَا أَصَابَهُمْ مَطَرٌ فَأَوَوْا إِلَى غَارٍ فَانْطَبَقَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ

چودھواں پارہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَابُ حَدِيثِ عَنَارِ

۳۲۴۱ — ترجمہ : نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ تم سے پہلی امت کے تین شخص چل رہے تھے کہ
اچانک ان پر بارش آگئی وہ ایک غار میں داخل ہو گئے تو ان پر غار کا منہ بند ہو گیا۔ انہوں نے ایک

لِبَعْضِ اِنَّهٗ وَاللّٰهُ يَاهُوْلَاءِ لَا يُخَيِّكُمُ الْاِلٰهَ الصِّدْقُ فَلْيَدْعُ كُلُّ
 رَجُلٌ مِّنْكُمْ بِمَا يَعْلَمُ اِنَّهٗ قَدْ صَدَّقَ فِيْهِ فَقَالَ وَاحِدٌ مِّنْهُمْ
 اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اِنَّهٗ كَانَ لِيْ اَجِيرٌ عَمِلَ لِيْ عَلٰى فَرْقٍ مِّنْ اَرْضٍ
 فَذَهَبَ وَتَرَكْتَنِيْ وَاِنِّيْ كُنْتُ عَمَدْتُ اِلٰى ذٰلِكَ الْفَرْقِ فَرَزَعْتُهُ فَمَا
 مِنْ اَمْرَةٍ اَنِّيْ اشْتَرَيْتُ مِنْهُ بَقْرًا وَّاِنَّهٗ اَتَانِيْ يَطْلُبُ
 اَجْرًا فَقُلْتُ لَهٗ اَعْمَدُ اِلٰى تِلْكَ الْبَقْرِ فَسَقَمَهَا فَقَالَ لِيْ اِنَّمَالِيْ عِنْدَكَ
 فَرْقٌ مِّنْ اَرْضٍ فَقُلْتُ لَهٗ اَعْمَدُ اِلٰى تِلْكَ الْبَقْرِ فَامْتَهَا مِنْ ذٰلِكَ الْفَرْقِ
 فَسَاقَهَا فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشِيَّتِكَ فَفَرِّجْ عَلَيْنَا
 فَاَنْسَخْتَ عَنْهُمْ الصَّخْرَةَ فَقَالَ الْاٰخِرُ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اِنَّهٗ كَانَ
 لِيْ اَبْوَانٌ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ وَكُنْتُ اَتِيَهُمَا كُلَّ لَيْلَةٍ بِلَبَسٍ غَنَمِيْ
 فَاَبْطَأْتُ عَنْهُمَا لَيْلَةً فَجِئْتُ وَقَدْ رَقَدَا وَاَهْلِيْ وَعِيَالِيْ يَتَضَاغَوْنَ

دوسرے سے کہا خدا کی قسم اے ساتھیو! تمہیں سچائی کے سوا کوئی شئی نجات نہیں دلا سکتی۔ تم میں سے ہر
 ایک کو چاہیے کہ اس شئی کے وسیلہ سے دعا کرے جسے وہ جانتا ہو اور وہ اس کے بیان کرنے میں سچا ہو
 چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میرا ایک مزدور تھا جس نے ایک فرق چاول کے
 عوض میرا کام کیا وہ چلا گیا اور اجرت چھوڑ گیا میں نے اس فرق کو لے کر زراعت کی تو میں نے اس سے ایک
 گائے خریدی

وہ میرے پاس آیا اور اپنی مزدوری طلب کی تو میں نے کہا وہ گائے مانگ کر لے جاؤ اُس نے کہا تمہارے
 پاس میری اجرت صرف ایک فرق چاول میں نے اسے کہا وہ گائے مانگ لے جاؤ وہ اسی فرق سے
 خریدی ہے۔

وہ گائے مانگ لے گیا اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل تیرے ڈر سے کیا تھا تو ہم

مِنَ الْجُوعِ وَكُنْتُ لَا أَسْقِيهِمْ حَتَّى يَشْرَبَ أَبَوَايَ فَكَرِهْتُ أَنْ
 أَوْقِظَهُمَا وَكَرِهْتُ أَنْ أَدْعُهُمَا فَيَسْتَكِنَا لِشَرِبَتِهِمَا فَلَمْ أَزَلْ أَنْتَظِرُ
 حَتَّى حَلَعَ الْفَجْرُ فَإِنْ كُنْتُ تَعْلَمُ أَيْ فَعَلْتُ ذَلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرَجَ
 عَنَّا فَأَسَاخَتْ عَنْهُمْ الصَّخْرَةُ حَتَّى نَظَرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ الْآخَرُ اللَّهُمَّ
 إِنْ كُنْتُ تَعْلَمُ أَنَّهُ كَانَتْ لِي بِنْتُ عَمٍّ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنِّي
 رَأَوْتُهَا عَنْ نَفْسِهَا فَأَبَتْ إِلَّا أَنْ أَتِيَهَا بِمِائَةِ دِينَارٍ فَطَلَبْتُهَا حَتَّى
 قَدَرْتُ فَأَتَيْتُهَا بِهَا فَيَدَفَعْتُهَا إِلَيْهَا فَأَمَكَنْتُنِي مِنْ نَفْسِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ
 بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ إِنَّكَ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَفْضُ الْخَائِمَ إِلَّا بِحَقِّهِ فَهَمْتُ وَ
 تَرَكْتُ الْمِائَةَ الدِّينَارَ فَإِنْ كُنْتُ تَعْلَمُ أَيْ فَعَلْتُ ذَلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ
 فَفَرَجَ عَنَّا فَفَرَجَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَخَرَجُوا

سے یہ پتھر ٹہا دے چنانچہ پتھر کچھ ہٹ گیا پھر دوسرے شخص نے کہا اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میرے ماں
 باپ بوڑھے تھے میں ہر رات ان کے لئے بکریوں کا دودھ لے جاتا تھا۔ ایک رات دیر ہو گئی میں آیا تو وہ
 سو رہے تھے اور میری بیوی اور بچے بھوک کی وجہ سے بلبلا رہے تھے میں ان کو دودھ نہ پلاتا تھا حتیٰ کہ میرے
 ماں باپ دودھ پی لیں لیکن ان کو بیدار کرنا اچھا نہ سمجھا اور یہ بھی اچھا نہ سمجھا کہ انھیں چھوڑ دوں کہ وہ
 اس کے نہ پینے کی وجہ سے کمزور ہو جائیں اس لئے میں انتظار کرتا رہا حتیٰ کہ فجر طلوع ہو گئی اگر تو جانتا ہے کہ
 میں نے یہ تیرے ڈر سے کیا ہے تو ہم سے پتھر ٹہا دے چنانچہ ان سے پتھر کچھ ہٹ گیا اور انھوں نے آسمان
 دیکھ لیا پھر تیسرے شخص نے کہا اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میرے چچا کی بیٹی مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب
 تھی میں نے اس کا دل لہایا اس نے انکار کر دیا مگر یہ کہ میں اسے سو دینار دوں میں نے دینار تلاش
 کئے اور وہ مجھے مل گئے میں وہ لے کر اس کے پاس آیا اور اس کے حوالہ کئے تو اس نے مجھے اپنے نفس پر
 قادر کر دیا جب میں اس کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھ گیا تو اس نے کہا اللہ سے ڈر اور مہر کو ناحق نہ توڑ
 تو میں اٹھ کھڑا ہوا اور سو دینار بھی چھوڑ دیئے اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ تیرے خوف سے کیا تھا

تو ہم سے یہ پتھر بٹا دے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے پورا پتھر بٹا دیا اور وہ باہر نکل آئے۔

مسترح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ان لوگوں کو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ ان

۳۲۴

کے اعمال کو جانتا ہے۔ تو انہوں نے کیوں یہ کہا کہ اگر تو جانتا ہے

جبکہ یہ شک کے الفاظ ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کلام مقتضی ظاہر کے خلاف ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ ان کو یہ علم نہ تھا کہ اللہ کے نزدیک ان کے اعمال معتبر ہیں اور وہ اس کا جزم نہ کرتے تھے۔ اس لئے انہوں نے کہا اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ ہمارے اعمال تیرے حضور معتبر ہیں تو ہمیں اس مصیبت سے نجات دے دے (کرانی) اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث کی اس سے پہلے ابرص، اقرع اور نابینا کی حدیث سے کیا مناسبت ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں مذکور رقم "أَمْ حَبِيتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ" وہی غار ہے جس میں مذکور تین اشخاص نے پناہ لی تھی۔ بزار اور طبرانی نے حسن اسناد سے ذکر کیا کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تین شخص چل رہے تھے اور وہ غار میں چلے گئے۔ ان پر غار کا دروازہ بند ہو گیا (یعنی)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت کے وقت دھماکوں، والدین کے ساتھ نیکی کرنا ان کی خدمت کرنا بیوی اور اولاد پر ان کو ترجیح دینا افضل عمل ہے۔ حرام کاموں سے بچنا خصوصاً جب ان پر قادر ہو اور کوئی مانع نہ ہوتے ہوئے بچنا بہترین عمل ہے اور امانت کا ادا کرنا افضل عمل ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ کی کرامات ثابت ہیں اور کسی اجنبی کی کوئی چیز اس کے کہنے کے بغیر بیچ دینا اور اس میں تصرف کرنا جائز ہے۔ جبکہ اس کے بعد مالک اس کو جائز قرار دیدے اور پہلی امتوں کے احکام ہمارے لئے مشروع ہیں۔ جب کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے منع نہ کرے کیونکہ مذکور حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور مدح و ثنا یہ واقعہ ذکر فرمایا اور مذکور نیک اعمال کرنے والوں کی مدح فرمائی اور اس امر کو ثابت رکھا۔ اگر یہ ہماری شریعت میں جائز نہ ہوتا تو اس کی وضاحت فرمادیتے۔ ابن بطلال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جس شخص نے کسی کے مال میں جو اُس نے غصب کیا ہو یا اس کے پاس امانت پڑا ہو۔ تجارت کی تو اس کا نفع اس کے لئے جائز ہے۔ جبکہ اصل مال اس کے مالک کو واپس کر دے۔

امام مالک، سفیان ثوری اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی مسلک ہے۔ لیکن مستحب امر یہ ہے کہ اس سے بچے اور ایسے نفع کا صدقہ کر دے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس کے لئے نفع جائز نہیں اور اس کو صدقہ کر دینا ضروری ہے۔ امام محمد اور امام زفر رحمہما اللہ تعالیٰ بھی یہی کہتے ہیں اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ نفع صاحب مال کا ہے اور اس میں جو کمی بیشی ہوئی ہو وہ اس کا ضامن ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک اعمال کو اللہ تعالیٰ کے حضور وسیلہ بنانا مستحب ہے جب نیک اعمال کو وسیلہ بنانا جائز ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کو بطریق اولیٰ

بَابُ ۳۲۴۲ حَدَّثَنَا أَبُو الِیْمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ
أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَمَا امْرَأَةٌ تُرْضِعُ ابْنَهَا
إِذْ مَرَّهَا رَاكِبٌ وَهِيَ تُرْضِعُهُ فَقَالَتْ اللَّهُمَّ لَا تُمِثْ ابْنِي حَتَّى يَكُونَ
مِثْلَ هَذَا فَقَالَ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلَنِي مِثْلَهُ ثُمَّ رَجَعَ فِي الثَّدْيِ وَمَرَّ
بِامْرَأَةٍ تُجَرِّرُ وَيُلْعَبُ بِهَا فَقَالَتْ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ ابْنِي مِثْلَهَا فَقَالَ اللَّهُمَّ
اجْعَلْنِي مِثْلَهَا فَقَالَ أَمَّا الرَّاَكِبُ فَإِنَّهُ كَافِرٌ وَأَمَّا الْمَرْأَةُ فَإِنَّهُمْ يَقُولُونَ
لَهَا تَرْنِي وَتَقُولُ حَسْبِيَ اللَّهُ وَيَقُولُونَ لَهَا تَسْرِقُ وَتَقُولُ حَسْبِيَ اللَّهُ

وسیلہ بنانا جائز ہے۔ قرآن کریم میں ہے ”وَكَانُوا يَسْتَفْتِحُونَ بِهٖ مِنْ قَبْلُ“ یعنی وہ لوگ اس سے
پہلے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات کو لڑائیوں میں فتح حاصل کرنے کے لئے وسیلہ بنایا
کرتے تھے اور کہا کرتے تھے اے اللہ! نبی آخر الزمان کے وسیلہ سے ہمیں فتح و نصرت عطاء فرما! (تفاسیر)
علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حدیث کتاب البیوع میں مذکور ہے۔ وہاں مکی کافر کو مذکور ہے۔
چاول نہیں لیکن مکی اور چاول کے دانے مخلوط ہوں تو ادنیٰ مشابہت کے باعث ہر ایک دوسرے پر اطلاق جائز
ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ ۳۲۴۲

ابو الزناد نے بیان کیا کہ ان سے عبد الرحمن نے بیان کیا کہ
۳۲۴۲ — ترجمہ : انھوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انھوں نے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو دودھ پلا رہی تھی کہ اس کے
پاس سے ایک سوار گزر ا جبکہ وہ عورت بچے کو دودھ پلا رہی تھی تو اس نے کہا اے اللہ میرے بچے کو فوت نہ
کر حتیٰ کہ وہ اس شخص جیسا ہو جائے۔ (یہ سن کر) شیر خوار بچہ نے کہا اے اللہ! مجھے اُس جیسا نہ کرنا پھر

پھر وہ دودھ پینے لگا اور ایک عورت کو گھسیٹا جا رہا تھا اور اس سے ہنسی کی جارہی تھی تو اس عورت نے کہا اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ کرنا تو بچہ نے کہا اے اللہ! مجھے اس جیسا کر شیر خوار بچہ نے کہا سوار کافر تھا اور عورت کو لوگ کہہ رہے تھے تو نے زنا کیا ہے اور وہ کہتی تھی میرا اللہ مجھے کافی ہے۔

شرح : شیر خوارگی اور بچپن میں کئی بچوں نے کلام کیا ہے۔ اول حضرت یوسف علیہ السلام کی برأت کی شہادت زلیخا کے ماموں کے

۳۲۲۲ —

لڑکے نے دی جو اس وقت گہوارہ میں تھا۔ دوم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اوائل ولادت میں یہ کلام فرمایا دو اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصلًا

۳ : عیسیٰ علیہ السلام نے کلام فرمایا جو قرآن کریم میں مذکور ہے۔ ۴ : حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ مریم بنت عمران علیہم السلام نے کلام کیا سورہ مریم میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

۵ : حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بچپن میں کلام کیا۔ ۶ : حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب پیدا ہوئے تو اپنے دونوں قدموں پر کھڑے ہو کر فرمایا لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ الملک ولہ الحمد الحمد للہ الذی ہدانا لهذا ۷ : حضرت نوح علیہ السلام کی والدہ خطرات کے پیش نظر آپ کی ولادت کے وقت ایک غار میں تشریف لے گئیں اور وہاں ان کو جنم دیا جب واپس ہونے لگیں تو کہا مائے نوح! اسی وقت حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: اے میری پیاری ماں فکر نہ کر جس نے مجھے پیدا کیا ہے وہ میری حفاظت کرے گا۔

۸ : حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے جب آپ کو جنم دیا تو آپ نے دونوں قدموں پر کھڑے ہو کر فرمایا: اے میری ماں! فرعون سے کوئی ڈر خطرہ محسوس نہ کرنا اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

۹ : جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنی والدہ کے پیٹ میں تھے تو بحالت جنین فرمایا میں گم ہونے والا ہوں اور لمبا زمانہ اپنے والد سے غائب رہوں گا۔ آپ کی والدہ نے یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام سے ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا اس کو راز میں رہنے دو کسی سے یہ ذکر نہ کرنا

۱۰ : ایک بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھا جب اُس نے چھینک لی تو بچے نے پیٹ میں چھینک کا جواب دیا۔ موجود لوگوں نے پیٹ میں سے آواز کو سنا

۱۱ : ایک عورت اپنے بیٹے کو دودھ پلا رہی تھی۔ اس کے پاس سے ایک عورت کو گھسیٹ کر لے جایا جا رہا تھا اور لوگ کہتے تھے تو نے زنا کیا ہے تو نے چوری کی ہے تو اس بچے نے اس عورت کی برأت کی شہادت دی۔

۳۲۲۳ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ
 أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا كَلَبٌ يُطِيفُ بِرَكِيَّةٍ كَادَتْ تَقْتُلُهُ
 الْعَطَشُ إِذْ رَأَتْهُ بَغِيٌّ مِنْ بَغَايَا بَنِي إِسْرَائِيلَ فَذَرَعَتْ مُوقَهَا فَسَقَتْهُ
 فَغَفَرَ لَهَا بِهِ

۱۲ : اصحاب خندق جن کو عذاب دیا جا رہا تھا ایک شیر خوار بچہ نے اپنی والدہ سے کہا نکرمت کر
 تو حق پر ہے۔
 ۱۳ : فرعون کی لڑکی کی نوکرانی جو اسے کنکھی کیا کرتی تھی جب وہ مسلمان ہو گئی اور فرعون کی بیٹی کو تپہ
 تو اس نے فرعون کو بتایا کہ ہماری مشاطہ مسلمان ہو چکی ہے۔ فرعون نے تانبے کے برتن کو گرم کر کے اس میں
 مشاطہ اور اس کی اولاد کو ڈالنے کا حکم دیا تو بچے نے کہا اے میری ماں صبر کر یقیناً تو حق پر ہے۔ حالانکہ
 بچہ شیر خوار تھا۔

۱۴ : بعض صحابہ نے بیان کیا میں مکہ مکرمہ گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عجیب شئی
 دیکھنے میں آئی۔ ایک شخص نو مولود بچہ کو کپڑے میں لپیٹ کر آپ کے پاس لایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ
 سے فرمایا میں کون ہوں؟ بچے نے فصیح زبان سے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو
 سچ کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے برکت والا کرے۔ اس کے بعد اس بچہ نے کلام نہ کیا ہم اس کو مبارک پیامہ
 کہتے تھے۔ یہ حجتہ الوداع کا واقعہ ہے۔

۱۵ : جرج راسب کا واقعہ : فاحشہ عورت کے نو مولود بچہ نے جرج کی برأت کی شہادت دی۔
 حدیث ۱۱۳۶، ۳۲۱۶ میں اس کی تفصیل ہے۔

۱۶ : شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ میں نے اپنی بیٹی زینب سے کہا جو شیر خوار
 تھی اور اس کی عمر تقریباً ایک برس تھی۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے جمع کرے اور انزال نہ ہو تو کیا اس پر
 غسل واجب ہے یا نہیں تو اس نے فوراً جواب دیا اس پر غسل واجب ہے۔ موجود لوگ یہ سن کر حیران رہ گئے
 اس کے بعد میں اپنی بیٹی سے جدا ہو کر مکہ مکرمہ چلا گیا اور ایک سال غائب رہا۔ میں نے اس کی والدہ کو حج کرنے کی
 اجازت دی وہ آئی تو میں اس کی ملاقات کرنے نکلا میری بیٹی نے اونٹ کے اوپر مجھے دیکھ لیا حالانکہ وہ
 شیر خوار تھی۔ ابھی اس کی والدہ نے مجھے نہیں دیکھا تھا۔ لڑکی نے کہا یہ میرا باپ ہے اور میں نے میری طرف مائل

۳۲۴۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ
شَهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّكَ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ
عَامَرَ حَجَّ عَلَى الْمُنْبَرِ قَتَاوَلْ قِصَّةً مِنْ شَعْرٍ وَكَانَتْ فِي يَدِ حَرْسِيِّ فَقَالَ
يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ ابْنَ عَلِيٍّ وَكُمُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ
هَذِهِ وَيَقُولُ إِنَّمَا هَلَكْتُ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَ هَذِهِ نِسَاءً وَهُمْ

ہونے لگی۔ الحاصل شیرخوارگی، بچپن اور شکم مادر میں کئی بچوں نے کلام کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مریم کے پیٹ میں انجیل یاد کر لی تھی۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی والدہ کے پیٹ میں آدھا قرآن یاد کر لیا تھا۔ فَسَبَّحَانَ مَنْ شَرَّفَ عِبَادَةَ هَكَذَا (ماخوذ از روح البیان)

۳۲۴۳ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک دفعہ ایک کتا ایک کنوئیں کے چاروں طرف گھوم رہا تھا قریب تھا کہ پیاس اس کو ہلاک کر دے۔ اچانک بنی اسرائیل کی فاحشہ عورتوں میں سے ایک فاحشہ عورت نے اس کو دیکھا تو اس نے اپنا جوتا اتارا اور اس کو پانی پلایا تو اس کے سبب اس کو بخش دیا گیا

۳۲۴۳ — شرح : یہ حدیث کتاب المساقات میں گزری ہے۔ وہاں یہ واقعہ مرد کے متعلق ہے۔ ایسے ہی کتاب الطہارۃ میں یہ واقعہ مرد کے متعلق ہے۔ بعض علماء نے کہا یہ متعدد واقعات ہیں۔ ایک مرد کے متعلق ہے۔ دوسرا عورت کے متعلق ہے۔ حدیث ۲۲۰۸ اور حدیث ۱۷۲ کی شروح دیکھیں۔

۳۲۴۴ — ترجمہ : حمید بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ انھوں نے امیر معاویہ بن ابوسفیان کو جس سال انھوں نے حج کیا یہ فرماتے ہوئے سنا جبکہ انھوں نے بالوں کی ایک دیگ جو انھوں نے ایک سپاہی کے ہاتھوں سے لی تھی پکڑ کر کہا اے مدینہ منورہ والو! تمہارے علماء کہاں ہیں۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے منع کرتے ہوئے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا بنی اسرائیل کی عورتوں نے جب ان کو اپنا شعار بنایا تو وہ ہلاک ہو گئے۔

۳۲۴۴ — شرح : حرسی کا معنی سپاہی ہے۔ حراس طرف منسوب ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو بادشاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ قولہ ابْنِ عَلِيٍّ وَكُمُ، اس سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے علماء ایسی بُری شئی سے عورتوں کو منع کیوں نہیں

۳۲۴۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ
ابْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهُ قَدْ كَانَ يَنْمُو مَضَى قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ وَإِنَّهُ
إِنْ كَانَ فِي أُمَّتِي هَذِهِ مِنْهُمْ فَأَنَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
۳۲۴۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي
عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الصَّدِّيقِ النَّاجِي عَنْ أَبِي
سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ فِي بَنِي إِسْرَءِيلَ
رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ إِنْسَانًا ثُمَّ خَرَجَ يَسْأَلُ فَاتَى رَاهِبًا فَسَأَلَهُ

نہیں کرتے اور وہ اس جیسے منکرات کو روکنے سے غافل کیوں ہیں؟ یہ مقصد نہیں کہ اس وقت علماء قلیل تعداد میں تھے
جبکہ اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم وفات پا چکے تھے اور کم علم لوگ رہ گئے تھے جو ایسے امور کی پرواہ نہ کرتے تھے۔
اس لئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے غفلت برتنے پر ان کو زجر و تہدید کی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ منکرات
اور خلاف شرع امور کے ازالہ کا حکام کو اہتمام کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ امور لوگوں کی ہلاکت کا باعث ہیں۔ ایسے
ہی عورتوں کا جاذب القلوب لباس پہن کر بازاروں کی زینت بننا غضب خدا کو دعوت دینا ہے (اعاذنا اللہ منہ)
۳۲۴۵ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے۔ اگر میری امت میں ایسا کوئی ہے تو یقیناً وہ عمر بن خطاب ہے۔
شرح : محدث مفتوح الدال ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ محدث وہ ہے جس
کے دل میں اللہ تعالیٰ اچھی شئی کالقاء کرتا ہے۔ گویا کہ وہ جو گمان کرتا ہے دست
ہوتا ہے اور اس کے دل میں کوئی بات آتی ہے تو نفس الامر کے مطابق ہوتی ہے۔ یہ اولیاء اللہ کا بہت بڑا مقام
ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں محدث وہ ہے جس کی زبان پر حق جاری ہو۔ بعض کہتے ہیں جس سے فرشتے گفتگو کریں اس
حدیث سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے اور اولیاء اللہ کی کرامات ثابت ہوتی ہیں جو
قیامت تک منقطع نہ ہوں گی۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!
۳۲۴۶ — ترجمہ : ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل

فَقَالَ لَهُ هَلْ تَوْبَةٌ قَالَ لَا فَمَتَّلَهُ فَجَعَلَ يُسَالُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ إِنَّكَ قَرِيبٌ
كَذَّابٌ كَذَّابٌ فَادْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلَائِكَةُ
الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَبَاعِدِي وَقَالَ
قَبَسُوا مَا بَيْنَهُمَا فَوُجِدَ إِلَى هَذِهِ أَقْرَبُ بِشِيرٍ فَعُضِرَ لَهُ

میں ایک شخص تھا جس نے نناوے انسان قتل کر دیئے تھے۔ پھر وہ اس کے متعلق دریافت کرنے نکلا تو ایک راہب کے پاس آیا اور اس سے دریافت کیا اور کہا کیا اس کی توبہ قبول ہے؟ راہب نے کہا نہیں۔ تو اُس نے راہب کو بھی قتل کر دیا۔ پھر وہ دریافت کرنے نکلا تو ایک شخص نے اسے کہا فلاں فلاں گاؤں میں جاؤ۔ (وہ اس طرف جا رہا تھا، اس کو موت نے پالیا تو اُس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف مائل کر دیا (جدھر وہ توبہ کرنے جا رہا تھا) اس کے بارے میں رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں باہم تکرار ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو اشارہ کیا کہ تو اس کے قریب ہو جا اور اس بستی (جس سے نکلا تھا) کو حکم دیا کہ تو دور ہو جا۔ اور فرمایا دونوں بستیوں کا درمیان پیمائش کرو تو وہ اس بستی کے ایک بالشت زیادہ قریب پایا گیا (جدھر وہ جا رہا تھا) اللہ نے اس کو بخش دیا۔

شرح : طبرانی کی روایت میں ہے اُس نے ظلماً نناوے انسان قتل کئے تھے

۳۲۴۶ —

مسلم نے ہمام کے طریق سے قنادہ سے روایت کی کہ وہ روئے زمین پر بہت بڑے عالم کی جستجو میں نکلا تاکہ اس سے پوچھے کہ اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ چنانچہ وہ ایک نصرانی راہب کے پاس گیا۔ راہب کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر رفع کے بعد کا ہے کیونکہ رہبانیت کی ابتداء ان لوگوں سے ہوئی تھی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متبع تھے۔ اس حدیث میں اشکال ہے جس کی تقریر یہ ہے کہ اگر ہم یہ کہیں کہ ایسے شخص کی توبہ قبول نہیں تو سارے نصوص کی مخالفت ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَالَّذِينَ تَابُوا** الایۃ۔ اور اگر ہم یہ کہیں کہ توبہ قبول ہے تو نصوص شرع کی مخالفت ہوتی ہے۔ کیونکہ توبہ کے ساتھ حقوق العباد معاف نہیں ہوتے۔ بلکہ ان میں توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ حقوق العباد ان لوگوں کے سپرد کئے جائیں جو اُن کے مستحق ہیں یا ان سے معاف کرار۔ بایں اس کہ باب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب اس شخص سے راضی ہو گیا اور اس کی توبہ قبول کر لی تو وہ لوگ بھی راضی ہو جائیں گے جن کے حقوق اس نے غصب کئے تھے۔ جب وہ شخص مر گیا تو رحمت اور عذاب کے فرشتے پہنچ گئے۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا کہ اس نے دل سے توبہ کر لی ہے اور عذاب کے فرشتوں نے کہا اُس نے کوئی نیک کام نہیں کیا ہے۔ ہشام کی روایت میں ہے کہ فرشتوں نے دونوں بستیوں کے درمیان مسافت کی پیمائش کی تو جس بستی کی طرف وہ جا رہا تھا وہ دوسری بستی سے جہاں سے

۳۲۲۷ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ
قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْبَلَ
عَلَى النَّاسِ فَقَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ لَيَّسُوقُ بَقْرَةً أَذْرِكُهَا فَضَرَبَهَا فَقَالَتْ
إِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهَذَا إِنَّمَا خُلِقْنَا لِلْحَرْثِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللَّهِ بِقَرَّةٍ

آیات تھا۔ زیادہ قریب تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام گناہوں سے توبہ کرنی مشروع ہے حتیٰ کہ قتل وغیرہ کبائر سے توبہ کرنی مشروع ہے۔ قاضی نے کہا اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ دوسرے گناہوں کی طرح قتل سے بھی توبہ مقبول ہے۔ اور جن نصوص سے توبہ کی عدم قبولیت معلوم ہوتی ہے وہ زجر و تہدید پر محمول ہیں تاکہ لوگ قتل پر جرأت نہ کرنے لگیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ**، لہذا شرک کے سوا ہر گناہ معاف ہو سکتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءُ لَهُ جَهَنَّمُ**، جو کوئی عمداً مومن کو قتل کرے اس کی سزا دوزخ ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ قتل عمداً معاف نہیں ہوتا اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اس کو سزا دینا چاہے تو اس کی سزا یہی ہے جو آیت کریمہ میں مذکور ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو سزا نہ دے اور معاف کر دے۔ یا معنی یہ ہے کہ قاتل مومن کے قتل کو حلال سمجھ کر قتل کرے تو یقیناً قاتل ہمیشہ دوزخ میں رہے گا کیونکہ مومن کے قتل کو حلال سمجھنا کفر ہے۔ قاعدہ ہے کہ جب مشتق پر حکم کیا جائے تو اس کا ماخذ حکم کی علت ہوتا ہے۔ لہذا اور مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا، میں قتل کا سبب ایمان ہے۔ یعنی قاتل نے مقتول کو اس لئے قتل کیا تھا کہ وہ مومن ہے۔ لہذا اس کا حکم یہ ہے کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اس میں سب کا اتفاق ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم کو عابد پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ پہلے راہب نے جو فتویٰ دیا تھا کہ اس کی توبہ قبول نہیں اس پر عبادت کا غلبہ تھا۔ اُس نے سناوے انسانوں کے قتل کو بہت بڑا گناہ سمجھا تھا جبکہ دوسرے راہب پر علم کا غلبہ تھا اس نے اچھا جواب دیا اور اس نجات کی راہ بتائی۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دو شخصوں کا اپنے جھگڑے کے تصفیہ کے لئے تیسرے کو حاکم تسلیم کر لینا جائز ہے اور اس کا فیصلہ دونوں کے لئے قابل قبول ہوگا۔ کیونکہ رحمت اور عذاب کے فرشتوں نے باہم جھگڑا کیا تو تیسرے فرشتہ نے ان میں فیصلہ کر دیا جو انسانی شکل و صورت میں ظاہر ہوا تھا۔ فرشتوں نے اس کے فیصلہ کو تسلیم کیا اور اس پر عمل کیا۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ علماء اور نیک لوگوں کے مقامات

تَكَلَّمَ قَالَ فَإِنِّي أَوْ مِنْ هَذَا أَنَا وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثُمَّ وَبَيْنَهُمَا
رَجُلٌ فِي غَمَةٍ إِذَا عَدَا الذِّئْبُ فَذَهَبَ مِنْهَا بِشَاةٍ فَطَلَبَ حَتَّى
كَانَتْهُ اسْتَنْقَذَهَا مِنْهُ فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ هَذَا اسْتَنْقَذَهَا مِنِّي
فَمَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبْعِ يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِي فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ
اللَّهِ ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ قَالَ فَإِنِّي أَوْ مِنْ هَذَا أَنَا وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثُمَّ
حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ
إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِثْلَهُ

کی طرف قصد کر کے جانا باعث برکت ہے۔ اور ان کے تو شل سے اللہ تعالیٰ گناہ معاف کر دیتا ہے۔
واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے صبح کی نماز ادا فرمائی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور

فرمایا ایک دفعہ ایک شخص بیل کو چلا رہا تھا اچانک وہ اس پر سوار ہو گیا اور اس کو مارا تو اس نے کہا میں اس لئے
پیدا نہیں ہوا ہوں ہم تو صرف کھیتی باڑی کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ لوگوں نے کہا سبحان اللہ! بیل باتیں
کرتا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اور ابو بکر و عمر اس پر یقین رکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ دونوں
(ابو بکر و عمر) وہاں موجود نہ تھے۔

ایک دفعہ ایک شخص اپنی بکریوں میں موجود تھا۔ اچانک بھیڑیے نے حملہ کیا اور ان میں سے ایک بکری
اٹھا کر لے بھاگا۔ چرواہے نے اس کا پیچھا کیا اور اس سے بکری چھڑالی پھر بھیڑیے نے اس سے کہا یہ بکری
تم نے مجھ سے چھڑالی ہے۔ سب کے روز ان کا محافظ کون ہوگا جس دن میرے سوا ان کا چرواہا کوئی نہ
ہوگا۔ لوگوں نے کہا سبحان اللہ! بھیڑیا باتیں کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور ابو بکر و عمر
اس پر یقین رکھتے ہیں حالانکہ وہ دونوں اس محفل میں موجود نہ تھے۔ علی، سفیان نے مسعر سے روایت کی
انھوں نے سعد بن ابراہیم سے انھوں نے ابوسلمہ سے انھوں نے ابو ہریرہ سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم سے اس جیسی روایت کی (حدیث ۲۱۷۴ کی شرح دیکھیں)

۳۲۴۸ — حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ
عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَارًا لَهُ فَوَجَدَ
الرَّجُلُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عَقَارِهِ حِزَّةً فِيهَا ذَهَبٌ فَقَالَ
لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّي إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ
الْأَرْضَ وَلَمْ أَبْتَغِ الذَّهَبَ وَقَالَ الَّذِي لَهُ الْأَرْضُ إِنَّمَا بَعْتُكَ
الْأَرْضَ وَمَا فِيهَا فَتَحَا كَمَا إِلَى رَجُلٍ فَقَالَ الَّذِي تَحَا كَمَا إِلَيْنَا كَمَا
وَلَدٌ قَالَ أَحَدُهُمَا إِلَى غُلَامٍ وَقَالَ الْآخَرُ إِلَى جَارِيَةٍ قَالَ أَنْكِحُوا
الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَأَنْفِقُوا عَلَى أَنْفُسِهِمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقَا

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ایک شخص نے دوسرے شخص سے اس کی زمین خرید کی تو جس

۳۲۴۸ —

شخص نے زمین خریدی اس نے اس زمین میں ایک ٹکڑا یا جس میں سونا تھا تو زمین کے خریدار نے کہا مجھ سے
سونا لے لو میں نے تم سے زمین خرید کی ہے۔ سونا نہیں خریدا۔ زمین کے مالک نے کہا میں نے زمین اور جو
چھ اس میں تھا بیچ دیا تھا۔ چنانچہ وہ دونوں ایک شخص کے پاس جھگڑا لے گئے تو جس کے پاس وہ جھگڑا
لے گئے اس نے کہا کیا تمہاری اولاد ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا میرا لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا میری لڑکی
ہے۔ اُس نے کہا لڑکے کا لڑکی کے ساتھ نکاح کر دو اور اس سونے میں سے ان پر خرچ کرو!

شرح : عتقار کا معنی اصل مال ہے۔ جو زمین وغیرہ کی قسم سے ہو۔ کسی شے کے
اصل کو عتقار کہا جاتا ہے۔ مکان اور کھجور پر بھی عتقار کا اطلاق ہوتا ہے

۳۲۴۸ —

حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ بائع مشتری نے تیسرے شخص کو اس فیصلہ کا حاکم مقرر کیا تھا لیکن اسحاق بن
بشر کی حدیث میں تصریح موجود ہے کہ وہ شخص حکومت کی طرف سے حاکم مقرر تھا۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث کے آخری
الفاظ یہ ہیں۔ أَنْكِحُوا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَأَنْفِقُوا عَلَى أَنْفُسِهِمَا وَتَصَدَّقَا، اس میں جمع کا صیغہ مذکور ہے
اور تَصَدَّقَا، تثنیہ کا صیغہ ہے۔ جمع اور تثنیہ کے صیغوں کے ذکر کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ عقد نکاح

۳۲۴۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي
 مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَعَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ
 عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَسْأَلُ أَسَامَةَ بْنَ
 زَيْدٍ مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطَّاعُونَ
 فَقَالَ أَسَامَةُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُونَ رِجْسٌ
 أُرْسِلَ عَلَى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَوْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَإِذَا
 سَمِعْتُمْ بِهِ يَارِضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ يَارِضٌ وَأَنْتُمْ فِيهَا
 فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ قَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا يَخْرُجُكُمْ إِلَّا فِرَارًا مِنْهُ

میں دو گواہ ہونے ضروری ہیں اس طرح وہ چار ہو جائیں گے۔ اس لئے ”اَنْكَحُوا“ جمع ذکر کیا اور خرچ کرنے میں
 کبھی مددگار کی ضرورت پڑتی ہے۔ چنانچہ وکیل مقرر کیا جاتا ہے کہ وہ خرچ کرے تو اس اعتبار سے ”اَنْفَقُوا“
 جمع ذکر کیا ہے۔ اور صدقہ کرنے میں تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ اس میں بیوی خاوند دونوں ہی مخصوص ہوتے ہیں
 اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فیصلہ کے لئے اپنے طور پر حاکم بنانا جائز ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
 کہتے ہیں اگر حکم، کا فیصلہ شہر کے قاضی کی رائے کے موافق ہو تو نافرمان ہوگا ورنہ نہیں۔ امام مالک اور امام
 شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا اس میں شرط یہ ہے کہ اس میں فیصلہ کرنے کی اہلیت ہو اور وہ حق فیصلہ کرے اگرچہ
 قاضی کی رائے کے موافق ہو یا مخالف ہو۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک قول یہ ہے کہ جو کوئی زمین کا مالک
 ہو جائے تو وہ عطا کردہ باطن کی ہر شئی کا مالک ہو جاتا ہے اور زمین فروخت کرتے وقت اس کو زمین کے
 باطن میں کسی شئی کا علم نہ ہونا اس کی ملکیت کو ساقط نہیں کرتا (یعنی) اس حدیث سے واضح ہوتا کہ وہ
 لوگ بہت محتاط اور متقی تھے بخلاف اس پُر آشوب دور کے کہ ذرہ ذرہ پر بددیانتی کرتے ہیں اور لوگوں کے
 مال غصب کرنے میں فخر کرتے ہیں ”أَعَاذَنَا اللَّهُ بِمَنَّهُ“

ترجمہ : عامر بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے والد حضرت سعد بن ابی
 ۳۲۴۹ — وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے سعد سے سنا کہ

انھوں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ تم نے طاعون کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

سے کیا سنا ہے؟ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون عذاب ہے جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر آیا تھا یا تم سے پہلے لوگوں پر آیا تھا جب تم سنو کہ کسی زمین میں طاعون ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی جگہ طاعون آئے اور تم وہاں موجود ہو تو وہاں سے بھاگ کر نہ جاؤ۔ ابو نصر نے کہا صرف طاعون سے بھاگنے کی غرض سے نہ نکلو۔

— ۳۲۴۹ —

شرح : طاعون مرض ہے جس سے کثیر اموات مواقع ہوتی ہیں اور وہ سخت دردناک

ورم ہے جو عموماً بغلوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ وہ جلن کے ساتھ ظاہر ہوتا

ہے اور اس کی چاروں اطراف سیاہ یا سبز ہو جاتی ہیں اس کے ساتھ دل گھبراتا ہے اور قی آتی ہے۔ یہ عذاب ہے

جو بنی اسرائیل پر بھیجا گیا تھا۔ لیکن یہ اس امت مرحومہ کے لئے رحمت ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو

طاعون سے مر جائے وہ شہید ہے۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں طاعون آئی ہو وہاں سے صرف

طاعون کے خوف سے بھاگ کر نہیں نکلنا چاہیے۔ البتہ کسی اور غرض کے لئے نکلنا جائز ہے۔ جیسا کہ حدیث سے

ظاہر ہے۔ فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ، کوفہ میں طاعون آئی تو مغیرہ بن شعبہ وہاں سے بھاگ نکلے جب بنی حوین

کی بستی میں پہنچے تو طاعون کا شکار ہو گئے اور فوت ہو گئے۔ البتہ جہاں یہ مرض ہو وہاں جانے سے منع کیا گیا

ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی جگہ طاعون آئی ہو وہاں مت جاؤ اسی لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ

نے جب شام پر حملہ کا ارادہ کیا اور سورغ مقام میں پہنچے تو وہاں سے واپس آ گئے۔ تاکہ نفوس انسانیہ کو اولام پریشان

نہ کریں۔ جہاں یہ مرض واقع ہوئی ہو وہاں سے اس کے دُور سے بھاگ نکلنا ممنوع ہے۔ اور بھاگنے والا صحیح

سلامت نہیں رہتا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ”طاعون سے بھاگنا ایسا ہے جیسے کافروں کے ساتھ

جنگ میں معرکہ سے بھاگ جائے۔ قرآن کریم میں ہے جو لوگ اپنے گھروں سے ہزاروں کی تعداد میں نکلے وہ سب مر گئے

کیونکہ وہ طاعون سے دُور کر بھاگ نکلے تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ چالیس ہزار آدمی تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا

جائے کہ اس حدیث کے آخر میں ہے ”قَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا يُخْرِجُكُمْ إِلَّا فِرَارًا مِنْهُ“ بظاہر اس سے یہی سمجھ

آتا ہے کہ جہاں طاعون واقع ہو وہاں سے تمہیں کوئی شئی سوا فِرار کے نہ نکالے۔ یعنی طاعون سے بھاگ نکلنا صحیح ہے

حالانکہ یہ حدیث کے مقصود کے خلاف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ”لفظِ اِلَّا“ استثناء کے لئے نہیں ایجاب

کے لئے ہے۔ اصل عبارت اس طرح ہے۔ لَا تَخْرُجُوا اِذَا لَمْ يَكُنْ خُرُوجُكُمْ اِلَّا فِرَارًا مِنْهُ، یعنی جب

تمہارا نکلنا صرف طاعون سے فرار کے لئے ہو تو وہاں سے مت نکلو۔ بعض علماء نے یہ جواب دیا کہ ”اِلَّا“، زائد

ہے۔ جیسے اس آیت کریمہ ”مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ“ میں ”اَلَّا“ زائد ہے۔ صحیح یہ ہے کہ ”اِلَّا“ کو حذف کر دیا جائے

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس سے مراد حصر ہے یعنی جس خروج سے منع کیا گیا ہے۔ وہ محض فرار کے طور پر

ہو۔ اور کسی غرض کے لئے نہ ہو لہذا مُغْلَلِ مِنْہِی عَنْہِی کی تفسیر یہ نہیں کی تفسیر نہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ کلمہ ”اِلَّا“ ذکر

کرنے میں راوی سے غلطی ہوئی ہے۔ درست یہ ہے کہ اس کو حذف کیا جائے لہذا کسی دوسری غرض جیسے تجارت

۳۲۵۰. حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ

ابْنُ أَبِي الْقُرَاتِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ نَجِي بْنِ يَعْمَرَ
عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُونَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ عَذَابُ يَبْعَثُهُ
اللَّهُ عَلَى مَنْ يَتَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَأَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ جَعَلَ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ
لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُونَ فِيمَكَثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا
يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ
— أَجْرِ شَهِيدٍ ۳۲۵۱ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا

وغیرہ کے لئے نکلنا مباح ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ ”الافزار“ میں ہمزہ مکسور ہے اور فاد ساکن ہے۔ یعنی تم کو افرار نہ نکالے۔ مگر اس ترجمہ میں تاویل ہے کیونکہ افرار انہیں کہا جاتا تو فزارا، کہا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم

ترجمہ : سید عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے

متعلق سوال عرض کیا تو آپ نے بیان فرمایا طاعون عذاب ہے جسے اللہ تعالیٰ جس پر چاہے بھیجتا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے رحمت کیا ہے۔ جہاں طاعون واقع ہو اور وہاں کوئی مومن ٹھہرا رہے اور صبر کرے اور اللہ سے ثواب کا طلبگار رہے اس حال میں کہ وہ جانتا ہو کہ اس کو کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقدر کی ہے تو اسے شہید کا ثواب ملتا ہے۔

۳۲۵۰۔ شرح : اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اس امت مرحومہ پر اللہ تعالیٰ کی بہت مہربانی ہے۔ کیونکہ جو بیماری دوسری امتوں کے لئے عذاب

مقرر کی گئی ہے وہ اس امت مکرّمہ کے لئے اللہ کی رحمت ہے۔ جبکہ طاعون بنی اسرائیل کے لئے عذاب اور اس امت کے لئے رحمت ہے۔ اور ”لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ“ میں کلمہ مِنْ زائد ہے۔ اور صابراً مُحْتَسِباً اور لَعَلِّمْ احوال مترادف یا متداخل ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم !

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کو ایک عورت مخزومیہ جس نے چوری کی تھی نے غم میں ڈالا۔ انہوں نے

لَبِثْتُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قُرَيْشًا أَهْمَهُمْ
 شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمُخْرُومَةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا مَنْ يَكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حَتَّى
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْتَفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ
 إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ أَنْهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ
 تَزَكَّوْا وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَآيَمَ اللَّهُ
 لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا

کہا اس کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون کلام کرے؟ انہوں نے کہا اسامہ بن زید جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں وہ آپ سے کلام کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اسامہ نے آپ
 سے گفتگو کی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اللہ کی حدود میں سے کسی کے متعلق گفتگو کرتے ہو؟
 پھر آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا تم سے پہلے لوگوں کو اس شئی نے ہلاک کیا کہ جب ان میں کوئی دولت مند
 چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے تھے۔ اللہ کی قسم! اگر
 سلمان خاتون چوری کرے تو اس کا بھی ہاتھ قطع کروں گا!

شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت **إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ**
مِنْ قَبْلِكُمْ، کے الفاظ میں ہے۔ کیونکہ ”مِنْ قَبْلِكُمْ“ سے

— ۳۲۵۱ —

بنی اسرائیل مراد ہیں۔ جس مخزومیہ عورت نے چوری کی تھی وہ فاطمہ بنت اسود بن عبد الاسد تھی۔ اُس نے زیور چوری
 کیا تھا۔ یہ فتح مکہ کا واقعہ ہے۔ اس عورت کا والد جنگِ بدر میں کافر قتل ہو گیا تھا۔ اُس نے قسم کھائی تھی کہ وہ
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خود توڑے گا۔ وہ بڑے زور سے لڑتا رہا۔ حتیٰ کہ آپ تک پہنچ گیا۔ حضرت
 امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کو پکڑا اور قتل کر دیا اور اس کا خون پانی سے مل گیا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے۔ اس حدیث میں ان کی واضح منقبت ہے۔

۳۲۵۲ — حَدَّثَنَا أَدْمُثْنَا شُعْبَةُ ثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ
 قَالَ سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ الْهَلَالِيَّ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَمِعْتُ
 رَجُلًا قَرَأَ آيَةً وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ خِلَافَهَا فَجِئْتُ
 بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَّةَ وَ
 قَالَ كَلَا كَمَا مُحْسِنٌ وَلَا تَخْتَلِفُوا فَإِنْ مَنَ كَانَ قَبْلَكُمْ اخْتَلَفُوا فَهَلَكُوا
 ۳۲۵۳ — حَدَّثَنَا عُمرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا
 الْأَوْعَمُ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ كَانِي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۲۵۲ — ترجمہ : ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ایک شخص کو آیت پڑھتے ہوئے سنا اور
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے خلاف پڑھتے ہوئے سنا۔ میں اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا
 اور آپ سے واقعہ عرض کیا تو میں نے آپ کے چہرہ انور پر کراہیت کا اثر محسوس کیا اور آپ نے فرمایا تم دونوں
 درست پڑھتے ہو ایک دوسرے سے اختلاف نہ کرو۔ کیونکہ تم سے پہلے لوگوں نے اختلاف کیا اور وہ ہلاک ہو گئے
 ۳۲۵۲ — شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے اختلاف سے منع فرمایا جو کفر اور
 بدعتِ ضالہ تک پہنچائے جیسے نفسِ قرآن میں اختلاف کرنا اسی طرح جو
 اختلاف فتنہ و فساد کا سبب بنے وہ بھی ممنوع ہے۔ دین کے فروعی مسائل میں اختلاف کرنا اور اظہارِ حق کے
 علماء کا اختلاف نہیں میں داخل نہیں بلکہ ایسا اختلاف مامور بہ ہے۔ حدیث عنہ ۲۲۵۰ کی شرح دیکھیں!
 ۳۲۵۳ — ترجمہ : شقیق نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے
 کہا گویا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ
 نبیوں میں سے ایک نبی کی حکایت بیان کر رہے تھے جس کو ان کی قوم نے مار کر خون آلود کر دیا تھا اور وہ اپنے
 چہرہ سے خون یونچتے تھے اور کہہ رہے تھے اے اللہ میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ جانتے نہیں ہیں۔
 ۳۲۵۳ — شرح : ممکن ہے یہ نبی حضرت نوح علیہ السلام ہوں کیونکہ ان کی قوم ان کو
 پکڑ کر ان کا گلا گھوٹا کرتی تھی حتیٰ کہ وہ بیہوش ہو جایا کرتے تھے۔
 جب ان کو افاقہ ہوتا تو فرماتے اے اللہ میری قوم کو معاف کر دے وہ مجھے جانتے نہیں ہیں۔ لیکن اس تقدیر پر

يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ وَهُوَ يَسْخِرُ الدَّمَ
عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ
۳۲۵۴ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ
قَتَادَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا كَانَ قَبْلَكُمْ رَغَسَهُ اللَّهُ مَا لَا يُقَالُ لِنَبِيِّهِ
لَمَّا حَضَرَ أَيَّ أَبٍ كُنْتُ لَكُمْ قَالُوا خَيْرَ أَبٍ قَالَ إِنِّي لَمْ أَعْمَلْ
خَيْرًا قَطُّ فَإِذَا مِتُّ فَأَحْرِقُونِي ثُمَّ اسْحَقُونِي ثُمَّ ذَرُونِي فِي يَوْمِ
عَاصِفٍ ففعلوا فجمعه الله عز وجل فقال ما حملك قال مخافتك
فلقاه رحمة وقال معاذ حدثنا شعبة عن قتادة سمع عقبة
ابن عبد الغافر قال سمعت أبا سعيد الخدري عن النبي صلى الله عليه وسلم
نحوه

حدیث کی باب سے مناسبت نہ ہوگی۔ لہذا ظاہر یہ ہے کہ یہ بنی اسرائیل میں سے نبی ہوں گے۔ اگر یہ سوال
ہو کہ اگر نوح علیہ السلام مراد ہوں تو قرآن کی یہ آیت کریمہ اس کے متضاد ہوگی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت
نوح علیہ السلام سے حکایت فرمائی کہ اے میرے پروردگار زمین پر کوئی کافر زندہ نہ چھوڑ، اس کا
جواب یہ ہے کہ مقامات مختلف ہیں جب حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم سے ایمان کے امیدوار تھے تو
ان کے دُعا فرمائی کہ ان کو معاف کر دے اور جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوح تیری قوم جو ایمان لے آئے
ان کے سوا کوئی ایمان نہیں لائے گا تو آپ نے ان کے ایمان سے ناامید ہو کر ان کے لئے بددعا فرمائی۔
توجہ : ابو سعید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
کی کہ تم سے پہلے ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے بہت مال دیا۔ تو

۳۲۵۴ —

اُس نے اپنے بیٹوں سے کہا جبکہ اس پر موت کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ میں تمہارا کیسا باپ ہوں؟ اُنھوں
نے کہا تو بہت اچھا باپ ہے۔ اُس نے کہا میں نے کوئی اچھا عمل نہیں کیا۔ جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دو!

۳۲۵۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ
عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ قَالَ عُقْبَةُ لِحَدِيقَةَ
أَلَا تَحَدِّثُنَا مَا سَمِعْتَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُهُ
يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا حَضَرَ الْمَوْتَ لَمَّا أَلِيسَ مِنَ الْحَيَاةِ أَوْصَى أَهْلَهُ
إِذَا مِتُّ فَأَجْمَعُوا لِي حَطَبًا كَثِيرًا ثُمَّ أَوْرُوا نَارًا حَتَّى إِذَا أَكَلَتْ
لَحْمِي وَخَلَصَتْ إِلَيَّ عَظْمِي فَخُذْوها فَاطْحَنُوهَا فَذَرُونِي فِي الْيَمِّ فِي
يَوْمٍ حَارٍّ أَوْ رَاحٍ فَجَمَعَهُ اللَّهُ فَقَالَ لِمَ فَعَلْتَ قَالَ مِنْ نَحْشِيَّتِكَ
فَغَفَرَهُ قَالَ عُقْبَةُ وَأَنَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ

پھر مجھے پیس ڈالو۔ پھر مجھے تیز ہوا کے روز اڑا دو۔ اُنھوں نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس (ذرات) کو جمع
کیا اور فرمایا۔ اس فعل پر مجھے کس نے ابھارا؟ اُس نے کہا اے اللہ! تیرے خوف نے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی رحمت
میں لے لیا۔ معاذ نے کہا ہمیں شعبہ نے قتادہ سے خبر دی کہ قتادہ نے کہا میں نے عقبہ بن غافر سے یہ سنا کہ میرے
ابوسعیدہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سنا

۳۲۵۴۔ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مذکور شخص اگر مومن تھا تو اُس نے
اللہ تعالیٰ کی قدرت میں شک کیوں کیا جبکہ اُس نے کہا اگر اللہ تعالیٰ
مجھ پر قادر ہوگا تو مجھے سخت عذاب دے گا اور اگر یہ مومن نہ تھا تو اسے کیوں بخشا اس کا جواب یہ ہے کہ وہ شخص
مومن تھا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اُس نے اللہ سے کہا میں نے تیرے خوف سے ایسا کیا تھا۔ اور قدرت کو خوف
یا مشدہ پڑھا ہے۔ اس کا معنی ہے فیصلہ کیا یا مجھ پر تنگی کی۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ اپنے ظاہر پر ہے
اور اُس نے یہ کام اپنے مال میں کیا تھا جبکہ خوف کا سخت غلبہ تھا۔ اور اس کا تدبیر جاتا رہا تھا۔ اور کوئی شے سوچنے
سے غافل ہو جاتا تھا اور ہر شے کو بھول چکا تھا۔ لہذا اس پر کوئی مواخذہ نہیں تھا یا وہ ایسے زمانہ میں تھا کہ محض
توحید ہی مغفرت کے لئے کافی تھی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۲۵۵۔ ترجمہ : ربیع بن حراش نے کہا کہ عقبہ بن عمرو بدری نے حدیثہ رضی اللہ عنہ
سے کہا کیا آپ ہم سے وہ حدیث بیان نہیں کرتے۔ جو آپ نے جناب

۳۲۵۶ — حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ وَقَالَ يَوْمَرَج

۳۲۵۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي

أَبُو هَيْمٍ بْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَدَّ ابْنُ
النَّاسِ فَكَانَ يَقُولُ لِفَتَاةٍ إِذَا أَتَيْتِ مُعْسِرًا تَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللَّهَ
أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا قَالَ فَلَقِيَ اللَّهَ فِتَجَاوَزَ عَنْهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی۔ حذیفہ نے کہا میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص کی موت قریب
آئی جب وہ زندگی سے ناامید ہو گیا تو اپنے گھر والوں کو یہ وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو میرے لئے بہت زیادہ
لکڑیاں جمع کرو پھر آگ جلاؤ جب آگ میرا گوشت کھا جائے اور ہڈیوں تک پہنچ جائے تو ان کو لے کر پیس ڈالو
اور گرم دن میں یا آندھی کے روز مجھے دریا میں بہا دو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو جمع کیا اور فرمایا تو نے یہ کیوں کیا
ہے؟ اُس نے کہا تیرے خوف سے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔ عقبہ نے کہا میں نے حذیفہ سے سنا کہ جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بیان کرتے تھے۔

شرح : ربعی بن حراش تابعی کبیر جلیل ہیں۔ انھوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا

۳۲۵۵ —

انھوں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک ان کو یہ معلوم نہ ہو جائے کہ ان
کا مقام کیا ہے۔ وہ کبھی نہیں بنیں گے اس لئے وفات کے بعد وہ بنے تھے نیز ان کے کتبے نے بھی قسم کھائی تھی کہ جب
تک ان کو یہ معلوم نہ ہو جائے کہ وہ جنت میں ہوں گے یا دوزخ میں جائیں گے وہ کبھی نہیں بنیں گے ان کے فوت
ہونے کے بعد جو شخص ان کو غسل دے رہا تھا اُس نے کہا وہ غسل کے تختہ پر لیٹے ہنس رہے تھے اور ہم ان کو غسل
دے رہے تھے حتیٰ کہ جب ہم غسل دے کر فارغ ہو گئے تو وہ خاموش ہو گئے۔ ربعی بن حراش ۱۰۱ یا ۱۰۲ ہجری میں
فوت ہوئے (نووی ص ۶) عقبہ بن عمرو ابو مسعود ہمدانی ہیں۔ ایک عقبہ بن عبد الغافر ہیں جو حدیث ۳۲۵۴
کی سند میں ہیں یہ دونوں علیحدہ علیحدہ ہیں۔

۳۲۵۶ — ترجمہ : عبد الملک نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس نے "سخت تیز ہوا کے روز" کہا۔

۳۲۵۷ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۲۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ قَالَ
 أَخْبَرَنَا مَعْمَرُ بْنُ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُسْرِفُ عَلَى نَفْسِهِ فَلَمَّا حَضَرَهُ
 الْمَوْتُ قَالَ لِنَبِيِّهِ إِذَا أَنَا مِتُّ فَأَحْرِقُونِي ثُمَّ اطْحَنُونِي ثُمَّ ذَرُونِي فِي
 الرِّيحِ فَوَاللَّهِ لَنْ يَذَرَ اللَّهُ عَلَيَّ لِيُعَذِّبَنِي عَذَابًا مَاعَذَّبَهُ أَحَدًا
 فَلَمَّا مَاتَ فَعَلَّ بِهِ ذَلِكَ فَأَمَرَ اللَّهُ تَعَالَى الْأَرْضَ فَقَالَتْ أَجْمَعِي مَا فِيكَ
 مِنْهُ فَفَعَلَتْ فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ قَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ قَالَ خَشْيَتُكَ
 يَا رَبِّ فَغُفِرَ لَهُ وَقَالَ غَيْرُهُ خَشْيَتُكَ

نے فرمایا ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اُس نے اپنے خادم سے کہا تھا کہ جب تو تنگ دست کے پاس جائے
 تو اس سے درگزر کر دیا کر شاید اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر کر دے۔ آپ نے فرمایا وہ اللہ سے ملا تو اللہ تعالیٰ نے
 اس سے درگزر کر دیا۔

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص بہت گنہگار
 تھا۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو اُس نے اپنے بیٹوں سے
 کہا جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا پھر مجھے باریک کر کے تیز ہوا میں اڑا دینا بخدا! اگر میرا رب مجھ پر قادر ہو گیا
 تو مجھے ایسا سخت عذاب دے گا جو اُس نے کسی کو عذاب نہیں دیا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے ساتھ وہی
 کچھ کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا اور فرمایا اس شخص کے سارے اجزاء جمع کر زمین نے جمع کر دیا اچانک
 وہ شخص کھڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو کچھ تو نے کیا اس پر تجھے کس نے ابھارا تھا؟ اُس نے کہا اے میرے
 پروردگار تیرے خوف نے! تو اللہ تعالیٰ نے اُسے بخش دیا۔ ابو ہریرہ کے غیر نے کہا اے میرے رب تیرے
 ڈرنے!

۳۲۵۸۔ شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت ”فَكَانَ رَجُلٌ يُسْرِفُ
 عَلَى نَفْسِهِ“ کے الفاظ میں ہے۔ لفظ غیر سے مراد عبد الرزاق ہے کیونکہ ہشام نے معمر سے اُنھوں نے زہری
 سے ”خَشْيَتُكَ“ روایت کی ہے اور عبد الرزاق نے معمر سے خَشْيَتُكَ کا بدل ”مَخَافَتُكَ“ ذکر کیا ہے

۳۲۵۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ أَسْمَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا
 جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
 قَالَ عَذَّبْتُ امْرَأَةً فِي هِرَّةٍ رَبَطْتُهَا حَتَّى مَاتَتْ فَدَخَلْتُ فِيهَا النَّارَ
 لَوْ هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَلَا سَقَتْهَا إِذْ حَبَسْتُهَا وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ
 الْأَرْضِ — ۳۲۶۰ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ زُهَيْرِ
 حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ عَقِبَهُ
 قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ
 النَّبُوَّةِ إِذَا لَمْ تَسْتَحْيَ فَاَصْنَعْ مَا شِئْتَ
 ۳۲۶۱ — حَدَّثَنَا أَدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ
 سَمِعْتُ رَبِيعَ بْنَ حِرَاشٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النَّبُوَّةِ الْأُولَى إِذَا لَمْ
 تَسْتَحْيَ فَاَصْنَعْ مَا شِئْتَ

دونہ کا معنی داند ہے (حدیث ۳۲۵۹-۳۲۶۰ کی شرح دیکھیں)

۳۲۵۹ — ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عورت کو اس بلی کی وجہ سے عذاب دیا
 گیا جس کو اس نے باندھ رکھا تھا حتیٰ کہ وہ مر گئی وہ اس کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہو گئی نہ تو اس کو کھلایا اور
 نہ ہی پلایا جبکہ اس کو روک رکھا تھا اور نہ ہی اس کو چھوڑا کہ وہ زمین کے کپڑے کھڑے کھائے۔
 (حدیث ۳۲۵۹ کی شرح دیکھیں)

۳۲۶۰ — ترجمہ : ابو مسعود عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں
 نے جو کلمات نبوت سے پایا ان میں سے یہ جملہ بھی ہے جب تو شرم و حیا نہ کرے تو جو چاہے کر

۳۲۶۲ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ
 قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ
 أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتِمَّ رَجُلٌ يَجُوزُ أَرْزَاةً مِنَ الْخَيْلِ خُصِيفَ
 بِهِ وَهُوَ يَتَجَلَّجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ تَابِعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ
 ابْنُ خَالِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ

۳۲۶۱ — ترجمہ : ربیع بن جراح ابوسعود عقبہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں نے جو کلمات نبوت پائے ان میں یہ جملہ بھی ہے جب تو شرم و حیاء نہ کرے تو جو چاہے کر،

۳۲۶۰ — ۳۲۶۱ — شرح : یعنی جس بات پر سب نبیوں کا اتفاق ہے اور
 ہر نبی نے اس کو بیان کیا ہے۔ اور وہ دیگر احکام

کی طرح منسوخ بھی نہیں ہوا۔ کیونکہ اس کے حسن و کمال پر عقول کا اتفاق ہے۔ وہ یہ جملہ شرطیہ ہے کہ جب تو
 حیاء نہ کرے تو جو چاہے کر۔ یہ امر زبرد تہدید کے لئے ہے۔ یعنی جو چاہے کر اللہ تجھے اس کی جزا دے گا جیسے
 قرآن میں ہے۔ مَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا، یا اس کا معنی
 یہ ہے کہ جب تو اللہ سے حیاء نہ کرے کہ جس شئی سے بحسب دین حیاء کرنا ضروری نہیں وہ کر اور مخلوق کی پردہ
 نہ کر یا اس میں حیاء کی فضیلت ہے۔ یعنی جو تو چاہے جب اس کا کرنا جائز نہیں تو ترک حیاء بھی جائز نہیں جیسا کہ
 حدیث میں ہے ”الْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ“ حیاء ایمان کا حصہ ہے۔ یا اس کا معنی یہ ہے کہ جو تو کرنا چاہتا ہے اس
 میں نظر کر اگر وہ ایسی چیز ہے کہ اس سے حیاء نہیں کیا جاتا تو اسے کر اور اگر اس سے حیاء کیا جاتا ہے تو چھوڑ
 دے۔ یا اس کا معنی یہ ہے کہ نیک کام کرنے میں حیاء نہ کر (کرمانی) اِذَا لَمْ تَسْتَخِيْ فَاَفْعَلْ مَا شِئْتَ
 جملہ ہے۔ اِذَا لَمْ تَسْتَخِيْ ”بتقدیر قول اِنْ کا اسم ہے۔ اور لفظ اصْنَعُ“ امر معنی خبر ہے۔

۳۲۶۲ — ترجمہ : سالم نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں
 خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک دفعہ

ایک شخص تکبر کے سبب اپنی چادر گھسٹتے ہوئے حبار ماعت کہ اس کو زمین دھنسا دیا گیا اور وہ
 قیامت تک زمین میں دھنسا رہے گا۔ عبد الرحمن بن خالد نے زہری سے روایت کرنے میں یونس کی
 مطابقت کی !

۳۲۶۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ
قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ بِدِكُلِّ أُمَّةٍ أَوْتُوا
الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأَوْتِينَا مِنْ بَعْدِهِمْ فَمِنْ هَذَا الْيَوْمِ الَّذِي اخْتَلَفُوا
فِيهِ فَخَدَّ لِلْيَهُودِ وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارَى عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي كُلِّ سَبْعَةٍ
أَيَّامٍ يَوْمٌ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ

۳۲۶۴۔ حَدَّثَنَا أَدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو
بْنُ مَرْثَةَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَدِمَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي
سُفْيَانَ الْمَدِينَةَ اخِرَ قَدُمَةٍ قَدِمَهَا فَخَطَبَنَا فَأَخْرَجَ كِتَابًا مِنْ شَعْرِ
فَقَالَ مَا كُنْتُ أَرَى أَنَّ أَحَدًا يَفْعَلُ هَذَا غَيْرَ الْيَهُودِ وَأَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّاهُ الزُّورَ يَعْنِي الْوَصَالَ فِي الشَّعْرِ تَابَعَهُ غُنْدَرُ عَنْ
شُعْبَةَ

۳۲۶۳۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہم دنیا میں آنے میں، آخر میں اور آخرت میں پہلے ہیں۔ کیونکہ ہم سے پہلے ہر امت کو کتاب دی گئی اور
ہمیں ان کے بعد کتاب دی گئی۔ یہ وہ دن ہے جس میں انھوں نے اختلاف کیا۔ اس سے اگلا دن یہود کے لئے
مقرر ہوا اور اس کے بعد کا دن نصاریٰ کے لئے مقرر ہوا۔ ہر سات روز میں ایک دن مقرر ہے جس میں ہر مسلمان
پیر سر اور بدن دھونا ضروری ہے۔ یعنی جمعہ کے دن غسل کرے

۳۲۶۴۔ شرح : اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ پہلی امتوں کے اختیار میں یہ چیز
کر دی کہ وہ ایک دن عبادت کے لئے جمع ہوں۔ یہودیوں نے
ہفتہ کا دن پسند کیا اور نصاریٰ نے اتوار کا دن اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دن کی طرف راہنمائی کی اور وہ جمعہ
کا دن ہے جو تمام دنوں سے افضل ہے۔ (حدیث ۸۳۸ کی شرح دیکھیں)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب المناقب

بَابُ الْمَنَاقِبِ وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَالْأَوَّلُ جَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقُلُوبًا وَتَقْوَىٰ اللَّهِ
الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا وَمَا يُغْنِي عَنْكُمْ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ الشُّعُوبِ النَّسَبُ الْبَعِيدُ وَالْقَبَائِلُ
دُونَ ذَلِكَ

۳۲۶۴ — ترجمہ : سعید بن مسیب نے کہا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آخری بار مدینہ منورہ آئے تو ہمارے سامنے خطبہ پڑھا اور مصنوعی بالوں کی لٹ نکالی اور کہا میں نہیں جانتا تھا کہ یہودیوں کے سوا کوئی اور یہ کرتا ہوگا۔ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام "زور" رکھا ہے۔ یعنی اصلی بالوں میں مصنوعی بال ملانا۔ غنڈہ نے شعبہ سے روایت کرنے میں آدم کی متابعت کی۔
(حدیث ۳۲۶۴ کی شرح دیکھیں)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب المناقب

بَابُ اللَّهِ تَعَالَىٰ كَاإِرْشَادٍ : اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری مختلف قومیں اور مختلف خاندان

۳۶۶۵ — حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَرْيَدَ الْكَاهِلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا
 أَبُو بَكْرِ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ
 جَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا قَالَ الشُّعُوبُ الْقَبَائِلُ
 الْعِظَامُ وَالْقَبَائِلُ الْبُطُونُ

بنائے۔ تاکہ ایک دوسرے کو پہچانوں۔ اللہ کے نزدیک تم میں وہ شخص ممتاز ہے
 جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اور اللہ سے ڈرو
 جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو۔ بیشک اللہ ہر وقت تمہیں
 دیکھ رہا ہے اور جو جاہلیت کے دعووں سے منع کیا گیا ہے ”شُعُوب“ کے
 معنی دور کا نسب اور قبائل کے معنی اس سے قریب کا نسب،

شرح : یہ آیت کریمہ ثابت بن قیس کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ انھوں نے
 ایک شخص کو کہا اے فلاں عورت کے بیٹے! تو جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا فلاں عورت کو کس نے ذکر کیا ہے۔ ثابت بن قیس نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! میں نے
 ذکر کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو لوگوں کے چہرے کیسے ہیں؟ ثابت نے ان کی طرف دیکھا تو
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ثابت کیا دیکھا ہے عرض کیا میں نے سفید، کالے اور سرخ چہرے
 دیکھے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان سے صرف دین اور تقویٰ میں افضل ہو تو اللہ تعالیٰ نے ثابت کے
 بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ ایک مرد اور ایک عورت سے مراد حضرت آدم اور حوا علیہما السلام ہیں یا
 ماں باپ مراد ہیں۔ یعنی ہم نے تم میں سے ہر ایک کو ماں باپ سے پیدا کیا پس تم میں سے ہر ایک، ایک دوسرے کے
 ذریعہ منسوب ہیں تو نسب میں ایک دوسرے پر فخر کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ قولہ والارحام، یعنی رشتوں کا لحاظ رکھو
 قطع رحمی نہ کرو اور ایک دوسرے سے میل جول رکھو۔ جمہور نے کہا ارحام منصوب اتقوا کا مفعول یہ ہے۔
 بنی قطع رحمی سے بچو۔ عبد اللہ بن زید مقرئ نے ارحام کو مرفوع پڑھا ہے اور اس کی خبر محدثون ہے۔ یعنی الارحام
 ممتا یقفی بہ، اور مجبور بھی پڑھا گیا ہے۔ اس تقدیر پر ”بہ“ پر عطف ہوگا اس میں کوئیوں اور بصریوں کا اختلاف

۳۲۶۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ قَالَ
أَتَقَاهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسَأُكَ قَالَ فَيُوسُفُ بْنُ اللَّهِ

۳۲۶۷ — حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ

قَالَ حَدَّثَنَا كُلَيْبُ بْنُ وَاثِلٍ قَالَ حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ أَبِي رَافٍ
زَيْنَبُ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ قُلْتُ لَهَا أَرَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَانَ
مِنْ مُضَرَ قَالَتْ فَمَنْ كَانَ إِلَّا مِنْ مُضَرَ مِنْ بَنِي النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ

ہے کوئی جائز سمجھتے اور بصری نا جائز کہتے ہیں۔ کیونکہ نیمبر مجرد پر حرف جار کے اعادہ کے بغیر عطف جائز نہیں۔
قولہ ”وَمَا يُنْهَى عَنْ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ“ مجرد ہے۔ اس کا عطف ”قول اللہ“ پر ہے۔ یعنی اور
جو جاہلیت کی باتیں ممنوع ہیں۔

۳۲۶۵ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ”وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ
لِتَعَارَفُوا“ کی تفسیر میں مروی ہے کہ ”شُعُوب“ بڑے قبیلے اور قبائل

چھوٹے قبیلے ہیں (کیونکہ شعوب میں کئی قبائل پائے جاتے ہیں۔ انھوں نے قبائل کی تفسیر افتخاد سے بھی کی ہے۔ اس
تقدیر پر جو انھوں نے قبائل کی تفسیر بطون سے کی ہے اس میں کئی افتخاد پائے جاتے ہیں۔

۳۲۶۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا عرض کیا یا

”یا رسول اللہ“ سب سے زیادہ مکرم اور معزز کون ہے؟ آپ نے

فرمایا جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ انھوں نے عرض کیا ہم نے یہ سوال نہیں کیا آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا نبی یوسف زیادہ معزز ہے۔ (حدیث ۳۱۶۳ کی شرح دیکھیں)

۳۲۶۷ — ترجمہ : کلایب بن واثل نے کہا مجھ سے زینب بنت ابی سلمہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی ربیبہ نے بیان کیا جبکہ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ بنائیں کہ کیا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ”مضر قبیلہ میں سے تھے؟ تو انھوں نے کہا آپ صرف مضر قبیلہ میں سے ہی تھے اور کسی

۳۲۶۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ
 حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا كَلْبُ قَالَ حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَظْهَرُهَا زَيْنَبُ قَالَتْ نَحَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 الدُّبَاءَ وَالْحَنْتَمَ وَالْمَقِيرَ وَالْمَرْفَتَ وَقُلْتُ بِهَا أَخْبَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 مِمَّنْ كَانَ مِنْ مُضَرَكَانَ قَالَتْ فَمِمَّنْ كَانَ إِلَّا مِنْ مُضَرَكَانَ مِنْ
 وَلَدِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ

قبیلہ میں سے نہ تھے۔ آپ بنی نضر بن کنانہ میں سے تھے۔

ترجمہ : کَلْبُ نے کہا مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیعہ نے بیان کیا میرا
 خیال ہے کہ وہ زینب ہے انھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے دُبَاء، حَنْتَم، مَقِير اور مَرْفَت کے برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا میں نے اُن سے کہا مجھے یہ بتائیں کہ نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کس قبیلہ میں سے تھے کیا آپ مضر قبیلہ میں سے تھے۔ زینب نے کہا آپ مضر قبیلہ میں سے تھے
 آپ نضر بن کنانہ کی اولاد میں سے تھے۔

شرح : مَضَرَ نَزَار بن معد بن عدنان کے بیٹے ہیں۔ ابن سیدہ نے
 کہا ان کو مَضَرَ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ترش دودھ بڑے

شوق سے پیا کرتے تھے۔ ماضر کا معنی ترش ہے۔ لبن ماضر، ترش دودھ۔ عرب میں سب سے پہلے انھوں نے
 خوبصورت آواز سے اونٹوں کو چلانے کا طریقہ نکالا تھا۔ کیونکہ ان کی آواز بہت اچھی تھی۔ ایک روز وہ اپنے
 اونٹ سے گر گئے اور ان کا ماتھ زخمی ہو گیا تو انھوں نے یہ کہنا شروع کیا۔ وَ اَيِّدَاهُ، وَ اَيِّدَاهُ تو اونٹ
 بڑے آرام سے چلنے لگے وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دین پر تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوا
 ہے کہ عدنان کے والد داد، عدنان، معد، ربیعہ، مضر، قیس غیلان، تمیم، اسد اور ضبہ سب مسلمان اور ابراہیم علیہ السلام
 کے دین پر تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگ اختلاف کریں تو حق مضر کے ساتھ ہوگا قولہ فَمِمَّنْ
 كَانَ إِلَّا مِنْ مُضَرَ، إِلَّا اسْتِثْنَاءُ کے لئے ہے۔ اور مستثنیٰ منقطع ہے یعنی لَكِنْ كَانَ مِنْ مُضَرَ، یا مستثنیٰ من
 محذوف ہے یعنی لَمْ يَكُنْ إِلَّا مِنْ مُضَرَ، اور كَانَ سے پہلے ہمزہ محذوف ہے اور مِمَّنْ كَانَ مستقل کلمہ
 ہے یا استفہام انکاری ہے۔ نضر کا نام قیس ہے ان کو نضر اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ خوبصورت تھے اور ان کے

۳۲۶۹ حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ
عُمَارَةَ عَنْ اَبِي زُرْعَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
قَالَ تَجِدُوْنَ النَّاسَ مَعَادِنَ خِيَارِهِمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ
فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فُقِهُوا وَتَجِدُوْنَ خَيْرَ النَّاسِ فِي هَذَا الشَّانِ
اَشَدَّ هُمْ لَكَ كَرَاهِيَةً وَتَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهِينَ الَّذِي
يَأْتِيْ هَوْلًا بِوَجْهِ وَيَأْتِيْ هَوْلًا بِوَجْهِ

چہرہ چمکا کرتا تھا۔ سرخ سونے کو بھی نظر کہا جاتا ہے۔ نظر کی کنیت ابو یخلاق ہے۔ یخلاق ان کے بیٹے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انساب کا پہچانا بہت ضروری ہے۔ اور ان کو سیکھنے کا حکم دیا گیا ہے (یعنی باختصار) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و اجداد سب مسلمان تھے۔ دباؤ کدو کا برتن۔ حنتم سبز رنگ کا مٹکا، مقبرہ وہ برتن ہے جو لکڑی کو کرید کر بنایا جاتا ہے۔ مرثیت۔ جس برتن پر تارکوں لگی ہوئی ہو جاہلیت میں ان برتنوں میں شراب بنایا جاتا تھا۔ اس لئے شروع اسلام میں ان برتنوں میں نبیؐ بنانے سے روک دیا گیا۔ پھر جب شراب کا اثر زائل ہو گیا تو ان کو استعمال کرنے کی اجازت دی گئی۔ واللہ ورسولہ اعلم! ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کو کان کی طرح پاؤ گے ان میں سے جو جاہلیت

کے دور میں بہتر تھے وہ اسلام کے زمانہ میں بھی بہتر ہیں۔ جبکہ وہ دین میں سمجھدار ہوں۔ تم اسلام میں سب سے بہتر اسے پاؤ گے جو اسلام کو بہت بُرا سمجھتا تھا۔ اور لوگوں میں شرابی ان لوگوں کو پاؤ گے جو دو چہروں والے ہیں جو ان لوگوں کے پاس ایک منہ سے آتے ہیں اور ان لوگوں کے پاس دوسرے منہ سے آتے ہیں۔

۳۲۶۹ شرح: یعنی لوگ اختلاف طبائع میں کان جیسے ہیں جس میں مختلف دھاتیں پائی جاتی ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے: وَالنَّاسُ مَعَادِنُ مِثْلَ مَعَادِنِ

الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، یعنی لوگ سونے چاندی کی کانوں کی طرح ہیں جیسے کان میں اچھے اور ردی جو ابر موئے ہیں۔ اسی طرح لوگوں کی مختلف طبائع ہیں۔ جاہلیت میں بھی لوگوں کے کچھ اصول تھے جن پر وہ گامزن ہو کر فواحش سے اجتناب کرتے تھے۔ لہذا جو لوگ جاہلیت میں شریف اور بہتر تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی بہتر ہیں بشرط کہ وہ دین میں سمجھدار ہوں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صرف جاہلیت میں اسلام کو بُرا سمجھنے پر وہ

۳۲۷۰ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ
عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
النَّاسُ تَبِعُوا لِقُرَيْشٍ فِي هَذَا الشَّانِ مُسْلِمُهُمْ تَبِعُوا لِمُسْلِمِهِمْ وَكَافِرُهُمْ
تَبِعُوا لِكَافِرِهِمْ وَالنَّاسُ مَعَادِنُ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ
فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَهَمُوا تَجِدُونَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدَّ النَّاسِ
كَرَاهِيَةً لِهَذَا الشَّانِ حَتَّى يَقَعَرَفِيهِ

اسلام لانے کے بعد سب لوگوں سے کیسے بہتر ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ مقصد یہ ہے کہ جب وہ تمام فضائل
میں مساوی ہوں تو ان میں سے زیادہ بہتر وہ شخص ہوگا جو کفر کی حالت میں اسلام کا بہت بڑا دشمن تھا اور دو
منہ والا انسان منافق ہے جو دو گروہوں کے درمیان رہتا ہے۔ ایک گروہ کے پاس کوئی بات کرتا ہے تو
دوسرے گروہ کے پاس اور بات کرتا ہے اور مذہب رہتا ہے نہ ادھر کا نہ ادھر کا، حدیث میں منافق
کو اس بکری سے تشبیہ دی گئی ہے جو بکرے کو چاہتی ہے کبھی اس کے پاس جاتی ہے کبھی اس کے پاس
چلی جاتی ہے

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اس کام میں لوگ قریش کے تابع ہیں ان کے مسلمان ان کے
مسلمانوں کے تابع ہیں اور ان کے کافران کے کافروں کے تابع ہیں لوگ مختلف طبائع ہونے میں کافروں کی مانند
ہیں۔ جو لوگ جاہلیت میں بہتر تھے وہ اسلام میں بہتر ہیں جبکہ وہ دین میں سمجدار ہوں۔ تم سب سے اچھا شخص
وہ پاؤ گے جو اسلام کو بہت بڑا جانتا تھا حتیٰ کہ وہ اس میں واقع ہو گیا۔

۳۲۷۰ — شرح : یعنی قریش کو تمام قبائل عرب پر فضیلت حاصل ہے اور وہ امامت
امارت میں تمام عرب پر سبقت رکھتے ہیں لہذا جو کوئی مسلمان ہے
وہ ان کی تابعداری کرے اور ان کے خلاف علم بغاوت بلند نہ کرے۔ وہ کفر کے زمانہ میں بھی مطبوع رہے
ہیں اور عرب ہر مرحلہ میں ان کی تابعداری اور تعظیم و تکریم کرتے رہے ہیں۔ وہی بیت اللہ کے محافظ اور
حجاج کو کھلایا پلایا کرتے تھے۔ اس لئے ان کو تمام عرب پر شرف و فضل حاصل ہے اور جن کو جاہلیت کے
زمانہ میں شرف و فضل حاصل ہے وہ اسلام لانے اور دین میں نقابست کے بعد اپنی پرانی شرافت و

بَابُ ۳۲۷۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ يَحْيَى قَالَ
حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي
الْقُرْبَى قَالَ فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جَبْرِ قُرْبَى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ الْأَوَّلَةِ فِيهِ
قَرَابَةٌ فَتَزَلَّتْ عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ تَصِلُوا قَرَابَةَ يَنِّي وَبَيْنَكُمْ

فضیلت کی ریاست کے مالک ہیں اور جنہوں نے اسلام سے انکار کیا انہوں نے شرف و فضل کے قصر کی
 جدران کو منہدم کر دیا اور عظمت و کرامت کے قباب کو تباہ و برباد کر کے ذلت و رسوائی کو شعار بنا لیا —
 ”اعاذنا اللہ منہ“ پھر بیان فرمایا کہ بہتر لوگ وہ ہیں جو امارت و ولایت سے بچتے ہیں اور اس کو مکروہ جانتے
 ہیں حتیٰ کہ جب انہوں نے امارت و ولایت میں رغبت کی تو ان سے وصفِ خیریت زائل ہو گئی چنانچہ ارشادِ نبوی
 ہے ”قاضی چھری کے بغیر ذبح ہو گیا“، یا معنی یہ ہے کہ بہتر لوگ وہ ہیں جو امارت و ولایت سے احتیاط کرتے
 ہیں اور اس کو مکروہ جانتے ہیں اور جب وہ اس میں واقع ہو گئے تو کراہت جاتی رہی اب ان کے لئے جائز نہیں
 کہ اس کو مکروہ سمجھیں اور واجبات کی ادائیگی میں تقصیر کریں بلکہ امارت کے حقوق کی تکمیل میں کوشش کریں۔
 اور اس کے حقوق ایسے ادا کریں جیسے اس میں رغبت کرنے والا ادا کرتا ہے۔

بَابُ

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما ”إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى“
۳۲۷۱ —

کی تفسیر میں ذکر کرتے ہیں کہ سعید بن جبیر نے کہا کہ قُورِی سے
 مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت ہے اور فرمایا کہ قریش کا کوئی بطن نہیں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کو اس کے ساتھ قرابت حاصل ہے۔ اس بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ میرے اور اپنے درمیان
 قرابت کا خیال کرو اور صلہ رجمی کرو۔

شرح : پہلی حدیث میں یہ ذکر تھا کہ قریش کو سارے عرب پر فضیلت حاصل
۳۲۷۱ —
 ہے اور اس باب میں یہ ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۲۷۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ
عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ يُبْلِغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَنْ هُمُنَا جَاءَتْ الْفِتْنُ مِنْهُ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ وَالْجَفَاءُ وَعِلَظُ الْقُلُوبِ
فِي الْفِتْنَةِ أَهْلُ الْوَبَرِ عِنْدَ أَصُولِ الْأَيْلِ وَالْبَقَرِ فِي
رَبِيعَةٍ وَمُضَرَ

۳۲۷۳ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ
قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْفَخْرُ وَالْخِيَلَاءُ فِي الْفِتْنَةِ أَهْلُ
الْوَبَرِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ وَالْإِيمَانُ يَمَانٌ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ

کو قریش کے ہر خاندان سے نسبت اور قرابت ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے عرب پر فضیلت حاصل ہے۔ قولہ إِلَّا أَنْ تَصِلُوا الْخِ الْأَصْلَةَ الرَّحْمَ یعنی میں تم سے صرف یہ سوال کرتا ہوں کہ تم میرے اہل قرابت سے محبت کرو اور ان سے صلہ رحمی کرو۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صرف إِلَّا أَنْ تَصِلُوا .. نازل ہوئی اور اہل قرابت سے محبت نازل نہیں ہوئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا معنی نازل ہوا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ «إِلَّا الْمَوَدَّةُ فِي الْقُرْبَى» یعنی الْمَوَدَّةُ ثَابِتَةٌ فِي أَهْلِ الْقُرْبَى يَأْتِيكَ، میں ضمیر اس آیت طرف راجع ہے جس میں مَوَدَّةُ فِي الْقُرْبَى ہے اور لفظ «إِلَّا أَنْ تَصِلُوا» اس کی تفسیر ہے۔

ترجمہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اس طرف یعنی مشرق سے فتنے نکلیں گے — ۳۲۷۲

ظلم اور سنگدلی بلند آواز کرنے والوں میں ہے جو اولیٰ خیموں والے ہیں اونٹ اور گائے کے دنبوں کے پاس یعنی ربیعہ اور مضر میں۔

ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فخر اور تکبر بلند آواز کرنے والوں میں ہے جو — ۳۲۷۳

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ سُمِّيَتْ الْيَمَنُ لِأَنَّهَا عَنْ يَمِينِ الْكَعْبَةِ وَالشَّامُ لِأَنَّهَا
عَنْ يَسَارِ الْكَعْبَةِ وَالْمَشَاطِمَةُ الْمَيْسَرَةُ وَالْيَدُ الْيُسْرَى الشُّوْحَى
وَالْجَانِبُ الْاَيْسَرُ وَالْاَشَامُ

بَابُ مَنَاقِبِ قُرَيْشٍ

۳۲۷۲ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

قُوْنِي خِيَمُوْنَ میں رہتے ہیں رَشْرَبَان، سکون بگیاں والوں میں ہے۔ ایمان یمانی ہے اور حکمت بھی یمانی۔
یمن کا نام اس لئے یمن رکھا گیا ہے کہ وہ کعبہ مکرمہ کے داہنی طرف ہے اور شام کا نام اس لئے شام
رکھا گیا ہے کہ وہ کعبہ مکرمہ کے بائیں جہت میں ہے۔ مَشَاطِمُ بائیں طرف کو کہتے ہیں اور بائیں ہاتھ کو شُوْحَى
کہتے ہیں اور بائیں جانب کو اَشَامُ کہا جاتا ہے۔

۳۲۷۲ — ۳۲۷۳ شرح : بیشتر کفار مشرق کی جانب ہیں وہاں سے دجاں
نکلے گا اس لئے فرمایا کہ فتنے مشرق سے اُٹھیں گے۔

فَدَا دین فداؤ کی جمع ہے اس کا معنی سخت آواز ہے یہ فدیہ سے مشتق ہے۔ اونٹوں والوں کی عادت ہے
کہ وہ سخت آوازیں نکالتے ہیں۔ یہ اس وقت ہے جبکہ فداؤ کا دال مشدّد ہو اور اگر دال کو مخفف پڑھا
جائے تو یہ فدان کی جمع ہے۔ اس کا معنی اَلْهَ حَرَشَ ہے۔ یعنی کھیتی باڑی کرنے والے ان لوگوں کی مذمت
اس لئے کی کہ یہ لوگ اونٹوں اور کھیتی باڑی میں مصروف رہنے کے باعث آخرت کے امور سے غافل رہتے
ہیں اس طرح ان کے قلوب سخت ہو جاتے ہیں۔ ”قوله اهل الوبر“ یہ فدا دین کا بیان ہے۔ یعنی جنگلات
میں رہنے والے ان دونوں حدیثوں کی باب کے عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ لوگ صفات کے
اعتبار سے قابل کی مثل ہیں اور ان میں سے زیادہ متقی وہ شخص جو زیادہ باعزت ہے۔ قوله الايمان بیان
یہ اپنے ظاہر پر نہیں کیونکہ ایمان کا مبداء مکرمہ ہے بحر مدینہ منورہ ہے ابو عبیدہ نے اس میں کئی اقوال ذکر کئے
ہیں ایک یہ کہ اس سے مراد مکہ مکرمہ ہے کیونکہ وہ تھامہ سے ہے اور تھامہ یمن کی زمین سے ہے۔ دوسرا یہ اس
سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں مراد ہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلام نبوک میں فرمایا تھا اور مکہ مکرمہ
اور مدینہ منورہ دونوں نبوک اویمن کے درمیان تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشاہہ توہین کی جانب فرمایا
لیکن آپ کا ارادہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں تھے۔ اس لئے فرمایا لا ایمان یمان ”اس کی نسبت یمن کی

قَالَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ أَنَّ بَلْعَ مُعَاوِيَةَ
وَهُوَ عِنْدَهُ فِي وَفْدٍ مِنْ قُرَيْشٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو بْنَ الْعَاصِي
يُحَدِّثُ أَنَّ سَيِّكُونَ مَلِكٌ مِنْ فُحْطَانَ فَعَضَبَ مُعَاوِيَةَ فَقَامَ
فَأَشْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَا بَعْدُ فَإِنَّهُ بَلَعَنِي أَنْ رَجُلًا
مِنْكُمْ يَتَحَدَّثُونَ أَحَادِيثَ لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَلَا تُوثِرَعَتُ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُولَئِكَ جَحَالِكُمْ فَأَيَّاكُمْ وَالْأَمَانِي
الَّتِي تُضِلُّ أَهْلَهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ

کی طرف کی کیونکہ وہ اس وقت اس جہت میں تھے جسے رکن میانی کہا جاتا ہے علامہ انکہ وہ مکہ مکرمہ میں ہیں کیونکہ
وہ یمن کی جہت میں ہے۔ تیسرے یہ کہ اس سے مراد انصار ہیں کیونکہ وہ دراصل یمنی ہیں۔ ان کی طرف ایمان
کی نسبت کی کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار تھے۔

باب مناقب قریش

مَنَاقِبُ، مَنْقَبَاتُ کی جمع ہے اس کا معنی فضیلت ہے۔ قَامُوس نے مَنْقَبَاتُ کا معنی مَنَاقِبُ ذکر کیا ہے
جبکہ صراح میں اس کا معنی ہنز و ستودگی مذکور ہے۔ قریش عرب میں ایک خاص قبیلہ ہے دراصل یہ نضر بن
کنانہ کے لڑکے کا نام ہے اور باپ کے نام سے یہ قبیلہ موسوم ہے۔ بعض علماء نے ذکر کیا کہ قریش نضر بن مالک
بن نضر کی اولاد ہے اور جو فہر کی اولاد نہیں وہ قریش نہیں۔ ابن سعد نے روایت کی ہے کہ عبد الملک بن
مروان نے محمد بن جبیر سے پوچھا قریش اس نام سے کب موسوم ہوئے۔ انھوں نے کہا جب لوگ جدِ اجداد
ہونے کے حرم میں جمع ہوئے تو اس نام سے موسوم ہوئے۔ چنانچہ ابن سعد نے مقدار کے طریق سے بیان کیا
کہ جب قصی خزاعہ قبیلہ کو جرم سے جلا وطن کر کے فارغ ہوئے اور اس کے پاس قریش جمع ہوئے تو ان کے
ایک مقام میں جمع ہونے کے باعث انھیں قریش کہا گیا کیونکہ تقریش کا معنی تجمع ہے۔ مطرزی نے کہا قریش

هَذَا الْأَمْرُ فِي قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيهِمْ أَحَدٌ إِلَّا كَبَهُ اللَّهُ عَلَى وَجْهِهِ مَا أَقَامُوا الدِّينَ

ایک دریائی طاقور جانور ہے جو تمام دریائی جانوروں کا سردار ہے، اسی طرح قریش بھی تمام لوگوں کے سردار ہیں۔ صاحبِ محکم نے ذکر کیا۔ قریش سمندری جانور ہے جو سمندر کے چھوٹے چھوٹے تمام جانور کھا جاتا ہے۔ اور وہ سب اس سے ڈرتے ہیں۔ یہی ہے ابن عباس کے طریق سے ذکر کیا کہ قریش قریش کی تصغیر ہے۔ یہ سمندری جانور ہے جو ہر چھوٹے بڑے جانور کو کھا جاتا ہے۔ بعض نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ قریش لوگوں کی حاجت پوری کیا کرتا تھا۔ تقریش کا معنی تقشیش ہے۔ بعض نے یہ ذکر کیا ہے کہ تقریش کا معنی نیزوں کا واقع ہونا ہے۔ یہ لوگ نیزہ بازی میں خوب مہارت رکھتے ہیں اس لئے ان کو قریش کہا جاتا ہے۔ بعض نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ تقریش کا معنی رذیل امور سے برأت ہے اور بھی کئی وجہ بیان کی جاتی ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قریش قریش سے ہے اس کا معنی کسب اور جمع ہونا ہے اور تعظیم کے لئے قریش کو قریش تصغیر کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔ اگر اس سے قبیلہ مراد ہو تو یہ غیر منصرف ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ منصرف ہے۔ اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پانچ احادیث ذکر کی ہیں۔

ترجمہ : زہری نے کہا محمد بن جبیر بن مطعم نے بیان کیا کہ امیر معاویہ کو یہ خبر پہنچی جبکہ وہ قریش کے وفد میں اس کے پاس موجود تھے کہ عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عنقریب قحطان کے قبیلہ میں سے کوئی بادشاہ ہوگا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ غصہ سے بھر گئے اور کھڑے ہو گئے پھر اللہ کی صفت و ثنا کی جس کے وہ لائق ہے۔ پھر حمد و ثنا کے بعد کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم میں سے بعض لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں اور نہ ہی وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ تم میں سے یہ لوگ جاہل ہیں اپنے آپ کو ایسی گمراہ کن باتوں سے بچاؤ۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خلافت قریش میں رہے گی۔ جب تک وہ دین کو درست رکھیں گے ان سے جو لوگ دشمنی کریں گے ان کو اللہ تعالیٰ اوندھے منہ گرائے گا۔

۳۲۷۵ — حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ
 سَعْدِ ح قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا
 أَبِي عَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ هُرْمَزٍ الْأَعْرَجِيُّ عَنْ
 أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشُ الْأَنْصَارُ
 وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَاشْجَعُ وَغِفَارُ مَوَالِي لَيْسَ لَهُمْ مَوْلَى
 دُونَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : قریش ،
 انصار ، جہینہ ، مُزینہ یا اسلم ، غفار اور اشجع موالی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے
 رسول کے سوا ان کا کوئی مولیٰ نہیں۔

(حدیث ۳۲۷۷ کی شرح دیکھیں)

ابو نعیم بن دُکین قرشی تیمی طلحی ہیں۔ آل طلحہ بن عبید اللہ کوفی کا آزاد کردہ غلام
 ہیں۔ بڑے بڑے مشائخ سے حدیث کی سماعت کرتے رہے۔ بہت کم لوگ ہیں جن کے مشائخ
 اتنے ہوں گے۔ ابو نعیم نے کہا میں اپنے شیخ سفیان ثوری سے چالیس یا پنجاہ شیوخ میں
 شریک ہوں۔ انہیں کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا سلوک کیا ہے ؛
 کیونکہ آپ حدیث کی تدریس پر اجرت لیتے تھے۔ اُنھوں نے جواب میں کہا کہ قاضی نے میرا حال
 دیکھا کہ میں عیال دار ہوں تو مجھے معاف کر دیا۔ ایک شخص نے انہیں کہا کہ آپ حدیث کی تدریس
 پر اجرت کیوں لیتے ہیں۔ اُنھوں نے جواب دیا مجھے حدیث کی اجرت پر ملامت کرتے ہو۔ میرے گھر کے
 تیرہ افراد ہیں اور گھر میں ایک روٹی بھی نہیں۔ ابن منجویہ نے کہا وہ ۲۱۹ ہجری کو کوفہ میں فوت ہوئے وہ اپنے
 زمانہ میں مضبوط اور ثقت راوی تھے۔

۳۲۷۶ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ
مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَا يَزَالُ هَذَا الْأَمْرُ فِي قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنْهُمْ اثْنَانِ

۳۲۷۵ — ترجمہ : عاصم بن محمد نے کہا میں نے اپنے والد کو حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلافت ہمیشہ قریش میں رہے گی جب تک ان میں سے دو شخص باقی رہیں گے۔

۳۲۷۶ — ۳۲۷۷ — شرح : یعنی جب تک قریش دین کو درست رکھیں گے

خلافت انھیں میں رہے گی اگرچہ ان میں سے دو قریشی باقی رہ جائیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب قریش دین کو درست نہ رکھیں گے ان میں خلافت نہیں رہے گی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت نہ ہوگی حتیٰ کہ فحطان سے ایک شخص خروج کرے گا جو اپنی لاش سے لوگوں کو مارے گا۔ اس وقت قریش دین کو درست نہیں رکھتے ہوں گے اور یہ قیامت کے قریب ہوگا اس سے پہلے قریش ہی خلافت کے مستحق ہوں گے۔ دوسرے لوگوں میں یہ نہ پائی جائے گی۔ لہذا دونوں حدیثوں میں تضاد نہیں کیونکہ عبداللہ بن عمر کی حدیث میں فحطانی کا خروج آخر زمانہ میں ہے اور امیر معاویہ کی حدیث استحقاق خلافت پر محمول ہے اور وہ اقامت دین سے مقتدہ ہے۔ اسی لئے جب خلفاء نے امور دین میں کمزوری ظاہر کی تو حالات متغیر ہو گئے اور بعض علاقوں میں خلافت کا صرف نام ہی باقی رہ گیا۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ہمارے اس زمانہ میں قریش کی حکومت نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مغرب کے علاقہ میں خلافت ہے اسی طرح مصر میں خلیفہ ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا مغرب میں کوئی خلیفہ نہیں اور نہ ہی مصر میں خلیفہ براۓ نام ہے۔ حل و عقد کا ہرگز مالک نہیں اگر کرمانی کی بات تسلیم بھی کر لیں تو اس سے لازم آئے گا کہ ابک زمانہ میں متعدد خلفاء ہو سکتے ہیں حالانکہ ایک خلیفہ سے زائد کا وجود جائز نہیں کیونکہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک خلیفہ کی بیعت سے وفاء کا حکم دیا ہے۔ اگر کوئی دوسرا منازعت کرے اور خلافت کا دعویٰ کرے تو اس کی گردن اڑا دینے کا حکم دیا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت قریش کے ساتھ مخصوص ہے صحابہ کرام اور تابعین کا اس پر اتفاق ہے اور اہل بدعت کی مخالفت صحابہ کرام کے اجماع سے متضاد ہے لہذا اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک دو قریشی باقی رہ جائیں گے

۳۲۷۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ
عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ
مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَلِبِ وَتَرَكْتَنَا وَإِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةِ
وَاحِدَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو مُطَلِبٍ شَيْءٌ

خلافت ان ہی میں رہے گی اور یہ آخر زمانہ تک ہمیشہ رہے گی۔ اگرچہ قریش کے علاوہ بعض لوگ زبردستی کسی علاقہ میں غلبہ کر لیں گے اور لوگوں پر جبراً حکومت کرنے لگیں گے مگر وہ قریش کی خلافت کے معترف ہوں گے لہذا ان میں خلافت کا نام باقی رہے گا لہذا حدیث سے مراد یہ ہے کہ محض خلافت کا نام قریش میں رہے گا اور وہ مستقل فرمانروانہ ہوں گے۔ ابوداؤد، ترمذی اور نسائی میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے بعد خلافت صرف تیس برس رہے گی پھر یہ ملک عضو ضعیف ہو جائے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ اس کے بعد جسے چاہے حکومت عنایت کرے گا۔ واقعہ بھی یہی ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھ ماہ سے تیس سال پورے ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے مسلم میں جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا جب تک اس میں بارہ خلفاء رہیں گے اور وہ سب قریشی ہوں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس خلافت سے مراد خلافت نبوت ہے۔ اور بارہ خلفاء تک دین قائم رہا۔ وہ سب قریشی تھے۔ یہ مراد نہیں کہ ان کے علاوہ کوئی خلیفہ ہی نہ ہوگا۔ بعض علماء نے کہا اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ قریش میں بارہ عادل خلفاء ہوں گے۔ اگرچہ مسلسل نہ ہوں اتفاق یہ ہوا کہ تیس برس تک مسلسل خلافت علی منہاج نبوت رہی۔ اس کے بعد بھی خلفاء راشدین ہوتے رہے چنانچہ عمر بن عبدالعزیز، مہدی بامر اللہ عباسی اور مہدی جو آخر زمانہ میں تشریف لائیں گے ان بارہ میں سے ہیں۔ چونکہ لوگ جاہلیت کے زمانہ میں قریش کے تابع تھے اور اسلام میں بھی عرب کے سردار اصحاب خلافت کے تابع رہے جو قیامت تک باقی ہے حتیٰ کہ اگر دو قریشی بھی باقی رہ جائیں گے تو خلافت انہی میں رہے گی۔

ترجمہ: جب جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ایک ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت عثمان نے کہا یا رسول اللہ! آپ عبدالمطلب کی اولاد کو عنایت فرماتے ہیں

۳۲۷۷ —

وَاحِدٌ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ مُحَمَّدٌ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ
قَالَ ذَهَبَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ مَعَ النَّاسِ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ إِلَى عَائِشَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَكَانَتْ أَرْقَى شَيْءٍ عَلَيْهِمْ لِقَرَابَتِهِمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۲۷۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ
قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
الزُّبَيْرِ أَحَبَّ الْبَشَرِ إِلَى عَائِشَةَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَى بَكْرٍ وَكَانَ
أَبْرَ النَّاسِ بِهَا وَكَانَتْ لَا تُمْسِكُ شَيْئًا مِمَّا جَاءَهَا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ إِلَّا
تَصَدَّقَتْ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْبَغِي أَنْ يُؤْخَذَ عَلَى يَدَيْهَا فَقَالَتْ
أَيُّؤْخَذُ عَلَى يَدَيَّ عَلَى نَذْرٍ إِنْ كَلِمَتُهُ فَاسْتَشْفَعُوا إِلَيْهَا بِرِجَالٍ مِنْ

اور ہمیں نظر انداز کر رکھا ہے۔ حالانکہ ہم اور وہ آپ کی نسبت ایک ہی درجہ میں ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا صرف بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک شئی ہیں۔ لیث نے کہا ابوالاسود محمد نے عروہ بن زبیر
سے روایت کی کہ عبد اللہ بن زبیر بنو زہرہ کے لوگوں کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں
بڑی مہربانی کرتی تھیں کیونکہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار تھے۔

(حدیث ع ۲۹۳۱ کی شرح دیکھیں)

۳۲۷۸ — ترجمہ : عروہ بن زبیر نے کہا کہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہا تمام

لوگوں سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر کے بعد سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھے اور وہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا
کی بہت خدمت کرتے تھے۔ ام المؤمنین کے پاس جو رزق اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا وہ اس میں سے کچھ نہ
جمع کرتی تھیں اور اسے صدقہ کر دیتی تھیں۔ عبد اللہ بن زبیر نے کہا ام المؤمنین کے ہاتھوں کو روک دینا چاہیے
ام المؤمنین نے فرمایا کیا میرے ہاتھ روک دیئے جائیں گے اور نذر مانی کہ میں اس سے کلام نہ کروں گی !

قُرَيْشٌ وَبِأَخْوَالِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً فَأَمْتَنَعَتْ فَقَالَ
لَهُ الزُّهْرِيُّونَ أَخْوَالُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَسْوَدِ
ابْنُ عَبْدِ يَغُوثٍ وَالْمِسُورِيُّ بْنُ مَخْرَمَةَ إِذَا اسْتَأْذَنَّا فَأَقْبَحَ الْحِجَابَ
فَفَعَلَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا بَعْشَرَ قَابَ فَأَعْتَقَتْهُمْ ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تَعْتَقُهُمْ
حَتَّى بَلَغَتْ أَرْبَعِينَ وَقَالَتْ وَدِدْتُ أَنِّي جَعَلْتُ حِينَ حَلَفْتُ
عَمَلًا أَعْمَلُهُ فَأَفْرُغَ مِنْهُ

حضرت عبداللہ بن زبیر نے قریش چند لوگوں خصوصاً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں سے سفارش کرائی، لیکن آپ نہ مانیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں زہریوں جن میں سے عبدالرحمن بن اسود بن عبد یغوث اور مسور بن مخرمہ، میں نے عبداللہ بن زبیر سے کہا۔ جب ہم اجازت لے لیں تو تم فوراً پردہ میں داخل ہو جاؤ۔ چنانچہ عبداللہ بن زبیر نے ایسا ہی کیا اور مالی صاحبہ کے پاس دس غلام بھیجے تو ام المؤمنین نے ان کو آزاد کر دیا۔ پھر آزاد کرتی رہیں حتیٰ کہ چالیس غلام آزاد کر دیئے۔

ام المؤمنین نے فرمایا میری خواہش ہے کہ اپنی قسم کے بعد کوئی ایسی بات کروں کہ اس قسم سے فارغ ہو جاؤں۔

شرح : حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ہمیشہ اسماء بنت ابی بکر کے بڑے لڑکے میں۔

اسماء کی والدہ، قبیلہ بنت العزیٰ ہے جبکہ ام المؤمنین عائشہ کی والدہ ام رومان بنت عامر ہے۔ اور اسماء ام المؤمنین کی نکلائی بہن ہیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی زینہ اولاد نہ تھی اس لئے وہ اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر سے محبت کیا کرتی تھیں۔ آپ بہت سخی تھیں کوئی شئی اپنے پاس جمع نہ کرتی تھیں آپ کو یہ خبر پہنچی کہ عبداللہ بن زبیر نے کہہ ہے ام المؤمنین کو سخاوت کہ نہ سے رک جانا چاہیئے ورنہ وہ اُن کو جبراً منع کر دیں گے۔ اس لئے مالی صاحبہ نے نذر مان لی کہ وہ عبداللہ بن زبیر سے ہرگز کلام نہ کریں گی جب حضرت عبداللہ کو یہ خبر پہنچی کہ مالی صاحبہ اس پر سخت ناراض ہو گئی ہیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہال سے سفارش کرائی کہ آپ راضی ہو جائیں اور زہریوں سے عبدالرحمن بن اسود بن عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف قرشی زہری اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما کو سفارش کے لئے ام المؤمنین کے پاس لے گئے اُنھوں نے عبداللہ بن زبیر سے کہا جب ہمیں اجازت ملے

بَابُ نَزْلِ الْقُرْآنِ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ

۳۲۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا

أَبِرَاهِيمَ بْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عُثْمَانَ دَعَا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَتَسَخَّوْهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّينَ الثَّلَاثَةَ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَالْكُتُبَةُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا ذَلِكَ

تو آپ بے ساختہ ام المؤمنین کے گلے لگ جائیں چنانچہ جب انھیں اجازت مل گئی تو عبد اللہ بن زبیر پرورد اٹھا کرام المؤمنین کے پاس چلے گئے۔ اور منت سماجت کرتے رہے۔ حتیٰ کہ آپ راضی ہو گئیں۔ پھر حضرت عبد اللہ نے ام المؤمنین کے پاس دس غلام بھیجے تاکہ وہ اپنی قسم کے کفارہ میں ان کو آزاد کریں۔ چنانچہ مانی صاحبہ نے سب کو آزاد کر دیا پھر اس کے بعد مسلسل غلام آزاد کرتی رہیں حتیٰ کہ چالیس غلام آزاد کر دیئے۔ الحاصل ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے مبہم نذر مانی تھی اس لئے یہ احتمال تھا کہ مذکور آزاد کردہ غلاموں سے زیادہ پر اس کا اطلاق ہو۔ اسی لئے ایک دو غلام آزاد کرنے سے ان کا دل مطمئن نہ ہوا تھا۔ البتہ اگر آپ نذر معین کر لیتیں تو وہی آزاد کرنے سے آپ فارغ ہو جاتیں، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ مبہم مجہول نذر ماننے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ نذر منعقد ہو جائے گی اور قسم کا کفارہ لازم ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک قول یہ ہے کہ قسم منعقد نہ ہوگی جس کسی نے نذر مانی اور اس کو ذکر نہ کیا تو اس پر قسم کا کفارہ لازم ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ نذر کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے۔ شائد ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو یہ حدیث نہیں پہنچی ورنہ وہ یہ نہ فرماتیں اور چالیس غلام آزاد نہ کرتیں۔ واللہ در سولہ اعلم!

بَابُ قُرْآنِ مَجِيدِ قُرَيْشٍ كِي زَبَانٍ مِي نَازِلٍ هُوَا

۳۲۷۹۔ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ

بَابُ نِسْبَةِ الْيَمَنِ إِلَى إِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْهُمْ
أَسْلَمُ بْنُ أَفْصَى بْنِ حَارِثَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ مِنْ خُزَاعَةَ
۳۲۸۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي
عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى
قَوْمٍ مِنْ أَسْلَمَ يَتَنَا ضُلُوكَ بِالسُّوقِ فَقَالَ أَرْمُوا بَنِي إِسْمَاعِيلَ فَإِنَّ
أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا وَأَنَا مَعَ بَنِي فُلَانٍ لِأَحَدِ الْفَرِيقَيْنِ فَأَمْسَكُوا
بِأَيْدِيهِمْ قَالَ فَقَالَ مَا لَهُمْ قَالُوا وَكَيْفَ نَرْمِي وَأَنْتَ مَعَ بَنِي فُلَانٍ
قَالَ أَرْمُوا وَأَنَا مَعَكُمْ كُلُّكُمْ

نے زید بن ثابت، عبد اللہ بن زبیر، سعید بن عاص اور عبد الرحمن بن حارث بن ہشام کو بلایا پھر انھوں نے قرآن مصحف میں لکھا۔ حضرت عثمان نے تینوں قریشیوں سے کہا تھا جب تم اور زید بن ثابت قرآن میں سے کسی شے میں اختلاف کرو تو اسے قریش کی زبان میں لکھو قرآن مجید قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا۔

شرح : ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس قرآنی صحیفے تھے۔ ان کو
۳۲۶۹ — ان حضرات نے مصحفوں میں لکھا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ
عنه ام المؤمنین حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیجا کہ وہ ان کے پاس قرآنی صحیفے بھیج دیں جو ان کے
پاس ہیں۔ ہم وہ مصحف میں لکھ کر واپس کر دیں گے۔ پھر مذکور حضرات کو حکم دیا کہ وہ ان کو لکھیں۔
مصحف کی جمع ہے۔ مصحف کا معنی کاپی ہے جو کاغذات کا مجموعہ ہے۔

بَابُ اِہْلِ یَمَنِ کِی نِسْبَتِ حَضْرَتِ اِسْمَاعِیْلِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کِی
طَرَفُہٗ، اِہْلِ یَمَنِ مِی سَہِ اِسْلَمِ بْنِ اَفْصٰی بْنِ حَارِثَہٗ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ مِی خُزَاعَہٗ مَشْہُورِی
۳۲۸۰ — تَرْجَمَہٗ، سَلَمَہٗ بْنِ اَبُو عِ رَضِی اللہ عَنْہُ نَہِ کَہَا کہ حَبَابِ رَسُوْلِ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

بَاب ۳۲۸۱ — حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي
يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَانَ أَبُو الْأَسْوَدِ الدُّؤَلِيُّ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ سَمِعَ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لغيرِ آبِهِ وَهُوَ
يَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَرًا بِاللَّهِ وَمَنْ ادَّعَى قَوْمًا لَيْسَ لَهُ فِيهِمْ نَسَبٌ فَلْيَتَّبِعُوا
مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

قبیلہ اسلم کے چند لوگوں کی طرف تشریف لے گئے جو بازار میں تیر اندازی کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اسماعیل کی اولاد تیر اندازی کرو کیونکہ تمہارا باپ اسماعیل علیہ السلام تیر انداز تھے۔ اور میں بنی فلاں کے ساتھ ہوں۔ یہ دو فریقوں میں سے ایک فریق کے لئے فرمایا۔ انھوں نے اپنے ہاتھ روک لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو کیا ہوا انھوں نے کہا ہم کیسے تیر اندازی کریں جبکہ آپ بنی فلاں کے ساتھ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تیر اندازی کرتے رہو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔
 (حدیث سنن کی شرح دیکھیں)

بَاب

۳۲۸۱ — ترجمہ : ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی اپنے باپ کے غیر کی طرف اپنی نسبت کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ نسبت غیر کی طرف ہے، وہ کافر ہو جائے گا اور جس نے کسی قوم کی طرف اپنی نسبت کی حالانکہ اس کی ان میں قرابت نہیں تو وہ اپنی جگہ دوزخ میں بنا لے۔
۳۲۸۱ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آسان گناہ کرنے سے کافر نہیں ہوتا ہے۔ اور حدیث میں اپنے والد کے غیر کی طرف اپنی نسبت کرنے کو کفر قرار دیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ تاویل یہ ہے کہ جو کوئی اپنے والد کے غیر کی طرف اپنی نسبت کو حلال اور جائز سمجھے وہ کافر ہے یا مراد کفرانِ نعمت ہے۔ یا مراد یہ ہے کہ اُس نے اللہ تعالیٰ سے

۳۲۸۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَرِيزٌ
 حَدَّثَنِي عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النَّصْرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ وَائِلَةَ
 ابْنِ الْأَسْقَعِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْفِرَاءِ أَنْ يَدَّعِيَ الرَّجُلُ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ يُرَى عَيْنُهُ
 مَا لَمْ تَرَ أَوْ تَقُولَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْ

حق اور اپنے والد کے حق کا انکار کر دیا یا زجر و تہدید کے لئے فرمایا۔ حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو کوئی اپنی نسبت غیر کی طرف کرے یا اپنے آپ کو غیر خاندان میں شمار کرے اور اس کو جائز سمجھے وہ شخص کافر ہے۔ اس زمانہ میں دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض سادات کی طرف اپنی نسبت کر لیتے ہیں تاکہ عوام کی نگاہوں میں محترم ہوں وہ اس حدیث کے مصداق ہیں۔

ترجمہ : عبد الواحد بن عبد اللہ النصری نے بیان کیا کہ میں نے وائلہ میں اسقع کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت بڑا بہتان یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی نسبت اپنے والد کے غیر کی طرف کرے یا اپنی آنکھ کو وہ رکھائے جو اُس نے نہیں دیکھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس بات کی نسبت کرے جو آپ نے نہیں فرمائی !

۳۲۸۲ — شرح : یعنی اپنی آنکھوں کی طرف وہ رؤیت منسوب کرے جسے نہ دیکھا ہو یعنی جھوٹا خواب بیان کرے اور کہے کہ میں نے خواب میں یہ دیکھا ہے حالانکہ اس نے کچھ نہیں دیکھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بیداری میں جھوٹ بولنے سے یہ جھوٹ زیادہ نہیں تو اس کی عقوبت کیوں زیادہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خواب نبوت کا ایک حصہ ہے اور نبوت وحی کے بغیر نہیں ہوتی تو جو کوئی خواب جھوٹا بیان کرتا وہ اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ورہ رکھا یا ہے جو اُس نے نہیں دیکھا اور اس کو نبوت کا جزو عطا کیا ہے جو اس کو نہیں ملا۔ اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا بہت بڑا بہتان ہے۔ قرآن کریم میں ہے : **فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ** ”علامہ طیبی نے کہا خواب جھوٹا بیان کرنا دراصل اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی خواب میں فرشتہ بھیجتا ہے جو خواب دکھاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !

۳۲۸۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا جَمَادٌ عَنْ أَبِي حَمْرَةَ

قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ قَدِمَ وَفَدُ عَبْدُ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هَذَا الْحَيَّ مِنْ بَعَةِ
قَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كَفَّارُ مُضَرٍ فَلَسْنَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي كُلِّ شَهْرٍ
حَرَامٍ فَلَوْ أَمَرْتَنَا بِأَمْرٍ نَأْخُذُ عَنْكَ وَنُبْلِغُهُ مَنْ وَرَاءَنَا قَالَ أَمْرُكُمْ
بِأَرْبَعَةٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعَةٍ الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَشَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ وَأَقَامُ الصَّلَاةَ وَآتَاءُ الزَّكَاةَ وَأَنْ تُؤَدُّوا إِلَى اللَّهِ خُمْسَ مَا غَنِمْتُمْ
وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَاةِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمَرْفَتِ

۳۲۸۴ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى الْمُنْبَرِ إِلَّا أَنَّ الْفِتْنَةَ هُنَا يَشِيرُ
إِلَى الْمَشْرِقِ وَمِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

۳۲۸۳ — ترجمہ : ابو حمزہ نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے

سنا کہ عبد القیس کا وفد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ! ہم ربیعہ قبیلہ
میں سے ہیں ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلہ مضر کے کافر حائل ہیں۔ ہم آپ کے پاس صرف حرم کے مہینوں
میں ہی آ سکتے ہیں۔ اگر آپ ہمیں قبیلہ کن حکم فرمائیں جس کو ہم یاد کر کے پیچھے والوں کو بتائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار سے منع کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا
کوئی حق معبود نہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور حج مال غنیمت حاصل کرو اس کا پانچواں حصہ اللہ کے حضور پیش کرنا اور
میں تمہیں کدو کے بڑے بزرگ، لکڑی کرید کر بنائے ہوئے برتنوں اور تارکول کے برتنوں میں ٹینڈ بنانے سے منع کرتا ہوں۔ (حدیث غزہ کی شرح میں)

۳۲۸۴ — ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ ذِكْرِ اسْلَمَ وَغِفَارٍ وَمُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ وَاشْجَعٍ

۳۲۸۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ
ابْنِ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمٌ وَغِفَارٌ
وَاشْجَعٌ مَوَالِي لَيْسَ لَهُمْ مَوْلَى دُونَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ

۳۲۸۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غُرَيْرٍ الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى
ابْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ
أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى الْمُنْبَرِ غِفَارٌ
غَفَرَ اللَّهُ لَهَا وَأَسْلَمٌ سَأَلَ لَهَا اللَّهُ وَعُصَيَّةٌ عَصَتْ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

کو منبر شریف پر یہ فرماتے ہوئے سنا خبردار! فتنہ یہاں ہے۔ اور مشرق کی جانب اشارہ فرمایا جہاں سے شیطان کا
سیلنگ طلوع کرے گا (حدیث ۳۰۵۹ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اسْلَمَ، غِفَارٍ، مُزَيْنَةَ، جُهَيْنَةَ وَاشْجَعٍ كَاذِبٍ

۳۲۸۵۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ قریش، انصار، جہینہ، مُزینہ یا اسلم، غفار اور
اشجع موالی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے سوا ان کا کوئی مولیٰ نہیں، (حدیث ۳۲۸۵ کی شرح دیکھیں)
۳۲۸۶۔ ترجمہ : نافع نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر دی
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف پر فرمایا :

۳۲۸۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ
عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ أَسْلَمُ سَأَلَهَا اللَّهُ وَغَفَارُ غُفَرِ اللَّهِ لَهَا

قبیلہ غفار کو اللہ بخشے اور اسلم کو سلامتی دے اور قبیلہ عَصِیْتہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔
۳۲۸۸ — شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے غفار اور سالم قبائل کے لئے
دُعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کو اچھی توفیق دے اور ان کو سلامت
رکھے۔ کیونکہ یہ دونوں قبیلے جنگ و جدال کے بغیر مسلمان ہوئے تھے اور قبیلہ غفار کے متعلق یہ معروف تھا کہ
وہ حاجیوں کی چوری کرتے ہیں۔ اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی تاکہ آئندہ ان
سے یہ تہمت جاتی رہے اور پہلے گناہ معاف ہو جائیں۔ قبیلہ عَصِیْتہ والوں نے بیڑ معونہ پر ان قاریوں کو قتل
کر دیا تھا جنہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا۔ انھوں نے دھوکہ سے انھیں قتل کیا جس سے آپ
کو سخت صدمہ پہنچا اور مہینہ بھر نماز میں ان کے لئے بد دُعا کرتے رہے اور قبیلہ رِعْل، ذُکُوَان پر لعنت کرتے رہے
اور فرماتے تھے کہ عَصِیْتہ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔

۳۲۸۷ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ قبیلہ سالم کو اللہ تعالیٰ سالم رکھے اور قبیلہ غفار کی مغفرت فرمائے۔

۳۲۸۸ — شرح : اس حدیث اور اس سے پہلی حدیث میں نہایت ہی عمدہ سیاق
ہے جس سے کانوں کو لذت پہنچتی ہے اور دلوں میں کشش
پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس میں کچھ تسکلیت نہیں۔ بلکہ یہ عجیب اتفاق ہے ہر ایک قبیلہ کے پہلے حرف کے
مطابق اس کی جنس کے حروف سے دُعا فرمائی۔ بھلا ایسا کیوں نہ ہو جبکہ یہ اس ذات ستودہ صفات
کا کلام ہے جو وحی کے بغیر کلام نہیں کرتی۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ
اور آپ کی زبان کی فصاحت ایسی غایت کو پہنچی ہے۔

امام بومیری فرماتے ہیں: مُبْلَغُ الْعِلْمِ فِيهِ أَنَّهُ بَشَرٌ ۖ وَأَنَّهُ خَيْرُ خَلْقِ اللَّهِ كُلِّهِمْ
فَإِنَّ فَضْلَ رَسُولِ اللَّهِ لَيْسَ لَهُ ۖ حَدٌّ فَيُعْرَبُ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِهِ

آپ کے متعلق ہمارے علم کی انتہاء صرف یہ ہے کہ آپ بشر ہیں اور آپ اللہ کی ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔
بے شک اللہ کے رسول کی فضیلت کی کوئی حد نہیں۔ جو کوئی بولنے والا منہ سے ظاہر کرے۔

۳۲۸۸-۳۲۸۹ — حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ هُرَيْثٍ عَنْ سُفْيَانَ

عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ جُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ

وَعِغْفَارُ خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَمِنْ بَنِي أَسَدٍ وَمِنْ بَنِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

عُطْفَانَ وَمِنْ بَنِي عَامِرٍ بِنِ صَعْصَعَةَ فَقَالَ رَجُلٌ خَابُوا وَخَسِرُوا

فَقَالَ هُمْ خَيْرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَمِنْ بَنِي أَسَدٍ وَمِنْ بَنِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

عُطْفَانَ وَمِنْ بَنِي عَامِرٍ بِنِ صَعْصَعَةَ

۳۲۹۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ

قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

ابْنَ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ الْأَوْقَرَ بْنَ حَابِسٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۲۸۸-۳۲۸۹ — ترجمہ : قَبِيصَةُ اور مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ دونوں اپنے اسناد سے عبد الرحمن

بن ابی بکرہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ جُهَيْنَةُ، مُزَيْنَةُ، أَسْلَمُ اور عِغْفَارُ قبائل بنو تَمِيم، بنو أَسَد، بنو عَبْدِ اللَّهِ بن عُطْفَانَ اور بنو عَامِر بنِ صَعْصَعَةَ سے بہتر ہیں۔ ایک مرد نے کہا یہ قبیلے تو خسارہ میں پڑ گئے آپ نے فرمایا جُهَيْنَةُ، مُزَيْنَةُ، أَسْلَمُ اور عِغْفَارُ، بنو تَمِيم، بنو أَسَد، بنو عَبْدِ اللَّهِ بن عُطْفَانَ اور بنو عَامِر بنِ صَعْصَعَةَ سے بہتر ہیں۔ شیخ اقرع بن حابس تھا جس نے کہا تھا خَابُوا وَخَسِرُوا،

ترجمہ : مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ نے کہا میں نے عبد الرحمن بن ابی بکرہ سے انھوں نے اپنے والد ابو بکرہ سے سنا کہ اقرع بن

حابس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اسلم، عِغْفَارُ، مُزَيْنَةُ میرا خیال ہے کہ جُهَيْنَةُ ابن ابی یعقوب نے شک کیا ہے۔ قبائل کے چرووں نے آپ کی بیعت کی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بتاؤ کہ اگر اسلم

إِنَّمَا بَالَيْكَ سَرَّاقُ الْحَجِيرِ مِنْ أَسْلَمَ وَغِفَارٍ وَمُزَيْنَةَ وَأَحْسِبُهُ
وَجُهَيْنَةَ ابْنُ أَبِي يَعْقُوبَ شَكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ
إِنْ كَانَ أَسْلَمَ وَغِفَارٌ وَمُزَيْنَةُ وَأَحْسِبُهُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ
وَبَنِي عَامِرٍ وَأَسَدٍ وَغُطْفَانَ خَابُوا وَخَسِرُوا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَالَّذِي
نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُمْ لَا خَيْرَ مِنْهُمْ

۳۲۹۱ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ

أَبْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَسْلَمُ وَغِفَارٌ
وَشَيْءٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةُ أَوْ قَالَ شَيْءٌ مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ مُزَيْنَةَ خَيْرٌ
عِنْدَ اللَّهِ أَوْ قَالَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مِنْ أَسَدٍ وَتَمِيمٍ وَهَوَازِنَ وَغُطْفَانَ

غفار اور مُزینہ میرا خیال ہے کہ جھینہ، بنی تمیم، بنی عامر، اسد اور غطفان سے بہتر ہوں تو کیا وہ خسارہ میں ہیں
اقرع بن حابس نے کہا جی ہاں! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات ستودہ صفات کی قسم
جس کے دست قدرت حکمرانی جان ہے وہ قبائل ان قبائل سے افضل ہیں۔

۳۲۹۰ — شرح : یعنی اسلم، مُزینہ اور جھینہ قبائل بنی تمیم، بنی عامر اور اسد و غطفان
سے بہتر ہیں کیونکہ ان قبائل نے بہت جلد اسلام قبول کیا اور ان میں

اچھے اخلاق پائے جاتے ہیں اس کے علاوہ ان کے قلوب بہت نرم ہیں۔ بنی تمیم، مُزین اور بنی طابخہ بن الیاس
بن مُضر بن نزار بن معد بن عدنان کی اولاد ہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے قبائل ہیں۔ بنی اسد، خزیمہ بن مدرکہ
بن الیاس بن مُضر کی اولاد ہیں۔ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے
بعد طلحہ بن خویلد کے ساتھ مل کر مرتد ہو گئے تھے۔ اور بنی تمیم بھی سجاح جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، کے ساتھ مرتد
ہو گئے تھے۔ بنی عبد اللہ بن غطفان، سعد بن قیس غیلان بن مُضر کی اولاد ہیں۔ عبد اللہ بن غطفان کا جاہلی نام عبد العزی
تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام تبدیل کر کے عبد اللہ رکھا۔

بنی عامر صُغَصَہ
بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن حفصہ کی اولاد ہیں۔ قولہ خَابُوا وَخَسِرُوا، میں ہمزہ مقدر ہے اسل
عبارت یوں ہے "اَخَابُوا وَخَسِرُوا" کیا یہ لوگ خسارہ میں پڑ گئے؟

بَابُ ذِكْرِ فُحْطَانَ

۳۲۹۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي
سُلَيْمُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُخْرِجَ رَجُلٌ
مِنْ فُحْطَانَ يَسُوقُ النَّاسَ بِعَصَاةٍ

۳۲۹۱ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا قبیلہ اسلم، غفار اور بعض قبیلہ مزینہ اور جہینہ یا کہا بعض قبیلہ جہینہ یا مزینہ۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک
بہتر ہیں یا فرمایا وہ قیامت کے دن اسد، تمیم، ہوازن اور غطفان کے قبائل سے افضل ہیں۔

یہ حدیث ابو ہریرہ پر موقوف ہے، لیکن مسلم نے اسے
مرفوع ذکر کیا ہے۔ قولہ قَالَ قَالَ، ظاہر یہ ہے کہ پہلے قَالَ کا فاعل
ابو ہریرہ اور دوسرے قَالَ کا فاعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لیکن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فاعل ذکر نہیں کیا اس لئے
یہ حدیث بصورت موقوف ہے۔ خطیب اور ابن صلاح نے کہا محمد بن سیرین کی یہ اصطلاح ہے کہ جب وہ یہ کہیں
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اور دوسرے قَالَ کا فاعل ذکر نہ کریں تو اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
ہوتے ہیں لہذا اس طرح یہ حدیث مرفوع ہے۔ جیسا کہ مسلم نے اسے مرفوع ذکر کیا اور
قَالَ کا فاعل صراحۃً ذکر کیا ہے۔ اسلم معطوف علیہ اور اس کے بعد معطوفات کا مجموعہ مبتداء اور خبر عنہ اللہ
خبر ہے۔ قولہ شَيْءٌ مِنْ مَزِينَةٍ وَجُهَيْنَةٍ، یعنی ان دونوں قبیلوں میں سے بعض لوگ اس سے پہلے ابوبکرہ کی
حدیث میں مطلقاً مذکور ہے اور اس حدیث نے اس کو مقید کر دیا ہے۔ قولہ اَوْ قَالَ شَيْءٌ مِنْ جُهَيْنَةٍ اور مَزِينَةٍ
یہ راوی کا شک ہے۔ یعنی ان دونوں قبیلوں کے بعض لوگ یا بعض لوگ اس قبیلہ کے اور بعض اس قبیلہ
کے یعنی اس بات میں شک ہے کہ راوی نے دونوں قبیلوں کو جمع کیا ہے یا ان میں سے ایک پر اقتصار کیا
ہے۔ قولہ : اَوْ قَالَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ یہ بھی راوی کا شک ہے کہ خَيْرٌ عِنْدَ اللَّهِ فرمایا یا خَيْرٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فرمایا اس
میں بھی ابوبکرہ کی حدیث کی مقید ہے۔ جبکہ ابوبکرہ کی حدیث میں مطلقاً مذکور ہے کیونکہ خیریت کا ظہور
قیامت کے دن ہوگا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ ذِكْرِ فُحْطَانَ

۳۲۹۲ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

بَاب مَا يَنْهَى عَنْهُ مِنْ دَعْوَةِ الْجَاهِلِيَّةِ

۳۲۹۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ ثَابَ مَعَهُ نَاسٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ حَتَّى كَثُرُوا وَكَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلٌ لَعَابٌ فَكَسَعَ أَنْصَارِيًّا فغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ غَضَبًا شَدِيدًا حَتَّى تَدَلَعُوا

نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی۔ حتیٰ کہ قحطان سے ایک شخص ظاہر ہوگا جو اپنی لائمی سے لوگوں کو مانگے گا۔

۳۲۹۲ — شرح : حدیث میں اس شخص کا نام مذکور نہیں لیکن قرطبی نے اس کا

نام جہجاء ذکر کیا ہے۔ مسلم نے کتاب الفتن میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

سے روایت کی کہ زمانہ ختم نہ ہوگا حتیٰ کہ ایک شخص دنیا کا مالک ہوگا اس کو جہجاء کہا جائے گا۔ قولہ یُسَوِّقُ النَّاسَ اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ لوگوں کو مسخر کرے گا اور ان کو اپنی رعیت بنائے گا۔ جیسے چرواہا اپنی بکریوں کو مانگتا ہے۔ توضیح میں ہے کہ قحطان کی حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ شخص جبراً خلیفہ ہوگا۔ نعیم بن حمار نے فتن میں ارطاة بن منذر سے ذکر کیا کہ قحطانی مہدی علیہ السلام کے بعد ہوگا اور ان کی سیرت اختیار کرے گا اور وہ ملک میں بیس برس رہے گا (یعنی) واللہ ورسولہ اعلم!

بَاب جَاهِلِيَّةِ كَيْفَ يُكَارِ مَنْعُ هِيَ

۳۲۹۳ — ترجمہ : عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ انھوں نے حضرت

جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم نے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کیا جبکہ آپ کے ساتھ کثیر تعداد میں مہاجرین جمع ہوئے۔ مہاجرین میں سے ایک شخص خوش طبع تھا اس نے ایک انصاری کی پیٹھ پر پھینکا مارا اس سے انصاری غصہ سے بھر گیا حتیٰ کہ انہوں نے اپنے اپنے ساتھیوں کو پکارا۔ انصاری نے کہا اے انصار مدد کو پہنچو اور مہاجر نے کہا اے مہاجر مدد کو پہنچو!

وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ فَخَرَجَ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوَى أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ
 ثُمَّ قَالَ مَا شَأْنُهُمْ فَأُخْبِرْكَ سَعَةَ الْمُهَاجِرِيِّ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ فَقَالَ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْوَاهَا فَإِنَّمَا خِيَرَةُ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
 أَبِي سَلُولٍ أَتَدْعُو عَلَيْنَا لِنُنْزِلَ رَجْعَنَا إِلَى الْمَدِينَةِ
 لِنُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَقَالَ عُمَرُ لَا نَقْتُلُ هَذَا الْخَبِيثَ
 يَعْنِي عَبْدَ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّهُ
 كَانَ يُقْتَلُ أَصْحَابَهُ

یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا یہ جاہلیت کی پکار کیسی ہے؟ پھر فرمایا واقعہ کیا ہے؟
 تو آپ کو عرض کیا گیا ایک مہاجر نے ایک انصاری کی پیٹھ پر پتھر مارا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے
 چھوڑو یہ بڑی بات ہے۔ عبد اللہ بن ابی بن سلول نے کہا کیا انھوں نے ہم پر پکار کی ہے؟ اگر ہم مدینہ منورہ
 لوٹ کر گئے۔ تو جو ہم میں عزت والا ہوگا وہ کمزور کو اس سے نکال باہر کرے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
 نے عبد اللہ کے متعلق کہا یا رسول اللہ! کیا ہم اس خبیث کو قتل نہ کر دیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مت
 کرو۔ لوگ یہ باتیں بنائیں گے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہیں۔

شرح : علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اس حدیث میں امور دین
 کے اہتمام اور آنے والے حالات میں نظر کی طرف اشارہ ہے۔

۳۲۹۳ —

کیونکہ لوگ بظاہر دین اسلام قبول کرتے ہیں لیکن ان کے قلوب کے کوائف کی طرف راہ پانا مشکل ہے۔ اگر منافق
 کو باطنی کفر کے باعث سزا دی جائے تو دشمنان دین اسلام لوگوں کو ایمان لانے سے نفرت دلائیں گے۔ اور یہ
 کہتے پھریں گے اس کی کیا ضمانت ہے کہ یہ لوگ تمہیں امان دیں گے۔ ممکن ہے تم پر باطنی کفر کا الزام عائد
 کر کے تمہیں قتل کر دیں اور تمہارے مال و متاع پر قابض ہو جائیں۔ لہذا اپنی جانوں کو ان کے حوالہ نہ کرو اور
 اسلام سے دور رہو اور یہ دین مبین سے نفرت دلانے کا سبب ہے۔ چنانچہ اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے عبد اللہ بن ابی سلول منافق کو قتل کرنے سے روک دیا۔ اس حدیث میں مہاجر کا نام جہجاء انصاری کا نام
 سنان جہنی تھا۔

۳۲۹۴۔ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ
 الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ سُفْيَانَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ
 مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا
 مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدُعَايِ الْجَاهِلِيَّةِ

بَابُ قِصَّةِ خُرَاعَةَ

۳۲۹۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا نَحْيِيُّ بْنُ
 أَدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ
 أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَمْرُو بْنُ لُحْيٍ بْنُ
 قُمَةَ بْنِ خُنْدَفٍ أَبُو خُرَاعَةَ

۳۲۹۴۔ ترجمہ : مسروق نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا جو مصیبت کے وقت رخصتوں کو پیٹے، گریبان پھاڑے
 اور جاہلیت کی پکار کرے وہ ہم سے نہیں۔ (حدیث عن ۱۲۲ کی شرح دیجھیں)

بَابُ خُرَاعَةِ كَا وَاقِعَةٍ

۳۲۹۵۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرو بن لُحی بن قُمۃ بن خندف خُرَاعۃ
 کا باپ تھا۔

۳۲۹۵۔ شرح : لُحی کی لام مضموم، طاء مفتوح اور یاء مشدود۔ عمرو بن لُحی
 مبتداء اور ابو خُرَاعۃ خبر سے۔ ابن قُمۃ، لُحی کا باپ اور قُمۃ مبتداء۔

۳۲۹۶ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبٌ عَنْ
 الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ الْبَحِيرَةُ الَّتِي يُمْنَعُ
 دُرُّهَا لِلطَّوْاعِثِ وَلَا يُحْلِبُهَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ وَالسَّائِةُ الَّتِي
 كَانُوا يُسَيِّبُونَهَا لِإِلَهَتِهِمْ فَلَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ قَالَ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ
 قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْخَزَاعِيَّ يَجْرُ
 قُصْبَةً فِي النَّارِ وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ

قاف مکسور اور میم کو مشد مفتوح و مکسور بھی پڑھا جاتا ہے۔ بعض قاف کو مفتوح اور میم کو ساکن پڑھتے
 ہیں۔ ابن خنوف، کی خاء مکسور، نوں ساکن اور دال مکسور یا مفتوح ہے اور آخر میں فاء ہے یہ غیر منصرف ہے
 اور ایک قبیلہ کی ماں ہے۔ اور ”قمعہ“ ماں کی طرف منسوب ہے ورنہ اس کے باپ کا نام ”الیاس بن مضر“
 ہے اور ابو خزاعہ قبیلہ ازد، کا باپ ہے۔

ترجمہ : زہری نے کہا میں نے سعید بن مسیب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ”بحیرہ“

۳۲۹۶ —

وہ جانور ہے جس کا دودھ بتوں کے لئے ردکا جائے اسے کوئی

شخص نہیں دودھ سکنا۔ سائبہ، وہ جانور میں جنہیں وہ اپنے بتوں کے لئے چھوڑتے تھے اور ان پر کوئی شئی
 نہیں لادی جاتی تھی۔ انھوں نے کہا کہ ابو ہریرہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے عمرو بن عامر
 بن لُحی خزاعی کو دیکھا کہ وہ اپنی انتڑیاں دوزخ میں کھینچ رہا تھا۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے بتوں کے لئے جانور
 چھوڑے تھے۔

۳۲۹۶ — شرح : اہل جاہلیت کا یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی اونٹنی پانچ بچوں کو جنم

دے لیتی اور پانچواں بچہ مذکر ہوتا تو وہ اونٹنی کا کان کاٹ دیتے اور اسے آوارہ چھوڑ دیتے تھے۔ اور اس
 پر سواری اور اس کا دودھ انے لئے حرام قرار دیتے تھے اور اس کو کسی چراگاہ اور پانی سے روکا نہ جاتا تھا
 اس طرح وہ بتوں کی تعظیم کیا کرتے تھے، طاغوت، شیطان یا ہر وہ شخص ہے جو لوگوں کو گمراہ کرنے
 میں پیش پیش ہو۔ سائبہ، جب کوئی شخص سفر کا ارادہ کرتا یا بیمار ہو جاتا تو کہتا تھا اگر میں اپنے سفر سے
 واپس آگیا یا اس بیماری سے تندرست ہو گیا تو میری اونٹنی سائبہ ہے۔ اور اس کا ہر نفع اپنے لئے حرام

قِصَّةُ اِسْلَامِ اَبِي ذَرٍّ بَابُ قِصَّةِ زَمْرَمَ

۳۲۹۷۔ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَقْتَبِيُّ
سَلَمُ بْنُ قُتَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي مُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ الْقَصِيرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي
اَبُو جَهْرَةَ قَالَ قَالَ لَنَا اِبْنُ عَبَّاسٍ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاِسْلَامِ اَبِي ذَرٍّ

مکرو دیتا تھا جیسے بھڑ سے انتفاع حرام کرتے تھے۔ عمرو بن عامر، ابن قمعہ کے چچوں میں سے ہے اور وہی عمرو بن
لُحی ہے۔ عامر نام اور لُحی لقب ہے یا ایک اس کے باپ کا نام اور دوسرا اس کے دادوں میں سے کسی دادے
کا نام ہے۔ اسی لئے بعض روایات میں عمرو بن لُحی مذکور ہے اور بعض میں عمرو بن عامر ہے۔ یہ چند جانور ہیں جو
مشرک اپنے بتوں کی تعظیم کے لئے چھوڑ دیتے تھے اور ان کو اپنے لئے حرام کر دیتے تھے۔ قرآن کریم نے ان کی
سحت تردید کی ہے کہ یہ جانور ان کے حرام کرنے سے حرام نہیں ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اگر کوئی جانور کسی کے لئے
نامزد کر دیا جائے تو وہ حرام نہیں ہوتا اور اس کو ذبح کر کے کھانا جائز ہے اور ”ما اہل بہ لغیر اللہ“ کے مفہوم
میں داخل نہیں کیونکہ اس کا مفہوم یہ ہے جو بتوں کا نام لے کر ذبح کیا جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اس حدیث میں حضرت ابو ذر کے اسلام لانے کا واقعہ مذکور ہے،

آبِ زَمْرَمَ کا واقعہ

ترجمہ : ابو جہرہ نے کہا ابن عباس نے ہمیں کہا۔ کیا میں تمہیں ابو ذر کے
اسلام لانے کی خبر نہ دوں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں (ضروری بیان کرو)

۳۲۹۷۔

انہوں نے کہا۔ ابو ذر نے کہا۔ میں قبیلہ غفار میں سے ہوں۔ ہمیں یہ خبر پہنچی کہ ایک شخص مکہ میں ظاہر ہوا ہے جو خیال
کرتا ہے کہ وہ نبی ہے تو اس نے اپنے بھائی سے کہا تم اس شخص کے پاس جاؤ اور اس سے بات کرو اور مجھے اس
کی خبر دو۔ چنانچہ میرا بھائی گیا اور ان سے ملاقات کر کے واپس آیا تو میں نے کہا۔ کیا خبر لائے ہو؟ میرے بھائی
نے کہا بخدا! میں نے اس شخص کو دیکھا ہے وہ اچھی بات کا حکم (نیکی) کا حکم دیتے ہیں برائی سے منع کرتے ہیں

قَالَ قُلْنَا بَلَىٰ قَالَ قَالَ أَبُو ذَرٍّ كُنْتُ رَجُلًا مِنْ غِفَارٍ فَلَبَّغْنَا أَنْ رَجُلًا
 قَدْ خَرَجَ بِمَلَكَةٍ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَقُلْتُ لِأَخِي انْطَلِقْ إِلَىٰ هَذَا الرَّجُلِ
 وَكَلِمَةُ وَأَتَيْتَنِي بِخَبْرِهِ فَأَنْطَلِقُ فَلِقِيهِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَقُلْتُ مَا عِنْدَكَ
 فَقَالَ وَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَا مُرَبَّ الْخَيْرِ وَيُحْيِي عَنِ الشَّرِّ فَقُلْتُ
 لَهُ لَمْ تَشْفِنِي مِنَ الْخَبْرِ فَأَخَذْتُ جَرَابًا وَعَصَا ثُمَّ أَقْبَلْتُ إِلَىٰ مَلَكَةٍ
 فَجَعَلْتُ لَا أَعْرِفُهُ وَأَكْرَهُ أَنْ أَسْأَلَ عَنْهُ وَأَشْرَبُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ
 وَأَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ فَمَرَرْتُ عَلَىٰ فَقَالَ كَانَ الرَّجُلُ غَرِيبٌ قَالَ
 قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ فَأَنْطَلِقْ إِلَى الْمَنْزِلِ قَالَ فَأَنْطَلَقْتُ مَعَهُ لَا يَسْأَلُنِي عَنْ
 شَيْءٍ وَلَا أُخْبِرُهُ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ عَدَدْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا سَأَلَ عَنْهُ وَلَيْسَ
 أَحَدٌ يُخْبِرُنِي عَنْهُ بِشَيْءٍ قَالَ فَمَرَرْتُ عَلَىٰ فَقَالَ أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ يَعْرِفُ
 مَنْزِلَهُ بَعْدُ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَأَنْطَلِقُ مَعِيَ قَالَ فَقَالَ مَا أَمْرُكَ وَ
 مَا أَقْدَمَكَ هَذِهِ الْبَلَدَةَ قَالَ قُلْتُ لَهُ إِنْ كَتَمْتُ عَلَىٰ أَخْبَرْتُكَ

میں نے اسے کہا تم نے اس خبر سے میری تسلی نہیں کی پھر میں نے توشہ دان اور عصا لیا اور مکہ کی طرف روانہ
 ہوا۔ میں آپ کو پہچانتا نہیں تھا اور ان سے متعلق کسی سے دریافت کرنے کو بھی اچھا نہ سمجھتا تھا۔ میں آپ
 زمرم پیتا رہا اور مسجد میں رہا (ایک دفعہ) میرے پاس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ گزرے اور کہنے لگے یہ شخص
 مسافر ہے۔ میں نے کہا جی ہاں (میں مسافر ہوں) اُنھوں نے فرمایا ہمارے گھر چلو۔ میں ان کے ہمراہ چل دیا (میں
 اُنھوں نے مجھے کوئی شئی نہ پوچھی اور نہ ہی میں نے اُن سے کچھ بیان کیا۔ جب صبح ہوئی تو میں مسجد میں گیا۔ تاکہ
 آپ کے متعلق دریافت کروں لیکن کوئی شخص مجھے آپ کے متعلق کچھ خبر نہ دیتا تھا۔ پھر میرے پاس سے
 حضرت علی رضی اللہ عنہ گزرے اور کہا کیا اس شخص کے لئے ابھی تک اپنی قیام گاہ پہچاننے کا وقت قریب
 نہیں آیا؟ میں نے کہا جی نہیں۔ اُنھوں نے کہا میرے ساتھ چلو۔ پھر مجھے کہا تمہارا کیا مقصد ہے اور اس شہر

قَالَ فَإِنِّي أَفْعَلُ قَالَ قُلْتُ لَهُ بَلَّغْنَا أَنَّهُ قَدْ خَرَجَ هُنَا رَجُلٌ يُزْعِمُ
 أَنَّهُ نَبِيٌّ فَأَرْسَلْتُ أَخِي لِيُكَلِّمَهُ فَرَجَعَهُ وَلَمْ يَشْفِنِي مِنَ الْخَبَرِ فَأَرَدْتُ
 أَنْ أَلْقَاهُ فَقَالَ لَهُ أَمَا أَنْتَ قَدْ رَشِدْتَ هَذَا وَجْهِي إِلَيْهِ فَاتَّبِعْنِي
 أَوْ خُلْ حَيْثُ أَذْخُلُ فَإِنِّي إِنْ رَأَيْتُ أَحَدًا إِخَافُهُ عَلَيْكَ قُمْتُ
 إِلَى الْحَارِيطِ كَأَنِّي أُصَلِّهِ نَعْلِي وَأَمْضِ أَنْتَ فَمَضَى وَمَضَيْتُ مَعَهُ
 حَتَّى دَخَلْتُ وَدَخَلْتُ مَعَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ
 لَهُ أَعْرَضَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَعَرَضَهُ فَأَسَأَمْتُ مَكَانِي فَقَالَ لِي يَا
 أَبَا ذَرٍّ أَكُنْتُمْ هَذَا الْأَمْرَ وَارْجِعْ إِلَى بَلَدِكَ فَإِذَا بَلَغَكَ ظُهُورُنَا
 فَأَقْبِلْ فَقُلْتُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا صُرُخَنَ بَيْنَهُمْ أَظْهَرُهُمْ
 فَجَاءَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَقَرِئْتُ فِيهِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ إِنِّي أَشْهَدُ أَنَّ

میں تمہیں کون لایا ہے۔ میں نے ان سے کہا اگر آپ بات راز میں رکھیں تو میں آپ سے بیان کرتا ہوں۔ حضرت علی نے کہا (کوئی حرج کی بات نہیں) میں بات راز میں رکھوں گا۔ میں نے کہا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہاں ایک شخص ظاہر ہو رہا ہے جو گمان کرتا ہے کہ وہ نبی ہے میں نے اپنا بھائی بھیجا تھا کہ وہ ان سے گفت کرے لیکن وہ واپس آیا اور حالات سے مجھے مطمئن نہ کیا اس لئے میں نے ارادہ کیا کہ میں خود ان سے ملوں۔ حضرت علی نے کہا یقین کر لو۔ تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہو۔ میں ادھر جا رہا ہوں تم میرے پیچھے چلے آؤ اور جہاں میں داخل ہوں وہاں تم بھی داخل ہو جاؤ۔ میں اگر راستہ میں کسی کو دیکھوں جس سے تمہارے لئے خطرہ محسوس کروں۔ تو میں دیوار کے پاس بھڑ جاؤں گا تاکہ یہ معلوم ہو کہ میں اپنا جوتا درست کر رہا ہوں تو تم آگے گزر جاؤ (میرے پاس کھڑے نہ ہونا) چنانچہ وہ چل دیئے اور میں ان کے ساتھ چلتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ ایک مکان میں داخل ہو گئے تو میں بھی ان کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھ پر اسلام پیش کریں۔ آپ نے مجھ پر اسلام پیش کیا تو میں اسی جگہ مسلمان ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے اباذر! اس بات کو راز میں رکھو اور اپنے گھر

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَقَالُوا قَوْمُوا إِلَى
هَذَا الصَّابِ فَقَامُوا فَضْرِبَتْ لِمَوْتٍ فَأَذْرَكْنِي الْعَبَّاسُ فَأَكَبَ
عَلَيَّ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ وَيْلَكُمْ تَقْتُلُونَ رَجُلًا مِنْ غِفَارٍ وَ
مَنْجَرَكُمْ وَمَمْرُكُمْ عَلَى غِفَارٍ فَأَقْلَعُوا عَنِّي فَلَمَّا أَنْ أَصْبَحْتُ الْغَدَ
رَجَعْتُ فَقُلْتُ مِثْلَ مَا قُلْتُ بِالْأُمِّسِ فَقَالُوا قَوْمُوا إِلَى هَذَا
الصَّابِ فَصَنِعَ بِي مِثْلَ مَا صَنِعَ بِالْأُمِّسِ فَأَذْرَكْنِي الْعَبَّاسُ
فَأَكَبَ عَلَيَّ وَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ بِالْأُمِّسِ قَالَ فَكَانَ هَذَا أَوَّلَ
إِسْلَامِ رَأْبِي ذَرِّ

واپس چلے جاؤ۔ جب تمہیں ہمارے غلبہ کی خبر پہنچے تو ہمارے پاس آنا۔ میں نے عرض کیا اس ذاتِ ستودہ
صفات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ میں قریش میں اس کو زور سے ذکر کروں گا۔ پھر مسجد
میں آیا جبکہ قریش وہاں موجود تھے اور کہا اے قریش کی جماعت! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود
نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ لوگوں نے کہا اس بے دین کی
طرف اٹھو۔ لوگ میرے پاس آئے اور مجھے بہت پیٹا گیا تاکہ میں مرجاؤں۔ اتنے میں حضرت عباس میرے
پاس آئے اور میرے اوپر گر پڑے۔ پھر قریش کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا تمہاری ہلاکت ہو تم قبیلہ غفار
کے مرد کو قتل کر رہے ہو۔ حالانکہ تمہاری تجارتی منڈی اور گزرگاہ قبیلہ غفار کی طرف سے ہے۔ چنانچہ وہ لوگ
مڑ گئے جب آئندہ روز کی صبح ہوئی تو میں لوٹا اور وہی کہا جو کل کہا تھا۔ اُنھوں نے کہا اس بے دین کی طرف
اٹھو تو میرے ساتھ وہی کیا گیا جو کل کیا گیا تھا۔ پھر عباس میرے پاس آئے اور میرے اوپر اوندھے منہ گر پڑے
اور وہی کلام کیا جو کل کیا تھا۔ ابوذر نے کہا یہ ابوذر کے اسلام کی ابتداء ہے۔

شرح : اس حدیث سے ظاہر ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام
ہیں۔ لیکن اعلانِ نبوت کے طویل مدت کے بعد وہ مشرف

— ۳۲۹۷ —

باسلام ہوئے تھے۔ صحیح تزیہ ہے کہ بعثت کے وقت ان کی عمر دس برس تھی۔ بعض لوگ اس سے کم بتاتے ہیں
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوذر بعثت کے دو سال سے زائد مدت بعد مسلمان ہوئے تھے۔

بَابُ جَهْلِ الْعَرَبِ

۳۲۹۹ — حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي
بِشْرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِذَا سَرَّكَ أَنْ
تَعْلَمَ جَهْلَ الْعَرَبِ فَاقْرَأْ مَا فَوْقَ الثَّلَاثِينَ وَمِائَةٍ فِي سُورَةِ الْأَنْعَامِ
قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ إِلَى قَوْلِهِ قَدْ
ضَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ

باب — عربوں کی جہالت

۳۲۹۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اگر تیری خواہش
ہے کہ عربوں کی جہالت معلوم کرے تو سورۃ الانعام
میں ایک سو تیس سے اوپر والی آیات پڑھو۔ وہ لوگ خارہ میں پڑ گئے جنہوں نے جہالت کے باعث
بیوقوفی سے اپنی اولاد کو قتل کیا اور اللہ تعالیٰ نے جو ان کو حلال چیزیں دی تھیں ان کو حرام کر لیا
صرف اللہ تعالیٰ پر افساء بازی سے یقیناً وہ لوگ گمراہی میں پڑ گئے اور وہ کبھی سیدھی راہ پر
چلنے والے نہیں!

۳۲۹۹ — شرح : یعنی وہ لوگ غربت اور فقر کے ڈر سے اپنی بیٹیوں کو
قتل کر دیتے تھے۔ یہ عربوں کی جہالت اور نادانی تھی۔
کیونکہ فقر اگرچہ تکلیف دہ ہے لیکن قتل اس سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔ نیز قتل فیصلہ کن اذیت ہے اور
فقر کی اذیت مہموم ہے۔ عربوں کا قطعی طور پر اذیت پہنچانے والی شئی کو جو قتل ہے اختیار کر لینا اور مہموم کو
ترک کر دینا بہت بڑی جہالت تھی۔ کیونکہ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کا رازق ہے وہ اس
بے علمی میں لڑکیوں کو قتل کر دیتے تھے۔ قَدْ ضَلُّوا، کے بعد وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ، کو ذکر کرنے میں یہ اشارہ ہے کہ
کبھی انسان گمراہ ہو جانے کے بعد حق کی طرف لوٹ آتا ہے اور ہدایت پاتا ہے۔ لیکن یہ لوگ اس قدر گمراہ ہو چکے
ہیں کہ انہیں ہدایت کبھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس میں ان کی انتہائی مذمت ہے۔ یہ آیت کریمہ ربیعہ، مضر اور

بَابُ مَنْ اُنْتَسَبَ اِلَى اَبَائِهِ فِي الْاِسْلَامِ وَالْحَاجِلِيَّةِ
 وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَابُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْكَرِيمَ
 ابْنَ الْكَرِيمِ بْنِ الْكَرِيمِ بْنِ الْكَرِيمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ اسْحٰقَ بْنِ
 اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلٍ اِلَهِ وَقَالَ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمَطْلَبِ

۳۳۰۔۔۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ ثَنَا
 الْأَوْعَشُ قَالَ ثَنَا عُمَرُ بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

کنانہ کے علاوہ بعض عربوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ فاقہ کے ڈر سے زندہ لڑکیوں کو دفن کر دیا کرتے تھے
 البنتہ بنی کنانہ ایسا نہیں کرتے تھے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

بَابُ حَسَنِ اِنْفِاسِهِ فِي الْاِسْلَامِ بِاِزْمَانِهِ
 جَاهِلِيَّتٍ فِي اِنْفِاسِهِ بِاِزْمَانِهِ دَادَا كِي طَرَفٍ مَسْنُوبٍ كِيَا،
 حضرت عبد اللہ بن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 سے بیان کیا کہ کریم بن کریم بن کریم بن کریم، یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن
 ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور برآء نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے
 فرمایا : میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

سُورَةُ كَاثِنَاتٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى يُوْسُفَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كُو
 سَاحِرُ : ان کے آباؤ اجداد کی طرف منسوب کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ

قَالَ لَمَّا نَزَلْتُ وَأَنْذَرُ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُنَادِي يَا بَنِي فِهْرٍ يَا بَنِي عَدِيٍّ بِطُوبَى قُرَيْشٍ وَقَالَ لَنَا قَبِيصَةُ
ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَبِيْبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ
عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلْتُ وَأَنْذَرُ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ جَعَلَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوهُمْ قَبَائِلَ قَبَائِلَ

۳۳۰۱ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعْبٌ ثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ
الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ
اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللَّهِ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللَّهِ
يَا أُمَّ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ اشْتَرِيَا
أَنْفُسَكُمَا مِنَ اللَّهِ لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا سَلَانِي مِنْ مَالِي
مَا شِئْتُمَا

یوسف علیہ السلام کے علاوہ دوسرے لوگوں کو بھی ان کے آباؤ اجداد کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے اور برادر کی
روایت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کو اپنے جد امجد عبد المطلب کی طرف منسوب کیا۔ ان دونوں
روایتوں میں باب کے دونوں عنوانوں سے مناسبت ظاہر ہے۔

۳۳۰۰ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وہ وَاَنْذَرُ
عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ”یعنی اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کے
عذاب سے ڈرائیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے پکارا کہ اے بنی فہر، اے بنی عدی یہ قریش کے چھوٹے
قبیلے ہیں قبیصہ نے ہم سے کہا ہمیں سفیان نے جلیب بن ابی ثابت سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے
ابن عباس سے بیان کیا کہ جب یہ آیت کریمہ وَاَنْذَرُ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ”نازل ہوئی تو
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے تمام قبائل کو بلانا شروع کیا۔

۳۳۰۱ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ اے بنی عبد مناف تم اپنی جانیں اللہ سے خریدو اے بنی عبد المطلب

تم اپنی جانیں اللہ سے خرید لو۔ اے زہرین عوام کی ماں رسول اللہ کی چوپچی اے فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، تم اپنی جانیں اللہ سے خرید لو۔ میں تمہارے لئے اللہ سے کسی شئی کا مالک نہیں۔ تم وہ چیز مجھ سے جو میرے اختیار میں ہے۔

شرح : اگر یہ سوال پرچھا جائے کہ مذکور لوگ تو فروخت کرنے والے ہیں خریدار نہیں ہیں تو حدیث میں اشتراء (خریدو) کا معنی کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ غنبد کے دو اعتبار ہیں۔ ایک اعتبار سے وہ اپنی جان کو اللہ کے عذاب سے بچاتا ہے۔ اس لحاظ سے وہ خریدار ہے اور ایک، اعتبار سے وہ ثواب حاصل کرتا ہے اس لحاظ سے وہ بائع ہے۔ حدیث کا معنی یہ ہے کہ تم اپنی جانوں کو اللہ کے عذاب سے بچالو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تدریجاً ہر طبقہ کو آواز دی اور شاہزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر اعلام کی انتہاء کی، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو اسلام کی طرف بلایا۔ تاکہ جب ان پر حجت دعوت قائم ہو جائے تو دوسری مخلوق پر بھی حجت قائم ہوگی۔ جن کو تبلیغ کرنے کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما سے فرمایا ”سَلَاةٍ مِّنْ مَّالِي مَا شِئْتُمَا“، اس سے بظاہر ذہن اس طرف جاتا ہے کہ آپ نے انہیں مال کے سوال کی ترغیب دلائی ہے لیکن درحقیقت مفہوم کچھ اور ہے وہ یہ کہ مِّنْ مَّالِي، دراصل ”وَمَالِي“ ہے۔ کاتب نے حروف کو علیحدہ علیحدہ تحریر کر دیا ہے۔ اور بمالٰی کی تقدیر پر حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو چیز میرے اختیار میں ہے اس کا سوال مجھ سے کر سکتے ہو اور جو میرے اختیار سے باہر ہے۔ اس کا سوال نہیں کر سکتے ہو۔ یہ امر مسلم الثبوت ہے۔

ہے کہ کفار کے لئے شفاعت آپ کے اختیار میں نہیں۔ کیونکہ ان کی مغفرت محال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ، اللہ کفر کو نہیں بخشتے گا۔ یہ اللہ نے خبر دی ہے جس کا خلاف محال ہے اور محال مقدور نہیں۔ لہذا کفار کی مغفرت مقدور نہیں ہے۔ اسی لئے قبائل کو پکارا اور فرمایا اب اپنی جانوں کو اللہ کے عذاب سے بچالو اور اسلام قبول کر لو ورنہ قیامت میں تمہاری شفاعت میرے اختیار میں نہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تنذیر میں مساوی مقام دیا تاکہ لوگوں کے دل اس بات پر مطمئن ہوں کہ تبلیغ میں حب مساوی ہیں۔ ورنہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا کہ وہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور قیامت میں جب وہ پل صراط پر گزرنا چاہیں گی تو اہل محشر کو حکم ہوگا کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی کر لیں اور سر جھکالیں حتیٰ کہ سیدہ پل صراط سے گزر جائے۔ اس عظیم انعام کے ہوتے ہوئے کیسے ممکن ہے کہ تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکو سیدہ رضی اللہ عنہا کی یہ عظمت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی بدولت ہے۔

سُبْحَانَ مَنْ عَظَّمَ شَانَ نَبِيِّهِ حَيْثُ يَخْتَارُ فِينَا الْعُقُولُ

بَابُ ابْنِ أُخْتِ الْقَوْمِ وَمَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ

۳۳۰۱ — حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ خَاصَّةً فَقَالَ هَلْ فِيكُمْ أَحَدٌ مِنْ غَيْرِكُمْ قَالُوا لَا إِلَّا ابْنُ أُخْتٍ لَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ

باب — قوم کا بھانجہ اور مولیٰ

ان ہی میں شمار ہوتا ہے

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا اور فرمایا کیا اس جگہ تمہارے

علاوہ کوئی اور بھی موجود ہے۔ لوگوں نے کہا جی نہیں صرف ہمارا بھانجہ موجود ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قوم کا بھانجہ انہی میں شمار ہوتا ہے۔

شرح : اس حدیث سے اخاف نے استدلال کیا ہے کہ

جب وارثوں میں صاحبِ فرض اور عصبہ نہ ہو تو ترکہ ذوالارحام میں تقسیم کیا جائے گا اور ماموں وارث ہو سکتا ہے کیونکہ وہ ذوالارحام میں شمار ہوتا ہے۔ چنانچہ طبرانی میں عقبہ بن غزوٰان کی حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن قریش سے فرمایا۔ کیا یہاں تمہارے علاوہ کوئی اور موجود ہے۔ اُمّیوں نے کہا صرف ہمارا بھانجہ عقبہ بن غزوٰان ہے۔ آپ نے فرمایا قوم کا بھانجہ قوم میں ہی شمار ہے۔ نیز طبرانی میں عمرو بن عوف کی حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کا وارث ماموں ہے۔

امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ ذوالارحام کو وارث نہیں خیال کرتے ہیں۔ اور یہ حدیث ان پر حجت قائم ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

بَابُ قِصَّةِ الْجَيْشِ

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِي أُرْفِدَةَ

۳۳۰۲ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثنا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ

شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيتَانِ فِي أَيَّامٍ مَنِي تَغْيِيَانِ وَتُدْفِقَانِ وَتَضْرِبَانِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَغَشٍّ بِتَوْبِهِ فَأَنْتَهَرَهُمَا أَبُو بَكْرٍ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ دَعُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَأَتَاهُمَا أَيَّامٌ عِيدٍ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ أَيَّامُ مَنِي وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِي وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبْشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُمُ أُمَّنَابِي أُرْفِدَةَ يَعْنِي الْأُمَنَ

بَابُ حَبْشِيَّوْنَ كَاقِصَّةِ

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد : اے بنی ارفدہ

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق

۳۳۰۲ —

رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے جبکہ ان کے پاس دو لڑکیاں

ایام مہنی میں روت بجا رہی تھیں اور گارہی تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چادر اوڑھے آرام فرما رہے تھے ابوبکر صدیق نے ان کو ڈانٹ ڈپٹ کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ انور سے کپڑا اٹھا کر فرمایا اے ابوبکر انہیں چھوڑیں یہ عید کے دن ہیں اور مہنی کے دن ہیں۔ ام المؤمنین عائشہ نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مجھے پردہ کر رہے تھے اور میں حبشیوں کی طرف دیکھ رہی تھی جبکہ وہ مسجد میں گتکا بازی کر رہے تھے۔

بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ لَا يُسَبَّ نَسَبُهُ

۳۳۰۳ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اسْتَأْذَنَ حَسَّانُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَجَاءِ الْمُشْرِكِينَ قَالَ كَيْفَ بِنَسَبِي فَقَالَ حَسَّانُ لَا سُلْتَنَكَ مِنْهُمْ كَمَا تُلُّ الشَّعْرَةَ مِنَ الْعَجِينِ وَعَنْ أَبِيهِ قَالَ ذَهَبْتُ أَسْبُ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ لَا تَسْبُهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو الْهَيْثَمِ نَفَحَتِ الدَّابَّةُ إِذَا رَمَتْ بِخَوَافِهَا وَنَفَحَ بِالسَّيْفِ إِذَا تَنَاوَلَهُ مِنْ بَعِيدٍ

ابو بکر صدیق نے ان کو ڈانٹ ڈپٹ کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انھیں چھوڑئیے اسے بنی ارفدہ تم آرام سے اپنے کرتب میں رہو۔

۳۳۰۲ — شرح : یعنی اسے بنی ارفدہ تم آرام اور امن و امان سے اپنے کام میں مشغول رہو تمہیں کوئی منع نہیں کرے گا۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث میں مدیغنی من المؤمن سے کیا غرض ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ امن سے مشتق ہے جو خوف کی ضد ہے۔ ایمان سے مشتق نہیں۔ حدیث ۹۰۸، ۹۰۹ کی شرح دیکھیں۔

بَابُ جَسْنِ يَهِيْ سِنْدِيَا كِه اِس كِه نَسْبِ كُو كَالِي نِه دِي حَبَائِي

۳۳۰۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حسان بن ثابت نے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی جھو کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا میرے نسب کا کیا حال ہوگا۔ حسان نے کہا میں آپ کو ان سے ایسے نکال لوں گا جیسے

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَسْمَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلِ اللَّهِ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمُ الْآيَةُ وَقَوْلُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ وَقَوْلُهُ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ

بال آٹے سے نکال لیا جاتا ہے اور عروہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ کے پاس حسان کو سب و شتم کرنا شروع کیا تو انھوں نے فرمایا اسے برا بھلا مت کہو کیونکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جھگڑا کیا کرتا تھا۔

شرح : یعنی حضور نے فرمایا اے حسان تو قریش کی ہجو کیسے کرے گا حالانکہ میرا نسب ان کے نسب سے ملا ہوا ہے۔ حسان نے عرض کیا یا رسول اللہ

۳۳۰۳

میں آپ کا نسب ان کے نسب سے ایسے نکال لوں گا جیسے بال آٹے سے نکال لیا جاتا ہے اور ان کے نسب کی ہجو ہوگی آپ کا نسب محفوظ رہے گا اور ان کی ہجو سے آپ کے نسب شریف کو بہترین طریقہ سے نکال لوں گا اور آپ کے نسب کے کسی جزو کو ہجو میں شامل نہیں ہونے دوں گا جیسے آٹے سے بال کو نکال لیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ کوئی ذرہ باقی نہیں رہتا بال کو اس لئے خاص کیا کہ یہ آٹے سے صاف نکل آتا ہے اور اس کے ساتھ آٹا نہیں لگتا بخلاف کسی اور سخت شئی کے اس کے ساتھ آٹا چسٹا رہتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ستید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ ان سے انساب دریافت کرے کیونکہ وہ انساب کے جاننے میں ماہر ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

میتا فحیہ کا معنی مدافعت ہے۔ یعنی حضرت حسان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دشمنوں کی مدافعت کیا کرتے تھے!

باب۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء گرامی کے متعلق روایات

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: مُحَمَّدٌ الرَّسُولُ مِنْ رِجَالِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور

۳۳۰۴ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنِي مَعْنٍ عَنْ
 مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيهِ
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِي خَمْسَةُ اَسْمَاءٍ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاحْمَدُ
 وَاَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللهُ بِى الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يَمْحُشُرُ النَّاسَ
 عَلَى قَدْحِي وَاَنَا الْعَاقِبُ

جو آپ کے ساتھی ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں بہت سخت ہیں اور اللہ کا ارشاد

میرے بعد نبی آئے گا جس کا نام احمد ہے !

محمد باب تفعیل سے مبالغہ کے لئے ہے اور احمد برائے تفضیل ہے۔ قاضی
 عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا نام احمد

شرح : ہے کیونکہ یہ نام پہلی کتابوں میں مذکور ہے۔ اور آپ کا اسم گرامی محمد و قرآن کریم میں مذکور ہے۔ یہ اس لئے کہ لوگوں
 کے تعریف کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کی تعریف کی۔ اسی طرح قیامت میں اللہ تعالیٰ آپ کی تعریف کریگا
 اور آپ کی شفاعت قبول کرے گا اور لوگ آپ کی تعریف کریں گے۔ لواءِ حمد آپ کے دستِ اقتداء میں ہوگا اور مقامِ
 محمود میں آپ جلوہ فرور ہوں گے جس کی پہلے اور پچھلے سب لوگ تعریف کریں گے۔ قرآن کریم میں ہے ”وَعَسَىٰ أَنْ
 يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّخْمُودًا“، آپ کے لئے کھانے، پینے، سفر سے واپسی اور دُعا کے بعد حمد شروع ہے۔
 اور آپ کی امت کا نام حَمَادُون رکھا گیا ہے یعنی حمد کرنے والی امت۔ بعض علماء نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 کا اسم گرامی آسمانوں میں احمد، زمین میں محمود اور دنیا میں محمد ہے اور بعض نے کہا تمام انبیاء کرام حماد میں ”حمد کرنے
 والے“ اور ہمارے نبی احمد ہیں بہت حمد کرنے والے اور بعض نے کہا تمام انبیاء کرام محمود ہیں اور ہمارے نبی احمد
 ہیں یعنی آپ زیادہ مناقب و محاسن والے ہیں۔ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ کی ترکیب میں کئی احتمال ہیں۔ لفظ محمد مبتداء
 محذوف کی خبر ہے اور وہ ھو ہے۔ اس سے پہلے ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہُ، ”حذف مبتداء کا قرینہ ہے
 یعنی ہو محمد یا محمد مبتداء ہے۔ رَسُوْلُ اللّٰہِ“ عطف بیان ہے اور وَالَّذِیْنَ مَعَهُ، ”کا مبتداء پر عطف ہے اور
 اَشْدَّ اَمَّ سَبَّ کی خبر ہے۔ یعنی محمد رسول اللہ اور آپ کے اصحاب کفار پر سختی کرنے والے ہیں۔ یہ بھی احتمال ہے
 کہ لفظ محمد مبتداء اور رسول اللہ خبر ہو۔ محمد رسول اللہ وَالَّذِیْنَ مَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰہِ، ”اور مع پر وقف مستحسن ہے۔ حضرت
 عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حواریوں کو خوشخبری دی کہ اُن کے بعد احمد تشریف لائے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عظیم رسول

۳۳۰۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ
عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا
تَعْبُؤْنَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللَّهُ عَنِّي شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ لِيَشْتَمُونَ مُذَمَّماً
وَيُلْعَنُونَ مُذَمَّماً وَأَنَا مُحَمَّدٌ

ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کیا ہمارے بعد کوئی امت ہوگی تو انہوں نے فرمایا ہاں ہمارے بعد
امت احمد آنے والی ہے جو علماء، علماء ربانی اور ابرار و اقیاناء ہوں گے۔

ترجمہ : محمد بن عبید بن مطعم نے اپنے والد عبید بن مطعم سے روایت کی کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پانچ اسماء گرامی ہیں۔ میں محمد اور

احمد ہوں۔ میں ماحی ہوں میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا۔ اور میں حاشر ہوں۔ تمام لوگ میرے قدموں تلے جمع
ہوں گے اور میں عاقب ہوں۔

شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال ہو کہ ”ماحی“ وغیرہ ”صفت
ہے۔ اسم نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ بکثرت صفت پر اسم کا اطلاق

ہوتا رہتا ہے۔ اور اگر کوئی یہ پوچھے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات ان پانچ سے زیادہ ہیں کیونکہ آپ
خاتم النبیین، نبی الرحمت اور ان کے علاوہ کثیر صفات ہیں۔ حتیٰ کہ ابو بکر بن عربی نے عارض الاخوذی شرح ترمذی
میں بعض علماء سے نقل کیا کہ اللہ کے ایک ہزار نام ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ہزار نام ہیں
اس کا جواب یہ ہے کہ عدد کے مفہوم کا اعتبار نہیں اور ایک عدد اس سے زیادہ عدد کی نفی نہیں کرتا بعض علماء نے
کہا ان پانچ پر اقتصار اس لئے کیا ہے کہ یہ پہلی کتابوں میں موجود ہیں اور پہلی امتیں یہ جانتی تھیں ”حدیث میں تیسرا نام
”ماحی“ ذکر کیا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کافروں کو مٹاتا ہے۔

چوتھا نام ”حاشر“ ذکر کیا اور اس کی یہ تفسیر کی کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے۔ قدحی، میں
یاء کو مخفف اور مشدّد پڑھا جاتا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ لوگ میرے بعد قبروں سے اٹھائے جائیں گے اور میں
سب سے پہلے اٹھوں گا۔ چنانچہ حدیث میں ہے سب سے پہلے میری قبر کھلے گی۔ پانچواں نام عاقب ہے اس کی
تفسیر یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ تمام نبیوں کے بعد تشریف لائے ہیں۔ دلائل بہیقی میں عاقب کی تفسیر
خاتم سے کی ہے۔ یعنی آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

بَابُ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ

۳۳۰۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ سَعِيدُ

ابْنُ مَيْنَاءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَكْمَلَهَا وَأَحْسَنَهَا إِلَّا
مَوْضِعَ لَبَنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُونَهَا وَيَتَعَجَّبُونَ وَيَقُولُونَ لَوْلَا
مَوْضِعُ اللَّبَنَةِ

فرمایا کیا تم اس پر تعجب نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے قریش کی گایاں اور لعنت کیسے دفع کرتا ہے۔ وہ
مذمّم کو گالی دیتے ہیں اور مذمّم پر لعنت کرتے ہیں اور میں محمد ہوں۔

۳۳۰۵ — شرح : یعنی کفار مکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کو بدل کر
اس کی ضد مذمّم ذکر کرتے اور مذمّم کو گالی دیتے تھے حالانکہ آپ کا نام

محمد ہے یعنی بہت زیادہ اچھی خصلتوں والے توان کی اس تحویل و تصریف سے اللہ تعالیٰ نے آپ توان کی
گالی گلوچ اور لعن طعن سے بچایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے جد امجد عبد المطلب کو یہ الہام کیا تھا کہ وہ آپ کا
نام محمد رکھیں کیونکہ آپ بہترین اخلاق پر ناز تھے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ لوگوں کے لقب آسمان سے
نازل ہوتے ہیں۔ ابولہب کی بیوی "عذراء" نے کہا ہے

مَذْمُومٌ قَلِينًا وَدِينُهُ أَبِينًا وَأُمْرُهُ عَصِينًا

یعنی ہم نے مذمّم سے دشمنی کی۔ اس کے دین سے انکار کیا اور اس کے حکم کی نافرمانی کی

بَابُ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۳۰۶ — ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما
کی مثال ایک مرد جیسی ہے جس نے مکان بنایا اس کو مکمل اور خوبصورت کیا۔ صرف ایک ایٹ کی بنا

۳۳۰۷ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ

جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ
قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَاحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبْنَةٍ مِنْ
زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَتَعَجَّبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ هَلَا
وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبْنَةُ قَالَ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ

خالی چھوڑ دی لوگ اس میں داخل ہوتے اور تعجب کرتے اور کہتے کاش اس اینٹ کی جگہ خالی نہ
چھوڑی جاتی۔

۳۳۰۷ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے مکان
بنایا اور اسے بہت خوبصورت کیا مگر ایک کونہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس کو دیکھتے اور خوش
اور کہتے یہ ایک اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اینٹ میں ہوں۔ اور میں خاتم النبیین ہوں
اور کہتے یہ ایک اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی

۳۳۰۷ تا ۳۳۰۷ — شرح : حدیث کو لا مَوْضِعَ اللَّبْنَةِ میں

”موضع“، مبتداء مرفوع ہے اس کی خبر محذوف ہے اور وہ لَكَانَ بِنَاءُ الدَّارِ كَامِلًا، ہے۔ یعنی اگر اینٹ
کی جگہ خالی نہ ہوتی تو مکان مکمل ہو جاتا۔ اسماعیلی نے اس روایت میں کچھ اضافہ ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہے وَأَنَا
مَوْضِعَ اللَّبْنَةِ حَيْثُ خَتَمْتُ الْأَنْبِيَاءَ۔ یعنی میں اینٹ کی جگہ ہوں کیونکہ میں نے نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔ اس
حدیث میں انبیاء کرام علیہا السلام کو اور جس مقصد کے لئے ان کو بھیجا گیا ہے اور وہ لوگوں کو مکارم اخلاق کی طرف
راہ نمائی کے لئے اس مکان سے تشبیہ دی جس کی بنیادیں مضبوط بنائی گئی ہوں اور اس کو مکمل کر لیا ہو لیکن ایک اینٹ
کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو جو کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تتمیم اخلاق کے لئے مبعوث ہوئے ہیں جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے ”إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ“، لہذا آپ وہ اینٹ ہیں جس سے باقی ماندہ مکان
کی تکمیل ہوتی ہے۔ اور مکارم اخلاق کی تکمیل آپ نے کی ہے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ قادیانوں کا
دعویٰ کہ مرزا غلام احمد بھی نبی ہے محض باطل ہے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجراء نبوت کا

بَابُ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۳۰۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ
عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِينَ وَقَالَ ابْنُ شَهَابٍ وَ
أَخْبَرَنِي سَعِيدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ مِثْلَهُ

امکان نہیں رہا اور نہ ہی آپ کے بعد کسی اور نبی کو تجویز کرنا ممکن ہے۔ ”واللہ البہادی“
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اینٹ کی جگہ ایک کونہ میں ذکر کی ہے۔ چنانچہ مسلم نے ہمام
کے طریق سے ”مِنْ رِوَايَا“ ذکر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اینٹ مکان کے لئے بنیادی حیثیت
نہیں رکھتی کہ اس کے بغیر مکان کا وجود ختم ہو جائے۔ بلکہ یہ اینٹ مکان کی خوبصورتی میں اضافہ کرتی ہے اور
مکان کو خوبصورت کرتی ہے ورنہ لازم آئے گا کہ اس کے بغیر مکان ناقص رہے حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ ہر نبی
کی شریعت اس زمانہ میں کاملہ تھی۔ تو مقصد یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت تمام شرائع سے اکمل اور
آسن ہے۔ جبکہ پہلے نبیوں کی شریعتیں کامل اور حسن تھیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ کے افہام
تفہیم کے لئے مثال بیان کرنا مستحسن ہے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں سے افضل ہیں اور
اللہ تعالیٰ نے آپ پر قصر نبوت کی تکمیل کی ہے اور احکام دین کو مکمل کیا ہے۔
واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ نَبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي وَفَات

ترجمہ : عروہ بن زبیر نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی جبکہ آپ کی عمر شریف
ترسیٹھ برس تھی۔ ابن شہاب نے کہا مجھ سے سعید بن مسیب نے اسی طرح بیان کیا ہے۔
شرح : صحیح تر قول یہی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف
ترسیٹھ برس تھی۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث ۴۱۵۴ میں

بَابُ كُنْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۳۰۹ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ
أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّوقِ فَقَالَ رَجُلٌ
يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمُّوَا بِاسْمِي
وَلَا تَكْتُبُوا بِكُنْيَتِي

۳۳۱۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمٍ
عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمُّوَا بِاسْمِي وَلَا تَكْتُبُوا بِكُنْيَتِي
۳۳۱۱ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ
ابْنِ سِيرِينَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَاهُ رِيَّةَ يَقُولُ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تَسَمُّوَا بِاسْمِي وَلَا تَكْتُبُوا بِكُنْيَتِي

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ سال کی عمر شریف میں وفات پائی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ پہلی نے روض میں ذکر کیا کہ اس میں تمام علماء کا اتفاق ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع الاول میں پیر کے روز وفات پائی۔ البتہ تاریخ وفات میں مختلف اقوال ہیں۔ اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ ہجری میں بارہ ربیع الاول کو پیر کے روز سات جون ۶۳۲ عیسوی میں چاشت کے وقت وفات پائی جبکہ بارہ ربیع الاول ہی کو پیر کے روز چاشت کے وقت مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے تھے۔ مزید تفصیل باب وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرح میں دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ — سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت

۳۳۰۹ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے کہا یا ابا القاسم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میرا نام رکھ لیا کرو اور کنیت نہ رکھو!
ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا میرا نام رکھ لیا کرو

اور میری کنیت نہ رکھو!

ترجمہ : ابن سیرین نے کہا میں نے ابو ہریرہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا نام تو

رکھ لیا کرو۔ میری کنیت نہ رکھو!

شرح : ان احادیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت کا ذکر ہے

کنیت کنایہ سے ماخوذ ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ کُنِيتُ عَنْ الْأَسْرِ بِكَذَا، جب کہ وہ لفظ ذکرِ کنیت جو صراحۃً اس پر دلالت نہ کرے۔ عربوں میں کنیت شائع ذائع ہے۔ بعض تو وہ لوگ ہیں کہ ان کی کنیت غالب ہے اور نام غیر معروف ہے جیسے ابوطالب ان کا نام عمران ہے اور ابولہب اس کا نام عبدالعزیٰ ہے۔ بعض کا نام مشہور ہے اور کنیت معروف نہیں جیسے عمر فاروق ان کی کنیت ابوالحفص ہے۔ اور بعض کے نام اور کنیت دونوں معروف ہیں۔

بہر حال کنیت، نام اور لقب سب علم ہیں لیکن کنیت وہ ہے جس سے پہلے اَب یا اُم ہو۔ اور لقب وہ ہے جو مدح یا ذم ظاہر کرے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم ہے کیونکہ آپ لوگوں میں مال و دولت اور دیگر اشیاء تقسیم کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن دحبہ سے ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم اس لئے ہے کہ آپ قیامت میں لوگوں میں جنت تقسیم کریں گے یہ بھی ممکن ہے کہ اپنے شاہزادے حضرت قاسم علیہ السلام کی نسبت ابوالقاسم کنیت رکھی ہو۔ یہی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب آپ کے شاہزادہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کا تولد ہوا جو ماریہ کے بطن سے تھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب شریف میں اس کے متعلق کچھ واقع ہونے والا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام شریف لائے اور عرض کیا یا ابا ابراہیم اس کو ابن سعد نے بھی ذکر کیا ہے تو صیح میں آپ کی کنیت ابوالارامل بھی ذکر کی ہے۔ حدیث شریف میں ابوالقاسم کنیت رکھنے سے منع کیا گیا ہے لیکن یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی تھا۔ آپ کی وفات کے بعد ابوالقاسم کنیت رکھنی جائز ہے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ کے بعد میرا بیٹا پیدا ہو تو میں اس کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم رکھ سکتا ہوں؟

بَاب ۳۳۱۲ — حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَنَا الْفَضْلُ
ابْنُ مُوسَى عَنْ الْجُعَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ رَأَيْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ
ابْنَ اَرْبَعٍ وَتِسْعِينَ جُلْدًا اَمْعَدًا لَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ مَا مَتَّعْتُ بِهِ
سَمْعِي وَبَصَرِي اِلَّا بِدُعَاءِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ خَالَتِي
ذَهَبْتُ بِي اِلَيْهِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ اِنَّ ابْنَ أُخْتِي شَاكَ فَادْعُ اللهَ
لَهُ قَالَ فَادْعَا لِي

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکھ لینا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب

ترجمہ : جُعید بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے
کہا میں نے سائب بن یزید کو ان کی چوڑا نوے برس کی عمر میں

قوی و تندرست دیکھا۔ انھوں نے کہا (سائب) میں جانتا ہوں کہ میری سماعت اور بصارت کو صرف جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء سے فائدہ پہنچ رہا ہے۔ کیونکہ میری خالہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی
اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ میرا بھانجہ بیمار ہے آپ اللہ سے دعاء کریں تو آپ نے میرے لئے دعاء فرمائی۔

شرح : یہ باب پہلے باب کی نسبت اس کی فصل ہے۔ کیونکہ جن الفاظ
سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا جاتا تھا وہ

”یا محمد“ یا ابا القاسم اور یا رسول اللہ، تھے لیکن ادب یہ ہے بلکہ احسن یہ ہے کہ آپ کو ”یا رسول اللہ“ کہہ کر
پکارا جائے۔ یہ حدیث اس کو متضمن ہے۔ اس طرح اس کا پہلی حدیث سے تعلق ہے لہذا یہ باب بمنزلہ
فصل ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شیخ سرحدین بن ملقن صاحب التوضیح نے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے اگرچہ بہت نام ہیں لیکن آپ کو ”یا رسول اللہ“ کہہ کر پکارا جائے۔ جیسے حضرت سائب
رضی اللہ عنہ کی خالہ نے پکارا تھا۔ سائب کی والدہ کا نام غلبہ بنت شریح ہے۔ وہ مخزومہ بن شریح کی ہمیشہ
میں ان کی خالہ کا نام معلوم نہیں۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ خَاتِمِ النَّبُوَّةِ

۳۳۱۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا خَاتِمُ عَنِ

الْجُعَيْدِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ قَالَ ذَهَبْتُ بِي خَالَتِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَقَعَ فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ وَتَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتِمِ بَيْنِ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِيْرِ الْحِجَلَةِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الصَّحِيحُ الرَّاءُ قَبْلَ الزَّاي

بَابُ نَبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَهْرِ نَبَوْتِ

۳۳۱۳ — ترجمہ : سائب بن یزید نے کہا میری خالہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا بھانجہ بیمار ہے تو آپ نے میرے سر پر ہاتھ بھرا اور میرے لئے برکت کی دعاء فرمائی۔ آپ نے وضو فرمایا تو میں نے وضو سے بچا ٹھٹھا پانی پیا۔ پھر میں آپ کی پشت کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ اور آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی۔ ابن عبید اللہ نے کہا ”مجھے وہ پسیدی ہے جو گھوڑے کی دونوں آنکھوں کے درمیان ہوتی ہے۔ ابراہیم بن حمزہ نے کہا ”ڈولی کے ٹن کی طرح دیکھی۔ بخاری نے کہا صحیح یہ ہے کہ درمیان میں نوازاؤ سے پہلے ہے۔

۳۳۱۳ — شرح : محمد بن عبید اللہ۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ ہیں۔ قال ابن عبید اللہ سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ اُنھوں نے اس حدیث میں مذکور

لفظ ”حِجَلَةٍ“ کی تفسیر کی ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں ”سائب نے کہا میں نے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان ڈولی کے ٹن کی طرح مہر نبوت دیکھی“ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب اس حدیث میں یہ الفاظ مذکور نہیں تو ان کی تفسیر کس لئے کی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امام بخاری نے جب یہ حدیث اپنے شیخ محمد بن عبید اللہ سے روایت کی تو اس مجلس میں مہر نبوت کی کیفیت سے متعلق سوال پوچھا گیا تو جواب دیا

بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۳۱۴ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ
عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّى أَبُو بَكْرٍ الْعَصْرَ
ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِي فَرَأَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصَّبِيَّانِ فَحَمَلَهُ عَلَى عَاتِقِهِ
وَقَالَ يَا بَنِي شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا شَبِيهَ بَعْلِي وَعَلَى يَضْحَاكَ

کہ ابن عبد اللہ نے کہا ہے کہ وہ ”زرّ جملہ“ کی مانند تھی۔ پھر ان سے مجملہ کا معنی پوچھا گیا تو جواب دیا کہ وہ ”جمل فرس“
ماخوذ ہے جو گھوڑے کی دونوں آنکھوں کے درمیان سپیدی ہوتی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا زرّ جملہ، کی تفسیر ”جمل فرس“
گھوڑے کی پیشانی کی سفیدی سے کی حالانکہ اسے ”غترہ“ کہا جاتا ہے۔ جمل نہیں کہا جاتا۔ جمل تو گھوڑے کے پاؤں میں ہوتی ہے اور
اگر یہ تفسیر صحیح ہو اور اس سے مراد سپیدی ہو تو ”زرّ“ کا ذکر بے فائدہ ہوگا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ”زرّ“
بکسر الزاء اور راء مشدّد ہے۔ اس کی جمع ازّرار ہے۔ یہ ازّرار قمیص میں یعنی قمیص کے بٹن اور جملہ دلہن کی ڈولی ہے
جو کپڑوں سے سجائی جاتی ہے۔ اس کے بڑے بڑے بٹن ہوتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا ”جملہ“ بفتح الحاء والجمیم ہے۔ یہ ایک
پرنده ہے جو کبوتر کی طرح ہے اس کی چونچ اور پاؤں سُرخ ہوتے ہیں اس کا گوشت خوب لذیذ ہوتا ہے اور ”زرّ“ اس کا
انڈا ہے۔ اور راء کو زاء سے پہلے بھی پڑھا جاتا ہے اس سے مراد انڈا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے ”ارذلت الجرّادۃ“
جبکہ وہ اپنی دم زمین میں داخل کر کے انڈا دے۔ امام بخاری نے کہا یہ معنی درست ہے اور ابراہیم بن حمزہ نے بھی
یہ روایت کی ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مجھے سمجھ نہیں آتی کہ بخاری نے جو جملہ کی تفسیر کی ہے اس کا کیا معنی
ہے اور گھوڑا اور اس کی پیشانی کی سپیدی کیا چیز ہے؟

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جملہ دلہن کی ڈولی ہے جو کپڑوں اور پردوں سے مزین کی جاتی ہے۔ اس کے بٹن
وغیرہ ہوتے ہیں لہذا ”زرّ“ کا حقیقی معنی درست ہے۔ امام ترمذی نے کہا جملہ سے مراد پرنده اور زرّ سے مراد
اس کا انڈا ہے۔ امام مسلم نے اس کی وصف میں جابر بن عبد اللہ سے روایت کی گویا کہ وہ کبوتر کا انڈا ہے۔
امام ترمذی نے مہربوت کی وصف ابجد نے والے گوشت سے کی ہے۔ حاکم نے مستدرک میں وہب بن منبہ سے روایت کی
کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کے لئے دائیں ہاتھ میں نبوت کی علامت رکھی ہے لیکن ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں
کے درمیان قلب شریف کے موازی مہربوت وضع کی ہے اور یہ صرف آپ ہی کی خصوصیت ہے صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم بن حمزہ
امام بخاری کے شیخ ہیں انھوں نے دو سو تیس ہجری مطابق ۸۴۲ھ عیسوی میں وفات پائی۔

۳۳۱۵ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ تَنَا زُهَيْرُ ثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ
 أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْحَسَنُ يُشَبِّهُهُ
 ۳۳۱۶ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ تَنَا ابْنُ فَضِيلٍ ثَنَا إِسْمَاعِيلُ
 بْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشَبِّهُهُ قُلْتُ لِأَبِي جُحَيْفَةَ صِفْهُ لِي قَالَ كَانَ
 أَبْيَضَ قَدْ شَمِطَ وَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثَةِ عَشَرَ قُلُوصًا
 قَالَ فَقَبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ نَقْبِضَهَا

باب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف طیبہ

۳۳۱۴ — ترجمہ : عقبہ بن حارث نے کہا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عصر
 کی نماز پڑھی اور امام حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں میں کھیلنے بٹنے
 دیکھا تو ان کو اپنے کندھوں پر اٹھالیا اور کہا میرا باپ قربان ہو یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں علی کے
 مشابہ نہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سنس رہے تھے۔

۳۳۱۵ — ترجمہ : ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
 ہے امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کے بہت مشابہ تھے۔

۳۳۱۴ - ۳۳۱۵ — شرح : اس باب کی احادیث میں سید عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم کی خلقت اور خلق کا بیان ہے۔

عقبہ بن حارث کی حدیث میں ابو بکر صدیق نے امام حسن کو خلقت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 تشبیہ دی یہ آپ کی وصف ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہنسنا ابو بکر صدیق کی موافقت پر دلالت کرتا ہے ابو عمر رضی اللہ
 نے کہا پانچ اشخاص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اور وہ جعفر بن ابی طالب، حسن بن علی، قثم بن عباس،
 ابوسفیان بن حارث اور سائب بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

۳۳۱۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ نَنَا إِسْرَآئِيلُ عَنْ
أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ وَهْبِ أَبِي جَحِيفَةَ السَّوَالِيِّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَرَأَيْتُ بَيَاضًا مِنْ تَحْتِ شَفَتِهِ السُّفْلَى الْعَنْقَقَةَ

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ عیون الاثر میں ان کے علاوہ اور حضرات بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ
میں چنانچہ عبد اللہ بن عامر بن کعب بن ربیعہ بن عبد شمس آپ کے بہت مشابہ تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان کو بچپن کی حالت میں دیکھا تو فرمایا یہ شخص ہمارے مشابہ ہے۔ مرآۃ میں مسلم بن معتب کو اور انس بن ربیعہ
بن مالک بیاضی بصری جو بنی اسامہ بن لوی سے ہیں کو ذکر کیا کہ وہ خلقت اور خلق میں آپ کے بہت مشابہ تھے
حضرت انس بن مالک جب انہیں دیکھتے تو ان سے معانقہ کرتے اور دپڑتے اور کہتے جس کی یہ خواہش ہو کہ وہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے وہ ان کو دیکھ لے۔ حضرت امیر معاویہ بن ابوسفیان کو جب یہ معلوم ہوا تو وہ
ان کو اپنے آگے جگہ دیتے تھے وہ جب ان کے پاس آتے تو احتراماً کھڑے ہو جاتے ان سے معانقہ کرتے اور
ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتے تھے ایک دفعہ ان کو مال اور زمین نذرانہ کے طور پر دی تو
انہوں نے مال واپس کر دیا اور زمین قبول کر لی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے بہت محبت تھی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سمجھ دار بچے کو جب بچوں میں کھیلنا ہوا پائے
تو اس کو کھیلنے دے کیونکہ اس وقت امام حسن رضی اللہ عنہ سات برس کے تھے۔ اتنی عمر شریف میں انہوں نے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کی اور آپ سے احادیث یاد کیں اور کھیل سے مراد وہ کھیل ہے جو
اس زمانہ میں ان کے حال کے مطابق مباح کھیل تھا۔ بلکہ اسے تمرین و مشق پر محمل کرنا زیادہ مناسب دینی
توجہ : اسماعیل بن خالد نے کہا میں نے ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا
کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حسن بن علی علیہما السلام

۳۳۱۶۔

آپ کے مشابہ تھے۔ اسماعیل نے کہا میں نے ابو جحیفہ سے کہا میرے سامنے آپ کی وصف بیان کرو ابو جحیفہ نے کہا نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم سفید رنگ تھے۔ آپ کے سر مبارک کے بالوں کی سیاہی سفیدی سے ملی جلی تھی (یعنی آپ کے
سر کے بال آدھ پکے ہو گئے تھے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تیرہ اونٹنیاں دینے کا حکم دیا تو ہمارے قبضہ
کرنے سے پہلے آپ وفات پا گئے۔

توجہ : ابو جحیفہ سوائی نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور
آپ کے نچلے ہونٹ کے نیچے ٹھوڑی کے بالوں میں سفیدی دیکھی۔

۳۳۱۷۔

۳۳۱۸ — حَدَّثَنَا عَصَامُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ أَنَّهُ
سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ بُسْرٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَأَيْتَ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ شَيْخًا قَالَ كَانَ فِي عُنُقَيْهِ شَعْرَاتٌ
بَيْضٌ

۳۳۱۸ — ترجمہ : حریز بن عثمان نے بیان کیا کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے صحابی عبد اللہ بن بسر سے پوچھا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے تھے؟ عبد اللہ نے کہا آپ کی ٹھوڑی پر چند سفید بال تھے۔

۳۳۱۹ تا ۳۳۱۸ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابو جحیفہ اور ان کے
ساتھیوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

سے قبل اونٹنیاں اپنے قبضہ میں کر لی تھیں یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے خلیفہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ
نے آپ کی وفات کے بعد اعلان کیا تھا کہ جس سے آپ نے وعدہ کیا تھا وہ ہم سے پورا کر لے تو میرے عرض کرنے
پر آپ نے ہمیں اونٹنیاں عنایت کر دی تھیں۔

قوله العنققة،، مجرورہ من الشفة،، کا بدل ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ «بَيَاضًا»، کا بدل ہو تو منصوب
ہوگا۔ یہ نچلے ہونٹ اور ٹھوڑی کے درمیان والی جگہ ہے اس پر بال ہوں یا نہ ہوں۔ بعض علماء نے کہا وہ نچلے ہونٹ
کے بال ہیں۔ خلیل نے ذکر کیا ہے کہ یہ نچلے ہونٹ اور ٹھوڑی کے درمیان والے ٹھوڑے سے بال ہیں۔ ابوبکر نے کہا
عنققة کا معنی خفت وقت ہے۔ اسی سے «العنققة»، مشتق ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عنققة بال ہیں
چونکہ یہ بال ٹھوڑے ہوتے ہیں اس لئے اسے عنققة کہتے ہیں (یعنی)

قوله أَرَيْتَ النَّبِيَّ،، اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ «أَرَيْتَ»، بمعنی «أَخْبَرْتَنِي»، ہے۔
اور لفظ «النَّبِيُّ»، مبتدأ مرفوع ہے اور «أَكَانَ شَيْخًا»، بتاویل «هَلْ يُقَالُ فِيهِ»، خبر ہے۔
بعض علماء کہتے ہیں «النَّبِيُّ»، مرفوع اسم کان ہے مگر یہ ترکیب کمزور ہے۔ دوسری صورت یہ
ہے کہ «أَرَيْتَ»، میں استفہام ہے یعنی «هَلْ رَأَيْتَ النَّبِيَّ أَكَانَ شَيْخًا»، اس وقت لفظ «النَّبِيُّ»
مفعول بہ منصوب ہوگا!

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں نے اپنے استاذ سے سنا کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے عنققة پر صرف سترہ بال سفید تھے۔
واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۳۱۹ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنِي اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَصِفُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رُبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ أَزْهَرَ اللَّوْنِ لَيْسَ بِأَبْيَضَ أَهْمَقَ وَلَا أَدَمَ لَيْسَ بِمَجْعَدٍ قَطَطٍ وَلَا سَبْطٍ رَجُلٍ أُتْرِلَ عَلَيْهِ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ فَلَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ وَقَبُضَ وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعْرَةً بَيْضَاءُ قَالَ رَبِيعَةُ فَرَأَيْتُ شَعْرًا مِّنْ شَعْرِهِ فَإِذَا هُوَ أَحْمَرُ فَسَأَلْتُ فَقِيلَ أَحْمَرٌ مِنَ الطَّيِّبِ

۳۳۱۹ — ترجمہ : ربیعہ بن ابی عبد الرحمن نے کہا میں نے انس بن مالک کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصف بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں درمیانہ قد تھے نہ زیادہ لمبے اور نہ پست قد تھے نہ بالکل سفید تھے اور نہ گندمی رنگ تھا سر مبارک کے بال زیادہ بل کھائے نہ تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے (آپ کے بال شکن دار تھے) آپ پر وحی نازل ہوتی شروع ہوئی جبکہ آپ کی عمر شریف چالیس برس تھی۔ آپ اس (نزول وحی) کے بعد مکہ مکرمہ میں دس برس رہے اور آپ پر قرآن نازل ہوتا رہا۔ مدینہ منورہ میں دس برس رہے آپ کے سر مبارک اور دارمھی شریف میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔ ربیعہ نے کہا میں نے آپ کے بالوں میں سے ایک بال دیکھا تو وہ سرخ تھا۔ میں نے پوچھا تو کہا گیا کہ یہ بال خوشبو کے استعمال سے سرخ ہو گیا ہے۔

شرح : لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ ، رُبْعَةً کی تفسیر ہے یعنی

۳۳۱۹ — آپ کا قد شریف درمیانہ تھا زیادہ لمبا نہ تھا۔ کیونکہ زیادہ لمبا قد

عیب شمار کیا جاتا ہے۔ "أَزْهَرَ اللَّوْنِ" کا معنی سفید سرخی مائل ہے۔ کیونکہ خالص سفید رنگ میں خوبصورتی نہیں۔ آپ "أَبْيَضَ أَهْمَقَ" نہ تھے۔ یعنی خالص سفید نہ تھے بلکہ اس میں سرخ جھلک تھی۔ اس میں بہت خوبصورتی ہے اور آپ کا رنگ زیادہ گندمی بھی نہ تھا۔ عرب اس کو "أَشْمَرٌ" کہتے ہیں۔ اسی لئے بعض احادیث میں "أَشْمَرٌ" مذکور ہے ان میں کثیر مختلف روایات ہیں ان کا بغور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سمرہ سے مراد وہ سرخی ہے جس میں سفیدی

قولہ لیس بجعد قطیط، ”جعد کا معنی پیچدار دو قَطَط، کا معنی سخت پیچدار اور سبط اس کی ضد ہے۔
 رَجُل، کا معنی سید ہے۔ یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف نہ تو سخت پیچدار تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے
 تھے بلکہ ان دونوں کے درمیان تھے۔ قولہ رَجُل، ”بفتح الراء والجم“ یہ مبتداء محذوف کی خبر ہے مدای ہو رَجُل“
 یعنی آپ کے بال شریف لٹکے ہوئے خمدار تھے۔ ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے سر مبارک کے بال شریف نہ تو زیادہ بل کھائے ہوئے تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے بلکہ سیدھے پیچدار
 تھے ایسے بال خوبصورت ہوتے ہیں۔

اکثر علماء نے کہا کہ سفید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر چالیس برس کی عمر شریف میں وحی نازل ہوئی۔ بعض علماء نے کہا چالیس برس، دس دن بعد نازل ہوئی اور بعض نے کہا دو ماہ بعد نازل ہوئی الحاصل چالیس سال کے بعد سترہ رمضان میں پیر کے روز آپ پر وحی نازل ہوئی شروع ہوئی۔ بعض علماء نے سات اور بعض نے چوبیس رمضان ذکر کیا ہے اس میں اور بھی مختلف اقوال ہیں۔ قولہ فَلَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ، یعنی ابتداء نزول وحی کے بعد آپ دس سال مکہ مکرمہ میں رہے لیکن صحیح یہ ہے کہ آپ مکہ میں تیرہ برس رہے کیونکہ وفات کے وقت آپ کی عمر شریف تریسٹھ برس تھی۔ جبکہ گیارہ ہجری میں بارہ ربیع الاول کو پیر کے روز بمطابق ۸ جون ۳۲ھ میں آپ نے وفات پائی تھی۔ سفید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمر مبارک اور داڑھی شریف میں بیس سفید بال نہ تھے بلکہ اس سے کم تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بیہقی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ ابن حبان نے بھی اسے ذکر کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیس بال سفید تھے۔ حضرت انس کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دس سے زیادہ اور بیس سے کم بال سفید تھے۔ اور عبداللہ بن بسر کی حدیث کا مدلول یہ ہے کہ دس بال سفید تھے۔ کیونکہ انھوں نے ”عشر شعرات“ کہا ہے اور یہ جمع قلت کا صیغہ ہے اور وہ دس کی تعداد سے آگے نہیں بڑھتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بشر کی حدیث کا محمل عنفقه کے بال ہیں اور جو اس سے زیادہ تھے وہ صدغین میں تھے۔ جیسا کہ حضرت برادر بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن سعد نے صحیح اسناد کے ساتھ حمید کے ذریعے انس سے روایت کی ہے کہ آپ کی داڑھی شریف میں بیس سے زیادہ بال سفید نہ تھے۔ حمید نے کہا کہ انس نے عنفقه کی طرف اشارہ کر کے سترہ بال ذکر کئے۔

۳۳۲۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ
عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ
وَلَا بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَيْسَ بِالْأَدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا
بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللَّهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً فَأَقَامَ مَمْلَكَةً عَشْرِينَ
وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرِينَ وَتَوَفَّاهُ اللَّهُ وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عَشْرُونَ
شَعْرَةً بَيَضَاءً

نیز ثابت کے ذریعہ انس کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور داڑھی شریف میں صرف
سترہ یا اٹھارہ بال سفید تھے اور ابن ابی خنیس نے حمید کے ذریعہ انس سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی داڑھی شریف میں بیس سفید بال نہ تھے۔ حمید نے کہا سترہ تھے۔ حاکم نے مستدرک میں عبد اللہ بن محمد
بن عقیل کے طریق سے حضرت انس سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا کہ اگر میں آپ کے سر مبارک اور داڑھی شریف
کے سفید بال شمار کرنے لگوں تو وہ گیارہ سے زائد نہ ہوں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے
یہ چار روایات ہیں سب کا مدلول یہی ہے کہ آپ کے سفید بال بیس تک نہیں پہنچے اور دوسری روایت سے واضح
ہوتا ہے کہ بیس سے کم سترہ یا اٹھارہ سفید بال تھے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دس سفید بال نچلے بونٹ کے نیچے
تھے اور زائد باقی داڑھی شریف پر تھے۔ کیونکہ دوسری روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی
شریف میں بیس سفید بال نہ تھے۔ اور داڑھی عنقہ وغیرہ کو بھی شامل ہے۔ اس طرح روایات میں مطابقت ہے۔
اور عبد اللہ بن بسر کی حدیث کے مطابق دس بال عنقہ میں ہونا اور دوسری احادیث کے مطابق یا قی باں باقی
داڑھی شریف میں ہونا اور حمید کا عنقہ کی طرف اشارہ کر کے سترہ بال کہنا نفس حدیث کا مفہوم نہیں ہے اور
چوتھی روایت جو حاکم نے مستدرک میں ذکر کی ہے۔ وہ عنقہ اور غیر سفید بالوں کے منافی نہیں (یعنی)

ترجمہ : ربیعہ بن ابی عبد الرحمن نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے
روایت کی کہ اُنھوں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بہت لمبے قد کے تھے نہ پست قد کے اور نہ بالکل سفید رنگ کے تھے نہ گندمی رنگ کے۔
آپ کے بال شریف نہ تو زیادہ پیچ دار تھے نہ بالکل سیدھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کی عمر شریف میں

۳۳۲۱ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا إِسْحَقُ
ابْنُ مَنْصُورٍ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُونُسَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ قَالَ
سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ
وَجْهًا وَأَحْسَنَهُمْ خُلُقًا لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ
۳۳۲۲ — حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَأَلْتُ
أَنَسَ أَهْلَ خَضَبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا إِنَّمَا كَانَ شَيْءٌ

فِي صُدُغِيهِ

۳۳۲۳ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ
الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَرَبُوعًا بَعِيدَ
مَا بَيْنَ الْمُنْكَبَيْنِ لَهُ شَعْرٌ يَلْغُ شَحْمَةً أُذُنِيهِ رَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حُمْرَاءَ لَمْ
أَرِ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ وَقَالَ يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ أَبِيهِ إِلَى مُنْكَبِيهِ

نبی مبعوث فرمایا رنبوت کے بعد آپ نے مکہ مکرمہ میں دس سال اقامت فرمائی اور دس سال ہی مدینہ منورہ
میں مقیم رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی حالانکہ آپ کے سرمبارک اور دائرہ شریف میں میں بال سفید تھے

ترجمہ : ابواسحاق نے کہا میں نے براء بن عازب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت

تھا اور آپ سب سے زیادہ خوش خلق تھے۔ آپ نہ تو بہت لمبے تھے اور نہ پست قد تھے صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ : قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت انس سے پوچھا کیا نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تھا انھوں نے کہا نہیں۔ صرف

آپ کی کنپٹیوں میں کچھ سفیدی تھی۔

۳۳۲۳ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد
تھے۔ آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان بہت کشادگی تھی۔

۳۳۲۲ — حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ ثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ هُوَ
السَّبِيعِيُّ قَالَ سَأَلَ الْبَرَاءَ أَكَانَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ
السَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ

آپ کے سر مبارک کے بال شریف کانوں کی لوت تک پہنچتے تھے۔ میں نے آپ کو سرخ دھاری دار چادر میں دیکھا آپ
زیادہ خوبصورت میں نے کبھی کسی کو نہیں دیکھا۔ یوسف بن اسحاق نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ آپ کے سر
مبارک کے بال مونڈھوں تک پہنچتے تھے۔

ترجمہ : زہیر نے ابو اسحاق سے روایت کی کہ حضرت براء بن عازب

۳۳۲۲ —

رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ نور

تلوار کی مثل تھا؟ انھوں نے کہا نہیں بلکہ چاند کی طرح تھا۔

شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ شریف میں

۳۳۲۰ تا ۳۳۲۲ —

مذکور الفاظ کی وضاحت کچھ یوں ہے ”رُبْعَةٌ“

میانہ قد نہ لمبا نہ پست۔ اگر یہ کہا جائے کہ لفظ رُبْعَةٌ ”مؤنث کیوں ہے۔ حالانکہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصف

ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ رُبْعَةٌ کی تانیث ”نفس“ کے اعتبار سے ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے ”رَجُلٌ رُبْعَةٌ“

إِمْرَأَةٌ رُبْعَةٌ“ ”أَمْهَقٌ“ جو زیادہ سفید نہ ہو۔ لَيْسَ بِأَبْيَضَ“ کا یہی معنی ہے۔ بعض نسخوں میں اَمْهَقُ

لفظ نہیں ہے اور یہی زیادہ واضح ہے۔ قَطَطٌ سخت پیچدار۔ اس کی ضد سَبُطٌ ہے۔ رَجُلٌ“ ”لُكْنٌ“ والے

بال۔ یائِثٌ“ زیادہ لمبے۔ جو کنواں زیادہ گہرا اور وسیع ہو۔ اسے بَثْرٌ یائِثَةٌ“ کہا جاتا ہے۔ اگر یہ سوال

پوچھا جائے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ”أَمْهَقٌ“ تھے تو وَلَا بِأَبْيَضَ الْأَمْهَقُ“ کا معنی کیا ہوگا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وصف میں مشہور یہ ہے کہ آپ ”أَمْهَقٌ“ نہ تھے اور

جہاں ”أَمْهَقٌ لَيْسَ بِأَبْيَضَ“ مذکور ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ آپ سفید تھے اور سخت سفید نہ تھے اور جہاں

”لَا بِأَبْيَضَ الْأَمْهَقُ“ مذکور ہے۔ وہاں شدتِ بیاض کی نفی کی ہے۔ نفسِ بیاض کی نفی نہیں۔ خَلْقًا“ ”خام“ پر

فتح صحیح تر ہے۔ الصُّدُغُ“ آنکھ اور کان کے درمیان والی جگہ ہے۔ اس جگہ ٹپکنے والے بالوں کو بھی صُدُغُ

کہا جاتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ زرد رنگ لگاتے تھے جیسا کہ بخاری اور مسلم میں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ

کبھی رنگ کرتے کبھی ترک کر دیتے تھے۔ جس حال میں کسی راوی نے دیکھا وہی روایت کر دی۔ اس میں رنگ کرنے

اور ترک کرنے کی روایت کرنے والے دونوں راوی سچے ہیں اور ”شَيْءٌ رُبِّيٌّ مُدْغِيٌّ“ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صُدُغِیْنِ

۳۳۲۵ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُنْصُورٍ أَبُو عَلِيٍّ ثَنَا الْحَاجُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْأَعْوَرُ بِالْمِصْبَةِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَحْفَةَ

پر معمولی سا رنگ تھا کیونکہ وہاں چند بال سفید تھے۔ ان کو رنگنے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ شُعْبَةُ اُذُنِہ کا زں کی لو۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف کانوں کی لو تک پہنچتے تھے۔ اور ابواسحاق کی روایت میں ہے کہ مونڈھوں تک پہنچتے تھے۔ یہ مختلف اوقات میں تھے۔ کبھی کانوں کی لو تک کبھی مونڈھوں تک یا معنی یہ ہے کہ عام بال تو کانوں کی لو تک پہنچتے تھے اور جو بال بڑھے ہوتے تھے وہ مونڈھوں تک پہنچ جاتے تھے۔ ان دونوں روایات میں اختلاف نہیں الحاصل سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عنقہ، صدغین اور سر مبارک میں کچھ کچھ بال شریف سفید تھے اور ان کی سفیدی سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال اور خوبصورتی میں کچھ فرق نہیں پڑتا لہذا حاکم کی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت کہ ”ثَانَا الشَّرِيفَاءُ“ یعنی اللہ تعالیٰ نے سفید بالوں سے آپ کی خوبصورتی کو کم نہیں کیا کا یہی معنی ہے۔ اور آپ کے بالوں کی کیفیت یہ تھی کہ جب کنگھی فرماتے تو مونڈھوں تک پہنچ جاتے پھر کچھ وقت گزرنے تک کانوں کی لو تک آجاتے کیونکہ آپ کے بال شریف شکن دار تھے ”صلی اللہ علیہ وسلم“ ابواسحاق کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور تلوار کی طرح نہ تھا بلکہ چاند جیسا تھا۔ اس کا معنی یہ ہے کہ جب حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور لمبائی میں تلوار جیسا تھا تو انھوں نے کہا ایسا نہ تھا بلکہ آپ کا چہرہ انور گولائی میں چاند جیسا تھا یا اس کا معنی یہ ہے کہ سائل نے دریافت کیا کہ کیا آپ کا چہرہ انور چمک میں تلوار جیسا تھا تو جواب دیا گیا کہ نہیں بلکہ چاند جیسا تھا کیونکہ چاند میں گولائی اور چمک دونوں پائی جاتی ہیں۔ لہذا تلوار سے تشبیہ دینے کی نسبت چاند سے تشبیہ دینے میں فوقیت پائی جاتی ہے۔ مسلم نے جابر بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے اُن سے پوچھا کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور تلوار جیسا تھا؟ تو انھوں نے کہا نہیں بلکہ شمس و قمر کی طرح گول تھا۔ یعنی آپ کے چہرہ انور میں گولائی اور حسن و جمال دونوں پائے جاتے تھے۔

سُبْحَانَ الَّذِي أَحْصَىٰ بَيْنَنَا صَلَاتِي اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ لَا مِثْلَ لَهُ۔ علامہ بوسیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: مَنْزَعَةٌ عَنْ شَرِيكَ فِي مَحَاسِنِهِ: فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيهِ غَيْرُ مُنْقَسِمٍ یعنی آپ کے حسن و جمال میں کوئی آپ کا شریک نہیں اور اس میں آپ یکتائے دنیا ہیں۔ تذکرہ قرطبی میں ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال حسن ظاہر نہیں ہوا۔ ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آنکھیں آپ کو دیکھنے سے عاجز رہ جاتیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہیں دیکھا۔ گویا کہ آپ کے چہرہ انور پر سورج چل رہا ہے۔ جب آپ صبح فرماتے رہتے تو سامنے والی دیواریں

قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ إِلَى الْبَطْحَا فَوَضَا
ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عُنْزَةٌ قَالَ شُعْبَةُ وَزَادَ
بِهِمَا وَجُوهَهُمْ قَالَ فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ فَوَضَعَتْهَا عَلَى وَجْهِ فَاذَا هِيَ
أَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَأَطْيَبُ رَائِحَةً مِنَ الْمِسْكِ

روشن ہو جایا کرتی تھیں (خرپوتی)

— ۳۳۲۵ —

ترجمہ : حکم نے کہا میں نے ابو جحیفہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ
”صلی اللہ علیہ وسلم“ دوپہر کے وقت بطحاء کی طرف تشریف لے گئے

پھر آپ نے وضو کیا اور ظہر اور عصر کی نمازیں دو۔ دو رکعتیں پڑھیں۔ اور آپ کے آگے بڑھتا تھا اس میں عمن
نے اپنے باپ ابو جحیفہ سے یہ اضافہ کیا کہ ہر چھ کے پیچھے سے لوگ گزرتے تھے نماز کے بعد، لوگ کھڑے
ہوئے اور آپ کے ہاتھ پکڑ کر اپنے چہروں پر ملنے لگے۔ ابو جحیفہ نے کہا میں نے آپ کا ہاتھ مبارک پکڑا اور اسے
اپنے چہرہ پر رکھا تو وہ برون سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

— ۳۳۲۵ —

شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک برف سے زیادہ
ٹھنڈے ہونے میں حکمت یہ ہے کہ آپ کے ہاتھ کی برودت آپ کے
جسم شریف کی ہر عیب سے سلامتی پر دلالت کرتی ہے اور آپ کا دست مبارک کستوری سے زیادہ خوشبودار
تھا اور خوشبو آپ کی وصف ہے اگرچہ آپ خوشبو استعمال نہ کریں۔ لیکن اس کے باوجود آپ خوشبو بکثرت
استعمال فرماتے تھے کیونکہ آپ کی فرشتوں سے بکثرت ملاقات رہتی تھی اور لوگ بھی آپ کی محفل شریف میں حاضر ہوتے
تھے۔ بزار نے صحیح اسناد کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جب مدینہ منورہ کے کسی راستہ سے گزرتے تو وہ راستہ خوشبو سے مہک جاتا تھا اور لوگ کہا کرتے تھے کہ
اس راستہ سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم گزرے ہیں۔ طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی
کہ ایک عورت نے اپنی بیٹی کی شادی کرنی تھی اور اس کے پاس خوشبو نہ تھی تو اس نے بوتل میں آپ کا پسینہ شریف
بھریا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ اسے کہو یہ خوشبو استعمال کیا کرے چنانچہ جب وہ
یہ خوشبو استعمال کرتی تو مدینہ منورہ کے سارے وگ وہ خوشبو سونگھتے تھے۔ اسی وجہ سے اس کے گھر کو بیت المطین
کہا جاتا تھا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ کے چہرہ انور کا پسینہ موتیوں کی طرح تھا اور کستوری سے
زیادہ خوشبودار تھا (یعنی فتح الباری۔ قسطلانی) سیدۃ النساء فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی قبر شریف کی مٹی

۳۳۲۶ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَا يُوسُفُ عَنْ الزُّهْرِيِّ
قَالَ ثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ
جِبْرَائِيلُ وَكَانَ جِبْرَائِيلُ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدْ
رِسُّهُ الْقُرْآنَ فَلَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ
الرَّيْحِ الْمُرْسَلَةِ

۳۳۲۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى ثَنَا بِدَالِ التَّرَاقِ مَنَا
ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ شَهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِمَا مَسْرُورًا نَبْرُقُ اسَارِيْرُوجْهِه فَقَالَ
الْمَسْمَعِي إِلَى مَا قَالَ الْمُدْلَجِي لَزِيدًا وَسَامَةً وَرَأَى أَقْدَامَهُمَا إِنْ
بَعْضُ هَذِهِ الْأَقْدَامِ مِنْ نَصِ

لے کر سونگھی تو وہ ہر خوشبو سے زیادہ خوشبودار تھی اس لئے انھوں نے فرمایا : ۷
مَا ذَا عَلَى مَنْ شَمُّ تَرْبَةِ أَحْمَدٍ : اَنْ لَا يَشُمَّ مَدَى الزَّمَانِ غَوَالِيَا ،
صَبَّتْ عَلَى مَصَابِيْ نَوَ اَهْمَا : صَبَّتْ عَلَى الْاَيَّامِ صِرْنَ لِيَا لِيَا ،
حدیث ۸۶ کی شرح دیکھیں۔

۳۳۲۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام
لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ اور بہت زیادہ سخی رمضان مبارک
میں ہوتے تھے۔ جبکہ جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تھے اور وہ رمضان مبارک کی ہر رات کو آپ سے
ملاقات کرتے اور آپ کے ساتھ قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے۔ بے شک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھل
تیز ہوا سے عموماً نفع میں زیادہ سخی تھے۔ (حدیث ۷۸ کی شرح دیکھیں)

۳۳۲۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

۳۳۲۸ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ
 شَهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ
 قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ تَخْلَفُ عَنْ تَبُوكَ فَلَمَّا
 سَلَّمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ
 السُّرُورِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتَّى
 كَانَتْهُ قِطْعَةٌ قَرَوُكْنَا نَعْرِفُ ذَلِكَ مِنْهُ

صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش خوش میرے پاس تشریف لائے جبکہ آپ کی پیشانی طیبہ کے خطوط چمک رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اے عائشہ تو نے زید اور اسامہ کے بارے میں جو کچھ مدحی نے کہا ہے سنا نہیں۔ اس نے اُن دونوں کے قدموں کو دیکھ کر کہا ہے یہ باپ بیٹے کے قدم ہیں۔

ترجمہ: عبد الرحمن بن عبد اللہ بن کعب سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن کعب نے کہا میں نے کعب بن مالک کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا جبکہ وہ

۳۳۲۸ —

جنگ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ کہ جب میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا۔ حالانکہ خوشی سے آپ کی پیشانی طیبہ کے خطوط چمک رہے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خوشی میں ہوتے تو آپ کا چہرہ نور روشن ہو جاتا تھا گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم آپ کے چہرہ انور سے یہ معلوم کر لیتے تھے

شرح: حضرت اسامہ زید بن حارثہ کے بیٹے ہیں۔ ان کا رنگ سیاہ تھا جبکہ زید کا رنگ سفید تھا اس لئے

۳۳۲۸ — ۳۳۲۸

جاہلیت کے لوگ اسامہ کے نسب میں طعن کرتے تھے۔ ایک دن وہ دونوں چادر اوڑھ کر سو رہے تھے جبکہ ان کے قدم ننگے تھے۔ مدحی قیافہ دان شخص تھا جب اُس نے یہ قدم دیکھے تو کہا یہ قدم باپ اور بیٹے کے قدم ہیں۔ جب قائف نے یہ فیصلہ کر دیا کہ یہ دونوں شخص باپ بیٹا ہیں کیونکہ ان کے قدم ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور عرب لوگ قیافہ دان کی بات پر بہت اعتماد کیا کرتے تھے اور قیافہ کو حق جانتے تھے۔ اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے کہ اب لوگ ان کے نسب میں طعن نہیں کریں گے لیکن قائف کے قول کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔ البتہ اس کے ساتھ تائید ہو سکتی ہے۔ اخاف کا یہی مسلک ہے۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی والدہ حبشیہ عورت تھی اس کا نام برکت تھا وہ کالے رنگ کی تھی حضرت

۳۳۲۹ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
عَنْ عَمْرِو عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُونٍ بَنِي آدَمَ مَرَقْنَا فَمَرَقْنَا حَتَّى كُنْتُ
مِنْ الْقُرُونِ الَّتِي كُنْتُ مِنْهُ

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ قائف کے قول کو دلیل سمجھتے ہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حق بات پر خوشی کا
اظہار فرماتے ہیں لہذا قائف کا قول حق ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ لونڈیوں میں قائف کا قول دلیل مانتے ہیں
اور حرائر میں نفی کرتے ہیں۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ مطلقاً قائف کے قول کو حجت تسلیم نہیں کرتے اور حدیث میں مذکور مدلجی کا قول
وجوب حکم کی دلیل نہیں۔ کیونکہ اس سے پہلے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا نسب ثابت تھا کہ وہ زید کے بیٹے
ہیں۔ اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی دلیل کے محتاج نہ تھے۔ آپ نے تعجب تو صرف اس لئے فرمایا
تھا کہ مجر ز مدلجی نے درست بیان کیا تھا لیکن اس سے حکم ثابت نہیں ہوتا۔
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدلجی کی بات کا انکار اس لئے نہ کیا تھا کہ اس نے کوئی ایسا حکم ثابت
نہ کیا تھا جو پہلے ثابت نہ تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم !

حدیث ۲۳۲۸ — ایک طویل حدیث کا کچھ حصہ ہے جس میں حضرت کعب بن مالک کی توبہ مذکور ہے۔
قوله فَلَمَّا سَأَلْتُكَ جَوَابَ مَحْذُوفٍ ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے۔ فَلَمَّا سَأَلْتُكَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «إِبْشُرْ» اور «وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ» جملہ حالیہ ہے۔
قوله إِذَا مَرَّ، یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت کریمہ تھی کہ خوشی کے مقام میں آپ کا چہرہ انور
ایسے چمکتا تھا گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔

۳۳۲۹ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا میں بنی آدم کے بہترین قرونوں میں سے بہترین قرن میں
بھیجا گیا ہوں حتیٰ کہ میں اس قرن میں پیدا ہوا جس میں ہوں۔

۳۳۲۹ — شرح : یعنی جب بہترین قرونوں کو شمار کیا جائے تو اوّل سے آخر تک جو بہتر
قرن ہیں اس میں پیدا ہوا ہوں۔ لہذا تمام قرونوں سے بہتر قرن آپ کا
قرن ہے۔ پھر صحابہ کا قرن پھر تابعین کا قرن بہتر ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات میں سے ایک یہ ہے

۳۳۲۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنْ
 ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْدُلُ شَعْرَهُ وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرِقُونَ
 رُءُوسَهُمْ وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدُلُونَ رُءُوسَهُمْ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحِبًّا مُوَافِقَةً أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ
 بِشَيْءٍ ثُمَّ فَرَّقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ

کہ آپ بہتر قرن میں پیدا ہوئے ہیں۔ ایک زمانہ میں لوگوں کے اجتماع کو قرن کہا جاتا ہے۔ بعض علماء نے اس کی
 حد سوسال بیان کی ہے اور بعض نے ستر سال ذکر کی ہے۔ قولہ قَرْنًا، تفصیل کی کیفیت بیان کرنے کے لئے
 منصوب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
 ۳۳۲۰۔ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک کے بالوں کو یوں ہی چھوڑے رکھتے
 تھے۔ جبکہ مشرک اپنے بالوں کے دو حصے کرتے تھے۔ اہل کتاب بھی اپنے سروں کے بالوں کو یوں ہی چھوڑے
 رکھتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن چیزوں کا حکم نہیں دیا گیا ان میں اہل کتاب کی موافقت کرتے
 تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک کے بالوں کے دو حصے کر دیئے تھے۔

شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت یوں ہے کہ آخر میں سید عالم
 ۳۳۲۰۔ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک کے بالوں کے دو حصے کرتے تھے

یہ آپ کی ایک صفت ہے۔
 امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی پر بال چھوڑ دیتے تھے ان
 کو دائیں بائیں نہیں کرتے تھے۔ جبکہ مشرک اپنے سروں کے بالوں کو دائیں بائیں ڈال دیتے تھے۔ اور پیشانی پر
 کوئی بال نہیں چھوڑتے تھے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جن امور میں حکم نہیں دیا گیا تھا ان میں اہل کتاب کی
 موافقت کرتے تھے کیونکہ وہ مشرکوں کی نسبت حق کے زیادہ قریب تھے۔ اس حدیث سے علماء محققین نے استدلال
 کیا ہے کہ پہلی امتوں کے شرائع اور احکام جب کتاب و سنت میں مذکور ہوں اور ان کا شریعت نے انکار نہ
 کیا ہو تو وہ ہم پر لازم ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۳۳۱ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ
أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَكَانَ يَقُولُ إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ
أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا

۳۳۳۱ — ترجمہ : عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فحش گو نہ تھے اور نہ ہی تکلف سے فحش گو بنتے تھے۔ آپ فرمایا کہ تم میں سے بہتر وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔

۳۳۳۱ — شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبع شریف میں فحش گوئی نہ ہوتی اور نہ ہی آپ تکلف فحش گو بنتے تھے۔ آپ طبعاً اور کسباً فحش گو نہ تھے۔ ترمذی میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت فحش گوئی نہ تھی اور نہ ہی کبھی تکلف سے آپ نے فحش گوئی کی تھی اور نہ بازاروں میں آواز بلند کرتے تھے اور نہ ہی بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دیتے تھے لیکن معاف کر دیتے تھے اور درگزر فرماتے تھے۔ حسن خلق یہ ہے کہ فضائل کو اختیار کرے اور رذائل کو ترک کرے انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رضی اللہ عنہم کی یہی وصف ہے۔ مسلم میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قرآن کریم پر عمل کرنا آپ کا خلق تھا۔ عقلمند انسان کو چاہیے کہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے اخلاق سے متخلق ہو۔ اور ان کے آداب سیکھے۔ کیونکہ وہ لوگوں کی اذیت پر صبر کرتے تھے۔ اور بیوقوفوں سے اُن کا مقابلہ نہ کرتے تھے اور جب لغو امور دیکھتے تو اپنی وجاہت کے پیش نظر آگے گزر جاتے تھے۔ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دینا آسان ہے عقلمندی تو یہ ہے کہ بُرائی کا بدلہ احسان و اخلاص سے دے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا کرتے ہوئے فرمایا وَ اِنَّكَ لَعَلَى الْخُلُقِ عَظِيمٌ آپ بلند پایہ اخلاق پر فائز ہیں۔ خلق کی عظمت کا دار و مدار لوگوں سے بھلائی کرنا اور ان کی اذیت کو برداشت کرنا ہے۔ اس وصف سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موصوف تھے۔ اذیت کی برداشت قوی صبر کے باعث ہوتی ہے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برداشت کرنے میں نہایت صابر تھے۔ اس کی بیشمار مثالیں ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صَلِّ مَنْ قَطَعَكَ وَ اغْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ وَ احْسِنْ اِلَى مَنْ اَسَاءَ اِلَيْكَ، جو کوئی تم سے تعلق قطع کرے اسے ملو جو کوئی تم پر ظلم کرے اسے معاف کر دو اور جو کوئی تم سے بُرائی کرے تم اس کے ساتھ احسان کرو اور بھلائی سے پیش آؤ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۴۳۲۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا خَيْرَ رَسُولٍ لِلَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبَعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللَّهِ فَيَنْتَقِمَ اللَّهُ بِهَا

کا لوگوں کو یہ حکم کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ان امور سے متعلق تھے لہذا امت کو بھی چاہیے کہ لوگوں کی اذیت برداشت کرنے میں آپ کی اتباع کریں۔ ایک بار لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ مشرکوں کے لئے بددعا کریں وہ آپ کو سخت اذیت پہنچاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: «إِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً وَلَمْ أُلْعَثْ عَذَابًا» میں تو رحمت مبعوث ہوا ہوں عذاب بن کر نہیں آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: «فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعِزِّ مِنَ الرُّسُلِ» رسولوں کی طرح لوگوں کی اذیت کو برداشت کرو۔ یہ عظیم خلق ہے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «جس قدر مجھے اذیت پہنچائی گئی کسی نبی کو اتنی اذیت نہیں پہنچائی گئی لیکن آپ نے فراخ دلی سے ان کو برداشت کیا اور لذت پہنچانے والوں کو دعائیں دیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم»

ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تو آپ ان میں سے آسان کو اختیار کرتے جبکہ وہ گناہ نہ ہوتا اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ اس کام سے سب لوگوں سے زیادہ دُور رہنے والے ہوتے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذاتِ کریمہ کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا مگر جب کوئی اللہ کی حرمت کا ارتکاب کرتا تو اس سے اللہ کے لئے انتقام لیتے۔

۴۳۲۲ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دو کاموں میں کیسے اختیار دیا جاتا جن میں سے ایک گناہ ہوتا اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ اختیار کافروں کی طرف سے ہوتا تو یہ واضح ہے اور اگر اللہ یا مسلمانوں کی طرف سے ہوتا تو اس کا معنی یہ ہے کہ جو شئی گناہ کا سبب نہ بنتی ہو جیسے عبادت میں مجاہدہ اور اس میں میانہ روی پسند کرنے میں اختیار دیا جائے تو میانہ روی اختیار کرے کیونکہ جو مجاہدہ ہلاکت تک پہنچائے وہ جائز نہیں۔ انتہاک کا معنی ہے ایسی شئی کرنا جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آسان کام اختیار کرنا چاہیے اور حاکموں کے لئے مستحب امر یہ ہے کہ اچھے اخلاق اختیار کریں اور اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہ لیں اور اللہ کے حق بیکار نہ چھوڑیں۔

۳۳۳۳ — حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ حَرْبٍ تَنَاخَمَادُ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ
 أَنَسٍ قَالَ مَا مَسِسْتُ حَرِيرًا وَلَا دِيْبَاجًا أَلَيْنَ مِنْ كَفِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمَمْتُ رِيْحًا قَطُّ أَوْ عَرَفًا قَطُّ أَطِيبَ مِنْ رِيْحِ أَوْ عَرَفِ
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۳۳۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ تَنَاخَمِي

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کسی قسم کے
 ریشم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے نرم نہیں
 پایا اور نہ ہی میں نے کوئی خوشبو سونگھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ کی خوشبو سے
 زیادہ خوشبودار ہو۔

۳۳۳۳ — شرح : دیباج وہ کپڑا ہے جس کا تانا اور بانا دونوں ریشم ہوں
 یہ خاص ریشم ہے۔ حریر عام ریشم۔ دیباج کا حریر پر
 عطف خاص کا عطف عام پر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ترمذی میں ہند بن مالہ کی حدیث میں
 سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریف بیان کیا ہے۔ اس میں یہ مذکور ہے کہ آپ کی ہتھیلیاں اور
 قدم سخت تھے۔ لہذا یہ بخاری کی حدیث کے معارض ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ترمذی کی حدیث میں
 یہ الفاظ ہیں ”كَانَ شَتْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ“
 شتن کا معنی سخت مضبوط ہے۔ یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور قدم مضبوط قوی تر
 تھے اور جلد نرم تھا۔ لہذا انبیوں کی نرمی اور اس کا قوی ہونا دونوں جمع ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ طبرانی میں
 حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں
 سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا تو میں نے آپ کی جلد شریف سے نرم کوئی شئی نہیں پائی۔ الحاصل بخاری کی
 حدیث میں جلد شریف کے اعتبار سے ”الین“ فرمایا ہے اور ترمذی میں ہڈیوں کے مضبوط اور سخت ہونے
 کے باعث ”شتن“ فرمایا ہے۔ لہذا دونوں حدیثوں میں معارضہ نہیں ہے۔ قولہ ”أَوْ عَرَفِ“ یہ راوی
 کو شک ہے عرف بھی ریح اور خوشبو ہے۔

ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم پردہ دار کنواری لڑکیوں سے

عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي عُثْبَةَ عَنْ أَبِي
سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً
مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا

۳۳۳۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا يَحْيَى وَابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا

ثَنَا شُعْبَةُ مِثْلَهُ وَإِذَا كَرِهَ شَيْئًا عُرِفَ فِي وَجْهِهِ
۳۳۳۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْأَوْعَشِ

عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
طَعَامًا قَطُّ أَنْ أَشْتَهَا أَكَلَهُ وَالْأَثَرُ

زیادہ حیا دار تھے۔

ترجمہ : یحییٰ اور ابن مہدی نے اس جیسی روایت کی ہے (انہوں نے
یہ اضافہ ذکر کیا ہے) کہ جب آپ کسی شے سے کراہت کرتے

۳۳۳۵۔

تو یہ آپ کے چہرہ انور سے معلوم ہو جاتا تھا۔

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ اگر کھانے کی خواہش

۳۳۳۶۔

ہوتی تو تناول فرمالتے ورنہ اسے چھوڑ دیتے۔

شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت
حیا دار تھے۔ یہ آپ کی عظیم صفت

۳۳۳۷ تا ۳۳۳۶۔

ہے۔ اس اعتبار سے یہ حدیث باب کے عنوان کے مناسب ہے۔ اگر کھانا آپ کو پسند نہ ہوتا تو ناپسند
کے اثرات چہرہ انور پر ظاہر ہوتے تھے اور چہرہ انور متغیر ہو جاتا تھا جسے صحابہ پہچان لیتے تھے۔ لیکن
آپ کسی سے ذکر نہیں کرتے تھے۔ یہ بہترین خصلت ہے۔

۳۳۳۷ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ
 جَعْفَرِ ابْنِ رِبْعَةَ عَنْ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ
 الْأَسَدِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ فَرَجَّ بَيْنَ
 يَدَيْهِ حَتَّى تَرَى ابْطِئَهُ قَالَ قَالَ ابْنُ بَكَيْرٍ وَقَالَ بَيَاضُ ابْطِئَهُ
 ۳۳۳۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرْعٍ
 ثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا فِي الْأُسْتِقَاءِ
 فَإِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ ابْطِئِهِ وَقَالَ أَبُو مُوسَى
 دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ ابْطِئِهِ

۳۳۳۷ — ترجمہ : عبد اللہ بن مالک بن بحینہ اسدی نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 جب سجدہ فرماتے تو دونوں ہاتھوں کو خوب کھلا رکھتے تھے حتیٰ کہ ہم آپ کی بغلوں کو دیکھ لیتے تھے۔ ابن بکر نے
 کہا ہم سے بکر نے بیان کیا کہ ہم آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لیتے تھے۔

۳۳۳۸ — شرح : یعنی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کہنیاں جسم شریف کے ساتھ نہیں
 ملاتے تھے۔ سجدہ کا یہی طریقہ ہے اور بغلوں کی سفیدی سے مراد
 یہ ہے کہ ان میں بال نہ تھے اور وہ دوسرے جسم کی طرح بالکل صاف تھیں۔ واللہ و سولہ اعلم !

۳۳۳۸ — ترجمہ : قنادہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان سے
 بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز استسقاء کے
 سوا کسی دعاء میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ نماز استسقاء میں اس حد تک ہاتھ اٹھاتے کہ آپ کی بغلوں
 کی سفیدی دیکھ لی جاتی تھی۔ ابو موسیٰ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کی اور دونوں ہاتھ اس حد
 تک اٹھائے کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی (استسقاء کی نماز میں ہاتھ اٹھانے میں مبالغہ
 کرتے تھے۔ دوسری دعاؤں میں مبالغہ نہ کرتے تھے)۔

۳۳۳۹۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَالِقٍ
 ثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ عَوْنَ بْنَ أَبِي جُحَيْفَةَ ذَكَرَ عَنْ
 أَبِيهِ قَالَ دُفِعْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْأَبْطَحِ فِي
 قُبَّةٍ كَانَ بِالْهَاجِرَةِ فَخَرَجَ بِلَالٌ فَنَادَى بِالصَّلَاةِ ثُمَّ دَخَلَ فَاحْبَرَ
 فَضْلَ وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَ النَّاسُ
 عَلَيْهِ يَأْخُذُونَ مِنْهُ ثُمَّ دَخَلَ فَخَرَجَ الْعَنْزَةَ وَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ
 كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبَيْصِ سَاقِيهِ فَوَكَزَ الْعَنْزَةَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ
 وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ
 ۳۳۴۰۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَرَاءُ ثَنَا سُفْيَانُ
 عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيثًا لَوْ عَدَّاهُ الْعَادُّ لَوْ حَصَاهُ وَقَالَ الْكَلْبُ شَيْئًا

ترجمہ : عون بن ابی جحیفہ نے اپنے باپ سے ذکر کرتے ہوئے کہا
 ۳۳۳۹۔ کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا جبکہ
 آپ ابطح وادی میں ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ دوپہر کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ باہر آئے اور
 نماز کے لئے اذان کہی پھر اندر چلے گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا بچاٹھا پانی باہر
 لائے تو لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اس پانی سے تبرک لینے لگے پھر وہ اندر چلے گئے اور ایک نیزہ
 باہر نکال لائے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ گویا کہ میں اب آپ کی پندلیوں
 کی سپیدی دیکھ رہا ہوں۔ حضرت بلال نے نیزہ کاڑ دیا۔ پھر ظہر کی دو رکعت نماز پڑھی اور عصر بھی
 دو رکعت نماز پڑھی اور آپ کے سامنے سے گدھے اور عورتیں گزر رہی تھیں۔
 (حدیث غ ۱۸۶ کی شرح دیکھیں)
 ۳۳۴۰۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ
أَنَّهَا قَالَتْ لَا يُعْجِبُكَ أَبُو فَلَانٍ جَاءَ فَنَجَسَ إِلَى جَانِبِ حَجْرَتِي مُحَدِّثٌ
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمَعُنِي ذَلِكَ وَكُنْتُ أَسْتَحِقُّ قَامَ
قَبْلَ أَنْ أَقْضِيَ سُبْحَتِي وَلَوْ أَدْرَكْتُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيثَ كَسَرْدِكُمْ بَابُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات بیان کرتے اگر کوئی شمار کرنے والا شمار کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا۔ لیث نے کہا مجھ سے یونس نے ابن شہاب سے روایت کی انھوں نے کہا مجھے عروہ بن زبیر نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ انھوں نے فرمایا کیا تمہیں ابو فلاں کے حال پر تعجب نہیں آتا وہ آیا اور میرے حجرے کے قریب بیٹھ گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنے لگا حالانکہ وہ مجھے یہ سننا چاہتا تھا۔ میں نماز پڑھ رہی تھی وہ میری نماز پوری ہونے سے پہلے اٹھ کھڑا ہوا۔ اگر میں اسے پاتی تو ضرور اس کی تردید کرتی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح اس قدر جلد جلد باتیں نہیں کرتے تھے۔

شرح : ابو فلاں سے مراد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں

۳۳۴۰ —

اس کی دلیل یہ ہے کہ اسماعیلی نے ابن وہب کے ذریعہ

یونس سے روایت کی کہ دو کیا تجھے ابو ہریرہ تعجب میں نہیں ڈالتا وہ آیا اور بیٹھ گیا۔ اسی طریق سے مسلم اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ کو ذکر کیا ہے۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر جلد جلد باتیں نہیں کرتے تھے جیسے تم کرتے ہو۔ آپ ٹھہر ٹھہر کر باتیں کرتے تھے کہ سننے والے کو پوری طرح سمجھ آ جاتی تھی۔ بخلاف ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے وہ جلد جلد بات کرتے تھے کیونکہ ان کو بہت روایات یاد تھیں وہ بیان کرتے وقت ٹھہر ٹھہر کر بیان کرنے پر قادر نہ تھے۔

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ سوتی تھی اور

تَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ عَنْ جَابِرٍ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۳۴۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ
سَعِيدِ بْنِ الْمُقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ
كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ
فَقَالَتْ مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ
رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسَيْنٍ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ
يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسَيْنٍ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا فَقُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ تَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ قَالَ تَنَامُ عَيْنِي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي

دل نہیں سوتا تھا۔ اسے سعید بن میناء نے جابر کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے!
ترجمہ: ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ انھوں نے ام المؤمنین
عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۳۳۴۱ — رمضان مبارک میں کتنی رکعت نماز پڑھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں
گیارہ رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔ آپ چار رکعتیں پڑھتے ان کی خوبصورتی اور درازی کا حال مت پوچھو پھر
چار رکعتیں پڑھتے ان کے حسن و طوالت کا حال نہ پوچھئے۔ پھر تین رکعت وتر پڑھتے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میری آنکھ سوتی ہے دل نہیں سوتا ہے۔

شرح: اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں سے ایک وصف یہ ہے کہ آپ
۳۳۴۱ — کی آنکھ سو جاتی تھی اور دل بیدار رہتا تھا۔ اس مقام میں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کا دل بیدار رہتا تھا تو لیلۃ التعریس میں آپ کی صبح کی نماز کیوں قضاء ہو گئی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ علامہ
کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا طلوع شمس کا تعلق آنکھ سے ہے دل سے نہیں کیونکہ یہ محسوس ہے معقول نہیں اور

دل سے محسوسات کا ادراک نہیں ہوتا ہے۔ مگر عصام رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو امور شرعیہ کے اجراء احکام کے لئے نسیان طاری ہوتا تھا لہذا لیلۃ التعلیس میں صبح کی نماز کا فوت ہونا نسیان کے باعث تھا جیسے بیداری کی حالت میں نسیان طاری ہونے سے نماز فوت ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نسیان کی حالت میں بھلا دیا تاکہ قضاء کا حکم جاری ہو۔ معلوم ہوا کہ لیلۃ التعلیس میں صبح کی نماز کے فوت ہونے میں حکمت یہ تھی کہ نماز کی قضاء کا حکم مشروع ہو۔ اور نسیان کا طاری ہونا اس کا سبب تھا۔ اس حدیث سے بعض لوگوں نے استدلال کیا کہ تراویح کی نماز صرف آٹھ رکعت ہیں۔ لیکن یہ استدلال درست نہیں کیونکہ یہ حدیث تہجد کی نماز پر محمول ہے۔ اس طائفہ کے سوا کسی اہل علم کا یہ مسلک نہیں۔ اس حدیث کے الفاظ سے یہی ظاہر ہے کہ آٹھ رکعتیں تہجد کی نماز ہے۔ کیونکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے تھے ان میں تین وتر شمار ہیں۔ یہ واضح ہے کہ غیر رمضان میں تراویح نہیں پڑھی جاتیں اگر اس حدیث سے استدلال صحیح ہو تو لازم آئے گا کہ غیر رمضان میں بھی نماز تراویح پڑھی جائے یہ کسی کا مذہب ہی نہیں۔ البتہ تراویح کی نماز کا ثبوت ”قیام شہر رمضان“ میں مذکور حدیث سے ہے جو ترمذی نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے۔ جب سات دن باقی رہ گئے تو آپ نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی حتیٰ کہ ایک تہائی رات گزر گئی پھر چھٹی رات کو آپ تشریف نہ لائے اور پانچویں رات کو ہمارے ساتھ نماز پڑھی حتیٰ کہ آدھی رات گزر گئی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر رات کی نماز اور زیادہ کرتے تو بہتر تھا۔ آپ نے فرمایا جو کوئی امام کے ساتھ نماز پڑھے حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہو جائے تو اس کے لئے ساری رات کا قیام لکھا جاتا ہے۔ پھر آپ نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی حتیٰ کہ رمضان کے صرف تین باقی رہ گئے تو آپ نے اپنے گھروالوں کو بلایا اور ہمارے ساتھ نماز پڑھتے رہے حتیٰ کہ ہمیں سحری فوت ہو جانے کا ڈر ہوا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (ترمذی) امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اکثر اہل علم کا مذہب یہ ہے کہ تراویح کی نماز بیس رکعتیں ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں مکہ مکرمہ میں لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھتے پایا ہے۔ البتہ مدینہ منورہ میں وتر سمیت اکتالیس رکعتیں پڑھتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان مبارک میں بیس رکعتیں پڑھتے تھے۔ گو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کے اسناد کو ضعیف کہا ہے۔ لیکن فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے۔ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بیہقی نے معرفت میں صحیح اسناد کے ساتھ سائب بن یزید سے روایت کی کہ ہم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعتیں اور وتر پڑھتے تھے۔ اس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے کسی صحابی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ نیز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بیس رکعت مقرر کرنا سماع پر محمول ہے۔ کیونکہ نبی علیہ السلام کے سوا کسی اور کو

۳۳۴۲ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ شَرِيكَ
ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُنَا عَنْ لَيْلَةِ
أُسْرَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ جَاءَ ثَلَاثَةٌ
نَفَرٌ قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ أُولَئِكَ

مقادیرِ زکوٰۃ اور تعدادِ رکعات کو معین کرنے کا حق نہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مذکور حدیث
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی راتوں میں بیس رکعتیں پڑھتے تھے۔ مذکور صحابہ کے عمل سے قوی
ہو گئی اور ضعف جاتا رہا۔ نیز ایک روایت میں ہے کہ تیسرے یا چوتھے روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف نہ
لائے اور فرمایا اگر اس بار آپ صحابہ کے ساتھ نماز پڑھتے تو ان پر یہ نماز فرض ہو جاتی۔ اگر ام المؤمنین عائشہ
رضی اللہ عنہا کی حدیث کو نماز تراویح پر محمول کیا جائے تو لازم آئے گا کہ تہجد کی نماز لوگوں پر فرض ہو کیونکہ اس
نماز پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشگی فرمائی ہے۔ اسی لئے ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ حضرت ابن
عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ ماہ رمضان کی
نماز کی طرف اشارہ ہے اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے تہجد کی نماز مراد ہے۔ چنانچہ وہ
فرماتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعتیں پڑھتے ان کے طول و قیام اور حسن سے مت پوچھو! تعجب تو یہ ہے
کہ جو لوگ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی حدیث سے آٹھ نماز تراویح ثابت کرتے ہیں اور تو ایک رکعت پڑھتے
ہیں۔ حالانکہ ام المؤمنین کی حدیث میں تین و تر واضح طور پر مذکور ہیں کیونکہ گیارہ رکعات سے جب آٹھ
رکعات تراویح ہوئیں تو لازماً باقی تین و تر ہیں۔ چنانچہ مسند امام ابو حنیفہ میں ام المؤمنین عائشہ سے روایت
ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین و تر پڑھتے تھے۔ ان میں سے پہلی رکعت میں سُبْحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى
دوسری رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور تیسری رکعت میں «قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ» پڑھا کرتے
تھے۔ معلوم ہوا کہ و تر کی نماز تین رکعت ہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ابی بن کعب سے یہ حدیث
ذکر کی ہے جس میں و تر کی تین رکعات اسی ترتیب سے مذکور ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر نے کہا کہ انس بن مالک نے

۳۳۴۲

ہم سے اس رات کا حال بیان کیا جس میں نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کو مسجد حرام سے سیر کرائی گئی آپ کے پاس وحی نازل ہونے سے پہلے تین شخص آئے جبکہ آپ مسجد حرام

اَيُّهُمْ هُوَ فَقَالَ اَوْسَطُهُمْ هُوَ خَيْرُهُمْ وَقَالَ اٰخِرُهُمْ خَيْرُهُمْ
فَكَانَتْ تِلْكَ فَلَمْ يَرَهُمْ حَتَّى جَاءُوا الْبَيْتَ اٰخَرَىٰ فَيَمَارِي قَلْبَهُ
وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَتْ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ وَكَذَلِكَ الْاَنْبِيَاءُ
تَنَامُ اَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوبُهُمْ فَيَقُولُ جِبْرِيلُ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ اِلَى
السَّمَاءِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

میں سو رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا: وہ کون شخص ہیں۔ دوسرے نے کہا جو درمیان میں ہیں وہی سب
لوگوں سے بہتر اور افضل ہیں۔ تیسرے نے کہا جو ان سب میں بہتر ہے اسی کو لو۔ صرف یہی گفتگو ہوئی پھر ان
کو نہ دیکھا گیا (غائب ہو گئے) حتیٰ کہ پھر دوسری رات کو آئے اس حالت میں کہ آپ کا قلب شریف بیدار
تھا کیونکہ آپ کی آنکھیں سو جاتی تھیں۔ دل نہیں سوتا تھا تمام انبیاء کرام کا یہی حال ہے کہ ان کی آنکھیں
سوتی ہیں۔ دل نہیں سوتے پھر جبرائیل علیہ السلام آپ کا ساتھی بنا اور آپ کو لے کر آسمان کی طرف چڑھ گئے۔

شرح: علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا آنے والے تین شخص فرشتے تھے جو کچھ مجھے

۳۳۴۲

معلوم ہے وہ یہ ہے تین فرشتے جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل علیہ السلام

آئے تھے۔ کیونکہ میں نے کئی کتابوں میں دیکھا ہے جن میں معراج کا ذکر ہے کہ وہی تینوں براق لے کر آپ کے پاس
آئے تھے، البتہ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے کہ مجھے ان کے ناموں کی تحقیقی روایت نہیں ملی۔

قوله فَقَالَ اَوَّلُهُمْ اَيُّهُمْ یعنی ان میں سے ایک نے کہا ان میں سے وہ کون ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ آپ دو شخصوں یا زیادہ لوگوں میں سو رہے تھے۔ بعض علماء نے کہا آپ اپنے چچا حمزہ اور جعفر بن ابی
طالب کے درمیان سو رہے تھے۔ پھر بیدار ہو کر ان کے ساتھ آسمانوں کی طرف چڑھ گئے۔ لہذا یہ واقعہ
بیداری کا ہے جیسا کہ روایات سے ثابت ہے۔ اس مقام میں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کو معراج اظہار نبوت کے بعد ہوئی ہے۔ تو شریک نے کیوں کہا کہ وحی نازل ہونے سے پہلے فرشتے
آپ کو لے کر آسمان کی طرف چڑھ گئے۔ دراصل شریک سے غلطی ہوئی ہے اور ان الفاظ میں کوئی راوی ان
کے موافق نہیں اور نہ ہی وہ حافظ حدیث ہیں۔ وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کرنے میں منفر ہیں
دوسرے کسی حافظ حدیث نے یہ روایت ذکر نہیں کی۔ اگر یہ روایت صحیح ہو تو حدیث کا معنی یہ ہے
کہ پہلی رات فرشتے غائب ہو گئے۔ اس کے بعد متصل دوسری رات کو نہیں آئے بلکہ دو سال بعد

بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْإِسْلَامِ

۳۳۴۳ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ ثَنَا سَلَمُ بْنُ زُرَيْرٍ قَالَ
 سَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ ثَنَا عُمَرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسِيرٍ فَأَدْلَجُوا لَيْلَهُمْ حَتَّى إِذَا كَانَ فِي وَجْهِ
 الصُّبْحِ عَرَّسُوا فغلبتهم أعينهم حَتَّى ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ فَكَانَ
 أَوَّلَ مَنْ اسْتَيْقَظَ مِنْ مَنَامِهِ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ لَا يُوقِظُ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَنَامٍ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ فَاسْتَيْقَظَ عُمَرُ فَقَعَدَ
 أَبُو بَكْرٍ عِنْدَ رَأْسِهِ فَجَعَلَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ حَتَّى اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَزَلَّ وَصَلَّى بِنَا الْغَدَاةَ فَأَعْتَزَلَ رَجُلٌ
 مِنَ الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّ مَعَنَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا فُلَانُ مَا مَنَعَكَ

آئے کیونکہ ہجرت سے تین سال قبل آپ کو معراج کرائی گئی تھی۔ بعض علماء کچھ اور بیان کرتے ہیں (قطبانی)

بَابُ إِسْلَامٍ فِي عَلَامَاتِ نُبُوَّةٍ

۳۳۴۳ توجہ: عمران بن حصین نے بیان کیا کہ لوگ ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ وہ رات بھر چلتے رہے۔ حتیٰ کہ جب صبح
 ہونے کو تھی تو آرام کرنے ٹھہرے تو ان کی آنکھوں نے ان پر غلبہ کر لیا حتیٰ کہ سوج بُلند ہو گیا۔ سب سے
 پہلے نیند سے بیدار ہونے والے حضرت ابوبکر صدیق تھے رضی اللہ عنہ، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کو نیند سے بیدار نہیں کیا جاتا تھا حتیٰ کہ آپ خود بیدار ہوا کرتے تھے۔ پھر عمر فاروق بیدار ہوئے اور ابوبکر
 صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے پاس بیٹھ گئے اور بلند آواز سے تکبیر کہنا شروع

أَنْ تُصَلِّيَ مَعَنَا قَالَ أَصَابَتْهُ جَنَابَةٌ فَأَمَرَهُ أَنْ يَتِمَّ بِالضَعِيدِ
 ثُمَّ صَلَّى وَجَعَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رُكُوبِ بَيْنَ يَدَيْهِ
 وَقَدْ عَطِشْنَا عَطَشًا شَدِيدًا فَبَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيرُ إِذَا نَحْنُ بِامْرَأَةٍ
 سَادِلَةٍ رَجُلَيْهَا بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ فَقُلْنَا لَهَا أَيْنَ الْمَاءُ فَقَالَتْ إِنَّهُ لَا مَاءَ
 قُلْنَا كَمْ بَيْنَ أَهْلِكَ وَبَيْنَ الْمَاءِ قَالَتْ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ فَقُلْنَا انْطَلِقِي
 إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ وَمَا رَسُولُ اللَّهِ فَلَمْ
 نَمْلِكْهَا مِنْ أَمْرِهَا حَتَّى اسْتَقْبَلْنَا بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَحَدَّثَتْهُ بِمِثْلِ الَّذِي حَدَّثْنَا غَيْرَ أَنَّهُا حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا مُؤْتَمَةٌ فَأَمَرَ
 بِمَزَادَتَيْهَا فَمَسَحَ فِي الْعِزْلَاوَيْنِ فَشَرِبْنَا عِطَاشًا أَرْبَعُونَ رَجُلًا حَتَّى

کی حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے۔ آپ (ایک مقام میں اترے اور ہمیں صبح کی نماز نہ پڑھائی۔ جب
 نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: اے فلاں! ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے تجھے کس نے منع کیا ہے
 اُس نے عرض کیا مجھے جنابت لاحق ہو گئی ہے (غسل کی حاجت ہو گئی ہے) آپ نے اسے پاک مٹی سے تیمم کرنے کا
 حکم دیا پھر اُس نے نماز پڑھی۔ اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند سواروں میں آگے بھیج دیا۔ ہم بہت
 پیاسے تھے۔ ایک دفعہ ہم چل رہے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عورت دو بڑی مشکوں کے درمیان اپنے پاؤں
 لٹکائے ہوئے ہے۔ ہم نے اسے کہا پانی کہاں ہے اس نے کہا پانی نہیں ہے۔ ہم نے اسے کہا تیرے گھر اور
 پانی کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔ اُس نے کہا ایک دن اور ایک رات کا سفر ہے۔ ہم نے کہا جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو! اُس نے کہا کون رسول اللہ ہے ہم نے اسے نہ چھوڑا حتیٰ کہ اسے نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ اُس نے آپ سے وہی گفتگو کی جو ہم سے کی تھی۔ اس کے علاوہ اس نے یہ بیان
 دیا کہ وہ شتم بچوں کی ماں ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں مشکوں کو کھولنے کا حکم دیا۔
 اور ان کے دمانہ پر ہاتھ پھیرا۔ ہم نے پانی پیا جبکہ ہم چالیس آدمی پیاسے تھے حتیٰ کہ ہم سیر ہو گئے اور ہم نے
 اپنے مشکیزوں اور برتنوں کو جو ہمارے ساتھ تھے بھر لیا۔ لیکن ہم نے اونٹوں کو پانی نہ پلایا اور وہ مشک

رَوْنًا فَمَلَأْنَا كُلَّ قَرْيَةٍ مَعْنًا وَادَاوَةَ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ لَسُقْ بَعِيرًا وَهِيَ
تَكَادُ تَنْصُصُ مِنَ الْمَلَأُ ثُمَّ قَالَ هَاتُوا مَا عِنْدَكُمْ فَجَمَعُوا لَهُمَا مِنَ الْكِسْرِ
وَالْتَمَرِ حَتَّى أَتَتْ أَهْلَهَا فَقَالَتْ لَقِيتُ أَسْحَرَ النَّاسِ أَوْ هُوَ نَبِيٌّ
كَمَا زَعَمُوا فَهَدَى اللَّهُ ذَلِكَ الصِّرَ مَيْتَكَ الْمَرَاةَ فَأَسْلَمَتْ
وَأَسْلَمُوا

پانی بھرنے کی وجہ سے پھٹنے کے قریب ہو گئی۔ پھر آپ نے فرمایا جو کچھ تمہارے پاس ہے لے
آؤ اس کے لئے روٹی کے ٹکڑے اور کھجوریں اکٹھی کی گئیں حتیٰ کہ وہ عورت اپنے اہل کے پاس پہنچی تو
کہنے لگی میں نے لوگوں میں ایک بہت بڑا جادوگر دیکھا ہے یا وہ نبی ہیں جیسے لوگ کہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ
نے اس عورت کے باعث اس گاؤں کے رہنے والوں کو ہدایت دی اور وہ عورت اور سب لوگ
مسلمان ہو گئے!

۳۳۴۳ — شرح : اس باب میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ذکر
ہے جو آپ کی نبوت پر دلالت کرتے ہیں۔ اس حدیث میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف آواز
بلند کرنے کی نسبت ہے حالانکہ کتاب الیتیم میں حدیث ۳۲۹ میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
وہی مرد تھے تو انھوں نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا تھا حالانکہ یہ واقعہ ایک ہی ہے۔ لیکن ان میں تضاد
نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ دونوں حضرات نے کہا ہو۔ مزید تفصیل حدیث ۳۲۹ کی شرح میں مذکور
ہے۔ لغات حدیث، "فاد لجو"، اول لاج سے ہے۔ اول رات کی سیر۔ اور آخر رات کی سیر کو اول لاج
کہا جاتا ہے۔ "عز سوا"، تعریس سے ہے۔ اس کا معنی آخر رات کو آرام کے لئے بٹھانا ہے۔ "رکوب"، راکب
کی جمع ہے۔ اس کا معنی سوار ہے۔ "سادلہ"، پاؤں لٹکانے ہوئی۔ "مزادین"، مزادۃ، کا تشبیہ ہے۔
دو بڑی مشکیں۔ "مؤتمتہ"، جس کی اولاد یتیم ہو۔ "عز لاوین"، عزلاء، کا تشبیہ ہے۔ مشک کا پھلا منہ۔
تنصص، بھٹ پڑے اور پانی نکلنے لگے۔ "مزم"، پانی کے تالاب کے پاس چند گھروں کا اجتماع، علامہ خطابی
رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکوں کے برتن پاک ہیں اور ضرورت کے وقت
کسی کا مملوک پانی استعمال کرنا جائز ہے جبکہ اس کا کچھ معاوضہ دیا جائے۔ اس میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
کا عظیم معجزہ ہے کہ قلیل پانی سے چالیس آدمی سیراب ہو گئے اور انھوں نے اپنے برتن بھی پانی سے بھر لئے۔

۳۳۴۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ
عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَمَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَانَاءَ وَهُوَ
بِالزُّورَاءِ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَجَعَلَ يَنْبَعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَوَضَّأَ
الْقَوْمَ قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِأَنَسٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَلَاثًا أَوْ رَهَاءَ ثَلَاثًا
۳۳۴۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ
ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتْ صَلَوةُ الْعَصْرِ فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوءَ
فَلَمْ يَجِدُوهُ فَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَوْضُوءٍ فَوَضَعَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ الْإِنَاءِ يَدَهُ فَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَتَوَضَّؤُوا
مِنْهُ فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبَعُ مِنْ تَحْتِ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَوَضَّأَ النَّاسُ حَتَّى
تَوَضَّؤُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ

۳۳۴۴

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس ایک برتن لایا گیا جبکہ آپ مقام زوراء میں تشریف فرما
تھے۔ آپ نے اپنا دست اقدس برتن میں رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں سے پانی نکلنے لگا جس سے سب لوگوں
نے وضوء کر لیا۔ قتادہ نے کہا میں نے انس سے کہا تم کتنے لوگ تھے انھوں نے کہا ہم تین سو یا اس کے
لگ بھگ تھے۔

۳۳۴۵

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں
نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
جبکہ عصر کی نماز کا وقت قریب آ گیا تھا پانی تلاش کیا گیا مگر لوگوں نے کہیں بھی پانی نہ پایا تو جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھوڑا سا پانی پیش کیا گیا۔ آپ نے اس برتن میں اپنا دست اقدس رکھ دیا اور
لوگوں کو حکم دیا کہ اس پانی سے وضوء کریں۔ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے نیچے سے پھوٹ رہا

۳۳۴۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ ثَنَا حَزْمٌ قَالَ
 سَمِعْتُ الْحَسَنَ ثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ خَوَارِجِهِ وَمَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَأَنْطَلَقُوا
 لَيَسُرُّونَ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلَمْ يَحْدُوا مَاءً يَتَوَضَّؤْنَ
 فَأَنْطَلَقَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَنَجَّاهُ بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ لَيَسِيرُ فَآخَذَهُ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَدَّ أَصَابِعَهُ الْأَرْبَعَةَ عَلَى
 الْقَدَحِ ثُمَّ قَالَ قَوْمُوا تَوَضَّؤْا فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ حَتَّى بَلَغُوا فِيمَا
 يُرِيدُونَ مِنَ الْوُضُوءِ وَكَانُوا سَبْعِينَ أَوْ ثَمَانِينَ

۳۳۴۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَنِيرٍ سَمِعَ يَزِيدَ ابْنَ
 حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيبَ
 الدَّارِ مِنَ الْمَسْجِدِ يَتَوَضَّأُ وَيَقِي قَوْمًا فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ بِمَخْضَبٍ مِنْ حِجَارَةٍ فِيهِ مَاءٌ فَوَضَعَهَا فِيهِ فَصَغُرَ الْمَخْضَبُ
 فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ جَمِيعًا قُلْتُ كَمْ كَانُوا قَالَ ثَمَانُونَ رَجُلًا

تھا۔ لوگوں نے وضو کرنا شروع کیا حتیٰ کہ سب نے وضو کر لیا۔

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم بعض سفروں میں باہر نکلے حالانکہ آپ کے ساتھ

۳۳۴۶ —

صحابہ کرام تھے وہ چلتے رہے۔ حتیٰ کہ نماز کا وقت آگیا تو انہیں پانی نہ ملا جس سے وہ وضو کریں۔ لوگوں
 میں سے ایک شخص گیا اور ایک پیالہ لے آیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا
 اور وضو فرمایا۔ پھر پیالہ پر اپنی انگلیاں رکھ دیں اور لوگوں سے فرمایا اٹھو اور وضو کرو۔ پس سب

۳۳۴۸ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثنا عبد العزيز بن مسلم ثنا حصين عن سالم بن أبي الجعد عن جابر بن

لوگوں نے وضوء کر لیا حتیٰ کہ انہوں نے پانی سے اپنا ہر مقصد پورا کر لیا اور وہ ستر یا اس کے لگ بھگ تھے
ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نماز کا وقت ہو گیا تو جس
کا گھر مسجد کے قریب تھا وہ اپنے گھر وضوء کرنے چلا گیا۔ کچھ
لوگ باقی رہ گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پتھر کا برتن لایا گیا جس میں پانی تھا۔ آپ نے کف دست
اس میں رکھ دی۔ برتن چھوٹا تھا اس میں انگلیاں پھیل نہ سکتی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیاں ملا لیں
اور ان کو برتن میں رکھا پھر تمام لوگوں نے وضوء کر لیا میں نے (انس سے) کہا وہ لوگ کتنے تھے فرمایا
اسی (۸۰) مرد تھے۔

۳۳۴۹ شرح : تھوڑے پانی کے اضافہ میں حضرت انس
رضی اللہ عنہ سے یہ چار احادیث ذکر کی

گئی ہیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی نکلتا تھا۔ علامہ عینی اور کرمانی
رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا۔ یہ پانی یا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں ہی سے نکل رہا تھا۔ یا بذات خود
پانی زیادہ ہو رہا تھا اور انگلیوں سے جوش مار کر بہہ رہا تھا یہ بہت بڑا معجزہ ہے۔ گو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے پتھر پر لاٹھی مار کر اس سے پانی جاری کیا تھا لیکن پتھروں سے طبعاً پانی نکلتا رہتا ہے اُن سے
چستے پھوٹتے رہتے ہیں ہاتھ کی انگلیوں سے پانی بہہ نکلنا عجیب تر ہے۔ اس لئے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے اس معجزہ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام

قولہ وَزُورَ آوَا الخ جملہ حالیہ ہے۔ یہ مدینہ منورہ کے بازار میں ایک جگہ ہے۔ حافظ ابو نعیم نے شریک بن ابی
نمر کے ذریعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت انس نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے
گھر سے پانی لا کر حضور کی خدمت میں پیش کیا تھا اور لوگوں کا پانی سے فارغ ہونے کے بعد وہ پانی سیدہ ام سلمہ
کو واپس کر دیا گیا تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ چار احادیث بیان
کی ہیں۔ پہلی حدیث قتادہ سے دوسری اسحاق سے تیسری حسن سے اور چوتھی حمید کے طریق سے مذکور ہیں
ان کے متن اور تعین مکان میں واضح مغایرت ہے اور وضوء کرنے والوں کی تعداد بھی مختلف ہے۔ اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک واقعہ نہیں بلکہ متعدد واقعات ہیں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ قرطبی نے ذکر کیا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے

۳۳۴۸ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ
 مُسْلِمٍ ثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
 قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحَدِيدِيَّةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيْن
 يَدَيْهِ رُكُوءٌ فَتَوَضَّأَ لِحُمْشِ النَّاسِ مَخُوءَةً قَالَ مَا لَكُمْ قَالُوا لَيْسَ
 عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ وَلَا نَشْرَبُ إِلَّا مَا بَيْنَ يَدَيْكَ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي
 الرُّكُوءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَتَوَرَّبُ مِنْ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ فَشَرَبْنَا وَ
 فَتَوَضَّأْنَا قُلْتُ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةً أَلْفٍ لَكُنَّا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ
 مِائَةً ۳۳۴۹ — حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا إِسْرَائِيلُ
 عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنْ الْبَرَاءِ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحَدِيدِيَّةِ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً
 وَالْحَدِيدِيَّةُ بَرْقَنْزَحْنَاهَا حَتَّى لَمْ نَتْرُكْ فِيهَا قِطْرَةً فَجَلَسَ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَفِيرِ الْبَرْقَنْزَحِ بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَهَجَرَ فِي
 الْبَرْقَنْزَحِ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ اسْتَقَيْنَا حَتَّى رَوَيْنَا وَرَوَتْ أَوْصَدَتْ
 رُكَايُنَا

پانی نکلنا کئی مواضع میں ظہور پذیر ہوا ہے۔ اور بہت مقامات میں ایسا پایا گیا ہے۔ کئی طریقوں اور مختلف
 اسانید سے یہ احادیث مروی ہیں جو حتمی طور پر یقینی علم پر دلالت کرتی ہیں۔ یہ اگرچہ اخبار احاد ہیں لیکن
 معنی کے اعتبار سے متواتر ہیں۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی نبی سے ایسا معجزہ نہیں دیکھا گیا
 کہ کسی نبی کی ہڈیوں، پٹھوں اور گوشت پوست سے پانی جوش مار کر نکلا ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حدیبیہ کے دن
 لوگ پیاسے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک چھال
 تھی جس سے آپ نے وضوء کیا جب آپ وضوء کر چکے تو لوگ گھبرائے آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا
 تمہارا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا ہمارے پاس پانی نہیں جس سے ہم وضوء کریں اور نہ ہی پینے کے پانی

۳۳۵۔ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ
إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ
قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لَأُمِّ سَلِيمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيفًا أَعْرَفَ فِيهِ الْجُوعَ فَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ
فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ ثُمَّ أَخْرَجَتْ خَمَارًا لَهَا فَلَقَّتِ الْخُبْرَ
بِبَعْضِهِ ثُمَّ دَسَتْهُ تَحْتَ يَدِي وَلَا تَشْنِي بِبَعْضِهِ ثُمَّ أُرْسَلْتَنِي إِلَى

پانی ہے صرف وہی پانی ہے جو آپ کے سامنے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھاگل پر دستِ اقدس رکھ
دیا تو آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشموں کی طرح پانی جوش مارنے لگا۔ ہم سب نے وہ پیا اور وضوء
بھی کیا۔ میں نے جابر سے کہا تم کتنے لوگ تھے۔ جابر نے کہا اگر ہم ایک لاکھ ہوتے تو ہمیں کافی تھا لیکن ہم
صرف پندرہ سو تھے۔

۳۳۶۹ — ترجمہ : حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا حدیبیہ کے دن ہم ایک سو چودہ افراد
تھے۔ حدیبیہ ایک کنواں ہے ہم نے اس کا سارا پانی نکال لیا اور اس
میں ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کنوئیں کے کنارے بیٹھ گئے اور پانی کے لئے دعاء فرمائی اور
کنوئیں میں پانی کی کھلی ڈال دی۔ ہم تھوڑا سا ہی مٹھرے ہوں گے کہ کنواں پانی سے بھر گیا ہم نے پانی پیا،
حتیٰ کہ ہم سیراب ہو گئے اور ہمارے مال مویشی بھی تمام سیراب ہو گئے۔

۳۳۶۸ — ۳۳۶۹ — شرح : یوم حدیبیہ سے مراد غزوہ حدیبیہ ہے جو
بلا خوف چھ ہجری کے ذی القعدہ میں پیش آیا تھا۔ حدیبیہ ایک مقام ہے جو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جہت
میں ایک مرحلہ پر واقع ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیبیہ کا یہ نام اس لئے ہے کہ وہاں کبڑا درخت
تھا۔ محمد بن اسحاق صاحب المغازی نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذی القعدہ میں عمرہ کرنے نکلے۔
لڑائی کرنا آپ کا مقصد نہ تھا۔ جبکہ مہاجرین، انصار اور دیگر عرب کے لوگ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ کے
پاس ستر اونٹ تھے جو حرم میں نحر کرنے کے لئے ہمراہ لے گئے تھے۔ اس وقت صحابہ کی کل تعداد ایک ہزار پانچ سو
تھی۔ جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے واضح ہے۔ البتہ براء بن عازب کی حدیث میں چودہ سو کا ذکر
ہے۔ لیکن اس میں تضاد نہیں کیونکہ ایک عدد دوسرے عدد کی نفی نہیں کرتا۔ قولہ فنجش الناس "لوگوں نے پانی لینے

میں جلدی کی۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ”جہش سے ہے۔ یہ اس وقت کہا جاتا ہے جبکہ انسان گھبرا کر کسی طرف جائے اور رونے کی تیاری کرے جیسے بچہ گھبرا کر اپنی ماں کی طرف جاتا ہے اور رونے کی تیاری کرتا ہے۔ قولہ اَرْبَعُ عَشْرَةَ يَا قَا“ قیاس تو یہ ہے کہ اَلْفُ وَاْبَع مائے، کہا جاتا لیکن کبھی بات کا اعتبار کر لیا جاتا ہے۔ اور اَلْف“ کے بغیر ذکر کیا جاتا ہے۔ یہی حال جابر کی روایت کا ہے جس میں تَحْسِبَانْتِ“ مذکور ہے۔ قولہ رُوِيَتْ“ سیراب ہو گئے۔ قولہ اَوْصَدَرَتْ“ اونٹ لوٹ آئے“

ترجمہ : اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ انھوں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابو طلحہ نے اُمّ سلیم سے کہا میں نے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کمزور پایا ہے۔ میں آپ میں بھوک محسوس کرتا ہوں۔ کیا تمہارے پاس کچھ ہے امّ سلیم نے کہا ہاں اور بھوک کی چند روٹیاں نکالیں۔ پھر اپنا دوپٹہ لیا اس کے ایک حصہ میں ان کو لپیٹا اور چھپا کر میرے ہاتھ میں دے دیں اور دوپٹہ کا کچھ حصہ مجھے اوڑھ لیا۔ پھر مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ انس نے کہا میں وہ لے کر گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں مسجد شریف میں پایا آپ کے ساتھ اور لوگ بھی تھے۔ میں ان کے پاس کھڑا ہو گیا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے ابو طلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا کھانا دے کر بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ والے لوگوں سے فرمایا سب اٹھو اور آپ چل پڑے۔ میں اُن کے آگے آگے چلا حتیٰ کہ میں ابو طلحہ کے پاس آیا اور اُن سے واقعہ بیان کیا۔ ابو طلحہ نے کہا اے اُمّ سلیم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سمیت تشریف لارہے ہیں اور ہمارے پاس کوئی شئی بھی نہیں جو ہم انہیں کھلا سکیں۔ اُمّ سلیم نے کہا اور اس کا رسول جانیں۔ ابو طلحہ چلے حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ابو طلحہ آپ کے ساتھ تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اُمّ سلیم جو کچھ تمہارے پاس ہے لاؤ! امّ سلیم روٹیاں لے کر آئیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کے ٹکڑے بنا دیئے جائیں چنانچہ ٹکڑے بنا دیئے گئے۔ اور اُمّ سلیم نے گھی کے برتن کو نچوڑا اور اس کو سالن بنا لیا۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ پڑھا جو کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا (برکت کی دعاء کی) پھر فرمایا دس آدمیوں کو بلاؤ چنانچہ انھیں بلا کر کھانے کی اجازت دی تو انھوں نے پیٹ بھر کر کھایا۔ پھر وہ باہر چلے گئے۔ پھر فرمایا اور دس آدمیوں کو بلاؤ پس انہیں بلا لیا اور کھانے کی اجازت دی گئی تو انھوں نے پیٹ بھر کر کھایا۔ پھر وہ چلے گئے پھر فرمایا اور دس آدمیوں کو بلاؤ۔ پس انھیں بلا لیا اور کھانے کی اجازت دی گئی تو انھوں نے پیٹ بھر کر کھایا پھر فرمایا اور دس آدمیوں کو بلاؤ تو سب لوگوں نے کھایا اور پیٹ بھر کر کھایا حالانکہ وہ سترا اسی مرد تھے۔

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پر عمل کرنا جائز ہے۔ کیونکہ حضرت ابو طلحہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَاهِبْتُ بِهِ فَوَحَدْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَ النَّاسِ فَقُمْتُ
عِنْدَهُمْ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ
فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِمَنْ مَعَهُ قَوْمُوا فَأَنْطَلِقُوا وَأَنْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتَّى جِئْتُ
أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ يَا أُمِّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نَطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ
أَلَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَأَنْطَلَقْتُ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو طَلْحَةَ
مَعَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لِي يَا أُمِّ سُلَيْمٍ مَا
عِنْدَكَ فَأَتَيْتُ بِذَلِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَلَّمَ فَفَتَتْ وَعَصَرَتْ أُمِّ سُلَيْمٍ عِلَّةً فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ ثُمَّ قَالَ أَذِنَ
لِعَشْرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ

چہرہ انور پر ناتوانی اور ضعف کے اثرات دیکھے تھے۔ اس لئے حتی الوسع آپ کے لئے کھانے کا اہتمام کیا۔
ابو یعلیٰ نے حضرت انس سے روایت کی کہ ابو طلحہ کو خبر پہنچی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
کھانا نہیں تو انہوں نے مزدوری کر کے چار پانچ سیر جو حاصل کئے اور وہ گھر لے کر آئے مسلم نے انس سے
روایت کی کہ ابو طلحہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھوک کے باعث بقرار پایا مسلم کی دوسری
روایت میں ہے کہ حضرت انس نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ

اُذِّنْ لِعَشْرَةِ فَاذِنْ لَهُمْ فَاكْلُوا حَتَّىٰ شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ
 قَالَ اُذِّنْ لِعَشْرَةِ فَاذِنْ لَهُمْ فَاكْلُوا حَتَّىٰ شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا
 ثُمَّ قَالَ اُذِّنْ لِعَشْرَةِ فَاكْلُ الْقَوْمِ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ
 اَوْ ثَمَانُونَ رَجُلًا

صحابہ کو حدیثیں سنارہے تھے اور پیٹ شریف پر کپڑا باندھا ہوا تھا۔ میں نے استفسار کیا تو معلوم ہوا کہ بھوک کے باعث پیٹ پر کپڑا باندھا ہے۔ میں ابو طلحہ کے پاس گیا اور واقعہ بیان کیا تو انھوں نے کھانے کا انتظام کیا۔ حافظ ابو نعیم نے محمد بن کعب کے طریق سے حضرت انس سے روایت کی کہ ابو طلحہ ام سلیم کے پاس گئے اور کہنے لگے کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی شئی ہے۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا جبکہ آپ اصحاب صفہ کو سورۃ نساء پڑھا رہے تھے۔ حالانکہ بھوک کے باعث آپ نے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا۔ بخاری کی اس حدیث میں ہے کہ ام سلیم نے چند روٹیاں نکالیں اور امام احمد نے ابن سیرین کے طریق سے انس سے روایت کی کہ انس نے کہا میں ام سلیم کے پاس ادھا سیر خجولایا تو انھوں نے ان کو پیسا اور مسلم نے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ کے واسطے سے انس سے روایت کی کہ ابو طلحہ دو سیر خجولائے اور ان سے کھانا تیار کیا لیکن ان روایات کے اختلاف میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ متعدد بار واقعہ ہوا ہو۔ یا بعض راویوں کو یاد رہا اور بعض کو یاد نہ رہا۔ اور یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ دراصل جو ایک صاع (۱۶۴ سیر) تھے تو ام سلیم نے کچھ بچوں کے لئے رکھ لئے اور بعض سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے طعام تیار کیا (یعنی فتح الباری) قولہ علیہ السلام یٰمَنْ مَعَهُ قَوْمُوا، یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ والے لوگوں سے فرمایا اٹھو، ابو طلحہ کے گھر چلیں، بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خیال فرمایا ہوگا کہ ابو طلحہ آپ کو گھر تشریف لانے کی دعوت دے رہے ہیں۔ اسی لئے صحابہ سے فرمایا اٹھو طلحہ کے گھر چلیں اور پہلے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو طلحہ اور ام سلیم نے انس کو کھانا دے کر بھیجا تھا۔ اس میں اتفاق کی یہ صورت ہے کہ ابو طلحہ اور ام سلیم نے انس کو کھانا دے کر بھیجا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے لے کر تناول فرمائیں گے۔ لیکن جب انس وہاں پہنچے تو صحابہ کا ہجوم دیکھ کر شرمائے اور یہ خیال کر لیا کہ وہ صرف سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر گھر چلے جاتے ہیں اور آپ گھر جا کر کھانا تناول فرمائیں گے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ حضرت انس سے یہ کہا گیا ہو کہ اگر لوگ زیادہ ہوں تو صرف آپ ہی کو بلا لائے کیونکہ سب کے لئے کھانا کافی ہونا مشکل ہے۔ حالانکہ وہ یہ جانتے تھے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تنہا کھانا نہیں کھائیں گے دیگر روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ میں

ابو طلحہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی تھی۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو ساتھ لے کر ابو طلحہ کے گھر تشریف لے گئے تھے۔ چنانچہ کتاب الاطعمہ میں اُن سے روایت ہے کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا میں آیا جبکہ آپ صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے تو میں نے آپ کو کھانے کی دعوت دی۔ اور امام احمد نے روایت کی کہ انس نے کہا مجھے ام سلیم نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور عرض کرو کہ حضور آپ ناشتہ ہمارے ہاں فرمائیں اور محمد بن کعب کی روایت ہے کہ ابو طلحہ نے انس سے کہا اے بیٹا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ اور آپ تنہا کو کھانے کی دعوت دو۔ آپ کے ساتھ دوسروں کو بلا کر مجھے رسوا نہ کرنا۔ الحاصل حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی تو آپ نے صحابہ سے فرمایا اٹھو ابو طلحہ نے ہماری دعوت کی ہے۔ جب ابو طلحہ کے گھر کی طرف آ رہے تھے تو ابو طلحہ نے آپ کا استقبال کرتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے تو صرف آپ کے لئے مختصر کھانا تیار کیا ہے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی میں اللہ تعالیٰ برکت کرے گا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلیم سے فرمایا جو کچھ پکایا ہے میرے پاس لے آؤ۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کیا کچھ بھی ہے تو ابو طلحہ نے کہا جی ہاں اور گھی کا برتن اٹھا لائے پھر وہ چوڑا گیا تو تھوڑا سا نکلا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی سے گھی کو مس کیا پھر روٹی پر ہاتھ پھیرا تو وہ بڑی ہو گئی اور فرمایا بسم اللہ، آپ اسی طرح کرتے رہے اور کھانا زیادہ ہوتا گیا حتیٰ کہ بہت بڑا برتن روٹیوں سے بھر گیا۔ سعد بن سعید کی روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے پر ہاتھ پھیر کر برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا اے اللہ اس میں برکت زیادہ کر دے۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کھانا تناول کیا اور ستر اسی کی تعداد میں سب نے پیٹ بھر کر کھایا اور آخر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور گھر والوں نے تناول کیا۔ پھر بھی کھانا کافی بچ گیا۔ جو مہسایوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

ایک روایت میں ہے جو کھانا بچ گیا تھا اس کو ایک جگہ اکٹھا کر کے پھر اس پر برکت کی دعا فرمائی تو وہ اتنا ہی ہو گیا جتنا کہ پہلے تھا (فتح الباری، معنی، قسطلانی باختصار)
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر اس پر برکت کی دعا کرنا جائز ہے۔
چنانچہ امام ترمذی نے بھی ذکر کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ طعام دے وہ اس پر دعا کرے۔ اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا سنون طریقہ ہے۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۳۳۵۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ
ثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْآيَاتِ بَرَكَهَ وَأَنْتُمْ تَعُدُّونَهَا تَخَوُّفًا كُنَّا مَعَ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقُلَّ الْمَاءُ فَقَالَ اطْلُبُوا فَضْلَةً
مِنْ مَاءٍ فَجَاءُوا بِأَنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ قَلِيلٌ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ
قَالَ حَتَّى عَلَى الظُّهُورِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَهَ مِنَ اللَّهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ
يَنْبَعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كُنَّا
نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُوَكِّلُ

۳۳۵۱ — ترجمہ : علقمہ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انھوں نے
کہا ہم معجزات کو برکت شمار کرتے تھے اور تم ان کو باعث خوف
شمار کرتے ہو۔ ایک سفر میں ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ پانی کم ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا زائد پانی تلاش کر کے لاؤ ! وہ ایک برتن لے کر آئے جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ نے اس میں دست
افس ڈالا اور فرمایا پاک کرنے والے بابرکت پانی کی طرف آؤ اور برکت اللہ کی طرف سے ہے۔ میں نے پانی
کو دیکھا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا تھا اور ہم کھانے کی تسبیح
سنا کرتے تھے حالانکہ اسے کھایا جاتا تھا۔

۳۳۵۱ — شرح : حقیقات یہ ہے کہ بعض معجزات برکت کا سبب ہوتے ہیں جیسے
تھوڑے سے کھانے سے کثیر لوگ سیر ہو جاتے تھے اور قلیل ترین
پانی ہزار ہا لوگوں کے لئے کافی ہو جاتا تھا۔ اور بعض معجزات باعث خوف و ہراس ہوتے ہیں۔ جیسے پہلی
امتوں میں لوگ زمین میں دھنسا دیئے جاتے تھے۔ اور سورج اور چاند کو گرہن لگ جاتا ہے۔ اسی لئے حضرت
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لوگوں کا رد کرتے اور فرماتے تھے کہ سارے معجزات خوف اور ڈر کا سبب نہیں ہوتے
ہیں۔ آیات کا معنی وہ امور ہیں جو خلافِ عادت ہوں۔ انہیں معجزات کہا جاتا ہے۔ محدث ابو نعیم نے دلائل
میں ذکر کیا کہ اس حدیث میں مذکور سفر غزوہ حدیبیہ کا سفر تھا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۳۳۵۲ — حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ ثَنَا زَكْرِيَاءُ ثَنَا عَامِرُ ثَنَا
 جَابِرُ ابْنِ أَبِي تَوَيْفٍ وَعَلِيٌّ دِينَ فَاثِتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَقُلْتُ إِنَّ أَدَا تَرَكَ عَلَيْهِ دِينًا وَلَيْسَ عِنْدِي إِلَّا مَا يُخْرِجُ نَحْلَهُ
 وَلَا يُبَلِّغُ مَا يُخْرِجُ سِنِينَ مَا عَلَيْهِ فَاَنْطَلِقُ مَعِيَ لَكِي لَا يَفْعَشُ عَلَى
 الْغُرْمَاءِ فَمَشَى حَوْلَ بَيْدَرٍ مِنْ بِيَادِرِ التَّمْرِ فَدَعَا ثَمَّ اخْرَجْتُمُ
 جَلَسَ عَلَيْهِ فَقَالَ انْزِعُوهُ فَأَوْفَاهُمُ الَّذِي لَهُمْ وَبَقِيَ مِثْلُ مَا
 أُعْطَاهُمْ ۳۳۵۳ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا مُعْتَمِرُ
 عَنْ أَبِيهِ ثَنَا أَبُو عَثْمَانَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرَانَ
 أَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوا أَنَا سَافِرَاءَ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ مَرَّةً مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ وَمَنْ
 كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ أَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ أَوْ بِسَادِسٍ أَوْ كَمَا
 قَالَ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ وَأَنْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۳۵۲ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے والد ماجد کا انتقال
 ہو گیا حالانکہ ان پر قرضہ تھا (جابر نے کہا) میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا
 میرا والد بہت قرضہ چھوڑ گیا ہے۔ اور میرے پاس کھجور کے درختوں کے سوا کچھ نہیں اور ان کی کئی سال
 کی پیداوار ان کا قرضہ ادا نہیں کر سکتی آپ میرے ساتھ تشریف لائیں تاکہ قرضخواہ مجھ پر سختی نہ کریں آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں کے ڈھیروں میں سے ایک ڈھیر کے گرداگرد چھڑے اور برکت کی دعاء فرمائی۔
 پھر دوسرے ڈھیر پر بھی اسی طرح کیا۔ پھر اس کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا کھجوریں ڈھیر سے نکالو تو آپ نے
 ان کا قرضہ انہیں پورا کر دیا اور جتنا انہیں دیا اتنا ہی باقی بچ گیا (حدیث ۱۹۹۶ کی شرح دیکھیں)
 ۳۳۵۳ — ترجمہ : عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اصحاب صفہ

بَعَثَ رَءِیُّ وَ أَبُو بَكْرٍ ثَلَاثَةَ قَالَ فَمَا نَاوَا بَنِي وَ اُمِّی وَلَا اَدْرِی هَلْ
 قَالَ اَمْرًا بَنِي وَ خَادِمِی بَيْنَ بَيْنِنَا وَ بَيْنَ بَنِي اَبِي بَكْرٍ وَ اَنْ اَبَا بَكْرٍ
 تَعَشَّى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ
 ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتَّى تَعَشَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ
 بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ اللَّیْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ قَالَتْ لَهْ اَمْرًا تَهْ مَا حَسَبُكَ
 مِنْ اَضْيَافِكَ اَوْ ضِیْفِكَ قَالَ اَوْ عَشِیْتُمْ قَالَتْ اَبُوَا حَتَّى تَجِی
 قَدْ عَرَضُوا عَلَیْهِمْ فَعَلَبُوهُمْ فَذَهَبْتُ فَاخْتَبَأْتُ فَقَالَ يَا عَشْرَه
 فَجَدَّ عَرَسَتْ وَ سَبَّ وَقَالَ كُلُوا وَقَالَ لَا اطْعَمُهُ اَبَدًا قَالَ وَاَیْمُ اللّٰهِ
 مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنَ اللَّقْمَةِ اِلَّا رُبَا مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرُ مِنْهَا حَتَّى شَبِعُوا
 وَ صَارَتْ اَكْثَرُ مِمَّا كَانَتْ قَبْلُ فَنَظَرَ أَبُو بَكْرٍ فَاِذَا شَيْءٌ اَوْ اَكْثَرُ

مفلس لوگ تھے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے
 آدمی کو ساتھ لے جائے اور جس کے پاس چار آدمی کا کھانا ہو وہ پانچویں یا چھٹے کو ساتھ لے جائے یا جو بھی آپ نے
 فرمایا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تین مہمان لے آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس آدمیوں کو ساتھ لے
 آئے اور ابو بکر تین آدمی لائے۔ عبدالرحمن نے کہا (گھر میں) میں، میرا باپ اور میری والدہ تھے۔ راوی نے کہا
 مجھے معلوم نہیں کہ عبدالرحمن نے بیوی بھی کہا تھا اور ایک خادم جو ہمارے اور ابو بکر کے درمیان مشترک تھا۔ ابو بکر
 رضی اللہ عنہ نے شام کا کھانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پھر کچھ وقت وہاں ٹھہرے حتیٰ کہ عشاء کی نماز وہیں
 پڑھی۔ پھر لوٹے اور آپ کے پاس ٹھہرے حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کا کھانا کھایا۔ اور
 ابو بکر رضی اللہ عنہ کافی رات گزرنے کے بعد گھر واپس آئے تو ان کی بیوی نے کہا آپ کو مہانوں کا خیال نہ رہا
 تھا۔ آپ کو کس نے روکے رکھا تھا۔ ابو بکر نے کہا کیا تم نے انہیں کھانا نہیں کھلایا؟ ان کی بیوی نے کہا اُنھوں
 نے کھانے سے انکار کیا حتیٰ کہ آپ تشریف لائیں ہم نے ان کے سامنے کھانا پیش کیا لیکن (وہ بدستور انکار
 کرتے رہے) اور ان پر غالب آئے (یہ سن کر) یہ چھپ گیا تو ابو بکر نے کہا ایسے جاہل! اور گالی گلوچ کی اور

فَقَالَ لِمَرَاتِهِ يَا أُخْتُ بَنِي فِرَاسٍ قَالَتْ لَا وَقُرَّةٌ عَيْنِي لَهَا الْآنَ
 أَكْثَرُ مِمَّا قَبْلُ بَثَلْتُ مَرَارًا كُلَّ مِثْمَالٍ مِنْهَا أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ إِنَّمَا كَانَ مِنَ
 الشَّيْطَانِ يَعْنِي يَمِينُهُ ثُمَّ أَكَلَ مِنْهَا لَقْمَةً ثُمَّ جَمَلَهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِ عَهْدٍ فَمَضَى
 الْأَجَلَ فَتَفَرَّقْنَا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ أَنَا سَأَلْتُ اللَّهَ أَعْلَمُ
 كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ غَيْرَ أَنَّهُ بَعَثَ مَعَهُمْ قَالَ أَكَلُوا مِنْهَا أَجْمَعُونَ أَوْ
 كَمَا قَالَ

(مہمانوں) سے فرمایا کھانا کھاؤ میں یہ کبھی نہیں کھاؤں گا۔ عبد الرحمن نے کہا بخدا! ہم کوئی لقمہ نہ اٹھاتے تھے مگر
 اس کے نیچے سے اس سے زیادہ بڑھ جاتا تھا حتیٰ کہ مہمانوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور کھانا پہلے سے بھی
 زیادہ ہو گیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (کھانے کی طرف) نظر کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ کھانا اتنا ہی ہے بلکہ اس سے
 زیادہ ہو گیا ہے۔ انھوں نے اپنی بیوی سے کہا اے بنی فراس کی بہن! یہ کیسا حال ہے؟ تو انھوں نے کہا میری
 آنکھ کی ٹھنڈک۔ یہ تو پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ ابو بکر نے اس سے کھایا اور فرمایا ان کی وہ قسم شیطان کی طرف
 سے تھی۔ پھر اس سے کچھ لقمے کھائے اور اسے اٹھا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ صبح تک کھانا حضور
 کے پاس رہا۔ اور ہمارے اور لوگوں کے درمیان معاہدہ تھا۔ معاہدہ کی مدت پوری ہو گئی۔ تو ہم نے بارہ آدمیوں
 کو حاکم بنایا جبکہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ کئی لوگ تھے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے ہر ایک کے ساتھ کتنے لوگ تھے
 سوائے اس کے ان کے ساتھ لوگ بھیجے۔ عبد الرحمن نے کہا اس کھانے سے سب لوگوں نے کھایا یا جو بھی انہوں نے کھا۔

شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث کی مناسبت باب

۳۳۵۳

کے عنوان سے نہیں کیونکہ باب کا عنوان علامات نبوت ہے جبکہ

حدیث شریف میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کرامت مذکور ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ معجزہ کا اظہار
 غیر نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہونا جائز ہے (لیکن اس کی کرامت سے تعبیر کی جاتی ہے) یا حدیث کے آخر سے اعجاز
 حاصل ہے۔ جبکہ ذکر کیا کہ اس کھانے کو سب نے کھایا۔

اصحاب صفہ مسجد کے آخری حصہ میں رہا کرتے تھے۔ جو ان غریبوں کے لئے تیار کیا گیا تھا جن کے پاس رہنے کی
 جگہ نہ تھی اور نہ ہی ان کے اہل اولاد تھے۔ ان میں سے کسی کی شادی ہو جانے کے باعث چلا جانے یا کسی کے فوت

ہو جانے یا سفر کرنے سے ان میں کمی بیشی ہوتی رہتی تھی۔ وہ لوگوں کے مہمان طالب علم تھے۔ جو جناب بابتاب رسالت سے علمی استفادہ کرتے تھے۔ قولہ **فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ** یعنی جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہے وہ تیسرے کو ساتھ لے جائے کیونکہ دو آدمیوں کا کھانا تین کے لئے کفایت کر سکتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے : **طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الْثَلَاثَةَ**، مسلم کی روایت میں ہے جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہے وہ تین کو ساتھ لے جائے۔ قاضی عیاض نے کہا یہ صحیح نہیں۔ بخاری کی روایت صحیح ہے کیونکہ یہ باقی حدیث کے سیاق کے موافق ہے۔ امام نووی نے جواب دیا کہ کچھ عبارت محذوف ہے۔ دراصل عبارت یوں ہے۔ **فَلْيَذْهَبْ بِمَنْ يَتَمُّ مِنْ عِنْدِهِ ثَلَاثَةً**، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین لے آئے کیونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس کھانے کی کافی گنجائش تھی۔ لفظ **ثَلَاثَةً**، کو دو بار اس لئے ذکر کیا ہے کہ پہلی بار ذکر کرنے سے یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان مالدار لوگوں میں سے ہیں جن کے پاس چار پانچ مہانوں کی گنجائش تھی اور دوسری بار **ثَلَاثَةً** کو واقعہ کی ترتیب کے مطابق ذکر کیا جو کلام کا سیاق ہے۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ شان یہ ہے میں اور میری والدہ اور والد گھر میں تھے۔ مقصد یہ ہے کہ ان کے گھر میں کھانے کی کافی گنجائش تھی۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی ہیں جبکہ دونوں کی ماں ام رومان ہے ان کی کنیت مشہور ہے نام غیر معروف ہے۔ ان کا نام زینب ہے بعض نے کہا ہے کہ ان کا نام دعلجہ بنت عامر بن عویمیر ہے۔ پہلے وہ حارث بن سجرہ ازدی کی بیوی تھیں جب وہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آکر فوت ہو گئے تو ان سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا تھا۔ ام رومان مکہ مکرمہ میں ہی مسلمان ہو گئی تھیں پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائیں جبکہ ان کے ہمراہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں اور عبدالرحمن صلح حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔ وہ سات ہجری کے اواخر یا آٹھ ہجری کے اوائل میں ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تھے۔

قولہ **لَا اَدْرِیْ اِلَّا** یعنی عبدالرحمن سے حدیث کی روایت کرنے والے ابوعثمان نے روایت کے الفاظ میں شک کیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ عبدالرحمن نے اپنی بیوی اور خادم کا بھی ذکر کیا تھا اور خادم ہماری مشترکہ خدمت کیا کرتا تھا اور گھر میں مشترک خادم تھا۔ قولہ **اِنَّ اَبَا بَكْرٍ** یعنی عبدالرحمن نے کہا ابوبکر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شام کا کھانا کھایا۔ پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹھہرے رہے حتیٰ کہ عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر لوٹ آئے اور ٹھہرے رہے حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کا کھانا کھایا پھر وہ کچھ رات جانے کے بعد واپس آئے۔ اس حدیث کی ترکیب مشکل ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ اس عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ابوبکر نے شام کا کھانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس آنے کے بعد کھایا تھا۔ اور اس سے پہلی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانا پہلے کھایا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی عبارت میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں کھانا کھانے

محتاج نہ تھے اور دوسری بار کھانے کا ذکر واقعہ کی ترتیب کے مطابق ہے۔ جبکہ پہلی تعشی (شام کا کھانا) ابوبکر صدیق کی ہے اور دوسری جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعشی ہے۔ الحاصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ وہ شام کا کھانا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھایا کرتے تھے۔ پھر حضور کی خدمت میں رہتے حتیٰ کہ عشاء کی نماز پڑھ کر گھر واپس آیا کرتے تھے یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا معمول یہی تھا اور بخاری کی حدیث کا سیاق یہ ہے کہ ابوبکر صدیق تین مہمانوں کو گھر لے کر آئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلے گئے اور وہاں ٹھہرے رہے حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا پھر ابوبکر کا کچھ حصہ گزر جانے کے بعد اپنے گھر تشریف لے گئے اور مہمانوں کے کھانا نہ کھانے کے باعث اپنے صاحبزادہ لرحمن سے سخت کلام کیا اور جب یہ معلوم ہوا کہ عبدالرحمن کا قصور نہیں مہمانوں کی طرف سے ایسا ہوا ہے اس پر فرمایا کھانا کھاؤ۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ ابوبکر صدیق نے کہا تمہیں کھانا کھانے سے کس نے روکا ہے میں نے کہا ہم آپ کا انتظار کر رہے تھے کہ آپ ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائیں گے تو آپ نے کہا میں کبھی یہ کھانا کھاؤں گا۔ اس کے بعد مہمانوں نے بھی قسم کھالی کہ ہم بھی نہیں کھائیں گے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میری یہ بیعت ان کے باعث تھی لاؤ ہم کھانا کھاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غصہ کی حالت میں یہ فرمایا تھی اسے یمن فور کہا جاتا ہے اس میں حانت (قسم توڑنے والے) پر کفارہ واجب نہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ کھانا پہلے سے بھی زیادہ ہو گیا ہے تو اپنی بیوی آمنہ روٹ کر کہنے لگی کہ اے بنی فراس کی بہن، بنی فراس قبیلہ ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ قاضی نے کہا فراس بن غنم بن کنانہ کا بیٹا ہے اور پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ آمنہ رومان حارث بن غنم کی اولاد میں سے ہیں اور وہ فراس بن غنم کی بیوی ہیں۔ شائد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی بنی فراس کی طرف اس لئے نسبت کی ہو کہ یہ قبیلہ ان کے ساتھ زیادہ مشہور ہے۔ اور اتم رومان کے کلام میں ”لَا وَقْوَةَ عَلَيْنَا“ کلمہ لا قسم کی تاکید کے لئے ہے اور ”واو“ قسم کے لئے۔ خوشی کے وقت ایسا کہا جاتا ہے۔ ”قوله ففترقنا“ میں فاء فصیحہ ہے۔ فرق چلے اور ہر ایک شخص کے ساتھ بارہ آدمی تھے۔ اور ہمیں لوگوں کا عریف (مہر دار) بنایا۔ معلوم ہوا کہ ان پر عرفاء مقرر کرنا جائز ہے۔ ابوداؤد نے اس کو حق کہا ہے نیز اس (عرفاء) میں لوگوں کی مصلحت اور شکر کے انتظام میں آسانی ہوتی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث شریف میں ارشاد ہے۔ ”فی النار“ کہ قوم کے مہر دار اور مہر دوزخی ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں وہ لوگ مراد ہیں جو سرانجام دینے میں کمی کرتے ہیں اور ناجائز امور کا ارتکاب کرتے ہیں۔ الحاصل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھانا سارے لشکر نے کھایا اور سب سیراب ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ اس کھانے میں پوری برکت تھی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوئی جبکہ ابوبکر صدیق کے گھر میں برکت کی ابتداء ہوئی تھی۔ اس طرح یہ

۳۳۵۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثنا حمادٌ عن عبد العزيز
 عن أنسٍ وعن يونسٍ عن ثابتٍ عن أنسٍ قال أصاب أهل
 المدينة قططٌ على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فبينما هو
 يخطب يوم الجمعة إذ قام رجل فقال يا رسول الله هلكت
 الكراغ وهلكت الشاء فادع الله يسقينا فمد يديه ودعا قال
 أنس وإن السماء لمثل الرجاجة فهاجت ريحٌ أنشأت سحباً ثم
 اجتمعت ثم أرسلت السماء غزاليها فخرجنا نحو ض الماء حتى أتينا
 منازلنا فلم نزل نمطر إلى الجمعة الأخرى فقام إليه ذلك الرجل
 أو غيره فقال يا رسول الله تهدمت البيوت فادع الله يحبسها فبستهم
 ثم قال حوالينا ولا علينا فنظرت إلى السحاب تصدع حول المدينة
 كأنها إكليل

حدیث کرامت اور معجزہ پر مشتمل ہے (حصہ اول کی حدیث ۵۸۰ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ثابت سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ منورہ
 کو قطط سالی نے آیا ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز خطبہ فرما رہے تھے کہ ایک آدمی نے کہا
 ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! گھوڑے اور بکریاں ہلاک ہو گئیں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرمائیں کہ ہم پر بارش
 فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی حضرت انس نے کہا آسمان شیشہ کی طرح
 تھا۔ اچانک ہوا چلی اور بادل پیدا ہوئے پھر وہ جمع ہو گئے پھر آسمان نے اپنا منہ کھول دیا ہم باہر
 پانی میں چلنے لگے حتیٰ کہ اپنے گھروں میں آئے۔ دوسرے جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ پھر وہی شخص کھڑا ہوا
 اور آدمی آیا تھا کہا یا رسول اللہ! مکانات گرنے لگے ہیں اللہ سے دعا فرمائیں کہ بارش
 روک دے۔ آپ نے تلبسم کرتے ہوئے فرمایا اے اللہ بارش ہمارے گردا گرد ہو ہم پر نہ ہو۔ میری

۳۳۵۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى أَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ أَبُو عَسَا
ثَنَا أَبُو حَفْصٍ وَاسْمُهُ عُمَرُ بْنُ الْعَلَاءِ أَخُو أَبِي عَمْرٍو بْنِ الْعَلَاءِ
قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَخْطُبُ إِلَى جَذْعٍ فَلَمَّا اتَّخَذَ الْمِنْبَرَ تَحَوَّلَ إِلَيْهِ فَحَنَ الْحَذَّ فَنَازَا
فَمَسَكَ يَدَهُ عَلَيْهِ وَقَالَ عَبْدُ الْحَمِيدِ أَنَا عُمَرَانُ بْنُ عُمَرَ أَنَا مُعَاذُ بْنُ
الْعَلَاءِ عَنْ نَافِعٍ بِهَذَا وَرَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ أَبِي رَوَاحٍ عَنْ
عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بادل کی طرف نظر کی وہ مدینہ منورہ کے ارد گرد پھیل گیا گویا کہ مدینہ منورہ تاج بنا ہوا تھا۔
شرح : جب بارش رک جائے۔ تو لوگ قحط سالی کی شکار ہونے لگتے ہیں۔
۳۳۵۶ — محاورہ ہے ”قَحْطُ الْمَطَرِ“ جبکہ بارش رک جائے جس شخص
نے کھڑے ہو کر بارش کے لئے استدعاء کی تھی۔ وہ خارجہ بن حصن فزاری تھے ”کُرَاعُ“ گھوڑے۔
شاہ ”بکریاں شاة کی جمع ہے۔ شاہ دراصل شاہتہ“ تھا۔ لام کلمہ حذف کر دیا گیا ہے۔ شیاہ
بھی جمع ہے۔ کمثل الزجاجة، یعنی آسمان شیشہ کی طرح صاف تھا۔ اور بادل کا نام و نشان تک
نہ تھا ”فَنَاجَتْ“ بادل اٹھا۔ ”اِكْلِيلُ“ جواہرات و یواقیت سے مرتع تلج جسے شاہان فارس
پہنا کرتے تھے۔ اس حدیث میں نبوت کی واضح دلیل ہے۔ جبکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ذرہ
بہر اشارہ سے موسلا دھار بارش ہوئی اور یکسر قحط سالی کا سماں خوشحالی سے بدل گیا۔
(حدیث عن ۹۶۰، ۹۶۲ کی مشروح دیکھیں)

۳۳۵۵ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کعبور کے ستون کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ
دیا کرتے تھے۔ جب منبر بن گیا تو آپ منبر پر تشریف لے گئے۔ تو ستون نے رونا شروع کر دیا۔ آپ اس
کے پاس تشریف لے گئے اور اس پر دست شفقت پھیرا۔ عبدالحمید نے کہا ہمیں عثمان بن عمر نے خبر دی
انہوں نے کہا ہم سے معاذ بن علاء نے نافع سے یہ بیان کیا اور ابو عاصم نے ابن ابی رواد کے ذریعہ

۳۳۵۶ — حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ
 قَالَ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ كَانَ يَقُومُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَى شَجَرَةٍ أَوْ نَخْلَةٍ فَقَالَتْ امْرَأَةٌ
 مِنَ الْأَنْصَارِ أَوْ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا تَجْعَلُ لَكَ مَنْبَرًا
 قَالَ إِنْ شِئْتُمْ فَجْعَلُوهَا مَنْبَرًا فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ دَفِعَ إِلَى
 الْمَنْبَرِ فَصَاحَتْ النَّخْلَةُ صِيَاحَ الصَّبِيِّ ثُمَّ نَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَمَّهَا إِلَيْهِ تَائِبًا مِنَ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكِّنُ قَالَ كَانَتْ
 تَبْكِي عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ عِنْدَهَا

۳۳۵۷ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ
 عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَخْبَرَنِي حَفْصُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ النَّسِّ بْنِ مَالِكٍ
 أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ كَانَ الْمَسْجِدُ مَسْقُوفًا عَلَى جَذْعٍ

نافع سے انھوں نے ابن عمر سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم جمعہ کے دن ایک درخت یا کھجور کے تنہ سے تکبیر

۳۳۵۶ —

لگا کر خطبہ دیا کرتے۔ ایک انصاریہ عورت یا مرد نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے لئے منبر تیار نہ کر دیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہتے ہو تو بناؤ تو انھوں نے آپ کے لئے منبر بنایا۔ جب جمعہ کا

دن تھا آپ منبر پر تشریف لے گئے۔ تو کھجور کا وہ تنہ بچہ کی طرح پیچھے چلانے لگا۔ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم منبر پر تشریف سے اترے اور اسے سینہ سے لگا لیا تو وہ ایسا رونے لگا جیسے وہ بچہ روتا ہے جسے چپ

کرایا جاتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ اس لئے رونے لگا تھا کہ وہ اپنے پاس ذکر سنا کرتا تھا۔

ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا مسجد کی چھت کھجور کے

۳۳۵۷ —

مِنْ نَخْلٍ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ يَقُومُ
إِلَى جَذْعِهَا فَلَمَّا صَنِعَ لَهُ الْمُنْبَرُ فَكَانَ عَلَيْهِ سَمْعًا لِكَالْحَذَعِ
صَوْتًا كَصَوْتِ الْعِشَارِ حَتَّى جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ
يَدَهُ عَلَيْهَا فَسَكَتَتْ

ستونوں سے بنائی گئی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دیتے تو کھجور کے ایک ستون کے پاس کھڑے ہوا کرتے تھے۔ جب آپ کے لئے منبر تشریف بنایا گیا اور آپ اس پر تشریف لے گئے تو ہم نے اس ستون کے رونے کی آواز سنی جیسے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی آواز سنائی دیتی ہے۔ حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور اس پر دستِ شفقت رکھا تو وہ خاموش ہو گیا۔

۳۳۵۵ تا ۳۳۵۷ — شرح : یہ تین حدیثیں ہیں جن میں کھجور کے ستون

کے رونے کا ذکر ہے۔ علامہ قسطلانی

رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اس کے ساتھ تکیہ لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے جب منبر بنایا گیا اور آپ منبر پر تشریف لے گئے تو وہ آپ کے فراق میں رونے لگا جیسے عاشق محبوب کے فراق کے غم میں روتا ہے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کا مشتاق تھا اور آپ کی جدائی پر غم و اندوہ کے باعث گریہ زاری کرتا تھا جیسے عقلمند لوگ کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں حیات، عقل، شوق اور عشق و محبت پیدا کر دی تھی اسی لئے وہ فراق برداشت نہ کر سکا۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ابن ابی حاتم نے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کسی نبی کو نہیں دیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اچھا موتی کا معجزہ دیا اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معجزہ دیا کہ آپ کے فراق میں لکڑی کا ستون رونے لگا حتیٰ کہ لوگوں نے اس کی آواز سنی اور یہ عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ سے بڑا معجزہ ہے۔ ابن ابی سبکی نے کہا میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ستون کا رونا متواتر روایات سے ثابت ہے۔ ابن حجر نے بھی اس طرح ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ستونِ حنانہ اور الشقاق قمر ایسے معجزے مشہور روایات کے ذریعے منقول ہیں جو شخص حدیث کے طرق پر اطلاع رکھتا ہے اس کو ان سے قطعی علم حاصل ہے اور جنہیں حدیث کے طرق میں ممارست اور مہارت نہیں انہیں اگر قطعی علم نہ ہو تو کوئی حرج کی بات نہیں۔ نسائی کبریٰ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ستونِ حنانہ ایسے بیقرار ہوا، جیسے ناقہ حلوچ بیقرار ہوتی ہے۔ ناقہ حلوچ وہ ہے جس کا بچہ چھین لیا گیا ہو۔ داری نے بریدہ سے روایت

۳۳۵۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ
 شُعْبَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عُمَرَاؤُكُمْ يُحْفَظُ حَدِ
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ ح وَحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ
 ثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ
 حُذَيْفَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ أَتَيْكُمْ يُحْفَظُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ أَنَا أَحْفَظُ كَمَا قَالَ
 قَالَ هَاتِ إِنَّكَ لِحَرِيٌّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ تُكْفِرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ
 وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ لَيْسَتْ هَذِهِ وَلَكِنْ
 الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَا بَأْسَ عَلَيْكَ

ذکر کی کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ستون خانہ سے فرمایا دو باتوں میں سے ایک اختیار کر لو میں تجھے
 اسی جگہ رکھ دیتا ہوں جہاں سے ٹولایا گیا ہے اور اگر چاہتے ہو تو تجھے جنت کا درخت بنا دیتا ہوں تو جنت
 کی نہروں سے پانی پیئے گا تیری شکل و صورت اچھی ہوگی اور پھلدار ہوگا اور اولیاء اللہ تیرا پھل کھائیں گے
 اُس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں یہ پسند کرتا ہوں کہ آپ مجھے جنت کا درخت بنا دیں
 (یعنی) ان تینوں احادیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی واضح دلیل ہے۔
 (حدیث ۸۷۸، ۱۹۶۷ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ
 نے فرمایا تم میں سے کون ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کا ارشاد فتنہ سے متعلق یاد رکھتا ہو۔ حذیفہ نے کہا میں یاد رکھتا ہوں جو آپ نے فرمایا ہے۔ عمر فاروق نے
 کہا بیان کرو تم دلیر مرد ہو حذیفہ نے کہا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی مرد کے گھر، مال
 اور ہمسایوں کے فتنہ میں مبتلا ہونے کو نماز، صدقہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مٹا دیتے ہیں۔ عمر فاروق

مِنْهَا إِنْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابٌ مُغْلَقٌ قَالَ يُفْتَحُ الْبَابُ أَوْ يُكْسَرُ قَالَ
لَا بَلْ يُكْسَرُ قَالَ ذَلِكَ آخِرِي أَنْ لَا يُغْلَقَ قُلْنَا عَلَيْهِ عُمَرُ الْبَابُ قَالَ
نَعَمْ كَمَا أَنَّ دُونَ غَدٍ لَيْلَةٌ إِلَيَّ حَدِيثُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْغَالِطِ
فَهَبْنَا أَنْ نَسْأَلَهُ وَأَمْرًا مَسْرُوقًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ مِنَ الْبَابِ فَقَالَ عُمَرُ

نے کہا میری یہ مراد نہیں۔ لیکن وہ فتنہ بتاؤ جو سمندر کے موج مارنے کی طرح موجزن ہو۔ حذیفہ نے کہا
اے امیر المؤمنین اس فتنہ سے آپ کو کوئی خطرہ نہیں۔ بے شک آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک بندہ
دروازہ ہے عمر فاروق نے فرمایا وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا۔ حذیفہ نے کہا نہیں بلکہ وہ توڑا
جائے گا۔ عمر فاروق نے فرمایا وہ اس لائق ہے کہ کبھی بند نہ ہو۔ ہم نے حذیفہ سے کہا کیا عمر فاروق اس
دروازہ کو جانتے تھے؟ حذیفہ نے کہا جی ہاں! جیسے کل سے پہلے آنے والی رات کو جانتے ہیں۔ میں نے ان
کو ایسی حدیث کی خبر دی ہے جو غلط نہیں ہے۔ ہم ڈرے کہ حذیفہ سے پوچھیں تو ہم نے مسروق سے کہا
تو انھوں نے پوچھا کہ دروازہ کون ہے انھوں نے کہا وہ عمر فاروق ہے۔ رضی اللہ عنہ۔

شرح : اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے
والے زمانہ کے حالات کی خبریں دی ہیں۔ یہ بھی آپ

۳۳۵۸ —

کا معجزہ ہے جو آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔

کسی مرد کے گھر میں فتنہ کا معنی یہ ہے کہ وہ عورت کی طرف بکثرت میلان کرتا ہے یا متعدد
بیویاں ہوں تو ان کی باری کی تقسیم یا بعض کو ترجیح دینے سے قباحت پیدا ہوتی ہے۔ ہمسایہ کا فتنہ
یہ ہے کہ وہ اس سے حسد و بغض رکھتا ہے یا اس پر مفاخرت و مباہلات کرتا ہے یا حقوق میں مزاحمت
برتتا ہے۔ عورت کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ وہ مردوں کی طرح ہیں لیکن مردوں پر اکتفا کرتے ہوئے
عورتوں کو حدیث میں ذکر نہیں کیا۔

حدیث میں تین امور ذکر کئے : گھر، مال اور ہمسایہ اور ان کے فتنہ کا کفارہ
کرنے والے بھی تین امور ذکر فرمائے۔ چنانچہ نماز اور روزہ عبادت فعلی ہے۔ صدقہ عبادت
مالی ہے۔ اور بھلائی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا عبادت قولی ہے۔ جو بالترتیب تینوں کا کفارہ
ہیں۔ (حدیث ۵۴ کی شرح دیکھیں اس میں مزید تفصیل مذکور ہے)

۳۳۵۹ — حَدَّثَنَا أَبُو لَيْمَانَ أَنَا شُعَيْبٌ ثَنَا أَبُو الزِّنَادِ
عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَا تَقُومُوا السَّاعَةَ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا يَغَالِثُكُمْ الشُّعْرُ وَحَتَّى تُقَاتِلُوا
الْتَرَكَ صَغَارَ الْأَعْيُنِ حُمْرَ الْوُجُوهِ ذُلْفَ الْأُنُوفِ كَانَ وَجُوهُهُمْ
الْمَحَانُ الْمَطْرَقَةُ وَتَجَدُّونَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدَّهُمْ كَرَاهِيَةً لِهَذَا
الْأَمْرِ حَتَّى يَقَعَ فِيهِ وَالنَّاسُ مَعَادِنٌ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ
خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ وَلَيَأْتِيَنَّ عَلَى أَحَدِكُمْ زَمَانٌ لَأَنْ يَرَانِي
أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَهُ مِثْلُ أَهْلِهِ وَمَالِهِ

۳۳۵۹ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا : قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تم ایسے لوگوں سے جنگ کرو گے جن کی جوتیاں بالوں والی ہیں اور حتیٰ کہ
تم ترکوں سے جنگ کرو گے جن کی آنکھیں چھوٹی ہیں۔ چہرے سُرخ ہیں اور ناکیں چھٹی ہوئی ہیں گویا کہ ان
کے چہرے پٹی ہوئی ڈھالیں ہیں۔ تم سب سے اچھا شخص وہ دیکھو گے جو اس خلافت سے سخت کراہت کرنے والا
ہوگا یہاں تک کہ اس کو مجبور کیا جائے گا۔ لوگ معادن اور کانوں کی طرح ہیں۔ ان میں سے جو زمانہ جاہلیت
میں اچھے تھے۔ وہ اسلام لانے کے بعد بھی اچھے ہیں۔ تم میں سے کسی پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اس کا مجھے
دیکھنا اپنے اہل و اولاد اور مال سے زیادہ اسے محبوب ہوگا !

۳۳۵۹ — شرح : اس حدیث میں بھی مستقبل میں ہونے والے واقعات کی
خبر دینا مذکور ہے۔ جن میں سے بعض تو واقع ہو چکے ہیں اور
بعض واقع ہونے والے ہیں۔ اس حدیث میں چار اشیاء مذکور ہیں۔ ایک ترکوں سے جنگ کرنا دوم
خلافت کے امر سے نفرت کرنے والا۔

سوم لوگ کان کی مثل ہیں۔ چہارم ایک زمانہ آئے گا۔ الخ
کتاب الجہاد میں باب قتال التُّرک اور باب الَّذِينَ يَنْتَعِلُونَ الشُّعْرَ کی حدیث ۲۶۳۱۷ و ۲۶۳۲۷
کی شرحیں دیکھیں !

۳۳۶۰ — حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ شَاعِدُ الرِّزَاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ
 هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُوا السَّاعَةَ
 حَتَّى تَقَاتِلُوا خُوزًا وَكُرْمَانًا مِنَ الْأَعَاجِمِ حُمُرُ الْوُجُوهِ فُطَسَ
 الْأَنْفُوفُ صَغَارًا الْأَعْيُنُ كَانَتْ وَجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمَطْرُوقَةُ لِعَالِهِمْ
 الشَّعْرُ تَابَعَهُ غَيْرُهُ عَنْ عَبْدِ الرِّزَاقِ

۳۳۶۰ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ تم خوز اور
 کرمان سے جنگیں لڑو گے یہ عجیب ہیں۔ ان کے چہرے سُرخ نالیں چلیں اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔ گویا کہ ان کے
 چہرے پٹی ہوئی ڈھالیں ہیں اور ان کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔
 امام بخاری کے شیخ یحییٰ کے غیر نے عبد الرزاق سے روایت کرنے میں یحییٰ کی
 متابعت کی ہے۔

۳۳۶۰ — شرح : یعنی قیامت قائم ہونے سے پہلے تم دو عجیب قوموں سے جنگ
 کرو گے اور وہ خوز اور کرمان کے رہنے والے ہیں۔ علامہ عینی
 رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہاں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ یہ دونوں قومیں ترک نہیں ہیں۔ پھر اس کا جواب ذکر
 کیا کہ یہ حدیث وہ حدیث نہیں جس میں ترکوں سے جنگ کا ذکر ہے چونکہ ایک وصف میں کئی اصناف شریک
 ہو سکتے ہیں اگرچہ ان کی جنسیں مختلف ہوں لہذا مذکورہ صفات میں اگر یہ لوگ بھی شریک ہوں تو کوئی ممانعت
 نہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ کہا جائے کہ خوز و کرمان کے لوگوں میں یہ صفت نہیں پائی جاتی
 تو اس کا جواب یہ ہے کہ اُس وقت ان میں سے بعض لوگوں میں یہ صفت پائی جاتی تھی۔ یا معنی یہ ہے
 کہ بعد میں وہ لوگ ایسے ہو جائیں گے۔ بہر حال یہ لوگ عربوں کی نسبت ترکوں کے تابع ہیں۔
 بعض علماء کہتے ہیں کہ ان کے علاقہ میں ایک جگہ ہے جسے کرمان کہا جاتا ہے۔ اور بعض
 یوں کہتے ہیں کہ وہ ان اطراف سے عربوں کی طرف متوجہ ہوں گے۔ فطس۔ فطس کی جمع ہے۔
 فطوست ناک کی نالی کا نیچا ہو کر پھیل جانا ہے۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۳۳۶۱ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ تَنَاسُفَيْنُ قَالَ
 قَالَ إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنِي قَيْسٌ قَالَ أَتَيْنَا أَبَاهُ دُرَّةً فَقَالَ صَحِبْتُ رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ سِنِينَ لَمْ أَكُنْ فِي سِنِيٍّ أَحْرَصَ عَلَى
 أَنْ أَعِيَ الْحَدِيثَ مَتًى فِيهِمْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ قَالَ هَكَذَا ابْيَدِّهِ بَيْنَ
 يَدَيْ السَّاعَةِ تُقَاتِلُونَ قَوْمًا لَعَالَهُمُ الشَّعْرُ وَهُوَ هَذَا الْبَارِزُ
 قَالَ سَفَيْنُ مَرَّةً وَهُمْ أَهْلُ الْبَارِزِ

۳۳۶۲ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٌ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا جَرِيرٌ بْنُ حَازِمٍ
 سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ ثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَ يَدَيْ السَّاعَةِ تُقَاتِلُونَ قَوْمًا
 يُتَعَلُّونَ الشَّعْرَ وَتُقَاتِلُونَ قَوْمًا كَانَتْ دُجُوهُهُمُ الْمَحَانِ الْمَطْرَقَةُ

ترجمہ : قیس نے بیان کیا کہ ہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں
 نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تین سال
 رہا۔ مجھے ساری عمر حدیث یاد کرنے کا اتنا شوق پیدا نہ ہوا جتنا ان تین سالوں میں شوق پیدا ہوا میں نے آپ
 کو یہ فرماتے ہوئے سنا اور آپ نے اپنے دست اقدس سے اشارہ فرمایا کہ قیامت سے پہلے تم ایک قوم سے
 جنگ کرو گے جن کی جوتیاں بالوں والی ہوں گی اور وہ بھی ہیں جو صحراؤں میں رہتے ہیں۔ سفیان نے کہا
 وہ اہل بارز ہیں۔

ترجمہ : جریر بن حازم نے کہا میں نے حسن بصری کو یہ کہتے ہوئے سنا
 کہ ہم سے عمرو بن تغلب نے بیان کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت سے پہلے تم ایسے لوگوں سے جنگ کرو گے جو بال دار جوتیاں
 پہنتے ہوں گے اور تم ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے چہرے پٹی ہوئی ڈھالیں ہیں۔

۳۳۶۳ — حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ
أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَقَاتِلُكُمْ الْيَهُودُ فَتَسْلُطُونَ عَلَيْهِمْ حَتَّى يَقُولَ الْيَهُودُ
يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَأَيْتُ فَا قَتَلْتَهُ

۳۳۶۴ — قَتِيلَةٌ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُمَرَ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي
سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ
يَغْزُونَ فَيَقَالُ لَهُمْ هَلْ فِيكُمْ مِنْ صَحْبِ الرَّسُولِ فَيَقُولُونَ نَعَمْ
فَيُفْتَحُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ يَغْزُونَ فَيَقَالُ لَهُمْ هَلْ فِيكُمْ مِنْ صَحْبِ مَنْ
صَحِبَ الرَّسُولَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ

۳۳۶۱ — ۳۳۶۲ — شرح : علامہ بدرالدین عینی نے عمدۃ القاری میں
ذکر کیا کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دربار رسالت میں ملازمت کی مدت تین سال
ذکر کی ہے۔ حالانکہ یہ مدت چار سال ہے کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ غزوہ خیبر میں سات ہجری کو آئے تھے
اور یہ غزوہ صفر کے مہینہ میں لڑا گیا تھا جبکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم گیا رھویں ہجری کے ربیع الاول
کے مہینہ میں وفات فرمائی تھی۔ نیز حمید بن عبد الرحمن نے کہا میں چار سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت
میں رہا جیسے ابوہریرہ رہے تھے۔ لیکن امام بخاری کے تین سال بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے اس
مدت کا اعتبار کیا ہے جس میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں سختی سے پابند رہتے تھے اور ان
ایام کو ذکر نہیں کیا جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ یا حج و عمرہ کے سفر میں ہوتے تھے۔ کیونکہ ان
ایام میں وہ پابندی نہیں ہوتی تھی جو مدینہ منورہ میں ہوتی تھی یا اس مدت کا اعتبار کیا ہے جس میں انھیں
سماعت حدیث اور ضبط وغیرہ میں مزید موقع ملتا رہا یا وہ چار سال ہی سماعت و ضبط کرتے رہے لیکن
قوی تر اور زیادہ پابندی تین سال میں رہی۔ واللہ اعلم !
علماء کرام نے بار بار کے کئی معافی ذکر کئے ہیں۔ فالسی نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ جو لوگ مسلمانوں سے جنگ

۳۳۶۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ أَنَا النَّضْرُ أَنَا إِسْرَائِيلُ
 أَنَا سَعْدُ الطَّائِي أَنَا مَحِلُّ بْنُ خَلِيفَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ
 بَيْنَا أَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا إِلَيْهِ الْفَاقَةَ
 ثُمَّ جَاءَهُ أُخْرُ فَشَكَا إِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيلِ فَقَالَ يَا عَدِيُّ هَلْ رَأَيْتَ
 الْحَيْرَةَ قُلْتُ لَمْ أَرَهَا وَقَدْ أُبْنِيتُ عَنْهَا قَالَ فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَوةٌ

کرنے نکلتے ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "بارز" فارس کی زمین مراد ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں وہ کُرْد قوم ہے جو جنگلات میں رہتے ہیں۔ پہاڑ بھی مراد لئے جاسکتے ہیں۔ کیونکہ وہ زمین پر ابھرے ہوتے ہیں علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "بارز"، بتقدیم الزاء علی الراء یہ عجم اور ترک کی لغت میں بازار ہے۔ ابن کثیر نے کہا کہ سفیان بن عیینہ کی روایت کہ وہ اہل بارز میں مشہور تر قول ہے اور زاد کو راء پر مقدم پڑھنا غلطی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم! (حصہ چہارم کے باب قتال التزک کی حدیث ۲۷۳۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم سے یہودی جنگ کریں گے اور تم ان پر غالب آ جاؤ گے یہاں تک کہ پتھر کہے گا یا مسلم و یہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے اسے قتل کر دو (باب قتال الیہودی حدیث ۲۷۲۹ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ وہ جنگ کریں گے تو انہیں کہا جائے گا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کر رکھی ہو وہ کہیں گے جی ہاں تو انہیں فتح حاصل ہوگی وہ پھر جہاد کریں گے تو ان سے کہا جائیگا کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کی صحبت اختیار کر رکھی ہو وہ کہیں گے جی ہاں! تو انہیں فتح حاصل ہوگی!

(حصہ چہارم کے من الشعان بالضعفاء و الصالحین فی الحرب کی حدیث ۲۶۹۷ کی شرح دیکھیں)
 ترجمہ: عدی بن حاتم نے کہا ایک دفعہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور آپ سے فاقہ کی شکایت کی پھر ایک دوسرا شخص آپ کے پاس آیا اور اس نے ڈاکہ زنی کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَتَرَنَّ الظُّعَيْنَةَ تَرْحَلُ مِنَ الْحَيْرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ
 لَا تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ قُلْتُ فَمَا بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِي فَأَيْنَ دُعَاؤُ
 طَيْعِ الَّذِينَ قَدْ سَقَرُوا الْبِلَادَ وَلَيْسَ طَالَتْ بِكَ حَيَوَةٌ لَتَقْتَحَنَّ
 كُؤُورَ كِسْرَى قُلْتُ كِسْرَى بْنُ هُرْمُزٍ وَلَيْسَ طَالَتْ بِكَ حَيَوَةٌ لَتَرَنَّ
 الرَّجُلَ يُخْرِجُ مَلَاكِفَهُ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ
 مِنْهُ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ وَلَيَلْقَيْنَنَّ اللَّهَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ لِقَاءِهِ
 وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجَمَانٌ يَتَرَجَّمُ لَهُ فَلَيَقُولَنَّ لَهُ أَلَمْ أُبْعَثْ
 إِلَيْكَ رَسُولًا فَيُبَلِّغَكَ فَيَقُولُ بَلَى فَيَقُولُ أَلَمْ أُعْطِكَ مَالًا وَ
 وَلَدًا وَأَفْضَلَ عَلَيْكَ فَيَقُولُ بَلَى فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِينِهِ فَلَا يَرَى
 إِلَّا جَهَنَّمَ وَيَنْظُرُ عَنْ شِمَالِهِ فَلَا يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ قَالَ عَدِيُّ سَمِعْتُ
 النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ شِقَ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ
 يَجِدْ شِقَ تَمْرَةٍ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ قَالَ عَدِيُّ فَرَأَيْتُ الظُّعَيْنَةَ

اے عدی! تم نے حیرہ شہر دیکھا ہے۔ میں نے عرض کیا میں نے اسے نہیں دیکھا ہے۔ لیکن مجھے اس کی خبر
 دی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تیری زندگی لمبی ہوئی تو تو عورت کو دیکھے گا کہ وہ حیرہ سے چلے گی حتیٰ کہ
 کعبہ کا طواف کرے گی اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا میں نے دل میں خیال کیا کہ طعی کے ڈاکو کہاں
 چلے جائیں گے؟ جنہوں نے تمام شہروں میں آگ لگا رکھی ہے۔ اے عدی! اگر تیری زندگی طویل ہوئی
 تو تم کسریٰ کے خزانے فتح کرو گے۔ میں نے عرض کیا: کسریٰ بن ہرمز کے خزانے؟ آپ نے فرمایا کسریٰ بن
 ہرمز کے خزانے فتح کرو گے (اے عدی) اگر تیری حیاتی دراز ہوئی تو تم کسی شخص کو دیکھو گے کہ وہ سونے
 یا چاندی کی مٹھی بھر کر نکلے گا اور ان لوگوں کو تلاش کرے گا جو اسے قبول کریں لیکن وہ ایسا کوئی شخص
 نہ پائے گا جو اسے قبول کرے۔ اور یقیناً تم میں سے کوئی ایک اللہ تعالیٰ سے ملے گا جس روز اس سے

تُرْتَحِلُ مِنَ الْحَيَرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ إِلَّا اللَّهَ تَعَالَى
وَكُنْتُ فِيهِمْ أَفْتَحَ كُنُوزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزٍ وَلَيْتُنِ طَالَتْ بِكُمْ حَيَوَةُ
لَتَرَوْنَ مَا قَالَ النَّبِيُّ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرِجُ
مَلَأُكَفِهِ ۳۳۶۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا
أَبُو عَاصِمٍ أَنَا سَعْدُ بْنُ بَشْرٍ ثَنَا أَبُو جَاهِدٍ ثَنَا مَحِلُّ بْنُ
خَلِيفَةَ سَمِعْتُ عَدِيًّا كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ملے گا اور اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا جو اسے ترجمہ سمجھائے اللہ تعالیٰ
فرمائے گا کیا میں نے تمہارے پاس رسول نہیں بھیجا تھا جس نے تمہیں میرا حکم پہنچایا ہو۔ وہ کہے گا
کیوں نہیں (رسول تشریف لائے ہیں) اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تمہیں مال و دولت نہیں دی تھی؟
کیا میں نے تمہیں فضیلت نہ دی تھی؟
وہ کہے گا کیوں نہیں (سب کچھ دیا تھا) پھر وہ اپنے دائیں نظر کرے گا تو سوا دوزخ کے اسے کچھ
نظر نہ آئے گا۔ پھر بائیں جانب دیکھے گا تو سوا دوزخ کے کچھ نہ دیکھے گا۔
عدی نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دوزخ سے بچو اگرچہ کھجور کا
ٹکڑا صدقہ کر کے بچو! اور جو کوئی کھجور کا ٹکڑا نہ پائے تو لوگوں سے اچھی بات کہہ کر ہی بچے۔
عدی نے کہا میں نے عورت کو دیکھا کہ وہ حیرہ سے چلتی حتیٰ کہ کعبہ شریف کا طواف کرتی اور اللہ
کے سوا کسی سے نہ ڈرتی تھی اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے
فتح کئے تھے۔ اور اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو تم وہ دیکھو گے جو نبی کریم ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ سونے چاندی کی مٹھی بھر کر نکلے گا۔ الخ

ترجمہ : محل بن خلیفہ نے بیان کیا کہ میں نے عدی سے سنا
۳۳۶۶ — کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔
(حدیث ۱۳۳۲ کی شرح دیکھیں)

۳۳۶۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ شَرْحُبِيلٍ ثَنَا لَيْثٌ عَنْ
 يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أَنَّهُ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيْتِ ثُمَّ انْصَرَفَ
 إِلَى الْمَنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطُكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أَنْظُرُ إِلَى
 حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ وَإِنِّي
 وَاللَّهِ مَا أَخَافُ مِنْ بَعْدِي أَنْ تَشْرِكُوا وَلَكِنْ أَخَافُ أَنْ تَنَافِسُوا
 ۳۳۶۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ الزُّهْرِيِّ
 عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ قَالَ أَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى
 أُطْمٍ مِنَ الْأُطَامِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى إِلَيَّ أَرَى الْفِتْنَ يَقَعُ
 خِلَالَ بَيُوتِكُمْ مَوَاقِعَ الْقَطْرِ

۳۳۶۷۔ ترجمہ : عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور شہداء اُحُد پر اس طرح نماز پڑھی جس طرح میت پر نماز پڑھی جاتی
 ہے۔ پھر آپ منبر شریف پر تشریف لائے۔ اور فرمایا میں تمہارا مقدمہ ہوں (آگے جا کر انتظام کرنے والا)
 اور میں تم پر گواہ ہوں۔ یقیناً میں اب حوض کوثر دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی
 ہیں اور خدا کی مجھے اپنے بعد تمہارے شرک کا ڈر نہیں ہے لیکن ڈر یہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرنے لگو گے
 ۳۳۶۸۔ مترجم : علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے
 کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء اُحُد پر کچھ دیر بعد

نماز جنازہ پڑھی تھی۔ جیسے میت پر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ ثابت ہوا کہ شہید کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی
 جیسے طبعی موت واقع ہونے سے نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک بھی یہی ہے۔ اگر یہ
 سوال پوچھا جائے کہ اُحُد کے روز ان شہداء کی نماز جنازہ کیوں نہیں پڑھی گئی تھی تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ
 ہیجان و اضطراب کا دن تھا اور مسلمانوں کے لئے مصیبت کا وقت تھا انہیں اتنی فرصت نہ تھی کہ وہ نماز جنازہ

۳۳۶۹ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ
 أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ
 أُمَّ جَبِيَّةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ حَدَّثَتْهَا عَنْ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ أَنَّ النَّبِيَّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَرَعَا يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيُلُ اللَّعَبِ
 مِنْ شَرِّ قَدْ اقْتَرَبَ فَتَحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمٍ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلَ هَذِهِ
 وَحَلَقَ بِأَصْبَعِهِ وَبِالَّتِي تَلِيهَا فَقَالَتْ زَيْنَبُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 أَتَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخُبْتُ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ
 حَدَّثَنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ اسْتَيْقِظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَاذَا أُنْزِلَ
 مِنَ الْفِتَنِ

پڑھ سکیں۔ اس عذر کے باعث اس دن ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی تھی۔
 (حدیث ۳۳۶۵، ۳۳۶۶ کی شرح دیکھیں)

۳۳۶۸ — ترجمہ : حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں
 کے محلات میں سے ایک اونچے محل پر چڑھ کر فرمایا۔ میں تمہارے گھروں
 میں فتنوں کو ایسے کرتے دیکھ رہا ہوں جیسے بارش کے قطروں کے گرنے کی جگہ دیکھتے ہیں۔
 شرح : اُطُم " محل ہے۔ جو قلعہ پتھروں سے بنایا جائے اسے اُطُم کہتے
 ہیں۔ مربعہ سطح مکان کو بھی اُطُم کہا جاتا ہے۔ اس کی جمع اُطام ہے
 فتنوں کی کثرت کو بارش کے قطروں کے گرنے کی جگہ سے تشبیہ دی ہے یعنی تمہارے گھروں میں ایسے فتنے
 واقع ہوں گے جیسے موسلا دھار بارش برہتی ہے۔ یہ سب لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ اور کوئی بھی
 ان سے بچ نہ سکے گا۔ اس حدیث میں ان جنگوں کی طرف اشارہ ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان
 ہوئیں جیسے حرہ وغیرہ کے واقعات ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!
 ۳۳۶۹ — ترجمہ : عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابوسلمہ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا

۳۳۷۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ
ابْنُ الْمَاجَشُونِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعَصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ
سَعِيدِ بْنِ خَدْرِي قَالَ قَالَ لِي أَبِي أَرَأَيْكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَتَتَّخِذُهَا
فَاضِلِكُهَا وَأَصْلِحَ رِعَايَتِهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُونُ الْغَنَمُ فِيهِ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ
يَتَّبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ أَوْ سَعَفَ الْجِبَالِ فِي مَوَاقِعِ الْقَطْرِ يَفِرُّ
بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ

نے اُن سے بیان کیا کہ اُمّ حبیبہ بنت ابی سفیان نے ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ آپ پر کچھ گھبراہٹ کے آثار تھے۔ آپ نے فرمایا لا الہ الا اللہ، عرب کی خرابی ہوگی اس شر سے جو قریب آگیا ہے۔ آج کے روز یا جوج و ما جوج نے دیوار میں اس قدر سوراخ کر لیا ہے۔ اور اپنی انگلی اور جو اس سے ملتی ہے سے حلقہ بنایا۔ زینب نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ ہم میں نیک لوگ موجود ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں جبکہ مجرانی پھیل جائے گی۔ زہری سے روایت ہے کہ مجھ سے ہند بنت عارث نے بیان کیا کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جاگے تو فرمایا سبحان اللہ! کسی قدر خزانے نازل کئے گئے ہیں اور کس قدر فتنے نازل کئے گئے ہیں۔

۳۳۷۱۔ شرح : فِرْعَانُ بِكسر الراء یعنی آپ خوف کی حالت میں بیدار ہوئے اور فرمایا اس شر میں عربوں کی خرابی ہوگی جو قریب آچکا ہے اور لشکر نکلیں گے جو عربوں سے لڑیں گے بعض علماء نے کہا اس شر سے مراد وہ فتنے ہیں جو عربوں میں واقع ہوئے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ہونا اور کربلا کے دل سوز واقعات۔ جو مسلمانوں کے دلوں کو گھائل کرتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا جوج و ما جوج کی دیوار کا سوراخ دیکھا جو دو انگلیوں کے حلقہ کے برابر کھل چکا تھا وہ فتنوں کے ظہور کی علامت تھا۔ خبث سے مراد فسق و فجور اور معاصی ہیں یعنی جب لوگ بہت گناہ کرنے لگیں گے تو ان کی ہلاکت قریب ہوگی کیونکہ جب خبث کا غلبہ ہو جائے تو نیک لوگوں کی نیکیاں مغلوب ہو کر رہ جاتی ہیں اور وہ مؤثر نہیں رہیں لہذا یہ حدیث ہم قوم لا یشقی جلیسہم کے منافی نہیں۔ واللہ اعلم!

۳۳۷۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الْأَوْسِيُّ ثنا اِبْرَاهِيمُ عَنْ
صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَابْنِ سَلَمَةَ
ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَاهُ رِيَّةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَتَكُونُ فِتْنٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ
الْمَاشِي وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي مَنْ يُشْرِفْ لَهَا تُشْرِفْ
وَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ وَعَنْ ابْنِ شَهَابٍ ثَنِي أَبُو بَكْرٍ
ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُطِيعٍ بْنِ الْأَسْوَدِ

۳۳۷۰ — ترجمہ : عبد الرحمن بن ابی صغصعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوسعید
خدری رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں سے محبت رکھتے ہو اور اُن کو پالتے ہو تم ان
کی نگہداشت کرتے رہو اور ان کی بیماری کا بھی خیال رکھو کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے
ہوئے سنا ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ اس میں مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی۔ ان کو پہاڑوں
کی چوٹیوں میں یا پانی برسنے کی جگہوں میں لے جائے گا اور اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لئے بھاگ نکلتے گا
مشوحر : رِغَامُ بَكْرٍ الرَاءِ جو بکری کے ناک سے نکلے۔ یہ ایک بیماری
ہے جس سے بکریوں کے ناکوں سے کچھ بہتا رہتا ہے۔ رِغَامُ

۳۳۷۰ — کی جگہ ”رِغَامَةُ“ بھی پڑھا گیا ہے اس کا معنی بکریوں کا چروانا ہے۔ جیسے قاضی کی جمع مد قضاة ہے۔
شَعْفٌ ”شَعْفَةُ“ کی جمع ہے۔ س کا معنی پہاڑ کی چوٹی ہے۔ لفظ ”أَوْ“ شک کے لئے شَعْفُ کے عین کی حرکت
یا سکون میں شک ہے۔ شین اور سین میں شَعْفٌ کا معنی کھجور کی شاخ ہے۔ بچے کے سر میں پھنسیوں کو
بھی شَعْفُ کہا جاتا ہے (حدیث ۱۸ کی شرح دیکھیں)

۳۳۷۱ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا عنقریب فتنے ہوں گے ان میں بیٹھنے والا کھڑا ہونے والے
سے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا اور جو کوئی پناہ کی

جگہ پائے وہ وہاں چلا جائے (وہاں پناہ لے لے) ابن شہاب سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا
مجھے ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث نے عبد الرحمن بن مطیع بن اسود سے بیان کیا انھوں نے نوفل بن معاویہ

عَنْ قَوْفَلِ بْنِ مَعَاوِيَةَ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ هَذَا إِلَّا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ
 يَزِيدُ مِنَ الصَّلَاةِ صَلَاةً مِنْ فَائِزَةٍ فَكَانَ ثَمَا وَتَرَاهُ لَهُ وَمَالَهُ
 ۳۳۷۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا سَفِينٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ
 زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 سَتَكُونُ أَثَرَةٌ وَأُمُورٌ تُشْكِرُونَهَا قَالُوا
 يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ تَوَدُّونَ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْكُمْ وَتَسْأَلُونَ
 اللَّهَ الَّذِي لَكُمْ

سے ابو ہریرہ کی اس حدیث کی طرح بیان کیا مگر ابو بکر نے یہ اضافہ کیا کہ نمازوں میں سے ایک نماز ہے جس سے
 وہ فوت ہو جائے گویا کہ اس کے اہل و اولاد اور مال و دولت لوٹ لئے گئے

۳۳۷۱ — شرح : "يُشْرِفُ" اِشْرَافٌ سے مضارع ہے اس کا معنی ہے کسی کی طرف
 جھانکنا اور اس کے سامنے کھڑا ہونا تَشْرِفٌ، بھی پڑھا گیا ہے اس
 تقدیر پر یہ تفعل کی ماضی ہے۔ مسلم نے یہی روایت کی ہے۔ "تَشْتَشْرِفُ"، اس پر غلبہ کر لے گا اور اسے
 ہلاک کر دے گا۔ "كَلْبًا"، پناہ لینے کی جگہ۔ اس حدیث میں مستقبل میں ہونے والے واقعات کی خبر ہے۔ یہ
 نبوت کی علامت ہے۔ اس حدیث میں فتنوں سے دور بھاگنے اور ان سے علیحدہ رہنے کی ترغیب ہے اور
 اگر کوئی ان کے قریب ہو تو ان کے شر کی لپیٹ میں آجائے گا

۳۳۷۲ — ترجمہ : ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ عنقریب دوسروں کو تم پر ترجیح دی جائے گی اور ایسے
 امور ہوں گے جنہیں تم بُرا جانو گے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہمیں حکم دیتے ہیں فرمایا جو حق تم
 پر ہے اس کو ادا کرتے رہو اور جو تمہارا حق ہے وہ اللہ سے مانگو !

۳۳۷۲ — شرح : "أَثَرَةٌ" میں ہمزہ اور ثاء مفتوح ہیں اور ہمزہ کو مضموم اور ثاء کو
 ساکن بھی پڑھا جاتا ہے۔ یعنی اموال مشترکہ میں کسی ایک کو ترجیح
 دینا۔ حق سے مراد حاکم کی تابعداری کرنا اور اس کے خلاف علم بغاوت بلند نہ کرنا ہے۔ یہ حدیث نبوت
 کی واضح دلیل ہے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مستقبل میں یوں ہوگا کہ تمہارے حقوق کا

۳۳۷۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ ثَنَا أَبُو مَعْرِ اسْمَعِيلُ
 ابْنُ اِبْرَاهِيمَ ثَنَا ابُو اسَامَةَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ عَنْ اَبِي زُرْعَةَ
 عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْلِكُ
 النَّاسُ هَذَا الْحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ قَالُوا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ لَوْ أَنَّ النَّاسَ
 اعْتَرَلُوهُمْ وَقَالَ فَحُمُودُ ثَنَا ابُو دَاوُدَ اَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ سَمِعْتُ
 اَبَا زُرْعَةَ ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ
 عَنْ حَدِّهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَابِي هُرَيْرَةَ فَسَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ
 يَقُولُ سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمُصَدِّقَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هَلَاكُ
 أُمَّتِي عَلَى يَدَيِ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ غِلْمَةٌ قَالَ اَبُو هُرَيْرَةَ
 اِنْ شِئْتُ اَنْ اُسَمِّيَهُمْ بَنِي فُلَانٍ وَبَنِي فُلَانٍ

۳۳۷۳ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو قریش کا یہ قبیلہ ہلاک کرے گا۔
 صحابہ نے کہا پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش کہ لوگ ان سے علیحدہ
 رہتے۔ محمود نے کہا ہمیں ابو داؤد نے خبر دی کہ شعبہ نے ابو التیاح سے بیان کیا کہ انہوں نے کہا
 میں نے ابو زرعہ سے سنا۔

عمر بن یحییٰ بن سعید اموی نے اپنے دادا سعید اموی سے روایت کی انہوں نے کہا میں مروان
 اور ابو ہریرہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو میں نے ابو ہریرہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے صادق مصدق جناب
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری اُمت کی ہلاکت قریش کے نو عمر لڑکوں کے ہاتھوں
 سے ہوگی۔ مروان نے کہا نوجوانوں کے ہاتھوں سے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تو چاہتا ہے تو میں ان کے
 نام ذکر کئے دیتا ہوں وہ فلاں فلاں کے بیٹے ہوں گے۔

۳۳۷۳ - ۳۳۷۴ — شرح : اس حدیث میں مغیبات کی خبر ہے جو نبوت کی دلیل ہے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خبر دی اسی طرح ہی سنوا۔ حدیث میں لوشہ ط کے لئے ہے اس کی جزاء محذوف ہے یعنی اگر لوگ ان سے علیحدہ ہیں تو ان کے بہتر ہوگا یہ بھی ممکن ہے کہ مد لو، نعمتی کے لئے ہو یعنی کاش لوگ ان سے علیحدہ رہتے۔ اس تقدیر پر جزا کی احتیاجی نہ ہوگی! قال محمود، سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ ابوالتیاح کا ابوذر عہ سے سماع ثابت ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صاوق ہیں کہ کفار و مشرک بھی آپ کی سچائی کے قائل تھے۔ وہ آپ کو سچا ہی کہتے تھے۔ آپ مصدوق ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی تصدیق کرتا ہے اور لوگ بھی آپ کی تصدیق کرتے تھے جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریش کے نوجوانوں کے ہاتھوں یہ امت ہلاک ہوگی تو مروان نے تعجب کرتے ہوئے کہا کہ کیا نوجوان اس امت کو ہلاک کریں گے؟۔ یہ سن کر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تو چاہتا ہے تو میں ان کے نام بتا دیتا ہوں۔ اور میں کہتا ہوں کہ وہ فلاں فلاں کے بیٹے ہوں گے۔ ہلاکت سے مراد یہ ہے کہ بنو امیہ کے نوجوان وہ کام کرنے لگیں گے جو لوگوں کی ہلاکت کے اسباب ہوں گے اور ان کے باعث ان میں جنگ و جدال ہوگا اور امت سے مراد اس وقت کے موجود لوگ ہیں یا ان کے قرب و جوار کے لوگ ہیں قیامت تک ہونے والی ساری امت مراد نہیں۔

علامہ کربانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان کے نام جانتے تھے۔ کتاب الفتن میں اس روایت پر کچھ اضافہ ذکر کیا ہے کہ عمر بن ابیہ نے کہا میں اپنے دادا کے ساتھ بنی مروان کے پاس گیا جبکہ وہ ملک شام پر قابض ہو چکے تھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ نوجوان لڑکے تھے جو شام کے مالک تھے۔

ابن ابی شیبہ نے ذکر کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بازار میں چلتے تو کہا کرتے تھے اسے اللہ مجھے ساٹھوں سال دیکھنا نصیب نہ ہو۔ اور نہ ہی میں بچوں کی امارت دیکھوں۔ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا کہ اس کلام میں یہ اشارہ ہے کہ ان نوجوانوں کی ابتداء ساٹھویں سال میں ہوگی اور ہوا بھی ایسا ہی جو ابوہریرہ نے کہا تھا۔ کیونکہ اس سال یزید بن معاویہ ملک شام میں امیر بن گیا۔ اور چونکہ ہجری تک زندہ رہ کر مر گیا۔ پھر اس کے بعد اس کا بیٹا امیر بنا اور چند ماہ بعد وہ بھی مر گیا۔

علامہ طبری نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ بنو امیہ کے نوجوان آپ کے منبر پر ناچتے ہیں۔

اور قرآن کریم کی اس آیت: وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ الْآفِتْنَةَ لِلنَّاسِ کی تفسیر میں ذکر کیا گیا ہے کہ سید عالم صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ حکم کی اولاد آپ کے منبر شریف پر باری باری آتے جاتے ہیں جیسے بچے کھیتے ہیں (قسط لانی)

۳۳۷۵ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى ثَنَا الْوَلِيدُ ثَنَا ابْنُ
 جَابِرٍ ثَنَا بُسْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَضْرَمِيُّ ثَنَا أَبُو ذَرٍّ رِيسُ الْخَوْلَانِيِّ
 أَنَّهُ سَمِعَ حَدِيثَ يَفَّةَ بْنِ أَلِيمَانَ يَقُولُ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ فَخَافَهُ أَنْ
 يُدْرِكَنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرِّ فَجَاءَنَا اللَّهُ
 بِهَذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ
 ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مِنْ أَجَابِهِمْ
 إِلَيْهَا قَدْ قُوَّةٌ فِيهَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صِفْهُمْ لَنَا فَقَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا
 وَيَتَكَلَّمُونَ بِالسِّنِّتِنَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ قَالَ تَلَزَمُ
 جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ
 قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرْقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَصَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى
 يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ

۳۳۷۵ — ترجمہ : بُسْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَضْرَمِيُّ نے بیان کیا کہ مجھے ابو ذر ریس خولانی نے
 بتایا کہ انہوں نے حَدِیثِ یَفَّةَ بْنِ أَلِيمَانَ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ لوگ جاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق
 پوچھا کرتے تھے اور میں آپ سے شر کے بارے میں پوچھتا تھا اس خوف کے باعث کہ کہیں وہ مجھے پانہ لے۔
 میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم جاہلیت اور شر میں مبتلا تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس خیر سے سرفراز کیا۔
 کیا اس خیر کے بعد شر آئے گا آپ نے فرمایا ہاں! میں نے عرض کیا : یا رسول اللہ! کیا اس شر کے بعد خیر
 آئے گی آپ نے فرمایا ہاں لیکن اس میں کچھ کہ دو تیس ہوں گی میں نے عرض کیا وہ کدو تیس کیا ہوں گی؟ آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ ہیں گے جو میری طریقے کے خلاف طریقے بنائیں گے تم ان میں اچھی اور بُری چیزیں
 دیکھو گے۔ میں نے عرض کیا کیا اس بھلائی کے بعد بدی ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں! جہنم کے دروازوں کی طرف

۳۳۷۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ
عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ تَعْلَمُ أَصْحَابِي الْخَيْرَ
وَتَعْلَمْتُ الشَّرَّ

۳۳۷۷ — حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ
أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُوا السَّاعَةَ حَتَّى تُقْتَلَ فِتْنَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ

بکھانے والے ہوں گے جو ان کی بات مانیں گے ان کو وہ دوزخ میں پھینک دیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں ان کی وصف بیان فرمادیجئے۔ آپ نے فرمایا وہ لوگ ہماری قوم سے ہوں گے اور ہماری زبان میں باتیں کریں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر وہ وقت ہمیں پالے تو آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں آپ نے فرمایا تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو لازم پکڑو! میں نے عرض کیا اگر مسلمانوں کی جماعت اور امام نہ ہو تو میں کیا کروں، آپ نے فرمایا تم ان تمام فرقوں سے علیحدہ رہو۔ اگرچہ تمہیں درخت کی جڑ میں پناہ لینی پڑے حتیٰ کہ تمہیں موت پالے اور تم اسی حال میں ہو!

۳۳۷۵ — شرح : دَخْنٌ بفتح الدال والخاء ، دھواں ، یعنی بھلائی خالص نہ ہوگی ! لیکن اس میں کچھ کدورت ہوگی جیسے آگ کا دھواں ہوتا ہے۔

الْهَدْيُ "سیرت اور طریقہ" جلدتنا، یعنی عربی ہوں گے بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ ہماری جنس اور قوم میں سے ہوں گے۔ جلد کا معنی بدن کا چمڑا ہے جس میں رنگ ظاہر ہوتا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہ "دَخْنٌ" سے مراد یہ ہے کہ ان میں ایک دوسرے کے دل صاف نہ ہوں گے۔ اور ان میں صفائی کبھی نہ پائی جائے گی۔ قاضی نے ذکر کیا کہ بُرائی کے بعد بھلائی حضرت عمر بن عبد العزیز کا زمانہ ہے۔ ان لوگوں میں اچھی اور بُری چیزیں ہوں گی ان میں سے بعض بدعت کی طرف بلائیں گے اور بعض لوگوں کو گمراہ کریں گے جیسے خارجی وغیرہ ہیں۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہنا چاہیے اور ان کے امام کی اطاعت کرنی چاہیے۔ جو کوئی مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ رہے گا۔ وہ شیطان کے نرغہ میں آجائے گا! واللہ اعلم!

۳۳۷۶ — ترجمہ : حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ساتھی بھلائی سیکھا کرتے تھے اور میں بُرائی سیکھا کرتا تھا۔

۳۳۷۷ — ترجمہ : ابوسلمہ نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ

۳۳۷۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ
 أَنَا مَعْرُوفٌ هَمَّارٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتُلَ فِئَتَانِ فَتَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ
 دَعُوهُمَا وَاحِدَةٌ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَالُونَ
 كَذَّابُونَ قَرِيبًا ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ دو گروہوں میں جنگ ہوگی ان کا دعویٰ ایک ہی ہوگا!
 شرح : یعنی دونوں گروہوں میں سے ہر ایک گروہ یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ

۳۳۷۷ —

حق پر ہے اور اس کا مقابل باطل پر ہے لیکن نفس الامر میں ایک
 ہی گروہ حق پر ہوگا اور دوسرا مخالف گروہ حق پر نہ ہوگا لیکن وہ اس میں معذور و متصور ہوگا۔ کیونکہ دونوں
 گروہوں میں جنگ اجتہادی ہوگی ہر ایک گروہ کا سربراہ مجتہد ہوگا اور مجتہد جب حکم میں غلطی کرے تو وہ
 گنہگار نہیں ہوتا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجتہد جب درست فیصلہ کرے تو اسے دو گنا ثواب
 ملتا ہے اگر غلطی کرے تو بھی اسے ثواب ملتا ہے اگرچہ اسے دو گنا ثواب نہیں ملتا۔

اس حدیث میں بھی غیب کی خبر ہے اور جیسے آپ نے خبر دی تھی وہی ہوا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے
 کہا دو گروہوں سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی جماعت اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی
 ہیں۔ میدان صفین میں دونوں گروہوں کے درمیان جنگ ہوئی۔ جبکہ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ
 خلیفۃ المسلمین تھے۔ اور تمام اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ سب سے افضل تھے اور اپنے دعویٰ میں
 حق پر تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہو جانے کے بعد تمام اہل عقد و حل نے آپ کی بیعت کر لی تھی۔
 صرف اہل شام آپ کی بیعت کے خلاف تھے۔

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۳۳۷۸ —

فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ دو گروہ لڑیں گے اور ان میں عظیم
 جنگ ہوگی اور ان کا دعویٰ واحد ہوگا اور قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تینوں کے قریب جھوٹ بولنے والے دجال
 پیدا ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

۳۳۷۸ — شرح : جن دو گروہوں کے درمیان عظیم جنگ ہوگی! وہ حضرت علی المرتضیٰ

اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی جماعتیں ہیں۔ ان کے درمیان عظیم جنگ ہوئی تھی۔ ابن جوزی نے منتظم میں ابوالحسن براء سے روایت کی کہ صفین کی لڑائی میں پچھتر ہزار مسلمان شہید ہوئے جن میں سے پچیس ہزار اہل عراق سے اور پینتالیس ہزار اہل شام سے قتل ہوئے حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے پچیس وہ صحابہ کرام شہید ہوئے جو بدر کی جنگ میں حاضر ہوئے تھے۔ صفین میں ایک سو دس روز اقامت رہی اور اسی نوے واقعات ہوئے۔ ابن سیف سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا صفین میں نو یا سات ماہ اقامت رہی اور دونوں گروہوں میں شراب لڑائی ہوئی۔ زہری نے کہا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک قبر میں سچاس آدمی دفن کئے گئے تھے۔ (یعنی)

قیامت قائم ہونے سے پہلے تیس کذاب دجال پیدا ہوں گے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ان میں سے تین کو ذکر کیا اور وہ مسیلمہ کذاب، اسود غسی اور مختار ثقفی ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ان تیس میں سے طلحہ بن خویلد، سجاح تمیمیہ، حارث کذاب اور ایک جماعت بنی عباس کی خلافت میں ظاہر ہوئی۔ حدیث میں وہ لوگ مراد نہیں ہیں۔ جنہوں نے مطلقاً نبوت کا دعویٰ کیا ہے کیونکہ ایسے بے شمار انسان ہیں۔ کیونکہ ان میں بیشتر پاگل اور دیوانے بھی شامل ہیں جو اپنے آپ کو نبی کہتے تھے۔ بلکہ حدیث میں تیس وہ اشخاص ہیں جنہیں دنیاوی سطوت اور شوکت و دبدبہ حاصل تھا انھوں نے شیطان کی ترویج اور تسویل میں مبتلا ہو کر نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

مسیلمہ کذاب یمامہ میں اور اسود غسی یمن میں بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری زمانہ میں ظاہر ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے قبل اسود غسی کو قتل کر دیا گیا تھا جبکہ مسیلمہ کذاب کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قتل کیا گیا۔

طلحہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ظاہر ہوا پھر اس نے توبہ کر لی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسلمان فوت ہوا۔ سجاح نے بھی توبہ کر لی تھی۔

مختار بن علیہ اللہ ثقفی نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت کے اول وقت میں کوفہ پر غلبہ کر لیا پھر نبوت کا دعویٰ کیا اور گمان کیا کہ اس کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آتے ہیں اور تریسٹھ ہجری میں قتل ہو گیا۔

حارث عبدالملک بن مروان کی حکومت میں ظاہر ہوا اور قتل کر دیا گیا (یعنی)
واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۳۷۹ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
 أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ
 بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قَسَمًا
 أَنَاهُ ذُو الْخُوَيْرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 اْعْدِلْ فَقَالَ وَبِكَ وَمَنْ يْعْدِلُ إِذَا لَمْ اْعْدِلْ قَدْ خَبْتُ وَ
 خَسِرْتُ إِنْ لَمْ اَكُنْ اْعْدِلْ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْذَنْ لِي
 فِيهِ اَضْرِبْ عُنُقَهُ فَقَالَ لَهُ دَعُهُ فَإِنَّ لَهُ اَصْحَابًا يَحْقِرُ اَحَدُكُمْ
 صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرءُونَ الْقُرْآنَ
 لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْشُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْشِي السَّهْمُ مِنَ
 الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ اِلَى نُصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ اِلَى رِصَافِهِ
 فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ اِلَى نَضِيْبِهِ وَهُوَ قَدْحَةٌ فَلَا يُوجَدُ
 فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ اِلَى قُدْذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ

ترجمہ : ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ
 نے کہا ایک دفعہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 حضور حاضر تھے جبکہ آپ مال تقسیم فرما رہے تھے کہ آپ کے پاس ذوالخویرہ آیا جو قبیلہ بنی تميم سے
 ایک شخص تھا اس نے آتے ہی کہا یا رسول اللہ! انصاف کیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری خرابی
 ہو اگر میں نے انصاف نہ کیا تو کون انصاف کرے گا؟ تو نامراد خسارہ میں پڑ گیا۔ اگر میں انصاف نہ کروں
 حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" اس کے متعلق مجھے اجازت دیجئے
 میں اس کی گردن اڑا دوں آپ نے فرمایا اے عمر! اسے چھوڑو اس شخص کے ساتھی ہوں گے کہ تم میں سے
 کوئی اپنی نماز کو ان کی نماز کے سامنے حقیر جانے لگا اور اپنے روزے ان کے روزوں کی نسبت

الْفَرْثِ وَاللَّحْمِ أَتَيْهِمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ أَحْدَى عَصْدِيهِ مِثْلُ ثَلَاثِي
الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلِ الْبُضْعَةِ تَدَارِدُ وَيُخْرِجُونَ عَلَى حَيْنٍ فُرْقَةٍ مِنْ
النَّاسِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ
وَأَنَامَعَهُ فَأَمَرَ بِذَلِكَ الرَّجُلِ فَالْتَمَسَ فَأَتَى بِهِ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلَى
نَعْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي نَعْتُهُ

حقیر جانے گا وہ قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے
تیر شکار نے ہل جاتا ہے۔ اس کے پھرنے کی جگہ دیکھی جائے تو اس میں کوئی چیز معلوم نہ ہوگی اس کے پر
دیکھے جائیں تو ان میں کوئی شئی معلوم نہ ہوگی اس کے پر اور پھرنے کی جگہ کے درمیان کے مقام کو دیکھا جائے
تو اس میں کوئی شئی نظر نہ آئے گی۔ حالانکہ وہ گندگی اور خون سے ہو کر گزرا ہے۔ ان کی نشانی یہ ہے کہ ان
میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا ایک بازو عورت کے پستان کی طرح ہوگا یا گوشت کے ٹکڑے کی طرح ہوگا
جو پھڑکے گا۔ وہ اس وقت ظاہر ہوں گے جبکہ لوگوں میں اختلاف پیدا ہوگا! ابو سعید رضی اللہ عنہ نے
کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور میں گواہی
دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابی طالب نے ان سے جنگ کی تھی۔ جبکہ میں آپ کے ساتھ تھا۔ آپ نے اس
شخص کے متعلق حکم دیا تو اسے تلاش کر کے لایا گیا حتیٰ کہ میں نے اس کو اسی حال میں دیکھا جو بنی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس کا حال بیان فرمایا تھا۔

۳۳۷۹ — شرح : حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے یمن سے سونا بھیجا جسے

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار اشخاص میں تقسیم کیا تو
ذوالخویصرہ نے آتے ہی اعتراض کیا کہ اس تقسیم میں عدل و انصاف کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ ابو داؤد نے
اس کا نام نافع ذکر کیا ہے بعض نے اس کا نام حرقوص بن زہیر ذکر کیا ہے۔ علامہ سہیلی نے نافع کو ترجیح
دی ہے۔ اس کے جواب میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سارے جہانوں کے لئے
رحمت بھیجا ہے اور آپ عدل و انصاف کو قائم کرنے تشریف لائے ہیں اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ آپ نے
عدل نہیں کیا تو جو کوئی یہ اعتراف کرتا ہے کہ آپ کو نبی بھیجا گیا ہے اور اس کے باوجود وہ یہ کہے کہ آپ

نے انصاف نہیں کیا تو وہ خائب و خاسر ہے۔ کیونکہ انصاف نہ کرنے والا خائن ہے اور خائن کو اللہ تعالیٰ اچھا نہیں جانتا۔ چہ جائیکہ اس کو نبی و رسول مبعوث فرمائے لہذا حدیث کا معنی یہ ہے کہ اے اعتراض کرنے والے سمجھ پر میری اتباع واجب ہے اور اگر میں انصاف نہ کروں تو تو خسارے میں پھنس کر رہ گیا اسی لئے علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ معنی بیان کیا ہے کہ اگر میں نے عدل نہ کیا تو تو خائب و خاسر ہو گیا کیونکہ تو اس کی تابعداری کرتا ہے جو عدل و انصاف نہیں کرتا۔

یہ کلام سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس معترض کی گردن اڑا دوں کیونکہ نبی پر اعتراض کرنا اللہ کے غضب کو دعوت دینا ہے۔ اس بد بخت نے اللہ کے غضب کو دعوت دی ہے لہذا یہ واجب القتل ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی گردن مت اڑاؤ اس کے ساتھی ہیں جو صلوٰۃ و صوم کے پابند ہوں گے تم ان کے مقابلے پر اپنی نماز اور روزوں کو حقیر سمجھو گے لیکن اللہ ان کو قبول نہیں کرے گا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرنے سے منع فرمادیا حالانکہ آپ نے فرمایا اگر میں اس کو پاؤں گا تو ان کو قتل کر دوں گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب ان کی کثرت ہو جائے گی اور وہ مسلح ہو جائیں گے اور مسلمانوں سے تعرض کرنے لگیں گے تو ان کو قتل کرنا مباح ہو جائے گا اور ان کے قتل سے منع کرنے کے وقت یہ سبب موجود نہ تھا۔ اس لئے آپ نے قتل سے منع کر دیا (شرح السنۃ) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ان کا ظہور ہوا اور ان کی کثرت ہوئی تو انھوں نے ان سے جنگ کی حتیٰ کہ وہ کثیر تعداد میں قتل ہوئے امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عمر فاروق نے کہا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے میں اس منافق کو قتل کروں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاذ اللہ، لوگ یہ باتیں کریں گے کہ میں اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتا ہوں۔ اسماعیل نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو اس لئے قتل نہ کیا کہ اس نے وہ چیز ظاہر نہ کی تھی جس کے باعث اس کو قتل کرنا ضروری ہوتا اور اگر ایسے شخص کو قتل کر دیا جس کا ظاہر لوگوں کی نظر میں اچھا ہو اور ابھی اسلام کو استحکام بھی نہ ہوا ہو اور نہ ہی لوگوں کے دلوں میں اسلام، راسخ ہوا ہو تو ان حالات میں ایسے شخص کو قتل کرنا اسلام سے نفرت کا سبب بننے کا احتمال تھا۔ اس لئے آپ نے اس کو قتل کرنے سے روک دیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب انھوں نے اپنی رائے کو ظاہر کیا اور مسلمانوں کی جمعیت سے خروج کیا اور امام الوقت کی مخالفت کی اور مسلمانوں سے جنگ کرنے کی قدرت حاصل کر لی تو ان سے جنگ ترک کرنا جائز نہ تھا۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کر کے ان کی قوت کا خاتمہ کیا اگر سوال پوچھا جائے کہ منازمی میں عبدالرحمن بن ابی نعیم نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے قتل کی اجازت چاہی میرے خیال میں وہ خالد بن ولید تھے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ خالد بن ولید نے اس کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں

میں سے ہر ایک نے قتل کی اجازت طلب کی تھی۔ چنانچہ مسلم کی ایک روایت سے اس کی تائید ملتی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں اس کی گردن نہ اڑاؤں؟ تو آپ نے فرمایا ایامت کریں پھر وہ شخص چلا گیا تو حضرت خالد بن ولید اٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں اس کی گردن اڑاؤں؟ ان کو بھی آپ نے منع فرما دیا۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں ذکر کیا اس سے واضح ہوتا ہے کہ دونوں نے اس کے قتل کی اجازت چاہی تھی۔ لیکن اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خالد بن ولید کو یمن بھیجا گیا تھا ان کے بعد حضرت علی کو یمن بھیجا اور جو سونا تقسیم ہوا تھا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھیجا تھا جیسا کہ ابوسعید کی حدیث میں ہے جبکہ خالد بن ولید یمن میں تھے تو ان کا قتل کی اجازت طلب کرنا غیر مفہوم ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب یمن پہنچے تھے تو خالد بن ولید وہاں سے واپس مدینہ منورہ آگئے تھے۔ اس کے بعد حضرت علی نے سونا بھیجا تھا جسے چار اشخاص میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم کیا تو خالد اس وقت موجود تھے۔

قولہ فان لم اصحابا یحقر احدکم الخ طبری نے عاصم بن شمیم کے ذریعہ ابوسعید سے روایت کی کہ وہ تم اپنے اعمال کو ان کے اعمال کے مقابلہ میں حقیر جانو گے عاصم نے ان کی وصف بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہ دن میں روزے سے ہوں گے اور رات میں نمازیں پڑھیں گے۔ طبرانی نے ابن عباس کے خوارج سے مناظرہ کے واقعہ میں ذکر کیا کہ ابن عباس نے کہا میں خوارج کے پاس گیا میں نے ان لوگوں جیسا اعمال میں کوشش کرتے کسی کو نہیں دیکھا۔ فان لہ، میں فاء تعلیل کے لئے نہیں بلکہ تعقیب اخبار کے لئے ہے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو چھوڑو پھر اس کے بعد ان کا واقعہ ذکر کیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کریم ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا یعنی اللہ تعالیٰ ان کی قرأت قبول نہیں کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے اعتقاد کو جانتا ہے یا وہ قرآن کے مقتضی کے مطابق عمل نہیں کرتے اس لئے ان کو کچھ ثواب حاصل نہ ہوگا قرآن کریم صرف ان کی زبانوں پر ہوگا اور حلق سے نیچے نہ اترے گا چہ جائیکہ ان کے دلوں میں اترے اور جب تک قرآن کریم دل میں راسخ نہ ہو اس کا تعقل اور تدبیر مفقود ہو جاتا ہے حالانکہ مقصود یہ ہے۔ قولہ یرقون آہ یعنی وہ دین اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے اور انھیں دین اسلام سے کچھ حاصل نہ ہوگا اس حدیث سے ان لوگوں نے خوارج کے کفر پر استدلال کیا ہے لیکن اگر دین سے مراد امام کی اطاعت ہو تو استدلال تمام نہ ہوگا جیسا کہ علامہ خطابی نے کہا ہے ابو بکر بن عربی نے شرح ترمذی میں خوارج کے کفر کی تصریح کی ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اسلام سے نکل جائیں گے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خوارج کے اسلام سے نکلنے کو تیر سے تشبیہ دی ہے جو شکار میں داخل ہو کر اس سے نکل جاتا ہے اور تیزی سے نکل جانے کے سبب شکار کے جسم سے تیر کو خون اور غلاظت وغیرہ میں سے کچھ نہیں لگتا۔ ایسے ہی خوارج اگرچہ قرآن پڑھیں گے نماز اور روزے کریں گے لیکن ان سے انہیں کچھ ثواب حاصل نہ ہوگا درصاف وہ پٹھ ہے

۳۳۸۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا سَفِينٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ
 نَجِثَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَنْ أَحْرَمَنَّ السَّمَاءَ أَحَبُّ إِلَيَّ
 مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ
 خُدْعَةٌ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَأْتِي فِي آخِرِ
 الزَّمَانِ قَوْمٌ حَدَثَاءُ الْأَسْنَانِ سَفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ
 قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمُرُّونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمُرُّ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ
 لَا يُجَاوِزُ إِيْمَانَهُمْ حَاجِرَهُمْ فَإِنَّمَا الْقِيَمَةُ قَتَلُوهُمْ فَإِنَّ
 قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

جس سے رستی بنائی جاتی ہے۔ اور اسے تیر کے بھلے کو سوراخ میں داخل کرنے کی جگہ پر لپیٹا جاتا ہے
 نصی، تیر کی لکڑی۔ قَدْز، قذہ کی جمع ہے۔ تیر کا پیر، قولہ یَخْرُجُونَ عَلَى فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ، یعنی حضرت
 علی اور ان کے ساتھیوں میں جب اختلاف ہوگا تو ان میں ایک گروہ حضرت علی کے ساتھیوں میں سے نکل
 جائے گا اور انہیں حضرت علی قتل کریں گے جو حق پر ہوں گے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوارج سے
 جنگ کی اور ان کو عبرتناک شکست دی۔ اور ذوالحویصرہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا
 تھا کو لاشوں کے نیچے سے مرا ہوا نکالا گیا تھا۔ اس حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ واضح ہوتا
 ہے کہ امت کا باہم اختلاف ہوگا اور ان کے دو گروہ بن جائیں گے پھر ان میں لڑائی ہوگی اور اس لڑائی
 میں وہ شخص قتل ہوگا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا تھا۔

صحیحین میں اس شخص کی یہ علامت مذکور ہے کہ اس کے پیروکاروں نے سر منڈائے ہوں گے اور پا جائے
 پنڈلیوں پر اونچے اٹھائے ہوں گے۔ اس کی تفصیل کتاب المغازی میں مذکور ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز !
 ترجمہ : سُوید بن غفلہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
 کہا جب میں تمہارے سامنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

۳۳۸۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ثَنَا يَحْيَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ
ثَنَا قَيْسٌ عَنْ خَبَابِ بْنِ الْأَرْتِ قَالَ شَكَوْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْنَا أَلَا تَسْتَنْصِرُنَا أَلَا
تَدْعُو اللَّهَ لَنَا قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيهِمْ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ
فَيُجْعَلُ فِيهَا فَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِأَثْنَيْنِ
وَمَا يَصُدُّهُ عَنْ دِينِهِ وَيُمَشِّطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ

حدیث بیان کروں تو آسمان سے گر پڑنا مجھے زیادہ پسند ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹا بہتان باندھوں اور جب میں تم سے وہ باتیں کروں جو میرے اور تمہارے درمیان دائر میں تو یقیناً لڑائی دھوکہ ہے۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آخر زمانہ میں نو عمر بیوقوف لوگ ہوں گے جو ساری مخلوق سے بہتر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کریں گے۔ وہ اسلام سے ایسے نکلے ہوں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ ان کا ایمان ان کے خلق سے نیچے نہ اترے گا تم انہیں جہاں بھی پاؤ ان کو قتل کر دو کیونکہ قیامت کے دن اس شخص کے لئے بڑا ثواب ہے جو انہیں قتل کرے گا۔

۳۳۸۰ — شرح : حَدَّثَنَا عَنْهُ ، بضم الخاء وفتحها وكسرها اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑائی میں جھوٹ بولنا مباح ہے لیکن تعریض پر اختصاً

کرنا افضل ہے۔ آخر زمانہ میں خوارج پیدا ہوں گے جو نو عمر اور بیوقوف ہوں گے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت حدیثیں بیان کریں گے اور وہ تحکیم کے معاملہ میں یہ کہیں گے کہ حکم صرف اللہ کا ہے اور ان کی زبانون پر یہ کلمہ ہوگا۔ اِنْ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ، یہ کلمہ تو حق ہے لیکن انہوں نے اس سے باطل ارادہ کیا ہے۔ بظاہر حدیث کا معنی یہی ہے کہ خارجیوں کو قتل کرنا واجب ہے۔ (حدیث ۲۳۷۹ میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔)

۳۳۸۱ — ترجمہ : خباب بن ارت نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور یہ شکایت عرض کی جبکہ آپ کعبہ کے سایہ میں چادر

اڑھے تشریف فرما تھے۔ ہم نے عرض کیا آپ ہمارے لئے مدد کیوں نہیں طلب کرتے اور اللہ تعالیٰ سے

لَحْظِهِ مِنْ عَظَمٍ أَوْ عَصَبٍ وَمَا يَصُدُّكَ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ وَاللَّهُ
 لَيَتَمَنَّيَ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَسِيرَ الرَّكَّابُ مِنْ صُنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ
 لَا يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ أَوِ الذُّبَّ عَلَى غَنَمِهِ وَلَكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ
 ۳۳۸۱ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ
 أَنَا بْنُ عَوْنٍ أَنبَأَنِي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ

ہمارے لئے دُعا کیوں نہیں فرماتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے بعض لوگ ایسے تھے کہ ان کے
 لئے زمین میں گڑھا کھودا جاتا تھا۔ پھر آرا لایا جاتا اور اس کے سروں پر رکھا جاتا اور ان کے دو ٹکڑے کر
 دیئے جاتے پس یہ عذاب ان کو اپنے دین سے نہ روکتا تھا اور لوہے کی کنگھیاں ان کے گوشت کے نیچے
 اور ہڈیوں یا پٹھوں پر کی جاتی تھیں اور یہ عمل ان کو ان کے دین سے نہ روکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اسلام کو
 کامل کرے گا حتیٰ کہ کوئی ایک سوار صنعا سے حضر موت تک چلے گا اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا یا
 اسے بھیڑیے کا بکریوں پر ڈر ہوگا لیکن تم نے تو عجلت کرنا شروع کر دی ہے۔

۳۳۸۱ —

شرح : یعنی تم جلدی مت کرو تم سے پہلے ایسے لوگ تھے جنہوں نے سخت
 مصائب برداشت کئے ہیں بھگواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا ان کے
 جسموں پر لوہے کی کنگھیاں کی گئیں جو ان کے گوشت کو ہڈیوں اور اعصاب سے جدا کر دیتی تھیں اس کے باوجود
 انہوں نے صبر کیا اور وہ اپنے دین پر مستحکم رہے اور اس عمل نے ان کو دین سے نہ روکا۔ جناب سالت ماب
 صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس لئے بیان فرمایا کہ وہ کفار کی اذیتوں پر صبر کریں کیونکہ ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا
 کہ مسلمانوں کو کفار سے کسی قسم کا ڈر خطرہ نہ ہوگا اور وہ امن و امان کی حالت میں جہاں چاہیں سفر کریں گے
 ان کے دلوں میں صرف اللہ کا خوف ہوگا۔ واللہ ورسولہ اعلم !

۳۳۸۲ —

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ثابت بن قیس کو گم پایا تو ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ!
 میں اس کی خبر لاتا ہوں۔ وہ ان کے پاس گیا اور انہیں اپنے گھر میں اس حال میں پایا کہ وہ سر جھکائے ہوئے
 بیٹھے ہیں۔ کہا بتائیے کیا حال ہے؟ ثابت بن قیس نے کہا بُرا حال ہے۔ وہ اپنی آواز کو جناب رسول اللہ

أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عَلَيْهِ فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ مِنْكَسَّرًا أَسْفَهُ
فَقَالَ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ شَرُّكَ كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَإِنِّي
الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَّابًا وَقَالَ مُوسَى بْنُ أَنَسٍ فَرَجَعَهُ الْمَرَّةَ
الْأُخْرَى بِبَشَارَةِ عَظِيمَةٍ فَقَالَ أَذْهَبُ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ إِنَّكَ لَسْتَ
مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَلَكِنْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ

صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند کرتا تھا۔ اس کے اعمال برباد ہو گئے ہیں۔ اور وہ دوزخی ہو گیا ہے۔ وہ شخص
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کیا کہ ثابت بن قیس نے ایسا ایسا
کہا ہے۔ موسیٰ بن انس نے کہا وہ شخص دوبارہ عظیم خوشخبری لے کر لوٹا آپ نے اسے فرمایا کہ ثابت کے پاس
جاؤ اور اسے کہو تو دوزخی نہیں بلکہ تو جنتی ہے

شرح : ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے خطیب تھے۔ وہ طبعاً جہور الصوت تھے۔ ان کی آواز

بلند تھی جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل کی کہ اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو
اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عملی اکارت
نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو، تو ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ گھر میں بیٹھ گئے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
کی مجلس شریف میں حاضر ہونے سے رک گئے کچھ وقت گزر جانے کے بعد آپ نے فرمایا ثابت بن قیس کئی روز
سے نظر نہیں آئے تو حضرت سعد بن معاذ نے عرض کیا میں اس کی خبر لاتا ہوں۔ جب ثابت بن قیس کو گھر میں نہ گون
پایا اور حالات سے آگاہی پائی تو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا وہ
دوزخی نہیں بلکہ جنتی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جن حضرات کو جنت کی خوشخبری دی گئی ہے ان کی تعداد دس
ہے جنہیں عشر مبشرہ کہا جاتا ہے اور ثابت بن قیس کے لئے جنت کی خوشخبری کی تقدیر پر دس سے زائد ہو جاتے ہیں
اس کا جواب یہ ہے کہ ایک عدد کی تخصیص زائد عدد کی نفی پر دلالت نہیں کرتی اور عشرہ مبشرہ سے مراد وہ
حضرات صحابہ کرام ہیں جنہیں ایک مجلس میں ایک وقت جنت کی خوشخبری دی گئی تھی چنانچہ امامان حسن و حسین
رضی اللہ عنہما کو جنت کے نوجوانوں کا سردار فرمایا اور امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کو جنت کی خوشخبری دی اور

۳۳۸۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ شَاعِنُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
 ابْنِ إِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ قَرَأَ جُلُّ
 الْكَهْفِ وَفِي الدَّارِ آيَةٌ فَجَعَلْتُ تَنْفِرُ فَلَمْ فَإِذَا ضَبَابَةٌ أَوْ
 سَحَابَةٌ غَشِيَتْ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اقْرَأْ
 فَلَا نَ فَانْهَا السَّكِينَةُ نَزَلَتْ لِلْقُرْآنِ أَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ

سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا کو جنت کی عورتوں کا سردار فرمایا۔ الحاصل ہے شمار حضرات کو جنت کی خوشخبری می
 گئی ہے اور یہ عشرہ مبشرہ کی حدیث کے منافی نہیں یا حدیث کا معنی یہ ہے کہ ایک مجلس میں جنہیں جنت کی
 خوشخبری دی گئی دس صحابہ تھے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جنتیوں اور
 دوزخیوں کے احوال پر مطلع ہیں اور ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو جنت کی خوشخبری دی اور فرمایا کہ وہ نیک
 زندہ رہیں گے اور شہید فوت ہوں گے چنانچہ پیامہ کی جنگ میں وہ ثابت قدم رہے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔
 یہ حدیث نبوت کی دلیل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ابواسحاق سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے براہین عازب
 رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ایک شخص نے سورہ کہف پڑھی اور
 گھر میں ایک جانور تھا اُس نے بدکنا شروع کیا تو اُس نے سلامتی کی دُعا کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ بادل کا ٹکڑا
 اس پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اے فلاں پڑھے
 جا وہ سکینہ ہے جو قرآن کریم کی وجہ سے نازل ہوا تھا۔

۳۳۸۳ — شرح : سَلَامٌ کا معنی ہے سلامتی کی دُعا کی جیسے کہا جاتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ
 یا معاذ اللہ کے سپرد کیا یا اس کے حکم سے راضی ہو گیا یا سلام علیک
 کہا اور ضَبَابَةٌ "وہ بادل ہے جس میں بارش نہ ہو۔ سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے فلاں پڑھتے جا واد
 قرآن کی تلاوت کرتے رہو اور بکثرت قرآن پڑھو اور رحمت کے نزول کو غنیمت سمجھو جو قرآن کی تلاوت کے وقت
 نازل ہوتا ہے ضبابہ کے معنی میں مختلف اقوال ہیں اس کا معنی سکینہ ہے بعض نے کہا یہ ہوا جیسی کوئی شے ہے جس کا
 چہرہ انسان کے چہرہ سا ہے۔ بعض نے کہا یہ فرشتے ہیں اور مختار یہ قول ہے کہ یہ ایک مخلوق شے ہے جس میں طاقت
 اور رحمت ہے اُس کے ساتھ فرشتے ہوتے ہیں۔ جو قرآن کریم سنتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ

۳۳۸۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَزِيدَ
 ابْنِ إِبْرَاهِيمَ أَبُو الْحَسَنِ الْحَرَّاقِيُّ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ ثَنَا أَبُو اسْحَاقَ
 قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ جَاءَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى أَبِي فِي
 مَنْزِلِهِ فَأَشْتَرَى مِنْهُ رَجُلًا فَقَالَ لِعَازِبٍ ابْعَثْ ابْنَكَ يَحْمِلُهُ
 مَعِيَ قَالَ فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ وَخَرَجَ أَبِي يَنْتَقِدُ ثَمَنَهُ فَقَالَ لَهُ أَبِي
 يَا أَبَا بَكْرٍ حَدِّثْنِي كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِينَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ أَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْغَدِ حَتَّى قَامَ
 قَائِمُ الظَّهِيرَةِ وَخَلَا الطَّرِيقُ لَا يَمُرُّ فِيهِ أَحَدٌ فَرَفَعْتُ لَنَا صَخْرَةً طَوِيلَةً
 لَهَا ظِلٌّ لَمَتَاتٍ عَلَيْهِمَا الشَّمْسُ فَزَلْنَا عِنْدَهُ وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانًا بِيَدَيَّ يَنَامُ عَلَيْهِ وَبَسَطْتُ عَلَيْهِ قُرْآنَهُ
 وَقُلْتُ نَمَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَأَنَا أَنْفُضُ لَكَ مَا حَوْلَكَ فَنَامَ وَخَرَجْتُ
 أَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ فَإِذَا أَنَا بِرَأْسِ مُقْبِلٍ بِغَنَمِهِ إِلَى الصَّخْرَةِ يُرِيدُ

پڑھتے وقت سینکنت نازل ہوتی ہے اور اللہ کی رحمت قاری کو ڈھانپ لیتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!
 ترجمہ: ابو اسحاق نے بیان کیا کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما
 ۳۳۸۴ — کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے باپ
 عازب کے گھر تشریف لائے اور ان سے ایک کچاوہ خریدی اور ان سے فرمایا کہ اپنے بیٹے کو بھیجو کہ وہ میرے
 ساتھ اس کو اٹھا کر لے چلے۔ براء نے کہا میں نے ان کے ساتھ کچاوہ اٹھایا اور میرے والد ماجد اس کی قیمت
 لینے گئے تو ان سے میرے باپ نے کہا اے ابوبکر مجھے بتائیں کہ جب آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے ساتھ ہجرت کو چلے تھے تو تمہارے ساتھ کیا گزری تھی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم رات بھر
 چلتے رہے اور دوسرے دن بھی چلتے رہے حتیٰ کہ دوپہر ہو گئی اور راتے خالی ہو گئے ان میں کوئی بھی چلنے والا

مِنْهَا مِثْلَ الَّذِي أَرَدْنَا فَقُلْتُ لَهُ لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ لِرَجُلٍ
 مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ أَوْ مَكَّةَ قُلْتُ أَفِي غَنَمِكَ لَبَنٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ
 أَفَتَحْلِبُ قَالَ نَعَمْ فَأَخَذَ شَاةً فَقُلْتُ أَنْفِضِ الضَّرْعَ مِنَ التُّرَابِ
 وَالشَّعْرَ وَالْقَذَى قَالَ فَرَأَيْتُ الْبَرَاءَ يُضْرِبُ أَحَدِي يَدَيْهِ
 عَلَى الْأُخْرَى يَنْفِضُ فَحَلَبَ فِي قَعْبٍ كَثْبَةً مِنْ لَبَنٍ وَمَعِيَ أَدَاوَةٌ
 حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْتَوِي مِنْهَا يَشْرِبُ وَيَتَوَضَّأُ
 فَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَهُ فَوَافَقْتُهُ
 حِينَ اسْتَيْقَظَ فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ
 فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ ثُمَّ قَالَ

زرا۔ ہمارے سامنے ایک اونچا پتھر ظاہر ہوا۔ جس کے نیچے سایہ تھا دھوپ نہ تھی ہم وہاں اتر پڑے اور
 میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنے ہاتھ سے جگہ صاف کی کہ آپ اس پر آرام کریں گے اور اس پر
 پوستین بچھا دی۔ پھر آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ یہاں آرام فرمائیں اور میں آپ کے ارد گرد حفاظت
 کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور میں ارد گرد حفاظت کرتا رہا۔ اس دوران میں کیا دیکھتا ہوں
 کہ ایک چرواہا بکریاں لے کر اسی پتھر کی طرف آ رہا ہے اور اس کا ارادہ بھی وہی تھا جو ہمارا ارادہ تھا۔ میں نے
 اسے کہا تو کس کا غلام ہے۔ اُس نے کہا میں مدینہ منورہ یا مکہ مکرمہ کے ایک شخص کا غلام ہوں۔ میں نے کہا
 کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے؟ اُس نے کہا جی ہاں! میں نے کہا کیا تو دودھ دو ہے گا؟ اُس نے کہا
 جی ہاں! پھر اُس نے ایک بکری پکڑی تو میں نے کہا اس کا پستان مٹی، بالوں اور نجاست سے صاف
 کر لو۔ اسحاق نے کہا میں نے براء کو دیکھا کہ وہ اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مار کر جھاڑتے تھے۔ پھر اُس نے
 ایک پیالہ میں دودھ دوہا اور میرے پاس ایک چھانگل تھی جو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اٹھالایا تھا
 تاکہ آپ اس میں سے پانی پیئیں گے اور وضو فرمائیں گے۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ کو
 بیدار کرنا اچھا نہ سمجھا لیکن اتفاق یہ ہوا کہ میں نے آپ کو اس حال میں پایا کہ آپ بیدار ہو چکے تھے میں نے

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ خَلَّوْا بَلَىٰ قَارِئًا لَّنَا بَعْدَ مَا مَالَتِ الشَّمْسُ
وَاتَّبَعَنَا سِرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ فَقُلْتُ أَتَيْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ لَوْ تَحَرَّنَ
إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا قَدْ عَا عَلِيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْتِطَمْتُ
بِهِ فَرَمْتُهُ إِلَى بَطْنِهَا أَرَىٰ فِي جُلْدِهِ مِنَ الْأَرْضِ شَكَّ زُهَيْرٍ
فَقَالَ إِنِّي أَرَاكُمْ قَدْ دَعَوْتُمَا عَلِيًّا فَادْعُوا اللَّهَ لِي وَاللَّهُ لَكُمْ أَنْ أَرُدَّ
عَنْكُمَا الطَّلَبَ فَدَعَا عَالِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَجَا فَعَلَّ الْأَيْلَى
أَحَدًا إِلَّا قَالَ قَدْ كَفَيْتُكُمْ مَا هُنَا فَلَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا أَرَدَهُ قَالَ
وَدَفَى لَنَا

دودھ میں کچھ پانی ڈالا تو وہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ! نوش فرمائیں آپ نے پی لیا
اور میں بہت خوش ہوا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ابھی کوچ کا وقت نہیں آیا۔ میں نے عرض کیا کیوں
نہیں اور ہم سورج ڈھلنے کے بعد چل پڑے اور سراقہ بن مالک نے ہمارا پیچھا کیا تو میں عرض کیا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ہمارے پیچھے آ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا فکر مت کرو واللہ ہمارے ساتھ ہے اور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بددعا فرمائی تو اس کا گھوڑا اس کے سمیت پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ زہیر
نے شک کرتے ہوئے کہا کہ میرا خیال ہے کہ وہ سخت زمین میں دھنس گیا۔ پھر سراقہ نے کہا میرا خیال ہے کہ تم نے
مجھ پر بددعا کی ہے۔ اب میرے لئے دعا کرو۔ بخدا! تمہارے لئے میرا وعدہ ہے کہ میں تمہیں تلاش کرنے
والوں کو واپس کر دوں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی تو اس نے زمین سے نجات
پائی۔ پھر وہ جس سے ملتا اسے کہتا میں تلاش کر چکا ہوں ادھر کوئی نہیں۔ وہ کسی کو نہیں ملتا تھا مگر اس کو واپس
کر دیتا تھا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اس نے وعدہ پورا کیا۔

۳۳۸۴ — شرح : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل میں اسرائیل سے روایت

ہے کہ عازب نے کہا میں اپنا بیٹا کچا وہ اٹھانے کے لئے نہیں سمجھوں گا
حتیٰ کہ آپ ہجرت کی حدیث بیان کریں چونکہ اسرائیل ثقہ راوی ہے اس لئے اس کی حدیث میں زیادتی مقبوض
ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! "الْفُضُّ لَكَ مَا خَوَّلَكَ" یعنی میں اپنے ہاتھ سے غبار صاف
کرتا ہوں تاکہ ہوا چلنے سے غبار نہ اڑے۔ "فُضُّ" کا معنی حراست بھی ہے۔ یعنی میں آپ کی حفاظت کرتا ہوں

۳۳۸۵ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ
 الْمُخْتَارِ ثنا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى أَغْرَافِي يَعُودُهُ قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ عَلَى مَرِيضٍ يَعُودُهُ قَالَ لَا بَأْسَ طَهُورٌ
 إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَقَالَ لَهُ بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَقَالَ قُلْتَ
 طَهُورٌ كَلَّا بَلْ هِيَ حَتَّى تَفُورَ أَوْ تَتَوَرَّ عَلَى شَيْءٍ بِبِرْتِزِيرَةِ الْقُبُورِ
 فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ إِذَنْ

اسرائیل کی روایت میں ہے کہ پھر میں اپنے ارد گرد دیکھتا تھا کہ کوئی ہمیں طلب کرنے والا آتا ہو یا ایسی چیز
 کی دیکھ بھال کروں جس سے بچنا ضروری ہو۔ اس روایت سے اس معنی کی تائید ہوتی ہے جو ہم نے ترجمہ
 میں ذکر کیا ہے۔ کیونکہ لفظ "فَنَعَمْ" ان لوگوں کو کہا جاتا ہے۔ جن کو گرد و نواح میں بھیجا جاتا ہے کہ وہ دشمن وغیرہ
 کا خیال کریں۔ بخاری کی اس حدیث میں ذکر کیا کہ بکریوں کے چرواہے نے کہا وہ مدینہ یا مکہ کے ایک شخص کا
 غلام ہے۔ اس حدیث کے راوی احمد بن یزید نے شک سے بیان کیا ہے۔ مسلم نے یہ حدیث حسن بن محمد بن
 اعین کے طریق سے زہیر سے روایت کی ہے اس میں بغیر شک کے بیان کیا ہے کہ وہ مدینہ کے ایک شخص
 کا غلام ہے اور خدیج کی روایت میں یہ مذکور ہے کہ وہ مکہ کے ایک شخص کا غلام ہے اور اس میں شک نہیں کیا
 ان مختلف روایات کے اتفاق کا یہ طریقہ ہے کہ مسلم کی روایت میں مدینہ سے مراد مکہ ہے۔ مدینہ منورہ مراد
 نہیں کیونکہ اس وقت مدینہ منورہ کو شرب کہا جاتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے
 بعد اسے مدینہ منورہ نام دیا گیا۔ نیز اتنی دور کی مسافت طہ کر کے بکریاں چرانا مشکل ہے۔ اسرائیل کی روایت
 میں ہے کہ چرواہے نے کہا وہ ایک قریشی کا غلام ہے۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص مدینہ منورہ
 کا نہ تھا کیونکہ اس وقت مدینہ منورہ میں کوئی قریشی رہائش پذیر نہ تھا (یعنی)

اس حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ نبوت کی دلیل ہے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق
 رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تابع کو قبوع کی خدمت کرنی چاہیے اور سفر میں
 چھگل یا کوزہ وغیرہ پاس رکھنا چاہیے۔ تاکہ پانی پینے اور وضوء کرنے میں آسانی ہو اور اس حدیث میں اظہر

۳۳۸۶ — حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ شَاعِبُ الْوَارِثِ شَاعِبُ الْقُرَظِ
عَنْ النَّسِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيٌّ فَاسْلَمَ وَقَرَأَ الْبَقْرَةَ وَالْإِنْشَاءَ
فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَادَ نَصْرَانِيًّا فَكَانَ
يَقُولُ مَا يَدْرِي مُحَمَّدٌ إِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهُ فَأَمَّا تَعَالَى اللَّهُ فَمَا فَتَوَّهَ
فَأَصْبَحَ وَلَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ فَقَالُوا هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ

توکل کرنے کی فضیلت ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ جب عظیم شخصیت آرام کر رہی ہو تو اس کی حفاظت کرنا
بہت ضروری ہے (کرماتی)

۳۳۸۵ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
ایک اعرابی (دیہاتی) کی بیمار پرسی کرنے تشریف لے گئے۔ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت کرمیہ تھی کہ جب کسی مریض کی بیمار پرسی کرنے تشریف لے جاتے تو فرماتے کچھ
خرج نہیں۔ اگر اللہ نے چاہا تو گناہوں کی صفائی ہو جائے گی۔ اس لئے آپ نے اعرابی سے فرمایا کچھ خرج
نہیں ان شاء اللہ گناہ دھل جائیں گے اس اعرابی نے کہا آپ نے فرمایا ہے گناہ دھل جائیں گے ایسا ہرگز
نہیں ہوگا بلکہ بوڑھے شخص پر بخار جوش مار رہا ہے۔ اسے قبروں تک پہنچائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہاں اس وقت یہی ہوگا !

۳۳۸۵ — شرح : یہ حدیث نبوت کی دلیل اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اعرابی کی بیمار پرسی کے وقت فرمایا کچھ خرج نہیں انشاء اللہ
گناہ معاف ہوں گے تو اُس نے آپ کے کلام کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ یہ بخار اسے قبر تک پہنچائے گا تو آپ
نے فرمایا ہاں اس وقت یہی ہوگا یعنی تو قبر تک پہنچ کر رہے گا تو آپ کے ارشاد کے مطابق وہ اس بخار
سے فوت ہو گیا یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور نبوت کی دلیل ہے۔ اس اعرابی کا نام
قیس بن ابی حازم تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم !

۳۳۸۶ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ایک نصرانی مسلمان ہو گیا اور
اُس نے سورہ بقرہ اور آل عمران پڑھی پھر وہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کا کاتب وحی مقرر ہو گیا۔ پھر وہ نصرانی ہو گیا اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، صرف

لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا فَالْقَوْهُ فَحَفَرُوا لَهُ فَاعْمَقُوا
 لَهُ فِي الْأَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوا فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفِظَتْهُ الْأَرْضُ فَقَالُوا
 هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ
 فَالْقَوْهُ فَحَفَرُوا لَهُ فَاعْمَقُوا لَهُ فِي الْأَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوا فَأَصْبَحَ
 وَقَدْ لَفِظَتْهُ الْأَرْضُ فَعَلِمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ فَالْقَوْهُ
 ۳۳۸۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ
 عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي
 هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هَلَكَ

اتنا ہی جانتے ہیں جو میں نے انہیں لکھ دیا ہے۔ پھر اللہ نے اسے موت دی اور لوگوں نے اسے دفن
 کر دیا صبح کو دیکھا گیا کہ زمین نے اسے باہر پھینک مارا ہے۔ لوگوں نے کہا یہ محمد اور ان کے صحابہ نے کیا
 ہے۔ جبکہ وہ ان کے دین سے بھاگ گیا تھا انہوں نے ہمارے ساتھی کی قبر کھود ڈالی ہے اور اسے باہر
 پھینک دیا ہے۔ پھر انہوں نے گہری قبر کھودی تو صبح کو دیکھا گیا کہ زمین نے اسے باہر پھینک دیا ہے۔
 لوگوں نے کہا یہ محمد اور ان کے صحابہ کا فعل ہے۔ انہوں نے ہمارے ساتھی کی قبر کھودی ہے جبکہ وہ ان
 سے بھاگ آیا تھا۔ اور اسے باہر پھینک دیا ہے۔ پھر انہوں نے اس کی قبر کھودی اور جتنی ان کی طاقت
 تھی اس کو زمین کی گہرائی میں دفن کیا تو صبح کو وہ دیکھا گیا کہ زمین نے اسے باہر پھینک دیا ہے۔ اب انہیں
 معلوم ہو گیا کہ یہ فعل آدمیوں کی طرف سے نہیں ہے اور اس کو یونہی پھینک دیا۔

شرح : جب نصرانی مرتد ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے یہ عذاب دیا کہ
 زمین نے اسے بار بار باہر پھینکا تاکہ دیکھنے والے عبرت حاصل
 کریں کہ مرتد کا یہ حال ہے اسے زمین بھی اپنے اندر جگہ نہیں دیتی۔ یہ حدیث سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پچائی
 اور نبوت کی دلیل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسری ہلاک ہوگا تو اس کے

کِسْرٰی فَلَا کِسْرٰی بَعْدَهُ وَاِذَا هَلَكَ قِصْرٌ فَلَا قِصْرَ بَعْدَهُ
وَالَّذِیْ نَفْسٌ مَّحْدٍ بِیْدِهِ لَتُتَفَقَّنَ کُنُوزُهُمَا فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ
۳۳۸۸ — حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ
عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ يَرْفَعُهُ قَالَ اِذَا هَلَكَ كِسْرٰی فَلَا کِسْرٰی
بَعْدَهُ وَاِذَا هَلَكَ قِصْرٌ فَلَا قِصْرَ بَعْدَهُ وَذَكَرَ وَقَالَ لَتُتَفَقَّنَ
کُنُوزُهُمَا فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ

۳۳۸۹ — حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي لِيْمَانَ اَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَبِي
حُسَيْنٍ ثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ مُسْلِمَةُ
الْكَذَّابُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَقُولُ اِنْ

بعد کسری نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوگا تو اس کے بعد قیصر نہ ہوگا اور اس ذات کی قسم سے جس کے دست
میں محمد کی جان ہے تم اُن کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے !

ترجمہ : جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسری ہلاک ہوگا تو اس
کے بعد کسری نہ ہوگا اور یہ ذکر کیا کہ آپ نے فرمایا تم اُن دونوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے !

شرح : ان دونوں حدیثوں کا معنی یہ ہے کہ عراق میں کسری

باقی نہ رہے گا اور شام میں قیصر نہ رہے گا اور ان کا

دبدر اور سطوت خاک میں مل جائے گی چنانچہ جب حضرت
عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں عراق اور شام فتح ہوئے تو اُن کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ
کر دیئے گئے جیسا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ یہ آپ کا معجزہ اور نبوت کی دلیل ہے۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ شریف میں مسلمان کذاب آیا اور یہ کہنے لگا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جَعَلَ لِي مُحَمَّدٌ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ تَبَعْتُهُ وَقَدْ هَمَّ فِي بَشَرٍ كَثِيرٍ
 مِنْ قَوْمِهِ فَأَقْبَلَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ
 ثَابِتُ بْنُ شِمَاسٍ وَفِي يَدَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِطْعَةً
 جَرِيدٍ حَتَّى وَقَفَ عَلَى مُسَيْلَمَةَ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالَ لَوْ سَأَلْتُ لَتِي هَذِهِ
 الْقِطْعَةَ مَا أُعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تُعْذُوا أَمْرًا لَكَ فِيكَ وَلَيْسَ
 أَذْبَرْتُ لِيُعْقِرَنَّكَ اللَّهُ وَإِنِّي لَأُرَاكَ الَّذِي أُرَيْتُ فِيكَ مَا رَأَيْتُ
 فَأَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ فِي يَدَيَّ سَوَارِينَ مِنْ ذَهَبٍ فَأَهْمَنِي
 شَأْنُهُمَا فَأَوْحَى إِلَيَّ فِي الْمَنَامِ أَنَّ الْفَخْمَ فَتَفَحَّهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلَتْهُمَا
 كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ بَعْدِي فَكَانَ أَحَدُهُمَا الْعَنَسِيُّ وَالْآخَرُ
 مُسَيْلَمَةُ صَاحِبُ الْبِمَامَةِ

اپنے بعد خلافت میرے لئے کر دیں تو میں آپ کی تابعداری کر لیتا ہوں۔ اور وہ اپنی قوم کے بہت لوگ
 لے کر آیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے جبکہ آپ کے ہمراہ ثابت بن قیس
 بن شماس تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ کا ٹکڑا تھا۔ آپ اپنے اصحاب سمیت مسیلہ
 کے پاس بٹھڑے اور فرمایا اگر تو مجھ سے یہ شاخ کا ٹکڑا مانگے تو میں تجھے یہ بھی نہیں دوں گا اور اللہ تعالیٰ نے
 جو تیرے حق میں فیصلہ کر رکھا ہے تو اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا اگر تو نے میری طاعت سے سر پھیرا تو اللہ تجھے
 ہلاک کرے گا اور میں تجھے وہی شخص خیال کرتا ہوں جو میں خواب میں دکھایا گیا ہوں ابو ہریرہ نے مجھ
 سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ میں سورہ ہذا کہ میں نے (خواب میں)
 اپنے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن دیکھے مجھے انھوں نے متفکر کر دیا تو مجھے خواب میں وحی آئی کہ آپ
 انہیں پھونک دیں میں نے انہیں پھونکا تو وہ اڑ گئے میں نے ان کی تاویل یہ کی کہ میرے بعد دو کذاب ظاہر

ہوں گے اُن میں سے ایک اسود عسی اور دوسرا مسیلہ کذاب ہوگا جو پیامہ کا رہنے والا ہے۔
 شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ آپ کے بعد
 دو کذاب ظاہر ہوں گے جو نبوت کے مدعی ہوں گے آپ کے
 خبر دینے کے مطابق اُن کا ظہور ہوگا یہ اخبار بالغیب نبوت کی دلیل ہے۔ کیونکہ آپ کے بیان فرمانے
 کے بعد وہ ظاہر ہوئے اُن میں سے ایک اسود عسی ہے جو آپ کے زمانہ شریف میں قتل ہو گیا اور دوسرا
 مسیلہ کذاب ہے جو آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ظاہر ہوا اور
 پیامہ کی جنگ میں حبشی کے ہاتھوں قتل ہوا جس نے امیر حمزہ کو قتل کیا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ میرے بعد پیدا ہوں گے اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کے اظہار نبوت کے بعد ظاہر ہوں گے اور
 اسود عسی اگرچہ آپ کے زمانہ میں ظاہر ہوا تھا لیکن آپ کے اظہار نبوت کے بعد ہی ظاہر ہوا تھا۔ لہذا
 یہ سوال نہ ہوگا کہ مسیلہ کذاب تو آپ کے بعد ہوا لیکن اسود عسی آپ کے بعد ظاہر نہیں ہوا بلکہ آپ
 کے زمانہ میں ظاہر ہوا تھا۔

مسیلہ کذاب اور اسود عسی

محمد اسحاق نے کہا بنی حنیفہ کا وفد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ان میں مسیلہ
 بن حبیب بھی تھا ابن ہشام نے کہا اس کا نام مسیلہ بن ثمامہ ورنیت ابو ثمامہ ہے۔ پہلی نے کہا وہ مسیلہ
 بن کبیر بن حبیب بن حارث بن عبد الحارث بن ذیل بن دول بن حنیفہ ہے۔ اس کی کنیت ابو ثمامہ ہے۔
 بعض لوگ اس کا نام رحمان ذکر کرتے ہیں اسے رحمان الیمامہ کہا جاتا تھا۔ یہ شعبہ باز بھی تھا اور اندھے
 کو بوتل میں داخل کر دیتا تھا۔ اُس نے سب سے پہلے یہ شعبہ کیا کہ وہ پرندوں کے پر کاٹ کر پھر ملا
 دیتا تھا۔ اور یہ دعویٰ کرتا تھا کہ اس کے پاس پہاڑ سے ہرنیاں آتی ہیں اور وہ ان کا دودھ دوتا ہے
 واقعی نے کہا بنو حنیفہ کا وفد تقریباً انیس افراد پر مشتمل تھا اور سلمیٰ بن حنظلہ ان کا امیر تھا ان میں
 طلح بن علی، علی بن سنان اور مسیلہ بن حبیب کذاب بھی تھا وہ رملہ بنت حارث کے گھر میں بھڑے
 اُس نے ان کی خوب ضیافت کی انہیں صبح و شام کبھی روٹی اور گوشت کبھی روٹی اور دودھ کبھی روٹی اور
 گھی اور کبھی انہیں کھجوریں دی جاتی تھیں جب وہ مسجد شریف میں آئے اور اسلام قبول کیا حالانکہ اُنھوں نے
 مسیلہ کو اپنے سامان کی حفاظت کے لئے سامان کے پاس رہنے دیا تھا جب اُنھوں نے واپسی کا ارادہ
 کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پانچ اوقیہ چاندی بطور عطیہ عنایت کی اور جب اُنھوں
 نے کہا کہ ان کے ساتھ مسیلہ بھی ہے جو سامان کے پاس ہے تو آپ نے اس کے لئے بھی چاندی عطیہ

عنایت کی اور فرمایا یہ سن لو اُس نے تمہیں مکان کی خبر نہیں دی جب وہ واپس ہو کر مسیلہ کے پاس گئے اور اسے حضور کا ارشاد بتایا جو آپ نے اس کے متعلق فرمایا تھا تو اُس نے کہا آپ نے یہ اس لئے فرمایا ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ کے بعد خلافت میرے لئے ہوگی اور بد بخت نے اس کلام سے استدلال کرتے ہوئے نبوت کا دعویٰ کر دیا محمد بن اسحاق نے کہا جب وہ واپس ہوئے اور پیام پہنچے تو اللہ کا دشمن مسیلہ مرتد ہو گیا اور نبوت کا دعویٰ کر دیا اور جھوٹ کے پلندے گھڑنے لگا اور یہ بکواس شروع کر دی کہ وہ نبوت میں آپ کا ساتھی ہے۔ پھر وہ قرآن کریم کے مشابہ متشعج عبارت بنانے لگا اور بنو حنیفہ اس کے فریب میں آ گئے۔ آخر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں پیامہ کی لڑائی میں حبشی کے ہاتھ سے قتل ہوا جو امیر حمزہ کا قاتل تھا وہ حبشی یہ کہا کرتا تھا کہ اس نے کفر کی حالت میں عظیم شخصیت کو شہید کیا جبکہ اسلام کی حالت میں اللہ کے دشمن کذاب کو موت کی نیند سلا دیا۔

مسیلہ کذاب نبوت کا دعویٰ کرنے کے بعد بہت بڑا لشکر لے کر مدینہ منورہ آیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اور اس کی قوم کی تالیف کے لئے اُن کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ کا یہ خیال تھا کہ وہ مسلمان ہو جائیں گے جبکہ انہیں قرآن سنایا جائے گا۔ قاضی عیاض نے کہا مسیلہ کذاب اس وقت اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا تھا اور کفر چھپاتا تھا پھر اس کے بعد اس نے کفر کا اظہار کیا جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسیلہ کے پاس تشریف لے گئے تو حضرت ثابت بن قیس بن شماس آپ کے ہمراہ تھے کیونکہ وہ آپ کے خطیب تھے اور آنے والے وفود کو وہی جواب دیا کرتے تھے۔ اس وقت آپ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ کا ٹکڑا تھا۔ اور آپ نے اجمالی کلام فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اگر تو نے اعراض کیا تو ہلاک ہوگا چنانچہ وہی ہوا جو آپ نے فرمایا تھا صلی اللہ علیہ وسلم!

اسود عسی کا نام غلبہ بن کعب ہے اسے ذوالحمار کہا جاتا تھا۔ کیونکہ وہ اپنا چہرہ ڈھانپ رکھتا تھا اسے فیروز صحابی نے قتل کیا تھا۔ پیامہ میں ایک شہر ہے جو مکہ مکرمہ سے چار مراحل پر واقع ہے (یعنی) سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اپنے ہاتھوں میں سونے کے کنگن دیکھے جنہوں نے آپ کو متفکر کر دیا۔ پھر آپ نے ان کو بھونک سے اڑا دیا اور اس کی تاویل یہ کی کہ آپ کے اظہار نبوت کے بعد دو کذاب نبوت کے مدعی ظاہر ہوں گے ان میں سے ایک اسود عسی اور دوسرا مسیلہ کذاب ہوگا! علامہ قسطلانی نے مفہم سے نقل کیا کہ اس خواب سے اس تاویل کی مناسبت یہ ہے کہ صناد اور یمن کے لوگوں نے اسلام قبول کیا اور وہ اسلام کے بازوؤں کی طرح مددگار تھے۔ جب اُن میں یہ دو کذاب ظاہر ہوئے اور انہوں نے اپنے مزین اقوال اور باطل دعویٰ سے لوگوں کو متحیر کر دیا تو ان میں سے اکثر لوگ ان کے دھوکہ میں آ گئے۔ گویا کہ دونوں ہاتھ شہروں کے قائم مقام تھے اور دو کنگن دو کذاب تھے اور ان کے سونے کے ہونے میں ان کی ملمع کاری کی طرف اشارہ تھا کیونکہ سونے کا نام زخرف بھی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۳۹۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثنا حماد بن

أَسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ
عَنْ أَبِي مُوسَى أَرَاهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِي
الْأَنَامِ أَنِّي أَهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلَى
إِلَى أَنَا الْيَمَامَةَ أَوِ الْهَجْرَ فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ وَرَأَيْتُ فِي
رُؤْيَايَ أَنِّي هَزَذْتُ سَيْفًا فَأَنْقَطَعَ صَدْرُهَا فَإِذَا هُوَ مَا أَصِيبُ
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ هَزَذْتُهُ أُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ
فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللَّهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ اجْتِمَاعُ الْمُؤْمِنِينَ وَرَأَيْتُ فِيهَا
بَقْرًا وَاللَّهُ خَيْرٌ فَإِذَا هُمْ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ أُحُدٍ وَإِذَا الْخَيْرُ مَا
جَاءَ اللَّهُ بِهِ مِنَ الْخَيْرِ وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِي أَتَانَا اللَّهُ بِغَدِ
يَوْمٍ بَدْرٍ

۳۳۹۰ — ترجمہ : ابو موسیٰ سے روایت ہے خیال ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایسی زمین کی طرف حرکت کر رہا ہوں جہاں کھجور کے درخت ہیں۔ میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ یمامہ یا ہجر ہے لیکن وہ مدینہ شریف تھا اور میں نے اپنے خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو حرکت دی تو اس کا اگلا حصہ ٹوٹ گیا اور وہ مصیبت حق جو اُحد کے روز مسلمانوں کو پہنچی پھر میں نے اسے دوبارہ حرکت دی تو وہ پہلے سے زیادہ خوب صورت ہوئی اور وہ فتح اور مومنوں کا اجتماع تھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عنایت کیا اور میں نے خواب میں گائے دیکھی اللہ بہتر جانتا ہے وہ اُحد کے روز مومن تھے اور خیر وہ تھا جو اللہ نے بھلائی اور سچائی کا ثواب ہمیں بذر کے لیے سے عنایت فرمایا۔

۳۳۹۰ — شرح : یہ حدیث نبوت کی دلیل اس طرح سے کہ خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچے خواب کی جہ دی اور اس کی تفسیر بیان

فرمائی جو بعینہ واقع ہوئی۔ ہجر، یمن میں ایک شہر ہے۔ اور "فَاِذَا هِيَ الْمَدِيْنَةُ" میں اِذَا فُجِئَتْ ہے۔ اور "ضمیر سی" کا مرجع کھجور والی زمین ہے۔ یہ مبتداء اور "مدینہ" خبر ہے یعنی کیا دیکھتا ہوں کہ وہ زمین مدینہ منورہ ہے۔ اور "یشرب" مدینہ کا عطف بیان ہے۔ اور دونوں ناموں کو اس لئے ذکر کیا ہے۔ کہ جو نہیں جانتا اسے معلوم ہو جائے۔ جاہلیت میں مدینہ منورہ کو یشرب کہا جاتا تھا۔ کیونکہ یشرب کا معنی ملامت کرنا ہے۔ اور لوگ اسے یشرب اس لئے کہتے تھے۔ کہ وہاں کی آب و ہوا اچھی نہ تھی اور جو کوئی وہاں آتا تھا وہاں کے رہنے والے اسے ملامت کیا کرتے تھے اور اس کے آنے کو برا جانتے تھے۔ اس شارع علیہ السلام نے اس کا نام تبدیل کر دیا۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مدینہ منورہ کو یشرب کہنا ممنوع ہے حتیٰ کہ اگر عالم اس کو یشرب کہے تو اس کا گناہ لکھا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں تشریب کا معنی ملامت و قباحت پایا جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیح اسماء کو اچھے ناموں سے بدل دیا کرتے تھے۔ اس وقت مدینہ منورہ نام نہیں رکھا گیا تھا اور نہ ہی ابھی تک یشرب سے منع فرمایا تھا۔ لہذا یہ نبی سے پہلے پر محمول ہے جیسے قرآن کریم میں اسے یشرب ذکر کیا ہے کیونکہ کفار اسے یشرب کہتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اس وقت کی خبر دی ہے جبکہ اس کا نام مدینہ منورہ نہیں رکھا گیا تھا۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے تو آپ کے قدم ہیمنت کے باعث اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کی آب و ہوا کو بدل دیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مدینہ منورہ کا غبار کسی کوڑھے پر پڑ جائے تو وہ شفا یاب ہوگا! اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کی مٹی میں شفا رکھ دی ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔ "ثَوَابُ الْفُتُوحِ" سے مراد مکہ مکرمہ ہے یا مومنوں کا اجتماع اور ان کے سال کی اصلاح مراد ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بعض روایات میں خواب کے یہ الفاظ ہیں کہ میں نے گائے دیکھی کہ اسے ذبح کیا جا رہا تھا۔ اس اضافہ سے خواب کی تاویل مکمل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ گائے کو ذبح کرنا اُحد کی جنگ میں صحابہ کرام کا قتل ہونا ہے۔ اور "وَاللّٰهُ خَيْرٌ" مبتداء خبر میں اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ کا ثواب خیر ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اُحد میں شہید ہونے والوں کا معاملہ اچھا کیا کیونکہ ان کے دنیا میں رہنے سے ان کا شہید ہونا بہتر تھا اور بہتر یہ قول ہے کہ یہ خواب کا حصہ ہے کیونکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں گائے کو دیکھا تو یہ کلمہ بھی سنا تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب کی تاویل میں ذکر کیا کہ خیر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمائی اور "ثَوَابُ الصِّدْقِ" سے مراد اُحد کے بعد کے حالات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بدر ثانیہ کے بعد مرحمت فرمائے کہ مومنوں کے دلوں کو ثابت رکھا کیونکہ ان کو خبر دی گئی تھی کہ تمہارے مقابلہ کے لئے بہت کفار جمع ہوئے ہیں اور انہیں بہت خوف دلایا گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ثابت رکھا اور ان میں ایمان کا استحکام ہوا اور انہوں نے برجستہ کہا حسبنا اللہ ونعم الوکیل تو نتیجہ یہ نکلا کہ جن سے خوف دلایا گیا تھا وہ خود ہیبت ناک شکست سے دوچار ہوئے اور ان کا خمیازہ منتشر ہو گیا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۳۹۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ ثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَمْرِو
الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَقْبَلْتُ فَاطِمَةَ تَمْشِي
كَأَنَّ مَشْيَهَا مَشْيُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْحَبًا بِابْنَتِي ثُمَّ اجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ
أَسْرَأَ إِلَيْهَا حَدِيثًا فَبَكَتْ فَقُلْتُ لَهَا لِمَ تَبْكِينَ ثُمَّ أَسْرَأَ إِلَيْهَا حَدِيثًا
فَضَحَكَتْ فَقُلْتُ مَا رَأَيْتُكَ يَوْمَ فَرَحًا أَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ فَسَأَلْتُهَا
عَمَّا قَالَ فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُفْتِيَنَّ سِرَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَتَّى يَقْبُضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ فَقَالَتْ أَسْرَأَ
إِلَيَّ أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَأَنَّهُ
عَارِضُنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أَرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجْلِي وَإِنَّكَ أَوَّلُ
أَهْلِ بَيْتِي لِحَاقَانِي فَبَكَيتُ فَقَالَ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةً
نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ فَضَحِكَتُ لِذَلِكَ

۳۳۹۱۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام
چلتی ہوئی تشریف لائیں گویا کہ ان کی چال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چال جیسی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا بیٹی مرحبا! پھر انہیں دائیں طرف یا بائیں طرف بٹھالیا پھر ان سے آہستہ گفتگو فرمائی تو وہ رو پڑیں
نے اُن سے کہا آپ کیوں روتی ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ان سے آہستہ گفتگو فرمائی تو وہ منہس پڑیں
میں نے کہا میں نے آج جیسا دن کبھی نہیں دیکھا جس میں خوشی غم سے بہت قریب ہو۔ میں نے فاطمہ علیہا السلام
سے حضور کی گفتگو نے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز ظاہر نہیں کروں گی
حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما گئے تو میں نے اُن سے پوچھا تو انھوں نے کہا مجھ سے پوشیدہ گفتگو یہ فرمائی
تھی کہ جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ سے ہر سال ایک بار قرآن کا دور کیا کرتے تھے اور اس سال دو بار قرآن کا

۳۳۹۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ تَرْعَةَ ثنا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ
 أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِي شَكْوَاهِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ فَسَارَهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ
 ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَتْ
 سَارَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُقْبِضُ فِي وَجَعِهِ
 الَّذِي تَوُفِّي فِيهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ
 أَتْبَعَهُ فَضَحِكَتْ

ذکر کیا ہے۔ میں اسے یہی خیال کرتا ہوں کہ میری موت قریب آگئی ہے اور تم میرے گھر والوں میں سے سب سے
 پیارے مجھ سے ملو گی۔ تو میں رونے لگی پھر آپ نے فرمایا کیا تم خوش نہیں ہو کہ تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو یا فرمایا
 مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو۔ اس وجہ سے میں ہنس پڑی۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے جس بیماری میں وفات پائے تھے اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ
 علیہا السلام کو بلایا اور ان سے خفیہ بات کی تو وہ رو پڑیں پھر انھیں بلا کر خفیہ کلام فرمایا تو وہ ہنسنے لگیں ام المؤمنین
 نے فرمایا میں نے سیدہ سے اس کا سبب پوچھا تو انھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے خفیہ
 بات کی اور بتایا کہ آپ اس مرض میں جس میں آپ نے وفات فرمائی رحلت فرما جائیں گے۔ تو یہ سن کر میں رونے
 لگی۔ پھر آپ نے مجھ سے آہستہ بات کی اور مجھے خبر دی کہ آپ کے گھر والوں میں سے سب سے پیارے میں آپ
 کا پیچھا کروں گی!

۳۳۹۱۔ ۳۳۹۲۔ شرح : اس حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کے معجزے مذکور ہیں جو نبوت کی دلیل ہیں ایک

یہ کہ آپ نے سیدہ کو خبر دی کہ آپ کی وفات قریب آگئی ہے۔ دوسرے یہ کہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام جنت کی
 عورتوں کی سردار ہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی چال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چال کی طرح تھی کیونکہ نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ اونچی جگہ سے نیچی جگہ اتر رہے ہیں اور آگے کی
 طرف جھک کر چلا کرتے تھے اسی طرح سیدہ فاطمہ علیہا السلام چلتی تھیں۔ سیدہ کے دونوں حال دیکھ کر ام المؤمنین

۳۳۹۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفَةَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ
عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُدْنِي
ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ لَنَا ابْنَاءَ مُثْلِهِ فَقَالَ
أَنَّهُ مِنْ حَيْثُ تَعْلَمُ فَسَأَلَ عُمَرُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ إِذَا جَاءَ
نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ فَقَالَ أَجَلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمُ
آيَةً قَالَ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ

رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے کبھی خوشی کو غم کے اتنا قریب نہیں دیکھا۔ سیدہ علیہا السلام کا ہنسنا اس لئے تھا کہ انھیں خبر دی گئی تھی کہ وہ جنت کی عورتوں یا مومنوں کی عورتوں کی سردار ہیں اور رونا اس لئے تھا کہ آپ کو یہ بتایا گیا تھا کہ آپ اس مرض میں رحلت فرما جائیں گے اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ حدیث ۳۳۹۱ میں سیدہ علیہا السلام کے رونے کا سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے لاحق ہونے کو ذکر کیا ہے اور حدیث ۳۳۹۲ میں اسے ہنسنے کی علت بنایا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ سیدہ کا رونا حضور کی اجل اور اولیت لائق دونوں پر مرتب ہے یا صرف پہلے جزم پر مرتب ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں ضحک اول لائق کے بعد ہے یعنی جب سیدہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے سب گھروالوں سے پہلے مجھے لاحق ہوگی تو سیدہ علیہا السلام ہنس پڑیں۔ حالانکہ پہلی حدیث ۳۳۹۱ میں ان کے سیدۃ النساء ہونے پر مرتب ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ضحک (ہنسنا) کبھی دونوں امور پر مرتب ہوتا ہے۔ کبھی ان میں سے ہر ایک پر مرتب ہوتا ہے۔ اس حدیث میں اس امر کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتے تھے اور اس طرف انتقال سے خوش ہوتے تھے اور دنیا سے آخرت کی طرف جانے سے خوش ہوتے تھے۔

سیدہ رضی اللہ عنہا آپ کی وفات کے چھ ماہ بعد تین رمضان کو وفات فرما گئیں جبکہ آپ کی عمر شریف صرف پچیس برس تھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ علیہا السلام جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ امہات المؤمنین عائشہ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بھی افضل ہیں کیونکہ وہ بھی جنت کی خواتین ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ لیکن حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے جو سائل نے ذکر کیا ہے۔ البتہ یہ کہا جاسکتا ہے

۳۳۹۲ — حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ
 حَنْظَلَةَ بْنُ الْغَسِيلِ ثنا عِكْرِمَةُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّتِي مَاتَ فِيهَا بِمَلْحَفَةٍ وَقَدْ
 عَصَبَ رَأْسَهُ بِعَصَا بَدَسْمَاءَ حَتَّى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللَّهَ
 وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ وَيَقِلُّ الْأَنْصَارُ
 حَتَّى يَكُونُوا فِي النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْمَلَحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ دَلِيَ مِنْكُمْ
 شَيْئًا يَضُرُّ فِيهِ قَوْمًا وَيَنْفَعُ فِيهِ آخَرِينَ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ
 وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ فَكَانَ آخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَ فِيهِ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہ عرف میں مرثیین کے لفظ سے ذہن اسی طرف جاتا ہے کہ مومنوں سے مراد وہ مومن ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کے علاوہ ہیں جبکہ عموم کلام سے مشکو خارج ہوتا ہے۔ اگرچہ بعض اہل اصول کا اس میں اختلاف رائے ہے۔
 لہذا ام المؤمنین عائشہ اور خدیجہ رضی اللہ عنہما سے افضلیت ثابت نہیں ہوتی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ
 ابن عباس کو اپنے قریب بٹھایا کرتے تھے تو انہیں عبدالرحمن
 بن عوف نے کہا اس جیسے ہمارے بھی بیٹے ہیں۔ (ان کو قریب کیوں نہیں بٹھاتے) عمر فاروق نے فرمایا ان کا
 مقام تم جانتے ہی ہو پھر انھوں نے ابن عباس سے اس آیت کے متعلق پوچھا اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ
 وَالْفَتْحُ، تو انھوں نے کہا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی وفات
 کی اطلاع دی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی اس کرمیہ سے وہی جانتا ہوں جو کچھ تو جانتا
 تھو : حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ ہم شیوخ
 ہیں اور وہ نوجوان ہے۔ آپ اسے کیوں ہم سے آگے بٹھاتے ہیں

۳۳۹۳ — اور اپنے پاس انہیں جگہ دیتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں انہیں علم کے اعتبار سے قریب

کرتا ہوں اور اپنے پاس بٹاتا ہوں اور علم ہر اُس شخص کو ملنے کرتا ہو جو بذر نہ ہو پھر اُن سے آنت کریمہ کی تفسیر پوچھی تو اُنھوں نے وہی تفسیر کی جو عمر فاروق جانتے تھے اور یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وعاد کی برکت تھی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چھاتی سے ملا کر فرمایا تھا اے اللہ اے قرآن میں سمجھ عطا دے اور قرآن کی تفسیر کا علم دے۔ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ نے ابن عباس کو یہ بتایا تھا کہ اس سورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی طرف اشارہ ہے اور جو کچھ اس سورت میں مذکور ہے اس کے وقوع سے پہلے آپ نے خبر دی اور آپ کے فرمانے کے مطابق وقوع ہوا یہ نبوت کی دلیل ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاصلیٰ اعلم!

۳۳۹۴ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اس بیماری میں باہر تشریف لائے جس میں آپ نے وفات پائی آپ چادر اوڑھے ہوئے تھے جبکہ سر مبارک چکنی سیاہ پٹی سے باندھا ہوا تھا آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر حمد و ثناء کے بعد فرمایا لوگ زیادہ ہو جائیں گے اور انصار کم ہوتے جائیں گے حتیٰ کہ وہ لوگوں میں کھانے میں نمک کی طرح رہ جائیں گے پس تم میں سے جو کوئی امارت پر فائز ہو اور وہ کچھ لوگوں کو نفع دے سکے اور کچھ لوگوں کو نقصان پہنچا سکے تو وہ انصار کے مخلص لوگوں کی نیکی قبول کرے اور ان میں سے گنہگاروں سے درگزر کرے یہ آخری مجلس تھی جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے!

۳۳۹۴ — شرح : اس حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے

زیادہ ہو جانے اور انصار کے کم ہو جانے کی خبر دی اور ان لوگوں کو وصیت فرمائی جو آپ کے بعد خلافت و امارت پر فائز ہو کہ وہ انصار سے اخلاص کرے اور ان کی اساءت سے درگزر کرے۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ انصار بہت کم رہ گئے یہ نبوت کی دلیل ہے۔ حدیث میں نمک سے تشبیہ اس طرح ہے کہ نمک باقی کھانے کی نسبت بہت کم ہوتا ہے۔ عبدالرحمن بن سلیمان بن حنظلہ رضی اللہ عنہم حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ ممتاز صحابہ کرام میں سے ہیں ان کو غسیل ملائکہ کہا جاتا ہے۔ ان کو فرشتوں نے غسل دیا تھا۔ صحابہ نے کہا جب وہ جنگ اُحد میں شہید ہو گئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حنظلہ فوت ہو گئے ہیں اور انہیں فرشتوں نے غسل دیا ہے۔ لوگوں نے ان کی بیوی سے اس کا باعث دریافت کیا تو اُس نے کہا حنظلہ نے اعلان جنگ سنا جبکہ وہ حالت جنابت میں تھے۔ تو وہ جلدی سے جنگ کے لئے تیار ہو گئے اور غسل کرنے کی تاخیر بھی مناسب خیال نہ کی۔ بخاری کی روایت میں حنظلہ بن غسیل ہے۔ یعنی غسیل سے پہلے لفظ ابن ہے۔ یہ صحیح ہے۔ بشرطیکہ لفظ ابن کو مرفوع پڑھا جائے اور اسے عبدالرحمن کی صفت بنایا جائے۔ اس وقت معنی یہ ہو گا عبدالرحمن بن غسیل نے بیان کیا کہ انہیں عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۳۹۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَدَمَ
ثَنَا حُسَيْنُ الْجُعْفِيُّ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ
أَخْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْحَسَنَ فَصَعِدَ بِهِ عَلَى
الْمِنْبَرِ فَقَالَ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصَلِّحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ
مِنَ الْمُسْلِمِينَ

۳۳۹۶ — حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ
عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى جَعْفَرًا وَزَيْدًا قَبْلَ أَنْ يَخْبِرَهُمَا وَ
عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ

۳۳۹۵ — ترجمہ : ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو باہر نکالا اور انہیں
منبر شریف پر چڑھا کر فرمایا میرا یہ بیٹا سید ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں
صلح کرائے گا۔

۳۳۹۵ — شرح : اس حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی
کہ امام حسن کے ذریعہ مسلمانوں میں صلح ہوگی اور وہ جنگ
سے رُک جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا جبکہ امیر معاویہ اور امام حسن رضی اللہ عنہما کے درمیان صلح
قرار پائی تھی یہ نبوت کی دلیل ہے جبکہ آپ کے ارشاد کے مطابق ہی ہوا۔

۳۳۹۶ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر اور زید کے شہید
ہونے کی خبر دی پہلے اس کے کہ ان کے شہید ہونے کی خبر آئے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے
۳۳۹۶ — شرح : جنگ موتہ میں مسلمان کفار سے جنگ کر رہے تھے جبکہ حضرت
زید بن حارثہ محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جعفر طیار

۳۳۹۷۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ ثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ ثَنَا
 سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 هَلْ لَكُمْ مِنْ أُنْمَاطٍ قُلْتُ وَآهِي تَكُونُ لَنَا الْأُنْمَاطُ قَالَ أَمَا أَنْتَ
 سَتَكُونُ لَكُمْ الْأُنْمَاطُ فَأَنَا أَقُولُ لَهَا لَيَعْنِي امْرَأَتُهُ أُخْرَى عَنِ الْأُنْمَاطِ
 فَقَوْلُ الْمُرْقِلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمْ الْأُنْمَاطُ
 فَادْعُهَا ۳۳۹۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ
 بْنُ مُوسَى ثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ انْطَلَقَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ مُعْتَمِرًا قَالَ نَزَلَ
 عَلَى أُمِّيَّةَ بِنْتِ خَلْفٍ إِلَى صَفْوَانَ وَكَانَ أُمِّيَّةٌ إِذَا انْطَلَقَ إِلَى

رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں میں یکے بعد دیگرے مسلمانوں کا جھنڈا اٹھا۔ اس حدیث میں نبوت کی دلیل ہے جبکہ آپ
 کے خبر دینے کے مطابق وہ حضرات شہید ہوئے جنگ موتہ میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

۳۳۹۷۔ ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا
 تمہارے پاس صوف کے بھونے میں نے عرض کیا ہمارے پاس
 صوف کے بھونے کہاں! آپ نے فرمایا عنقریب تمہارے پاس یہ ہوں گے میں اپنی بیوی سے کہتا
 ہوں کہ اپنے یہ بھونے ہٹا لو تو وہ کہتی ہے کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں تھا کہ عنقریب تمہارے
 پاس صوف کے بھونے ہوں گے اس لئے میں نے ان کو اپنے حال پر چھوڑ دیا۔

۳۳۹۷۔ شرح : یہ حدیث بھی نبوت کی دلیل ہے کیونکہ یہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے خبر دی کہ عنقریب صحابہ کے لئے بچانے کے لئے قالین ہوں گے
 چنانچہ آپ کے ارشاد کے مطابق ہی ہوا۔ جیسا کہ حدیث سے واضح ہے۔

۳۳۹۸۔ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سعد بن مساذ
 عمہ کہنے لگے مکہ مکرمہ گئے تو اُمیہ بن خلف ابی صفوان کے پاس
 ٹھہرے اور اُمیہ جب شام جاتا اور مدینہ منورہ سے گزرتا تو حضرت سعد کے پاس ٹھہرا کرتا تھا۔ اُمیہ نے

الشَّامِ فَمَرَّ بِالْمَدِينَةِ نَزَلَ عَلَى سَعْدٍ فَقَالَ أُمِّيَّةُ لِسَعْدٍ أَنْتَظِرُ
 حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ وَغَفَلَ النَّاسُ انْطَلَقْتُ فَطُفْتُ فَبَيْنَا
 سَعْدٌ يَطُوفُ إِذَا الْبُؤْهَلُ فَقَالَ مَنْ هَذَا الَّذِي يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ
 فَقَالَ سَعْدٌ أَنَا سَعْدٌ فَقَالَ الْبُؤْهَلُ تَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ أَمْثَلُ وَقَدْ
 أُوَيْتُمْ مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ فَقَالَ نَعَمْ فَتَلَا حَيَابِيْنَهُمَا فَقَالَ أُمِّيَّةُ لِسَعْدٍ
 لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ عَلَى أَبِي الْحَكَمِ فَإِنَّهُ سَيِّدُ أَهْلِ الْوَادِي ثُمَّ قَالَ
 سَعْدٌ وَاللَّهِ لَئِنْ مَنَعْتَنِي أَنْ أَطُوفَ بِالْبَيْتِ لَا قُطْعَنَ مَجْرَكَ
 بِالشَّامِ قَالَ فَجَعَلَ أُمِّيَّةُ يَقُولُ لِسَعْدٍ لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ فَجَعَلَ يُمَسِّكُهُ
 فَغَضِبَ سَعْدٌ فَقَالَ دَعْنَا عَنْكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يُزْعِمُ أَنَّ قَاتِلَكَ قَالَ آيَايَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَاللَّهِ مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ إِذَا
 حَدَّثَ فَرَجَعَ إِلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ أَمَا تَعْلَمِينَ مَا قَالَ لِي أَخِي الْيَتْرِيُّ

سعد سے کہا لچھ انتظار کرو حتی کہ جب دوپہر ہوگی اور لوگ غافل ہو جائیں گے تو چلیں اور بیت اللہ کا طواف
 کر لیں جس وقت حضرت سعد طواف کر رہے تھے اچانک ابو جہل آگیا اس نے آتے ہی کہا یہ کون ہے جو
 کعبہ کا طواف کر رہا ہے۔ حضرت سعد نے کہا میں سعد ہوں ابو جہل بولا تو کعبہ کا طواف امن و امان سے
 کر رہا ہے حالانکہ تم لوگوں نے محمد اور ان کے ساتھیوں کو جگہ دی ہے۔ سعد نے کہا ہاں درست ہے۔
 وہ دونوں آپس میں جھگڑ پڑے تو اُمیہ نے سعد سے کہا ابو حکم پر آواز بلند نہ کرو۔ وہ وادئ کے لوگوں
 کا سردار ہے۔ حضرت سعد نے کہا بخدا! اگر تو مجھے بیت اللہ کا طواف کرنے سے منع کرے گا تو میں شام
 میں تیری تجارت بند کر دوں گا۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا اُمیہ سعد سے کہتا رہا کہ اپنی آواز بلند نہ کرو اور انہیں
 روکنے لگا اس پر حضرت سعد غصہ میں آئے اور کہا میرے آگے سے علیحدہ ہو جاؤ میں نے جناب محمد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ تجھے قتل کریں گے۔ اُمیہ نے کہا مجھے؟ سعد نے کہا ہاں!

قَالَتْ وَمَا قَالَ قَالَ زَعَمَ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدًا يُزْعِمُ أَنَّهُ قَاتِلِي قَالَتْ
 فَوَاللَّهِ مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ قَالَ فَلَمَّا خَرَجُوا إِلَى بَدْرٍ وَجَاءَ الصَّرِيحُ قَالَتْ
 لَهُ أَمْرَاتُهُ أَمَا ذَكَرْتَ مَا قَالَ لَكَ أَخُوكَ الْيَشْرِيُّ قَالَ فَأَرَادَ أَنْ
 لَا يَخْرُجَ فَقَالَ لَهُ أَبُو جَهْلٍ إِنَّكَ مِنْ أَشْرَافِ الْوَادِي فَسِرْبُنَا يَوْمًا
 أَوْ يَوْمَيْنِ فَسَارَ مَعَهُمْ فَقَتَلَهُ اللَّهُ

امیہ نے کہا بخدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، جب کوئی بات کریں تو جھوٹ نہیں بولا کرتے ہیں۔ وہ اپنی بیوی کے پاس گیا اور کہا کیا تو جانتی نہیں کہ میرے یثربی بھائی نے مجھے کیا کہا ہے اُس نے کہا کیا کہا ہے؟ امیہ نے کہا کہ سعد نے کہا ہے کہ اُس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ مجھے قتل کریں گے اس کی بیوی نے کہا۔ بخدا محمد جھوٹ نہیں بولتے ہیں۔ عبداللہ نے کہا جب وہ بدر کی طرف نکلے اور منادی کی آواز بلند ہوئی تو امیہ کی بیوی نے کہا کیا تجھے وہ یاد نہیں جو تیرے یثربی بھائی نے کہا تھا۔ عبداللہ نے کہا امیہ نے یہ ارادہ کر لیا کہ وہ بدر کی طرف نہیں نکلے گا تو ابو جہل نے اسے کہا تو اس وادی کے سرداروں میں سے ہے ایک دودن ہمارے ساتھ چلو پس وہ اُن کے ساتھ چلا تو اللہ تعالیٰ نے اسے قتل کر دیا۔

۳۳۹۸ — شرح : یہ حدیث نبوت کی دلیل ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیہ بن خلف کے قتل کی خبر دی تو وہ بدر میں قتل ہو گیا اسے قبیلہ بنی مازن کے ایک انصاری نے قتل کیا تھا ابن ہشام نے کہا معاذ بن عفرہ، خارجہ بن زید اور خبیث بن اساف سب نے مل کر اسے قتل کیا تھا۔

امیہ بن خلف اہل مکہ کا ایک سردار تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کا بھائی چارہ تھا۔ جب وہ شام کو تجارت کے لئے جاتا اور مدینہ منورہ سے گزرتا تو حضرت سعد کے پاس ٹھہرا کرتا تھا جبکہ حضرت سعد جب عمرہ کرنے مکہ مکرمہ جاتے تو امیہ کے پاس ٹھہرتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمرہ کرنے سے پہلے بھی لوگ عمرہ کیا کرتے تھے۔ اس لئے حضرت سعد عمرہ کرنے گئے تو امیہ کے پاس ٹھہرے تھے۔ مکہ والوں کو خبر پہنچی کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام سمیت ابوسفیان کا قافلہ پکڑنے نکلے ہیں تو مکہ والوں نے ابوسفیان کے قافلہ کی مدد کے لئے مکہ میں اعلان کر دیا اور گیارہ سو کی تعداد میں بڑے فخر اور مباہات سے نکلے ان کا خیال تھا کہ وہ یقیناً غالب ہوں گے۔ وہ ایک دن دس اونٹ خر کرتے اور دیر سے

دن نو اونٹ نحر کرتے تھے۔ جب حضرت سعد نے اُمیہ کو خبر دی کہ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قتل کریں گے تو اُس نے کہا کیا مکہ میں قتل کریں گے؟ حضرت سعد نے کیا یہ معلوم نہیں کہ کہاں قتل کریں گے۔ اس سے اُمیہ مکہ سے باہر نہیں نکلتا تھا۔ جب کفار بدر کی طرف نکلے تو اُمیہ نے یہ ارادہ کر لیا کہ وہ کفار کے لشکر کے ساتھ مکہ سے نہیں نکلے گا۔

ابو جہل اس کے پاس آیا اور کہا اے اباصفوان (یہ اُمیہ کی کنیت ہے) تو اس وادی کا سردار ہے۔ جب لوگ تجھے دیکھیں گے کہ اُمیہ لڑائی کے لئے نہیں جا رہا ہے تو وہ بھی رُک جائیں گے۔ اس لئے ایک دو دن ہمارے ساتھ چلو تاکہ لوگ سستی نہ کریں۔ چنانچہ ابو جہل کے اصرار پر اُمیہ تیار ہو گیا اور اپنی بیوی سے کہا اے ام صفوان مجھے تیار کرو جبکہ اُمیہ نے اپنے بچاؤ کے لئے بہترین اونٹ خرید کیا ہوا تھا۔ اُس کی بیوی نے کہا کیا اپنے یثربی بھائی کی بات بھول گئے ہو۔ اُمیہ نے کہا میں بھولا تو نہیں ہوں البتہ ان کے ساتھ کچھ سفر کروں گا جب اُمیہ نکلا تو راستہ میں جہاں ٹھہرتے وہ اپنا اونٹ باندھ لیتا وہ اسی طرح کرتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قتل کر دیا۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ ابوالحکم اللہ کا دشمن تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کنیت ابو جہل رکھی تھی۔ اس کا نام عمرو بن ہشام مخزومی ہے۔ علامہ کرمانی نے اَنَّهُ قَاتِلُكَ میں ضمیر کا مرجع ابو جہل بیان کیا ہے۔ یعنی سعد نے اُمیہ سے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو جہل تجھے قتل کرے گا لیکن اُمیہ کو مسلمانوں نے قتل کیا۔ اس لئے علامہ کرمانی کو جب یہ اشکال نظر آیا تو اُنھوں نے کہا ابو جہل امیہ کو مکہ سے نکالنے کا سبب تھا گویا کہ اُمیہ کو ابو جہل نے ہی قتل کیا کیونکہ خود قتل کرے یا قتل کا سبب بنے۔ دونوں صورتوں میں اسے قاتل کہا جاتا ہے لیکن بعض روایات میں یہ تصریح موجود ہے کہ سعد نے کہا تجھے مسلمان قتل کریں گے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۳۹۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شَيْبَةَ أَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ
 بْنُ الْمَغِيرَةِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ النَّاسَ
 مُجْتَمِعِينَ فِي صَعِيدٍ فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فَتَزَعَّ ذُؤُبًا أَوْ ذُؤُبَيْنِ وَفِي
 بَعْضِ تَزَعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ أَخَذَهَا عَمْرُفًا سَحَّالَتْ سَيْدُهُ
 غَرْبًا فَلَمَّا رَعِبَ قَرِيبًا فِي النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَةً حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ
 بَعْطِينَ وَقَالَ هَتَامٌ سَمِعْتُ أَبَاهُ رِيَّةً عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَتَزَعَّ أَبُو بَكْرٍ ذُؤُبَيْنِ

۳۳۹۹ — ترجمہ : سالم بن عبد اللہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے لوگوں کو ایک میدان
 میں جمع ہوتے دیکھا تو ابو بکر اٹھے اور انھوں نے ایک یا دو ڈول کنوئیں سے نکالے اور ان کے نکالنے میں کچھ
 ضَعْف تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کو بخشے پھر ڈول کو عمر فاروق نے پکڑ لیا اور ان کے ہاتھ میں ڈول بڑا ہو گیا۔ میں نے
 لوگوں میں کوئی ایسا مضبوط شخص نہیں دیکھا جو عمر کی طرح قوت کے ساتھ پانی کھینچتا ہو۔ حتیٰ کہ لوگ پانی سے سیراب
 ہو گئے۔ ہتام نے ابو ہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ ابو بکر نے دو ڈول نکالے !

۳۳۹۹ — شرح : اس حدیث میں نبوت کی دلیل ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 شیخین کی خلافت کے بارے میں جو خواب دیکھا تھا وہ صحابہ سے بیان
 فرمایا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس حدیث میں ارشاد ہے کہ ابو بکر نے ایک دو ڈول نکالے اور ان کے نکالنے میں
 کمزوری تھی۔ اس میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کمی نہیں ہے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ان کی خلافت کی کیفیت بیان کی ہے۔ کیونکہ وہ مرتدین سے جنگ میں مصروف رہے۔ اور فتوحاتِ بلاد
 کے لئے انہیں فرصت ہی نہیں ملی تھی۔ کیونکہ ان کی خلافت کی مدت صرف دو سال تین ماہ اور بیس دن تھی۔
 اس کے بعد وہ وفات پا گئے تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد در واللہ یغفر لہ، میں بھی ابو بکر کی
 تنقیص نہیں اور نہ ہی ان کے گناہ کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ یہ لوں کا تکیہ کلام ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ

نے ذکر کیا کہ یہ خواب دونوں خلیفوں کے آثار کے ظہور اور ان سے لوگوں کے انقاع کی مثال ہے اور یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا گیا ہے۔ کیونکہ آپ صاحب امر ہیں۔ آپ نے دین اسلام کے امور کو قائم کیا اور اس کی بنیادیں مضبوط کیں پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دو سال خلیفہ بنایا تو انھوں نے مرتدین سے جنگ کی اور ان کا خاتمہ کیا پھر عمر فاروق کو خلیفہ بنایا تو ان کے زمانہ میں اسلام نے خوب وسعت حاصل کی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے امور کو کنوئیں سے تشبیہ دی جس میں پانی ہے اور اس کے سبب لوگوں کی زندگی کی بقاء اور ان کی صلاحیت ہے اور ان کا پانی پلانا لوگوں کے امور کی اصلاح اور ان کے مصالح کا انتظام کرنا ہے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قاضی سے نقل کیا کہ ”حَتَّىٰ ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطْنٍ“ بظاہر ان الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں عمر فاروق کی خلافت کی طرف اشارہ ہے کہ انھوں نے اسلام کو بہت وسعت دی۔ لیکن بعض علماء نے کہا یہ دونوں خلفاء کی خلافت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ دونوں کی تدبیر اور مسلمانوں کے مصالح کا اہتمام کرنے سے یہ امر مکمل ہوا کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور ان کے امور کا پورا اہتمام کیا اور انھوں نے ہی فتوح کی ابتداء کی تھی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس کی تکمیل ہوئی تھی۔

عَبْقَرِیُّ، اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے کام میں بہت ماہر ہو۔ قوم کے سردار کو بھی عبقری کہتے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ لَہٰذَا عَبْقَرِیُّ قَوْمِہٖ، یہ اپنی قوم کا سردار ہے۔ دراصل یہ عَبْقَرُو سے ماخوذ ہے اور عَبْقَرُوہ زمین ہے جہاں جن رہتے ہیں۔ پھر یہ محاورہ کے طور پر ہر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اپنے کام کی عمدگی اور کمالِ رفعت میں عجیب شئی کی طرف منسوب ہو۔ بعض کہتے ہیں کہ عبقر ایک گاؤں ہے جہاں اچھے کپڑے بنائے جاتے ہیں اور ہر اچھی شئی اس کی طرف منسوب ہوتی ہے۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عبقری ہر اس شئی کو کہا جاتا ہے جو خیر و شر میں انتہاء کو پہنچتی ہو۔ قولہ یَفْرِی فَرِیہ، جو کوئی ایسا عمل کرے جس میں اچھی صلاحیت ہو اور اچھا ٹکڑا علیحدہ کرے چنانچہ کہا جاتا ہے فَلَا نَ یَفْرِی فَرِیۃً، جبکہ وہ عجیب کام کرے۔ خلیل نے کہا یہ بہادر شخص کو کہا جاتا ہے : مَا یَفْرِی اَحَدٌ فَرِیۃً، یعنی ہر کوئی اس کے کام پر حیرت نہیں کر سکتا۔ عَطْنٌ، کا معنی پانی کے پاس اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔

۳۴۰۰ — حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ النَّرْسِيُّ شَامِعٌ
 قَالَ سَمِعْتُ أَبِي ثَنَا أَبُو عَثْمَانَ قَالَ أُنْبِئْتُ أَنَّ جَبْرِئِيلَ إِلَى النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَ يَتَحَدَّثُ ثُمَّ قَامَ
 فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّ سَلَمَةَ مَنْ هَذَا أَوْ كَمَا قَالَ
 قَالَتْ هَذَا دِحْيَةُ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ أَيُّمُ اللَّهِ مَا حَبَبَتْهُ إِلَّا
 آيَاةٌ حَتَّى سَمِعْتُ خُطْبَةَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَبَرِ
 جَبْرِئِيلٍ أَوْ كَمَا قَالَ قَالَ فَقُلْتُ لِأَبِي عَثْمَانَ مَنْ سَمِعْتَ هَذَا
 قَالَ مِنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

۳۴۰۰ — ترجمہ : ابو عثمان نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے جبکہ آپ کے پاس ام المؤمنین ام سلمہ بھی ہوئی تھیں جبرائیل
 علیہ السلام نے حضور سے گفتگو کی پھر اٹھ کر چلے گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ سے فرمایا یہ
 کون تھا یا جو بھی آپ نے فرمایا۔ ام سلمہ نے کہا یہ دحیہ کلبی تھا ام سلمہ نے فرمایا بخدا! میں نے اسے دحیہ
 ہی خیال کیا تھا حتیٰ کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سنا کہ آپ جبرائیل علیہ السلام کو ذکر فرما رہے
 تھے یا جو بھی آپ نے فرمایا میں نے ابو عثمان سے کہا آپ نے یہ کس سے سنا ہے؟ انھوں نے کہا اسامہ بن زید سے

۳۴۰۰ — شرح : اس حدیث میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا ذکر ہے اور
 وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کی خبریں بتایا کرتا تھا

اس اعتبار سے یہ حدیث نبوت کی دلیل ہے۔ دحیہ کلبی صحابی ہیں اور وہ بہت ہی خوبصورت تھے جبرائیل
 علیہ الصلوٰۃ والسلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کی صورت میں آیا کرتے تھے اور جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دوسرے لوگوں کے لئے ان کی صورت میں ظاہر ہوتے کبھی آپ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے سوا کوئی بھی انہیں دیکھ نہیں سکتا تھا۔ حضرت اسامہ بن زید کی والدہ ام ایمن ہیں جس نے
 سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی تھی۔ اسامہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب کہا جاتا ہے۔
 جب وہ اٹھارہ برس کے تھے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حاکم مقرر کیا۔ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ
وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ
۳۴۰۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكُ بْنُ
النَّسِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنِيًا
فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَةِ
فِي شَأْنِ الرَّجْمِ فَقَالُوا نَفَضُحُهُمْ وَمُجْلِدُونَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ

کے عہد امارت کے آخر ۵۶ ہجری میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَاب — اللَّهُ تَعَالَى کا ارشاد ”وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کو ایسا پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں
ان میں سے ایک گروہ حق کو چھپاتا ہے حالانکہ وہ اسے جانتے ہیں

۳۴۰۱ — ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
یہودی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے ذکر کیا کہ ان میں سے ایک مرد اور

ابْنُ سَلَامٍ مَكَذِبْتُمْ إِنَّ فِيهَا الرَّجْمَ فَأَتُوا بِالتَّوْرَةِ فَنَشَرُوهَا
فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا
فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيهَا
آيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوا صَدَقَ يَا مُحَمَّدٌ فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِمَا رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَمَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يُحْنِي
عَلَى الْمَرْأَةِ يَفِيهَا الْحِجَارَةَ

عورت نے زنا کیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تم تورات میں رجم کے بارے میں کیا پاتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم انہیں رسوا کرتے ہیں اور ان کو کوڑے مارے جاتے ہیں۔ عبد اللہ بن سلام نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو تورات میں رجم کا حکم ہے۔ وہ تورات لے کر آئے اور اسے کھولا۔ ان میں سے ایک شخص نے رجم کی آیت پر ہاتھ رکھ دیا اور اس سے آگے اور پیچھے عبارت پڑھتا رہا۔ عبد اللہ بن سلام نے اسے کہا اپنا ہاتھ اٹھاؤ اُس نے ہاتھ اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں رجم کی آیت موجود ہے۔ انہوں نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے سچ فرمایا تورات میں رجم کی آیت ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں زانیوں کو رجم کا حکم دیا اور ان کو رجم کیا گیا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس مرد کو دیکھا کہ وہ عورت پر مائل ہوتا تھا اور اسے پتھروں سے بچاتا تھا۔

شرح : اس باب میں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ جناب رسول اللہ

۳۴۰۱ —

صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں اہل کتاب کو پورا یقین تھا اور وہ آپ کو ایسا پہچانتے تھے جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں کہ وہ ان کی اولاد میں اس کی تائید میں قرآن کریم کی مذکور آیت کریمہ ذکر کی عربوں کا یہ محاورہ ہے کہ وہ کسی شئی کی صحت کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ فلاں شئی کی صحت کو وہ ایسا پہچانتے تھے جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن سلام سے فرمایا کیا آپ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی پہچانتے ہو جس طرح اپنے بیٹے کو پہچانتے ہو؟ عبد اللہ بن سلام نے کہا جی ہاں بلکہ اس سے بھی زیادہ پہچانتا ہوں۔ حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے آپ کے اوصاف لے کر نازل ہوئے تو میں نے آپ کو یقیناً پہچانا اور میں یہ نہیں جانتا ہوں کہ میرے بیٹے کی ماں کا حال کیسا ہے۔ ممکن ہے کہ عورت شوہر کی عدم موجودگی میں خیانت کرے لہذا بیٹے کی بیہوشی سے

میں شک و شبہ ہو سکتا ہے لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں قطعاً شک نہیں ہے۔ بعض علماء نے یوں کہا کہ جس طرح وہ لوگوں کے بیٹوں میں سے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں ایسے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو پہچانتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اس ایتقان و اذعان کے باوجود لوگوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات چھپاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کی آسمانی کتابوں میں ذکر فرمائی ہیں حالانکہ وہ حق کو یقیناً پہچانتے ہیں۔ اس باب میں مذکور حدیث نبوت کی دلیل اس طرح ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تورات نہیں پڑھی اور نہ ہی اس سے پہلے اس سے واقف تھے اس کے باوجود آپ نے تورات کے حکم کی طرف اشارہ کیا۔ اور آپ کے اشارہ کے مطابق تورات میں مذکور حکم ظاہر ہوا اور یہ علامات نبوت میں سے عظیم تر دلیل ہے۔

اس حدیث سے امام شافعی اور احمد رحمہما اللہ نے استدلال کیا کہ مُحْصِن (شادی شدہ) کے لئے مسلمان ہونا شرط نہیں۔ امام ابو یوسف کا بھی یہی مسلک ہے۔ البتہ امام ہمام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ نے کہا مُحْصِن کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ أَشْرَكَ بِاللَّهِ فَلَيْسَ بِمُحْصِنٍ، جس نے اللہ کا شریک بنایا وہ مُحْصِن نہیں اور مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی ابتداء میں آیت جلد کے نزول سے پہلے تورات کے حکم مطابق یہ فیصلہ کیا۔ جب مذکور آیت نازل ہوئی تو تورات کا حکم منسوخ ہو گیا۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار پر حد زنا واجب ہے اور کفار احکام شرع سے مخاطب ہیں لیکن اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کے نزدیک کفار مخاطب نہیں اور بعض کے نزدیک نواہی سے مخاطب ہیں اور اس سے مخاطب نہیں اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب کفار ہمارے پاس دعویٰ لائیں تو قاضی ہماری شریعت کے مطابق ان میں فیصلہ کرے گا (نودی)۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس مسئلہ میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ ہم پر واجب ہے کہ ان میں فیصلہ کریں یا ہمیں فیصلہ کا اختیار ہے۔ حجاز و عراق کے فقہاء نے کہا کہ امام یا حاکم کو اختیار ہے کہ جب وہ ہمارے پاس فیصلہ کے لئے آئیں تو امام اگر چاہے تو ان میں اسلام کے احکام کے مطابق فیصلہ کرے اگر چاہے تو ان سے اعراض کرے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اور ایک قول کے مطابق امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہی مسلک ہے۔ عامر اور نخعی نے کہا اگر چاہے تو فیصلہ کرے اگر چاہے تو فیصلہ نہ کرے۔ بعض علماء نے کہا اگر کفار ہمارے پاس جھگڑا لائیں تو حاکم پر واجب ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کے حکم مطابق فیصلہ کرے انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ”وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ“ سے اس سے پہلے آیت منسوخ ہے جس میں حاکم کو اختیار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے ”ان کے درمیان وہ فیصلہ کرو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر نازل کیا ہے۔ زہری اور عمر بن عبد العزیز

بَابُ سُؤَالِ الْمُشْرِكِينَ

۴۲۰۲۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ

عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِقَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْهَدُوا

۴۲۰۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا يُونُسُ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمْ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ

کا یہی مذہب ہے۔ اس کو امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ نے اختیار کیا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی ایک قول یہی ہے۔ لیکن امام ہمام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب مرد اور عورت فیصلہ لے کر آئیں تو حاکم پر ضروری ہے کہ ان کے درمیان انصاف کرے اور اگر عورت تنہا دعویٰ دائر کرے اور اس کا شوبہ راضی نہ ہو تو حاکم فیصلہ نہ کرے امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا حاکم فیصلہ کرنے کا مجاز ہے۔ اسی طرح امام مالک کے تلامذہ میں اختلاف ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ مُشْرِكُونَ كَمَا سَوَّلَ كَرْنَا كَهْ نَبِي كَرِيم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

انہیں معجزہ دکھائیں تو آپ نے انہیں شق قمر کا معجزہ دکھایا!

۴۲۰۲۔ ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۴۲۰۲ حَدَّثَنَا خَلْفُ بْنُ خَالِدٍ الْقُرَشِيُّ ثَنَا بَكْرُ بْنُ
مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الْقَمَرَ
انْشَقَّ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کے زمانہ شب بیت میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گواہ رہو
ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ والوں نے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ انہیں معجزہ دکھائیں
تو آپ نے انہیں چاند کے دو ٹکڑے کر دکھائے۔

۴۲۰۳ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔
۴۲۰۴ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا کہ سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کو شق قمر کے

۲۴۰۲ تا ۲۴۰۴ — معجزہ پر گواہ رہنا اس لئے فرمایا کہ یہ عظیم محسوس معجزہ ہے جو عربوں کی عادت کے خلاف ہے۔
علامہ خطاب رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شق قمر عظیم ترین معجزہ ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات میں سے
کوئی معجزہ اس کی مثل نہیں کیونکہ یہ آسمان میں ظاہر ہوا اور یہ نبوت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ کیونکہ یہ اس
جہان میں نبی نوٹ انسان کی علالت کے خلاف ہے۔ بعض لوگوں نے اس خبر کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ اگر
یہ حقیقت ہوتی تو عوام الناس پر محض نہ رہتی اور ہر چھوٹے بڑے کو یہ خبر معلوم ہوتی کیونکہ یہ امر مشاہد محسوس
ہے۔ اور سب لوگ اس میں شریک ہیں اور عجیب و غریب نقل کرنے میں لوگ خوش ہوتے ہیں۔ اگر شق قمر واقعی
معجزہ ہوتا تو اس کا کتابوں میں ذکر ہوتا اور صحیفوں میں مدقون ہوتا اور بخوبی اور مدح بھی جانتے کیونکہ یہ
ناممکن ہے کہ کوئی امر اتنا واضح ہونے کے باوجود لوگ اس سے کلیتہً غافل ہوں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شق قمر
کا مطالبہ صرف مکہ والوں نے کیا تھا اور اس کا ظہور رات کو ہوا تھا جبکہ اکثر لوگ سو رہے تھے اور گھروں
اور دیگر حجابات میں چھپے ہوئے تھے۔ اور جو جنگلات میں بیدار تھے وہ اس سے یکسر غافل تھے اور یہ ضروری
امر ہے کیونکہ وہ آسمانوں کی طرف نظریں نہیں اٹھا رہے تھے اور نہ ہی وہ ملک میں مرکز قمر کی طرف نظر کئے
ہوئے تھے کہ اس سے ذرہ بھر غافل نہ ہوں کہ جب جرم قمر میں کچھ ظاہر ہو تو وہ فوراً اسے دیکھ لیں حالانکہ

باب ۳۴۰۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ثَنَا مَعَاذُ ثَنَا
أَبِي عَنْ قَادَةَ ثَنَا أَنَسُ بْنُ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمَصْبَاحَيْنِ يُضِيئَانِ
بَيْنَ أَيْدِيهِمَا فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ كُلٌّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاحِدٌ حَتَّى
أَتَى أَهْلَهُ

بکثرت دیکھا گیا ہے کہ سورج یا چاند کو گرہن لگتا ہے اور لوگوں کو اس کا شعور تک نہیں ہوتا بلکہ اُن کو خبردار کرنے سے کچھ احساس ہوتا ہے۔ حالانکہ گرہن کافی دیر تک رہتا ہے اور شقِ قمر تو آنا فانا ہو گیا تھا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اس قدر محسوس اور باقی رہیں کہ تمام لوگ اس کی رویت میں شریک ہوں تو وہ ضرور کرتا لیکن اللہ سبحانہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ اگر کوئی معجزہ لوگوں پر واضح رہے اور وہ ایمان نہ لائیں تو ان کو تباہ و برباد اور ہلاک کر دیتا ہے۔ صرف اس اُمتِ مرحومہ کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کو عقل کی حد تک محدود رکھا اور وہ یہ کہ لوگ سمجھ لیں اور وہ ایسا حال اختیار نہ کریں جو ان کی ہلاکت کا سبب ہو۔ جیسے پہلی اُمتیں ہلاک ہوئیں اور ان کا نشان تک باقی نہ رہا۔ اللہ تعالیٰ کی بہت مہربانی اور لطف و کرم ہے کہ ہمیں یہ سعادت نصیب فرمائی ہے۔ امام ترمذی نے محمد بن جبرین مطعم کے طریق سے روایت ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں چاند دو ٹکڑے ہوا ان میں سے ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر اور دوسرا ٹکڑا اُس پہاڑ پر واقع ہوا تو کفار مکہ نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر جادو کر دیا ہے لیکن وہ تمام لوگوں پر جادو نہیں کر سکتے۔

قاضی عیاض کی روایت میں ہے شقِ قمر منیٰ میں ہوا۔ راوی کہیں نے قمر کے دونوں ٹکڑوں کے درمیان پہاڑ کو دیکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب شقِ قمر ہوا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ حذیفہ بن یمان سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب

۳۴۰۵ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔
 کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دو شخص

۳۴۰۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْأَسْوَدِ ثَنَا يَحْيَى عَنْ
إِسْمَاعِيلَ ثَنَا قَيْسٌ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ مِنْ أَتَى ظَاهِرِينَ
حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ

امدھیری رات میں آپؐ نے مجلس شریف سے فارغ ہو کر باہر آئے تو اسی کے آگے آگے روشن چراغوں کی طرح
دو چیزیں روشن ہوئیں۔ جب وہ راستہ میں (جدا جدا ہو گئے تو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک
چراغ روشن ہو گیا حتیٰ کہ وہ اپنے گھروں میں پہنچ گئے۔ یہ دونوں صحابی عابدین بشر لوہا سید بن خضیر تھے،
شرح : یہ حدیث بھی نبوت کی دلیل ہے کیونکہ دونوں صحابیوں کی کرامت
تھی کہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ روشنی ظاہر ہو گئی اور اُمتی

۳۴۰۵۔

کی کرامت نبی کا معجزہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اُمتی نبی سے مستفیض ہوتے ہیں۔ یہ حدیث کرامات کے منکرین پر
حجت ہے (حدیث ۳۴۰۵ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : قیس نے بیان کیا میں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کے لوگ ہمیشہ غالب

۳۴۰۶۔

رہیں گے حتیٰ کہ قیامت آجائے گی اور وہ غالب ہوں گے۔

شرح : اس حدیث سے ظاہر ہے استدلال کیا کہ کوئی نہ مانہ مجتہد کے
وجود سے خالی نہیں رہتا حتیٰ کہ اللہ کا امر آجائے۔ امام نووی رحمہ اللہ

۳۴۰۶۔

تھانی نے کہا۔ اللہ کا امر ہوا ہے جو قیامت سے پہلے چلے گی وہ ہم مومن مرد و زن کی بدت قبض کرے گی!
اور غالب رہنے والے لوگ اہل علم ہیں۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے کہا اگر وہ اہل علم نہیں تو نامعلوم
وہ کون ہوں گے؟ قاضی عیاض نے کہا امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی راوی ہے کہ وہ اہل سنت و جماعت کی
جمعیت ہوگی اور جو لوگ اہل حق کے مذہب پر ہوں گے۔ امام نووی رحمہ اللہ تھانی نے کہا جو سکتا ہے کہ وہ
لوگ مومنوں میں پھیلے ہوئے ہوں ان میں سے بعض تو مجاہدین ہوں جو اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور بعض فقہاء
اور بعض محدثین ہوں اور ان میں سے بعض زہاد اور بعض بھلائی کا حکم کرنے والے اور بُرائی سے روکنے
والے ہوں ان کے علاوہ اور لوگ بھی اہل حق سے ہوں اور یہ ضروری نہیں کہ وہ ایک جگہ ہوں بلکہ ساری
زمین پر پھیلے ہوئے ہوں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اجماعِ محبت ہے اور اس سے ہمتِ بینا ہے

۳۴۰۷ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا الْوَلِيدُ ثَنَا ابْنُ جَابِرٍ
ثَنَا عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللَّهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ
خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ
قَالَ عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ فَقَالَ مَالِكُ بْنُ يُخَا مِرْقَالٌ مُعَاذُ وَهُمْ بِالشَّامِ
فَقَالَ مُعَاوِيَةُ هَذَا مَالِكٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذًا يَقُولُ وَهُمْ
بِالشَّامِ

ہے اور یہ حدیث کہ میری امت گمراہی پر اتفاق نہیں کرے گی۔ ضعیف ہے (یعنی)
علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حابلہ کے استدلال پر اعتراض کیا کہ بخاری میں مذکور حضرت عبداللہ
بن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث اس کے معارض ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو علم عطا کیا ہے
تو وہ اسے ان کے سینوں سے نہیں نکالے گا لیکن علماء کو قبض کرے گا تو علم بھی ختم ہو جائے گا اور جاہل لوگ
باقی رہ جائیں گے ان سے مسائل پوچھے جائیں گے تو وہ اپنی رائے سے فتویٰ دیں گے وہ خود گمراہ ہوں گے اور
لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مجتہد سے زمانہ خالی رہ سکتا ہے۔ کیونکہ اس حدیث
سے واضح ہوتا ہے کہ علم کا رفع علماء کے ختم ہو جانے سے ہوگا اور جب علم کا انتفاء ہوگا تو اجتہاد و مجتہد
کا بھی انتفاء ہوگا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اس حدیث میں معجزہ ظاہر ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف سے لے کر اب تک
یہ وصف باقی ہے اور اللہ کا امر آنے تک باقی رہے گی۔ لہذا یہ حدیث نبوت کی دلیل ہے۔

۳۴۰۷ — ترجمہ: عُمیر بن ہانی نے بیان کیا کہ انھوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو
یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے
سنا کہ میری امت سے ایک گروہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گا۔ جو کوئی ان کو رسوا کرے گا یا ان کی مخالفت
کرے گا۔ وہ انھیں ضرر نہیں پہنچا سکے گا حتیٰ کہ ان کے پاس اللہ کا امر آجائے اور وہ اسی حال پر ہوں گے۔
عُمیر نے کہا مالک بن یخامر نے کہا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ لوگ شام میں ہیں تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے
کہا یہ مالک ہے جو گمان کرتا ہے کہ اُس نے معاذ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ وہ لوگ شام میں ہیں۔

۳۴۰۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ شَنَايُحِي عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ
 أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ
 ۳۴۱۰۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ شَنَايُحِي خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ
 شَنَايُحِي عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ

میں مذکور کلام کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حسن بن عمارہ کی حدیث کو ضعیف کہتے ہیں اور شعیب نے یہ حدیث عروہ سے نہیں سنی بلکہ ایک قبیلہ سے سنی ہے۔ لہذا اس جہالت کے باعث یہ حدیث ضعیف اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری کی یہ عادت نہیں کہ وہ صحیح بخاری میں ضعیف حدیث ذکر کریں پھر اس کے ضعیف کی طرف اشارہ کریں اگر ان کے نزدیک اس کا ضعف ثابت ہوتا تو وہ خیل (گھوڑے) کی حدیث پر ہی اکتفاء کرتے جیسے مسلم نے صحیح میں اس پر اکتفاء کی ہے۔

اس حدیث سے امام ابو حنیفہ، اسحاق اور امام مالک رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ فضولی کی بیع جائز ہے۔ کیونکہ عروہ صرف بکری خرید کرنے میں وکیل تھے۔ علامہ کرمانی اس کا جواب ذکر کیا کہ ہو سکتا ہے کہ عروہ مطلقاً خرید و فروخت میں وکیل ہوں۔ لہذا یہ فضولی کی بیع نہ ہوئی لیکن یہ جواب نہایت ہی کمزور ہے کیونکہ ایک حقیقی امر کو بالائے طاق رکھ کر محتمل امر کو لیا جائے کچھ عجیب معلوم ہوتا ہے۔ الحاصل یہ حدیث متصل ہے ضعیف نہیں اور نبوت کی دلیل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑوں کی

۳۴۰۹۔

پیشانیوں میں قیامت تک خیر باندھی گئی ہے۔
 توجہ : ابوالتیاح نے کہا میں نے انس سے سنا کہ نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں میں

۳۴۱۰۔

خیر و برکت باندھی گئی ہے!
 (حدیث ۲۶۵۵ کی شرح دیکھیں)

۳۴۱۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ
 زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ
 سِتْرٌ وَعَلَى رَجُلٍ وَزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي
 سَبِيلِ اللَّهِ فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِي
 طِيلِهَا مِنْ الْمَرْجِ أَوْ الرِّوَضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٌ وَلَوْ أَنَّهَا
 قَطَعَتْ طِيلَهَا فَاسْتَنْتَتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ أَرْوَاقَهَا
 حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ
 يَسْقِهَا كَانَ ذَلِكَ لَهُ حَسَنَاتٍ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغْنِيًا وَسِتْرًا
 وَتَعَقُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللَّهِ فِي رِقَابِهَا وَظُهُورِهَا فَهِيَ لَهُ
 كَذَلِكَ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا خِرَاءً وَرِيَاءً وَنَوَاءً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ
 فَهِيَ وَزْرٌ لَهُ وَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمْرِ فَقَالَ

۳۴۱۱ — ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑے تین قسم میں کسی شخص کے لئے ثواب کا ذریعہ کسی کے لئے بچاؤ
 کا سبب اور کسی کے لئے گناہ کا باعث ہوتے ہیں۔ ثواب کا ذریعہ اس شخص کے لئے ہے جس نے اس کو
 اللہ کی راہ میں باندھا اور اس کی رسی چراگاہ یا باغ میں لمبی کر دی جس قدر وہ چراگاہ یا باغ میں چارہ
 کھائے گا وہ اس کے لئے نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ رسی توڑ ڈالے اور وہ ایک یا دو بلندیاں دوڑ جائے
 تو اس کی لید اور اس کے قدموں کے آثار اس شخص کے لئے نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ نہر کے پاس گزرے
 اور اس سے پانی پیئے حالانکہ اس کا اسے پانی پلانے کا ارادہ نہ تھا یہ بھی اس کی نیکیاں ہوں گی (یہ گھوڑا
 باعثِ ستر ہے۔ اور جس نے اس کو فخر و غرور اور ریاء کے طور پر اور مسلمانوں سے دشمنی کے لئے باندھا

ثواب کا ذریعہ ہے اور جو کوئی مالدار یا غلامی ظاہر کرنے، پردہ پوشی اور استغناء کے لئے پالے اور اللہ کا حق نہ بھولے جو اس کی گردن اور پشت پر ہے تو وہ اس کے لئے

مَا أُنْزِلَ عَلَىٰ فِيهَا إِلَّا هَذِهِ الْأَيَةُ الْحَامِعَةُ الْفَاذَةُ مَنْ يَعْمَلْ
 مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ
 ۳۴۱۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا أَيُّوبُ
 عَنْ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ بَكْرَةٍ وَقَدْ خَرَجُوا بِالْمَسَاحِي فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا مُحَمَّدٌ
 وَالْحَمِيسُ وَأَحَالُوا إِلَى الْحِصْنِ لِيَسْعُونَ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ خَرِبْتُ خَيْرًا إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ
 قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ دَعَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ
 فَإِنِّي أَخْشَى أَنْ لَا تَكُونَ مَحْفُوظًا وَإِنْ كَانَ فِيهِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ
 فَإِنَّهُ غَرِيبٌ جَدًّا

وہ اس کے لئے گناہ کا سبب ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کے متعلق دریافت
 کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس کے متعلق مجھ پر کوئی آیت نہیں اُتری سوا اس جامع تنہا آیت کے "مَنْ
 يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ" (حدیث ع ۲۲۱۶، ۲۲۱۷، ۲۲۱۸ کی شرح دیکھیں)

۳۴۱۲ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے خیر پر صبح کے وقت حملہ کیا جبکہ یہودی کیاں
 لے کر باہر نکل رہے تھے۔ جب اُکھنوں نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم"، اور لشکر اور
 وہ دوڑتے ہوئے قلعہ میں پناہ گزیں ہوئے۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا :
 "اللہ اکبر" خیر تباہ ہو گیا جب ہم کسی قوم کے میدان میں ڈیرے ڈال دیں تو ڈیرائے ہوئے لوگوں کی صبح
 بری ہوتی ہے۔

۳۴۱۲ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر کے تباہ و برباد ہونے کی خبر دی
 تو آپ کے ارشاد کے مطابق ہوا یہ نبوت کی دلیل ہے چمیس لشکر

۳۴۱۳ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا ابْنُ اَبِي
فَدْيِكٍ عَنْ ابْنِ اَبِي ذَيْبٍ عَنِ الْمُقْبَرِيِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ
قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اِنِّي سَمِعْتُ مِنْكَ حَدِيثًا كَثِيرًا فَاَنْسَاہُ
قَالَ اَبْسُطْ رِدْآءَكَ فَبَسَطْتُهُ فَعَرَفْتُ بِیْدِهِ فِيْہِ ثُمَّ قَالَ
ضَمَّہُ فَضَمَمْتُهُ فَمَا نَسِیْتُ حَدِیثًا بَعْدُ

ہے۔ اس کو خمیس اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں پانچ اقسام ہوتے ہیں،
(۱) مِیْمَنَہ (۲) مِیْسِرَہ (۳) مُقَدِّمَہ (۴) سَاقَہ اور (۵) قَلْبَہ “
(حدیث ۲۷۸۸ کی شرح دیکھیں)

۳۴۱۳ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ سے بہت حدیثیں سنتا ہوں پھر انہیں بھول جاتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤں میں نے چادر پھیلائی آپ نے دونوں ہاتھوں سے چلو بنا کر چادر میں ڈال دیا پھر فرمایا اسے اپنے اوپر لپیٹ لو میں نے چادر کو لپیٹ لیا اس کے بعد میں کوئی حدیث نہیں بھولا۔

۳۴۱۳ — شرح : اس حدیث میں نبوت کی واضح دلیل ہے۔ قولہ فَبَسَطْتُهُ کا عطف اَبْسُطْ پر ہے۔ خبر کا انشاء پر عطف ہے اس میں خلاف ہے۔ مطول میں ”حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ“ کی بحث میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ قولہ فَمَا نَسِیْتُ شَيْئًا بَعْدُ“ سیاق نفي میں نکرہ واقع ہو تو مفید عموم ہوتا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بخاری نے بعض طرق میں اس طرح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو کوئی اپنا کپڑا پھیلا رکھے حتیٰ کہ میں اپنا کلام پورا کر لوں پھر اسے اپنے سینے پر لپیٹ لے تو وہ میری حدیث کبھی نہیں بھولے گا۔ ابو ہریرہ نے کہا میں نے اپنا کبیل ہی پھیلا دیا میرے پاس اس کے سوا اور کپڑا نہ تھا۔ جب آپ کلام پورا کر لیا تو میں نے اسے سینے پر لپیٹ لیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا اس وقت سے لے کر آج تک میں کچھ نہیں بھولا ہوں۔ لیکن مسلم کی روایت میں ہے کہ میں اس دن کے بعد کوئی حدیث نہیں بھولا۔ اس حدیث کی بھی عموم پر دلالت ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 بَابُ فَضَائِلِ اصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
 وَمَنْ صَحِبَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ رَاہُ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ
 فَهُوَ مِنْ اصْحَابِہِ

(حدیث ۱۸ کی شرح دیکھیں) الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
 کے صحابہ کے فضائل

جس نے نبی کریم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی مصاحبت اختیار
 کی یا آپ کو دیکھا وہ آپ کا صحابی ہے !

فضائل فضیلت کی جمع ہے۔ لغت میں فضل کا معنی زیادتی ہے۔ اس سے مراد اچھی خصلتیں اور پسندیدہ عادات ہیں۔ اصحابِ صحب کی جمع ہے جیسے افراخ فرخ کی جمع ہے۔ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا صحابی وہ مسلمان ہے جس نے نبی کریم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی صحبت اختیار کی ہو یا آپ کو دیکھا ہو اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ صحابی کی تعریف میں تردید کہ مسلمان نے آپ کی صحبت اختیار کی ہو یا دیکھا ہو تعریف کے منافی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تردید صحابی کے اقسام میں ہے۔ یعنی صحابی دو قسم ہیں اور ہر قسم کی

۳۴۱۴ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ
 عُمَرُو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ ثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ نَهْمَانٌ
 فَيَغْزُو فَيَأْمُرُ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحِبَ رَسُولِ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي عَلَى
 النَّاسِ نَهْمَانٌ فَيَغْزُو فَيَأْمُرُ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيكُمْ مَنْ
 صَاحِبَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ
 نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ نَهْمَانٌ فَيَغْزُو فَيَأْمُرُ مِنَ
 النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحِبَ مِنْ صَاحِبِ أَصْحَابِ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ

تعریف علیہ ہے یعنی ایک وہ صحابی ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہو دوسرا وہ صحابی ہے جس نے آپ کو دیکھا ہو۔ اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ جو آپ کی صحبت اختیار کرے وہ آپ کو ضرور دیکھے گا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں کیونکہ حضرت عمر بن ام مکتوم بالاتفاق صحابی ہیں لیکن انھوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نہیں اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بعض علماء نے صحابی کی تعریف یہ کی ہے کہ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو انھوں نے اسی پر اکتفا کی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ انھوں نے روایت سے عربی روایت مراد لی ہے کیونکہ جو آپ کی صحبت میں ہوگا اگرچہ وہ نابینا ہو عرف میں اسے کہا جاتا ہے کہ اُس نے دیکھا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کے بعد اور دفن سے پہلے دیکھا کیا وہ صحابی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ یقیناً صحابی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جس نے آپ کو خواب میں دیکھا اُس نے یقیناً آپ کو دیکھا جیسا کہ حدیث میں ”مَنْ رَأَى فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ“ جس نے مجھے دیکھا اُس نے یقیناً مجھے ہی دیکھا کیا وہ صحابی ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ صحابی وہ ہے جو بیداری میں آپ کو دیکھے۔ الحاصل صحابی وہ مسلمان ہے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنے رہا ہو یا آپ کو بیداری میں دیکھا

۳۲۱۵ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ رَاهُوَيْهٍ ثَنَا النَّضْرُ بْنُ
شُعْبَةَ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ سَمِعْتُ زُهْدَمَ بْنَ مُضَرِّبٍ سَمِعْتُ عُمَرَ
ابْنَ حَصِينٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ أُمَّتِي
قُرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ قَالَ عُمَرَانُ فَلَا أَدْرِي
أَذْكَرَ بَعْدَ قُرْنِهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ إِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَشْهَدُونَ
وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ وَيَنْذُرُونَ وَلَا يُفُونُ
وَيُظْهِرُ فِيهِمُ السَّمَنُ

ہو اور اسلام پر فطرت ہوا ہو۔ لہذا جو مرتد ہو گیا ہو اور کفر پر مرا ہو جیسے ابن خطل، ربیعہ بن اُمیہ اور مقدس
بن صبابہ وغیرہ انہیں صحابی نہیں کہا جائے گا اور جو مرتد ہو جانے کے بعد پھر مسلمان ہو گیا ہو لیکن دوسری بار
اسلام لانے کے بعد آپ کو نہ دیکھا ہو تو اسے صحابی کہا جائے گا کیونکہ تمام محدثین نے اشعث بن قیس
وغیرہ کو صحابہ میں سے شمار کیا ہے جو مرتد ہو جانے کے بعد مسلمان ہو گئے اور پھر آپ کو نہیں دیکھا۔ سعید بن مسیب
نے صحابی کی یہ تعریف کی ہے کہ جو ایک یا دو سال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہو اور
آپ کی معیت میں ایک یا دو جنگیں بھی کی ہوں لیکن اس تعریف کے مطابق کسی صحابہ کرام تعریف سے نکل
جائیں گے جیسے جریر بن عبد اللہ بخلی وغیرہ۔ لہذا یہ تعریف صحیح نہیں

۳۲۱۶ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی ایک
جماعت جہاد کرے گی۔ لوگ کہیں گے کیا تم میں کوئی شخص ایسا ہے جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی مصاحبت اختیار کی ہو (صحابی ہو) وہ کہیں گے جی ہاں تو انہیں فتح حاصل ہوگی پھر لوگوں پر ایک زمانہ
آئے گا تو لوگوں کی بہت بڑی جماعت جہاد کرے گی۔ ان سے کہا جائے گا کیا تم میں کوئی شخص ایسا ہے جس
نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی صحبت اختیار کی ہو (تابعی) لوگ کہیں گے جی ہاں! تو
انہیں فتح حاصل ہوگی پھر لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا۔ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو کہا جائے گا کیا
تم میں کوئی شخص ایسا ہے جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی صحبت اختیار کرنے والی جماعت
کی صحبت اختیار کی (تابعی) ہو تو کہیں گے جی ہاں تو انہیں فتح حاصل ہوگی!

۳۴۱۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ
عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ خَيْرُ النَّاسِ قُرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ
يَحْيَى قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتُهُ
قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَكَانُوا يَضْرِبُونََنَا عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ وَمَحْنُ
صَغَارُ

۲۴۱۴ — شرح : فِئَتَا لُغُوں كى جاعت پہلا طبقہ صحابہ کا ہے۔ صحابی کی تعریف
ابھی گزری ہے۔ دوسرا طبقہ تابعین کا ہے اور وہ مسلمان ہیں
جنہوں نے کم از کم ایک صحابی کو دیکھا ہو۔ تیسرا طبقہ تبع تابعین کا ہے اور وہ مسلمان ہیں جنہوں نے تابعی
کو دیکھا ہو۔ (حدیث ع ۲۶۹۸ کی شرح حصہ چہارم میں دیکھیں)

۳۴۱۵ — ترجمہ : عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا میری امت میں سب سے پہلے بہتر میرا زمانہ ہے۔ پھر ان کا
جو ان سے متصل ہوں گے پھر ان کا جو ان کے بعد متصل ہوں گے۔ عمران نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ جناب سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ شریف کے بعد دو زمانے ذکر کئے یا تین زمانے ذکر کئے۔ پھر تمہارے بعد
لوگ ایسے ہوں گے جو گواہی دیں گے کہ ان کی گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔ وہ خیانت کریں گے اور انہیں
ایمن نہیں بنایا جائے گا وہ نذریں مانیں گے اور ان کو پورا نہیں کریں گے ان میں موٹا پاٹا ہر ہوگا !

۳۴۱۵ — شرح : یعنی ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ خیانت کریں گے اور ان پر اعتماد
نہ کیا جائے گا۔ ان میں موٹا پاٹا ہر ہوگا یعنی وہ مال جمع کریں گے
اور دین سے غافل ہو جائیں گے اور اس کا اہتمام نہیں کریں گے کیونکہ غالباً موٹا آدمی ریاضت نہیں کر سکتا
اور ظاہر یہ ہے کہ اس کا حقیقی معنی مراد ہے لیکن وہ موٹا یا مذموم ہے جو کسب سے حاصل کرے۔ اگر انسان
طبعاً موٹا ہو جائے تو وہ مذموم نہیں (حدیث ع ۲۴۷۵ کی شرح دیکھیں)

۳۴۱۶ — ترجمہ : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر
ان کا جو اس سے متصل ہوگا پھر وہ جو ان سے متصل ہوں گے۔ پھر لوگ آئیں گے کہ ان میں سے کسی ایک کی

بَابُ مَنَاقِبِ الْمُهَاجِرِينَ وَفَضْلِهِمْ مِنْهُمْ
 أَبُو بَكْرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قُحَافَةَ التَّمِيمِيُّ وَقَوْلُ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ
 لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الْآيَةُ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِلَّا تَنْصُرُوهُ
 فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ الْآيَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَأَبُو سَعِيدٍ وَأَبْنُ عَبَّاسٍ
 وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ

گواہی اس کی قسم سے آگے ہوگی اور اس کی قسم گواہی سے آگے ہوگی۔ ابراہیم نخعی نے کہا وہ ہمیں گواہی دینے
 اور وعدہ کرنے پر مارتے تھے۔ اس وقت ہم بچے تھے۔

شرح : یعنی اس زمانہ کے لوگ قسم سے پہلے گواہی دیں گے اور

۳۴۱۶

گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے اور وہ گواہی دینے کے حلیں
 ہوں گے جھوٹی گواہی ان کا معمول ہوگا۔ ابراہیم نخعی نے کہا ہمارے بزرگ تادیبا ہمیں مارتے تھے کہ ہم
 گواہی اور قسم کو اپنا معمول نہ بنائیں اور وہ اس سے روکتے تھے اور احتیاط کی ترغیب دلاتے تھے۔
 (حدیث ۲۴۱۶ کی شرح دیکھیں)

بَابُ مَهَاجِرِينَ كَ مَنَاقِبِ

اور محاسن اور ان کی فضیلت،

ان میں سے حضرت ابو بکر عبد اللہ بن ابی قحافہ تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : فقراء المهاجرين کے جو اپنے گھروں سے اور مالوں سے

اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے کے بعد جنگ بدر میں حاضر تھے۔ ہجرت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے ابوبکر کے سوا کوئی بھی رفیق سفر نہ تھا اور وہی غار ثور میں آپ کے ساتھی اور مونس تھے۔ مزدوں میں سے سب سے پہلے آپ ہی نے اسلام قبول کیا اور آپ ہی نے سب سے پہلے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ کو عتیق بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ بہت خوبصورت تھے اور آپ کا چہرہ صاف تھا کہا گیا ہے کہ آپ کے نسب میں کچھ عیب نہ تھا۔ آپ کا نسب عیب سے آزاد تھا۔ آپ کو عتیق کہنے کی یہ وجہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ آپ کے دو بھائی تھے۔ ان میں سے ایک کا نام عتیق تھا وہ آپ سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے اس لئے وہی نام آپ کو دیا گیا۔ بعض حضرات یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی دوزخ سے آزاد شخص کو دیکھنا چاہے وہ انہیں دیکھ لے اس لئے آپ کو عتیق کہا گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت سے فرمایا کہ تو نے ابوبکر کے متعلق کچھ ذکر کیا ہے؟ حسان نے عرض کیا جی ہاں! چنانچہ انھوں نے یہ شعر پڑھے!

وَ ثَانِيْ اِثْنَيْنِ فِي الْغَارِ الْمُنِيفِ وَقَدْ طَافَ الْعَدُوُّ بِهِ اِذْ صَعَدُوْا الْجَبَلَا
وَ كَانَ حَبِيبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمُوْا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ لَمْ يَغْدِلْ بِهِ رَجُلَا

وہ مبارک غار میں دو میں سے دوسرے میں
اور آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبت میں
دشمنوں نے آپ کا گھیراؤ کیا جبکہ وہ پہاڑ پر چڑھے
لوگ جانتے ہیں کہ ساری مخلوق سے بہتر ذات تودہ صفات
نے آپ کے برابر کسی شخص کو نہیں کہا۔

یہ سن کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور فرمایا اے حسان تو نے خوب کہا ہے اور اس کی تحسین کی
مجاہد نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق کے ساتھ غار میں تین دن رہے۔ جریری نے
ابوالنضرہ سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق نے حضرت علی المرتضیٰ سے کہا میں نے آپ سے پہلے اسلام قبول
کیا اور حضرت علی نے یہ تسلیم کیا اور اس کی تردید نہ کی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق بھی کہا جاتا ہے
کیونکہ انھوں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے مشن کی تصدیق کرنے میں شتمہ بھرتا مل نہ کیا
اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں رات قلیل تروقہ میں آسمانوں کی سیر کر کے اللہ تعالیٰ سے طلاق
کر کے آیا ہوں تو آپ نے فوراً تصدیق کی۔ اس لئے آپ کو صدیق کہا جاتا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں آپ بہت
بڑے رئیس اور صاحبِ وجاہت تھے۔ اور قریش کے رؤسا میں آپ کا شمار تھا آپ کے دستِ میمنت پر
زبیر بن عوام، عثمان بن عفان، طلحہ اور عبدالرحمن بن عوف اسلام سے مشرف ہوئے جس روز آپ نے
اسلام قبول کیا اس روز آپ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے وہ تمام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شمار
کر کے اللہ کی راہ میں صرف کر دیئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قدر مجھے ابوبکر کے مال نے نفع
دیا ہے اور کسی کے مال نے اس قدر نفع نہیں دیا۔ آپ نے وہ سات غلام آزاد کئے جنہیں صرف اس لئے عذاب

دیا جاتا تھا کہ وہ مسلمان تھے۔ ان میں سے عامر بن فہیرہ اور حضرت بلال ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں رہنے یا آخرت کو پسند کرنے کا اختیار دیا تو آپ نے خطبہ میں یہ ذکر کیا کہ میں نے آخرت کو پسند کیا ہے تو اس کلام کی حقیقت تک صرف ابوبکر صدیق پہنچے وہ ہم سب سے زیادہ عالم تھے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے صحابی ابوبکر کے متعلق کسی قسم کی کوئی بات نہ کرو تم نے مجھے کہا تھا کہ آپ جھوٹ بولتے ہیں ابوبکر نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ ایک شخص میل پر سوار ہوا تو اُس نے کہا میں اس لئے پیدا نہیں کیا گیا میں تو صرف کھیتی باڑی کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ اسی طرح ایک بھیڑیے کے کلام کرنے کی آپ کو خبر دی گئی۔ تو آپ نے فرمایا میں ان کے کلام کرنے کی تصدیق کرتا ہوں۔ ابوبکر و عمر بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں حالانکہ وہ دونوں اس مجلس میں موجود نہ تھے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مصاجت کرنے اور مال و دولت خرچ کرنے میں ابوبکر کا مجھ پر بہت احسان ہے۔ اگر میں نے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو ابوبکر کو خلیل بنانا لیکن ان سے میری اخوت اسلام ہے۔ ان کے خوف کے سوا مسجد میں کوئی خوف نہ رہنے دیا جائے۔ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ لوگوں نے اُن سے کہا آپ نے کوئی سخت اور دل سوز حال دیکھا ہے جو مشرکوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہو۔ اسماء نے کہا مشرک لوگ مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اُنھوں نے آپس میں ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتوں کے متعلق یہ فرماتے ہیں اور ان کو برا کہتے ہیں اتنے میں جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے مشرک آپ کے پاس آکر کہنے لگے آپ ہمارے معبودوں کے متعلق ایسا ایسا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا یقیناً میں کہتا ہوں اُنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانا شروع کی تو ابوبکر سے کہا گیا آپ اپنے صاحب کی خبر لو انہیں لوگ اذیت دے رہے ہیں۔ ابوبکر فوراً مسجد میں آئے تو اُن سے کہا تمہاری ہلاکت اور بربادی ہو تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی جانب سے تمہارے پاس دلائل اور معجزات لائے ہیں۔ اُنھوں نے حضور کو تو چھوڑ دیا اور ابوبکر کو پیٹنا شروع کر دیا اسماء نے کہا ابوبکر صدیق ہمارے پاس آئے وہ اپنے بالوں میں سے کسی بال کو ہاتھ لگاتے تو وہ ہاتھ کے ساتھ ہی سر سے اُتر جاتا لیکن اُن کے پائے ثبات میں ذرہ بھر تزلزل نہ آیا اور پوری استقامت سے حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے فرمایا ”تبارک انت یا ذا الجلال والاكرام“ عمرو بن عبسہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ عکاظ میں تشریف فرما تھے میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس امر پر آپ کی کس نے پیروی کی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر اور بلال نے! تو میں بھی وہی مسلمان ہو گیا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ابوبکر صدیق نے ان سے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا جبکہ ہم غار ثور میں تھے کہ اگر اُن میں سے کوئی شخص اپنے قدموں کو دیکھ لے تو وہ ہمیں دیکھ لے گا آپ نے فرمایا اے ابوبکر تمہارا دُؤ کے متعلق کیا گمان ہے جبکہ ان میں تیسرا اللہ ہے! سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق کو اپنے بعد

خلیفہ بنایا لیکن ان کی خلافت کی تصریح اس لئے نہ کی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تصریح کرنے کا حکم نہیں فرمایا تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دینی امور میں وحی کے بغیر کلام نہ فرماتے تھے۔ اور خلافت بھی دین کے احکام میں سے ہے۔ البتہ تعریضات اور اشارات فرمایا کرتے تھے جو تصریح کی جگہ لیتے ہیں۔ چنانچہ جبرین مطعم سے روایت ہے کہ ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے کچھ دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا پھر آنا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاسکوں یعنی آپ کا انتہیل ہو گیا ہو تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا اگر مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس چلی جانا۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر خلیفہ ہوں گے۔ عبد اللہ بن زمعہ بن اسود نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا جبکہ آپ بیمار تھے۔ بلال نے آپ سے نماز کے متعلق عرض کیا تو آپ نے فرمایا کسی سے کہو کہ وہ نماز پڑھا دے میں باہر نکلا تو عمر فاروق ہی لوگوں میں نظر آئے اور ابوبکر صدیق اس روز موجود نہ تھے۔ میں نے عمر فاروق سے کہا آپ ہی نماز پڑھا دیجئے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کھڑے ہوئے جب انھوں نے اللہ اکبر کہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آواز سنی کیونکہ ان کی آواز بہت بلند تھی۔ تو فرمایا ابوبکر کہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ اور مسلمان اس کا انکار کریں گے پھر آپ نے ابوبکر صدیق کو بلایا جب وہ آئے تو عمر فاروق نماز پڑھا چکے تھے۔ اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام مرض میں ابوبکر ہی نمازیں پڑھاتے رہے۔ یہ حدیث بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر دلالت کرتی ہے۔ بخاری میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میرا ارادہ ہے کہ میں ابوبکر کو پیغام بھیجوں اور ان کے لئے خلافت لکھ دوں۔ قیس بن عبادہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی روز بیمار رہے۔ نماز کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا ابوبکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ جب آپ کا انتقال ہو گیا تو میں نے دیکھا کہ نماز اسلام کا ستون اور دین کا قدام ہے ہم دنیا کے لئے اس شخص سے راضی ہیں جن سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دین کے لئے راضی تھے اور ہم نے ابوبکر کی بیعت کر لی (حدیث ۵۲) کی شرح بھی دیکھ لیں۔

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ابوبکر صدیق سے کہا یا خلیفۃ اللہ! تو انھوں نے فرمایا میں اللہ کا خلیفہ نہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے بہتر ابوبکر صدیق پھر عمر فاروق ہیں۔ عبد خیر نے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم کرے۔ وہ سب سے پہلے شخص ہیں جس نے قرآن کو جمع کیا۔ عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب نے کہا ابوبکر صدیق ہمارے والی ہوئے وہ بہترین خلیفہ ہیں۔ ہم پر رحیم اور مشفق ہیں۔ مسروق نے کہا حضرت ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے محبت کرنا اور ان کی فضیلت کو پہچانا سنت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نجف البدن تھے ان کا رنگ سفید تھا۔ رخسارے ہلکے

سُرخی مائل تھے۔ آپ کا ازار آپ کی کمر پہ نہیں ٹھہرتا تھا۔ آپ کا چہرہ منور اور آنکھیں گہری تھیں آپ کی پیشانی ابھری ہوئی تھی۔ جس روز رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اس روز سقیفہ بنی ساعدہ میں آپ کی بیعت کی گئی۔ جب کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انصار سے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کہ پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ انصار نے کہا جی ہاں! آپ نے یقیناً یہ فرمایا تھا۔ عمر فاروق نے کہا تم میں سے کس کی خواہش ہے کہ وہ ابو بکر کو اس مقام سے ہٹا دے جس پر انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑا کیا تھا۔ انصار نے کہا ہم میں سے کوئی بھی یہ نہیں چاہتا ہم اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہیں۔ پھر سب نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ پھر دوسرے روز منگل میں عام لوگوں نے آپ کی بیعت کی اور سعد بن عبادہ اور قبیہ خزرج کے چند لوگوں اور قریش کے ایک گروہ نے بیعت کرنے میں تاخیر کی پھر سعد بن عبادہ کے سوا سب نے بیعت کر لی۔ کہا گیا ہے کہ اس روز آپ کی بیعت سے کسی قریشی نے انکار نہیں کیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ قریش میں سے حضرت علی، زبیر، طلحہ اور خالد بن سعید بن عباس نے ابتداء میں بیعت نہ کی پھر سب نے بیعت کر لی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آپ کی بیعت کی پھر ہمیشہ آپ کی پیروی کرتے رہے اور آپ کے ثنا خواں رہے اور فضائل بیان کرتے رہے۔ ابو عبیدہ بن حکم بن حجل نے کہا حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کوئی شخص مجھے ابو بکر اور عمر سے افضل نہ کہے ورنہ میں اسے کوٹے ماروں گا جیسے مفتری کذاب کو حد لگائی جاتی ہے۔ محمد بن سیرین نے کہا جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیعت کرنے میں کچھ تاخیر کی اور گھر میں بیٹھے رہے۔ تو ابو بکر صدیق نے انہیں پیغام بھیجا کیا آپ میری امارت کو اچھا خیال نہیں کرتے ہیں؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ ایسا ہرگز نہیں میں آپ کی امارت سے ناراض نہیں ہوں لیکن میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک میں قرآن کو اچھی طرح محفوظ نہیں کر لوں گا! فرض نماز کے سوا چادر نہیں اڑھوں گا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ قرآن بھول نہ جائے۔ ابن مبارک نے اپنے اسناد سے ذکر کیا کہ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو ابوسفیان بن حرب حضرت علی کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ قریش میں رذیل خاندان والے امارت میں تم پر غلبہ کر گئے۔ بخدا! میں گھوڑے اور لوگ جمع کرتا ہوں اور اس امر میں تمہاری مدد کرتا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو جواب دیا تم ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن رہے ہو اس سے اسلام کا کیا نقصان ہو! ہم نے ابو بکر صدیق کو خلافت کے لائق پایا ہے۔ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے کہا جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تو مکہ مکرمہ میں کہرام مچ گیا جب ابو قحافہ نے یہ سنا تو کہا یہ آوازیں کیسی ہیں۔ لوگوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں۔ ابو قحافہ نے کہا: یہ بہت بڑا حادثہ ہے۔ پھر کہا آپ کے بعد کون ولی بنا ہے؟

لوگوں نے کہا: آپ کا بیٹا!

ابو قحافہ نے کہا : کیا عبد مناف اور مغیرہ کی اولاد اس سے راضی ہو گئے ہیں ؟

لوگوں نے کہا : جی ہاں !

ابو قحافہ نے کہا : جسے اللہ تعالیٰ عنایت کرے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جسے اللہ تعالیٰ منع کر دے اسے کوئی عطاء نہیں کر سکتا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دو سال تین ماہ سات روز خلافت کرنے کے بعد

انتقال فرما گئے۔

اُن کی وفات کا سبب یہ تھا کہ آپ نے سردی کے روز غسل کیا تو آپ کو بخار آگیا اور پندرہ روز بیمار رہے اور تیرہ ہجری میں ۲۲۔ جمادی الاخریٰ کے پیر کی شام کو داعی اجل کو لبیک کہا۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ ان کی بیوی اسماء بنت عمیس انہیں غسل دے چنانچہ انہوں نے ہی آپ کو غسل دیا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی قبر میں عمر فاروق، عثمان، طلحہ اور عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم اترے اور رات کے وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں انہیں دفن کیا گیا جبکہ آپ کی عمر شریف ترسیٹھ برس تھی ہی صحیح ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف بھی اتنی ہی تھی ان کی انگوٹھی کا نقش یہ تھا : نِعْمَ الْقَادِرُ اللّٰهُ ، (اللہ بہت اچھا قادر ہے)

آپ نے جاہلیت کے زمانہ میں کبھی شراب نہیں پی اور نہ ہی کسی بت کو سجدہ کیا۔ (ماخوذ از استیعاب باختصار)

علامہ ابن حجر عسقلانی نے اصحابہ میں ذکر کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے۔ اور آپ سے دو سال چھ ماہ بعد پیدا ہوئے تھے۔ وہ سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور بعثت سے پہلے مکہ میں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے۔ ہجرت اور غار میں آپ کی مصاحبت کی۔ اور تمام غزوات میں آپ کے ہمراہ رہے۔ جنگ تبوک میں حبشہ آپ کے ہاتھ میں تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں نو ہجری میں حج کیا۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ تَعَالٰی وَرَسُوْلُهُ الْاَعْلٰی اَعْلَمُ

۳۴۱۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ ثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ
 أَبِي اسْحَقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اشْتَرَى أَبُو بَكْرٍ مِنْ عَازِبٍ رَحْلاً بِثَلَاثَةِ
 عَشَرَ دِرْهَمًا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعَازِبٍ مَرِ الْبَرَاءَ فَلْيَجْعَلْ إِلَى رَحْلِي
 فَقَالَ عَازِبٌ لَا حَتَّى تُخَدِّثَنَا كَيْفَ صَنَعْتَ أَنْتَ وَرَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَرَجْتُمَا مِنْ مَكَّةَ وَالْمَشْرُكُونَ يَطْلُبُونَكُمْ
 قَالَ ارْتَحَلْنَا مِنْ مَكَّةَ فَأَحْيَيْنَا أَوْسَرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَيَوْمَنَا حَتَّى أَظْهَرْنَا
 وَقَامَ قَائِمُ الظُّهَيْرَةِ فَرَمَيْتُ بِبَصْرِي هَلْ أَرَى مِنْ ظِلِّ نَارٍ
 إِلَيْهِ فَإِذَا صَخْرَةٌ أَتَيْتُهَا فَتَنَظَّرْتُ بَقِيَّةَ ظِلِّ لَهَا فَسَوَّيْتُه ثُمَّ
 فَرَشْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ ثُمَّ قُلْتُ احْطِمْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْطَلَقْتُ أَنْظُرَ مَا حَوْلِي هَلْ أَرَى مِنْ الطَّلَبِ
 أَحَدًا فَإِذَا أَنَا بِرَاعِي غَنَمٍ لَيْسَ يَسُوقُ غَنَمَهُ إِلَى الصَّخْرَةِ يُرِيدُ مِنْهَا

۳۴۱۷ — ترجمہ : ابواسحاق نے براہ بن عازب سے روایت کی کہ انھوں نے
 کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عازب سے کچا وہ تیرہ درہم سے
 خریدا تو ابوبکر نے عازب سے کہا اپنے بیٹے کو حکم دو کہ وہ اسے میرے ہاں اٹھالے جائے۔ عازب نے کہا میں اسے
 حکم نہیں دوں گا حتیٰ کہ ہم سے بیان کریں کہ آپ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ سے ہجرت
 کی تھی تو آپ سے کیا واقعات پیش آئے جبکہ مشرک آپ حضرات کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ ابوبکر صدیق
 رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم نے مکہ سے کوچ کیا اور ساری رات اور سارا دن چلتے رہے حتیٰ کہ دوپہر ہو گئی
 اور سورج سرپہ آگیا تو میں نے ادھر ادھر نگاہ کی کہ کوئی سایہ نظر آئے تو وہاں آرام کریں ہم ایک پتھر کے
 پاس آئے تو اس کا کچھ سایہ دیکھا میں نے اسے صاف کیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دیش بچھا کر عرض کیا
 یا نبی اللہ آپ یہاں آرام فرمائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے تو میں ادھر ادھر چل کر دیکھنے لگا کہ کوئی شخص مجھے

الَّذِي رَدَّنَا سَأَلْتَهُ فَقُلْتُ مَنْ أَنْتَ يَا غَلَامُ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ
 سَمَاءٌ فَعَرَفْتُهُ فَقُلْتُ فَهَلْ فِي غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ
 أَنْتَ حَالِبٌ لَنَا قَالَ نَعَمْ فَأَمْرُتُهُ فَأَعْتَقَلَ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ ثُمَّ
 أَمْرُتُهُ أَنْ يَنْقُضَ خُرْعَهَا مِنَ الْغُبَارِ ثُمَّ أَمْرُتُهُ أَنْ يَنْقُضَ
 كَفَّيْهِ فَقَالَ هَكَذَا ضَرَبَ أَحَدِي كَفَّيْهِ بِالْأُخْرَى فَحَلَبَ لِي
 كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ وَقَدْ جَعَلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 إِدَاوَةً عَلَى فَمِهَا خِرْقَةٌ فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ
 فَأَنْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَافَقْتُهُ قَدْ اسْتَيْقِظَ
 فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيْتُ ثُمَّ قُلْتُ
 قَدْ أَنْ الرَّحِيلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بَلَى فَأَرْحَلْنَا وَالْقَوْمُ يُطْلَبُونَنَا
 فَلَمْ يُدْرِكْنَا أَحَدٌ مِنْهُمْ غَيْرُ سَرَّاقَةٍ بِنِ مَالِكِ بْنِ جُعْثِمٍ عَلَى

نظر آئے تو ایک چرواہا نظر آیا جو اس بچہ کی طرف بکریاں ہانک کر لارہا تھا۔ وہ بھی اس بچہ سے وہی ارادہ رکھتا تھا جو ہم رکھتے تھے۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ تو کس شخص کا غلام ہے۔ اُس نے کہا قریش کے ایک آدمی کا۔ اس کا نام بھی اُس نے ذکر کیا جسے میں پہچانتا تھا۔ میں نے کہا تیری بکریوں میں دودھ ہے۔ اُس نے کہا جی ہاں! میں نے کہا کیا تو دودھ دے گا؟ اُس نے کہا جی ہاں! میں نے اسے دودھ دھونے کو کہا تو اُس نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری کو روکا۔ پھر میں نے اسے کہا کہ غبار وغیرہ سے اس کے تھن صاف کر لے۔ پھر میں نے اسے کہا کہ اپنے دونوں ہاتھ صاف کر لے۔ براد نے کہا اس طرح اور اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا۔ چنانچہ اُس نے میرے لئے ایک برتن دودھ دھوا۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک چھانگل اپنے ساتھ لے رکھی تھی اس کے منہ پر کپڑا باندھا ہوا تھا۔ میں نے پانی دودھ میں ڈالا حتیٰ کہ وہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر میں وہ لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے آپ کو بیدار پایا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اب کوچ کا وقت قریب آگیا ہے فرمایا کیوں نہیں (چلتے ہیں) ہم نے وہاں سے کوچ کیا۔ جبکہ

فَرَسَ لَهُ فَقُلْتُ هَذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ
لَا تَحْزَنُ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا

۳۴۱۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ
ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَإِنِّي فِي الْغَارِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ لَا بُصْرَ نَافَقًا
مَا ظَنُّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ بِأَشْيَيْنِ اللَّهُ ثَالِثَهُمَا

لوگ ہمیں تلاش کر رہے تھے۔ ان میں سے سراقہ بن مالک بن جشم کے سوا کسی نے ہمیں نہ پایا۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! تلاش کرنے والوں نے ہمیں پایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فکر مت کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے (حدیث ۳۴۱۸ کی شرح دیکھیں)

۳۴۱۸ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا جبکہ میں غارِ ثور میں تھا اگر ان میں سے کوئی اپنے قدموں کے نیچے دیکھ لے تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ نے فرمایا اے ابوبکر ان دو کے متعلق تیرا کیا گمان ہے جن میں تیسرا اللہ ہے!

۳۴۱۸ — شرح : یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے غار میں عرض کیا جبکہ انہوں نے مشرکوں کے آثار و اقدام دیکھے کہ ان کا ہمیں دیکھ لینا بہت آسان ہے۔ اگر وہ اپنے قدموں کی طرف نظر کریں تو ہمیں دیکھ لیں گے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قادر مطلق اور ہمارا معین و ناصر ہے ہم دو ہیں ہمارا معین و ناصر تیسرا ہے۔

واقعی نے ذکر کیا کہ مشرکوں میں سے ایک شخص ننگا ہو کر غار کے دروازہ پر پیشاب کرنے لگا، تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا : یا رسول اللہ! اُس نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر اُس نے ہمیں دیکھا ہوتا تو وہ شرمگاہ نہ کرتا۔ واللہ ورسولہ أعلم!

إِنَّ مِنْ أَمَنِ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا
خَلِيلًا غَيْرَ رَجِيٍّ لَا تَخَذُبْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ
وَمَوَدَّةُ لَا يُبْقِيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ إِلَّا بَابُ أَبِي بَكْرٍ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی صحبت اور اپنے مال میں مجھ پر سب لوگوں سے زیادہ احسان ابو بکر کا ہے۔ اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو خلیل بناتا لیکن ان سے اسلامی اخوت اور مودت ہے۔ مسجد میں کوئی دروازہ باقی نہ رہے مگر اسے بند کر دیا جائے ابو بکر کا دروازہ بند نہ کیا جائے۔

شرح : طبرانی نے ابن عباس سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر سے زیادہ مجھ پر کسی نے احسان نہیں کیا انھوں نے اپنی جان اور مال کو مجھ پر قربان کیا اور اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی اور حضرت انس سے مرفوع روایت ہے کہ ابو بکر کا مجھ پر عظیم احسان ہے انھوں نے اپنی بیٹی سے میرا نکاح کیا اور اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے میری موافقت کی تمام لوگوں میں سے ابو بکر کا مال بہتر ہے انھوں نے بلال کو آزاد کیا اور مجھے مقام ہجرت میں لے گئے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابو بکر نے چالیس ہزار درہم آپ پر خرچ کیا اور جب ابو بکر کا انتقال ہوا تو انھوں نے ایک درہم بھی ترک نہ چھوڑا۔ اس حدیث میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا خلیل صرف میرا رب ہے اور اللہ کے سوا کسی کو خلیل نہیں بنایا جاتا حالانکہ ابو ہریرہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہما نے کہا میرے خلیل نے مجھے خبر دی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اُن کے لئے جائز تھا اور کسی کے لئے جائز نہیں۔

اسی لئے ابراہیم خلیل کہا جاتا ہے اور خلیل ابراہیم نہیں کہا جاتا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا خلت بمعنی اور اشتقاق میں علماء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض علماء نے کہا خلیل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف منقطع ہو اور اسی سے خلوص محبت رکھے اس انقطاع اور محبت میں ذرہ بھر خلل نہ ہو۔ اکثر علماء نے کہا کہ خلیل وہ ہے جو کسی سے مختص ہو جائے۔ کہا گیا ہے کہ خلت کا اصل محض خلوص ہے۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس لئے خلیل کہا گیا ہے کہ وہ کسی سے محبت اور دشمنی صرف اللہ کے لئے کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی اُن سے خلت یہ تھی کہ وہ اُن کا ناصر و مددگار تھا اور ان کو بعد میں آنے والوں کا امام بنایا۔ کہا گیا ہے کہ خلیل کا اصل فقیر و محتاج اور منقطع ہے اور یہ خلت سے مشتق ہے اور خلت کا معنی حاجت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس لئے خلیل کہا جاتا ہے کہ انھوں نے اپنی حاجت صرف اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کی اور کلیتہً اسی کی طرف منقطع ہوئے اور کسی کی طرف التفات نہ کی ابو بکر بن فورک نے کہا

خُلَّتْ خالصِ مَحَبَّتِ ہے کہا گیا ہے کہ خُلَّتْ، اسعاف و الطاف ہے۔ بعض نے کہا خلیل وہ ہے جس کے دل میں اللہ کے سوا اور کسی کی گنجائش نہ ہو۔ نیز علماء نے خُلَّتْ اور محبت کے درجہ میں فرق بیان کیا ہے۔ بعض نے ان کو ایک ہی شئی کہا ہے ان کا کہنا ہے خلیل حبیب اور حبیب خلیل ہے لیکن ابراہیم علیہ السلام خُلَّتْ کے ساتھ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم محبت کے ساتھ مختص ہیں۔ بعض نے کہا خُلَّتْ کا درجہ بلند ہے۔ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے استدلال کیا کہ آپ نے فرمایا اگر میں اللہ کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو خلیل بناتا۔ آپ نے اللہ کے سوا کسی کو خلیل نہیں بنایا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ، امامان حسن و حسین اور اسامہ کے لئے محبت کی۔ بعض نے محبت کے درجہ کو خُلَّتْ کے درجہ سے اعلیٰ کہا ہے۔ کیونکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حبیب ہیں اور حبیب کا درجہ خلیل کے درجہ سے بلند و بالا ہے۔

اس مقام میں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ محبت کا اصل اس شئی کی طرف میلان ہے جو محبت کے موافق ہو لیکن یہ ان میں متصور ہے جس میں میلان و انتفاع متصور ہو سکے یہ مخلوق کا درجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے منزہ اور پاک و صاف ہے۔ لہذا اللہ کی محبت کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنے بندے کو سعادت، عصمت اور توفیق پر قادر کر دیتا ہے اور اس کے لئے قرب کے اسباب مہیا کرتا ہے اور اس پر اپنی رحمت کا فیضان کرتا ہے جس کی انتہا یہ ہے کہ بندے کے دل سے حجاب اٹھا دیتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ کو دل اور بصیرت سے دیکھتا ہے اور اس کا مرتبہ یہ ہے جو اس حدیث میں ہے کہ اللہ فرماتا ہے جب میں اپنے بندے سے محبت کرنے لگوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں وہ اس سے سنتا ہوں اور بصر ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھنے لگتا ہے اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولنے لگتا ہے۔ لیکن یہ مقام انسان جب ہی میسر ہوتا ہے کہ اس کے دل میں صرف اللہ ہی کا ذکر ہو اور اسی کی طرف کلی انقطاع اور التفات ہو اور غیر کا وہم تک قلب میں نہ پائا جائے۔ بعض علماء نے حبیب اور خلیل کے درمیان فرق کیا ہے۔ انہوں نے کہا خلیل، اللہ کو بالواسطہ ملت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَكَذَٰلِكَ نُبَيِّنُ لِإِبْرَاهِيمَ مَكَوِّنَ السَّمَاوَاتِ وَٱلْأَرْضِ، اور جب بلا واسطہ ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ، خلیل وہ ہے جو مغفرت کا طمع کرے اللہ تعالیٰ ابراہیم علیہ السلام کے کلام کی حکایت کرتا ہے۔ وَٱلَّذِي أَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ ٱلدِّينِ اور حبیب وہ ہے جس کی مغفرت یقینی ہو اللہ تعالیٰ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے : لِيَغْفِرَ لَكَ ٱللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ،

خلیل نے کہا : لَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُنْعَثُونَ اور حبیب سے فرمایا : لَا يُخْزِي ٱللَّهُ ٱلنَّبِيَّ،
خلیل نے کہا : حَسْبِيَ ٱللَّهُ، اور حبیب سے فرمایا : يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ حَسْبُكَ ٱللَّهُ،
خلیل نے کہا : وَٱجْعَلْ لِّي لِسَانَ صِدْقٍ اور حبیب سے فرمایا : وَدَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ،
خلیل نے کہا : وَٱجْعَلْنِي وَبْنِي أَن نَّعْبُدَ ٱلْأَصْنََامَ، اور حبیب سے فرمایا : إِنَّمَا يُرِيدُ

لِيَذْهَبَ عَنْكُمُ الرِّجْسُ أَهْلَ الْبَيْتِ ، صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ منائی میں سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی طرف کھلے ہوئے تمام دروازے بند کرنے کا حکم فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دروازہ اپنے حال پر رہنے دیا ، اس حدیث کا اسناد قوی ہے اور طبرانی میں کچھ اضافہ ہے وہ یہ کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں ۔ آپ نے فرمایا میں نے بند نہیں کئے اللہ نے بند کئے ہیں ۔ یہ حدیث بخاری کے باب میں مذکور حدیث کے منائی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی کی حدیث میں باب سے حقیقی باب مراد ہے ۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث میں باب سے مراد خوئے ہے چنانچہ بعض احادیث میں اس کی تصریح موجود ہے ۔

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”مشکل الآثار“ میں ذکر کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دروازہ مسجد کی طرف نہیں تھا بلکہ مسجد سے باہر تھا اور خوئے مسجد کی طرف تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دروازہ مسجد کی طرف تھا ۔ اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو مسجد سے گزرنے کی اجازت نہیں دی جبکہ وہ حالت جنابت میں ہو ۔ البتہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اجازت تھی کیونکہ ان کا گھر مسجد میں تھا ۔

علامہ خطابی اور ابن بطل مالکی رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی واضح خصوصیت ہے اور ان کے خلافت کے مستحق ہونے کی قوی دلیل ہے ۔ خصوصاً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری دنوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کو نماز پڑھانے کی اجازت نہیں دی گئی ۔ یہ ان کی خلافت کی واضح دلیل ہے ۔

بعض علماء نے کہا حدیث میں باب سے خلافت کی طرف اشارہ ہے اور ”سد“ سے اس کی طلب کی طرف اشارہ ہے گویا کہ حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی خلافت کا مطالبہ نہ کرے کیونکہ ان کے طلب کرنے میں کوئی حرج نہیں ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ایک باغ میں داخل ہوئے تو کوئی شخص آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے انس ! دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دینے کے بعد اسے میرے بعد خلافت کی خوشخبری دو ! میں نے عرض کیا میں اسے بتا دوں ! آپ نے فرمایا ہاں بتا دو ! میں نے دروازہ کھولا تو وہ ابوبکر صدیق تھے میں نے انہیں کہا آپ کو جنت کی خوشخبری ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کی بھی خوشخبری ہو انس نے کہا پھر کوئی شخص آیا تو آپ نے فرمایا اے انس دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو اور اسے ابوبکر صدیق کے بعد خلافت کی خوشخبری دو ! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! اسے بتا دوں ، فرمایا ہاں بتا دو ! انس نے کہا میں باہر گیا تو وہ حضرت عمر فاروق تھے میں نے انہیں خوشخبری دی پھر کوئی اور آگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے انس دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو اور عمر فاروق کے بعد خلافت کی بھی خوشخبری دو اور انہیں یہ بھی بتا دو کہ انہیں قتل کیا جائے گا ۔ میں باہر گیا تو وہ حضرت عثمان تھے اس حدیث کو ابوبکر صدیق نے روایت کیا اور کتبہ حدیث حسن ہے (یعنی) نیز حدیث

۵۵۱ء کی شرح کا مطالعہ فرمائیے !

بَابُ

فَضْلُ أَبِي بَكْرٍ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ۳۴۲۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا
 سُلَيْمٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا
 مُخَيَّرِينَ النَّاسَ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَيَّرَ
 أَبَا بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ

بَابُ

سَيِّدِ عَالَمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْدِ
 ابُو بَكْرٍ صَدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كِي فَضِيلَتِ

۳۴۲۰ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
 ہے اُنہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے زمانہ شریف میں ہم صحابہ کرام کے درمیان ترجیح دیا کرتے تو ہم ابوبکر صدیق کو ترجیح دیتے پھر عمر فاروق
 کو پھر عثمان بن عفان کو رضی اللہ عنہم

۳۴۲۰ — شرح : یعنی ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں
 کہا کرتے تھے۔ فلاں صحابی فلاں سے بہتر ہے اور فلاں
 صحابی فلاں سے بہتر ہے اور آپ کے بعد کہتے تھے کہ ابوبکر سب لوگوں سے افضل ہیں پھر عمر پھر عثمان
 رضی اللہ عنہم۔ طبرانی نے روایت کی کہ ہم کہا کرتے تھے حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات تھے کہ اس
 انت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی ہیں رضی اللہ عنہم یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے سنا گیا ہے اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اہل سنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے (یعنی)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا قَالَ أَبُو سَعِيدٍ
 ۳۴۲۱ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ ثَنَا وَهْبُ ثَنَا
 أَيُّوبُ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلَكِنْ
 أَخِي وَصَاحِبِي

بَابُ سَيِّدِ عَالَمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَارِشَادِ
 اگر میں کسی کو خلیل بناتا
 اس کو ابو سعید نے ذکر کیا ہے!

۳۴۲۱ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو خلیل بناتا لیکن وہ میرے بھائی
 اور میرے صحابی ہیں۔

۳۴۲۱ — شرح : یعنی اگر میں تمام حاجات میں کسی کو اپنا مرجع و ماویٰ بناتا
 اور جملہ مہمات امور میں اس پر اعتماد کرتا تو ابو بکر کو یہ استحقاق
 دیتا لیکن تمام امور میں میرا ملجا و ماویٰ اور جس پر میرا مکمل اعتماد ہے۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ البتہ ابو بکر صدیق
 میرا اسلامی بھائی اور غار کا ساتھی ہے۔ میرے اور ابو بکر کے درمیان خلقت نہیں لیکن اخوت اسلام ہے۔
 آپ نے خلقت کی نفی کی جس میں حاجت کا معنی ہے اور اخوت کو ثابت کیا جس کا مقتضی مساوات ہے۔
 علامہ عینی نے کہا اگر یہ سوال ہو کہ حضرت اُبی بن کعب نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا
 تو آپ نے فرمایا ہر نبی کا کوئی نہ کوئی خلیل تھا۔ میرا خلیل ابو بکر ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے میرا خلیل بنایا جیسے
 ابراہیم کو خلیل بنایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ابوالحسن حربی نے فوائد میں ذکر کی ہے۔ یہ صحیح میں مذکور
 حدیث کا معارضہ نہیں کر سکتی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۴۲۲ — حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ
 قَالَ تَنَا وَهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ وَقَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَوَتَّخَذْتُه
 خَلِيلًا وَلَكِنْ أَخُوَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ
 ۳۴۲۳ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ شَعْبَةَ الْوَهَّابُ عَنْ أَيُّوبَ مِثْلَهُ
 ۳۴۲۴ — حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ حَرْبٍ ثنا حماد بن زيد عن
 أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ كَتَبَ أَهْلُ الْكُوفَةِ إِلَى ابْنِ
 الزُّبَيْرِ فِي الْحَدِّ فَقَالَ أَمَّا الَّذِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ خَلِيلًا لَوَتَّخَذْتُه أَنْزَلَهُ أَبَا
 يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ

۳۴۲۲ — ترجمہ : ایوب سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن
 اخوتِ اسلام افضل ہے۔
 ۳۴۲۳ — ترجمہ : عبد الوہاب نے ایوب سے اسی طرح بیان کیا ہے !
 ۳۴۲۴ — ترجمہ : عبد اللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل
 کوفہ نے ابن زبیر کو دادا کے بارے میں خط لکھا تو انھوں
 نے جواب دیا کہ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ اگر میں اس امت میں سے
 کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا۔ انھوں نے ابوبکر کو باپ کی جگہ بیان کیا۔
 ۳۴۲۴ — شرح : اہل کوفہ نے ابن زبیر کو دادے کی وراثت کے متعلق لکھا تو
 انھوں نے حدیث میں مذکور جواب دیا۔ یعنی جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ابوبکر کے متعلق فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر میں خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا ابوبکر
 نے دادے کو استحقاق وراثت میں باپ کے قائم مقام کیا کہ اگر کوئی شخص فوت ہو جائے اور باپ اور بھائی
 چھوڑ جائے تو صرف باپ وارث ہوگا بھائی وارث نہیں ہوں گے۔ یہی حال دادے کا ہے کہ باپ کی عدم موجودگی

بَابُ

۳۲۲۵ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
 قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَبِيبٍ
 ابْنِ مُطْعَمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَتْ أُمْرَأَةً إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ قَالَتْ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ كَأَنَّهُ
 تَقُولُ الْمَوْتُ قَالَ إِنْ لَمْ تَجِدْنِي فَأَتِي أَبَا بَكْرٍ

میں صرف دادا ہی میت کا وارث ہوگا۔ میت کے بھائی وارث نہ ہوں گے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا
 یہی مذہب ہے۔ کیونکہ باپ کی طرح دادا عصبہ قریب ہے۔

بَابُ

۳۲۲۵ — ترجمہ : محمد جبر بن مطعم نے اپنے والد جبر بن مطعم سے روایت کی
 کہ ایک عورت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے اسے حکم دیا کہ پھر آئے اُس نے کہا
 آپ مجھے فرمائیں کہ اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں گویا اس کی مراد آپ کا وصال تھا۔ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے نہ پائے تو ابو بکر کے پاس چلی جانا۔

۳۲۲۵ — شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے عورت کے ظاہری کلام کہ اگر میں آپ کو نہ

پاؤں، سے استدلال کیا کہ عورت نے آپ کی وفات کا ارادہ کیا ہے۔ اس لئے آپ نے اسے فرمایا کہ اگر
 مجھے نہ پائے اور میری وفات واقع ہوگئی ہو تو ابو بکر کے پاس چلی جانا۔ گویا کہ اس کے سوال سے یہ مفہوم واضح
 ہوتا تھا اگرچہ اس نے تصریح نہیں کی تھی۔ اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر صدیق
 خلیفہ ہوں گے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یقین کرتے ہوئے فرمایا تھا جبکہ آپ
 سے کہا گیا تھا کہ آپ خلیفہ کا ابھی انتخاب کر دیں کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ نہیں بنایا۔ اس کا جواب یہ

۳۶۲۶ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الطَّيِّبِ ثَنَا إِسْمَاعِيلُ
ابْنُ مُجَالِدٍ ثَنَا بَيَانُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ وَبْرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ هَمَامٍ
قَالَ سَمِعْتُ عَمَّارًا يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمَامَعَهُ الْأَخْمَسَةَ أَعْبَدَ وَامْرَأَتَانِ وَأَبُوبَكْرٍ

ہے کہ مقصد یہ ہے کہ خلافت کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتہ نہیں فرمایا اور یہ اشارہ کے منافی
نہیں۔ طبرانی میں حدیث ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے بعد ہم اپنے اموال کے صدقات
کس کے حوالہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد ابوبکر کو صدقات ادا کرو لیکن اس کا اسناد
ضعیف ہے (قسط لانی)

اسماعیلی نے مجمع میں سہل بن ابی حمزہ کی حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیہاتی سے کچھ
خریدا تو اس نے سوال عرض کیا کہ اگر آپ وفات فرما جائیں تو پیسے کون ادا کرے گا فرمایا ابوبکر ادا کریں گے
فرمایا: عمر فاروق! اس حدیث کو طبرانی نے بھی اوسط میں باختصار ذکر کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئے ہوئے وعدے وہ ادا کرے گا جو آپ کے بعد خلیفہ ہوگا! چنانچہ ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ منتخب ہوئے تو اعلان کیا کہ جس سے حضور نے کوئی وعدہ کیا ہو وہ مجھ سے پورا کئے
اس حدیث میں ابوبکر صدیق کے بعد عمر فاروق کی خلافت کی طرف اشارہ ہے اسی لئے ابوبکر صدیق نے اپنی موجودگی
میں عمر فاروق کو خلیفہ نامزد کر دیا تھا۔ اثنا عشریہ (شیعہ) کہتے ہیں کہ حضرت علی اور عباس کو حضور نے
خلافت کی وصیت کی تھی۔ اس حدیث میں ان کا واضح رد ہے۔

باب الاستخلاف میں اس مسئلہ پر مزید روشنی ڈالی جائے گی۔ انشاء اللہ العزیز
ترجمہ: ہمام بن حارث کوئی نے کہا میں نے عمار کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ کے ساتھ پانچ

۳۶۲۶

غلاموں، دو عورتوں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم کے سوا کوئی نہ تھا۔

شرح: پانچ غلام بلال، زید بن حارثہ، عامر بن فہیرہ وہ ابوبکر صدیق
کے آزاد کردہ غلام ہیں ابوبکر صدیق کے ساتھ ہی مسلمان ہوئے تھے

۳۶۲۶

ان کو مسلمان ہونے کی وجہ سے سخت عذاب دیا جاتا تھا تو ابوبکر صدیق نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ ابوفکیفہ
یہ صفوان بن امیہ بن خلف کا غلام تھا۔ محمد بن اسحاق نے ذکر کیا کہ جب حضرت بلال مسلمان ہوئے تو وہ بھی

۳۶۲۷ — حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ
ثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدٍ اللَّهُ عَنْ عَائِدِ اللَّهِ أَبِي
أَدْرِيسٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَبَلَ أَبُو بَكْرٍ أَخَذَ ابْطَرَفَ ثَوْبِهِ حَتَّى أَبْدَى عَنْ

مسلمان ہو گئے۔ اُمیہ نے ان کو بھی سخت عذاب دینا شروع کر دیا تو حضرت ابو بکر صدیق نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔ پانچواں غلام عبید بن زید حبشی ہے۔ تلویح میں عمار بن یاسر، زید بن حارثہ، بلال، عامر بن فہیرہ اور شقران کو ذکر کیا ہے۔ عمار بن یاسر بنو مخزوم کے غلام تھے ان کی والدہ کُنیہ بنت خیاط ہے۔ انہیں سخت عذاب دیا جاتا تھا۔ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گزرے جبکہ انہیں سخت عذاب دیا جاتا تھا۔ تو آپ نے فرمایا اے یاسر کی اولاد صبر کرو تمہارے لئے جنت ہے۔ شقران کا نام صالح بن عدی حبشی ہے۔ یہ آپ کو دراشت میں ملا تھا۔ کہا گیا ہے کہ یہ عبدالرحمن بن عوف کا غلام تھا۔ اُنھوں نے اس کو سہہ کر دیا تھا۔ دو عورتیں خدیجہ اور اُمّ ایمن ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آزاد لوگوں میں سے سب سے پہلے مسلمان میں جنہوں نے اسلام کا اظہار کیا تھا۔ اس وقت اور لوگ بھی مسلمان تھے لیکن اُنھوں نے اپنے اقارب کے خوف سے ایمان چھپا رکھا تھا۔ بعض علماء نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی ام فضل کو بھی ذکر کیا ہے کیونکہ وہ بھی قدیم الاسلام میں اگرچہ انہیں سابقین میں ذکر نہیں کیا جاتا ایسے ہی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا غلام ابو رافع بھی قدیم الاسلام ہے کیونکہ وہ بھی ام فضل کے ساتھ مسلمان ہوا تھا۔ ابن حجر نے کہا ہمارے بعض شیوخ نے دیماطی کی پیروی کرتے ہوئے ام فضل کو بھی ذکر کیا ہے لیکن یہ واضح نہیں کیونکہ وہ اگرچہ پہلے کے مسلمان ہیں مگر سابقین میں ان کا شمار نہیں ورنہ حضرت عباس کے غلام ابو رافع کو بھی ان میں شمار کرنا ہوگا کیونکہ اُس نے بھی ام فضل کے ساتھ اسلام قبول کیا تھا۔

ترجمہ : ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

بیٹھا تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی چادر کا کنارہ پکڑے ہوئے آئے اور گھٹنے کو ننگا کئے ہوئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا صاحب کسی سے لڑ کر آیا ہے۔ اُنھوں نے آتے ہی سلام کیا اور کہا میرے اور ابن خطاب کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا میں نے جلدی سے انہیں کچھ کہہ دیا پھر میں نادام ہوا اور اُن سے کہا مجھے معاف کر دیں لیکن اُنھوں نے انکار کر دیا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ آپ نے تین بار فرمایا اے ابو بکر اللہ تجھے معاف کرے پھر عمر فاروق نادام ہوئے اور

رُكِبَتْ بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا صَاحِبُكُمْ فَقَدْ
 غَامِرٌ فَسَلِّمْ فَقَالَ إِنِّي كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ ابْنِ الْخَطَّابِ شَيْءٌ فَأَسْرَعْتُ
 إِلَيْهِ ثُمَّ نَدِمْتُ فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَغْفِرَ لِي فَأَبَى عَلَيَّ ذَلِكَ فَأَقْبَلْتُ
 إِلَيْكَ فَقَالَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ ثَلَاثًا ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ نَدِمَ فَأَتَى
 مَنْزِلَ ابْنِ بَكْرٍ فَسَأَلَ أَتُمُّ أَبُو بَكْرٍ قَالُوا لَا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَجَعَلَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَرَّحُ حَتَّى أَشْفَقَ أَبُو بَكْرٍ فَنُجِّئَا عَلَى
 رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ أَنَا كُنْتُ أَظْلَمَ مَرَّتَيْنِ
 فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ
 كَذِبْتَ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ صَدَقَ وَوَأَسَانِي بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ
 هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوا ابْنِي صَاحِبِي مَرَّتَيْنِ فَمَا أُوذِيَ
 بَعْدَهَا

ابو بکر کے گھر گئے اور پوچھا یہاں ابو بکر ہیں؟ گھر والوں نے کہا نہیں۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور متغیر ہونے لگا حتیٰ کہ ابو بکر ڈرے
 اور گھٹنوں کے بل ہو کر دوبار عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے ہی ظلم کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 اللہ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا تو تم نے کہا جھوٹ بولتے ہو اور ابو بکر نے کہا سچ کہتے ہیں اور جان و مال سے
 میری خدمت کی اور دوبار فرمایا کیا تم..... میرے صاحب کو چھوڑو گے؟ اس کے بعد نہیں کبھی اذیت نہ
 پہنچائی گئی!

۳۴۲۷ — شرح : اس حدیث میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تمام

صحابہ پر فضیلت ہے اور فاضل کو چاہیے کہ اپنے سے افضل کو ناراض نہ کرے اور کسی کے سامنے اس کی تعریف
 جائز ہے بشرطیکہ ممدوح غرور میں نہ آئے اور انسان کو اس کی مرضی کے خلاف فعل پر غصہ آنا طبعی چیز

۳۲۲۸ — حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ شَاعِدُ الْعَزِيزِ بْنِ
 الْمُخْتَارِ شَاخِلْدَا خِذَاءٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ ثَنِيَّ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ
 أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ عَلَى حَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِ
 فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ فَقُلْتُ
 مِنَ الرِّجَالِ قَالَ أَبُو هَا قَالَ فَقُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ
 الْخَطَّابِ فَعَدَّ رِجَالًا

ہے۔ لیکن دین میں پختہ شخص جلدی ناراضگی زائل کر دیتا ہے اور غیر نبی معصوم نہیں اگرچہ فضیلت کی انتہاء کو پہنچ جائے اور مظلوم سے معافی مانگنا مستحب ہے اور اگر کسی پر غصہ آئے تو اس کے باپ یا دادے کی طرف اس کی نسبت کرنا صحیح ہے جیسے ابو بکر صدیق نے عمر فاروق کا نام نہیں لیا بلکہ ان کے باپ کی طرف نسبت کرتے ہوئے ابن خطاب کہا جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے متعلق فرمایا اگر ابن ابی طالب ان کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو فاطمہ کو طلاق دیدے آپ نے یہ اس وقت فرمایا جبکہ حضرت علی نے ابو جہل کی بیٹی سے منگنی کا ارادہ کیا تھا۔ فتح الباری میں طبرانی سے روایت نقل کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار اعراض کرنے کے بعد فرمایا تم سے معافی مانگتا رہا اور تم نے معاف نہ کیا۔ عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ جب بھی وہ معافی مانگتا رہا میں اسے معاف کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بعد کسی کو پیدا نہیں کیا جو مجھے ابو بکر سے زیادہ محبوب ہو۔ قولہ هل تارکوا لی صاجی، میں تارکوا مضاف اور صاجی مضاف الیہ ہے اور اضافت کی وجہ سے تارکون کا فون حذف کیا گیا ہے اور لی، جار مجرور مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان فصل ہے۔ یہ ظروف میں جائز ہے۔ جیسے ”سُبْحَانَ مَنْ عُلِقَ الْفَاخِرُ“ میں سبحان علقہ کی طرف مضاف ہے۔ اور ”مَنْ“ جار مجرور مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان فصل ہے۔

۳۲۲۸ — ترجمہ : عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ذات سلاسل کے لشکر کا امیر مقرر کر کے بھیجا تو میں

آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! سب لوگوں میں آپ کو زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا عائشہ! میں نے عرض کیا مردوں میں کون؟ آپ نے فرمایا عائشہ کا والد۔ میں نے عرض کیا پھر کون؟ آپ نے فرمایا پھر

۳۲۲۹ — حَدَّثَنَا أَبُو إِيْمَانَ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
ثَنَى أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَمَا رَاعِي غَنَمَهُ
عَدَا عَلَيْهِ الذِّئْبُ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِي فَالتَفَتَ إِلَيْهِ
الذِّئْبُ فَقَالَ مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبْعِ يَوْمَ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِي
وَبَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا فَالتَفَتَتْ إِلَيْهِ فَكَلِمَتُهُ
فَقَالَتْ إِنِّي لَمْ أُخْلَقْ لِهَذَا وَلَكِنِّي خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ فَقَالَ النَّاسُ
سُبْحَانَ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أَوْ مِنْ بَدَاكَ وَ
أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

عمر بن خطاب اس کے بعد اور کئی مرد شمار کئے۔

شرح : غزوہ ذات سلاسل سات ہجری میں ہوا۔ ابن سعد نے ذکر کیا کہ
جب عمرو بن عاص کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غزوہ کے لشکر

۳۲۲۸ —

پر امیر مقرر کیا حالانکہ ان میں ابو بکر و عمر فاروق بھی تھے تو عمرو بن عاص کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میرا مرتبہ
بہت بلند ہے اس لئے آپ سے پوچھا۔ کتاب المغازی میں اس حدیث پر کچھ اضافہ ذکر کیا وہ یہ کہ اس کے بعد

عمرو بن عاص خاموش ہو گئے کہ کہیں مجھے سب سے آخر میں ذکر نہ کریں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو
سب سے زیادہ محبوب تھے اور ابو بکر صدیق کی بہت فضیلت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ

لوگوں سے افضل ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس لشکر میں افضل لوگ ہوں ان پر مفضل کو
امیر بنانا درست ہے۔

ترجمہ : ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے

کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے

۳۲۲۹ —

سنا کہ ایک دفعہ ایک چرواہا اپنی بکریوں میں تھا کہ ایک بھیڑیے نے اس پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک بکری

۳۴۳۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ
 الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلْبٍ عَلَيْهِمَا
 دَلْوٌ فَتَزَعْتُ مِنْهُمَا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَتَزَعَهُ
 مِنْهَا ذَنْوَبًا أَوْ ذَنْوَبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ ضَعْفَهُ
 ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غُرْبًا فَأَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمَّا رَعِبَ قَرِيًّا مِنَ
 النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطْنِ

لے بھاگا چرواہے نے اس سے بکری چھڑالی۔ بھیڑیا چرواہے کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ سب کے دن
 ان کا کون محافظ ہوگا جس دن میرے سوا انہیں کوئی نہیں چرائے گا اور ایک دفعہ ایک آدمی بیل کو ہانک رہا
 تھا کہ اس پر سوار ہو گیا بیل اس کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے کلام کرنے لگا اور کہا میں اس لئے پیدا
 نہیں کیا گیا لیکن میں تو کھیتی باڑی کے کاموں کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ لوگوں نے کہا سبحان اللہ! نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ابوبکر اور عمر بن خطاب بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں
 شرح : یَوْمُ السَّبْعِ ، سے مراد یہ ہے کہ جب انہیں بھیڑیا اٹھالے گا تو اس
 سے چھڑانے کی کسی کو قدرت نہ ہوگی۔ اس وقت میرے سوا انہیں کوئی

نہیں چرائے گا تو بھاگ جائے گا اور میں ہی ان کے قریب رہوں گا
 امام اسمعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سب کے معنی مہمل ہے چنانچہ جب بکریوں کو مہمل چھوڑ دیا جائے جو کوئی چاہے
 اس کو پکڑے کہا جاتا ہے اَسْبَعُ الرَّجُلُ اَغْنَامَهُ ، یعنی آدمی نے اپنی بکریوں کو آوارہ چھوڑ دیا۔
 امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے ترجیح دی ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا فتنوں کے زمانہ میں
 لوگ بکریوں کو آوارہ چھوڑ دیں گے کوئی بھی ان کو چرانے والا نہ ہوگا صرف بھیڑیے ہی ان کے قریب ہوں گے
 یہی معنی زیادہ واضح اور ظاہر ہے۔ (حدیث ۲۱۴۷ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابوبہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ
 فرماتے ہوئے سنا کہ ایک دفعہ میں سورہا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو

۳۴۳۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَا مُوسَى بْنُ
عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خِيَلًا لَمْ
يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنْ أَحَدٌ شَقِيَ ثَوْبِي
يَسْتَرْخِي إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذَلِكَ مِنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذَلِكَ خِيَلًا قَالَ مُوسَى قُلْتُ
لِسَالِمٍ أَذْكَرَ عَبْدُ اللَّهِ مِنْ جَرِّ أَرَاةٍ قَالَ لَمْ أَسْمَعْهُ ذَكَرَ
— إِلَّا ثَوْبَهُ —

کنویں پر دیکھا جس پر ڈول تھا تو میں نے اس سے جس قدر اللہ نے چاہا پانی کے ڈول نکالے پھر اس کو ابن
ابی قحافہ نے پکڑ لیا تو اُنھوں نے اس سے ایک دو ڈول نکالے اور اُن کے نکالنے میں کچھ ضعف و ناتوانی
تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی ناتوانی کو معاف فرمائے۔ پھر وہ ڈول بڑا ڈول ہو گیا تو اس کو ابن خطاب نے لے
لیا میں نے لوگوں میں سے کوئی قوی تر شخص ایسا نہیں پایا جو عمر کی طرح ڈول نکالتا ہو حتیٰ کہ سب لوگ
سیراب ہو گئے،

۳۴۳۱۔ شرح : غریب بڑا ڈول ہے جو عام ڈولوں سے بڑا ہوتا ہے عبقری
ہر وہ شئی ہے جو انتہاء کو پہنچی ہو۔ عَطْن، اونٹوں کے
بٹھانے کی جگہ دو ڈول۔ دو سالوں سے کہنا یہ ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مدت ہے۔
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پانی کے ڈول نکالنے میں ضعف و ناتوانی کا سبب یہ تھا کہ وہ مرتدین کے
جنگ میں مشغول رہے تھے اور فتوحات وغیرہ کے لئے فارغ نہ ہوئے تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی
خلافت کا زمانہ طویل تھا اس مدت میں کئی ممالک فتح کئے اور مسلمانوں کے حالات مستحسن ہوتے گئے (کرمانی)
(حدیث ۳۳۹۹ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو تکبر سے اپنے کپڑے کھینچ کر چلے اللہ تعالیٰ
قیامت کے دن اس کو نظرِ کرم سے نہ دیکھے گا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! میرے کپڑے کا
۳۴۳۱۔

۳۴۳۲ — حَدَّثَنَا أَبُو لَيْمَانَ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَاهُ رِبْرَةَ قَالَ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَنْفَقَ
زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ دُعَى مِنْ
أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ
أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعَى مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ

ایک کو نہ لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ میں اس کا خیال رکھے رہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر تم تجھ سے ایسا نہیں کرتے ہو۔ موسیٰ نے کہا میں نے سالم بن عبد اللہ سے کہا کیا عبد اللہ بن عمر نے یہ ذکر کیا ہے؟ تہبند لٹکایا اس نے کہا میں نے اسے صرغ کپڑا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے۔

۳۴۳۱ — شرح : یعنی جو لوگ تجھ سے اپنے کپڑے لٹکا کر چلتے ہیں قیامت کے

دن اللہ تعالیٰ اُن پر رحم نہیں کرے گا۔ اس حدیث میں نظر سے مراد رحمت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ عادت تھی کہ آپ چلتے وقت ایک طرف مائل ہو کر چلتے تھے اس لئے ان کا ازار زمین پر لٹک جاتا تھا۔ البتہ جب سنبھل کر چلتے تو کپڑا زمین پر نہیں لٹکتا تھا۔ گویا کہ آپ فخر سے ایسا نہ کرتے تھے۔ اس لئے آپ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو فخر سے کپڑا لٹکا کر چلتے ہیں۔ اس حدیث میں ابوبکر صدیق کی فضیلت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے گواہی دی کہ وہ ایسا فعل نہیں کرتے جو شرعاً مکروہ ہو۔

۳۴۳۲ — ترجمہ : ابوبکر یہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اللہ کی راہ میں کسی شے کا جوڑا خرچ کیا اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا۔ اے اللہ کے بندے! یہ بہتر ہے جو شخص نماز پڑھنے والوں میں سے ہو گا اسے باب الصلوٰۃ سے پکارا جائے گا اور جو شخص مجاہدین میں سے ہو گا اسے باب الجہاد سے بلایا جائے گا۔ اور جو شخص صدقات کرنے والوں میں سے ہو گا اسے باب الصدقہ سے پکارا جائے گا اور جو شخص روزہ داروں میں سے ہو گا اسے باب الصیام اور باب الریان سے بلایا جائے گا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! جس شخص کو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا اسے کوئی ضرر نہ

أَهْلُ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ
 دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ
 بَابِ الصِّيَامِ بَابُ الرِّيَّانِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا عَلَى هَذَا الَّذِي يُدْعَى
 مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ صُرُورَةٍ وَقَالَ هَلْ يُدْعَى مِنْهَا كُلُّهَا
 أَحَدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ
 ۳۴۳۳ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنِي سُلَيْمَنُ
 بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ
 عَنْ عَائِشَةَ زَوْجَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ وَأَبُو بَكْرٍ بِاللَّيْلِ قَالَ إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي

ہوگی پھر عرض کیا یا رسول اللہ! کیا کوئی شخص سب دروازوں سے پکارا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 نے فرمایا ہاں! میں اُمید رکھتا ہوں کہ اے ابا ابوبکر تم ان میں سے ہو۔

شرح : باب الصیام کے بعد باب الریان کا ذکر ماقبل سے بدل یا
 عطف بیان یعنی باب الصیام باب الریان ہے۔ اس حدیث

۳۴۳۲ —

میں جنت کے چار ابواب (دروازے) ذکر کئے ہیں اور کتاب الجہاد میں جنت کے آٹھ دروازے ذکر کئے ہیں
 بابُ الْكَاطِمِينَ الْغَيْظَ وَالْإِيمَانَ عَنِ النَّاسِ ہے یعنی جو لوگ غصہ پی جائے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں یا امام محمد
 نے حسن بصری سے : سل روایت کی کہ جنت میں ایک دروازہ ہے اس میں سے جنت میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو
 لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ دوسرا دروازہ بابُ الْإِيمَانِ ہے جو متوکل لوگوں کا دروازہ ہے جو اس دروازہ
 سے حساب و کتاب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے تیسرا دروازہ بابُ الْفَرَاحِ ہے۔ ترغی میں اس طرف اشارہ کیا
 ہے ہو سکتا ہے۔ تیسرا دروازہ بابُ الْعِلْمِ ہو (حدیث ۷۷۸ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا
 سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات

۳۴۳۳ —

اسلام کے بنیادی ارکان میں سے حج ہے۔ ایک دروازہ توحید کا ہوگا اور دوسرے تین دروازوں میں سے

بِالْعَالِيَةِ فَقَامَ عُمَرُ يَقُولُ وَاللَّهِ مَا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَقَالَ عُمَرُ وَاللَّهِ مَا كَانَ يَقَعُ فِي نَفْسِي إِلَّا ذَاكَ وَلَيُبْعَثَنَّهُ اللَّهُ فَلْيَقُطَّعَنَّ أَيْدِي رِجَالٍ وَأَرْجُلُهُمْ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَكَشَفَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهُ فَقَالَ يَا بَنِي أَخِي طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُدْفِنُكَ اللَّهُ الْمَوْتَيْنِ أَبَدًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ أَيُّهَا الْخَالِفُ عَلَى رِسَالِكَ فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ جَلَسَ عُمَرُ فَحَمِدَ اللَّهَ أَبُو بَكْرٍ وَأَتَى عَلَيْهِ وَقَالَ أَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ وَقَالَ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ وَقَالَ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ فَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ

پائی جبکہ ابوبکر صدیق مقامِ سُبْح میں تھے۔ اسماعیل نے کہا یعنی عالیہ میں تھے (رعوالی مدینہ منورہ) تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے کھڑے ہوئے بخدا! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات نہیں پائی ام المؤمنین نے کہا عمر فاروق نے کہا بخدا! میرے دل میں یہی چیز واقع ہوئی (کہ آپ نے وفات نہیں پائی) اور اللہ تعالیٰ آپ کو اٹھائے گا آپ لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹیں گے۔ اتنے میں ابوبکر صدیق آگئے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور سے کپڑا ہٹایا اور آپ کو بوسہ دیا اور کہا میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں۔ آپ حیات و ممات میں پاکیزہ ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ آپ کو دو موتیں سمجھی نہیں چکھائے گا۔ پھر آپ باہر چلے گئے اور فرمایا اے قسم کھانے والے جلدی نہ کرو! جب ابوبکر صدیق نے کلام شروع کیا تو عمر فاروق بیٹھ گئے۔ ابوبکر نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا۔ جسے

قَالَ فَنَشَجَ النَّاسُ يَبْكُونَ قَالَ وَاجْتَمَعْتُ الْأَنْصَارُ إِلَى
 سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ فَقَالُوا مَنَّا أَمِيرٌ وَ
 مِنْكُمْ أَمِيرٌ فَذَهَبَ إِلَيْهِمُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابُ وَالْوَعْبِيدُ
 ابْنُ الْجَرَّاحِ فَذَهَبَ عُمَرُ يَتَكَلَّمُ فَأَسْكَنَهُ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ
 وَاللَّهِ مَا أَرَدْتُ بِذَلِكَ إِلَّا أَنِّي قَدْ هَيَّأْتُ كَلَامًا قَدْ أَحْبَبْنِي
 خَشِيتُ أَنْ لَا يَبْلُغَهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَتَكَلَّمَ أَبْلَغَ النَّاسِ
 فَقَالَ فِي كَلَامِهِ نَحْنُ الْأُمَرَاءُ وَأَنْتُمْ الْوُزَرَاءُ فَقَالَ حُبَابُ بْنُ
 الْمُنْذِرِ لَا وَاللَّهِ لَا نَفْعَ لِمَنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ
 لَا وَلَكِنَّا الْأُمَرَاءُ وَأَنْتُمْ الْوُزَرَاءُ هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ دَارًا وَ
 أَعْرَبُهُمْ أَحْسَابًا فَبَايَعُوا عُمَرَا وَابَا عُبَيْدَةَ ابْنَ الْجَرَّاحِ فَقَالَ
 عُمَرُ بَلْ نُبَايِعُكَ أَنْتَ فَانْتَ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلَى رَسُولِ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ عُمَرُ بِيَدِهِ فَبَايَعَهُ وَبَايَعَهُ
 النَّاسُ فَقَالَ قَائِلٌ قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ عُمَرُ قَتَلَهُ اللَّهُ

اللہ تعالیٰ زندہ ہے مرنے والا نہیں اور فرمایا : آپ وفات پانے والے ہیں اور لوگ بھی مرنے والے ہیں
 اور فرمایا محمد ﷺ صرف اللہ کے رسول ہیں آپ سے پہلے کئی رسول ہو چکے ہیں کیا اگر آپ
 وفات پا جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے ؟ جو کوئی اپنی ایڑیوں پر پھر جائے گا
 (مرتد ہو جائے گا) وہ اللہ کو کچھ ضرر نہیں دے سکے گا۔ عنقریب اللہ تعالیٰ شکر کرنے والے کو اچھی جزا دے گا
 یہ سن کر لوگ بے اختیار رونے لگے۔ راوی نے کہا انصار سعد بن عبادہ کے پاس سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے اور
 کہنے لگے۔ ایک امیر ہم سے اور ایک امیر تم سے ہو۔ ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور ابو عبیدہ بن جراح ان کے

وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَالِمٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ
الْقَاسِمِ أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ شَخَّصَ بَصَرُ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى ثَلَاثًا وَقَصَّ الْحَدِيثَ
قَالَتْ فَمَا كَانَتْ مِنْ خُطْبَتِهِمَا مِنْ خُطْبَةٍ إِلَّا نَفَعَ اللَّهُ بِهَا لِقَدْ
خَوَّفَ عُمَرُ النَّاسَ وَإِنَّ فِيهِمْ لِنِفَاقًا فَرَدَّهُمُ اللَّهُ بِذَلِكَ
لَقَدْ بَصَّرَ أَبُو بَكْرٍ النَّاسَ الْهُدَى وَعَرَفَهُمُ الْحَقَّ الَّذِي
عَلَيْهِمْ وَخَرَجُوا بِهِ يَتْلُونَ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ
مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ إِلَى الشَّاكِرِينَ

پاس گئے عمر فاروق نے کلام کرنا چاہا تو ابو بکر نے انہیں خاموش کر دیا۔ عمر فاروق کہتے تھے بخدا! میں نے اس سے کوئی ارادہ نہیں کیا تھا سوا اس کے کہ میں نے ایسی بات سوچی تھی جو مجھے بہت پسند تھی۔ مجھے ڈر تھا کہ اس بات تک ابو بکر نہ پہنچ سکیں گے۔ پھر ابو بکر صدیق نے کلام شروع کیا تو انہوں نے سب لوگوں سے بلیغ تر کلام کیا انہوں نے اپنے کلام میں کہا ہم امراء اور تم وزراء ہو۔ جناب بن مؤذرنے کہا۔ بخدا! ہم ایسا نہیں کریں گے ایک امیر ہم سے اور ایک امیر تم سے ہوگا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یہ نہیں ہوگا لیکن ہم امراء ہوں گے اور تم وزراء ہو گے۔ کیونکہ مکان کے اعتبار سے قریش تمام عربوں سے بہتر اور فضائل کے لحاظ سے سب سے افضل ہیں۔ تم عمر یا ابو عبیدہ کی بیعت کر لو۔ عمر فاروق نے کہا بلکہ ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں آپ ہمارے سید اور ہم سے افضل ہیں اور ہم تمام سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہیں۔ پھر عمر فاروق نے ابو بکر صدیق کا ہاتھ پکڑ کر ان کی بیعت کر لی اور سب لوگوں نے بھی ان کی بیعت کر لی۔ کسی کہنے والے نے کہا تم نے سعد بن عبادہ کو ہلاک کر دیا ہے۔ عمر فاروق نے کہا اسے اللہ نے ہلاک کیا ہے۔ عبد اللہ بن سالم نے زبیدی سے روایت کی کہ عبد الرحمن بن قاسم نے کہا مجھ سے۔ قاسم نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھیں اوپر اٹھائیں پھر تین بار فرمایا: ”فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى“ یعنی مجھے ملاءِ اعلیٰ میں داخل کر دیں“ اور حدیث بیان کی۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے دونوں حضرات کے خطاب سے بہت فائدہ پہنچایا۔ عمر فاروق نے لوگوں کو اللہ کے عذاب سے خوف دلایا جبکہ ان میں جو نفاق پایا جاتا تھا اللہ تعالیٰ نے

عمر فاروق کی وجہ سے دور کر دیا۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی راہنمائی کا وہ ان پر جو حق تھا وہ انہیں
 یہاں پھر لوگ اس آیت کریمہ کی تلاوت کرتے ہوئے باہر نکلے۔ **وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ
 قَبْلِهِ الرُّسُلُ، شَاكِرِينَ تَك**

شرح : — ۳۴۳۳ —
 نسخ عوالی مدینہ میں موضع ہے۔ ابوعبید بکری نے کہا عوالی میں بنو عارث بن

خزرج کے مکانات ہیں۔ اس کے اور مسجد نبوی کے درمیان ایک میل کا
 فاصلہ ہے۔ وہاں حضرت عبداللہ بن زبیر کا تولد ہوا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی اسماء سمیت
 وہاں ٹھہرے تھے اور جب خارجہ انصاریہ کی بیٹی سے نکاح کیا تو وہیں سکونت اختیار کر لی تھی۔ حدیث میں
 عالیہ سنح کی تفسیر ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد پر اعتماد کرتے ہوئے قسم کھائی تھی کہ حضور
 کا انتقال نہیں ہوا اور جو لوگ حضور کی موت کے قائل ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ اٹھائے
 اور آپ ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سنح مقام سے آئے اور سیدے
 ام المومنین کے حجرہ میں تشریف لے گئے جہاں جناب رسالت مآب تشریف فرماتے تھے اور آپ کو کپڑے سے ڈھانپ
 رکھا تھا انھوں نے چہرہ جہاں آراء سے کپڑا اٹھا کر پیشانی کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ
 کو دو موتوں کا مزہ نہ چکھائے گا۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ دو موتوں سے مراد ایک دنیا میں موت اور دوسری قبر میں موت ہے۔
 مشہور یہی دو موتیں ہیں اسی لئے ان کو معترف باللام ذکر کیا اور وہ دو موتیں ہیں جو نبیوں کے علاوہ ہر ایک پر
 وارد ہوتی ہیں۔ البتہ انبیاء کرام علیہم السلام قبروں میں نہیں مرتے بلکہ وہ زندہ ہوتے ہیں۔
 سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ** (ان کے علاوہ عام لوگ قبروں میں مر گئے
 پھر قیامت میں زندہ ہوں گے۔ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ قبر موت و حیات دونوں ہیں اس لئے انبیاء
 کے سوا تمام لوگ قبروں میں مر گئے اور زندہ ہوں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس کلام **”لَا يُدْ يُقَلِّكُ اللَّهُ الْمَوْتَيْنِ“** سے معتزلہ نے استدلال
 کیا کہ قبر میں حیات نہیں اور انھوں نے نبیوں کا قبور میں زندہ ہونے کا انکار کر دیا۔ اہل سنت و جماعت علماء
 نے اس کا جواب دیا کہ اس سے مراد اس حیات کی نفی ہے جسے عمر فاروق نے ثابت کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو
 اٹھائے گا اور آپ ان لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالیں گے جو یہ کہتے ہیں کہ آپ فوت ہو گئے ہیں۔ اس سے
 عالم برزخ (قبر) میں موت کی نفی نہیں ہوتی۔ ابن حجر عسقلانی نے کہا اس جواب سے اچھا جواب یہ ہے کہ سید عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حیات کے بعد موت نہیں بلکہ آپ قبر میں بدستور ہمیشہ زندہ ہیں۔ اور سب نبی قبروں
 میں زندہ ہوتے ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایسی بات پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ
 کا قسم کھانا کیسے جائز تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انھوں نے اپنے اجتہاد سے یہ کہا تھا۔ اس حدیث میں حضرت

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قسم کھانا کیسے جائز تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انھوں نے اپنے اجتہاد سے یہ کہا تھا اس حدیث میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے اور دوسرے صحابہ کے علوم سے آپ کا علم راجح ہے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کا واقعہ

جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو داغ مفارقت دیا تو انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے وہ خلافت کے لئے سعد بن عبادہ کا انتخاب کرنے والے تھے۔ انصار کے دو قبیلے اوس اور خزرج تھے وہ زمانہ جاہلیت میں برسرِ پیکار رہے لیکن جب وہ مشرک باسلام ہوئے تو ان میں باہم اتفاق تو ہو گیا لیکن ان کے دلوں میں کچھ اثرات باقی رہ گئے تھے۔ اس لئے ان میں سے کوئی ایک فریق دوسرے کی فوقیت کو دل سے قبول کرنے کو تیار نہ تھا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تو شروع میں وہ انصار میں سے ایک شخص پر اتفاق کرنے والے تھے لیکن جب اُسید اور اس کے اُوسی ساتھیوں نے حضرت ابوبکر صدیق کو دیکھا تو وہ دوسرے فریقِ خزرج سے علیحدہ ہو گئے کیونکہ وہ مہاجرین کو خزرج پر ترجیح دیتے تھے۔ اس لئے قبیلہ اوس نے ابوبکر صدیق کی بیعت کر لی پھر باقی انصار نے بھی ان کی بیعت کر لی البتہ سعد بن عبادہ جو قبیلہ خزرج کے سردار تھے ابوبکر کی بیعت سے راضی نہ تھے۔ اس لئے وہ مدینہ منورہ سے باہر چلے گئے اور شام میں رہائش کر لی۔ پھر وہیں پندرہ ہجری میں فوت ہو گئے۔

تمام انصار و مہاجرین سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کے انتخاب کے لئے جمع ہوئے تو ان میں کافی اختلاف رائے پایا گیا۔ انصار کا خیال تھا کہ ایک امیر انصار سے ہو اور ایک امیر مہاجرین ہو جبکہ بعض انصار کا خیال تھا کہ ایک سال امیر انصار میں سے اور ایک سال مہاجرین میں سے ہو۔ لیکن یہ دونوں صورتیں ایسی تھیں جو کسی وقت اختلاف کا باعث بن سکتی تھیں اور دونوں فریقوں میں نارِ اختلاف کے اشتعال کے وسیع امکانات تھے۔ اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان میں کسی رائے پر اعتماد نہ کیا اور فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”أَلَا مَثَلٌ مِنْ قُرَيْشٍ“، یعنی خلفاء قریش میں سے ہوں گے چالیس صحابہ کرام نے اس حدیث کی روایت کی ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابونضرہ کے طریق سے ابوسعید سے روایت کی کہ انصار کے خطیب نے کھڑے ہو کر کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تم میں سے کسی کو امیر بناتے تو اس کے ساتھ ایک امیر ہم سے بھیجا کرتے تھے۔ لہذا اس طریقہ پر خلافت کا فیصلہ کر لیا جائے یہ سن کر زید بن ثابت

کھڑے ہوئے اور کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین میں سے ہیں لہذا امام و خلیفہ بھی مہاجرین سے ہونا چاہیے۔ اب ہم اللہ کے انصار ہیں جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار تھے۔ یہ سن کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تمہیں اچھی جزاء دے تو اُنھوں نے حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت کر لی۔ گفتگو کے دوران حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم عمر فاروق یا ابوعبیدہ کی بیعت کر لو۔ ایک روایت کے مطابق اُنھوں نے کہا میں دونوں میں سے کسی ایک کی بیعت سے راضی ہوں اور عمر فاروق اور ابوعبیدہ کے ہاتھ پکڑ لئے لیکن اشکال یہ ہے کہ ابوبکر صدیق جانتے تھے کہ خلافت کے وہی مستحق ہیں اور ان کی خلافت کے قرآن بھی پائے جاتے ہیں۔ خصوصاً سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ کے آخری ایام میں نماز کے لئے ابوبکر کو ہی نامزد کیا اور کسی دوسرے کی امامت سے راضی نہ ہوئے حتیٰ کہ عمر فاروق کو بھی نماز پڑھانے کی اجازت نہ دی یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر کی امامت سے راضی تھے۔ اصول یہ ہے کہ خلیفہ وقت ہی نماز پڑھایا کرتا تھا۔ اس کے باوجود ابوبکر صدیق نے عمر فاروق یا ابوعبیدہ کے ہاتھ پکڑ کر انہیں خلافت کے لئے کیوں پیش کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ابوبکر صدیق نے اس لئے اپنی بیعت کا ذکر نہیں کیا کہ اس میں تزکیہ نفس پایا جاتا تھا مثلاً ابوبکر یہ فرماتے کہ تم میری بیعت سے راضی ہو جاؤ بایں ہمہ وہ یہ جانتے تھے کہ حضرت عمر فاروق اور ابوعبیدہ بن جراح میں کوئی بھی غلبہ قبول نہیں کرے گا۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق تو تصریح کر چکے تھے کہ ابوبکر صدیق ہی خلافت کے مستحق ہیں۔ اور اُنھوں نے کہا بلکہ ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں آپ ہم سے افضل اور ہمارے سردار ہیں اور ابوعبیدہ کے متعلق ساری امت کا اتفاق ہے کہ عمر فاروق اُن سے افضل ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں (ابن جان)

قوله فَاخَذَ عُمَرُ بِيَدِهِ قَبَائِعَهُ، جب سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی تو لوگوں میں بہت شور برپا ہو گیا۔ اور آوازیں بلند ہونے لگیں اور حالات قابو سے باہر ہوتے نظر آئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا آپ ہاتھ بڑھائیں اور آپ کی بیعت کر لی تو اس کے بعد مہاجرین اور انصار نے بیعت کی۔ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا کہ موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے ذکر کیا کہ اُمید بن حُضیر اور بشیر بن سعد اور دیگر انصار نے حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت کی تو تمام اہل سقیفہ نے آپ کی بیعت کرنے میں جلدی کی۔ بزار نے سالم بن عبیدہ کی حدیث میں وفات کے واقعہ میں ذکر کیا کہ جب انصار نے کہا ایک امیر ہم سے اور ایک امیر تم سے ہو تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا ایک میان میں دو تلواریں سما سکتی ہیں؟ اور فرمایا کیا کوئی ایسا شخص ہے جو ثانی اثنتین اذہما فی الغار کا مصداق ہو اور ابوبکر صدیق کی بیعت کر لی اور لوگوں سے کہا آپ کی بیعت کرو تو سب نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔

قوله قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عَبَادَةَ، یہ سعد بن عبادہ سے اعراض اور ان کی سبکی کی طرف اشارہ

۳۴۳۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا سَفِينُ تَنَا جَامِعُ بْنُ أَبِي
رَاشِدٍ تَنَا أَبُو يَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنْفِيَّةِ قَالَ قُلْتُ لِأَيِّ النَّاسِ
خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ
قَالَ عُمَرُ وَخَشِيتُ أَنْ يَقُولَ عُثْمَانُ قُلْتُ ثُمَّ أَنْتَ قَالَ مَا أَنَا إِلَّا
رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ

ہے۔ اور قتلة اللہ،، سے ان کے لئے بددعاء کی۔ ابن تین نے کہا انصار نے کہا ”ایک امیر ہم سے اور ایک امیر تم سے ہو، پھر یوں کی عادت کے مطابق کہا تھا کہ ہر قبیلہ کا امیر اسی قبیلہ سے ہونا چاہیے۔ جب انھوں نے یہ سنا کہ ائمہ اور خلفاء قریش میں سے ہی ہوں گے تو انھوں نے مذکور کلام سے رجوع کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ داؤدی نے مذکور کلام سے استدلال کیا کہ خلیفہ کا نصب کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ کیونکہ جب تک خلیفہ کا تقرر نہیں ہوا تھا لوگوں نے کوئی اقدام نہیں کیا تھا لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفین و تدفین جو تمام اہم امور سے عظیم تھی۔ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مشغول نہ ہونا حتیٰ کہ خلیفہ کا انتخاب ہو جائے۔ اقامت خلیفہ کی فرصت پر دلالت کرتا ہے۔ انصار کا یہ کہنا کہ ایک امیر ہم سے اور ایک امیر تم سے کا مدلول یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتہً خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا۔ ورنہ وہ اس کا خلاف ہرگز نہ کرتے۔ ترمذی میں ہے اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ منتخب فرما دیتے اور لوگ اس کی نافرمانی کرتے تو ہلاک ہو جاتے۔ قرطبی نے مفہم میں ذکر کیا اگر مہاجرین و انصار میں سے کسی کے پاس کوئی صریح نص ہوتی کہ آپ نے فلاں کو خلیفہ مقرر کیا ہے تو وہ بھی اس قدر اختلاف نہ کرتے جو تعقیفہ میں ہوا تھا۔ جمہور اہلسنت و جماعت کا یہی مسلک ہے البتہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے شواہد اور قرائن ضرور پائے جاتے ہیں۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

الرفیق الاعلیٰ،، انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت ہے جو اعلیٰ علیتین میں تشریف رکھتے ہیں۔ شخص بصیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اوپر کی طرف آنکھیں جھپکنے کے بغیر دیکھنے لگے۔

۳۴۳۴۔ ترجمہ: محمد بن حنفیہ نے کہا میں اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد کون افضل

ہے؟ انھوں نے کہا ابوبکر! میں نے کہا پھر کون؟ انھوں نے کہا عمار فاروق! پھر میں نے یہ خوف محسوس کرتے ہوئے کہ آپ عثمان کا نام ذکر کر دیں گے۔ میں نے کہا پھر آپ؟ انھوں نے کہا میں تو مسلمانوں میں

۳۴۳۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتَّى
إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَبِشِ انْقَطَعَ عِقْدِي فَأَقَامَ

سے صرف ایک آدمی ہوں

شرح : محمد بن حنفیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔ ان کی کیفیت ابوالقاسم

۳۴۳۴ —

ہے۔ وہ اپنی والدہ حنفیہ کی طرف منسوب ہونے میں مشہور ہیں۔ ان کی والدہ کا نام خولہ بنت جعفر بن قیس ہے۔ وہ یمامہ کے قیدیوں میں قید ہو کر آئی تھیں۔ محمد بن حنفیہ نے ۸ ہجری میں سینٹھ برس کی عمر میں رضوی میں وفات پائی۔ رضوی مدینہ منورہ کا ایک پہاڑ ہے انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا تھا۔ محمد بن حنفیہ نے کہا میں نے اپنے والد علی بن ابی طالب سے عرض کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے افضل کون ہے؟ حضرت علی نے کہا اے میرے بیٹے کیا تجھے معلوم نہیں؟ میں نے کہا نہیں اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ محمد بن حنفیہ نے حق کے اظہار پر خوف کیوں محسوس کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ محمد بن حنفیہ کا خیال یہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان سے افضل ہیں انہیں ڈرتھا کہ شاید حضرت علی یہ کہہ دیں گے کہ عثمان مجھ سے افضل ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہیں لوگوں میں سے ایک آدمی ہوں تواضع اور انکساری پر محمول ہے۔ حضرت علی اور عثمان میں سے کون افضل ہے؟ اس میں علماء اہلسنت وجماعت میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض علماء حضرت علی کو عثمان غنی پر ترجیح دیتے ہیں جبکہ اکثر علماء حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل کہتے ہیں۔ امام مالک اس میں توقف کرتے ہیں۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اہل سنت وجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان حضرات کی خلافت کی ترتیب کے مطابق ان کی فضیلت میں ترتیب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے

۳۴۳۵ —

کہا ہم ایک سفر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے جب ہم مقام بیداء یا ذات جیش میں پہنچے تو میرا مارگم ہو گیا۔ اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش میں رک گئے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ رک گئے جبکہ وہاں پانی نہیں تھا۔ اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی تھا۔ لوگ ابوبکر صدیق کے پاس آکر کہنے لگے کیا آپ دیکھتے ہیں کچھ عائشہ نے کیا ہے۔ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْيَمَانَةِ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ
وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَأَتَى النَّاسُ أَبَانُكَرُفَقَالُوا
الْأَتَرَى مَا صَنَعَتْ عَالِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَجَاءَ
أَبُوبَكْرٍ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضْعَ رَأْسَهُ عَلَى
فَخَذِي قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبِستِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ قَالَتْ فَعَاثَتْنِي وَ

کو اور دیگر لوگوں کو مٹھا رکھا ہے وہاں پانی نہیں اور نہ ہی پانی ان کے پاس ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
آئے جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر سر رکھ کر سو رہے تھے۔ اُنھوں نے آتے ہی فرمایا
تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر لوگوں کو روک رکھا ہے۔ یہاں پانی نہیں اور نہ ہی ان کے پاس
پانی ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ ابوبکر نے مجھے عتاب (ڈانٹ ڈپٹ) کیا اور جو کچھ اللہ نے چاہا
اُنھوں نے کہا اور اپنے ہاتھ سے میرا پہلو کچھ کنا شروع کیا اور مجھے حرکت کرنے سے کوئی شئی منع نہ کرتی
تھی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میری ران پر آرام فرمانا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح تک سوئے رہے
اور پانی وغیرہ نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے یتیم کی آست نازل فرمائی۔ پھر سب لوگوں نے یتیم کیا۔ اُسید بن حضیر سے کہا
اے ابوبکر کی آل یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم نے اس اونٹ
کو اٹھایا جس پر میں سواری تھی تو اس کے نیچے مار مل گیا۔

۳۲۳۵ — شرح : اُسید بن حضیر نے کہا اے آل ابی بکر یہ تمہاری پہلی برکت

نہیں ہے۔ ان الفاظ میں حدیث کی باب کے عنوان سے مطابقت
ہے۔ یہ کتاب الیتیم میں بھی مذکور ہے۔ حدیث ۳۲۱، ۳۲۹ کی شرح کا مطالعہ فرمائیں۔ اس حدیث میں
ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے والد ماجد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت واضح ہوتی ہے
ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے ہار کا گم ہونا شرعی حکم کے اجراء کا سبب تھا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم چھ ہجری میں غزوہ بنی مصطلق کے سفر سے واپس تشریف لارہے تھے کہ راستہ میں مکہ مکرمہ
اور مدینہ منورہ کے درمیان بیداء یا ذات الجیش میں جو مدینہ منورہ کے قریب مقام ہے آرام فرمانے کے بعد

قَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ وَجَعَلَ يَطْعُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي
فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَى فُجَذَى فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَصْبَحَ
عَلَى غَيْرِ مَاءٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ التِّيمُّمِ فَتَيَمَّمُوا فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ
الْحَضِيرِ مَا هِيَ بِأَوَّلَ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ
فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ

کوچ کیا تو اس دوران ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گلے کا مار جس کی مالیت بارہ درہم تھی کم ہو گیا
اس کی تلاش میں صبح ہو گئی۔ حالانکہ اس مقام کے قرب و جوار میں پانی نہ تھا اور نہ ہی لوگوں کے پاس اتنا
پانی تھا جس سے وہ وضو کر سکیں۔ اس مقام میں ایک اشکال ہے اس کی تقریر یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کو خداوند قدوس نے علم اولین و آخرین عطا کیا ہے۔ قرآن کریم میں ہے ”وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ
تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا“ اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا
فضل ہے، اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کائنات
کے علوم عطا فرمائے اور کتاب و حکمت کے اسرار و حقائق پر مطلع کیا۔ قرآن کریم کی بہت سی آیات اور احادیث
سے بھی یہ ثابت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا
مَنْ أَرَادَتْهُ مِنْ رَسُولٍ، یعنی غیب جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مستط نہیں کرتا
سوائے اپنے پسندیدہ رسول کے۔ انہیں غیب پر مستط کرتا ہے۔ اور اطلاع کامل اور کشف تام عطاء
فرماتا ہے اور یہ علم غیب ان کے لئے معجزہ ہوتا ہے۔ اولیاء کو بھی اگرچہ غیب پر اطلاع دی جاتی ہے۔
مگر انبیاء کا علم سب سے بہت بلند و بالا و ارفع و اعلیٰ ہے۔ اور اولیاء
انبیاء ہی کے وساطت سے اور انہی کے فیض سے علوم عطا ہوتے ہیں سید رسول صلی اللہ علیہ وسلم مرتضیٰ رسولوں میں
سب سے اعلیٰ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اشیاء کے علوم عطا فرمائے جیسا کہ صحاح کی معتبر احادیث سے
ثابت ہے اور یہ آیت حضور کے اور تمام مرتضیٰ رسولوں کے لئے غیب کا علم ثابت کرتی ہے۔ صحیح بخاری
میں ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دفعہ چند اشیاء سے
متعلق پوچھا گیا جن کو آپ نے اچھا نہ جانا جب آپ پر سوالات کی کثرت ہو گئی تو آپ غصے سے بھر گئے اور لوگوں

فرمایا جو کچھ چاہو پوچھو ایک شخص نے کہا میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ خدا ہے پھر دوسرا کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ شعیبہ کا مولیٰ سالم ہے۔ بخاری کے بدء الخلق ص ۴۵۳ پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور ابتداء آفرینش سے لے کر کائنات میں ہونے والے تمام امور بیان فرمادیئے حتیٰ کہ جنتوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک ہر شئی بیان فرمادی۔

علامہ کرمانی نے اس حدیث کی شرح میں ذکر کیا۔ الغرض سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مبدء، معاش اور معاد سب کی خبر دی۔ علامہ عینی نے کہا حدیث کا مدلول یہ ہے کہ آپ نے مخلوقات کے جمیع احوال کی خبر دی مذکورہ بالا آیات، احادیث اور صحیح کی اس حدیث میں واضح تضاد ہے کیونکہ جب آپ کو ہر شئی کا علم عطا کیا گیا تھا تو ائمہ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے بار کا علم کیوں نہیں ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مذکور آیات و احادیث اور بار کے فقدان کی حدیث میں تضاد نہیں جواب کی وضاحت سے پہلے تمہیداً شیخ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کا اجزاء روح میں کلام ذکر کرتے ہیں۔ شیخ دباغ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے روح کے سات اجزاء ذکر کئے ہیں ان میں سے پانچواں جزء عدم غفلت ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ جس حد تک روح کے علم کی رسائی ہو اور جہاں تک اس کی نظر پہنچتی ہو اس قدر سے جہالت کے اوصاف اور علم کے اضداد کا انتفاء ہوتا ہے۔ یعنی روح کی علمی حدود اور بلوغ نظر میں جہالت اور علم کی ضد منتفی ہوتی ہے۔ لہذا اسے نہ تو سہو ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے علمی حدود کے معلومات میں نسیان ہوتا ہے اور اس کے نزدیک معلومات کا حصول تدریجی نہیں ہوتا بلکہ اس کی ایک نظر سے اس کے مبلغ علم کے معلومات دفعۃً واحدۃً حاصل ہو جاتے ہیں۔ روح کے علم کی یہ کیفیت نہیں کہ اگر وہ کسی شئی کی طرف متوجہ ہو تو دوسری اشیاء سے غافل ہو جائے بلکہ جب ایک شئی کی طرف روح کی التفات ہو تو دوسری اشیاء بھی اس کے ساتھ ہی حاصل ہو جاتی ہیں اور ان کی طرف توجہ کی حاجت باقی نہیں رہتی کیونکہ روح کے علوم فطری ہیں یعنی علوم روح کی فطرت میں داخل ہیں۔ ابتداء آفرینش میں اسے تمام علوم دفعۃً واحدۃً حاصل ہوتے ہیں اور جب تک روح کی ذات باقی رہتی ہے اس کے علوم بھی باقی رہتے ہیں اور اس کے پیش نظر ہوتے ہیں۔ عدم غفلت سے یہی مراد ہے اور ہر روح کا یہی حال ہے۔ البتہ علوم کی مقدار میں روحیں مختلف ہیں۔ بعض روحوں کے علوم زیادہ اور بعض کے کم ہوتے ہیں۔ اور علم کے اعتبار سے تمام روحوں سے عظیم ترین اور بلوغ نظر میں قوی تر روح جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی روح طیبہ ہے کیونکہ آپ کی روح تمام روحوں کی جان اور بادشاہ ہے اور وہ تمام جہانوں کے ذرات پر دفعۃً واحدۃً مطلع ہے اور اس کی اطلاع میں تدریج و ترتیب نہیں ہے۔ پھر جب آپ کی روح پاک اور آپ کی ذات مقدسہ میں مصاحبت ہوئی تو روح نے عدم غفلت میں آپ کی ذات طاہرہ کی مدد کی حتیٰ کہ آپ کی ذات طاہرہ کسی سہو و نسیان کے لائق کے بغیر عوالم کی ہر شئی پر مطلع ہوئی لیکن ذات کی اطلاع روح کی اطلاع سے نہیں کیونکہ روح کی اطلاع دفعی ہے

تدریجی اور ترتیبی نہیں اور ذاتِ طاہرہ کی اطلاع تدریجی اور ترتیبی ہے۔ یعنی عالم کی جس شئی کی طرف ذات متوجہ ہو اسے معلوم کر لیتی ہے۔ لیکن یہ علم توجہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتا اسی طرح جب کسی اور شئی کی طرف ذات متوجہ ہوگی تو اس کا علم اسے حاصل ہوگا، حتیٰ کہ تمام جہانوں کی ہر شئی کا یہی حال ہوگا۔ لہذا ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم کی ہر شئی پر علمی تسلط حاصل ہے جو بواسطہ اتفادات ہے اور تمام علوم کے حصول دفعی میں جو روح کی طاقت ہے وہ آپ کی ذاتِ طاہرہ کو حاصل نہیں۔ اسی طرح عدم غفلت میں مدح اور ذات مختلف ہیں۔ روح میں تو اس کی تفسیر ذکر کر دی گئی ہے۔ اور ذات بھی یوں ہے کہ جب ذات کسی طرف متوجہ ہو تو وہ شئی یقیناً اسے حاصل ہوتی ہے اور اس طرف توجہ کرنے میں سہو و نسیان اور غفلت وغیرہ طاری نہیں ہوتے اور جب کسی شئی کی طرف متوجہ نہ ہو تو اس سے غفلت بھی ہو سکتی ہے اور اسے سہو و نسیان بھی ہو سکتا ہے اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَلَمْ يَكُنْ اَلْاِنْسَانُ كَمَا تَنَسَوْنَ فَاِذَا نَسِيتُ فَاَذْكُرْتَنِي یہ آپ نے اس وقت فرمایا جبکہ آپ کو نماز میں سہو ہوا اور صحابہ نے آپ کو خبردار نہ کیا تھا اسی تقریر سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ شیخ علیہ الرحمۃ نے حقیقت کو اس کا حق دیا اور شریعت کو اس کا حق دیا۔

اس تمہید کا خلاصہ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حالت حقیقہ ہے جسے حقیقت محمدیہ کہتے ہیں اسے تمام عوالم کے علوم دفعۃً و اُحدۃً حاصل ہیں اور دوسری حالت بشریہ ہے جسے علوم کے حصول میں التفات کی حاجت ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الصلوٰۃ میں ان دونوں حالتوں کو ذکر کیا ہے۔ لہذا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف حقیقہ محمدیہ کے اعتبار سے دفعی ہے اور حالت بشریہ کے لحاظ سے تدریجی ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت کریمہ میں اسی طرف اشارہ ہے۔ الرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَہُ الْبَيَانَ یعنی خداوند قدوس جل مجدہ الکریم نے قرآن کی تعلیم دی انسان کو پیدا کیا اسے بیان سکھایا۔ قرآن کے الفاظ کی ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ تخلیق انسان سے تعلیم قرآن مقدم ہے۔ معلوم ہوا کہ خداوند قدوس نے انسان کو پیدا کرنے سے پہلے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پڑھایا تھا۔ کیونکہ آپ ہی مخلوق اول اور عقل اول میں حدیث شریف میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق سے پہلے میری روح کو پیدا کیا لہذا یہ واضح ہوا کہ آپ کو ہی قرآن کی تعلیم دی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہر رطب و یابس قرآن کریم میں ہے اور قرآن ہر شئی کا کامل بیان ہے۔ لہذا اللہ نے آپ کو ہر شئی کا علم عطا کیا۔ اس مختصر تقریر سے اشکال منہ دفع ہو گیا۔ اندفاع کی وجہ یہ ہے کہ تیمم کی آیت کسی شہر، قریہ اور قصبہ میں نازل نہ ہو سکتی تھی اس کے نزول کا مقام صرف وہ جگہ ہو سکتی تھی جہاں دور دور تک پانی میسر نہ ہو سکتا ہو۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا مار اس آیت کے نزول کا سبب بنا اور اللہ تعالیٰ نے اس طرف سے آپ کی توجہ اور التفات کو ہٹا دیا حتیٰ کہ تیمم کی آیت نازل ہوئی اس کی تائید میں بکثرت صحیح احادیث میں چنانچہ بخاری کی کتاب العلم میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو سینہ سے لگا کر فرمایا اے اللہ ابن عباس کو قرآن کا علم عطا فرما۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما

کا بیان ہے اگر میرے اونٹ کی رسی جس کے ساتھ میں اس کا گھٹنا باندھتا ہوں گم ہو جائے تو اسے اللہ کی کتاب میں تلاش کر لیتا ہوں حالانکہ ابن عباس کو اللہ کی کتاب کا علم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے تھا۔ تو منبع فیوض سے ام المؤمنین کا ہر جو اونٹ کے نیچے پڑا ہوا تھا کیسے بچ رہ سکتا تھا۔ ابو داؤد میں زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ ایک شخص خیر کے روز فوت ہو گیا۔ لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ اس کی نماز جنازہ کیوں نہیں پڑھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مرنے والے شخص نے اللہ کی راہ میں خیانت کی ہے۔ یہ سن کر ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو اس میں موتیوں اور جواہر سے مرصع مار ملا جو اس نے چھپا رکھا تھا۔ آخر یہ بھی تو ماہی تھا اور ام المؤمنین کا بھی مار تھا۔ وہ اونٹ کے نیچے پڑا ہوا تھا یہ سامان میں چھپا ہوا تھا معلوم ہوا کہ عدم التفات عدم علم کو مستلزم نہیں یہاں ہم ایک بات واضح کر دیں کہ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے منحصر تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ لَا يَعْلَمُ مَهْنٌ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبِ إِلَّا اللَّهُ، زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا لہذا یہ تسلیم کرنا ہو گا کہ بذات خود اللہ ہی غیب جانتا ہے۔ اور انبیاء کرام اور ان کی اتباع میں اولیاء اللہ کو اللہ غیب پر مطلع کرتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے غیب خاص پر جس کے ساتھ وہ منفرد ہے کسی کو مسلط نہیں کرتا یعنی اطلاع کامل نہیں دیتا جس سے حقائق کا کشف تام اعلیٰ درجہ یقین کے ساتھ حاصل ہو۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے انہیں غیب پر مسلط کرتا ہے اور اطلاع کامل اور کشف تام عطاء فرماتا ہے اور یہ علم غیب ان کے لئے معجزہ ہے۔ اولیاء کو بھی اگرچہ غیب پر اطلاع دی جاتی ہے مگر انبیاء کا علم باعتبار کشف اولیاء کے علم سے بہت بلند و بالا و ارفع و اعلیٰ ہے اور اولیاء کے علوم انبیاء ہی کے وساطت اور انہی کے فیض سے ہوتے ہیں علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ولی جو نبی کے تابع ہو اسے بھی اللہ تعالیٰ غیب پر مطلع کرتا ہے۔

اگر علم ذاتی اور عطائی کا قول نہ کیا جائے تو غیب کی آیات میں تضاد اور اختلاف پایا جائیگا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر قرآن اللہ کی کتاب نہ ہوتی تو اس میں اختلاف پایا جاتا۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ اعلیٰ اعلم!

۳۴۳۶۔ حَدَّثَنَا اَدَمُ بْنُ اَيَّاسٍ ثَنَا شُعْبَةُ
عَنِ الْاَوْعَمِشِ قَالَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِي
سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا تَسْبُوا أَصْحَابِي فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ
ذَهَبًا مَا بَلَغَ مَدًّا أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَةً تَابِعَهُ جَرِيرٌ
وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ وَمُعَاوِيَةُ وَمُحَاضِرُ عَنِ الْاَوْعَمِشِ

ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے صحابہ کو گالی مت دو۔
اگر تم میں سے کوئی اُحد کے برابر سونا خرچ کرے تو صحابہ کے ایک سیر بھریا آدھے سیر کے ثواب کو نہیں پہنچ سکتا جریر بن عبد الحمید، عبد اللہ بن داؤد، ابو معاویہ اور محاضر نے اعمش سے روایت کرنے میں شعبہ کی متابعت کی ہے۔

۳۴۳۶۔ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ لفظ مد لا تَسْبُوا میں مخاطب کون لوگ ہیں؟ صحابہ تو تمام حاضر اور موجود تھے اس اب یہ ہے کہ وہ لوگ مخاطب ہیں جو زمانہ مستقبل میں صحابہ کے علاوہ مسلمان پیدا ہوں گے ان کو موجود سمجھ کر خطاب کیا گیا ہے (کرمانی)

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی ایک صحابی ایک سیر کھجور صدقہ کرے حالانکہ وہ اس کا محتاج ہے۔۔۔۔۔۔ وہ دوسرے امیر لوگوں کے اموال کثیرہ خرچ کرنے سے افضل ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا کہ صحابہ کرام کو بُرا کہنا حرام ہے۔ چونکہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں لہذا ان کو بُرا کہنا بطریق اولیٰ حرام ہے۔ اس حیثیت سے یہ حدیث ابو بکر صلی کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔

اہل عراق اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک مد و رطل کا ہوتا ہے۔ جس کا وزن ایک سیر ہوتا ہے۔

۳۴۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْكِينٍ أَبُو الْحَسَنِ ثَنِي
يَحْيَى بْنُ حَتَّانٍ ثَنَا سُلَيْمٌ عَنْ شَرِيكَ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ سَعِيدِ
ابْنِ الْمُسَيْبِ أَخْبَرَنِي أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ أَنَّهُ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ
ثُمَّ خَرَجَ فَقُلْتُ لَا لَزَمَنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَا كُؤُنَ مَعَهُ يَوْمِي هَذَا قَالَ فَجَاءَ الْمَسْجِدَ فَسَأَلَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا خَرَجَ وَوَجَّهَ هَهُنَا فَخَرَجْتُ عَلَى
أَثَرِهِ أَسْأَلُ عَنْهُ حَتَّى دَخَلَ بَدْرَ أَرِيسٍ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ
وَبَايَعُهَا مِنْ حَبْرِيدٍ حَتَّى قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَاجَتَهُ فَوَضَّأَ فَمَتَّ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلَى بَدْرَ أَرِيسٍ وَ
تَوَسَّطَ قَهْطًا وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِرِّ فَنَسَلَمْتُ
عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ فَقُلْتُ لَا كُؤُنَ بَوَّابَ

۳۴۳۷۔ ترجمہ : سعید بن مسیب سے روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا
مجھ سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ اپنے گھر میں وضوء کر کے باہر نکلے اور دل میں
خیال کیا کہ میں آج جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہوں گا اور آپ کے ساتھ رہوں گا۔
وہ مسجد میں آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے کہا آپ اس طرف تشریف
لے گئے ہیں۔ میں آپ کے قدموں کے نشان چلتا رہا اور آپ کے متعلق لوگوں سے پوچھتا رہا حتیٰ کہ
میں چاہ اریس پر جا پہنچا اور دروازہ پر بیٹھ گیا۔ اس کا دروازہ کھجور کی شاخوں کا تھا۔ حتیٰ کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت سے فارغ ہوئے۔ آپ نے وضوء فرمایا میں آپ کی خدمت
میں حاضر ہوا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ چاہ اریس پر بیٹھے ہوئے اس کے چوترے کے درمیان
تشریف فرما تھے اور اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا کر انہیں کنوئیں میں لٹکا رکھا تھا۔ میں سلام عرض

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَدَفَعَ
 الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فَقُلْتُ عَلَى رِسَالِكَ
 ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ
 ائْذِنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَأَقْبَلْتُ حَتَّى قُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ ادْخُلْ
 وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ
 فَجَلَسَ عَنْ يَمِينِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ فِي الْقَفْرِ
 وَدَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبُيْرِكَ مَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَشَفَ
 عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ وَقَدْ تَرَكْتُ أَخِي يَتَوَضَّأُ وَ
 يُلْحِقُنِي فَقُلْتُ إِنْ يُرِدِ اللَّهُ بِفُلَانٍ يُرِيدُ أَخَاهُ خَيْرًا يَأْتِي بِهِ

کر کے واپس آکر دروازہ بیٹھ گیا اور دل میں خیال کیا کہ آج جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان
 بنوں گا۔ اچانک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے کہا یہ
 کون ہے؟ انھوں نے کہا میں ابوبکر ہوں میں نے کہا ذرا بٹھریے پھر میں حضور کی خدمت میں چلا گیا اور
 عرض کیا یا رسول اللہ! ابوبکر اجازت طلب کرتے ہیں آپ نے فرمایا انہیں اجازت دے دو اور ساتھ
 ہی انہیں جنت کی خوشخبری بھی دے دو میں آیا اور ابوبکر سے کہا اندر آئیے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم آپ کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ اندر آئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
 چبوترے پر دائیں طرف بیٹھ گئے اور کنوئیں میں اپنے پاؤں لٹکا دیئے۔ جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا
 تھا اور اپنی پٹلیوں سے کپڑا اٹھالیا۔ پھر میں واپس چلا گیا اور دروازہ پر بیٹھ گیا میں اپنے بھائی کو وضو
 کرتے چھوڑ آیا تھا اور وہ میرے پیچھے آنے والا تھا۔ میں نے دل میں کہا اگر فلاں کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ
 کرے ان کی مراد اپنا بھائی تھا، تو اسے یہاں لے آئے۔ اچانک کوئی دروازے کو حرکت دے رہا ہے۔
 میں نے کہا کون ہو؟ اُس نے کہا عمر بن خطاب ہوں میں نے کہا ذرا بٹھریے پھر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا اور عرض کیا عمر فاروق حاضر ہونے کی اجازت چاہتے ہیں

فَإِذَا الْإِنْسَانُ يُحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
 فَقُلْتُ عَلَى رِسْلِكَ ثُمَّ جِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَلَمْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ هَذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسْأَلُ فَقَالَ
 أَتَدْنُ لَهُ وَبِشْرَةِ الْجَنَّةِ فَجِئْتُ وَقُلْتُ أَدْخُلْ وَبَشَرَكَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَفِّ عَنْ يَمَانِهِ وَدَلَى رِجْلَيْهِ ذَلِيقًا ثُمَّ رَحِمْتُ
 فَجِئْتُ فَقُلْتُ إِنَّهُ يُرِيدُ اللَّهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَأْتِي بِهِ فَجَاءَ الْإِنْسَانُ
 يُحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَقُلْتُ
 عَلَى رِسْلِكَ وَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَدْنُ
 لَهُ وَبِشْرَةِ الْجَنَّةِ عَلَى بَنِي تَيْمِ نَصِيبُهُ فَجِئْتُ فَقُلْتُ لَهُ أَدْخُلْ
 وَبَشَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَنِي تَيْمِ نَصِيبُكَ
 فَدَخَلَ فَجَدَّ الْقَفَّ قَدَّمْهُ لِي فَجَلَسَ وَجَاهَهُ مِنَ الشَّقِ الْأَيْمَنِ
 قَالَ شَرِيكَ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ ذَوَاتُ قُبُورِهِمْ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انیس مہارتیں جو جنت کی خوشنہی دین میں ہیں اور جہنم میں سے
 نندہ آٹھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو جنت کی خوشنہی دینے میں دو نندہ آٹھیں اور جہنم میں سے
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی پیش جانب جو ترے پر چڑھ گئے جو اپنے ہاتھ کیوں میں لٹکا دیئے
 پھر میں وہ پس چڑھ گیا اور مجھ کی اور جی میں کجا اگر اتنے تھیں فلاں کے ساتھ سنو کہ یہ وہ ترے وہ وہی
 آجائے چاہئے کہ کن شخص وہ دوازہ کھٹکے لگا میں نے کہا کون ہو؟ اس نے کہا میں غنوں بن غنوں میں
 میں نے کہہ دیا غنوں میں پھر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ کو بتایا کہ میں

طالب اجازت ہیں) تو آپ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور انہیں جنت کی خوشخبری دو ایک مصیبت میں جو انہیں پہنچے گی۔ میں نے اُن سے کہا اندر آجائیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی خوشخبری دی ہے ایک مصیبت میں جو نہیں پہنچے گی۔ وہ اندر آگئے تو چوترا پر ہو چکا تھا۔ آپ دوسری طرف سامنے بیٹھ گئے۔ شریک نے کہا سعید بن مسیب نے کہا میں نے اس کی تاویل ان کی قبروں کی جگہ سے کی

۳۴۳۷

شرح : اس حدیث میں خلفاء ثلاثہ کی فضیلت کا واضح بیان ہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اُن سے افضل ہیں۔ کیونکہ ان کو جنت کی خوشخبری پہلے دی گئی جبکہ ان کی نشست جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب تھی۔ یہ ان کے لئے بہت بڑی فضیلت ہے۔ اریس مدینہ منورہ میں مشہور باغ ہے جو قبائ کے قریب ہے۔ اسی کنوئیں میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی انگلی سے گر گئی تھی۔

قُفْتُ ”کنوئیں کا کنارہ ہے۔ زمین سے اونچی مٹوس جگہ کو بھی قُفْتُ کہا جاتا ہے (نووی) بعض نے کہا قُفْتُ کنوئیں کے چاروں طرف گھیرے کو کہا جاتا ہے۔ اس کی جمع قُفَات ہے۔ بعض نے کہا اسے یابس بھی کہا جاتا ہے۔ چونکہ کنوئیں کے ارد گرد کا گھیرا غالباً خشک ہوتا ہے اس لئے اسے یابس کہا جاتا ہے (عینی)

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کتاب الجنائز میں حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی دربان نہ تھا۔ لہذا وہ روایت اس حدیث کے معارض ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت انس کا مقصد یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی دربان نہ تھا۔

رَسَلْتُ ”اپنے حال پر بٹھریے رہو۔ یہ اسم فعل ہے۔ حدیث میں نشست کی مذکور حالت کی قبور سے تاویل اس طرح ہے کہ مذکور کنوئیں کے چوتھے پر ابوبکر اور عمر فاروق کا آپ کے ساتھ بیٹھنا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے قبور میں معیت ہوگی اگرچہ دائیں بائیں کے اعتبار سے نہیں اور حضرت عثمان ان کے سامنے جنت البقیع میں مدفون ہوں گے۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۳۴۳۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا يَحْيَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ
قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صَعَدَ أَحَدًا وَأَبُوبَكْرٌ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ اثْبُتْ
أَحَدًا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ بَنِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور
عثمان غنی اُحد پہاڑ پر چڑھے تو وہ ان کے ساتھ حرکت کرنے لگا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا : اے اُحد ٹھہر جا، تیرے اوپر نبی، صدیق اور دو شہید ہیں۔

۳۴۳۸۔ شرح : اُحد، مدینہ منورہ سے تین میل دور پہاڑ
ہے۔ مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حراء پر تھے جبکہ آپ کے ساتھ ابوبکر، عمر اور عثمان تھے۔
رضی اللہ عنہم حراء مکہ بکرہ میں ایک پہاڑ ہے۔

دراصل یہ واقعہ ایک نہیں لہذا روایات میں تضاد نہیں۔ جب اُحد یا حراء حرکت میں آیا تو
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ٹھہر تیرے اوپر ایک صدیق اور وہ ابوبکر ہیں اور دو
شہید ہیں اور وہ عمر و عثمان ہیں رضی اللہ عنہما۔ اس حدیث میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت
ہے کہ آپ نے انہیں صدیق فرمایا یعنی بہت سچ بولنے والا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کا پہاڑوں پر
تسلط ہے۔ ابن مسیر نے کہا پہاڑ کے لرزے میں حکمت یہ ہے کہ جب پہاڑ لرزے لگا تو سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی وضاحت کرنا چاہی کہ پہاڑ کا یہ لرزہ ایسا نہیں جیسے وہ موسیٰ علیہ السلام
کی قوم کے ساتھ حرکت میں آیا تھا۔ جبکہ یہودیوں نے اللہ کے کلمات میں تحریف کی تھی۔ اس وقت پہاڑ
غیظ و غضب سے لرزہ تھا اور اُحد یا حراء کا لرزہ فرح و سرور کے باعث تھا کہ اس کی اتنی خوش قسمتی
ہے کہ اس پر ایسی ہستیاں تشریف فرما ہیں جن سے اللہ محبت کرتا ہے۔ اسی لئے یہ حدیث مقام نبوت
صدیقیت اور شہادت پر واضح نص ہے اور یہ سرور کے باعث تھے جب آپ نے ٹھہرنے کا حکم دیا تو
وہ ٹھہر گیا مہ و مال حراء تَحْتَ فَرْحًا بِهٖ ۖ فَلَوْلَا مَقَالُ أُسْكُنُ تَضَعُضُ وَانْقِضَا،
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے حراء رقص کرنے لگا اگر آپ اے اُسکُن نہ فرماتے

۳۴۳۹ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا
 وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ ثَنَا صَخْرُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا أَنَا عَلَى بَدْرٍ أَنْزَعُ مِنْهَا
 جَاءَنِي أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَأَخَذَا أَبُو بَكْرٍ الدُّلَّ لَوْ فَنَزَعَا ذَنْوَبًا أَوْ
 ذَنْوَبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ أَخَذَهَا
 ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَدَيَّ إِلَى بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِي يَدِهِ غَرْبًا
 فَلَمْ أَرَعْبَقْرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَةً فَنَزَعَا حَتَّى ضَرَبَ
 النَّاسُ بِعَطْنٍ قَالَ وَهْبٌ أَلْعَطْنُ مَبْرُكٌ الْإِبِلُ يَقُولُ حَتَّى
 رَوَيْتِ الْإِبِلُ فَأَنَا خَتُّ

قر وہ حرکت کرتا رہتا۔

سبحان اللہ! کیا شان ہے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ آپ کے قدم میمنت سے
 سخت ترین پہاڑوں کو فرحت و سرور حاصل ہوتا ہے۔

۳۴۳۹ — ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا
 کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک دفعہ
 (خواب میں) میں نے دیکھا کہ میں ایک کنوئیں پر اس میں سے پانی کھینچ رہا ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ ابو بکر
 اور عمر آئے اور ابو بکر نے آتے ہی ڈول پکڑ لیا اور ایک دو ڈول (پانی) نکالا اور ان کے کھینچنے میں کچھ
 ضَعْف تھا۔ اللہ تعالیٰ اسے بخشے پھر عمر بن خطاب نے ابو بکر کے ہاتھ سے ڈول پکڑ لیا پھر وہ ان کے
 ہاتھ میں بڑا ڈول ہو گیا۔ میں نے لوگوں میں سے کوئی قوی تر شخص ایسا نہیں پایا جو عمر کی طرح ڈول نکالتا
 ہو۔ وہب نے کہا۔ اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ”عَطْن“ ہے۔ کہتے ہیں اونٹ سیراب ہو گئے اور بیٹھ گئے
 شرح : یعنی ”حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطْنٍ“ کا معنی یہ ہے حتیٰ کہ اونٹ
 سیراب ہو کر بیٹھ گئے۔ قاضی بیضاوی نے کہا کنوئیں سے دین

۳۴۴۰ — حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ صَالِحٍ ثنا عيسى بن يونس
 ثنا عمر بن سعيد بن أبي حسين المكي عن ابن أبي مليكة عن ابن
 عباس قال إني لواقف في قوم فدعوا الله لعمر بن الخطاب وقد
 وضع على سريره إذا رَجُلٌ من خلفي قد وضع مرفقه على
 منكبي يقول يرحمك الله إن كنت لأرجو أن يجعلك الله مع
 صاحبك لاني كثيرًا ما كنت أسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم

کی طرف اشارہ ہے جس کے پانی کا منبع نفوس کی حیات ہے۔ اور معاش و معاد کا معاملہ کامل ہوتا ہے۔
 اور پانی کا کھینچنا دین کے اوامر اور اس کے احکام کا اجراء ہے۔

حدیث میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پانی کے ڈول کھینچنے میں ضعف و ناتوانی غیر قاریح ہے
 ضعف سے آپ کے زمانہ میں لوگوں کے مرتد ہو جانے اور اختلاف کی طرف اشارہ ہے اور یہ کہ آپ نرم
 مزاج تھے اور لوگوں سے اچھے تعلقات استوار کرنے کے خواہش مند تھے۔

نیز اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
 ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مدت دو برس ہے۔ اور وہ عمر فاروق سے مقدم اور افضل
 ہیں (یعنی) علامہ قسطلانی نے ذکر کیا اس حدیث میں حضرت عمر فاروق کی خلافت کی مدت کی طرف اشارہ
 ہے کہ ان کے عہد خلافت میں اسلام کو غلبہ ہوا اور اس کے حدود محفوظ ہوئے اور اہل اسلام کو بہت
 قوت حاصل ہوئی۔ حدیث ۳۳۹۹ اور ۳۴۲۰ کی شروح کا مطالعہ فرمائیں!

۳۴۴۰ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں
 لوگوں میں کھڑا تھا۔ وہ عمر فاروق کے لئے اللہ

سے دعاء کر رہے تھے۔ جبکہ انہیں ایک چار پائی پر لٹایا گیا تھا۔ اچانک میرے پیچھے ایک شخص
 نے میرے کندھوں پر اپنی کہنی رکھی جبکہ وہ یہ کہہ رہا تھا۔ اللہ تیرے اوپر رحم کرے میں یہی اُمید کرتا
 تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا۔ کیونکہ بہت دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُننا تھا کہ میں اور ابوبکر اور عمر تھے۔ میں نے اور ابوبکر اور عمر نے
 کہا میں اور ابوبکر اور عمر چلے اس لئے مجھے یہ اُمید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے ساتھ رکھے گا۔

يَقُولُ كُنْتُ وَالْبُؤْبُورُ وَعُمُرُ وَفَعَلْتُ وَالْبُؤْبُورُ وَعُمُرُ وَإِنْ كُنْتُ
لَا رَجُوانَ يُجْعَلُكَ اللَّهُ مَعَهُمَا فَالْتَفَتَ فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ
۳۴۴۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْكُوفِيُّ ثَنَا الْوَلِيدُ
عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ نَجِيٍّ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ
عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ أَشَدِّ مَا
صَنَعَ الْمُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ
عُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ
يُصَلِّي فَوَضَعَ رِجْلَهُ فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ بِهِ خُنْقًا شَدِيدًا فَجَاءَ
أَبُو بَكْرٍ حَتَّى دَفَعَهُ عَنْهُ فَقَالَ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ لِي
اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ

میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی بن ابی طالب تھے ”رضی اللہ عنہ“
شرح : اس حدیث میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی منقبت اور فضیلت
۳۴۴۰ — ہے۔ کیونکہ آپ ہر بات میں عمر فاروق سے مقدم تھے جیسا کہ
اس حدیث میں ابو بکر کا کُنْتُ پر عطف ہے۔ اس مسئلہ میں بصریوں اور کوفیوں میں اختلاف ہے کہ ضمیر
مرفوع متصل پر ضمیر فصل سے تاکید کے بغیر عطف جائز ہے یا نہیں۔ اس حدیث میں عدم جواز کے قائلین
کا رد ہے۔ لیکن اَصْلِی کی روایت میں ہے کُنْتُ انا و ابو بکر و عمر۔ اس وقت عطف ضمیر منفصل پر ہوگا۔
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مناقب کی حدیث میں تاکید کے ساتھ عطف مذکور ہے !
ترجمہ : عروہ بن زبیر نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمر سے سنت
۳۴۴۱ — حال کے متعلق دریافت کیا جو مشرکوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے کیا تھا انہوں نے کہا میں نے عقبہ بن ابی معیط کو دیکھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا
جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ اس نے اپنی چادر آپ کی گردن میں ڈالی اور اس کے ساتھ زور سے

مَنَاقِبُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى حَفْصِ الْقُرَشِيِّ الْعَدَوِيِّ

۳۴۴۲۔ حَدَّثَنَا حَاجِرُ بْنُ مِهْمَالٍ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ
الْمَاجْشُونِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُنِي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا

گھونٹنا شروع کیا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور اس کو آپ سے ہٹایا اور کہا کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتے ہیں کہ میرا رب اللہ ہے اور تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے معجزات لائے ہیں۔

۳۴۴۱۔ شرح: عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ أُمَوِيٌّ بَدْرُكَى جَنَگِ مِیْنِ کَافِرِ قَتْلِ مُوْا۔

اس حدیث میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت ہے۔ کیونکہ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد زبان اور ہاتھ یعنی قول اور فعل سے کی۔ جبکہ کفار کا بہت غلبہ تھا۔ علامہ قسطلانی نے ذکر کیا۔ بعض نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اہل فرعون کے مومن سے افضل ہیں کیونکہ اُس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے مدد کی تھی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے زبان کے بعد ہاتھ استعمال کیا اور قول و فعل سے آپ کی مدد کی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات

زبیر بن بکّار نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب کی مرض سے فوت ہوئے۔ واقعی نے کہا انھوں نے سردی کے دن غسل کیا تو بیمار ہو گئے اور پندرہ روز کے بعد فوت ہو گئے۔ کہا گیا ہے یہودیوں نے آپ کو کھانے میں زہر کھلا دیا تھا۔ آپ نے تیرہ جبری میں ۲۲۔ جمادی الاخریٰ بمطابق ۲۳۔ اگست ۶۳۴ء میں وفات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَنَا بِالْمُبِصَاءِ امْرَأَةً ابْنِ طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشْفَةً فَقُلْتُ مَنْ
هَذَا فَقَالَ هَذَا بِلَالٌ وَرَأَيْتُ قَصْرًا بِنَائِهِ جَارِيَةٌ فَقُلْتُ لِمَنْ
هَذَا فَقَالَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَأَنْظَرُ إِلَيْهِ
فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ عُمَرُ يَا بَنِي وَاقِحِي يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْكَ أَغَارُ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات : ۲۶ - ذوالحجہ ۲۳ھ مطابق ۶ - اکتوبر ۶۴۴ء

آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ امیر المومنین ابو حفص عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب قرشی عدوی۔ آپ کی والدہ خنتمہ بنت ہاشم بن مغیرہ مخزومیہ ہے۔ ابو نعیم نے محمد بن اسحاق کے طریق سے ذکر کیا کہ آپ کی والدہ خنتمہ بنت ہشام ابو جہل کی بہن ہے۔ آپ فجار اعظم کے چار سال بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت (اظہار نبوت) کے تیس برس قبل پیدا ہوئے۔ جاہلیت میں آپ کے ذمہ سفارت تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار نبوت کے وقت مسلمانوں پر بہت سختی کیا کرتے تھے۔ پھر مسلمان ہو گئے۔ آپ کے اسلام قبول کرنے کے بعد مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی اور انھوں نے سخت مصائب اور تنگ زندگی سے نجات پائی۔ عبد اللہ بن مسعود نے کہا ہم نے عمر فاروق کے اسلام لانے کے بعد علانیہ نماز پڑھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حلیہ

ابن ابی دنیا نے صحیح سند کے ساتھ ابو رجا عطار دی سے روایت کی کہ حضرت عمر فاروق بہت لمبے اور جسیم تھے۔ آپ کے سر پر بال نہیں تھے۔ آپ کا رنگ سرخ تھا مونچیں لمبی تھیں (لیکن آج کل کے لوگوں سے نہیں جو اخباری نشانہ بنتے ہیں) رخسارے ہلکے تھے۔ زین جیش نے کہا میں نے عمر کو اصلع دیکھا جب کہ آپ کا رنگ گندمی تھا۔ آپ لوگوں میں چلتے تو ایسے معلوم ہوتا تھا کہ آپ گھوڑے پر سوار

زیر بن جُنَیث نے کہا میں نے یہ عمر فاروق کی اولاد میں سے کسی سے ذکر کیا تو اُس نے کہا ہم نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ آپ کا رنگ سفید تھا۔ عام رمادہ (قحط سالی کا زمانہ) کے دوران آپ نے گوشت اور گھی کا استعمال ترک کر دیا اور تیل کھانا شروع کر دیا تو آپ کا رنگ متغیر ہو گیا جبکہ پہلے آپ کا رنگ سُرخ تھا اور بھوکا رہنے سے تبدیل ہو گیا۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کے لئے دعاء فرمانا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ اسلام کو ابو جہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعہ غلبہ عطا کر جب صبح ہوئی تو عمر فاروق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ ابو جہل نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن عمر سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! عمر بن خطاب یا ابو جہل بن ہشام دونوں میں سے جو تجھے محبوب ہے اس کے ذریعہ اسلام کو غلبہ عطا فرما تو یہ سعادت عمر فاروق کو نصیب ہوئی۔ ابن سعد نے حسن سند کے ذریعے سعید بن مسیب سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمر بن خطاب یا ابو جہل کو دیکھتے تو فرماتے اے اللہ! ان دونوں میں سے جو تجھے محبوب ہے اس کے ذریعہ اسلام کو مضبوط فرما! دارقطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! اسلام کو عمر یا عمر بن ہشام کے ذریعہ غلبہ عطا فرما۔ ایک روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار دُعا کرتے ہوئے فرمایا اے اللہ عمر کے ذریعہ دین کو مضبوط کر! ترجمہ: جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے آپ کو جنت میں داخل دیکھا۔ اچانک وہاں

میں نے ابو طلحہ کی بیوی رُمَیصاء کو دیکھا اور میں نے قدموں کی چاپ سُنی تو دریافت کیا یہ کون ہے؟ فرشتہ نے کہا یہ بلال ہیں اور میں نے ایک محل دیکھا جس کے صحن میں ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے کہا یہ محل کس کا ہے؟ فرشتہ نے کہا یہ محل عمر فاروق کا ہے۔ میں نے اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا کہ اسے دیکھوں پھر تمہاری غیرت کو یاد کیا عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری ماں اور باپ قربان ہوں کیا میں نے آپ پر غیرت کرتی ہے؟

شرح: رُمَیصاء، رَمَیصاء کی تصغیر ہے جو ارمص کی تانیث ہے
ان کا نام مہلہ بنت طحان ہے ان کو رَمَیصاء اس لئے کہا جاتا

۳۴۴۳ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنَا
عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَاهُ رِيَّةَ
قَالَ بَيْنَا مَخْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَالَ بَيْنَا
أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرِ
فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ قَالُوا الْعُمْرُ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا
فَكَانَ عُمَرُ وَقَالَ أَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ۳۴۴۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ
بْنُ الصَّلْتِ أَبُو جَعْفَرٍ الْكُوفِيُّ ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي

سے کہ ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جگہ سفید میل نکلتی تھی وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
رضاعی خالہ، انس بن مالک کی والدہ ابطلحہ زید بن سہل انصار کی بیوی اور ام حرام بنت ملحان کی ہمیشہ
میں۔ خشفہ، قدم کی ہلکی سی آواز ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اَعَلَيْكَ أَغَارُ، یہ اصل میں
اَعَلَيْهَا أَغَارُ مِنْكَ تھا۔ اس حدیث میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی منقبت ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ
جنت مخلوق ہے۔ رُئِصَاءُ کا جنت میں وضوء کرنا بطور تکلیف نہ تھا۔

ترجمہ : سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا
۳۴۴۳ — کہ ایک دفعہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بیٹھے
ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا میں نے سوتے میں اپنے آپ کو جنت میں پایا۔ اچانک دیکھا کہ ایک عورت محل
کے پاس وضوء کر رہی تھی۔ میں نے کہا یہ محل کس کا ہے۔ فہشتہ نے کہا کہ عمر فاروق کا محل
ہے۔ میں نے ان کی غیرت کا خیال کیا اور واپس آگیا۔ عمر فاروق رو پڑے اور عرض کیا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں نے آپ پر غیرت کرنی ہے؟
(حدیث عن ۳۰۳ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : حمزہ بن عبد اللہ نے اپنے والد سے بیان کیا کہ جناب
۳۴۴۴ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دفعہ میں سو
رہا تھا کہ میں نے خواب میں اتنا دودھ پیا کہ میں سیرابی کو دیکھ رہا تھا کہ وہ میرے ناخنوں میں ظاہر
ہوتی ہے۔ پھر میں نے عمر کو دیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اس کی تاویل کیا کی ہے؟

حَمَزَةٌ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا نَأْتِي
شَرِيبَتُ يَعْزِي اللَّبَنَ حَتَّى أَنْظُرَ إِلَى الرَّثِيِّ يَجْرِي فِي ظُفْرِي أَوْ فِي
أَظْفَارِي ثُمَّ نَأْوِلْتُ عُمَرَاوَأَمَا أَوَّلْتُ قَالَ الْعَلَمُ

۳۴۴۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُمِيْرٍ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ

ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ سَالِمٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ
أَنِّي أَنْزَعُ بِدَلْوٍ بَكْرَةً عَلَى قَلْبٍ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَتَزَعَّ ذَنْوَبًا أَوْ
ذَنْوَبَيْنِ تَزَعًّا ضَعِيفًا وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمَّا أَرَعَبَقَرِيًّا يَفْرِي فَرِيَةً حَتَّى رَوَى
النَّاسُ وَضَرَبُوا بِعَطَنِ قَالَ ابْنُ جَبْرِ الْعَبْقَرِيُّ عِتَاقُ الذَّرَائِي
وَقَالَ يَحْيَى الذَّرَائِيُّ الطَّنَافِسُ لَهَا خَمَلٌ رَفِيقٌ مَبْثُوثَةٌ كَثِيرَةٌ
وَسَيِّدُ الْقَوْمِ أَعْنَى الْعَبْقَرِيِّ

فرمایا : علم (حدیث ۸۱ کی شرح دیکھیں)

۳۴۴۵ — ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ میں ایک کنوئیں پر

اونٹنی کے ڈول سے پانی نکال رہا ہوں۔ پھر ابو بکر آئے اور اُنھوں نے ایک یا دو ڈول کمزوری سے
نکالے۔ اللہ انہیں معاف فرمائے۔ پھر عمر بن خطاب آئے تو ڈول بہت بڑا ہو گیا۔ میں کسی قوی تر شخص
کو نہیں پایا جو عمر کی طرح ڈول نکالتا ہو۔ حتیٰ کہ لوگ سیراب ہو گئے اور آرام سے بیٹھ گئے۔ ابن جریر
نے کہا عبقری، خوبصورت بچھونے، یحییٰ نے کہا ذرایی، باریک کناروں والی چادریں۔ مَبْثُوثَةٌ بہت
زیادہ اور وہ قوم کا سردار ہے۔ یعنی عبقری قوم کا سردار ہے۔

۳۴۴۶/۲۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
 ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا
 يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي
 عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدٍ
 إِلَى وَقَاصٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا قَالَ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
 عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ
 يُكَلِّمُنَهُ وَيَسْتَكْثِرُنَهُ عَالِيَةً أَصَوَاتُهُنَّ عَلَى صَوْتِهِ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ
 عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قُمْنَ فَأَذَرْنَ الْحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۴۴۵ — شرح : امام بخاری کی عادت ہے کہ حدیث میں مذکور کسی لفظ کی
 مناسبت سے قرآن کی آیت کریمہ کے الفاظ کی تشریح کر دیتے ہیں جس میں حدیث کا لفظ مذکور ہوتا
 ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے : مُتَكَلِّمِينَ عَلَى رُفُوفٍ مُحْضِرَةً عِبْقَرِي حِثَابٍ " یعنی تکیہ
 لگائے ہوئے سبز بھونپنا اور منقش خوبصورت چاندنیوں پر۔ مصنف نے عبقری کی تفسیر عتاق زرابی سے کی۔
 عتاق سے مراد خوبصورت زرابی۔ زُبدیۃ کی جمع ہے اور وہ لمبا چوڑا بھونپنا خوبصورت بھونپنا ہے۔ طنافس
 طنافسۃ کی جمع ہے۔ اس کا معنی بھونپنا ہے۔ اور خمل باریک کنارے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو بیان
 کیا ہے۔ یہ عبقری کا لغوی معنی ہے۔ اور حدیث میں اس سے مراد قوم کا سردار ہے۔
 علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیث میں بھی سے مراد یحییٰ بن سعید قطان ہیں کیونکہ وہ حدیث کے
 راوی ہیں۔ حدیث میں مذکور " بَدَلُوْا بِكُرَّةٍ " دلو مضاف اور بكرة مضاف الیہ ہے۔ بکرہ کا معنی طاقتور
 اونٹنی ہے۔ یعنی جس ڈول کے ساتھ اونٹنی پانی نکالتی ہے۔ اس تقدیر پر حدیث کا معنی یہ ہے کہ سید عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ڈول کے ساتھ پانی نکالا جس سے صرف طاقتور اونٹنی ہی نکال سکتی ہے۔ اگر بکرۃ
 کا کاف مفتوح پڑھا جائے تو اس سے مراد وہ گول لکڑی ہے جس کے ساتھ ڈول باندھا ہوتا ہے۔
 (حدیث ۳۴۹۹ کی شرح دیکھیں)

يَضْحَكُ فَقَالَ عُمَرُ أَضْحَكَكَ اللَّهُ سِنَّكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِبْتُ مِنْ هَؤُلَاءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ فَقَالَ عُمَرُ فَأَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَهْبُنَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ يَا عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَهْبَنِي وَلَا تَهْبُنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ نَعَمْ أَنْتَ أَفْظُ وَأَغْلَظُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيهَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجَاقَظًا إِلَّا سَلَكَ فِجَا غَيْرَ فِجَاكَ

۳۴۴۶ - ۳۴۴۷ — ترجمہ : محمد بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے والد سعد سے روایت کی کہ عمر بن خطاب نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی جبکہ آپ کے پاس قریشی عورتیں بیٹھی ہوئی (ازواج مطہرات) آپ سے گفتگو کر رہی تھیں اور ان کی آوازیں آپ کی آواز پر بلند ہو رہی تھیں۔ جب عمر بن خطاب نے اجازت طلب کی تو وہ جلدی سے پردہ میں چلی گئیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو اجازت دے دی۔ وہ اندر آئے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کے دندان مقدسہ کو ہمیشہ ہنستا رکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میں نے ان عورتوں سے تعجب کیا جو میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں جب تمہاری آواز سنی تو جلدی سے پردہ میں چلی گئیں۔ عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ زیادہ لائق ہیں کہ یہ آپ سے ڈریں پھر کہا اپنی جانوں کی دشمنو! کیا مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتی ہو۔ انھوں نے کہا : تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سخت اور گفتگو میں سخت ہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن خطاب! چھوڑو اس طرف آؤ۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کسی راہ میں چلنے والا شیطان تم سے نہیں ملتا مگر وہ راستہ چھوڑ کر اور راہ اختیار کر لیتا ہے۔

۳۴۴۶ - ۳۴۴۷ — شرح : اس حدیث میں عنوان سے مناسبت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے شیطان بھی ڈرتا ہے

۳۲۲۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ
ثَنَا قَيْسٌ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ مَسْعُودٍ مَا زِلْنَا أَعِزَّةً مِّنْذُ
أَسْلَمَ عُمَرُ

۳۲۲۹ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ
عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ وَضَعَ عُمَرُ عَلَى
سَرِيرِهِ فَتَكَتَفَهُ النَّاسُ يَدْعُونَ وَيُصَلُّونَ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ
وَأَنَا فِيهِمْ فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَجُلٌ أَخَذَ مِنْكِبِي فَأَذَا عَلَيَّ فَتَرَمَ
عَلَى عُمَرُ وَقَالَ مَا خَلَفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللَّهَ بِمِثْلِ

صالح، عبد الحمید اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ۔

۳۲۲۸ — ترجمہ : قیس نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے
کہا جب سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول

کیا۔ ہم ہمیشہ غالب رہے۔

۳۲۲۹ — شرح : ابتدائے اسلام میں کفار کا غلبہ تھا اور وہ مسلمانوں کو
بہت اذیت پہنچاتے تھے حتیٰ کہ صحابہ کرام مسجد حرام

میں نماز پڑھنے پر قادر نہ تھے۔ جب عمر فاروق مسلمان ہوئے تو انھوں نے کفار سے مقابلہ کیا تو وہ تعرض کرنے
سے رُک گئے اور ہم علانیہ نمازیں پڑھنے لگے۔ طبرانی نے قاسم بن عبد الرحمن کے طریق سے ذکر کیا کہ عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر فاروق کا اسلام غلبہ ان کی ہجرت نصرت اور ان کی امارت لوگوں کے لئے
رحمت تھی۔ بخدا! ہم بیت اللہ کے پاس علانیہ نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ حتیٰ کہ عمر فاروق مسلمان ہوئے رضی اللہ
علیہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا۔ حضرت عمر فاروق امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے بعد مسلمان ہوئے جبکہ سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعاء فرمائی۔ ابن سعد نے صہیب کی حدیث بیان کی کہ جب عمر فاروق مسلمان
ہوئے تو مشرکوں نے کہا لوگوں! ہم سے بدلہ لے لیا ہے۔

۳۲۲۹ — ترجمہ : ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ابن عباس کو یہ کہتے

عَمَلِهِ مِنْكَ وَآيَمُ اللَّهِ إِنْ كُنْتُ لَوْ ظُنُّ أَنْ يُجْعَلَ اللَّهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ
وَحَسِبْتُ أَنِّي كُنْتُ كَثِيرًا أَسْمَعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
ذَهَبْتُ أَنَا وَالْبُؤْكَرُ وَعُمَرُ وَدَخَلْتُ أَنَا وَالْبُؤْكَرُ وَعُمَرُ وَخَرَجْتُ
أَنَا وَالْبُؤْكَرُ وَعُمَرُ

۳۴۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثنا يَزِيدُ بْنُ زُرْعَةَ ثنا سَعِيدُ
ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَّاءٍ وَكَهْمَسُ بْنُ
الْمِنْهَالِ قَالَا ثنا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ
صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا وَمَعَهُ الْبُؤْكَرُ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ
فَرَجَفَ بِهِمْ فَضْرِبَهُ بِرِجْلِهِ فَقَالَ أَتُبْتُ أَحَدًا فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا
نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ

ہوئے سنا کہ عمر فاروق اپنے تابوت رکھے گئے تو لوگوں نے انہیں گھیر لیا وہ ان کا جنازہ اٹھایا جانے سے پیشتر
دُعائیں کرتے۔ جب کہ میں بھی ان میں ہی تھا۔ اچانک ایک شخص میرے کندھے پر اپنے
ہاتھ رکھے ہوئے ہے اور وہ حضرت علی تھے اُنھوں نے عمر فاروق کے لئے رحم کی دعا کرتے ہوئے کہا اے عمر!
تم نے اپنے بعد کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑا جو عمل کے اعتبار سے مجھے تجھ سے زیادہ محبوب ہو۔ بخدا! میرا
یہی گمان تھا کہ اللہ تعالیٰ تجھے اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا اور میں گمان کرتا ہوں کہ میں نے
بہت دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں گیا اور ابوبکر و عمر میں داخل
ہوؤں اور ابوبکر و عمر میں نکلا اور ابوبکر و عمر۔

۳۴۶۔ شرح : اس حدیث میں حضرت عمر فاروق کی بہت بڑی منقبت ہے۔ جو
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی اور وہ یہ اعتقاد نہ رکھتے

تھے کہ اس وقت کسی کا عمل عمر فاروق کے عمل سے افضل ہو سکتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر حجرہ شریفہ میں یا جنت میں ایک ساتھ ہوں گے۔
(حدیث ۳۴۶ کی شرح دیکھیں)

۳۴۵۱ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنِي ابْنُ وَهْبٍ ثَنِي
عُمَرُو ابْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلَنِي
ابْنُ عُمَرَ عَنْ بَعْضِ شَأْنِهِ يَعْنِي عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا
قَطُّ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حِينَ قُبِضَ كَانَ
أَحَدًا وَاجُودَ حَتَّى انْتَهَى مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

۳۴۵۰ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُحد پر
پر چڑھے اور آپ کے ساتھ ابو بکر، عمر اور عثمان تھے اُحد حرکت کرنے لگا۔ آپ نے اس پر پاؤں مار کر
فرمایا اے اُحد! بھڑ جا تیرے اوپر بنی، صدیق یا دو شہید کے سوا کوئی نہیں۔

۳۴۵۰ — شرح : حدیث ۳۴۵۱ میں یہ الفاظ ہیں فَإِنَّمَا عَلَيْكَ بَنِي وَصِيقٍ
وَشَهِيدَانِ اس حدیث میں ”اَوْ شَهِيدٌ“ تیرے اوپر ان
اجناس کے سوا اور کوئی نہیں یا یوں کہا جائے کہ شہید وزن فعل ہے اس میں واحد، تشنیہ اور جمع برابر ہیں۔ ایک اور
روایت میں اِلَّا بَنِي وَصِيقٍ اَوْ شَهِيدَانِ ہے۔

اس روایت میں ”اَوْ“ اس لئے متغیر ہے کہ دونوں حال متغیر ہیں۔ کیونکہ نبوت اور صدیقیت دونوں
اس وقت بالفعل حاصل ہیں اور شہادت مستقبل میں حاصل ہونے والی تھی۔ نہ انہما، نہ صدیقیت دونوں حقیقت
پر مبنی ہیں اور شہادت مجاز پر محمول ہے لہذا حدیث کا معنی یہ ہے کہ تیرے اوپر بنی و صدیق بالفعل موجود ہیں
اور دو شخص اور تیرے اوپر میں جو مستقبل قریب میں شہید ہوں گے اور وہ اب بوصف شہادت سے مجازاً موصوف
ہیں (حدیث ۳۴۵۱ کی شرح دیکھیں)

۳۴۵۱ — ترجمہ : زید بن اسلم نے اپنے والد سے بیان کیا کہ اُنھوں نے کہا مجھ سے عبد اللہ
بن عمر نے حضرت عمر فاروق کے بعض حالات پوچھے میں نے انہیں خبردار کیا
تو اُنھوں نے کہا جب سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی میں نے آپ کے بعد کوئی شخص ایسا
نہیں دیکھا جو امور میں بہت کوشش کرنے والا اور سخی ہو۔ اور یہ خوبیاں عمر فاروق پر ختم ہو گئیں۔
(یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مدت میں کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو ان سے زیادہ سخی
ہو اور امور میں کوشش کرنے والا ہو)

۳۲۵۲ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٌ بْنُ حَرْبٍ تَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ
عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّاعَةِ
فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ وَمَاذَا أَعَدَدْتَ لَهَا قَالَ لَا شَيْءٌ إِلَّا أَنِي
أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ
أُحِبُّتَ قَالَ أَنَسٌ فَمَا فَرَحْنَا بِشَيْءٍ فَرَحْنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أُحِبُّتَ قَالَ أَنَسٌ فَأَنَا أُحِبُّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَارْجُو أَنْ أَكُونَ مَعَهُمْ بِحَبِي
إِيَّاهُمْ وَإِنْ لَمْ أَعْمَلْ بِمِثْلِ أَعْمَالِهِمْ

ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ
۳۲۵۲ — علیہ وسلم سے قیامت کے متعلق پوچھا اور عرض کیا (یا رسول اللہ)
قیامت کب قائم ہوگی آپ نے فرمایا تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ اُس نے کہا لچھ نہیں مگر یہ کہ میں
اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم اسی کے ساتھ ہو گے جس کو دوست
رکھتے ہو۔ انس بن مالک نے کہا ہم کسی شے سے بھی خوش نہیں ہوئے جس قدر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اس کلام شریف سے خوش ہوئے کہ آپ نے فرمایا تم اسی کے ساتھ ہو گے جس کو دوست رکھتے ہو۔ حضرت انس
نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر اور عمر فاروق سے محبت رکھتا ہوں اور مجھے اُمید ہے کہ میرے ان بے
ساتھ محبت رکھنے کے باعث ان کے ساتھ ہوں گا اگرچہ میں نے ان کے اعمال جیسے عمل نہیں کئے ہیں۔
شرح : دارقطنی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی
۳۲۵۲ — کہ جس اعرابی نے مسجد میں پیشاب کیا تھا اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کب ہوگی آپ نے فرمایا تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ معلوم ہوا کہ بخاری
میں مذکور حدیث میں قیامت کے متعلق دریافت کرنے والا وہی اعرابی تھا جس نے مسجد میں بول کیا تھا لیکن یہ
واضح دلیل نہیں کیونکہ مسائل متعدد میں چنانچہ ابن بسترکوال نے کہا سوال کرنے والے حضرت ابوموسیٰ اشعری
یا ابوذر تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب جنت میں درجات متفاوت ہیں تو حضرت انس رضی اللہ عنہ جناب

۳۴۵۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَوْعَةَ ثنا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ فِيمَا كَانَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْأَوَّلِينَ نَاسٌ مُخَدَّوْنَ
فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ زَادَ زَكْرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ
سَعْدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ فِيمَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ رِجَالٌ يُكَلِّمُونَ مِنْ
غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَعُمَرُ قَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ مِنْ نَبِيِّ وَلَا مُحَدِّثٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ میں کیسے ہوں گے اور آپ کے ساتھ کیسے ہوں گے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ معیت سے مراد جنت میں ہونے کی معیت ہے۔ یعنی اُمّیہ ہے کہ میں دیرِ ثواب میں ہوں گا عتاب میں نہ ہوگا (یعنی) علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم حسن نیت کے باعث جنت میں اس کے ساتھ ہو گے جس سے محبت رکھتے ہو اگرچہ اس جیسے عمل نہ کئے ہوں۔ یعنی محبت اور محبوب میں ایک ایک دوسرے کو دیکھنے پر قادر ہوں گے اگرچہ دونوں میں مکان بہت بعید ہوگا کیونکہ جب حجاب زائل ہوگا تو جنتی ایک دوسرے کو دیکھیں گے اور جب ایک دوسرے سے ملاقات کی خواہش کریں گے تو ملاقات کر سکیں گے جنت میں معیت سے یہ مراد ہے۔ یہ مراد نہیں کہ وہ ایک درجہ میں ہوں گے۔ واللہ ورسولہ اعلم! بفضلہ تعالیٰ ہم بھی اُن سے محبت کرتے ہیں۔ اللہ کریم کے فضل و احسان سے اُمید رکھتے ہیں کہ ہم بھی اُن کے ساتھ ہوں گے۔

۳۴۵۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلی اُمّتوں میں مُحَدِّث ہوتے تھے۔ میری اُمّت

میں اگر کوئی مُحَدِّث ہے تو وہ عُمَر ہیں۔ زکریا بن ابی زائد نے سعید اور ابوسلمہ کے ذریعے ابوہریرہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے بنی اسرائیل میں لوگ تھے جن سے فرشتے کلام کرتے تھے لیکن وہ نبی نہ تھے میری اُمّت میں اگر ان میں سے کوئی ہے تو وہ عُمَر فاروق ہیں۔ ابن عباس نے کہا نہ نبی اور نہ کوئی مُحَدِّث۔

۳۲۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنَا
عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَابْنِ سَلَمَةَ
ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَمِعْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَأَيْتُ فِي عَتَمَةِ عَدَا الذِّبْ فَاخَذَ مِنْهَا
شَاةً فَطَلَبَهَا حَتَّى اسْتَنْقَذَهَا فَالْتَقَتِ إِلَيْهِ الذِّبْ فَقَالَ لَهُ
مَنْ لِهَذَا يَوْمَ السَّبْعِ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِي فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ
اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أُوْمِنُ بِهِ وَأَبُوبَكْرٍ
وَعُمَرُ وَمَا ثَمَّ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ

۳۲۵۳۔ شرح : مُحَدَّثٌ وَهُوَ هُوَ مُلْهَمٌ هُوَ۔ ملاء اعلیٰ کی طرف
سے اس کے دل میں کچھ ڈال دیا جاتا ہے اور اسے یوں معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے اس کے ساتھ کلام کیا ہے
بعض علماء مُحَدَّث کی تفسیر یہ کرتے ہیں کہ جس کی زبان پر قصد کے بغیر صحیح بات جاری ہو جائے۔ کہا گیا ہے کہ
مُحَدَّث مُکَلَّم ہے یعنی جس سے فرشتے کلام کریں اور وہ نبی نہ ہو۔ ابو سعید کی مرفوع حدیث میں یہ مذکور ہے وہ
یہ کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیسے اس سے بات کی جاتی ہے فرمایا اس کی زبان پر فرشتے کلام کرتے ہیں یعنی اس
کے دل میں کلام پیدا ہو جاتا ہے۔ اگرچہ وہ حقیقہ کلام کرنے والے کو نہ دیکھے۔ اس کا مرجع الہام ہے لہذا یہ
تفسیر اور معنی اول ایک ہی ہے۔ ابن تین نے اس کی تفسیر لَفَرْس سے کی ہے۔ حمیدی کی روایت میں
اُمّ المؤمنین عائشہ کے بعد اس طرح ہے کہ مُحَدَّث وہ ہے جسے سچا الہام ہو جو اس کے منہ پر جاری
ہو جائے۔ اسماعیلی کی روایت میں ابراہیم بن سعد نے کہا مُحَدَّث وہ ہے جس کے دل میں کچھ ڈال دیا جائے
اس کی وجہ اس حدیث سے ہوتی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور
دل پر حق رکھ دیا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَإِن يَكُنْ مِنْ أُمَّتِي أَلَمْ
كَلِمَةً اِنْ شَكَّ كَيْ لَمْ يَكُنْ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر فاروق کا مُحَدَّث ہونا مشکوک ہے۔ اس کا جواب یہ
ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مُحَدَّث ہونا یقینی ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تمام
اُمّتوں سے افضل ہے جب مُحَدَّث ان اُمّتوں میں موجود ہیں تو اس اُمّت میں بطریق اولیٰ موجود ہیں اور کلمہ

۳۲۵۵ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو أَمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ بْنُ حَنِيفٍ عَنْ
أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا أَنَا نَاهِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوا عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قِمَاصٌ
فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الشَّدِيدُ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذَلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ
عُمَرُو عَلَيْهِ قِمَاصٌ اجْتَرَأَ قَالُوا فَمَا أَوْلَتْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ
— الدِّينُ

اِنْ شک کے لئے نہیں تاکید کے لئے ہیں۔ جیسے کوئی کہے اگر میرا کوئی دوست ہے تو فلاں شخص ہے
کیونکہ اس کی مراد یہ ہے کہ یقیناً میرا دوست ہے اور وہ فلاں ہے۔ دوستوں کی نفی مراد نہیں کیونکہ
جب کوئی شئی مفضول میں موجود ہو تو افضل میں بطریق اولیٰ موجود ہوگی۔ لہذا عمر فاروق کا محدث ہونا
مشکوٰۃ نہیں۔

۳۲۵۴ — ترجمہ : سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہما نے کہا
ہم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ
ایک چرواہا بکریاں چارہ لے رہا تھا کہ ایک بھیڑیے نے حملہ کر کے اُن میں سے ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے نے اس
سے بکری چھڑالی تو بھیڑیا اس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا بلیع کے دن ان کا کون محافظ ہوگا جبکہ میرے
سوا ان کو چرانے والا کوئی نہ ہوگا۔ لوگوں نے کہا : سبحان اللہ ! تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کی
تصدیق کرتا ہوں اور ابوبکر و عمر بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں حالانکہ وہاں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما موجود نہ تھے۔

۳۲۵۵ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے
ہوئے سنا کہ ایک دفعہ میں دریا تھا کہ خواب میں لوگوں کو دیکھا کہ میرے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں۔ اُن پر قمیصیں ہیں ان میں سے بعض سینوں
تک پہنچتی ہیں اور بعض اس سے کم ہیں۔ عمروں خطاب کو میرے سامنے پیش کیا گیا تو ان پر قمیص تھی جسے وہ گھسیٹ رہے تھے۔ لوگوں نے کہا
یا رسول اللہ ! آپ نے اس کی تاویل کیا فرمائی ہے آپ فرمایا : دین !

۳۲۵۵ — شرح : خواب کی تعبیر پوچھنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروق، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پیش ہونے والوں میں حضرت ابوبکر صدیق

۳۴۵۶۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ
 إِبْرَاهِيمَ أَنَا أَيُّوبُ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ الْمِسُورِيِّ
 فَخْرَمَةَ قَالَ لَمَّا طَعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَأْلَمُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ
 عَبَّاسٍ وَكَأَنَّهُ يُجْزَعُهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَلَيْنَ كَانَ ذَاكَ لَقَدْ
 صَحِبْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَحْسَنْتَ صَحْبَتَهُ
 ثُمَّ فَارَقْتَ وَهُوَ عِنْدَكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ أَبَا بَكْرٍ فَأَحْسَنْتَ
 صَحْبَتَهُ ثُمَّ فَارَقْتَ وَهُوَ عِنْدَكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ صُحْبَتَهُمْ
 فَأَحْسَنْتَ صَحْبَتَهُمْ وَلَيْنَ فَارَقْتَهُمْ لَتَفَارِقْتَهُمْ وَهُمْ عِنْدَكَ
 رَاضُونَ قَالَ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صَحْبَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَرِضَاةٍ فَإِنَّمَا ذَاكَ مِنْ مَنِّ اللَّهِ مِنْ بِيٍّ عَلَى وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ
 صَحْبَةِ أَبِي بَكْرٍ وَرِضَاةٍ فَإِنَّمَا ذَاكَ مِنْ مَنِّ اللَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ
 مِنْ بِيٍّ عَلَى وَأَمَّا مَا تَرَى بِيٍّ مِنْ جَزَعِي فَهُوَ مِنْ أَجْلِكَ وَمِنْ

نہیں تھے یا وہ اس عموم سے مخصوص ہیں۔ (باقی تقریب حدیث ع ۲۲ کی شرح میں دیکھیں)
 ۳۴۵۶۔ ترجمہ : مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ جب عمر فاروق کو زخمی کیا گیا
 اور وہ درد محسوس کر رہے تھے تو ابن عباس نے ان سے کہا گویا کہ
 وہ ان سے گھبراہٹ کا ازالہ کرنے لگے یا امیر المؤمنین! اگر یہ بات ہوئی تو فکر نہیں کیونکہ آپ نے یقیناً جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی اور پورے اخلاص سے صحبت اختیار کی پھر حضور سے جدا ہوئی
 ہوئی تو حضور آپ پر خوش تھے۔ پھر ابو بکر کی صحبت اختیار کی تو پورے اخلاص سے صحبت اختیار کی پھر
 جدا ہوئے تو وہ آپ سے خوش تھے۔ پھر آپ صحابہ کرام کے ساتھ رہے تو ان کے ساتھ صحبت میں پورا
 اخلاص رکھا۔ اگر آپ ان سے جدا ہوئے گئے تو اس حال میں جدا ہوئے گئے کہ وہ آپ سے راضی خوشی ہل گئے

حضرت عمر فاروق نے ابن عباس سے کہا جو تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور رضامندی کا ذکر کیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا میرے اوپر احسان ہے جو اُس نے مجھ پر احسان کیا اور جو تم نے ابوبکر صدیق کی صحبت اور ان کی رضامندی ذکر کی ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا میرے اوپر احسان ہے جو اُس نے مجھ پر احسان کیا اور جو میری گھبراہٹ کو دیکھ رہے ہو تو تمہاری طرف سے اور تمہارے ساتھیوں کی طرف سے ہے بھدا! اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا جو اللہ کا عذاب دیکھنے سے پہلے اس کے عوض قربان کر دوں تو میں قربان کر دیتا۔ حماد بن زید نے کہا ہم سے ایوب نے ابن ابی ملیکہ کے ذریعہ ابن عباس سے بیان کیا کہ میں عمر فاروق کے پاس گیا اور یہ ذکر کیا۔

شرح : اس حدیث میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت ہے کہ آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،

ابوبکر صدیق اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت اخلاص سے اختیار کی اور وہ سب آپ سے راضی اور خوشی تھے۔ مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابو لؤلؤ نے ان کی پسلیوں میں دو دھاری خنجر مار کر انہیں زخمی کر دیا تھا۔ جبکہ آپ ۲۳ ہجری میں ۲۶ ذوالحجہ کو بدھ کے روز صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ چونکہ حضرت عمر فاروق زخموں کی شدت کے باعث تکلیف محسوس کر رہے تھے اس لئے ابن عباس نے اُن سے گھبراہٹ کا ازالہ کرنے کے لئے ذکر کیا کہ اگر موت واقع ہوگئی تو فکر کی بات نہیں آپ نے اس اخلاص سے زندگی بسر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق اور تمام صحابہ آپ سے راضی ہیں اور یہ بہت بڑی خوبی ہے جو کسی انسان کو نصیب ہو چنانچہ ابوحاتم نے ابن عباس کی حدیث میں ذکر کیا کہ وہ عمر فاروق کے پاس اس وقت گئے جبکہ ان کو زخمی کیا گیا تھا۔ اور کہا یا امیر المؤمنین آپ کو خوشخبری ہو آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے جبکہ لوگوں نے کفر کیا اور آپ کی معیت میں آپ نے جہاد کیا جبکہ کفار و مشرکین نے آپ کو رسوا کرنا چاہا۔ آپ کی خلافت میں کسی نے اختلاف نہ کیا۔ آخر میں آپ شہید ہوئے یہ سن کر عمر فاروق نے کہا یہ باتیں پھر کہو ابن عباس نے ان باتوں کا اعادہ کیا تو حضرت عمر فاروق نے فرمایا مغرور وہ شخص ہے جس میں تم لوگوں نے غرور پیدا کر دیا اگر میرے پاس زمین بھر سونا چاندی ہو تو میں اللہ کا عذاب دیکھنے سے پہلے اس کی راہ میں قربان کر دوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ اس لئے ذکر کئے کہ کہیں اُن سے رعیت کے حقوق میں تقصیر ہوگئی ہو اور ان کی مدح سرائی کے فتنہ کے ڈر سے یہ خطاب کیا۔ قولہ کَاَنَّهُ يُجْزَعُ، یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما انہیں جزع فزع کہنے پر ملامت کر رہے تھے کہا گیا ہے کہ اُن سے جزع اور گھبراہٹ کا ازالہ کر رہے تھے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے وَرَحْمَتِي إِذَا فُزِعَ مِنْ قُلُوبِهِمْ، یعنی جب ان سے گھبراہٹ زائل کر دی جائے گی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ابن عباس سے کلام محض اظہار تواضع اور انکسار پر مبنی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

أَجَلَ أَصْحَابِكَ وَاللَّهُ لَوَ أَنَّ لِي طَلَاعَ الْأَرْضِ ذَهَبًا لَأَقْدَبْتُ
 بِهِ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ قَبْلَ أَنْ أَرَاهُ قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ثَنَا أَيُّوبُ
 عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عُمَرَ هَذَا
 ۳۴۵۷ — حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى ثَنَا أَبُو سَامَةَ ثَنَا عُثْمَانُ
 ابْنُ غِيَاثٍ ثَنَا أَبُو عُثْمَانَ الْهَدِيُّ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ كُنْتُ مَعَ
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ فَجَاءَ
 رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ
 بِالْجَنَّةِ فَفَتَحَتْ لَهُ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ فَبَشَّرْتُهُ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللَّهُ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحَتْ لَهُ فَإِذَا
 هُوَ عُمَرُ فَابْخَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللَّهُ ثُمَّ
 اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِي افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ
 فَإِذَا عُثْمَانُ فَابْخَرْتُهُ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَحَمِدَ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ اللَّهُ الْمُسْتَعَانُ

۳۴۵۷ — ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ کے باغات میں سے ایک باغ میں تھا کہ اجانک ایک شخص آیا اور اس نے باغ کا دروازہ
 کھلوانا چاہا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھولو اور (آنے والے کو) جنت کی خوشخبری دو۔ میں
 نے دروازہ کھولا تو کیا دیکھنا ہوں کہ وہ ابو بکر صدیق ہیں میں نے انہیں وہ خوشخبری دی جو نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ ابو بکر صدیق نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ پھر اور شخص آیا اور اس نے باغ کا دروازہ

۳۲۵۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنِي ابْنُ وَهَبٍ
أَخْبَرَنِي جَوْهَرَةُ ثَنِي أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ ابْنُ مَعْبُدٍ أَنَّهُ سَمِعَ حَدَّثَهُ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هِشَامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ
أَخَذَ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

کھلوانا چاہا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھولو اور اسے جنت کی خوشخبری دو! میں نے دروازہ
کھولا تو وہ عمر فاروق تھے ورضی اللہ عنہ، میں نے وہی خبر دی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی! انہوں
نے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ پھر کسی اور شخص نے باغ کا دروازہ کھلوانا چاہا تو آپ نے مجھے منہ مایا
دروازہ کھولو اور انہیں جنت کی خوشخبری میں نے دروازہ کھولا تو وہ عمر فاروق تھے ورضی اللہ عنہ،
میں نے وہی خبر دی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ اُنھوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ پھر
کسی اور شخص نے باغ کا دروازہ کھلوانا چاہا تو آپ نے مجھے فرمایا دروازہ کھولو اور انہیں جنت کی خوشخبری سنا دو!
اس مصیبت پر جو انہیں پہنچے گی کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت عثمان میں نے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
ارشاد سے خبردار کیا اُنھوں نے بھی اللہ تعالیٰ حمد و ثنا کی اور کہا اللہ ہی مددگار ہے۔

(حدیث ۳۲۲۷ کی شرح دیکھیں)

۳۲۵۸۔ ترجمہ: ابو عقیل زہرہ بن معبد نے بیان کیا کہ اُنھوں نے اپنے دادا عبد اللہ
بن ہشام کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
تھے جبکہ آپ حضرت عمر بن خطاب کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔

۳۲۵۸۔ شرح: اس حدیث میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت
ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کا ہاتھ پکڑنا کمال
محبت کی دلیل ہے (کرمانی)

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہاں حدیث مختصر ذکر کی ہے اور ایمان و تہذیب کے باب میں پوری حدیث
ذکر کی ہے اس کا باقی حصہ یہ ہے کہ عمر فاروق نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ
مجھے میری جان کے سوا ہر شئی سے زیادہ محبوب ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم
جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ ایمان جب کامل ہوگا کہ اپنی جان سے بھی مجھے زیادہ محبوب جانو۔ عمر فاروق
نے فوراً عرض کیا حضور آپ میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ آپ نے فرمایا اے عمر! اب ایمان کمال تک پہنچا ہے (قسط لانی)

مَنَاقِبُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ إِلَى عَمْرِو الْقُرَشِيِّ وَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُحْفَرُ بِرُؤُومَةٍ فَلَهُ الْجَنَّةُ
فَحَفَرَهَا عُثْمَانُ وَقَالَ مَنْ حَمَزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَجَهَزَهُ
عُثْمَانُ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

وفات : ۲۲ - ذوالحجہ ۳۵ھ بمطابق ۳۱ - مئی ۶۵۶ء

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نسب یہ ہے۔ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس قرشی اموی آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور ابو عمرو ہے۔ آپ کی والدہ اُرُوی بنت کریم بن ربیعہ بن حبیب بن عبد الشمس وہ مسلمان تھیں اور ان کی والدہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی بیضاء بنت عبد المطلب ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صحیح روایت کے مطابق سالِ فیل کے چھ سال بعد پیدا ہوئے آپ قدیم الاسلام میں۔ محمد بن اسحاق نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی قوم کی بہت تالیف کیا کرتے تھے اور جس کے متعلق انہیں وثوق ہوتا کہ وہ اسلام قبول کر لے گا اسے اسلام کی دعوت دیتے تو وہ مسلمان ہو جاتا تھا۔ چنانچہ زبیر، طلحہ اور عثمان نے اُن کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی رقیہ کا آپ سے نکاح کر دیا۔ جن ایام میں بدر کی جنگ لڑی جا رہی تھی ان ایام میں رقیہ رضی اللہ عنہا انتقال کر گئیں تو ان کے بعد ان کی ہمشیرہ ام کلثوم سے آپ کا نکاح کر دیا۔ اسی لئے آپ کا لقب ذوالنورین ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی خوشخبری دی اور انہیں شہید ہو جانے کی پہلے سے اطلاع کر دی تھی۔ ابو جحشمہ نے فضائل صحابہ میں ضحاک کے طریق سے نزال بن زہرہ سے روایت کی کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا ہمیں عثمان کے بارے میں کچھ بتائیں تو انہوں نے ذکر کیا کہ عثمان ایسا نیک مرد ہے کہ انہیں ملاء اعلیٰ میں ذوالنورین کہا جاتا ہے۔ امام ترمذی نے حرث بن عبد الرحمن کے طریق سے طلحہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کا رفیق ہوتا ہے۔ جنت میں میرا رفیق عثمان ہے۔ صحیح طرق کے ذریعے حضرت عثمان کے متعلق مشہور ہے کہ جب لوگوں نے حضرت عثمان کے مکان کا محاصرہ کیا ہوا تھا آپ اپنے مکان کی چھت پر تشریف لے گئے اور اوپر

سے فرمایا میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ میں نے حبش عسیرہ کو تیار نہیں کیا تھا؛ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مکہ مکرمہ بھیجا تو درخت کے نیچے ان کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کی۔ مدینہ منورہ میں ایک یہودی سے ہیر رومہ خرید کر عام لوگوں کے لئے وقف کر دیا۔ جبکہ اس کے سوا کہیں بھی میٹھا پانی دستیاب نہ تھا۔ آپ نے سب سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ جبکہ آپ کی بیوی رقیہ آپ کے ہمراہ تھیں۔ ان کے بیمار ہونے کے باعث آپ جنگ بدر میں حاضر نہ ہو سکے تھے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دیکھ بھال کے لئے آپ کو مدینہ منورہ رہنے کا حکم دیا تھا۔ آپ بیعت رضوان میں اس لئے موجود نہ تھے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مکہ مکرمہ بھیجا تھا اور مشہور ہو گیا تھا کہ آپ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ یہی بیعت رضوان کا باعث تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے کیونکہ آپ جانتے تھے کہ عثمان بقیہ حیات میں جبکہ زندہ ہی سے بیعت لی جاتی ہے۔ جب خلافت کے لئے آپ کی بیعت کی گئی تو عبد اللہ بن مسعود نے کہا ہم نے بہترین شخص کی بیعت کی ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا عثمان ہم سب سے زیادہ صلہ رحمی کیا کرتے تھے۔ اسی طرح ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جبکہ انہیں آپ کے قتل کی خبر پہنچی کہ لوگوں نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جو سب سے زیادہ صلہ رحمی کیا کرتے تھے اور سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتے تھے۔ آپ گھر کے کسی سوئے ہوئے فرد کو بیدار نہ کرتے تھے اگر کوئی بیدار ہوتا تو اسے بلاتے اور وہ آپ کو وضو کے لئے پانی میسر کرتا۔ آپ ہمیشہ روز سے سے ہوتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا سبب

بڑے بڑے شہروں کے حاکم آپ کے اقارب میں سے تھے۔ شام میں امیر معاویہ، بصرہ میں سعید بن عاص، مصر میں عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح اور خراسان میں عبد اللہ بن عامر حاکم مقرر تھے۔ جو کوئی حج کرنے آتا وہ اپنے امیر کی آپ سے شکایت کرتا چونکہ آپ نرم طبع، بردبار اور نہایت ہی مخلص تھے۔ اس لئے بعض حکام کو تبدیل کر کے لوگوں کو راضی کر دیتے تھے پھر وقت گزرنے کے بعد واپس بلا لینے اور ان کے عہدہ پر انہیں مقرر کر دیتے تھے۔ یہ معاملہ یہاں تک پہنچا کہ مصر والوں نے آپ کے پاس آکر ابن ابی سرح کی کچھ شکایات آپ کو پیش کیں تو آپ نے اسے معزول کر دیا اور محمد بن ابی بکر کو مصر کا حاکم مقرر کر کے حکمنامہ ان کے حوالے کیا جس پر وہ راضی ہو گئے۔ چنانچہ آپ کا حکمنامہ لے کر وہ مصر کی طرف روانہ

ہوئے ابھی راستہ میں ہی تھے کہ انھوں نے اونٹ پر سوار ایک شخص کو آتے دیکھا تو اس سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اسے حضرت عثمان نے بھیجا ہے کہ ابن ابی سرح اپنے عہدہ پر بدستور قائم رہے اور جو لوگ انہیں معزولیت کا حکنامہ دیں ان سے سختی سے پیش آئے اور سزا دے۔ اہل مصر نے اس شخص سے رقعہ لیا اور وہیں سے مدینہ منورہ کی لوٹ گئے جب حضرت عثمان سے ملے اور انہیں رقعہ پیش کیا تو آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ آپ نے یہ خط نہیں لکھا ہے اور نہ ہی لکھنے کا حکم دیا ہے۔ انھوں نے کہا اپنے کاتب کو ہمارے حوالہ کر دیں جبکہ آپ کا کاتب آپ کے چچا کا بیٹا مروان بن حکم تھا۔ آپ کو خطرہ محسوس ہوا کہ وہ اسے قتل کر دیں گے اس لئے مروان کو ان کے حوالہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر وہ مشتعل ہو گئے اور غیظ و غضب کی حالت میں انھوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ صحابہ کرام کی ایک جماعت آپ کی حفاظت کرتی رہی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں صاحبزادے آپ کی مدد کے لئے بھیجے جو آپ کے مکان کے دروازہ پر کھڑے لوگوں کی مدافعت کرتے تھے۔ لیکن حضرت عثمان بدستور حماقت کرنے والوں کو کہتے رہے کہ وہ جنگ و جدال سے باز رہیں حتیٰ کہ محاصرہ کرنے والے موقعہ پا کر ایک مکان کے ذریعہ آپ کے مکان میں داخل ہو گئے اور آپ کو شہید کر دیا جبکہ آپ قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے۔ آپ کی شہادت کی خبر سن کر صحابہ کرام کو سخت صدمہ ہوا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں شہزادوں سے سخت ناراض ہوئے اور آپ کے شہید ہو جانے سے فتنوں کا دروازہ کھل گیا پھر جو کچھ ہوا وہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات کے واقعہ میں ذکر کیا کہ آپ نے خلافت کا انتخاب کے لئے چھ صحابہ کرام حضرت علی، عثمان، عبد الرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، زبیر اور طلحہ بن عبید اللہ کے حوالہ کر دیا کہ جس پر یہ اتفاق کریں وہی زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لے۔ تو ان حضرات نے عبد الرحمن بن عوف کو اختیار دے دیا کہ جسے وہ مناسب خیال کریں منتخب کریں تو انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا اور سب نے آپ کی بیعت کر لی۔ یہ یکم محرم ۳۴ھ ہفتہ کے روز کا واقعہ ہے آپ کی خلافت کی مدت گیارہ سال گیارہ ماہ اور بائیس دن ہیں۔ جبکہ آپ کی شہادت پینیس ہجری ۲۲۔ ذوالحجہ کو ہوئی تھی۔ ایک روایت کے مطابق جمعہ کے روز عصر کے بعد آپ کو شہید کیا گیا اور ہفتہ کی رات کو مغرب اور عشاء کے درمیان حبش کو کب میں آپ کو دفن کیا گیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حبش کو کب کو خرید کر بقیع میں شامل کر دیا تھا اس طرح جنت البقیع کی توسیع کی گئی آپ کی عمر شریف بیاسی سال کچھ ماہ ہے۔ یہی مشہور ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۴۵۹ حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ حَرْبٍ ثنا حمادُ عن أُبَيٍّ
عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوسَى إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا وَأَمَرَنِي بِحِفْظِ بَابِ الْحَائِطِ فَجَاءَ
رَجُلٌ يُسْتَاذِنُ فَقَالَ أُذِنُ لَهُ وَبَشِّرُهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ
جَاءَ آخَرُ يُسْتَاذِنُ فَقَالَ أُذِنُ لَهُ وَبَشِّرُهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا عُمَرُ ثُمَّ
جَاءَ آخَرُ يُسْتَاذِنُ فَسَكَتَ هُنَيْمَةً ثُمَّ قَالَ أُذِنُ لَهُ وَبَشِّرُهُ
بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى سَتُصِيبُهُ فَإِذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَالَ حَمَادُ وَ

ابو عمر و عثمان بن عفان قرشی رضی اللہ عنہ کے مناقب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی چاہِ رومہ کھدوائے
اس کے لئے جنت ہے تو حضرت عثمان نے اسے کھدوایا اور آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی حبشِ عسرہ کو تیار کرے اس کے لئے جنت
ہے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ شکر تیار کیا،

شرح الترجہ : جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف

لائے تو چاہِ رومہ کے سوا کہیں بھی بیٹھا پانی میسر نہ تھا تو آپ نے فرمایا جو کوئی چاہِ رومہ خریدے یا فرمایا
کھدوائے اس کے لئے جنت ہے۔ تو حضرت عثمان نے اسے کھدوایا یا بیس ہزار درہم سے خرید کر
مسلمانوں کے لئے چھوڑ دیا۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی حبشِ عسرہ یعنی غزوہ تبوک کا

تَنَاعَا صَهُمُ الرُّحُولُ وَعَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ سَمِعَا أَبَا عَثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ
 أَبِي مُوسَى بِخَوِّهِ وَزَادَ فِيهِ عَاصِمٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 كَانَ قَاعِدًا فِي مَكَانٍ فِيهِ مَاءٌ قَدِ انْكَشَفَ عَنْ رُكْبَتَيْهِ أَوْ رُكْبَتِهِ
 فَلَمَّا دَخَلَ عُثْمَانُ عَطَاَهَا

تیار کر کے اس کے لئے جنت ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ لشکر تیار کیا۔ اس کو ہمیشہ
 عسکر داس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ غزوہ سخت گرمی کے زمانہ میں پیش آیا۔ اور لوگ قحط سالی کا شکار تھے اور
 صف بھی بہت لمبا تھا۔ اس کے علاوہ بہت بڑے دشمن سے مقابلہ تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے
 نو سو پچاس اونٹ اور پچاس گھوڑوں سے لشکر کی مدد کی اور ایک ہزار دینار حضور کی خدمت میں
 پیش کیا جس سے آپ بہت خوش ہوئے۔ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم ایک بار غ میں داخل ہوئے اور مجھے حکم دیا کہ باغ سے

— ۳۲۵۹ —

دروازہ کی حفاظت و بکری کرے۔ ایک شخص آیا۔ اس نے اندر آنے کی اجازت مانگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا اسے اجازت دو اور جنت کی خوشخبری بھی سنا دو! اچانک وہ ابوبکر تھے پھر ایک اور شخص آیا اور
 اندر آنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا اسے اجازت دو اور جنت کی خوشخبری بھی سنا دو! اچانک
 وہ عمر فاروق تھے۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپ حضور اس کا خوشامد ہوئے
 پھر فرمایا اسے اجازت دو اور جنت کی خوشخبری بھی سنا دو۔ اس مصیبت پر جو انہیں پہنچے گی۔ اچانک
 وہ حضرت عثمان بن عفان تھے۔ حماد نے کہا ہم سے عاصم احوال اور علی بن حکم نے بیان کیا کہ انہوں نے
 ابو عثمان کو ابو موسیٰ سے اس طرح بیان کرتے ہوئے سنا۔ عاصم نے اس میں اضافہ ذکر کیا کہ نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ تشریف فرما تھے جہاں پانی تھا جبکہ آپ نے اپنے دونوں گھٹنوں یا ایک
 گھٹنے سے کپڑا اٹھا رکھا تھا۔ جب عثمان اندر آئے تو آپ نے گھٹنے ڈھانپ لئے۔

شرح : ایک حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

— ۳۲۵۹ —

اپنے گھر تشریف فرما تھے جبکہ آپ کی ران پر کپڑا نہ تھا
 حضرت ابوبکر صدیق آئے اور بیٹھ گئے پھر عمر فاروق آئے اور بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عثمان نے اندر آنے کی
 اجازت مانگی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ران ڈھانپ لی آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا

۳۴۶. حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شَيْبٍ بْنُ سَعِيدٍ شَنَا إِلَى
عَنْ يُونُسَ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ أَخْبَرَنِي عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ
عَدِيَّ بْنَ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمُسَوْرَةَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ
ابْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ قَالَا مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَكَلَّمَ عُثْمَانُ
لِأَخِيهِ الْوَلِيدِ فَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِيهِ فَقَصَدَتْ لِعُثْمَانَ حِينَ
خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ قُلْتُ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً وَهِيَ نَصِيحَةٌ
لَكَ قَالَ يَا أَبَتَاهَا الْمَرْءُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ أَرَأَاهُ قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ
مِنْكَ فَأَنْصَرَفْتُ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِمْ إِذَا جَاءَ رَسُولُ عُثْمَانَ فَأَيَّتُهُ
فَقَالَ مَا نَصِيحَتُكَ فَقُلْتُ إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتُ مِمَّنْ اسْتَجَابَ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَاجَرْتُ الْمَجْرَتَيْنِ وَصَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتُ هُدْيَهُ وَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِي شَأْنِ
الْوَلِيدِ قَالَ أَذْرَكَتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لَا

عثمان بہت حیا دار مرد ہیں۔ اگر مجھے اسی حالت میں پاتے تو اپنی حاجت پوری نہ کر پاتے۔ نیز حضرت عثمان
سے حیا ہی مناسب تھا کیونکہ وہ آپ کے داماد تھے اور داماد سر سے حیا کیا کرتے ہیں۔ ایک روایت
میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی
حیا کرتے ہیں (یعنی اکرامانی) حدیث ۳۴۶ کی شرح دیکھیں۔ ”ہنیحۃ“، دراصل ہنوخہ تھا اس
کی تصغیر ہنیحۃ ہے۔ کبھی دوسری یاد کو ما سے بدل کیا جاتا ہے تو ہنیحۃ کہا جاتا ہے۔ اس کا معنی قلیل شئی ہے۔
۳۴۶۔ — ترجمہ: عروہ نے بیان کیا کہ عبید اللہ بن عدی بن خیاری نے انہیں بتایا کہ مسود بن مجشم

وَلَكِنْ خَلَصَ إِلَىٰ مَنْ عَلَيْهِ مَا يَخْلُصُ إِلَى الْعَذْرَاءِ فِي سِتْرَهَا
 قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ فَكُنْتُ
 مِمَّنْ اسْتَجَابَ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ وَأَمَنْتُ بِمَا بَعَثَ بِهِ وَهَاجَرْتُ الْمُهَاجِرِينَ
 كَمَا قُلْتُ وَصَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالْعَتَّةِ وَاللَّهِ
 مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ
 مِثْلُهُ ثُمَّ عُمَرُ مِثْلُهُ ثُمَّ اسْتَخْلِفْتُ أَفَلَيْسَ لِي مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِي
 لَهُمْ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَمَا هَذِهِ الْأَحَادِيثُ الَّتِي تَبْلُغُنِي عَنْكُمْ أَمَّا
 مَا ذَكَرْتُ مِنْ شَأْنِ الْوَلِيدِ فَسَنَاخُذُ فِيهِ بِالْحَقِّ إِنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ
 دَعَا عَلِيًّا فَأَمَرَهُ أَنْ يَجْلِدَهُ فَجَلَدَهُ ثَمَانِينَ

اور عبدالرحمن بن اسود بن عبد لغوث نے کہا تمہیں عثمان کے بھائی ولید کے متعلق عثمان سے کلام کرنے سے کیا مانع ہے۔ لوگ اس کے بارے میں بہت باتیں کرتے ہیں۔ میں نے عثمان سے بات کرنے کا ارادہ کیا وہ نماز ادا کرنے باہر نکلے تو میں نے کہا مجھے آپ سے کچھ کام ہے۔ جس میں آپ کے لئے بھلائی ہے۔ عثمان نے کہا اے انسان تم نے کہا میرا خیال ہے کہ اُنھوں نے کہا میں اللہ کے ذریعہ تجھ سے پناہ چاہتا ہوں۔ میں واپس آیا اور اُن کی طرف لوٹ گیا تو اچانک حضرت عثمان کا قاصد آگیا چنانچہ میں عثمان کے پاس حاضر ہوا تو اُنھوں نے کہا وہ بھلائی کیا تھی؟ میں نے کہا اللہ سبحانہ تعالیٰ نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا اور آپ پر قرآن نازل کیا اور آپ ان لوگوں میں سے ہیں۔ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی بات مانی اور آپ نے دو ہجرتیں کیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی آپ کی بدانت اور طریقہ دیکھا۔ ولید کے بارے میں لوگ بہت باتیں کرتے ہیں (یہ کیوں؟) حضرت عثمان نے کہا تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا؟ میں نے کہا جی نہیں لیکن مجھے آپ کا علم پہنچا ہے جیسے کنواری کو اس کے پردہ میں پہنچتا ہے۔ اس گفتگو کے بعد حضرت عثمان نے کہا اللہ تعالیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی بات مانی اور میں

اس پر ایمان لایا جس کے ساتھ آپ کو بھیجا گیا میں نے دو ہجرتیں بھی کی ہیں جیسے تم نے کہا ہے۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور آپ کی صحبت میں رہا۔ بخدا! میں نے کبھی آپ کی نافرمانی نہیں کی اور نہ ہی آپ سے خیانت کی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی پھر اسی طرح ابو بکر صدیق کی صحبت رہی اور اسی طرح عمر فاروق سے میری صحبت رہی۔ پھر مجھے خلیفہ بنایا گیا۔ کیا میرا حق نہیں جیسے لوگوں کا حق ہے۔ میں نے کہا کیوں نہیں (مذکور آپ کا حق ہے) حضرت عثمانؓ نے کہا یہ کیسی باتیں ہیں جو تمہاری طرف سے مجھے پہنچتی ہیں اور جو تم نے ولید کے بارے میں ذکر کیا ہے انشاء اللہ ہم عنقریب اسے حق کے ساتھ پکڑیں گے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ ولید کو کوڑے ماریں چنانچہ اس کو اسی کوڑے مارے

شرح : ولید حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مادر زاد بھائی تھا (اخیانی بھائی)

۳۴۶۰ —

آپ نے کوفہ سے سعد بن ابی وقاص کو معزول کر کے اسے کوفہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اس نے کوفہ والوں کو صبح کی نماز چار رکعتیں پڑھا میں پھر کہا اب اور پڑھاتا ہوں ان میں سے ایک نے کہا میں نے اسے شراب پیتے دیکھا ہے جبکہ دوسرے نے کہا میں نے اسے شراب کی قے کرتے دیکھا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اس نے شراب ہی پی ہے اسی لئے شراب کی قے ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس پر حد قائم کریں۔ حضرت علی نے اپنے بھتیجے عبداللہ بن جعفر سے فرمایا اس پر حد قائم کرو انہوں نے کوڑا ہاتھ میں لیا اور مارنے شروع کئے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شہر سے جاتے تھے۔ جب چالیس تک پہنچے تو حضرت علی نے کہا رک جاؤ۔ پھر فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق نے چالیس چالیس کوڑے مارے ہیں اور حضرت عمر فاروق نے اسی کوڑے مارے ہیں دونوں طرح جائز ہے اور مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ چالیس کوڑے مارے جائیں۔ اخاف نے امام بخاری کی اس حدیث سے استدلال کیا کہ شراب سے مست آدمی کی حد اسی کوڑے ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کی حد چالیس کوڑے ہیں۔ امام احمد سے بھی ایک روایت میں یہی مذکور ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرابی کو کھجور کی شاخ اور جوتوں سے مارا تھا اور ابو بکر صدیق نے بھی چالیس کوڑے مارے تھے۔ لیکن اخاف کہتے ہیں کہ مذکور روایت میں کھجور کی دو شاخیں تھیں جو چالیس بار ماری گئی تھیں اسی طرح جوتے بھی دو تھے اس کی دلیل یہ ہے کہ امام احمد نے روایت کی کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شراب پینے والے کو دو شاخوں سے مارا گیا۔ جب عمر فاروق کا زمانہ آیا تو انہوں نے ہر جوتے کے عوض کوڑا مارا۔ اس طرح اسی کوڑے شرابی کی حد مقرر کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید بن عقبہ کو حد لگانے میں اس لئے تاخیر کی تھی کہ اس کے شراب پینے کے گواہوں نے گواہی میں تاخیر کی تھی۔ اسی لئے جب گواہی کی وضاحت ہوئی تو فوراً حد قائم کر دی گئی۔

ولید بن عقبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا والدہ کی طرف سے اخیانی بھائی تھا۔ اور عقبہ بن ابی معیط

۳۴۶۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ بْنُ بَزْزِعٍ ثَنَا شَاذَانُ
ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجَشُونُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ
نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ نَثَرْنَا أَصْحَابَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَفَاضِلَ بَيْنَهُمْ تَابَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ
عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ

بن ابی عمرو بن اُمیہ بن عبد شمس کا بیٹا تھا۔ حضرت عثمان نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق حضرت سعد بن ابی وقاص کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا تھا پھر انہیں معزول کر کے ولید بن عقبہ کو وہاں حاکم مقرر کیا جبکہ اس سے پہلے ولید جزیرہ کا حاکم تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص کی معزولی کا سبب یہ تھا کہ انھوں نے بیت المال کے محافظ حضرت عبداللہ بن مسعود سے کچھ قرض لیا جب عبداللہ بن مسعود نے واپسی کا مطالبہ کیا تو دونوں میں جھگڑا ہو گیا۔ حضرت عثمان کو جھگڑے کی خبر پہنچی تو انھوں نے سعد کو معزول کر کے ولید کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا پھر ولید بن عقبہ کو شراب پینے کے باعث معزول کر کے قیس بصری میں سعید بن عاص کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا جبکہ ولید کوفہ کا پانچ سال حاکم رہا تھا اور بہت سخی تھا۔ اسی سال سعید نے طبرستان فتح کیا تھا۔ جب وہ کوفہ کا حاکم مقرر ہو کر کوفہ آئے تو لوگوں سے کہا میں اس منبر پر ہرگز نہیں چڑھوں گا جب تک اس ولید فاسق کے آثار نہ دھوئے جائیں۔ یہ پلید ہے اس کو دھویا جائے۔

عبد اللہ بن عدی بن خیار جس نے حضرت عثمان سے ولید کے شراب پینے کے بارے میں کہا تھا وہ حضرت عثمان کے بھانجے تھے اس لئے لوگوں نے ان سے کہا تھا کہ اپنے ماموں سے ولید کے متعلق بات کریں۔ حضرت عثمان نے انہیں اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ، اس لئے فرمایا تھا کہ وہ ایسی بات نہ کریں جو وہ پوری نہ کر سکیں اور تنگ دلی ہو۔ عبید اللہ نے جن دو ہجرتوں کا ذکر کیا تھا وہ حبشہ اور مدینہ منورہ کی ہجرتیں ہیں۔ ابن ماکول نے کہا عبید اللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں پیدا ہوئے تھے اور حضرت عثمان کے سوال پر تو نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ہے کا جواب نفی سے اس لئے دیا کہ انھوں نے حضور کو دیکھا نہیں البتہ زمانہ پایا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور علم شریف اس قدر شائع ذائع تھا کہ پردہ دار باکرہ عورتوں کو ان کے گھروں میں پہنچا ہے تو ان سے کیسے مخفی رہ سکتا ہے جبکہ

۳۴۶۲ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ثَنَا
عُثْمَانُ هُوَ ابْنُ مَوْهَبٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ وَجَرَّ الْبَيْتَ
فَرَأَى قَوْمًا جُلُوسًا فَقَالَ مَنْ هَؤُلَاءِ الْقَوْمُ فَقَالُوا هَؤُلَاءِ قُرُشٌ
قَالَ مَنْ الشَّيْخُ فِيهِمْ قَالُوا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ إِنِّي سَأَلْتُكَ

وہ اس کے حصول کے بہت حریص تھے۔ یعنی عبد اللہ نے کہا مجھے یقیناً یہ معلوم ہے۔ احادیث اُحدوثہ کی جمع ہے اور وہ عام بات ہے جو لوگوں میں معروف ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۴۶۱ — توجہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں ہم ابوبکر صدیق کے برابر کسی کو نہیں جانتے تھے۔ پھر عمر فاروق کو پھر عثمان غنی کو۔ پھر بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو چھوڑ دیتے تھے۔ ایک دوسرے سے کسی کو افضل نہیں جانتے تھے۔ عبد العزیز سے روایت کرنے میں عبد اللہ نے شاذان کی متابعت کی

۳۴۶۱ — شوح: یعنی شیخین ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو دوسرے صحابہ پر فضیلت دینے کے بعد بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کسی کو ایک دوسرے پر ترجیح نہیں دیتے تھے اور ان میں سے کسی کو ترجیح دینے میں سکوت کرتے تھے۔ کیونکہ صحابہ کو ترجیح دینے میں وہ اجتہاد کرتے تو انہی تینوں حضرات کے فضائل واضح معلوم ہوتے تھے اس لئے ان کی فضیلت کا وہ یقین رکھتے تھے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ان سے مراد وہ شیوخ ہیں جن سے جملہ مہمات امور میں آپ مشورہ فرماتے تھے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت علی کی عمر کم تھی اور حد و شیخوخت کو نہیں پہنچے تھے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مراد حضرت علی کی تحقیر اور عثمان کے بعد فضیلت میں تاخیر مراد نہیں کیونکہ حضرت علی کی فضیلت مشہور ہے۔ عبد اللہ بن عمر اس کے قطعاً منکر نہ تھے اور نہ ہی دوسرے صحابہ کرام آپ کی فضیلت کا انکار کرتے تھے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اہلسنت وجماعت کے مسلک میں یہ مسلم امر ہے کہ حضرت عثمان کے بعد علی سب صحابہ سے افضل ہیں اور عشرہ مبشرہ ان کے علاوہ دوسرے صحابہ سے افضل ہیں۔ اہل بدر ان صحابہ سے افضل ہیں جو بدر میں حاضر نہیں تھے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مذکور تاویل نہایت ضروری ہے ورنہ عشرہ مبشرہ کی دوسروں پر ترجیح اور اہل بدر، بیعت رضوان اور اصحاب ہجرتین کی ان کے غیر پر ترجیح میں نقص لازم آئے گا۔ حالانکہ ان حضرات کی دوسروں پر فضیلت

عَنْ شَيْءٍ لِحَدَّثَنِي هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ نَعَمْ
 قَالَ تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَلَمْ يَشْهَدْ قَالَ نَعَمْ قَالَ تَعْلَمُ
 أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْ هَا قَالَ نَعَمْ قَالَ اللَّهُ
 الْكَبِيرُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَى أَبَيِّنْ لَكَ أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَاشْهَدُ
 أَنَّ اللَّهَ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ
 تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيضَةً
 فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ
 مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا أَوْ سَهْمَةً وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ
 فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِطَنْ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ فَبَعَثَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ
 بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 بِيَدِهِ الْيَمْنَى هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ فَقَالَ هَذِهِ
 لِعُثْمَانَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ اذْهَبْ بِهَا الْآنَ مَعَكَ

مسلم امر ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!
 ترجمہ: عثمان بن مویب نے بیان کیا کہ اہل مصر سے ایک شخص
 آیا اُس نے بیت اللہ کا حج کیا۔ لوگوں کو ایک جگہ بیٹھے
 ہوئے دیکھا تو کہا یہ لوگ کون ہیں؟ کہا یہ قریش ہیں۔ اُس نے کہا ان میں یہ بزرگ کون ہے؟ لوگوں
 نے کہا یہ عبداللہ بن عمر ہیں۔ مصری نے کہا یا عبداللہ بن عمر! میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں مجھے
 بتائیں کہ کیا عثمان اُحد کی جنگ میں بھاگ گئے تھے؟ عبداللہ نے کہا جی ہاں! مصری نے کہا کیا آپ

جانتے ہیں کہ وہ بیعت رضوان میں بھی موجود نہ تھے اور حاضر نہ ہوئے تھے۔ عبداللہ نے کہا: جی ہاں! مصری نے کہا: اللہ اکبر، حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا ذرا آگے آؤ تجھے وضاحت کر دوں۔ اُحد کی لڑائی میں عثمان کا بھاگ جانا، میں گواہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا اور بخش دیا اور بدر کی جنگ میں ان کا غائب ہونا اس لئے تھا کہ آپ کی بیوی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی بیمار تھیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اے عثمان! تمہیں وہی ثواب ملے گا جو بدر میں حاضر ہونے والوں کو ثواب ملے گا اور بیعت رضوان سے اُن کے غائب ہونے کا سبب یہ تھا کہ مکہ مکرمہ میں اگر کوئی عثمان سے زیادہ حضور کو عزیز ہوتا تو ان کی جگہ اسے بھیجتے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کو مکہ بھیجا تھا ان کے مکہ جانے کے بعد بیعت رضوان ہوئی تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اپنے دست اقدس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اسے بائیں ہاتھ پر رکھ کر فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے۔ پھر عبداللہ بن عمر نے کہا یہ جواب لے جاؤ جو تو نے سنے ہیں

شرح: اس حدیث میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے

۳۴۶۲

کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا اور بخش دیا جنگ بدر میں حاضر نہ ہونے کے باوجود بھی انہیں حاضر ہونے والوں کا حصہ اور ثواب حاصل ہوا جو اور کسی غائب ہونے والے کو نہ ملا۔ علاوہ ازیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ یہ وہ سعادت ہے جو اور کسی کو نصیب نہ ہوئی۔ مصر سے آنے والا شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مخالفین سے تھا اور تعصب کے باعث اُس نے حضرت عبداللہ بن عمر سے تین سوال کئے تھے جب انہوں نے اس کے سوالات کی تصدیق کی تو خوشی سے اُس نے اللہ اکبر کہا لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے تینوں سوالوں کا تفصیل سے جواب دیا پہلے سوال کے جواب میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فرما دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِثْكَمُ يَوْمَ النُّجْدِ الْجُنُودُ أَمْثَلُ** استزلہم الشیطان ببغض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنہم **إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ** یہ جنگ اُحد کا واقعہ ہے اور دو جماعتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور ابوسفیان مع دیگر کفار مکہ میں۔ یعنی جب مسلمانوں اور کافروں کی دونوں جماعتیں آمنے سامنے ہوئیں تو بعض مسلمان بھاگ گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مہاجرین میں سے ابوبکر صدیق، عمر فاروق، علی المرتضیٰ، عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، طلحہ بن عبید اللہ، زبیر بن عوام اور ابوعبیدہ بن جراح رہے رضی اللہ عنہم اور انصار میں سے جناب بن شہر، ابودجانہ، عاصم بن ثابت، حارث بن صمہ، اسید بن حضیر، سعد بن معاذ اور سہل بن حذیفہ رہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اُن کافراں کو معاف کر دیا۔ لہذا اللہ تعالیٰ کے معاف کرنے کے بعد اس کا مواخذہ کرنا مسلمان کی شان نہیں۔

۳۴۶۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ
قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَ ثَمَمًا قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَحَدًا وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ فَقَالَ أَسْكُنْ أَحَدُ
أَطْنُفِهِ ضَرْبَةً بِرَجُلِهِ فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان
کے نکاح میں تھیں وہ بیمار تھیں آپ نے حضرت عثمان اور اسامہ بن زید کو مدینہ منورہ میں
رہنے دیا کہ وہ ان کی حفاظت کریں اور خود بدر میں شریعت لے گئے۔ آپ بدر ہی میں تھے
کہ صاحبزادی انتفال فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون !

اس وقت ان کی عمر شریف بیس برس تھی۔ لہذا عثمان کا جنگ بدر میں حاضر نہ ہونا اس
وجہ سے تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بدر میں جانے سے روک دیا تھا۔ اس میں
حضرت عثمان کا کیا گناہ تھا؟

بیعت رضوان حضرت عثمان کے مکہ جانے کے بعد ہوئی تھی جبکہ یہ مشہور ہو گیا تھا کہ عثمان کو
شہید کر دیا گیا ہے۔ لہذا ان مواقع میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غائب ہونے کے یہ اسباب تھے
لہذا وہ قابل مواخذہ نہیں۔ یہ جواب بیان کرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا
اب جاؤ اور اپنا عقیدہ صحیح کرو۔

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم اُحد پہاڑ پر چڑھے اور

ابوبکر و عمر اور عثمان آپ کے ساتھ تھے اُحد کا پنے لگا تو حضور نے فرمایا اے اُحد ٹھہر میرا
خیال ہے کہ آپ نے اس پر اپنا پاؤں مار کر فرمایا : تیرے اوپر نبی، صدیق اور دو
شہیدوں کے سوا کوئی نہیں !

شرح : مسلم نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر، عمر فاروق،

عثمان، علی، طلحہ، زبیر جبلِ حراء پر تھے تو وہ حرکت میں آگیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہرو! تیرے
اوپر نبی، صدیق اور شہید ہیں (حدیث ۳۴۳۸ کی شرح دیکھیں)

رضی اللہ عنہ

بَابُ قِصَّةِ الْبَيْعَةِ وَالْإِتْفَاقِ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ
فِيهِ مَقْتُلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

حَدَّثَنَا الْأَوْثَرُ عَنْ الْأَنْبَاطِيِّ قَالَ

۳۴۶۴ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ
عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عُمَرُو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ
قَبْلَ أَنْ يُصَابَ بِأَيَّامِ الْمَدِينَةِ وَقَفَ عَلَى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ
وَعُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ كَيْفَ فَعَلْتُمَا اتَّخَفَانِ أَنْ تَكُونَا قَدْ
حَمَلْنَا مَا أَمْرَاهِي لَهُ مُطِيقَةٌ مَا فِيهَا كِبَرُ فَضْلٍ قَالَ أَنْظِرَا
أَنْ تَكُونَا حَمَلْتُمَا الْأَرْضَ مَا لَا تُطِيقُ قَالَ قَالَا لَا فَقَالَ عُمَرُ
لَا أَنْ سَلَّمَنِي اللَّهُ لَا دَعَنْ أَرَامِلَ أَهْلِ الْعِرَاقِ لَا يَحْتَجُّنَ
إِلَى رَجُلٍ بَعْدِي أَبَدًا قَالَ فَمَا أَتَتْ عَلَيْهِ الْأَرْبَعَةُ حَتَّى
أَصِيبَ قَالَ إِنِّي لَقَائِمٌ مَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کا واقعہ

اور ان کی بیعت پر اتفاق ،

اس میں حضرت عمرو بن لُحی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بھی ذکر ہے

۳۴۶۴ — ترجمہ : عمرو بن ميمون رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت عمر بن خطاب

رضی اللہ عنہ کو شہید ہونے سے چند دن پہلے مدینہ منورہ میں دیکھا کہ وہ حذیفہ بن یمان اور عثمان بن حنیف کے پاس کھڑے فرما رہے تھے۔ تم نے کیا کیا ہے کیا تم نے خون محسوس کیا کہ تم نے زمین پر جو خراج

عَبَّاسٌ غَدَاةً أُصِيبَ وَكَانَ إِذَا مَرَّ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ قَالَ
 اسْتَوْوُوا حَتَّى إِذَا لَمْ يَرَفِيْهِنَّ خَلَّاهُ تَقَدَّمَ فَلَكَرَّ وَرَمَّا قَرَأَ
 سُورَةَ يُوسُفَ أَوِ النَّحْلَ أَوْ تَحَوَّذَلِكَ فِي الرُّكْعَةِ الْأُولَى
 حَتَّى يَجْتَمَعَ النَّاسُ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ كَبَّرَ فَسَمِعَتْهُ يَقُولُ قَتَلَنِي
 أَوْ أَكَلَنِي الْكَلْبُ حِينَ طَعَنَهُ فَطَارَ الْعِلْمُ بِسَكِينٍ ذَاتِ طَرَفَيْنِ
 لَا يَمُرُّ عَلَى أَحَدٍ يَمِينًا وَلَا شِمَالًا إِلَّا طَعَنَهُ حَتَّى طَعَنَ ثَلَاثَةَ
 عَشَرَ رَجُلًا مَاتَ مِنْهُمْ سَبْعَةٌ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ رَجُلٌ مِنْ
 الْمُسْلِمِينَ طَرَحَ عَلَيْهِ بُرْنَسًا فَلَمَّا ظَنَّ الْعِلْمُ أَنَّ مَا خُوذُ
 مَخَرَفُوسَةٍ وَتَنَاوَلَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَدَّمَ مَاءً
 مِنْ يَدَيْ عُمَرَ فَقَدَّرَ رَأْيَ الَّذِي أَرَى وَأَمَّا نَوَاحِي الْمَسْجِدِ فَانْتَهَمُوا
 لَا يَدْرُونَ غَيْرَ أَنَّهُمْ قَدَّ قَدَّ وَاصُوتَ عُمَرُوهُمْ يَقُولُونَ

مقرر کیا ہے وہ اس کی طاقت سے زیادہ ہے ؟ انھوں نے کہا ہم نے وہی خراج مقرر کیا ہے جس کی وہ
 طاقت رکھتی ہے ۔ اس میں زیادتی کی کوئی بات نہیں ۔ عمر فاروق نے فرمایا اس بات کا خیال کرو کہ شاید
 تم نے زمین پر خراج زیادہ مقرر کیا ہو جس کی وہ طاقت نہ رکھتی ہو ۔ انھوں نے کہا جی نہیں ۔ عمر فاروق
 نے فرمایا ۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے سلامت رکھا تو میں عراق کی بیواؤں کو اس حال میں چھوڑوں گا کہ وہ میرے
 بعد کسی کی محتاج نہ رہیں گی ۔ عمرو بن مہمون نے کہا ان پر صرف چوتھی رات آئی کہ وہ شہید کر دیئے گئے ۔ عمرو
 بن مہمون نے کہا جس روز وہ شہید ہوئے میں صف میں کھڑا تھا ۔ میرے اور ان کے درمیان صرف عبد اللہ بن
 عباس تھے ۔ وہ جب دو صفوں کے بیچ سے گزرتے تو فرماتے صفیں سیدھی کرو ۔ حتیٰ کہ جب ان میں کوئی
 خلل نہ دیکھتے تو آگے بڑھ کر تکبیر تحریمہ کہتے ۔ اور اکثر سورہ یوسف یا نحل یا ان جسی سورت پہلی رکعت
 میں پڑھتے تاکہ سب لوگ جمع ہو جائیں ۔ ابھی انھوں نے در اللہ اکبر ہی کہا تھا کہ میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے

سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ فَصَلَّى بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ
 صَلَوةً خَفِيفَةً فَلَمَّا انْصَرَفُوا قَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ اَنْظُرْ مِنْ قَتْلِنِي
 فَمَا لَ سَاعَةٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ غُلَامُ الْمَغِيرَةِ قَالَ الصَّنْعُ قَالَ نَعَمْ
 قَالَ قَاتَلَ اللَّهُ لَقَدْ أَمَرْتُ بِهِ مَعْرُوفًا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ
 يَجْعَلْ مِيتَتِي بِيَدِ رَجُلٍ يَدْعِي الْإِسْلَامَ قَدْ كُنْتَ أَنْتَ وَأَبُوكَ
 مُحِبَّانِ أَنْ تَكْثُرَ الْعُلُوجُ بِالْمَدِينَةِ وَكَانَ الْعَبَّاسُ أَكْثَرَهُمْ رَقِيقًا
 فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَعَلْتُ أَيْ إِنْ شِئْتَ قَتَلْنَا فَقَالَ كَذَبْتَ بَعْدَ
 مَا تَكَلَّمُوا بِلسَانِكُمْ وَصَلُّوا قِبَلَتَكُمْ وَحَجُّوا حَجَّكُمْ فَاحْتَمَلَ إِلَى
 بَيْتِهِمْ فَأَنْطَلَقْنَا مَعَهُ وَكَانَ النَّاسُ لَمْ تُصِبْهُمْ مُصِيبَةٌ قَبْلَ
 يَوْمَيْهِ فَقَائِلٌ يَقُولُ لَا بَأْسَ وَقَائِلٌ يَقُولُ أَخَافُ عَلَيْهِ فَاَلِي
 بِنَبِيذٍ فَشَرِبَهُ فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهِ ثُمَّ أَتَى بَلْبَنَ فَشَرِبَ فَخَرَجَ

سنا مجھے کتے نے قتل کر ڈالا یا مجھے کتے نے کاٹ کھا یا جب وہ غلام دودھاری چھری لے بھاگا تو دائیں
 بائیں جدھر سے گزرتا لوگوں کو زخمی کرتا جاتا تھا حتیٰ کہ اُس نے تیرہ آدمی زخمی کئے جن میں سے سات فوت
 ہو گئے۔ جب اسے ایک مسلمان نے دیکھا تو اس پر لمبی ٹوپی ڈال دی۔ جب غلام کو یقین ہو گیا کہ وہ گرفتار
 ہو چکا ہے تو اس نے اپنے آپ کو ذبح کر ڈالا۔ ادھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمن بن عوف
 کا ہاتھ پکڑ کر اسے آگے کیا۔ جو کوئی حضرت عمر فاروق کے قریب ہوتا وہ وہی کچھ دیکھتا جو میں نے دیکھا۔
 رہے وہ لوگ جو مسجد کے کونوں میں تھے انہیں کچھ معلوم نہ ہوا سوا اس کے کہ انہوں نے عمر فاروق کی آواز
 گم پائی اور وہ دو سبجان اللہ، سبجان اللہ کہتے تھے۔ عبد الرحمن بن عوف نے لوگوں کو ہلکی سی غار پڑھائی
 جب نماز سے فارغ ہوئے تو عمر فاروق نے کہا اے ابن عباس! دیکھو مجھے کس نے زخمی کیا ہے وہ کچھ دیر
 گھومنے کے بعد آئے اور کہا مغیرہ کا غلام ہے (جس نے آپ کو زخمی کیا ہے) فرمایا اس کا ریگرنے یا ابن عباس نے

مَنْ جَوَّهَ فَعَرَفُوا أَنَّهُ مَيِّتٌ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَجَاءَ النَّاسُ فَجَعَلُوا
يَتَنَوَّنَ عَلَيْهِ وَجَاءَ رَجُلٌ شَابٌ فَقَالَ ابْشُرِيَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
بِبَشْرَى اللَّهِ لَكَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ
فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ ثُمَّ وَلَّيْتَ فَعَدَلْتَ ثُمَّ شَهِادَةٌ قَالَ
وَدِدْتُ أَنَّ ذَلِكَ كَفَافًا لِي وَلَوْ لِي فَلَمَّا أَذْبَرَ إِذَا نَارُهُ تَبْسُ
الْأَرْضِ قَالَ رُدُّوْا عَلَيَّ الْغُلَامَ قَالَ يَا ابْنَ أَخِي أَرَفَعُ ثَوْبَكَ
فَإِنَّهُ أَتَقَى لِقَاكَ وَاتَّقِ لِرَبِّكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَنْظِرْنَا عَلَى
مِنَ الدِّينِ فَحَسْبُوهُ فَوَحْدُوهُ سِتَّةٌ وَثَمَانِينَ أَلْفًا وَنَحْوَهُ قَالَ
إِنْ وَفَى لَهُ مَالُ آلِ عُمَرَ فَأَدِّهِ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَالْأَقْسَلُ فِي

کہا جی ہاں! حضرت عمر فاروق نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کرے میں نے اسے اچھی بات بتائی تھی۔ اللہ کا شکر
ہے جس نے میری موت ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں کی جو اسلام کا دعویٰ کرنے والا ہو۔ اے ابن عباس تم اور
تمہارے والد اسی چیز کو پسند کرتے تھے کہ مدینہ منورہ میں کاریگر زیادہ ہوں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ
کے بہت غلام تھے۔ انھوں نے کہا اگر پسند کرتے ہیں تو میں کرتا ہوں یعنی اگر آپ چاہتے ہیں تو میں سب کو قتل
کر دیتا ہوں۔ عمر فاروق نے فرمایا: خلاف واقع بات کرتے ہو۔ کیونکہ جب وہ تمہاری زبان میں کلام کرنے
لگے تمہارے قبلہ رو ہو کر نماز پڑھنے لگے اور تمہاری طرح حج کرنے لگے تو اس کے بعد ان کے قتل کرنے میں تم
سچے نہیں ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر ان کے گھر لے جایا گیا اور ہم بھی آپ کے ساتھ چلنے لگے
اس واقعہ سے پہلے مسلمانوں کو کبھی ایسی مصیبت نہیں پہنچی تھی۔ بعض کہتے فکر کی کچھ بات نہیں اور بعض کہتے
ہمیں ڈر ہے کہ آپ فوت ہو جائیں گے۔ پھر نبیذ لایا گیا جسے آپ نے پیا تو وہ آپ کے پیٹ سے نکل گیا
پھر دودھ لایا گیا آپ نے وہ پیا تو وہ بھی آپ کے پیٹ سے نکل گیا۔ اس وقت لوگوں کو یقین ہو گیا کہ آپ
زندہ نہیں رہ سکیں گے۔ ہم آپ کے پاس آئے اور لوگ بھی آرہے تھے وہ سب آپ کی شنا کرتے اس اثنا
میں ایک نوجوان آیا اور کہنے لگے اے امیر المؤمنین! آپ کو اللہ کی طرف سے خوشخبری ہو کہ آپ کو جناب

بَنِي عَدِيٍّ ابْنِ كَعْبٍ فَإِنْ لَمْ تَفِ أَمْوَالَهُمْ فَسَلِّ فِي قُرَيْشٍ وَلَا
تَعُدُّهُمْ إِلَى غَيْرِهِمْ فَإِذَا عَنِيَ هَذَا الْمَالُ انْطَلِقْ إِلَى عَائِشَةَ
أَمِّ الْمُؤْمِنِينَ فَقُلْ يَقْرَأُ عَلَيْكَ عَمْرُ السَّلَامِ وَلَا تَقُلْ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ
فَإِنِّي لَسْتُ الْيَوْمَ لِلْمُؤْمِنِينَ أَمِيرًا وَقُلْ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبِيهِ فَسَلِّمْ فَلْيَسْتَأْذِنَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهَا وَجَدَهَا
قَاعِدَةً تَبْكِي فَقَالَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ السَّلَامَ وَيَسْتَأْذِنُ
أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبِيهِ فَقَالَتْ كُنْتُ أُرِيدُكَ لِنَفْسِي وَأَوْثَرَنَ
بِهِ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِي فَلَمَّا أَقْبَلَ قِيلَ هَذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ جَاءَ
قَالَ ارْفَعُوْنِي فَاسْنَدَهُ رَجُلٌ إِلَيْهِ فَقَالَ مَا لَدَيْكَ قَالَ الَّذِي

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل رہی اور آپ جانتے ہیں کہ آپ قدیم الاسلام ہیں۔ پھر آپ کو خلیفہ بنایا گیا تو آپ نے عدل و انصاف کیا۔ پھر آپ کو شہادت نصیب ہوئی۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا مسیری خواہش ہے کہ یہ سب امور میرے لئے برابر ہو جائیں نہ عذاب ہو اور نہ ہی ثواب ہو۔ جب وہ نوجوان واپس ہوا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کا تہبند زمین پر گھسیٹ رہا تھا۔ فرمایا اس نوجوان کو واپس بلاؤ اور فرمایا اسے میرے بھتیجے تہبند اوپر اٹھاؤ اس سے کپڑا صاف رہے گا اور یہ اللہ کو بھی پسند ہے۔

اے عبد اللہ بن عمر! دیکھو مجھ پر قرض کتنا ہے۔ انھوں نے حساب کیا تو چھیانوہ ہزار یا اس کے لگ بھگ قرض پایا۔ فرمایا: اگر عمر کی اولاد کے اموال اس کے لئے کافی ہوں تو ان کے اموال سے قرضہ ادا کر دو ورنہ بنی عدی بن کعب سے مانگو اگر ان کے اموال کافی نہ ہوں۔ تو قریش سے مانگو اور ان کے غیر سے مال لے کر قرضہ ادا نہ کرنا ہوگا۔ میرا قرض ادا کرو اور اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ عمر سلام کہتا ہے اور یہ نہ کہنا کہ امیر المؤمنین سلام کہتے ہیں کیونکہ میں آج مومنوں کا امیر نہیں ہوں اور کہو عمر بن خطاب اس بات کی اجازت چاہتا ہے کہ اپنے دونوں ساتھیوں کے پاس دفن کیا جائے عبد اللہ ابن عمر نے سلام عرض کیا اور اندر آنے کی اجازت مانگی اجازت کے بعد اُمّ المؤمنین کی خدمت میں حاضر

تَحْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ أَذِنْتُ قَالَ الْحَدُّ لِلَّهِ مَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ
 أَهَمُّ إِلَيَّ مِنْ ذَلِكَ فَإِذَا أَنَا قَبَضْتُ فَأَجْمَلُونِي ثُمَّ سَلِمَ فَقُلْ
 يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَإِنْ أَذِنْتُ لِي فَأَدْخِلُونِي وَإِنْ
 رَدَّتْنِي فَرُدُّونِي إِلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ وَجَاءَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ
 حَفْصَةُ وَالنِّسَاءُ تَسِيرُ مَعَهَا فَلَمَّا رَأَيْنَاهَا قُنَا فَوَلَجَتْ عَلَيْهِ
 فَبَكَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً وَاسْتَأْذِنَ الرِّجَالُ فَوَلَجَتْ دَاخِلًا لَهُمْ
 فَسَمِعْنَا بُكَاءَهَا مِنَ الدَّاخِلِ فَقَالُوا أَوْصِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
 اسْتَخْلِفْ قَالَ مَا أَحَدٌ أَحَقُّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْ هَؤُلَاءِ النَّفَرِ
 أَوِ الرَّهْطِ الَّذِينَ تُوْفِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ
 رَاضٍ فَسَمِيَ عَلِيًّا وَعُثْمَانُ وَالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ وَسَعْدُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ

تو انہیں روٹی ہوئے پایا۔ عرض کیا عمر بن خطاب آپ کو سلام عرض کرتے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں کہ اپنے
 دونوں ساتھیوں کے پاس مدفون ہوں۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں نے اپنے لئے اس کا ارادہ کیا ہوا تھا آج میں
 انہیں اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں۔ جب عبد اللہ بن عمر واپس آئے تو کہا گیا یہ عبد اللہ بن عمر آتے ہیں فرمایا
 مجھے اٹھاؤ ایک شخص نے آپ کو اپنا سہارا دے کر بٹھایا فرمایا اے عبد اللہ! کیا جواب لائے ہو۔ عرض کیا
 یا امیر المؤمنین وہی جو آپ پسند کرتے ہیں۔ ام المؤمنین نے دفن کی اجازت دے دی ہے۔ فرمایا اللہ کا شکر
 ہے۔ میرے لئے کوئی شئی اس سے اہم نہ تھی۔ جب میری وفات واقع ہو جائے تو مجھے اٹھا کر لے جاؤ تو
 سلام عرض کرنے کے بعد کہو۔ عمر بن خطاب اجازت چاہتے ہیں اگر میرے لئے اجازت دے دیں تو مجھے
 وہاں دفن کر دینا اور اٹھوں نے واپس کر دیا تو مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں لے جاؤ۔ ام المؤمنین حفصہ
 رضی اللہ عنہا اور دیگر خواتین ان کے ساتھ چلتی ہوئی آئیں جب ہم نے انہیں دیکھا تو ہم اٹھ گئے۔ وہ آپ
 کے پاس آکر کچھ دیر روٹی رہیں۔ لوگوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو وہ اندر مکان میں چلی گئیں۔ ہم
 نے مکان کے اندر سے ان کے رونے کی آواز سنی۔ لوگوں نے کہا یا امیر المؤمنین وصیت کیجئے اور کسی کو خلیفہ

ابن عوف قال يشهدكم عبد الله بن عمرو ليس له من
 الأمر شيء كهيئة التعزية له فإن أصابت المرأة سعد فهو
 ذاك والأولى يستعن به أيكم ما أمر فاني لما عزلته من عجز
 ولا خيانة وقال أوصني الخليفة من بعدى بالمهاجرين الأولين
 أن يعرف لهم حقوقهم ويحفظ لهم حرمتهم وأوصيه
 بالانصار خيرا الذين تبوءوا الدار والأيمان من قبلهم أن
 يقبل من محسنهم وأن يعفى عن سيئتهم وأوصيه بأهل
 الانصار خيرا فانهم رداء الاسلام وجباة المال وعيظ
 العدو وأن لا يؤخذ منهم الا فضلهم عن رضاهم
 وأوصيه بالأعراب خيرا فانهم اصل العرب ومادة
 الاسلام أن يؤخذ من خواشي أموالهم ويرد على فقرائهم

مقرر کریں فرمایا میں خلافت کے لائق ان لوگوں کے سوا کسی کو نہیں پاتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے وفات پائی تو آپ ان سے راضی تھے اور حضرت علی، عثمان،
 زبیر، طلحہ، سعد اور عبد الرحمن رضی اللہ عنہم کا نام لیا اور فرمایا عبد اللہ بن عمر تمہارے پاس حاضر ہوا کریں گے لیکن
 خلافت میں ان کا کوئی حصہ نہیں (راوی نے کہا) آپ نے یہ جملہ عبد اللہ کی تسلی کے لئے فرمایا۔ اگر خلافت سعد
 بن ابی وقاص کو ملے تو وہ اس کے مستحق ہیں۔ ورنہ جو بھی خلیفہ بنایا جائے وہ ان سے استعانت کرتا رہے
 میں نے انہیں نا اہلیت اور خیانت کرنے کے باعث معزول نہیں کیا اور میں اپنے بعد والے خلیفہ کو مهاجرین
 اولین سے متعلق وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کے حقوق پہچانے اور ان کی آبرو کی حفاظت کرے اور میں اسے
 انصار کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں جو مدینہ منورہ (دارالہجرت) میں مهاجرین سے پہلے مقیم ہوئے اور
 انھوں نے ایمان کو کفر پر ترجیح دی۔ کہ ان میں سے مخلص لوگوں کے اخلاص کو اپنایا جائے اور ان کے خطاکاروں

وَأَوْصِيَهُ بِذِمَّةِ اللَّهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ
يُوفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ دَرَأِهِمْ وَلَا يُكَلَّفُوا إِلَّا
طَاقَتُهُمْ فَلَمَّا قُبِضَ خَرَجْنَا بِهِ فَأَنْطَلَقْنَا مَمْشَى فَسَلَّمَ عَبْدُ اللَّهِ
ابْنُ عُمَرَ قَالَ يَسْتَاذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَتْ أَدْخِلُوهُ فَأَدْخِلَ
فَوَضَعَهُ هُنَا لَكَ مَعَ صَاحِبِيهِ فَلَمَّا فُرِغَ مِنْ دَفْنِهِ اجْتَمَعَ مُؤَلَّو
الرَّهْطُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ اجْعَلُوا أَمْرَكُمْ إِلَى ثَلَاثَةِ مِثْكَمُ
قَالَ الزُّبَيْرُ قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عَلِيٍّ فَقَالَ طَلْحَةُ قَدْ جَعَلْتُ
أَمْرِي إِلَى عُثْمَانَ وَقَالَ سَعْدٌ قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ
ابْنِ عَوْفٍ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ أَيُّكُمْ تَبْرَأُ مِنْ هَذَا الْأَمْرِ

سے درگزر کر دیا جائے۔ میں خلیفہ کو شہروں میں رہنے والوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں
کیونکہ وہ لوگ اسلام کے مددگار، مال جمع کرنے والے اور دشمنوں کو غیظ میں ڈالنے والے ہیں۔ اور ان سے
ان کی رضامندی سے ضرورت سے زائد مال لیا جائے۔ خلیفہ کو اعراب کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت
کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ اصل عرب اور اسلام کا سرمایہ ہیں کہ ان کی ضرورت سے زائد مال لئے جائیں اور
ان میں سے غریب لوگوں پر تقسیم کئے جائیں۔ میں خلیفہ کو اللہ تعالیٰ کا ذمہ اور اس کے رسول کے ذمہ
کی وصیت کرتا ہوں کہ اہل ذمہ کے ذمہ کو پورا کیا جائے اور ان کی حمايت میں جنگ کی جائے اور ان کی طاقت
سے زیادہ انہیں تکلیف نہ دی جائے۔ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے۔ ہم انہیں لے کر نکلے ہم چلتے
جائے تھے کہ عبد اللہ بن عمر نے ام المؤمنین کو سلام عرض کیا اور کہا عمر بن خطاب اجازت طلب کر رہے ہیں۔
ام المؤمنین نے فرمایا انہیں داخل کر دو۔ چنانچہ انہیں (حجرہ میں) داخل کر دیا گیا اور وہاں اپنے ساتھیوں
کے ساتھ دفن کر دیئے گئے۔ جب ان کے دفن سے فارغ ہوئے تو یہ لوگ جمع ہو گئے۔ عبد الرحمن نے کہا
تم اپنی رائے تین شخصوں کو سونپ دو۔ حضرت زبیر نے کہا میں اپنا حق علی کے سپرد کرتا ہوں۔ طلحہ نے کہا
میں نے اپنی رائے عثمان کے حوالہ کی اور سعد بن ابی وقاص نے کہا میں نے اپنا حق عبد الرحمن بن عوف کے

فَجَعَلَهُ إِلَهًا وَاللَّهُ عَلَيْهِ وَالْإِسْلَامُ لِيَنْظُرَنَّ أَفْضَلَهُمْ فِي
 نَفْسِهِ فَأَسْكَتَ الشَّيْخَانِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ أَفَتَجْعَلُونَهُ
 إِلَهًا وَاللَّهُ عَلَيَّ أَنْ لَا أُلُوْعَنَّ أَفْضَلَكُمْ قَالَا نَعَمْ فَأَخَذَ بِيَدِ
 أَحَدِهِمَا فَقَالَ لَكَ قَرَابَةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَالْقَدَمُ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَاللَّهُ عَلَيْكَ لِيْنُ أَمْرُكَ
 لَتُعْدِلَنَّ وَلِيْنُ أَمْرُ عُثْمَانَ لَتَسْمَعَنَّ وَلَتُطِيعَنَّ ثُمَّ حَلَا
 بِالْأُخْرَى فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ فَلَمَّا أَخَذَ الْمُتَشَاقَّ قَالَ ارْفَعْ يَدَكَ
 يَا عُثْمَانُ فَبَايَعَهُ فَبَايَعَهُ لَهُ عَلَى دَوْلَةِ أَهْلِ الدَّارِ فَبَايَعُوهُ

سپرد کر دیا۔ عبد الرحمن نے (علی و عثمان) سے کہا تم دونوں میں سے خلافت سے کون دستبردار ہوتا ہے۔
 ہم یہ اس کے سپرد کر دیں گے اللہ اور اسلام اس کا نگہبان ہے۔ تم دونوں میں سے ہر ایک اپنے خیال میں
 افضل پر نظر کرے (اس وقت) حضرت عثمان اور حضرت علی دونوں خاموش رہے۔ حضرت عبد الرحمن
 بن عوف نے کہا کیا تم اپنا اپنا حق میرے سپرد کرتے ہو؟ بخدا مجھ پر لازم ہے کہ میں تم میں سے افضل کے
 ساتھ کمی نہیں کروں گا۔ دونوں نے کہا جی ہاں! (خلافت کا انتخاب آپ کریں) عبد الرحمن نے ان میں سے ایک
 کا ہاتھ پکڑ کر کہا آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اور اسلام میں قدامت کا وہ ثمر
 حاصل ہے جو آپ جانتے ہیں۔ اللہ آپ کا نگہبان ہے۔ اگر میں آپ (علی) کو خلیفہ بنادوں تو آپ نے عدل و
 انصاف کرنا ہوگا اور اگر عثمان کو خلیفہ بنادوں تو ان کی بات سُننی ہوگی اور ان کی اطاعت کرنا ہوگی۔ پھر
 دوسرے (عثمان) کو علیحدہ لے گئے اور ان سے اسی طرح کہا (جو حضرت علی سے کہا تھا) جب دونوں سے عہد لے
 لیا تو کہا اے عثمان اپنا ہاتھ اٹھاؤ اور ان سے بیعت کی پھر حضرت علی نے بیعت کی پھر شہر والے آنے اور
 سب نے حضرت عثمان سے بیعت کی۔

شرح : امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بن یمان عباسی

۳۴۶۴ —

اور عثمان بن حنیف اُسی کو عراق کی زمین پر خراج اور لوگوں

پر جزیہ مقرر کرنے کے لئے بھیجا۔ پھر ان سے پوچھا کہ تم نے حکم کی تعمیل کی ہے؟ انھوں نے کہا جی ہاں ہم نے

زمین پر خراج اس قدر مقرر کیا ہے کہ وہ اس کی طاقت رکھتی ہے اس کی طاقت سے زیادہ مسترد نہیں کیا۔ اس کے بعد ابھی چار روز ہی گزرنے والے تھے کہ چوتھے روز کی صبح آپ کو زخمی کر دیا گیا جو بعد میں آپ کی وفات پر منتج ہوا۔ جس شخص نے آپ کو شہید کیا وہ مغیرہ بن شعبہ کا غلام ابو لؤلؤ فیروز تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہربالغ قیدی کا مدینہ منورہ میں داخلہ ممنوع قرار دیا تھا حتیٰ کہ کونہ کے حاکم مغیرہ بن شعبہ نے امیر المؤمنین کو خط لکھا کہ میرے غلام فیروز نامی کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے کیونکہ وہ بہترین کاریگر ہے۔ اور لوہار اور نقاش کے علاوہ ترکھانوں کا کام اچھا جانتا ہے۔ اس کی صنعت سے لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔ امیر المؤمنین نے مغیرہ بن شعبہ کی سفارش پر ان کے غلام کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ جبکہ مغیرہ نے اس پر ایک سو درہم مہوار خراج مقرر کیا تو ابو لؤلؤ نے امیر المؤمنین سے شکایت عرض کی کہ اس پر خراج زیادہ مقرر کیا گیا ہے آپ نے فرمایا تیرے کسب کے مقابلہ میں یہ خراج زیادہ نہیں۔ ابو لؤلؤ ناراض ہو کر چلا گیا۔ چند روز کے بعد وہ غلام آپ کے پاس سے گزرا تو آپ نے فرمایا کیا تو نے کہا نہیں تھا کہ اگر تو چاہے تو ایسی چلتی بنائے جو ہوا کے ذریعے چل کر آٹا پیسے؟ وہ منہ چڑھا کر حضرت کی طرف متوجہ ہوا اور کہا میں تمہارے لئے ایسی چلتی بناؤں گا جسے لوگ یاد کریں گے۔ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے پاس والے لوگوں کی طرف التفات کرتے ہوئے فرمایا یہ غلام مجھے عتاب کرتا ہے۔ اس نے چند روز میں ایک خنجر تیار کیا جو دونوں طرف سے تیز کیا اور اس کی مٹھی درمیان میں رکھی اور رات کے اندھیرے میں مسجد کے ایک کونہ میں چھپ گیا۔ امیر المؤمنین کی عادت تھی کہ جب گھر سے باہر نکلتے تو نماز کے لئے لوگوں کو بیدار کرتے جاتے تھے چنانچہ حسب عادت آپ مسجد میں آئے اور ابو لؤلؤ کے قریب پہنچے تو اس نے اچانک آپ پر حملہ کر دیا اور آپ کو تین سخت زخم کئے ان میں سے ایک ناف سے نیچے شدید زخم تھا جس سے آپ کی موت واقع ہوئی۔ ابن سعد نے صحیح اسناد کے ساتھ اسے زہری سے روایت کیا ہے ابو رافع کی روایت میں اس طرح ہے کہ ابو لؤلؤ نے امیر المؤمنین سے شکایت کی کہ مغیرہ بن شعبہ نے اس پر چار درہم یومیہ خراج مقرر کیا ہے اور یہ زیادہ ہے اس میں تخفیف ہونی چاہیے آپ نے فرمایا: اللہ سے ڈریہ زیادہ نہیں ہے لیکن آپ کی نیت یہ تھی کہ مغیرہ سے کہہ کر اس میں تخفیف کرا دیں گے۔ ابو لؤلؤ نے کہا میرے سوا تمام لوگوں سے آپ انصاف کرتے ہیں اور آپ کے قتل کا منصوبہ تیار کیا اور زہر آلود خنجر بنایا جو دونوں طرف سے تیز تھا۔ اور صبح کی نماز میں جب امیر المؤمنین نے تکبیر تحریمہ کہی تو اس نے آپ کے کندھے اور پسلیوں میں زخم کئے جس کی وجہ سے آپ زمین پر گر پڑے۔ مسلم نے معمر بن ابی بکر کے طریق سے روایت کی کہ حضرت امیر المؤمنین نے ایک روز خطبہ میں فرمایا میں نے خواب میں ایک مرغ دیکھا ہے جس نے مجھے تین چوخیں ماری ہیں مجھے اس کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ میری موت قریب آچکی ہے۔

۲۶۔ ذوالحجہ ۲۳ھ میں ابو لؤلؤ نے آپ کو شہید کیا۔ اس حادثہ میں اس شقی نے تیرہ صحابہ کرام

کو بھی زخمی کیا جن میں سے سات شہید ہو گئے اور چھ بچ رہے۔ اس واقعہ میں ایک مہاجر حطان تمیمی یہودی نے ابو لؤلؤ کے بھاگتے ہوئے اس پر بلی ٹوپی یا کیل ڈال دیا ایک اور اسناد سے ابن سعد نے واقعہ سے روایت کی کہ عبد اللہ بن عوف نے ابو لؤلؤ کا سر قلم کر دیا۔

جب امیر المؤمنین زخمی ہو گئے تو عبد الرحمن بن عوف کا ہاتھ پکڑ کر انہیں آگے مصلیٰ پر کھڑا کر دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عبد الرحمن نے نماز میں بہت اختصار کیا اور قرآن کی چھوٹی چھوٹی سورتیں درانا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ اور اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ، پڑھیں۔ اس اثناء میں امیر المؤمنین پر غشی طاری ہو گئی اور آپ کو گھر پہنچا دیا گیا۔ آپ صبح تک بے ہوش رہے۔ جب افاقہ ہوا تو ہمیں دیکھ کر فرمایا کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں عرض کیا جی ہاں! لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے۔ آپ نے فرمایا جو نماز نہ پڑھے اس کا اسلام کامل نہیں پھر وضو کر کے نماز پڑھی۔ ابن سعد نے عبد اللہ بن عمر کے طریق سے روایت کی کہ آپ نے وضو کر کے صبح کی نماز پڑھی اور پہلی رکعت میں وَالْعَصْرُ، اور دوسری رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، دو سورتیں پڑھیں اور میرے ساتھ تکیہ لگایا جبکہ آپ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔ میں نے درمیان والی انگلی زخم پر رکھی لیکن زخم بہت گہرا تھا میری انگلی سے اس کا منہ بند نہ ہوا۔

حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کو ابن عباس سے بہت محبت تھی آپ انہیں ہمیشہ اپنے قریب جگہ دیا کرتے تھے۔ ابن عباس نے کہا اس سانچہ میں لوگ ایسے روتے تھے جیسے آنکھوں نے اپنی اولاد کو گم پایا ہے لیکن آپ خندہ پیشانی تھے۔ آپ نے فرمایا اے ابن عباس دیکھو مجھے کس نے قتل کیا ہے؟ ابن عباس نے ادھر ادھر گھوم کر عرض کیا۔ کاریگر غلام نے جو بغیرہ بن شعبہ نے بھیجا تھا فرمایا خدا کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری موت کلمہ گو کے ہاتھ میں نہیں رکھی۔ اللہ اسے ہلاک کرے میں نے اس کے ساتھ بے انصافی نہیں کی تھی بلکہ اسے اچھی بات کہی تھی۔ حضرت جابر کی حدیث میں ہے کہ امیر المؤمنین نے فرمایا جس نے مجھے قتل کیا ہے اس پر جلدی نہ کرنا۔ عرض کیا گیا کہ اس نے خودکشی کر لی ہے۔ آپ نے ”إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ کہا۔ کسی نے کہا کہ قاتل ابو لؤلؤ ہے آپ نے فرمایا: ”اللہ اکبر“

امیر المؤمنین نے ابن عباس سے فرمایا تم اور تمہارے والد چاہتے تھے کہ مدینہ منورہ میں کاریگر زیادہ ہونے چاہئیں۔ یہ تمہارے ساتھیوں کی مہربانی ہے۔ میں تو چاہتا تھا کہ مدینہ منورہ میں کوئی عجمی کا فو داخل نہ ہونے پائے۔ لیکن تم مجھ پر غالب آئے جس کا نتیجہ تم نے آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بہت غلام تھے آنکھوں نے کہا اگر آپ چاہیں تو ہم سب کو قتل کر دیتے ہیں کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ ان کو قتل کرنے کا حکم ہرگز نہ دیں گے۔ امیر المؤمنین نے فرمایا: کَذَبْتَ، آپ غلط کہتے ہیں جب وہ کلمہ گو ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں انہیں کیسے قتل کر دے؟ حالانکہ مسلمان کو قتل کرنا جائز نہیں۔ شاید ابن عباس کا یہ خیال ہوگا کہ جو ان میں سے مسلمان نہیں انہیں قتل کر دیا جائے۔

ابو اسحاق کی روایت کے مطابق جب صبح ہوئی تو ایک طبیب آیا اور کہا آپ کو پینے کی کون سی شئی پسند ہے فرمایا نبیذ یعنی کھجوروں کا شربت، جب وہ آپ کو پلا یا گیا تو وہ پیٹ سے باہر نکل گیا اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ نبیذ تھا یا خون نکلا تھا کیونکہ خون نبیذ کے ساتھ مل گیا تھا۔ پھر دودھ پیش کیا گیا آپ نے وہ پیا تو وہ بھی پیٹ سے باہر نکل گیا۔ اس کے بعد طبیب نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ دو روز تک وفات فرما جائیں گے اس لئے کوئی وصیت کر جائیں۔ امیر المؤمنین نے فرمایا آپ سچ کہتے ہیں مگر اور کوئی یہ کہتا تو میں اسے تسلیم نہ کرتا۔ اس وقت آپ نے فرمایا اگر ساری دنیا میری ملک ہوتی تو میں آنے والے خطرات کے باعث اسے اللہ کی راہ میں قربان کر دیتا۔ اللہ کا شکر ہے کہ مجھے بھلائی نظر آرہی ہے۔ اس کے بعد لوگوں کو یقین ہوا کہ امیر المؤمنین زیادہ دیر زندہ نہ رہ سکیں گے توجوق درجوق لوگ آتے اور آپ کی طرح اور ثنا کرتے۔ ایک نوجوان آیا اور کہا اے امیر المؤمنین آپ کو خوشخبری ہو کہ آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل رہی اور قدیم الاسلام ہونے کا شرف آپ کو ملا پھر آپ خلیفہ مقرر ہوئے تو عدل و انصاف کیا اور آخر میں شہادت نصیب ہوئی۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ یہ سب باتیں مجھ پر برابر ہو جائیں نہ عذاب ہو نہ ثواب۔

مبارک بن فضالہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اے امیر المؤمنین آپ نے فرمایا ہے کہ یہ سب باتیں مجھ پر برابر ہیں نہ عذاب نہ ثواب۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اچھی جزاء دے۔ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعاء نہیں فرمائی تھی کہ آپ کے ذریعے اللہ تعالیٰ دین اور مسلمانوں کو غلبہ دے جبکہ لوگ مکہ میں خائف تھے جب آپ نے اسلام قبول کیا تو آپ کا اسلام لانا مسلمانوں کے غلبہ کا سبب ہوا اور آپ کے ذریعے اسلام نے قوت پکڑی۔ آپ نے مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی آپ کی ہجرت یقیناً بہت بڑی فتح تھی۔ پھر آپ کسی جنگ میں پیچھے نہیں رہے۔ ہر غزوہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے وفات پائی تو آپ پر راضی تھے پھر آپ کے بعد ہونے والے خلیفہ کی وزارت آپ نے علی منہاج نبوت کی۔ خلیفہ اول کا انتقال ہوا تو وہ آپ سے راضی تھے پھر آپ کو بھلائی سے خلیفہ مقرر کیا گیا۔ آپ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے شہروں کو رونق بخشی اموال جمع کئے۔ دشمن کو مغبور کیا اور آپ کے ذریعے لوگوں کے دین اور رزق میں وسعت دی۔ پھر شہادت پر آپ کی زندگی کا اختتام ہوا۔ اے امیر المؤمنین! آپ کو یہ سعادت مبارک ہو۔ حضرت ابن عباس کا کلام سن کر امیر المؤمنین نے فرمایا۔ مغرور وہ شخص ہے جسے تم غرور میں ڈالو! پھر فرمایا: اے عبد اللہ! کیا قیامت میں اللہ تعالیٰ کے حضور میرے لئے ان باتوں کی گواہی دو گے؟ ابن عباس نے کہا جی ہاں! امیر المؤمنین نے فرمایا اے اللہ تیرا شکر ہے۔ پھر اپنے بیٹے عبد اللہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا دیکھو میرا کتنا فرقہ ہے حساب کیا تو چھپاسی ہزار درہم قرصہ تھا۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اس طرح ہے کہ

امیر المؤمنین نے عبداللہ بن عمر سے فرمایا اے عبداللہ! میں تمہیں اللہ کے حق اور عمر کے حق کے ساتھ قسم دیتا ہوں کہ جب میری وفات ہو جائے اور مجھے دفن کر دیا جائے تو تم نے اپنا سر ہرگز نہیں دھونا حتیٰ کہ ال عمر کا سامان اشیائے ہزار درہم سے فروخت کرو اور اسے بیت المال میں جمع کرادو! عبدالرحمن بن عوف نے آپ سے دریافت کیا تو فرمایا میں نے یہ مال حجوں میں خرچ کیا ہے اور ملکی حوادث میں صرف کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر المؤمنین کے مقروض ہونے کی کیا وجہ تھی۔

امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو ام المؤمنین کی خدمت میں بھیجا کہ آپ کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن ہونے کی درخواست کرے اگر وہ قبول کر لیں تو فہماورد نہ انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے اور درخواست گزار تے وقت مجھے امیر المؤمنین نہ کہا جائے کیونکہ میں آج امیر المؤمنین نہیں ہوں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے وہ جگہ اپنے لئے مخصوص رکھی تھی لیکن آج میں اپنی ذات پر حضرت عمر فاروق کو ترجیح دیتی ہوں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حجرہ شریفہ ام المؤمنین کی ملکیت تھی۔ لیکن یہ منافع کی ملکیت تھی کہ ام المؤمنین وہاں اقامت فرما سکتی ہیں۔ کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کا حکم ان عورتوں کا حکم ہے جو عدت پوری کرتی ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہیں نکاح کرنے کا حق حاصل نہیں تھا وہ بدستور حضور کی بیویاں ہیں کیوں کہ نبیوں کی موت صرف آتی ہوتی ہے اور وہ ہمیشہ زندہ ہوتے ہیں۔

اس مقام میں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ ام المؤمنین نے فرمایا حجرہ شریفہ میں اپنے لئے مخصوص جگہ میں نے اپنے دفن کے لئے رکھی تھی لیکن آج میں عمر فاروق کو ترجیح دیتے ہوئے انہیں وہاں دفن ہونے کی اجازت دیتی ہوں۔ حالانکہ آپ نے عبداللہ بن زبیر سے فرمایا تھا کہ مجھے ان کے پاس دفن نہ کرنا۔ حجرہ شریفہ میں صرف ایک شخص کے دفن کی جگہ تھی جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دفن سے ختم ہو گئی تو ام المؤمنین نے عبداللہ بن زبیر سے کیوں فرمایا کہ مجھے ان کے پاس دفن نہ کرنا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر فاروق کے دفن کے بعد جگہ خالی رہ گئی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین نے یہ خیال کیا تھا کہ عمر فاروق کے دفن کے بعد حجرہ شریفہ میں جگہ باقی نہ رہے گی اس لئے فرمایا میں آج عمر فاروق کو ترجیح دیتی ہوں لیکن عمر فاروق کے مدفون ہونے کے بعد گنجائش نظر آئی تو عبداللہ سے فرمایا عمر فاروق کے دفن کے بعد اگر چہ جگہ باقی بچ رہی ہے لیکن مجھے ان کے پاس دفن نہ کرنا۔

اس اشکال کا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ام المؤمنین کے ارشاد کے مطابق کہ میں عمر کو ترجیح دیتی ہوں سے مراد یہ ہو کہ اگر وہاں عمر فاروق کے دفن کی اجازت دی جائے تو وہاں ام المؤمنین کا دفن صحیح نہ ہوگا؛ کیونکہ پہلے وہاں صرف ام المؤمنین کے شوہر اور والد تھے اور عمر فاروق اجنبی ہیں اسی لئے عمر فاروق کے دفن کے بعد ام المؤمنین فرمایا کرتی تھیں۔ جب عمر فاروق میرے گھر میں مدفون ہوئے تو میں کپڑے نہیں اتارتی

تھی۔ (ابن سعد) ایک حدیث کے مطابق ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے پاس دفن ہونے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا آپ وہاں کیسے مدفون ہو سکتی ہیں جبکہ وہاں صرف میری قبر شریف، ابوبکر، عمر اور عیسیٰ بن مریم کے قبور کی جگہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روضہ اطہر میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے جہاں حضرت علیہ السلام مدفون ہوں گے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب ایک بار دفن کی اجازت حاصل ہو گئی تو دوبارہ اجازت طلب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ان کی زندگی میں ان سے حیا کرتے ہوئے اجازت تو دیدے گئیں لیکن ممکن ہے کہ ان کی وفات کے بعد اجازت منسوخ کر دیں لہذا انہیں اس میں مجبور نہ کیا جائے۔

لوگ جب امیر المؤمنین کی زندگی سے ناامید ہو گئے تو انہوں نے آپ کو خلیفہ مقرر کرنے کی رغبت دلاتے ہوئے کہا کہ آپ خلیفہ کی وصیت فرمائیں آپ نے خلافت کا تقریباً صحابہ کرام کے سپرد کیا اور وہ علی بن ابی طالب، عثمان بن عفان، طلحہ بن عبید اللہ، زبیر بن عوام، سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمن بن عوف ہیں اور عبداللہ بن عمر کو بھی ان میں شامل کرنے کو کہا مگر ساتھ ہی یہ وضاحت کر دی کہ انہیں خلافت کے لئے منتخب نہ کیا جائے یہ شمولیت محض ان کی خاطر داری کے لئے ہے۔ مدینہ نے ذکر کیا کہ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان حضرات سے فرمایا جب تین افراد ایک رائے پر متفق ہو جائیں اور تین دوسری رائے پر اتفاق کریں تو عبداللہ بن عمر کو حاکم مقرر کر لیں اور اگر وہ عبداللہ کی حکیم سے راضی نہ ہو تو جس طرف عبدالرحمن بن عوف ہوں ان کے انتخاب کو آخری شکل دی جائے۔

یہاں ایک اشکال ہے کہ امیر المؤمنین نے ان چھ صحابہ کرام میں سے ہر ایک کو خلافت کے اہل قرار دیتے ہوئے خلافت ان چھ میں منحصر کر دی۔ حالانکہ آپ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی گورنری سے معزول کر دیا تھا۔ اس کا حل یہ ہے کہ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے وضاحت کر دی تھی کہ انہوں نے سعد بن ابی وقاص کو خیانت اور عجز کے باعث معزول نہیں کیا تھا بلکہ ایک خاص مصلحت کے پیش نظر انہیں کوفہ سے واپس بلا لیا تھا اسی لئے فرمایا اگر سعد کی خلافت پر اتفاق ہو جائے تو وہ یقیناً خلافت کے قابل ہیں۔

مدینہ نے ذکر کیا امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا گمان تو یہی ہے کہ خلافت کے لئے علی اور عثمان میں سے کوئی ایک مقرر ہوگا لیکن عثمان کی طبیعت نرم ہے اور علی کی خلافت میں کچھ لوگ اختلاف کریں گے اور اگر سعد منتخب ہو جائے تو فہما ورنہ جو بھی خلیفہ منتخب ہو وہ سعد بن ابی وقاص سے ضرور استعانت کرے۔

امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فراست

ابو اسحاق نے عمرو بن مہمون سے روایت کی کہ امیر المؤمنین نے فرمایا علی، عثمان، عبدالرحمن، سعد اور زبیر کو بلاؤ جبکہ طلحہ غائب تھے تو آپ نے عثمان اور علی کے سوا کسی سے بات نہ کی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا یہ لوگ آپ کے حق کو جانتے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی قرابت اور دامادی کو بھی جانتے ہیں اور انہیں یہ بھی علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فقاہت اور علم میں انبیاء کی شان عطا کی ہے۔ اگر خلافت کے لئے آپ کو منتخب کر لیا جائے تو اس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔ پھر حضرت عثمان کو بلایا اور انہیں بھی یہی فرمایا۔ اسرائیل نے ابواسحاق کے ذریعے عثمان کا قصہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ امیر المؤمنین نے فرمایا۔ اگر یہ لوگ تمہیں خلیفہ مقرر کریں تو اس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور ابو عبیدہ کی اولاد میں سے کسی کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط نہ کرنا۔ پھر فرمایا صہیب کو بلاؤ۔ اور ان سے فرمایا تین روز لوگوں کو نماز پڑھاؤ اور یہ چھ اشخاص ایک مکان میں علیحدہ بیٹھ جائیں جب یہ کسی ایک کی خلافت پر متفق ہو جائیں تو پھر اگر کوئی ان کی مخالفت کرے تو اس کی گردن اڑا دو!

جب وہ آپ سے روانہ ہو گئے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا آپ کے انتخاب کرنے میں کیا مانع ہے؟ فرمایا: میں حیات و ممات میں اس کا بوجھ اٹھانے کو پسند نہیں کرتا ہوں۔

ابن سعد نے صحیح اسناد کے ساتھ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ جب یہ چھ حضرات امیر المؤمنین کے پاس گئے تو انہیں دیکھ کر فرمایا میں نے لوگوں کے معاملہ میں نظر کی ہے۔ میں نے لوگوں میں کسی قسم کا اختلاف نہیں پایا۔ اگر کچھ ہے تو تم میں ہے یہ امر تمہارے سپرد ہے۔ اس روز حضرت طلحہ غائب تھے۔ وہ اپنے اموال کی دیکھ بھال کرنے گئے تھے۔ امیر المؤمنین نے فرمایا اگر تمہاری قوم عبدالرحمن بن عوف اور عثمان و علی میں کسی ایک کو خلیفہ مقرر کریں تو تم میں سے جو بھی خلیفہ مقرر ہو وہ اپنی قرابت کو لوگوں پر مسلط نہ کرے اٹھو اور آپس میں مشورہ کرو پھر فرمایا ذرا اٹھو! اگر میں فوت ہو جاؤں تو صہیب تین روز نمازیں پڑھاؤ اور مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر اگر تم میں سے کوئی خلیفہ بن بیٹھے تو اس کی گردن اڑا دو!

امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وصیت

آپ نے منتخب ہونے والے خلیفہ کو وصیت کی کہ وہ مہاجرین اولین کے حقوق کو بچانے اور ان کی عزت کا احترام کرے۔ مہاجرین اولین، وہ صحابہ کرام میں جنہوں نے دونوں قبلوں بیت المقدس اور کعبہ کی

طرف نماز پڑھتی ہے۔ کہا گیا ہے کہ جو بیعت رضوان میں حاضر ہوئے تھے اور انصار کے ساتھ بھلائی کی وصیت کی جو ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ میں مقیم تھے اور انھوں نے صلابتِ ایمان کے باعث ایمان کی اہمیت کو جانا۔ کیونکہ وہ اسلام کے مددگار ہیں اور اپنی قوت اور کثرت کے باعث دشمن کے غیظ و غضب کا سبب ہیں اور ان کے اموال سے ان کی ضرورت سے زائد مال ان کی رضامندی کے بغیر نہ لے اور ان کے عمدہ مال لینے سے اجتناب کرے۔ اعراب سے بھلائی کی وصیت کی کیونکہ وہ اصل عرب اور اسلام کا سرمایہ ہیں اور ان کے اموال انہی غریب لوگوں میں تقسیم کرے۔ اہل ذمہ کے متعلق وصیت کی کہ ان کے عہد کو پورا کیا جائے جب ان پر دشمن حملہ آور ہو تو ان کی مدد کرے۔

امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے اپنی وصیت میں تمام امور کا لحاظ کیا کیونکہ لوگ مسلمان ہیں یا کافر ہیں۔ حسرتی کافروں کے متعلق تو کوئی وصیت نہیں کی۔ ذمی کافروں کے متعلق وصیت کی پھر مسلمان مہاجر ہیں یا انصار اور ان کے علاوہ مسلمان بدوی ہیں یا شہری ہیں ہر ایک کے متعلق مناسب وصیت فرمائی۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا جب امیر المؤمنین فوت ہو گئے تو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ریاض میں ذکر کیا کہ جب آپ شہید ہوئے تو مدینہ منورہ میں اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا تھا۔ بچے اپنی ماؤں سے کہتے تھے کیا قیامت آگئی؟ تو وہ کہتیں نہیں! لیکن امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں (قسطلانی)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت

جب امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے دفن ہونے سے فارغ ہوئے تو حسب ارشاد مذکور حضرات ایک مکان میں تنہا بیٹھے تو عبدالرحمن بن عوف نے کہا اختلاف کم کرنے کے لئے اپنے آراء میں کے حوالہ کر دو! چنانچہ سعد بن ابی وقاص نے اپنا حق عبدالرحمن کے حوالہ کر دیا اور زبیر نے اپنا حق حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ جبکہ طلحہ بن عبید اللہ نے اپنا حق عثمان کو دیا۔ امیر المؤمنین کی وصیت کے وقت اگرچہ حضرت طلحہ غائب تھے لیکن آپ کی وفات کے بعد اور شوریٰ کے فیصلہ سے پہلے وہ حاضر ہو گئے تھے۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے علی و عثمان رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ تم دونوں میں سے جو شخص خلافت سے برأت ظاہر کرے گا ہم خلافت اسی کے سپرد کر دیں گے۔ اللہ اور اسلام اس کا محافظ ہے۔ اور دونوں میں سے ہر ایک کو غور و خوض کرنا چاہیے کہ اس کے خیال میں کون افضل ہے۔ حضرت عثمان نے کہا میں پہلے رضامندی ظاہر کرتا ہوں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ میرے ساتھ وعدہ کریں کہ حق کو ترجیح دو گے اور قریبی لوگوں کو مختص نہ کر دو گے؟ حضرت عثمان نے کہا ہاں! ایسا ہی ہو گا تم میرے ساتھ وعدہ کرو کہ جو

مَنَاقِبُ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ إِلَى الْحَسَنِ الْقُرَشِيِّ
الْهَاشِمِيِّ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيِّ أَنْتَ مَنِيَّ
وَأَنَا مِنْكَ وَقَالَ عُمَرُ تَوْفِي رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عِنْدَ إِصْنِ

جو میری مخالفت کرے تم میرا ساتھ دو گے؟ ان ایام میں عبدالرحمن بن عوف مدینہ منورہ میں کبار صحابہ کرام سے مشورہ کرتے رہے ان میں سے ہر ایک عثمان کے حق میں رائے دیتا تھا حتیٰ کہ سعد بن ابی وقاص نے بھی عثمان کے حق میں مشورہ دیا تو انھوں نے حضرت عثمان سے بیعت کر لی حضرت علی اور دیگر صحابہ کرام نے بھی آپ سے بیعت کر لی اور آپ بالاتفاق خلیفۃ المسلمین مقرر ہوئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مفضول کی افضل پر ولایت جائز ہے۔ کیونکہ اگر یہ جائز نہ ہوتی تو عمر فاروق چھ اشخاص کے مشورہ پر خلافت کو نہ چھوڑتے حالانکہ وہ جانتے تھے کہ ان میں سے بعض دوروں سے افضل ہیں۔ واللہ الموفق!

قوله حَمَلْنَاَهَا أَمْرًا هِيَ لَهٗ " میں لفظ ہی مبتداء اور مطبقة خبر ہے یعنی جو خراج ہم نے زمین پر مقرر کیا ہے وہ اس کی طاقت رکھتی ہے۔ ہم نے اس کی طاقت سے زیادہ خراج مقرر نہیں کیا۔
قوله مَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ - یعنی صف میں میرے اور عبداللہ بن عمر کے درمیان ابن عباس کے سوا کوئی نہ تھا۔ فطارة، بھاگ نکلا۔ العج عجمی کافر۔ نبیذ، پانی میٹھا کرنے کے لئے اس میں کھجوریں ڈالی جاتی ہیں جب تک وہ سخت اور نشہ دار نہ ہو نبیذ کہلاتا ہے۔ قَدْ مُ فِي الْإِسْلَامِ - اسلام میں سبقت۔
لَا وَثَرَتَا " میں ضرور اپنی ذات پر انہیں ترجیح دوں گی۔ لَمْ أَعِزْلُهُ عَنْ عَجْزِي " میں نے سعد کو اس لئے معزول نہیں کیا کہ انتظام کرنے سے عاجز ہیں۔

وَلَا عَنْ خِيَانَةٍ، اور نہ ہی اموال میں خیانت کے باعث معزول کیا ہے۔ یعنی وہ خلافت کے اہل ہیں۔
المہاجرین الاولین، جو بیعت رضوان میں موجود تھے یا جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے۔
تَبَوُّوا الدَّارَ، جو ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ میں مقیم تھے۔ والايمان، دراصل اَثَرُوا الْإِيمَانَ تھا یعنی جنہوں نے ایمان کو ترجیح دی۔ جُبَاةُ الْأَمْوَالِ، جانی کی جمع ہے جو مال جمع کرتے ہیں۔ غِيْظُ الْعَدُوِّ دشمن کو غضبناک کرتے ہیں۔ یعنی ان کی کثرت اور قوت دیکھ کر کفار غیظ و غضب سے بھرتے ہیں۔ حَوَاشِي الْأَمْوَالِهِمْ، درمیانے مال۔ فَأُسْكِتَ الشَّيْخَانَ، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما دونوں خاموش ہو گئے۔ لَا أَلُو، میں تمہاری فضیلت میں کمی نہیں کروں گا۔ قَالَ اللَّهُ عَلَيْكَ دَرَاصِلُ فَإِنَّهُ مُرَقِّبٌ عَلَيْكَ

ہے۔ اللہ تمہارا نگہبان ہے۔ اَمْرٌ مُجْتَمِعٌ، اگر تمہیں خلیفہ مقرر کر دوں۔ فَلَجَ اَهْلُ الدَّارِ، مدینہ منورہ والے داخل ہوئے۔

امیر المؤمنین ابوالحسن علی بن ابی طالبؑ قریشی ہاشمی رضی اللہ عنہ

وفات : رمضان مبارک سنہ ۴۰ مطابق جنوری ۶۶۱ء
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا تو مجھ سے اور میں تم سے ہوں۔ عمر فاروق نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو آپ حضرت علی سے راضی تھے،

شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا۔ اَنْتَ مِنِّي وَاَنَا مِنْكَ، اَنْتَ مبتداء اور مِنِّي خبر ہے۔ مِنِّي، میں لفظ مِنِّ التَّصَالِیہ ہے۔ یعنی تم علم، قرب اور نسب میں میرے ساتھ متصل ہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد اور حضرت علی المرتضیٰ کے والد حقیقی بھائی تھے۔ یہ مراد نہیں کہ تم نبوت کے اعتبار سے میرے ساتھ متصل ہو۔

اَنَا مِنْكَ، کا بھی یہی معنی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے، اَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰی، یعنی تم میرے ساتھ متصل ہو جیسے ہارون کی موسیٰ علیہ السلام سے نسبت تھی وہی نسبت ہماری ہے۔ مگر میرے بعد نبی نہیں۔ یعنی ان کا اتصال نبوت کے اعتبار سے نہیں۔ خلافت کے اعتبار سے اتصال باقی ہے۔ اور یہ خلافت حیات کی حالت میں ہے کیونکہ ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تیہر کے میدان میں چالیس برس پہلے فوت ہو گئے تھے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس وقت فرمایا جبکہ آپ جنگ تبوک کی تیاری کر رہے تھے اور گھڑی حفاظت کے لئے حضرت علی کو مدینہ منورہ میں رہنے دیا تھا۔ جب حضرت علی نے عرصہ کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ رہے ہیں تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا۔

ترمذی میں عمران بن حصین سے منقول اس طرح ہے : اِنَّ عَلِیًّا مِنِّي وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِیُّ

کُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدِي، ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے۔ اس جملہ سے اثنا عشریہ کا خلافت بلا فصل پر استدلال بلا وجہ ہے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسین علیہ السلام کے بارے میں فرمایا اَلْحُسَيْنُ مِنِّي وَاَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ، حسین مجھ سے اور میں اس سے متصل ہوں۔ اسی طرح انصار کے متعلق فرمایا: اَلْأَنْصَارُ مِنِّي وَاَنَا مِنَ الْأَنْصَارِ، حالانکہ امام حسین یا انصار کو خلفاء بلا فصل وہ حضرات بھی نہیں مانتے ہیں۔ لہذا اس حدیث کا انطباق ایسی وجہ پر ہونا ضروری ہے جو سب روایات پر منطبق ہو جائے۔

ابوالحسن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے ابوالحسن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی قرشی ہاشمی آپ کے والد ابوطالب کا نام عبدمناف ہے۔ عبدالمطلب کو شیبۃ الحمد کہا جاتا ہے۔ ہاشم کا نام عمرو عبدمناف کا نام مغیرہ اور قصی کا نام زید ہے آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبدمناف ہے یہ پہلی ہاشمیہ خاتون ہیں جنہوں نے ہاشمی کو جنم دیا۔ وہ ہجرت سے قبل اسلام قبول کر کے فوت ہوئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابوطالب کی اولاد میں سے سب سے چھوٹے تھے۔ چنانچہ آپ جعفر طیار سے دس برس چھوٹے تھے۔ جعفر طیار عقیل سے دس برس چھوٹے تھے۔ سلمان فارسی، ابوذر، مقداد، خطاب، ابوسعید خدری اور زید بن ارقم نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا خدیجہ الکبریٰ کے بعد سب سے پہلے حضرت علی سلمان ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات میں گزر رہے کہ ابوبکر صدیق سب سے پہلے مسلمان ہوئے

صحیح بات یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام کا اظہار کیا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ خدیجہ الکبریٰ کے بعد سب سے پہلے مسلمان ہوئے اور اپنے والد ابوطالب کے ڈر سے ایمان مخفی رکھا تھا اس لئے لوگوں پر یہ مخفی رہا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا حضرت علی تیرہ برس کی عمر میں مسلمان ہوئے اور تریسٹھ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ صحیح ترمذی قول ہے جبکہ دوسرے لوگ آٹھ، دس، تیرہ، پندرہ اور سولہ سال ذکر کرتے ہیں۔ مسلم مدانی نے انس بن مالک سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے دن نبوت کا اظہار کیا اور حضرت علی نے منگل کے روز نماز پڑھی۔ اسماعیل بن ایاس بن عقیف نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں تاجر تھا جب میں حج کرنے آیا تو عباس بن عبدالمطلب سے کچھ مال خریدنے آیا کیونکہ وہ بہت بڑے تاجر تھے میں ان کے پاس منیٰ میں تھا کہ ان کے قریب خیمہ سے ایک شخص نکلا اور سورج کی طرف دیکھنے لگا جب سورج ڈھل گیا تو وہ نماز کے لئے کھڑا ہو گیا۔ پھر اسی خیمہ سے ایک عورت باہر آئی اس نے اُن کی اقتداء میں نماز شروع کر دی پھر

ایک لڑکا اسی خیمہ سے باہر آیا جو بلوغ کے قریب تھا۔ وہ بھی ان کے ساتھ نماز پڑھنے لگا۔ میں نے عباس سے کہا یہ کون ہیں؟ انھوں نے جواب دیا یہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب میرے بھتیجے ہیں یہ عورت خدیجہ بنت خویلد ہیں اور یہ لڑکا ابوطالب کا بیٹا علی ہے میں نے کہا یہ کیا کرتے ہیں؟

انھوں نے کہا یہ نماز پڑھتے ہیں اور میرے بھتیجے کا فرمانا ہے کہ وہ بنی ہاشم کے اس دعویٰ میں صرف ان کی بیوی اور چچا زاد بھائی اس لڑکے نے اتباع کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ عنقریب ان کے لئے قیصر و کسریٰ کے خزانے کھولے جائیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی آپ کے ساتھ صرف خدیجہ الکبریٰ ہی نماز پڑھتی تھیں۔ ساری امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہجرت کی بدر، حدیبیہ اور دیگر مشاہد میں حاضر ہوتے ہیں کئی جنگوں میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں رہا۔ بدو کی جنگ میں بھی جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا۔ لیکن اس روایت میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ جب مصعب بن عمیر جنگ احد میں شہید ہو گئے، جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا حضرت علی کے ہاتھ میں دے دیا۔ محمد بن اسحاق نے کہا جب حضرت علی جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے تو ان کی عمر پچیس برس تھی۔ جنگ تبوک کے سوا آپ تمام جنگوں میں حاضر ہوتے رہے کیونکہ جنگ تبوک میں آپ کو مدینہ منورہ کا حاکم مقرر کیا اور اہل و عیال کی حفاظت آپ کے سپرد کی اور فرمایا: **أَنْتَ مَتَى بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدِي**، جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار و مہاجرین میں بھائی چارہ بنایا تو حضرت علی سے فرمایا تم میرے بھائی اور ساتھی ہو۔ کئی طرق کے ذریعے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا در میں اللہ کا بندہ ہوں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں۔ یہ بات میرے سوا اور کوئی نہیں کہہ سکتا مگر وہ کذاب ہوگا۔ نیز آپ نے فرمایا ایک دفعہ آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جبل حراء پر تشریف فرما تھے حراء حرکت میں آگیا تو آپ نے فرمایا اے حراء بھڑک جا تیرے اوپر ایک نبی، صدیق اور شہید ہے۔ اس روز حراء پر وہ دس صحابہ کرام بھی تھے جنہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوشخبری دی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بھجری میں سیدہ فاطمہ زہرا سے آپ کا نکاح کیا اور فرمایا: اے فاطمہ! میں نے تیرا نکاح دنیا اور آخرت کے سردار سے کیا ہے اور وہ میرا پہلا صحابی ہے جو علم میں سب سے بڑھ کر اور حلم میں عظیم انسان ہے۔

اسماء بنت عمیس نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ علی و فاطمہ دونوں اکٹھے بیٹھے تھے کہ آپ ان کے لئے دعا فرما رہے تھے اور ان کے سوا دعا میں کسی کو شریک نہیں کر رہے تھے بریدہ، ابوہریرہ، جابر، براد بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم نے روایت کی کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے دن فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی مولیٰ ہے۔ اے اللہ جو علی سے محبت

کرے تو اس سے محبت کر جو علی سے دشمنی کرے تو اس سے دشمنی کر۔
 عمران بن حصین اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر
 کے روز فرمایا در میں کل جھنڈا ایک شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ
 اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔ وہ میدان جنگ سے کبھی فرار نہیں کرے گا اس کے ہاتھ پر
 اللہ تعالیٰ خیبر میں فتح دے گا۔ پھر حضرت علی کو بلایا جبکہ ان کی آنکھوں میں درد تھا۔ آپ نے ان کی
 آنکھوں میں لعاب ڈالا اور انہیں جھنڈا دیا اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ پر خیبر میں فتح دی۔ جب آپ نوجوان تھے
 تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مین کا حاکم اور قاضی مقرر کیا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم! میں فیصلہ کرنا نہیں جانتا تو آپ نے ان کے سینہ پر دست اقدس مار کر فرمایا: اے اللہ علی
 کے دل میں ہدایت پیدا کر دے اور اس کی زبان سے حق نکلے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا
 بخدا! اس کے بعد کسی فیصلہ میں مجھے شک نہ رہا۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: اِنَّمَا
 يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا، تو جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ، علی اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو ام المؤمنین اہل بیت کے
 گھر بلایا اور فرمایا اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے پلیدی دور رکھ اور انہیں پاک و صاف
 رکھ! سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے فرمایا: اے علی تیرے بارے میں دو شخص ہلاک ہوں گے
 ایک محبت میں افراط کرنے والا دوسرا تیری طرف جھوٹ نسبت کرنے والا مفتری، اور فرمایا جو علی سے
 محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کرے گا اور جو علی سے بغض کرے گا وہ مجھ سے بغض کرے گا جس نے
 علی کو اذیت پہنچائی اُس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اُس نے اللہ کو اذیت
 پہنچائی۔ ابو صالح خفی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابو بکر اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے
 بدر کی جنگ میں کہا گیا تم میں سے ایک کے ساتھ جبرائیل علیہ السلام ہیں اور دوسرے کے ساتھ میکائیل
 علیہ السلام ہیں اور اسرائیل جنگ میں حاضر صف میں کھڑے تھے۔ اسماعیل بن ابی خالد نے کہا میں نے شعب
 سے کہا مغیرہ نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ حضرت علی نے کسی فیصلہ میں کبھی غلطی نہیں کی۔ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ
 نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ علی بہت بڑے قاضی ہیں۔ سعید بن مسیب نے کہا عمر فاروق
 رضی اللہ عنہ ہر اس مشکل مسئلہ سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ جسے حضرت علی حل نہ کریں۔ حضرت عمر فاروق
 نے ایک مجنونانہ عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ نیز ایک اور حاملہ عورت جس نے چھ ماہ بعد بچہ کو جنم دیا
 کہ دونوں کو سنگسار کر دیا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا جس اور فصاں کی
 مدت تیس ماہ ہے۔ ابدا چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہو سکتا ہے اور فرمایا تین شخصوں سے قلم اٹھایا گیا ہے (ان کے
 بارے میں کوئی فیصلہ نہیں) ان میں سے ایک مجنون ہے۔ لہذا انہیں رجم نہیں کیا جاسکتا۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق

رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر علی نہ ہوتے تو عمر ملاک ہو جاتا۔ سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ لوگوں میں حضرت علی کے سوا کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے پوچھو میں بتاؤں گا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بخدا! حضرت علی کو علم کے نو حصے دیئے گئے ہیں اور دس میں سے دسویں حصہ میں وہ تمہارے ساتھ شریک ہیں یعنی علم کے نو حصے انہیں کے ساتھ مخصوص ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عجیب و غریب فیصلہ

حضرت علی کو علم و حکمت میں امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ جیسا کہ اوپر روایات میں کچھ ذکر ہوا۔ اکثر لوگ مسائل کی تحقیق کے لئے آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: علی کے پاس جاؤ وہ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ زہرا بن حبیش نے کہا دو شخص ناشتہ کرنے بیٹھے ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں جبکہ دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں جب ناشتہ ان کے سامنے رکھا گیا تو ان کے پاس سے ایک شخص گزرا اور انہیں السلام علیکم کہا۔ دونوں صاحبوں نے اسے کہا تم بھی ناشتہ کے لئے بیٹھ جاؤ چنانچہ وہ بیٹھا اور ان کے ساتھ کھانا شروع کیا۔ انہوں نے آٹھ روٹیاں کھالیں۔ وہ شخص اٹھا اور ان کی طرف آٹھ درہم پھینک کر کہا میں نے جو تمہارا کھانا کھایا ہے یہ اس کا معاوضہ ہے۔ چنانچہ وہ آٹھ درہم میں جھگڑنے لگے۔ پانچ روٹیوں والے نے کہا ان میں سے میرے پانچ درہم ہیں اور دوسرے کو کہا تم تین درہم کے مستحق ہو۔ تین روٹیوں والے نے کہا میں یہ فیصلہ پسند نہیں کرتا۔ ان درہم میں میرا نصف حصہ ہے۔ چنانچہ وہ حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس فیصلہ لے گئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے تین روٹیوں والے سے کہا۔ تیرے ساتھی کی روٹیاں زیادہ ہیں وہ جو کچھ تمہیں دیتا ہے لے لو۔ اُس نے کہا بخدا! میں اس طرح راضی نہیں ہوں مجھے پورا حق ملنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا تمہارا پورا حق صرف ایک درہم ہے اور تیسرے ساتھی کا حق سات درہم ہیں۔ اُس نے کہا سبحان اللہ! یا امیر المؤمنین! وہ مجھے تین درہم دیتا تھا پھر آپ نے بھی اس طرف اشارہ کیا لیکن میں ان سے راضی نہ ہوا اور آپ مجھے کہتے ہیں کہ میرا حق صرف ایک درہم ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آٹھ روٹیوں کی چوبیس تہائیاں نہیں ہیں؟ تم تینوں نے چوبیس تہائیاں کھائیں اور یہ معلوم نہیں کہ زیادہ کس نے کھایا اور کم کس نے کھایا۔ لہذا تم تینوں نے برابر کھانا کھایا یعنی تم میں سے ہر ایک نے آٹھ تہائیاں کھائیں اور تو نے بھی آٹھ تہائیاں کھائیں۔ حالانکہ تیری ساری تہائیاں تو تھیں اور تیرے ساتھی نے آٹھ تہائیاں کھائیں حالانکہ اس کی ساری تہائیاں پندرہ تھیں۔ اس نے آٹھ تہائیاں کھائیں اور باقی سات

بچ رہی اور نو میں سے تیری صرف ایک تہائی کھائی۔ اس شخص نے آٹھ تہائیوں کے عوض جو اس نے کھائی
 آٹھ درہم دیئے جو ہر تہائی کے مقابلہ ایک درہم ہے۔ جب میں نے تیرے ساتھی کی سات تہائیاں کھائیں
 تو وہ سات درہم کا مستحق ہے اور تیری ایک تہائی کھائی تو ایک درہم کا مستحق ہے۔ اس شخص نے
 کہا اب میں خوش ہوں۔ ابو طفیل نے کہا۔ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجلس وعظ میں حاضر ہوا تو کیا سنتا
 ہوں کہ آپ فرما رہے ہیں۔ مجھ سے پوچھو کیا پوچھتے ہو۔ بخدا! تم مجھ سے جو بھی پوچھو گے میں تمہیں بتاؤں گا!

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ

کی بعض صفات

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا داد کمال حاصل تھا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی
 کا شرف، سب سے پہلے ایمان لانا، علم دین میں نقاہت، لڑائی میں شجاعت، اموال کی بے تحاشا
 سخاوت اور دیگر صفات قدسیہ میں آپ کی امتیازی شان ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ضرار
 صدائی سے کہا اے ضرار علی بن ابی طالب کی کوئی وصف بیان کرو! انہوں نے آپ کی وصف بیان کرنے
 میں معذرت چاہی تو امیر معاویہ کے اصرار پر انہوں نے کہا اگر آپ نے اُن کی وصف ضرور سُنی ہیں تو
 سُنتے وہ بہت طاقتور انسان ہیں دُنیا اور اس کی رونق سے بھاگتے ہیں۔ رات اور اس کے اندھیرے سے
 اُنس رکھتے ہیں۔ رات روتے بہت ہیں۔ سوچتے بہت ہیں۔ سادہ لباس اور سادی غذا پسند کرتے ہیں اور
 لوگوں میں اس طرح رہتے ہیں جیسے کوئی عام شخص ہوتا ہے۔ جب ان سے سوال کیا جائے تو جواب دیتے ہیں کوئی
 خبر پوچھیں تو ضرور بیان کرتے ہیں۔ ہم آپ کے قریب ہونے کے باوجود ان کی ہیبت کے باعث ان سے بات
 نہیں کر سکتے۔ وہ دیندار لوگوں کی تعظیم کرتے ہیں سکینوں کو پاس بٹھاتے ہیں۔ قوی باطل شخص سے کسی شئی
 کی حرص نہیں کرتے اور کمزور انسان سے عدل و انصاف میں اسے ناامید نہیں کرتے۔ میں بعض مخصوص مواقع
 میں آپ کے پاس حاضر ہوا جبکہ رات نے اپنی تاریکی سے ہر شئی کو آغوش میں لے رکھا تھا اور ستارے
 اپنی چمک دمک کے ترانے بجاتے ہوئے کنج تہائی اختیار کر چکے تھے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
 اپنی داڑھی پکڑے ہوئے بقرار ہو رہے تھے اور بہت غمناک شخص کی طرح رو رہے تھے اور فرماتے تھے
 اے دُنیا! میرے سوا کسی اور کو دھوکہ دے اور غرور میں ڈال۔ کیا تو میرے سامنے آکر خوبصورتی ظاہر
 کرتی ہے۔ دُور ہو جا دُور ہو جا میں نے تجھے تین طلاقیں دے کر اپنے سے جدا کر رکھا ہے جس میں رجوع نہیں ہو سکتا
 اے دُنیا تیری عمر محوڑی ہے۔ تیری پونجی حقیر ہے۔ آہ۔ زادِ قلیل ہے سفرِ بعید ہے۔ راستہ پُر خطر ہے۔ یہ

سُن کر امیر معاویہ بہت روعے اور کہنے لگے اللہ تعالیٰ ابوالحسن پر رحم کرے بخدا! وہ ایسے ہی ہیں۔ اے ضرار! ان پر تیرے حزن و ملال کی کیا کیفیت ہے۔ ضرار نے جواب دیا جیسے کوئی اپنی گود میں بیٹے کے ذبح ہو جانے سے محزون ہوتا ہے۔ جب امیر معاویہ کو حضرت امیر المؤمنین کے شہید ہو جانے کی خبر پہنچی تو فرمایا ابوطالب کے بیٹے کی موت سے فقہ اور علم جاتے رہے۔ امیر معاویہ کے بھائی عقبہ نے کہا کہیں اہل شام آپ سے ایسی باتیں نہ سُن لیں۔ امیر معاویہ نے کہا ایسی باتیں چھوڑو! پھر کیا ہوگا؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں بہت تیزی تھی۔ بائیں ہمد بخدا! وہ مجسم بھلائی ہی بھلائی تھے اور عمر فاروق بہت دانا اور اس پر ندے کی طرح ہوشیار تھے جو جال کو سامنے دیکھ رہا ہو اور تیز رفتاری کے باعث اس میں وقوع کا خطرہ محسوس کر رہا ہو۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نرم مزاج انسان تھے۔ دن کو روزے سے رہتے اور رات کو عبادت میں مصروف رہتے۔ وہ صوام و قیام تھے بخدا! حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام علم و حکمت سے معمور تھے۔

یحییٰ بن معین نے کہا اس امت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر ابو بکر صدیق عمر فاروق، پھر عثمان، پھر حضرت علی بن رضی اللہ عنہم۔ حضرت ائمہ کرام کا یہی مسلک ہے اور یہی مذہب اہلسنت و جماعت کا ہے۔

ابو عمر نے کہا بعض اہلسنت کے آئمہ کرام نے حضرت علی اور عثمان رضی اللہ عنہما میں توقف کیا ہے اور دونوں میں سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دی۔ ان ائمہ کرام میں سے حضرت مالک بن انس، یحییٰ بن سعید قطان ہیں۔ البتہ علماء سلف میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ حضرت عثمان افضل ہیں یا حضرت علی افضل ہیں۔ لیکن اہلسنت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو عمر فاروق اور عمر فاروق کو عثمان غنی پر اور عثمان غنی کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت

جس روز حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت علی سے بیعت کی گئی۔ اور آپ کی بیعت پر تمام مہاجرین و انصار کا اتفاق ہے۔ چند لوگوں نے بیعت نہ کی لیکن آپ نے ان کو بیعت کرنے پر مجبور نہ کیا۔ جب ان سے متعلق آپ سے دریافت کیا گیا تو فرمایا یہ لوگ حق سے پیچھے رہے اور باطل کے ساتھ کھڑے نہ ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق فرمایا کہ انہوں نے حق کو کمزور کیا اور باطل کی مدد نہ کی حضرت امیر معاویہ

وسط

رضی اللہ عنہ اور ان کے شامی ساتھیوں نے آپ سے بیعت نہ کی۔ ان میں سے بعض لوگ جنگِ جبل کے بعد جنگِ صفین میں موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے اور انہیں بخیرِ جنت میں متمکن فرمائے آمین! اس کے بعد خوارج نے آپ کی طاعت سے انکار کر دیا اور انہوں نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو کفر کی طرف منسوب کیا کیونکہ جب آپ کے اور اہلِ شام کے درمیان تحکیم کا فیصلہ ہوا اور آپ اس فیصلہ سے راضی ہوئے تو خوارج نے کہا اے علی! تم نے اللہ کے دین میں لوگوں کو حاکم تسلیم کیا ہے حالانکہ حاکم صرف اللہ تعالیٰ ہے اور قرآن کریم میں ہے **إِن الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ**، اور آپ کے مقابلہ میں بہت بڑا محاذ قائم کر لیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے شیرازہ اور اجتماع کو پارہ پارہ کیا اور مخالفت کا بیج بویا اور عناد و دشمنی کی آگ کو بھڑکایا۔ انہوں نے سفکِ دماء اور خونریزی کی اور انہوں نے ہی قطعِ سبیل اور ڈاکہ زنی کی اور اسلام میں مخالفت کی خلیج کو وسیع سے وسیع تر کیا ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کے سربراہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم پر تنقید کرتے ہوئے کہا یا رسول اللہ! آپ عدل و انصاف کریں۔ اسی نے کہا تھا کہ کوئی بھی تنقید سے بالاتر نہیں ہے۔

جناب امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رحمہ اللہ و جہت کچھ ساتھیوں کے ساتھ ان کے پاس لگے اور انہیں جماعت میں واپس آنے کی تلقین کی لیکن انہوں نے جنگ و جدال کے سوا کسی شئی پر رضامندی نہ ظاہر کی چنانچہ آپ نے نہروان، میں ان سے جنگ کی اور ان کی بنیاد کو مٹا دیا اور ان کی شوکت و سطوت اور دبدبہ کو کمزور کر دیا۔ ان میں سے چند لوگ باقی بچے ان کو عبدالرحمن بن ابی ملجم مرادی نے جمع کر کے ایک سازش تیار کی۔

امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کی سازش

خارجیوں نے حضرت علی المرتضیٰ، امیر معاویہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کے قتل کی سازش تیار کی۔ چنانچہ انہوں نے ان کے قتل کے لئے تین بدبخت شقی تیار کئے۔ عبدالرحمن بن ملجم کے ذمہ حضرت امیر المؤمنین کو قتل کرنا تھا۔ بنی عجل بن نجیح کی ایک عورت جسے قُطَام کہا جاتا تھا۔ وہ خارجیہ عورت تھی۔ نہروان میں اس کے والد اور بھائیوں کو حضرت علی نے قتل کیا تھا۔ اس عورت سے ابن ملجم نے نکاح کی درخواست کی تو اس نے یہ شرط عائد کی کہ وہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کو قتل کرے چنانچہ اس مقصد کی تکمیل کے لئے ابن ملجم کو فہہ پیچا اور ایک ہزار درہم سے تلوار خریدی اور اس سے زہر کی آمیزش کی۔ اس دوران وہ حضرت امیر المؤمنین کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ آپ سے سوال کرتا اور دوسری اشیاء طلب کیا کرتا

تھا جو امیر المؤمنین اسے دیا کرتے تھے چنانچہ اس کی نظر ایک خوبصورت عورت پر پڑی جس کا نام قطام تھا۔ اسے دیکھتے ہی وہ اس پر فریفتہ ہو گیا اور اس سے نکاح کرنا چاہا مگر اُس نے کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ میں ایسے مہر پر نکاح کروں گی جس کے سوا کوئی مہر قبول نہیں کروں گی اُس نے کہا وہ کیا ہے؟ بولی تین ہزار درہم اور حضرت علی بن ابی طالب کو قتل کرنا۔ ابن ملجم نے کہا بخدا! میں اسی مقصد کے لئے گھر سے باہر نکلا ہوں اور اسی لئے اس شہر میں آیا ہوں لیکن جب میں نے تجھے دیکھا تو تیرے ساتھ نکاح کو ترجیح دوں گا۔ اُس نے کہا بس میرے ساتھ نکاح کی یہی شرط ہے۔

ابن ملجم نے کہا اس کا تجھے اور مجھے کیا فائدہ ہوگا؟ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اگر میں نے علی کو قتل کر دیا تو میں بچ نہ سکوں گا! اس نے کہا اگر علی کو قتل کرنے کے بعد تم بچ نکلو گے تو مقصد کو پالو گے اس سے میری جان کو شفاء ملے گی اور میں مطمئن ہو جاؤں گی اور تو میرے ساتھ خوشوار زندگی بسر کرے گا اور اگر قتل ہو جائیگا تو جہ انعامات اللہ کے پاس ہیں وہ دنیاوی زندگی سے بہتر ہے۔ ساری دنیا اس کے آگے ہیچ ہے۔ ابن ملجم نے یہ شرط قبول کر لی۔ خارجیہ عورت نے کہا اس معاملہ میں تیری مدد بھی کروں گی چنانچہ اُس نے اپنے چچا زاد ”وردان بن محالد“ کو اس کے ساتھ کیا۔ ابن ملجم شیب بن بجرہ اشجعی سے ملا اور اسے کہا کیا تو دنیا اور آخرت میں فضیلت سے متمتع ہونا چاہتا ہے اُس نے کہا وہ کیا؟ ابن ملجم نے کہا علی بن ابی طالب کے قتل میں میری مدد کرو۔ اس نے جواب دیا تیرے لئے ہلاکت ہو بہت برا ارادہ لے کر آئے ہو تو ان کے قتل کی قدرت نہیں رکھتا ہے۔ ابن ملجم نے کہا علی ایسا شخص ہے کہ اس کا کوئی محافظ نہیں۔ وہ مسجد میں تنہا جاتے ہیں اس دوران ان کی حفاظت کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ ہم مسجد میں چھپ کر بیٹھ جائیں گے جب وہ نماز کے لئے باہر آئیں گے تو انہیں قتل کر دیں گے۔ اگر ہم بچ گئے تو قبہا ورنہ دنیا میں ہماری بہت شہرت ہوگی اور آخرت میں جنت ملے گی۔ شیب نے کہا تیرے لئے ہلاکت ہو! علی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب پہلے ایمان لائے۔ خدا کی قسم ان کے قتل سے میرا دل ہرگز ہرگز راضی نہ ہوگا! ابن ملجم نے کہا تیرے لئے خرابی ہو۔ علی نے اللہ کے دین میں لوگوں کو حاکم تسلیم کیا ہے۔ حالانکہ حاکمیت صرف اللہ ہی کی ہے۔ انھوں نے ہمارے نیک بھائیوں کو قتل کیا ہے۔ ہم ان کے قصاص میں علی کو ضرور قتل کریں گے۔ تم اپنے دین میں شک کو جگہ نہ دو۔ چنانچہ شیب اشجعی خارجی بھی اس کے ساتھ تیار ہو گیا۔ پھر وہ دونوں قطام کے پاس گئے جبکہ وہ مسجد میں خیمہ لگا کر اس میں اعتکاف بیٹھی ہوئی تھی اس نے ان کی دعوت کی پھر انھوں نے اپنی تلواریں پس اور جدھر سے حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں آیا کرتے تھے اس کے ایک گوشہ کے سامنے بیٹھ گئے۔ جب امیر المؤمنین صبح کی نماز کے لئے نکلے تو شیب نے جلدی سے آگے بڑھ کر آپ پر وار کیا جو خطا کیا پھر عبدالرحمن بن ملجم نے آپ کے سر مبارک پر تلوار ماری اور ساتھ ہی یہ کہا اے علی! حکم اللہ کا ہے نہ تیرا نہ تیرے ساتھیوں کا۔ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ یہ کتنا غائب ہونے

پائے لوگوں نے ہر طرف سے اس پر حملہ کر کے اسے گرفتار کر لیا اور شبیب بابِ کندہ سے نکل کر بھاگ گیا

عبدالرحمن ابن ملجم کی گرفتاری اور اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

اس میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ جب وہ پکڑا گیا تو امیر المؤمنین نے فرمایا اسے قید خانہ میں بند کر دو! اگر میں فوت ہو گیا تو اسے قتل کر دو، لیکن اس کے ہاتھ، پاؤں اور ناک کان کاٹ کر اس کو مسخ نہیں کرنا ہوگا! اور اگر میں فوت نہ ہوا تو اسے معاف کرنا یا قصاص لینا میں میری رائے کے مطابق ہوگا۔ کیا ابن ملجم نے نماز میں تلوار سے وار کیا تھا یا نماز میں شروع ہونے سے پہلے ہی وار کر دیا تھا۔ اس میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ کیا نماز میں اپنا خلیفہ مقرر کر دیا تھا۔ جو نماز پوری کرے یا خود نماز پڑھائی تھی اس میں بھی اختلاف رائے ہے۔ اکثر کا کہنا ہے کہ جعدہ بن ہبیرہ کو خلیفہ مقرر کیا تھا اُس نے صحابہ کو یہ نماز پڑھائی تھی۔ مصعب کی روایت کے مطابق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا اے علی! بتاؤ پہلے لوگوں میں سب سے بڑا بد بخت کون ہے؟ حضرت علی نے کہا جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی ٹانگیں کاٹی تھیں فرمایا ٹھیک ہے تم سچ کہتے ہو۔ اچھا یہ بتاؤ کہ پہلے لوگوں میں سب سے بڑا بد بخت کون ہے؟ عرض کیا مجھے معلوم نہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخرین میں سب سے بڑا بد بخت وہ ہے جو تیرے سر پر تلوار مارے گا اور تیری داڑھی کو خون آلود کرے گا۔ ثعلبہ حمانی نے روایت کی کہ اُنھوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اس ذات کی قسم ہے جس نے دانہ کو کھولا اور جان کو پیدا کیا۔ ان کی یہ داڑھی سر کے خون سے رنگی جائے گی۔ عمار بن یاسر کی روایت کے مطابق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ساری دنیا میں دو شخص سب سے زیادہ بد بخت ہیں۔ ایک وہ جس نے صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اونٹنی کو ہلاک کیا تھا دوسرا وہ جو تمہارے سر پر تلوار مارے گا اور اپنا دستِ اقدس سرِ مبارک پر رکھا حتیٰ کہ داڑھی کو سر کے خون سے رنگ دے گا (طبری)

قتادہ نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا جبکہ اُنھوں نے نہ تو مال جمع کیا اور نہ ہی دنیا سے کچھ پایا۔ ابن سیرین نے عبیدہ سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب ابن ملجم کو دیکھتے تو فرماتے میں اس کی زندگی چاہتا ہوں اور وہ میرے قتل کا ارادہ کرتا ہے اور بکثرت یہ فرمایا کرتے تھے بد بخت اس بات کا منتظر ہے کہ وہ داڑھی کو سر کے خون سے رنگے۔

۳۴۶۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ
عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا أُعْطِيَنَّ الرَّأْيَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى
يَدَيْهِ قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا
فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالُوا
يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَأَرْسَلُوا إِلَيْهِ فَأَتَوْنِي بِهِ فَلَمَّا

حضرت علی بن ابی طالبؓ کو خبر پہنچی کہ ابن عمرؓ اپنی تلوار کو زہر آمود کر رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ وہ عقیقہ
اس تلوار سے قتل کرے گا جسے وہ یاد کریں گے۔ حضرت علیؓ نے اسے بلوایا اور فرمایا تو نے اپنی تلوار کو زہر آمود
کیوں کیا ہے؟ اس نے کہا اپنے اور تمہارے دشمن کے لئے حضرت امیر المومنینؓ نے اسے چھوڑ دیا اور فرمایا ابھی
نہ اس نے مجھے قتل نہیں کیا۔ ابو عبد الرحمنؓ سلمیٰ نے کہا میں حسن بن علیؓ کے مکان میں کیا جبکہ حضرت علیؓ
وہاں کی تلاوت کر رہے تھے۔ اسی روز آپؐ کو شہید کیا گیا تھا۔ امام حسنؓ نے مجھے کہا کہ سحری کے وقت انہوں
نے دانہ کو یہ کہتے ہوئے سنا اے میرے بیٹے میں نے اس رات خواب میں خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو دیکھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپؐ کی امت سے بہت رحمت اٹھائی ہے آپؐ نے فرمایا ان
پہلے سے دعا کریں تو میں نے کہا اور اے اللہ مجھے ان لوگوں کے عوض اچھے لوگ بدل دے اور ان کے لئے
میرے غریبوں کو شفعہ بدل دے جو مجھ سے شریک ہو۔ پھر بیدار ہوئے تو ان کے پاس مؤذن آیا اور نماز
پڑھنے کو بلائی کیا تو آپؐ باہر آئے اچانک انہیں دو دروازے مارنا شروع کیا ایک کی تلوار تو طاق پر لگی
اور دوسرے سے آپؐ کے سر پر تلوار ماری۔ یہ رمضان مبارک کی سترہ تاریخ کا واقعہ ہے جس تاریخ
کو جب بدر شریف تھی!

عبداللہ بن مالکؓ نے کہا جس روز حضرت علیؓ زخمی ہوئے تو متعدد اطباء جمع ہوئے۔ سب بڑا طبیب اشیر بن جرد
سہیل تھا۔ وہ سہیل کا علاج کیا کرتا تھا۔ اسی وقت صحابہ اشیر منسوب ہے۔ اس نے اپنے تجربہ کے مطابق غور کرنے
سے بعد کہا ہے یہ منوشین! مجھے یہی سمجھ آتی ہے کہ آپؐ اس زخم سے بچ نہیں سکیں گے اور آپؐ نے اسی روز داعی
جبل کو بیاب کیا۔ انا بعد ونا یہ رجعون! اس واقعہ کی پوری تفصیل نویر الازہار ترجمہ نور الابرار میں دیکھیں۔

جَاءَ بِصَقِّ فِي عَيْنَيْهِ فَلَمَّا عَالَهُ فَبَرَأَ حَتَّى كَانَ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ
فَاعْطَاهُ الرَّأْيَةَ فَقَالَ عَلِيُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقَاتِلْهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا
فَقَالَ أَنْفِذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ
وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللَّهِ فِيهِ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُهْدِي
اللَّهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ

ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کل ایک شخص کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ

پر اللہ تعالیٰ فتح عنایت کرے گا۔ لوگ ساری رات اس میں باتیں کرتے رہے کہ جھنڈا کسے دیا جاتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ جھنڈا اسے دیا جائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ انہیں آنکھوں میں شکایت ہے فرمایا انہیں پیغام بھیجو اور انہیں لاؤ جب وہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعاب ڈالا۔ اور ان کے لئے دعاء فرمائی تو وہ تندرست ہو گئے گویا کہ انہیں قطعاً درد نہ تھا۔ آپ نے حضرت علیؓ کو جھنڈا دیا۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں کافروں سے جنگ کرتا رہوں گا حتیٰ کہ وہ ہماری طرح مسلمان ہو جائیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ ان سے نرمی اختیار کریں حتیٰ کہ جب ان کے علاقہ کے میدان جنگ میں پہنچو تو پہلے انہیں دعوت اسلام دو اور اسلام میں جو حقوق ان پر واجب ہیں ان سے انہیں خبردار کرو۔ بخدا! تمہاری کوشش سے ایک شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت کر دے تو یہ تمہارے لئے سُرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

شرح : سُرخ اونٹ عربوں کے نزدیک بہترین سرمایہ ہیں۔ کسی شے کی نفاست میں مثال کرتے وقت انہیں بیان کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک

ان سے عظیم تر کوئی شے نہیں۔ امورِ آخرت کو اغراضِ دنیا سے تشبیہ صرف سمجھنے میں آسانی کے لئے ہے ورنہ آخرت کا چھوٹا سا ذرہ ساری دنیا اور اس کی نعمتوں سے بہتر ہے۔ اگرچہ اس دنیا کو کتنا بڑھا دیا جائے اس حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قوی معجزہ ہے کہ آپ خیر کے روزا ایسے شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دیں گے جو خیر فتح کرے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ نیز اس میں فعلی معجزہ بھی ہے۔ اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں لعاب دہن ڈالنا اور ان کا فوراً صحیح ہو جانا۔ اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بھی

۳۴۶۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي
عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَيْبَرٍ وَكَانَ بِهِ رَمْدٌ فَقَالَ أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُخِزَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا
كَانَ مَسَاءً اللَّيْلَةِ الَّتِي فَتَحَهَا اللَّهُ فِي صَبَاحِهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ عُطِيتِ الرَّايَةُ أَوْلِيَا خُذْنِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّهُ
اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَوْ قَالَ يُحِبُّ اللَّهُ وَرَسُولَهُ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيْهِ فَإِذَا مَخَنَ
بِعَلِيٍّ وَمَا تَرْجُوهُ فَقَالُوا هَذَا عَلِيٌّ فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ

فضیلت اور شجاعت کا ذکر ہے۔ اور ان کی اللہ و رسول سے محبت اور اللہ و رسول کی ان سے محبت بہت
بڑی فضیلت ہے (کرماتی)

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تلویح سے ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خواص میں سے یہ ہے جیسا کہ
ابو شاہ نے اس کی وضاحت کی کہ علی المرتضیٰ تمام صحابہ کرام سے قضاء کے احکام زیادہ جانتے تھے راہبی کے
باعث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام سے پیچھے رہے تھے۔ اور وہ مدینہ العلم کا دروازہ یہاں پر
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ مشرفہ میں بتوں کو توڑنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دونوں
قدم اپنے لہجوں پر رکھے۔ اور جنگ تبوک میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا حصہ انہیں عنایت کیا گیا ام المومنین
عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی کہ علی کے چہرہ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے اور وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعد اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت نے اسے حدیث طائر میں ذکر کیا ہے۔ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دین کا یقین دہانے کا فرمایا تھا (حدیث ۲۶۴۲ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ: یزید بن ابی عبید نے سلمہ بن اکوع سے روایت کی کہ حضرت
علی رضی اللہ عنہ خیمہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے
۳۴۶۶۔ رہ گئے تھے۔ انہیں آنکھوں میں درد تھا۔ جی میں آیا کیا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے رہ جاؤں گا؟

۳۴۶۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ
ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فَقَالَ هَذَا
فُلَانٌ لَأَمِيرِ الْمَدِينَةِ يَدْعُو عَلِيًّا عِنْدَ الْمُنْبَرِ قَالَ فَيَقُولُ مَاذَا
قَالَ يَقُولُ لَهُ أَبُو تَرَابٍ فَضَحِكَ وَقَالَ وَاللَّهِ مَا سَمَاءُ إِلَّا النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا كَانَ لَهُ إِسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْهُ فَاسْتَطَعْتُ
الْحَدِيثَ سَهْلًا وَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا عَبَّاسٍ كَيْفَ ذَلِكَ قَالَ دَخَلَ
عَلَى عَلِيٍّ فَاطِمَةُ ثُمَّ خَرَجَ فَاضْطَجَعَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيُنَ ابْنِ عَمِّكَ قَالَتْ فِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ
فَوَجَدَ رِجَاءً لَهُ قَدْ سَقَطَ عَنْ ظَهْرِهِ وَخَلَصَ التُّرَابُ إِلَى ظَهْرِهِ
فَجَعَلَ يَمْسَحُ عَنْ ظَهْرِهِ فَيَقُولُ اجْلِسْ يَا أَبَا تَرَابٍ مَرَّتَيْنِ

چنانچہ وہ نکلے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جا ملے جب وہ رات آئی جس کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے خیبر
کی فتح عنایت فرمائی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کل ایک شخص کو جھنڈا دوں گا یا کل
ایک شخص جھنڈا پکڑے گا جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو محبت ہے یا فرمایا وہ اللہ اور اس کے
رسول سے محبت کرتا ہے۔ اس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا۔ اچانک ہم نے حضرت کو دیکھا
حالانکہ اُن کے آنے کی ہمیں امید نہ تھی۔ لوگوں نے کہا یہ علی ہیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو
جھنڈا دیا۔ اُن کے ہاتھوں پر اللہ نے فتح نصیب کی۔ (حدیث ۲۷۴۴ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : عبد العزیز بن حازم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک

شخص سہل بن سعد کے پاس آیا اور مدینہ منورہ کے حاکم
کے متعلق کہا کہ فلاں شخص بزرگ منبر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بُرا کہہ رہا ہے۔ سہیل نے کہا وہ کیا کہتا ہے
اس نے کہا وہ انہیں ابو تراب کہتا ہے۔ سہیل نے منہس کر کہا بخدا! ان کا یہ نام صرف نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے رکھا ہے۔ حضرت علی کو اس سے اچھا کوئی نام محبوب نہ تھا۔ میں نے سہیل کی حدیث پوچھی اور میں نے

۳۴۶۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ
عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ
فَسَأَلَهُ عَنْ عُثْمَانَ فَذَكَرَ عَنْ فَحَّاسٍ عَمَلَهُ قَالَ لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوءُكَ
قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَرْغَمَ اللَّهُ بِأَنْفِكَ ثُمَّ سَأَلَهُ عَنْ عَلِيٍّ فَذَكَرَ فَحَّاسٍ
عَمَلَهُ قَالَ هُوَ ذَاكَ بَيْتُهُ أَوْسَطُ بُيُوتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ثُمَّ قَالَ لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوءُكَ قَالَ أَجَلُ قَالَ فَأَرْغَمَ اللَّهُ بِأَنْفِكَ
إِنْ طَلِقُ فَأَجْهَدُ عَلَى جَهْدِكَ

کہا یا ابا عباس یہ ایسے اُٹھوں نے کہا ایک دفعہ حضرت علی سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے پھر فوراً واپس آئے اور مسجد میں لیٹ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ! تمہارے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ انہوں نے عرض کیا مسجد میں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف تشریف لے گئے تو ان کی چادر کو ان کی پشت سے گری ہوئی پایا اور ان کی پشت کو مٹی لگی ہوئی تھی۔ آپ مٹی پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے۔ اے ابوتراب اٹھو! دو مرتبہ آپ نے یہ فرمایا۔

۳۴۶۷ — شرح : اس حدیث میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور بلند مرتبہ پر دلالت ہے کیونکہ آپ اُن کے پاس چل کر تشریف لے گئے اُن کی پیٹھ سے غبار پونچھا اور ان پر مہربانی کرتے ہوئے ان کو راضی کرنا چاہا کیونکہ اُن کے اور سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا کے درمیان کچھ تلخ گفتگو ہو گئی تھی۔ اس لئے وہ مسجد میں جا کر لیٹ گئے تھے۔ چنانچہ امام بخاری نے کتاب الصلوٰۃ میں ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سے فرمایا تمہارے چچا کا بیٹا کہاں ہے۔ اُنہوں نے عرض کیا میرے اور اُن کے درمیان تلخ کلامی ہو گئی تھی وہ ناراض ہو کر باہر چلے گئے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں سونا جائز ہے۔ اور غضبناک سے نرم گفتگو کرنی چاہیے تاکہ اس کا غصہ جاتا رہے۔ نیز حدیث میں سیدہ عالمہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع و انکساری اور حضرت علی کے بلند منزلت پر دلالت ہے۔ (حدیث ۳۴۶۷ کی شرح دیکھیں)

۳۴۶۸ — ترجمہ : سعد بن عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۳۴۶۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عُنْدُ رِثْنَا شُعْبَةُ
عَنِ الْحَكَمِ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى ثَنَا عَلِيُّ بْنُ فَاطِمَةَ شَكَتُ مَا
تَلَقَّيْتُ مِنْ أَثَرِ الرَّحَى فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبِيًّا
فَانْطَلَقَتْ فَلَمْ تَجِدْهُ فَوَحَّدَتْ عَائِشَةَ فَأَخْبَرْتُهَا فَلَمَّا جَاءَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبَتْ

کے پاس آیا اور اُن سے حضرت عثمان کے متعلق پوچھا۔ حضرت عبداللہ نے عثمان غنی کے اچھے عمل ذکر کرنے پھر کہا شائد یہ باتیں تجھے بُری لگتی ہوں گی۔ اُس نے کہا! ہاں! فرمایا اللہ تعالیٰ تیری ناک خاک آلود کرے پھر اُس نے حضرت علی کے متعلق پوچھا تو عبداللہ بن عمر نے ان کی خوبیاں بیان کیں اور کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے بیچ ان کا گھر ہے پھر کہا شائد یہ باتیں تجھے بُری لگتی ہوں گی۔ اُس نے کہا! ہاں! عبداللہ بن عمر نے کہا اللہ تیری ناک خاک آلود کرے (تجھے ذلیل کرے) یہاں سے دفع ہو جا۔ میرا جو نقصان کرنا ہے زور لگالے۔

۳۴۶۸ — شرح : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اوصاف حمیدہ سے حضرت علی کی تعریف کی معلوم ہوا کہ حضرت کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ قولہ اَرْغَمَ اللَّهُ بِالْفِكَ مِی باء زائدہ ہے۔ تیری ناک کو رغام سے ملائے یعنی تجھے ذلیل و رسوا کرے۔ دراصل در رغام کا معنی مٹی ہے۔ گویا کہ حضرت عبداللہ نے فرمایا : اَسْقَطَكَ اللَّهُ عَلَى الْأَرْضِ فَيَلْصِقُ وَجْهَكَ بِالرَّغَامِ ۔ پھر اُس نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حالات پوچھے تو عبداللہ بن عمر نے کہا حضرت علی میں بہت خوبیاں ہیں۔ اُنھوں نے بدر کے میدان میں جنگی جوہر دکھائے اور دوسرے مغازی میں بہت جوہر دی سے لڑے اور کسی جنگ میں پیچھے نہیں رہے۔ اُنھوں نے خیر فتح کیا مگر قب یہودی کو قتل کیا۔ یہ ان کا گھر ہے جو حضور کے گھروں کے بیچ ہے۔ پھر عبداللہ نے کہا ان باتوں سے تجھے تکلیف ہوئی ہوگی میں نے حق بیان کر دیا ہے اور حق بیان کرنے والے کو کسی کی اذیت کی کوئی پرواہ نہیں ہوتا۔ یہ شخص حضرت علی و عثمان سے بغض رکھتا تھا۔ عبداللہ بن عمر نے فرمایا اللہ تجھے بغض کی سزا دے گا قولہ اَجْهَدُ عَلَى جَهَنَّمَ "یعنی اَبْلَغُ غَائِبًا فِي هَذَا الْأَمْرِ وَالْعَمَلِ فِي حَقِّ مَا تَسْتَطِيعُ وَتَقْدِرُ عَلَيْهِ" یعنی اس بات میں اپنی پوری کوشش کر اور میرے حق میں مجھے نقصان پہنچانے کی تمام مساعی بروئے کار لا جتنی تیری طاقت

لَوْ قَوْمٌ فَقَالَ عَلَى مَكَانِكُمْ فَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدًا قَدِ
 عَلَى صَدْرِي وَقَالَ أَلَا أَعْلَمُكُمْ خَيْرًا مِمَّا سَأَلْتُمَنِي إِذَا أَخَذْتُمَا
 مَضَاجِعَكُمْ تَكْبَرَا أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ وَتَسْبِحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَتَحْمَدَا
 ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ

۳۴۷۰ - ۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عُنْدُ رِثَا
 شُعْبَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَمْعَتٍ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ
 قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ أَمَا تَرْضَى أَنْ
 تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى

ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ سیدہ فاطمہ
 علیہا السلام نے چکی پیسنے کی مشقت کی شکایت کی -

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی آئے تو وہ آپ کی خدمت میں تشریف لے گئیں لیکن آپ کو نہ پایا
 اور اقامت المؤمنین عائشہ کو پایا اور اُن سے کہہ دیا (کہ وہ اس لئے آئی تھیں) جب نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم تشریف لائے تو اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ کے تشریف لانے کا ذکر کیا تو
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے جبکہ ہم اپنے بستر پر لیٹ گئے تھے۔ میں نے کھڑا ہونا
 چاہا تو فرمایا اپنی جگہ لیٹے رہو اور ہم دونوں کے درمیان بیٹھ گئے۔ حتیٰ کہ میں نے آپ کے قدموں کی
 برودت رٹھنڈک، اپنے سینہ میں پائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں اس سے اچھی
 بات نہ بتاؤں جو تم نے مجھ سے طلب کیا ہے۔ جب اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو ۳۴ بار اللہ اکبر کہو،
 ۳۳ بار تسبیح کہو (سبحان اللہ) اور ۳۲ بار الحمد کہو یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔

(حدیث ۲۹۰۴ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : سعد بن ابی وقاص نے کہا میں نے ابراہیم بن سعد کو اپنے
 والد سے بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے حضرت علی سے فرمایا کیا تم خوش نہیں ہو کہ تم مجھ سے ایسے مقام میں ہر جس مقام میں ہارون موسیٰ علیہ السلام تھے

۳۴۷۰۔ ب۔ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَجَّادِ أَنَا شُعْبَةُ
عَنْ أَيُّوبَ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اقْضُوا كَمَا
كُنْتُمْ تَقْضُونَ فَإِنِّي أَكْرَهُ الْإِخْتِلَافَ حَتَّى يَكُونَ لِلنَّاسِ
جَمَاعَةٌ أَوْ أَمُوتَ كَمَا مَاتَ أَصْحَابِي وَكَانَ ابْنُ سِيرِينَ يَرَى
أَنَّ عَامَّةَ مَا يَرَوْنَ عَنْ عَلِيٍّ الْكَذِبُ

۳۴۷۰۔ ب۔ — ترجمہ : عبیدہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ جس طرح تم فیصلے کرتے تھے اسی طرح فیصلے کرتے رہو کیونکہ میں اختلاف کو اچھا نہیں جانتا ہوں حتیٰ کہ سب لوگ ایک جماعت ہو جائیں یا میری وفات واقع ہو جائے جیسے میرے صحابی فوت ہو گئے۔ ابن سیرین خیال کرتے تھے کہ حضرت علی کی طرف عام روایات جھوٹی منسوب کی گئی ہیں۔

۳۴۷۰۔ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دونوں باتیں مطلوب و مقصود ہیں تو آپ نے کیونکر یہ فرمایا اَوْ أَمُوتَ، کیونکہ اَوْ جمع کو نہیں چاہتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قضیہ مانعۃ الخلو ہے۔ اور وہ دونوں کے جمع کے منافی نہیں۔ اکثر روافض حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف غلط روایات منسوب کرتے ہیں۔ اس حدیث سے روافض نے استدلال کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ خلیفہ بالوصل ہیں۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا روافض کا استدلال صحیح نہیں کیونکہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک میں جا رہے تھے تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ فرمایا تھا اور ان کو اپنے ساتھ تبوک میں نہیں لے گئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے چھوٹے چھوٹے بچوں میں چھوڑ رہے ہیں تب آپ نے فرمایا اے علی کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم میرے اتنے قریب ہو جتنے ہارون علیہ السلام موسیٰ کے قریب تھے۔ جبکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر طور پر تشریف لے گئے تو حضرت ہارون علیہ السلام کو یہودیوں پر اپنا خلیفہ مقرر کر گئے تھے۔

حدیث میں مذکور خلافت موت کے بعد خلافت مراد نہیں کیونکہ مشتبہ بہ ہارون علیہ السلام ہیں اور ان کی وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے چالیس برس پہلے تھی۔ دراصل ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ان کے خلیفہ تھے اور وہ تبوک کی طرف روانگی کا وقت تھا (کرمانی)

مَنَاقِبُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ الْهَاشِمِيِّ وَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي

علامہ قسطلانی نے کہا۔ روافض کا قیاس درست نہیں کیونکہ مقیس علیہ ہارون علیہ السلام ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کی موت سے قبل ہارون علیہ السلام کی موت سے قیاس ختم ہو جاتا ہے۔ شرح مشکوٰۃ میں ہے۔ قولہ ”مینی“ مبتداء کی خبر ہے اور مِنْ اِتْصَالِیہ ہے۔ خبر کا متعلق خاص ہے اور بآء زائدہ ہے۔ جیسے قرآن کریم کی اس آیت میں اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِہِ، بآء زائدہ ہے۔ یعنی اٰمَنُوْا اٰیْمَانًا مِّثْلَ اٰیْمَانِنَا، حدیث کا معنی یہ ہے اے علی تم میرے ساتھ متصل ہو اور میری نسبت موسیٰ سے ہارون کی نسبت ہو۔

اس میں تشبیہ ہے اور اس کی وجہ مبہم ہے۔ جسے ”اِلَّا اَنْہُ لَا یَبْقٰی بَعْدِی“ سے بیان کیا۔ معلوم ہوا کہ دونوں میں مذکور اتصال نبوت کے اعتبار سے نہیں بلکہ اور اعتبار سے ہے اور وہ خلافت ہے۔ جب ہارون علیہ السلام جو مشتبہ بہ ہیں وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات میں خلیفہ تھے تو اس نے حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کی تخصیص واضح ہو جاتی ہے کہ وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کی حیات طیبہ میں خلیفہ تھے، والحمد للہ رب العالمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

وفات : جمادی الاولیٰ ۶۲۹ھ مطابق اگست ۶۲۹ء

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد : اے جعفر تم صورت اور سیرت میں مجھ سے مشابہ ہو۔ آپ کی نسب یہ ہے جعفر بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم۔ آپ صورت و سیرت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے اور حضرت علی سے دس سال بڑے تھے

- آپ مہاجرین اولین میں سے ہیں اور حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ جب خیر فتح ہوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ منورہ آگئے۔ آپ نے ان کا استقبال کیا اور انہیں گلے لگایا اور یہ معلوم نہ ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خیر فتح ہونے سے زیادہ خوش ہوئے تھے یا حضرت جعفر کے آنے سے زیادہ خوش ہوئے تھے۔ جعفر اور ان کے ساتھی سات ہجری میں حبشہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تھے۔ اسی سال خیر فتح ہوا تھا۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد شریف کے ایک طرف انہیں جگہ دی۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی الاول آٹھ ہجری میں انہیں موتہ بھیجا اور اس جنگ میں لڑتے لڑتے ان کے دونوں بازو کٹ گئے پھر خود بھی شہید ہو گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جعفر کے دونوں ہاتھوں کے عوض دو پر دیئے ان کے ساتھ وہ جنت میں جہاں چاہیں اڑتے پھرتے ہیں اس لئے انہیں جعفر طیار اور جعفر ذوالجناحین کہا جاتا ہے۔

عدی بن ثابت بن سالم بن ابی الجعد نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے جعفر بن ابی طالب دکھائے گئے۔ ان کے دو پر تھے جبکہ وہ خون آلود تھے۔ حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نے جعفر طیار کے سینہ اور دونوں کندھوں کے درمیان آگے کی جانب نوے تلواروں اور تیروں کے زخم دیکھے تھے جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے شہید ہو جانے کی خبر پہنچی تو آپ ان کی بیوی اسماء بنت عمیس کے پاس تشریف لائے۔ اور ان کے شوہر کے فوت ہو جانے پر افسوس کا اظہار کیا۔ اسی اثناء میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا روتی ہوئی آئیں اور یہ کہہ رہی تھیں مائے حیا جان! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات میں جنت میں داخل ہوا تو اس میں جعفر کو فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہوئے دیکھا۔ اور امیر حمزہ بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ وہاں موجود تھے۔ سعید بن مسیب نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے جعفر، زید بن حارثہ، اور عبداللہ بن رواحہ موتیوں کے خیمہ میں ظاہر ہوئے ان میں سے ہر ایک تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ دونوں کی گردنوں میں صدود تھے اور جعفر بالکل سیدھے تھے۔ ان میں صدود نہ تھے۔ مجھے کسی نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ان کو موت نے اپنی آغوش میں لیا تو ان دونوں نے اس سے اعراض کیا اور اپنے چہرے پھیر لئے لیکن جعفر نے ایسا نہ کیا۔ عکرمہ نے کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی جوتی پہننے والا سواریوں پر سواری کرنے والا پاؤں سے زمین کو روندنے والا جعفر بن ابی طالب سے افضل نہیں۔ جعفر بن ابی طالب پہلے مجاہد میں جنہوں نے اللہ کی راہ میں گھوڑے کی ٹانگیں نکالی ہوں۔ جب جنگ موتہ میں انہوں نے کفار کا غلبہ دیکھا تو اپنے گھوڑے کی کھلی ٹانگیں ٹخنوں سے کاٹ ڈالیں۔ اور کفار سے جوش و خروش کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ زبیر بن بکار نے کہا جعفر بن ابی طالب جس روز شہید

۳۴۷۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
ابْنِ دِينَارٍ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْجُمَيْتِيُّ عَنْ ابْنِ أَبِي ذَيْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْقَيْسِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يَقُولُونَ أَكْثَرُ الْوَهْرِيَّةِ وَالْإِي كُنْتُ
الزَّمَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَبْعِ بَطْنِي حِينَ لَا أَكُلُ
الْخَمِيرَ وَلَا أَلْبَسُ الْحَبِيرَ وَلَا يَخْدُمُنِي فُلَانٌ وَفُلَانَةٌ وَكُنْتُ أَلْصِقُ
بَطْنِي بِالْحَصْبَاءِ مِنَ الْجُوعِ وَإِنْ كُنْتُ لَا سَتَقْرِي الرَّجُلَ الْآيَةَ
وَهِيَ مَعِيَ كَيْ يَنْقَلِبَ بِي فَيُطْعِمَنِي وَكَانَ أَحَبَّ النَّاسِ لِلْمُسْكِينِ
جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَكَانَ يَنْقَلِبُ بِنَا فَيُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِي بَيْتِهِ
حَتَّى إِنْ كَانَ لَيُخْرِجُ إِلَيْنَا الْعُكَّةَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ فَيَشُقُّهَا
فَنَلْعَقُ مَا فِيهَا

ہوئے ان کی عمر اکتالیس سال تھی (استیعاب)
ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ کہتے ہیں ابو ہریرہ
بہت حدیثیں بیان کرتے ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ میں صرف
شکم سیری پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود رہتا نہ تو میں غمیری روٹی کھاتا نہ
لکیر دار کھاتا اور ہی فلاں مرد اور فلاں عورت میری خدمت کرتے۔ میں اپنے پیٹ پر بھوک کے
سبب پھرتا ہندھ لیتا تھا۔ میں کسی شخص سے آت پوچھتا حالانکہ وہ آت مجھے یاد ہوتی تھی۔
(اسی لئے پوچھتا تھا) کہ وہ مجھے ساتھ لے جائے اور کھانا کھلائے۔ جعفر بن ابی طالب مسکینوں کے
حق میں تمام لوگوں سے بہتر تھے۔ وہ ہمیں ساتھ لے جاتے اور جو بھی گھر میں میسر ہوتا ہمیں
کھلاتے حتیٰ کہ وہ ہمارے لئے کپٹی لاتے جس میں کچھ نہ ہوتا تھا ہم اس کو توڑ ڈالتے تھے اور اس
میں جو کچھ ہوتا تھا۔ چاٹ لیتے تھے۔

۳۴۷۲ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هُرُونَ
 أَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سَلَّمَ
 عَلَى ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ قَالَ
 أَبُو عَبْدِ اللَّهِ يُقَالُ كُنْ فِي جَنَاحِي كُنْ فِي نَاحِيَّتِي كُلُّ جَانِبَيْنِ
 جَنَاحَانِ

۳۴۷۲ — ترجمہ: شعبی سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب
 عبد اللہ بن جعفر کو سلام فرماتے تو السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ کہتے تھے۔ بخاری نے کہا :
 کُنْ فِي جَنَاحِي ، میرے پہلو میں ہو جاؤ۔ دونوں پہلو دو پر ہیں۔

شرح: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ

۳۴۷۱

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہر وقت حاضر

رہتے اور کھانے کو جو بھی میسر ہوتا اسی پر اکتفا کرتے اور احادیث نبویہ کی سماعت اور حفاظت میں مصروف
 رہتے تھے اسی لئے انہیں زیادہ حدیثیں یاد تھیں۔ بھوک کے باعث معدہ میں گرمی سے بچنے کے لئے پیٹ پر
 پتھر باندھ رکھتے تھے اور جب بھوک کا غلبہ ہوتا تو زمین پر لیٹ جاتے جب کوئی صحابی پاس سے
 گزرتا تو ان سے یہ آنت کرمیہ پوچھتے: اِمْتَا الصَّدَقَاتِ الخ اور مقصد یہ تھا کہ میں مسکین ہوں
 صدقہ کا مستحق ہوں۔ حالانکہ یہ آنت کرمیہ انہیں یاد ہوتی تھی۔ چنانچہ ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
 سے روایت ہے کہ میں گزرنے والے شخص سے آنت پوچھتا تھا حالانکہ میں اس سے زیادہ جانتا تھا۔
 اس سے آنت صرف اس لئے پوچھتا تھا کہ وہ مجھے کچھ کھلائے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر بن ابی
 طالب کی کنیت اَبُو الْمَسَاكِينِ رکھی تھی کیونکہ وہ مسکین کے ساتھ اکثر بیٹھا کرتے تھے اور ان کی خدمت کیا کرتے
 تھے واللہ ورسولہ اعلم!

۳۴۷۲ — شرح: طبرانی نے اسناد حسن کے ساتھ عبد اللہ بن جعفر سے روایت

کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبد اللہ! تمہیں مبارک ہو تمہارا باپ آسمانوں میں فرشتوں
 کے ساتھ اڑتا پھرتا ہے۔ ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا میں جعفر بن ابی طالب کو فرشتوں کے ساتھ اڑتے دیکھا۔ نیز ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
 روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات میرے پاس سے جعفر بن ابی طالب

ذِکْرُ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

کو فرشتوں کے ساتھ اڑتے دیکھا۔ نیز ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات میرے پاس سے جعفر بن ابی طالب فرشتوں کی جماعت میں اڑتے ہوئے گزرے ان کے دونوں پر خون آلود تھے۔ اس حدیث کو ابن عباس نے مرفوع ذکر کیا ہے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو یہ فضیلت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے حاصل ہوئی ہے الحمد للہ رب العالمین!۔ قال ابو عبد اللہ سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ جنابین کا اطلاق ہر دو پہلوؤں پر ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ ”جَنَّمَ الطَّرِيقُ جَانِبَهُ“ وَجَنَّمَ الْقَوْمُ نَاحِيَتَهُمْ، جوہری نے کہا جناح الطیر اس کا لٹکتا ہے (علینی)

حضرت عباس بن عبد المطلب کا ذکر

وفات : ۱۲۔ رجب ۳۲ھ مطابق ۱۷۔ فروری ۶۵۳ھ

آپ کا نسب یہ ہے۔ عباس بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف، آپ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں اور اپنے صاحبزادے فضل بن عباس کے نام پر آپ کی کنیت ابو الفضل ہے آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں دو یا تین سال بڑے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ منثلہ یا منثیلہ بنت جناب بن کلیب بن مالک بن عمرو بن عامر بن زید بن طفیل ہیں۔ وہ پہلی عربی عورت ہیں جس نے کعبۃ اللہ پر ریشمی پردے لٹکائے اور مختلف اقسام کے قیمتی کپڑوں سے بیت اللہ کو مزین کیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بچپن میں کم ہو گئے تو آپ کی والدہ نے نذرمانی کہ اگر انہیں عباس مل جائے تو وہ بیت اللہ شریف کو لباس پہنائے گی۔ جب آپ کو پایا تو نذر پوری کی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جاہلیت میں بہت بڑے رئیس تھے اور مسجد حرام کی تعمیر اور آب زمزم کا اہتمام انہی کے سپرد تھا۔ مسجد حرام کی تعمیر اس لئے اُن کے سپرد تھی کہ وہ کسی مسجد میں گالی گلوچ نہیں کرتے تھے اور نہ ہی تعمیر کے وقت لوگوں میں اشتغال پیدا کرنے کے لئے فضول باتیں کرتے تھے۔ یہ چیز دوسرے قریش میں نہ پائی جاتی تھی اس لئے انھوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ یہ کام حضرت

عباس ہی سرانجام دیں گے اور قریش ان کے معاون اور مددگار رہوں گے۔ اس لئے مسجد کی تعمیر وغیرہ آپ کے سپرد کر دی۔ یزید بن اہتم نے کہا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بدر کی جنگ میں مشرکوں کی طرف تھے اور قید ہو کر حضور کے سامنے آئے جبکہ انہیں رسیوں سے باندھ رکھا تھا۔ ان کا یہ حال دیکھ کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری رات بیدار رہے۔ آپ کے بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" آپ کے نیند نہ کرنے کا کیا باعث ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے عباس کی غمزدہ آواز نے نہیں سونے دیا۔ صحابہ میں سے ایک شخص اٹھا اور حضرت عباس کی رستیوں کو نرم کر دیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ اب مجھے عباس کے کراہنے کی آواز نہیں آرہی ہے۔ اس شخص نے کہا حضور! میں نے ان کی سخت رستیوں کو نرم کر دیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام قیدیوں کی رستیاں نرم کر دو! ابو عمر نے کہا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ خیر فتح ہونے سے پہلے ہی مسلمان ہو گئے تھے انھوں نے ایمان مخفی رکھا تھا۔ چنانچہ حجاج بن عطاء کی حدیث میں اس کی وضاحت موجود ہے کہ حضرت عباس نے ایمان مخفی رکھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتوحات عنایت فرمائیں۔ پھر انھوں نے فتح مکہ کے وقت اسلام کا اظہار فرمایا۔ آپ حنین، طائف اور تبوک کی جنگوں میں موجود رہے تھے۔ آپ مشرکوں کی خبر لکھا کرتے تھے جو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھتے تھے۔ مسلمان مکہ میں ان سے قوت پاتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کی خواہش تھی کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آجائیں لیکن آپ نے فرمایا تمہارا مکہ میں رہنا ہی بہتر ہے۔ اسی لئے آپ نے بدر کی جنگ میں فرمایا تھا جو کوئی عباس کو دیکھے وہ انہیں قتل نہ کرے۔ کیونکہ وہ مشرکوں کے ساتھ مجبوراً آئے ہیں۔

ابوطالب کی وفات کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت پر مامور تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقبہ میں حاضر تھے جبکہ وہ اپنی قوم کے دین پر تھے۔ وہ کافروں کے ساتھ بدر کے میدان میں مجبوراً آئے تھے۔ اور جب قیدیوں کو فدیہ لے کر رہا کرنے کا فیصلہ ہوا تو انھوں نے اپنا اور اپنے دونوں بھائی ابوطالب اور حارث کے دونوں بیٹوں عقیل اور نوفل کا فدیہ اپنے مال سے ادا کیا اور ابوطالب کی وفات کے بعد آپ زمرم کے متولی مقرر ہوئے۔ غزوہ حنین میں آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے جبکہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوا اکثر بھاگ گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مسلمان ہونے کے بعد ان کا بہت اکرام کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے یہ میرا چچا میرے والد کی مثل ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بہت سخی، صلہ رحمی کرنے والے اور خوبصورت تھے۔ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ عباس بن عبدالمطلب تمام قریش سے زیادہ سخی اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ اور حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ جب حضرت عمر فاروق اور عثمان غنی کے پاس سے گزرتے تو وہ دونوں ان کے اعزاز اور احترام

کے باعث اپنی سوار یوں سے اُتر جاتے حتیٰ کہ حضرت عباس آگے گزر جاتے اور کہا کرتے تھے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔ ابن عباس اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب مدینہ منورہ میں قحط سالی ہوئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عباس کے وسیلہ سے بارش کے لئے دعا کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ اے اللہ! ہم تیرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور آپ کے والد کی مثل سے توشل کرتے ہیں کہ ہم پر بارش برسا اور ہمیں ناامید نہ کر! پھر حضرت عباس سے کہتے اے ابوالفضل اٹھئے اور دعا کریں تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرماتے اے اللہ تیرے پاس بادل اور پانی ہے۔ بادل سے ہم پر پانی برسا! کھیتیوں کی جڑیں مضبوط اور پھل زیادہ کر اور جانوروں کا دودھ زیادہ کر اے اللہ! تو گناہوں کے عوض مصیبت نازل کرتا ہے جو صرف توبہ سے ہی معاف ہوتے ہیں اور تیرے حضور لوگ جمع ہوئے ہیں ہم پر بارش برسا۔ اے اللہ! ہماری جانوں اور اہل اولاد میں ہماری سفارش قبول فرما۔ ہم تجھ ہی سے امید کرتے ہیں اور تیرے غیر کی عبادت نہیں کرتے اور نہ ہی اس کی طرف کوئی رغبت کرتے ہیں اور تیرے حضور ہر بھوکے کی بھوک ہر تنگ شخص کی برہنہ ہر خائف اور ناتواں کے خوف و ضعف کی شکایت کرتے ہیں۔ ہم پر بارش برسا تو آسمانوں سے خوب بارش برتی جیسے پانی کے پہاڑ گر رہے ہیں اور گڑھے اور ٹیلے پانی کے باعث برابر ہو جاتے اور زمین تروتازہ ہو جاتی اور لوگ آرام سے زندگی بسر کرنے لگتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر باہر نکلے تاکہ وہ بارش کے لئے دعا کریں تو انھوں نے یہ دعا کی۔ اے اللہ! ہم تیرے نبی کے چچا کو تیری بارگاہ میں وسیلہ لائے ہیں اور حصول بارش کے لئے ان کو شفاعت کرنے لائے ہیں۔ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ان کی حفاظت فرما جیسے دو بچوں کے والد کی صلاحیت کے باعث ان کی حفاظت کی۔ ہم مغفرت طلب کرتے ہوئے شفاعت کے طالب ہیں پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اپنے رب سے گناہوں کی معافی چاہو وہ بخشنے والا ہے۔ تم پر برسے والا بادل بھیجے گا تمہارے اموال اور تمہارے بیٹوں کے ذریعے تمہاری مدد کریگا اور ان کے لئے نہریں جاری کرے گا۔ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے پھر کہا اے اللہ! تو ہی ہمارا نگہبان ہے۔ گمی ہوئی شئی کو مہمل نہ رکھ اور کمزور کو ضائع ہونے والی جگہ میں نہ چھوڑ۔ چھوٹے عاجزی کر رہے ہیں اور بوڑھے نرم دل ہو چکے ہیں۔ شکایات کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں تو ظاہر باطن کو جانتا ہے۔ اے اللہ! ان کی فریاد سنی کر اس سے پہلے کہ یہ ناامید ہو کر ہلاک ہو جائیں۔ کیونکہ تیری رحمت سے کافر ہی ناامید ہوتے ہیں۔ اس کے فوراً بعد تیز بادل ظاہر ہوا تو لوگوں نے کہا وہ دیکھو وہ دیکھو پھر وہ چمکا ایک دوسرے سے ملا اور اس میں ہوا چلنے لگی اور زور کی حرکت سے چلی اور بارش شروع ہوئی۔ خدا اتنی بارش ہوئی کہ لوگ دیواریں تھام کر چلتے تھے اور لوگ خوشی سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے کندھوں کو ہلاتے اور کہتے

۳۴۷۳ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
الْأَنْصَارِيُّ ثَنَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُثَنَّى عَنْ ثَمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا حَطُّوا اسْتَسْقَى
بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمَطْلِبِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ
بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا فَيُسْقُونَ

اے حرمین طیبین کے ساتھی تمہیں مبارک ہو۔

حسن بن عثمان نے کہا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سفید رنگ بہت خوبصورت تھے۔ ان کا جسم نرم جلد ہلکی تھی۔ درمیانہ قد تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ بدر کی جنگ میں جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ قیدی آئے تو ہم نے انہیں قمیص پہنانا چاہی تو عبد اللہ بن ابی کے سوا کسی کی قمیص انہیں پوری نہ اُتری۔ وہ اس سے لے کر عباس کو دی۔ کیونکہ عبد اللہ بن ابی بھی حضرت عباس کی طرح طویل القامت تھا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں جمعہ کے روز بارہ رجب کو ۳۲۔ ہجری میں حضرت عثمان غنی کے شہید ہونے سے دو سال قبل وفات پائی۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ جب کہ ان کی عمر ۸۸ برس تھی۔ آپ نے بتیس برس اسلامی زندگی بسر کی اور چھپن برس کفر میں گزارے۔ ان کی قبر میں ان کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ بن عباس اُترے تھے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ !

۳۴۷۳ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق

رضی اللہ عنہ جب لاگ قحط سالی میں مبتلا ہوتے تو حضرت عباس بن عبدالمطلب کے وسیلہ سے بارش کی دعا کرتے اور فرماتے۔ اے اللہ! ہم تیرے حضور اور تیری بارگاہ میں تیرے رسول کو وسیلہ لایا کرتے تھے اور تو بارش برسا دیتا تھا۔ اب ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی کے چچا کو وسیلہ لائے ہیں پس تو بارش برسا چنانچہ خوب بارش ہوتی تھی ! (حدیث ۹۹۰ کی شرح دیکھیں)

مَنَاقِبُ قَرَابَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۴۷۴ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبُ بْنُ الرَّمِثِيِّ
ثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ
تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى
رَسُولِهِ تَطَلُّكٌ صَدَقَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي بِالْمَدِينَةِ
وَفَدَاكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسٍ خَيْرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُورِثُ مَا تَرَكَنَا فَمَوْصَدَقَةٌ أَمَّا يَأْكُلُ
أَلْ مُحَمَّدٍ مِنْ هَذَا الْمَالِ يَعْنِي مَالَ اللَّهِ لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَزِيدُوا
عَلَى الْمَأْكُلِ وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے قریبی لوگوں کے محاسن

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن اور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد : فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں ،

۳۴۷۴ — ترجمہ : عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا
کہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام نے حضرت ابو بکر صدیق خلیفۃ المسلمین
رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا آپ اُن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنی میراث کا مطالبہ

وَلَا عَمَلَنَّ فِيهَا بَمَا عَمِلَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَتَشَهَّدَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَضِيلَتَكَ وَذَكَرَ
قَرَابَتَهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَقَّقَهُمْ وَتَكَلَّمَ
أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لِقَرَابَةِ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي

فرما رہی تھیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فائز دی تھی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ (جو دراصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کے اعتقاد میں ملک تھا) کا مطالبہ کرتی تھیں جو مدینہ منورہ، فدک اور خمس خیبر سے باقی بچ گیا تھا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا کوئی وارث نہیں جو کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ صرف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اس مال یعنی اللہ کے مال سے کھا سکتی ہے۔ انہیں کھانے پینے سے زائد میں کوئی حق نہیں۔ بخدا! میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقات میں کچھ تبدیلی نہیں کروں گا! جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھے اور میں ان میں وہی عمل کروں گا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تشہد پڑھا اور کہا اے ابا بکر! ہم آپ کی فضیلت جانتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی قرابت اور حق کو ذکر کیا۔ پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کلام شروع کیا اور فرمایا مجھے اس ذات کریم کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ اپنی قرابت سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں اس سے اچھا سلوک کروں۔

عبداللہ بن ولاب نے خالد، شعبہ کے ذرائع سے واقعہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا میں نے اپنے والد محمد بن زید کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہوئے سنا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی آپ کے اہل بیعت کی خدمت اور محبت میں سمجھو!

۳۴۷۴ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیدہ فاطمہ زہراء علیہا السلام نے صدقہ کا کیونکر مطالبہ کیا حالانکہ آپ کے صدقات تمام مسلمانوں کے لئے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اعتقاد میں صدقات واقعیہ

۳۴۷۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ ثَنَا
خَالِدٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ ابْنِ
عُمَرَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ ارْقُبُوا مُحَمَّدًا فِي أَهْلِ بَيْتِهِ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں اس لئے انہوں نے مدینہ منورہ میں جو کچھ تھا اور فکد
خیبر کے اموال کا مطالبہ بطور وراثت کیا تھا۔ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی املاک تھیں جو آپ
کے بعد صدقہ ہو گئیں تھیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ تین حقوق تھے۔ ایک وہ جو آپ کو حبسہ
کئے گئے تھے اور وہ جو مخیر بنی یہودی نے مسلمان ہونے کے بعد وصیت کی تھی۔ وہ قبیلہ بنی نضیر میں نو باغات
تھے اور جو انصار نے آپ کو زمینیں دی تھیں یہ سب آپ کی ملک تھیں۔ دوسرا وہ حق ہے جب آپ نے بنی نضیر
کو جلا وطن کیا تو ان کی زمینیں آپ کے لئے بطور فی خاص تھیں۔ ان میں سے مسلمانوں کی ضروریات کے لئے خرچ
کیا کرتے تھے۔ اسی طرح فکد کی نصف زمین بھی آپ کی خاص ملک تھی جو اہل خیبر نے خیبر فتح ہونے کے بعد
نصف زمین پر صلح کی تھی۔ اسی طرح وادی القریٰ کی ایک تہائی زمین جو آپ نے مصالحت کے وقت حاصل
کی۔ اسی طرح خیبر کے قلعوں میں سے دو قلعے ان میں سے ایک صلح سے لیا تھا۔ تیسرا حق آپ کا وہ حصہ تھا جو
غلبہ کے ساتھ خیبر فتح کرنے سے خیبر کا خمس تھا۔ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک تھے۔ ان میں سے
کسی دوسرے کا کچھ حق نہ تھا۔ لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے لئے مخصوص نہیں کر رکھا تھا
بلکہ اپنے اہل و اولاد، مسلمانوں اور دیگر عام مصالح میں ان کو خرچ کرتے تھے۔ یہ تمام صدقات میں جن پر آپ
کی وفات کے بعد ملکیت کا دعویٰ ممنوع اور حرام ہے۔

(حدیث ۲۸۸۴ اور ۲۸۸۵ کی شرح کا مطالعہ فرمائیں)

اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ زمینیں اپنے اہل و اولاد کے
لئے باقی رکھی تھیں جو آپ کی حیات طیبہ اور وفات کے بعد ان کے مصرف میں رہیں اور ان سے مسلمانوں کی
حاجات بھی پوری کی جاتی تھیں لیکن آپ کی وفات کے بعد وہ املاک وقف ہو گئیں اور آپ کے اہل و اولاد
قیامت تک ان سے اپنی حاجات پوری کرتے رہیں گے اور ان کو اپنی ملکیت تصور نہ کریں گے۔
قوله فَتَشْهَدُ عَلَيَّ ، یہ سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد کا واقعہ ہے۔ یہ حدیث کا حصہ نہیں
قوله ارْقُبُوا مُحَمَّدًا فِي أَهْلِ بَيْتِهِ آہ یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کلام ہے۔ اس کے ساتھ
آپ نے لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں وصیت فرمائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اور آپ کی اولاد

۳۴۷۵ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُمَرَ

ابْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمُسَوَّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّي
فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي

۳۴۷۶ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ

بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِي شَكْوَاهِ الَّتِي قُبِضَ فِيهَا فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ

میں آپ کی حفاظت کرو اور انہیں اذیت نہ پہنچاؤ اور نہ ہی ان سے کسی طرح کی اساءت کرو! سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سیدہ فاطمہ، علی المرتضیٰ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم میں جنہیں سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل میں لپیٹا تھا اور فرمایا یہ میرے اہلبیت ہیں یا یہ حضرات اور ازواجِ مطہرات
ہیں کیونکہ اہل بیت سے مطلقاً ذہن اسی طرف جاتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۴۷۵ - ۱ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

نے فرمایا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی آپ کے اہل بیت کی محبت میں دیکھو!

ترجمہ : مسوور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ خباب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ

میرے گوشت کا ٹکرا ہے جس نے فاطمہ کو ناراض کیا اُس نے مجھے ناراض کیا۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے اپنی مرض میں جس میں آپ نے وفات فرمائی

اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے خفیہ کوئی بات کی تو وہ رونے لگیں۔ پھر انہیں بلایا اور ان سے
آہستہ بات کی تو وہ ہنسنے لگیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں نے فاطمہ سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا

فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاَهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ فَسَأَلْتُهَا عَنْ
ذَلِكَ فَقَالَتْ سَارَّتَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ
يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوْنِي فَبَكَيتُ ثُمَّ سَارَّتَنِي فَأَخْبَرَنِي
أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ أَتْبَعَهُ فَضَحِكَتُ

مَنَاقِبُ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ حَوَارِيُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسُمِّيَ الْحَوَارِيُّونَ لِبَيَاضِ ثِيَابِهِمْ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے آہستہ بات کی اور مجھے بتایا کہ آپ اس مرض سے جس میں آپ نے وفات فرمائی، میں وفات فرمائیں گے یہ سن کر میں رو پڑی پھر مجھ سے آہستہ بات کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کے اہل بیت میں سے سب سے پہلے میں آپ سے ملوں گی تو میں ہنس پڑی۔
(حدیث ۳۲۹۲ کی شرح دیکھیں)

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

وفات : ۱۰۔ جمادی الاول ۳۶ھ مطابق ۲۵۔ نومبر ۶۵۶ھ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار تھے حواریوں کو اس لئے حواری کہا جائے کہ ان کے کپڑے سفید تھے۔ آپ کا نسب یہ ہے زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی۔ آپ قرشی اسدی ہیں اور کنیت ابو عبد اللہ ہے! آپ کی والدہ صفیہ بنت عبد المطلب بن ہاشم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوپھی ہیں۔ آپ پندرہ برس کی عمر میں مسلمان ہوئے۔ موسیٰ بن طلحہ نے کہا حضرت علی، زبیر، طلحہ اور سعد بن ابی وقاص ایک ہی سال میں پیدا ہوئے۔ محمد بن عبد الرحمن کی

روایت کے مطابق حضرت علی بن ابی طالب اور زبیر بن عوام دونوں آٹھ آٹھ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے۔ ان کے اسلام لانے کی عمر میں کئی اقوال ہیں۔ چنانچہ پندرہ، بارہ، آٹھ اور سولہ سال بھی ذکر کئے جاتے ہیں۔ کسی غزوہ میں آپ پیچھے نہیں رہے۔ ہر غزوہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر اور عبد اللہ بن مسعود کو بھائی بھائی بنایا جبکہ آپ نے مکہ میں مہاجرین میں بھائی چارہ بنایا تھا اور جب مدینہ منورہ تشریف لائے اور مہاجرین و انصار میں بھائی چارہ بنایا تو زبیر اور سلمہ بن سلمہ بن وقش کے درمیان بھائی چارہ بنایا۔ ایک روایت کے مطابق آپ کے دس لڑکے تھے اور وہ ”عبد اللہ، عروہ، مصعب، منذر، عمرو، عبید، جعفر، عامر، غمیر اور حمزہ“ میں سب سے پہلے اللہ کی راہ میں زبیر نے تلوار اٹھائی تھی کیونکہ شیطان نے پھونک ماری کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گرفتار ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر حضرت زبیر آئے اور لوگوں کو اپنی تلوار سے ہٹاتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے جبکہ آپ اعلیٰ مکہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے پوچھا اے زبیر کیسے آنا ہوا عرض کیا یا رسول اللہ! خبر مشہور ہو گئی تھی کہ آپ کو مشرکوں نے پکڑ لیا ہے۔ یہ سن کر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعاء فرمائی اور ان کی تلوار کے لئے دعاء فرمائی۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا زبیر میری پھوپھی کا لڑکا اور میرا مددگار ہے اور فرمایا ہر نبی کے مددگار ہوتے ہیں میرا مددگار زبیر ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں ابن الحواری ہوں تو عبد اللہ بن عمر نے کہا اگر تو زبیر کا بیٹا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ نہیں۔ حواری کا معنی مخلص ہے۔ معمر نے قتادہ سے بیان کیا حواری سب قریش میں سے ہیں۔ چنانچہ ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان، علی، حمزہ، جعفر، ابو عبیدہ بن جراح، عثمان بن مظعون، عبد الرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، طلحہ اور زبیر تمام حواری ہیں۔ روح بن قاسم نے قتادہ سے روایت کی کہ ایک روز حواریوں کا ذکر ہونے لگا تو کہا گیا بھلا حواری کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا حواری وہ ہیں جن میں خلافت کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ حضرت زبیر بن عوام جنگ بدر میں حاضر ہوئے جبکہ اس روز ان پر زرد عمامہ تھا۔ جس سے انھوں نے منہ اور سر لپیٹا ہوا تھا۔ کہا جاتا ہے بدر کے دن فرشتے حضرت زبیر بن عوام کی سیئت میں نازل ہوئے انھوں نے زرد عمامے پہنے ہوئے تھے اوڑھن اور منہ ڈھانپ رکھے تھے۔ آپ تمام جنگوں میں حاضر ہوتے رہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص بھی جو بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوا ہو وہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چھ حضرات اہل شوریٰ کے متعلق فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی حالانکہ آپ ان حضرات سے راضی اور خوش تھے۔ جن صحابہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوشخبری دی تھی ان میں آپ بھی شامل ہیں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے اپنے والدین کو دوبار جمع فرماتے ہوئے فرمایا: اِزِمْ سَعْدُ فِدَاکَ ابْنِیْ وَ اُمِّیْ، ایک بار اُحد کی جنگ میں اور دوسری بار بنو قریظہ سے جنگ

میں یہ فرمایا۔ ابواسحاق سُبُلُعی نے کہا ایک مجلس میں بیٹھ سے زائد صحابہ کرام بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا ان میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کون زیادہ مکرم و معظم ہے انہوں نے کہا حضرت زبیر بن عوام اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ زبیر بہترین تاجر تھے۔ ایک روز ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو تجارت میں صداقت اور منفعت بخش طریقہ کیسے میسر ہوا۔ انہوں نے کہا میں نے تجارت کا مال کبھی غبن سے نہیں خریدا اور نہ ہی میں نے نفع کی خواہش کی ہے اللہ جس کے لئے چاہے برکت دیتا ہے۔ حضرت کعب نے کہا حضرت زبیر کا ایک ہزار غلام تھا جو ہر روز انہیں شیش ادا کیا کرتے تھے وہ ان میں سے ایک درہم بھی گھر نہیں لے جاتے اور تمام صدقہ کر دیتے تھے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی وفات

آپ جنگِ جمل میں حاضر ہوئے یہ جنگ ام المؤمنین عائشہ اور امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کے درمیان ہوئی جبکہ حضرت زبیر ام المؤمنین کے لشکر میں تھے۔ زبیر نے کچھ دیر جنگ کی تو حضرت علی المرتضیٰ نے انہیں آواز دی وہ تنہا حضرت علی کے پاس آگئے۔ حضرت علی نے زبیر کی ایک واقعہ کی طرف توجہ دلائی کہ ایک بار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم دونوں کو دیکھا کہ ہم سنس رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے زبیر! تم علی سے جنگ کرو گے اور تم ظالم ہو گے۔ حضرت زبیر کو وہ واقعہ اور ارشاد یاد آیا تو وہ میدانِ جنگ سے باہر آئے اور مدینہ منورہ کا رخ کیا تو ان کے پیچھے عبداللہ بن جرموز لگ گیا۔ وادی السباع میں جب آپ نماز پڑھ رہے تھے تو ابن جرموز نے موقعہ پا کر انہیں قتل کر دیا اور قتل سے سر جدا کر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا۔ یہ دس جہادِ اولیٰ ۳۶ھ کا واقعہ ہے۔ جب حضرت علی کے حضور اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ نے اسے اجازت نہ دی اور دیوان سے فرمایا اسے دوزخ کی خوشخبری دو!

احنف بن قیس سے روایت ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جب سفوان پہنچے جو بصرہ سے اتنی دور ہے جتنا قادیسیہ کوفہ سے دور ہے۔ تو انہیں بنی مجاشع کا ایک شخص نعر ملا اور کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری آپ کدھر جاتے ہیں آپ میری امان میں رہیں آپ تک کوئی نہیں آسکتا۔ آپ بے خوف رہیں۔ زبیر نے اس کی پیش کش قبول کر لی۔ جب عمیرہ بن جرموز، فضالہ بن حابس اور نضیع نے سنا تو وہ زبیر کی تلاش میں نکلے اور نعر کے ساتھ پایا عمیرہ بن جرموز ان کے پیچھے سے آیا جبکہ وہ کمزور گھوڑے پر سوار تھا۔ اُس نے آپ کو ہلکا سا زخم کیا تو زبیر نے اس پر حملہ کر دیا۔ جبکہ وہ اعلیٰ گھوڑے پر سوار تھے جسے ذوالخمار کہا جاتا تھا جب اسے یقین ہو گیا کہ زبیر اسے قتل کر دیں گے تو اُس نے اپنے دونوں ساتھیوں نضیع اور فضالہ کو پکارا تو تینوں نے حملہ کر کے حضرت زبیر کو شہید کر دیا۔ یہ روایت پہلی سے صحیح تر ہے۔ (استیعاب)

جس روز حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ان کی عمر ۷۷ برس تھی۔

۳۴۷۷۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَحْيَىٰ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ
ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَخْبَرَنِي مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ أَصَابَ عُثْمَانُ
ابْنَ عَفَّانَ رُعَاتٌ شَدِيدًا سَنَةَ الرُّعَافِ حَتَّى حَبَسَهُ عَنِ الْحَجِّ وَ
أَوْصَىٰ فَدْخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ اسْتَخْلِفْ فَقَالَ وَقَالُوهُ
قَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ فَسَكَتَ فَدْخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ أَحْسَبُهُ الْحَارِثُ
فَقَالَ اسْتَخْلِفْ فَقَالَ عُثْمَانُ وَقَالُوا فَقَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ هُوَ قَالَ
فَسَكَتَ قَالَ فَلَعَلَّهُمْ قَالُوا الزُّبَيْرُ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي
بِيَدِهِ أَنَّهُ لَخَيْرُهُمْ مَا عَلِمْتُ وَإِنْ كَانَ لَأَحَبُّهُمْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا حلیہ

آپ کا رنگ گندمی، قد درمیانہ، گوشت معتدل اور داڑھی ہلکی تھی،
۳۴۷۷۔ ترجمہ : مروان بن حکم نے کہا حضرت عثمان بن عفان کو نکسیر
کی مرض کے سال سخت نکسیر پھوٹی تھی کہ انہیں حج سے
روک دیا اور انہوں نے وصیت بھی کر دی۔ اُن کے پاس ایک قریشی مروا کر کہنے لگا کسی کو خلیفہ تجویز کر دیں
عثمان نے کہا کیا لوگوں نے یہ بات کہی ہے۔ اُس نے کہا جی ہاں! عثمان نے کہا کس نے کہا ہے؟ وہ شخص
خاموش ہو گیا پھر ایک اور شخص آیا میرا خیال ہے کہ وہ حارث تھا اُس نے کہا آپ خلیفہ تجویز کر دیں۔ حضرت
عثمان نے کہا لوگوں نے یہ بات کہی ہے۔ اُس نے کہا جی ہاں! فرمایا کس نے کہا ہے۔ وہ بھی خاموش ہو گیا۔
حضرت عثمان نے کہا شاید لوگوں نے کہا ہوگا کہ زبیر کو خلیفہ مقرر کر دوں؟ اُس نے کہا جی ہاں۔ عثمان نے
کہا یہ بات سن لو۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے دست قدرت میں میری جان ہے جو کچھ میں جانتا
ہوں وہ سب لوگوں سے بہتر ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے لوگوں سے زیادہ
محبوب ہیں۔

۳۴۷۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا أَبُو سَامَةَ عَنْ
هشامٍ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ سَمِعْتُ مَرْوَانَ يَقُولُ كُنْتُ عِنْدَ عُمَانَ
أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اسْتَخْلِفْ قَالَ وَقِيلَ ذَلِكَ قَالَ نَعَمْ الزُّبَيْرُ قَالَ
أَمَّا وَاللَّهِ أَنْكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنَّهُ خَيْرُكُمْ ثَلَاثًا

ترجمہ : ہشام نے کہا میرے والد نے بیان کیا کہ میں نے مروان
سے سنا جبکہ میں حضرت عثمان کے پاس تھا کہ آپ کے
پاس ایک شخص آیا اور کہا خلیفہ مقرر کر دیں۔ عثمان نے کہا کیا ایسا کہا گیا ہے ؟ اُس نے کہا جی ہاں ! زبیر
کے متعلق کہا جاتا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا۔ بخدا ! تم جانتے ہو کہ وہ تم سے بہتر ہے۔
یہ تین بار فرمایا :

۳۴۷۷ — ۳۴۷۸ — شرح : حواریؓ کی یاد مشدود ہے اور
یہ لفظ مفرد ہے۔ اس کا معنی ناصر

یا خالص دوست ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تمام صحابہ کرام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے انصار، مددگار اور تہ دل سے مخلص تھے تو زبیر رضی اللہ عنہ کی کیا تخصیص ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے
کہ غزوہ احزاب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرے پاس مشرکوں کی کون جاسوسی کریگا
اور ان کے حالات سے مجھے آگاہ کرے گا۔ حضرت زبیر نے عرض کیا تھا یا رسول اللہ ! میں حاضر ہوں، اس طرح
بار بار آپ نے فرمایا اور تین ہی بار حضرت زبیر نے یہی جواب دیا کہ حضور میں حاضر ہوں اور مشرکوں کے
ناپاک خیالات کو آپ تک پہنچاؤں گا۔ یہ حتمی اور یقینی بات ہے کہ ایسے وقت میں مدد دینا دوسرے اوقات
کی نسبت زیادہ اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے
حواری ہوتے ہیں۔ میرا حواری زبیر بن عوام ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تجویز خلافت پر اس لئے آمادہ کرنا چاہا تھا کہ مرض
نکسیر کے باعث حالات اس قسم کے ہو گئے تھے کہ شاید حضرت عثمان اس شدید مرض سے بچ
نہ سکیں گے۔ اس لئے ان کا خلیفہ مقرر کرنا ضروری ہے۔

۳۲۷۹ — حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ هُوَ

ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرِ

۳۲۸۰ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَا

هَشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كُنْتُ يَوْمَ الْأَحْزَابِ جُعِلْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فِي النِّسَاءِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِالزُّبَيْرِ عَلَى فَرَسِهِ يَخْتَلِفُ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ مَرَّتَيْنِ أَوْتَلَثَا فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ يَا أَبَتِ رَأَيْتَكَ تَخْتَلِفُ قَالَ أَوْ هَلْ رَأَيْتَنِي يَا بَنِي قُلْتُ نَعَمْ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَأْتِ بَنِي قُرَيْظَةَ فَيَأْتِيَنِي بِخَبَرِهِمْ فَأَنْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوِيهِ فَقَالَ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي

۳۲۷۹ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں میرا حواری زبیر بن عوام ہے۔

۳۲۸۰ — ترجمہ : عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ احزاب کے روز میں

اور ابوسلمہ عورتوں کے محافظ تھے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ زبیر

اپنے گھوڑے پر بنی قریظہ کی طرف دو تین بار گئے اور آئے۔ جب میں واپس آیا تو اپنے والد سے کہا : اے ابا جان! میں نے آپ کو جاتے آتے دیکھا تھا۔ زبیر نے کہا اے میرے بیٹے! کیا تو نے مجھے دیکھا تھا میں نے کہا جی ہاں! انھوں نے کہا جابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ بنی قریظہ کون جانیگا جو میرے پاس ان کی خبر لائے میں گیا جب واپس آیا تو جابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے اپنے

۳۲۸۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَنَا هَاشِمُ
ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا
لِلزُّبَيْرِ يَوْمَ الْيَرْمُوكِ أَلَا تَشُدُّ فَتَشُدُّ مَعَكَ فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ فَضْرَبُوهُ
ضَرْبَتَيْنِ عَلَى عَاتِقِهِ بَيْنَهُمَا ضَرْبَةٌ ضَرَبَهَا يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ عُرْوَةُ
فَكُنْتُ أَدْخُلُ أَصَابِعِي فِي تِلْكَ الضَّرَبَاتِ الْعَبَّ وَأَنَا صَغِيرٌ

والدین جمع کرتے ہوئے فرمایا اے سعد! میرا باپ اور میری ماں تم پر فدا ہوں!

شرح : حواری مفرد لفظ ہے اس کا معنی مددگار
اور مخلص ہے۔ اس حدیث میں حضرت

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماں باپ جمع
کر کے فرمایا۔ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔ یوم احزاب اور یوم خندق ایک ہی چیز ہے۔ اسلام کے
خلاف کفار کے احزاب نے مدینہ منورہ پر حملہ کیا تھا اس لئے اسے یوم احزاب کہا جاتا ہے اور بعض صحابہ کرام
کے مشورہ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے چاروں طرف خندق کھدوائی تھی اس لئے اسے
غزوہ خندق کہا جاتا ہے۔

توجہ : ہشام بن عروہ نے اپنے والد عروہ سے روایت کی کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے یرموک کی جنگ میں زبیر

سے کہا کیا تم حملہ نہیں کرتے ہم تمہارے ساتھ ان پر حملہ کریں۔ زبیر نے کفار پر حملہ کیا تو انہوں نے آپ کے
کنہ سے پر دو تلواریں کے زخم کئے ان دونوں کے درمیان ایک گہرا زخم تھا جو بدھ کی جنگ میں آیا تھا عروہ نے
کہا میں اپنی انگلیاں ان زخموں میں داخل کر کے کھیلا کرتا تھا جبکہ میں بہت چھوٹا تھا۔

شرح : یوموک، بروزن یفعل۔ شام میں ایک مقام ہے۔ ابن عساکر کی
روایت کے مطابق یہ غزوہ پیر کے روز پانچ رجب کو پندرہ ہجری

میں واقع ہوا۔ یہ مسلمانوں کی عظیم فتح تھی۔ جبکہ ہرقل کے افواج کا سپہ سالار مالان ارمنی تھا اور عسکر
اسلام کا سربراہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح تھے رضی اللہ عنہ ان میں پانچ عظیم واقعات ہوئے آخر میں فتح
مسلمانوں کو نصیب ہوئی۔ ہرقل کی افواج میں سے ایک لاکھ پانچ ہزار افراد قتل ہوئے جبکہ ان کے

ذکر طلحہ بن عبید اللہ وَقَالَ عُمَرُو بْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ

چالیس ہزار افراد قید کر لئے گئے اور مسلمانوں کے صرف چار ہزار افراد شہید ہوئے۔ اور ماہان بھی لڑائی میں قتل ہو گیا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حذیفہ بن یمان کو دس مہاجرین و انصار کے ہمراہ مدینہ منورہ بھیجا کہ امیر المؤمنین عمر فاروق کو فتح کی خوشخبری سنائیں۔ اس لڑائی میں مسلمانوں کو بہت مال و غنیمت ملا تھا لگتا۔ حتیٰ کہ ہر سوار کو سونے کے چوبیس ہزار مثقال اور اسی قدر چاندی حصہ ملا۔ جبکہ مسلمانوں کی کل تعداد پینتالیس ہزار تھی۔ ایک روایت کے مطابق پینسٹھ ہزار بتائی جاتی ہے۔ جبکہ ان کے مقابلہ میں رومی فولا کم تھے۔ کفار کے عساکر عظیمہ کو مسلمانوں نے منہ توڑ شکست دی۔ اس لڑائی میں حضرت زبیر بن عوام اور خالد بن ولید کے علاوہ دیگر مسلمانوں نے بھی اپنے اپنے جوہر دکھائے اور وہ عظیم فتح سے ہمکنار ہوئے۔ الحمد للہ رب العالمین !

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات: جمادی الاخریٰ ۳۶ھ مطابق ۲۵۔ نومبر ۶۵۶ھ

آپ کی نسب یہ ہے۔ طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرہ بن کعب بن لوی بن غالب قرشی تمیمی، اور آپ کی والدہ صعہ بنت عبد اللہ بن عماد بن مالک بن ربیعہ بن اکبر بن مالک بن عویف بن مالک بن خزرج بن ایاد بن صدف بن حضرموت بن کنده، آپ کی کنیت ابو محمد ہے اور آپ کو طلحۃ الخیر، طلحۃ الفیاض بھی کہا جاتا ہے۔ انساب کے ماہرین نے ذکر کیا کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے موضع بئشان میں مال تجارت خرید اتو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تو بہت بڑے فیاض ہو اس لئے انہیں طلحۃ الفیاض کہنے لگے۔ جب مدینہ منورہ آئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور کعب بن مالک کے درمیان بھائی چارہ بنایا۔ محمد بن اسحاق نے کہا حضرت طلحہ جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدر سے واپسی کے بعد طلحہ شام سے آئے تھے اور انہوں نے غنیمت سے اپنے حصہ کا سوال اٹھایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے حصہ ہے۔ طلحہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ثواب بھی ملے گا؟ فرمایا ہاں ضرور ملے گا۔ زبیر بن بکار نے کہا

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ شام میں تجارت کے لئے گئے ہوئے تھے اور جنگ بدر ان کی عدم موجودگی میں لڑی گئی تھی۔ وہ اولین مہاجرین میں سے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنائم بدر میں ان کا حصہ محفوظ رکھا۔ جب وہ شام سے واپس آئے تو عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے غواب بھی ملے گا فرمایا ضرور ملے گا۔ ابو عمرو نے کہا آپ اُحد اور اس کے بعد ہونے والے تمام غزوات میں حاضر ہوتے رہے زبیر نے کہا حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے اُحد کی جنگ میں بہت بڑی جوانمردی دکھائی وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ڈھال بنے رہے اور اپنے ہاتھ سے آپ کو مشکوں کے تیروں کی بارش سے بچاتے رہے۔ حتیٰ کہ ان کا ہاتھ شل ہو گیا۔ ایک چوٹ ان کے سر پر آئی۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پیٹھ پر اٹھا کر پتھر پر چڑھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کر لی ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزرہاں پہن رکھی تھیں اور وہ بہت بھاری وزنی تھیں۔ آپ نے پتھر پر چڑھنا چاہا تو ان کا بوجھ مانع ہوا۔ طلحہ بن عبید اللہ نے آپ کو اٹھایا تو آپ پتھر پر چڑھ گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طلحہ نے جنت واجب کر لی۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں جنہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں جنت کی خوشخبری سنائی تھی۔ وہ مجلس شوریٰ کے ممبر بھی تھے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جوینہ کی تھی۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ کو دیکھ کر فرمایا جو زمین پر چلتا پھرتا شہید دیکھنا چاہے۔ وہ اسے دیکھ لے۔ وہ جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں لڑ رہے تھے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو انہیں اپنے پاس بلا کر ان کے فضائل بیان کئے۔ اور گزرے وقت کے حالات یاد دلائے تو زبیر بن عوام کی طرح طلحہ بھی جنگ کرنے سے رُک گئے اور ایک صف میں علیحدہ کھڑے ہو گئے انہیں ایک تیر لگا تو ان کی ٹانگ سے خون جاری ہو گیا جس سے ان کی موت واقع ہوئی۔ ایک روایت کے مطابق ان کے سینہ میں تیر لگا۔ کہا جاتا ہے کہ مروان بن حکم نے آپ کو تیر مارا اور شہید کر دیا اور کہا آج کے بعد میں کسی سے انتقام کا مطالبہ نہیں کروں گا۔ کیونکہ طلحہ کے بارے میں لوگوں کا یہ گمان تھا۔ کہ آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے حضرت عثمان کے مکان کا محاصرہ کیا تھا۔ اور آپ پر تشدد کیا تھا۔ معتبر علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جنگ جمل میں مروان نے ہی حضرت طلحہ کو قتل کیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا بخدا! میں اُمید کرتا ہوں کہ میں، عثمان، طلحہ اور زبیر ان لوگوں میں سے ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم نے ان کے سینوں سے دشمنی نکال دی ہے اور ہم بھائی بھائی ہیں۔ جنت میں تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

معاذ بن بشام نے روایت کی کہ جنگ جمل میں مروان بن حکم نے حضرت طلحہ کو دیکھا۔ تو کہا میں آج کے بعد اپنے انتقام کا مطالبہ نہیں کروں گا پھر انہیں تیر مار کر ہلاک کر دیا۔ احنف نے کہا جب جنگ جمل

میں آمناسا منا ہوا۔ تو سب سے پہلے قتل ہونے والے حضرت طلحہ بن عبید اللہ تھے اور مروان نے ان کو قتل کرنے کا اقرار بھی کر لیا تھا۔ یحییٰ بن سعد اپنے چچا سے روایت کی انھوں نے کہا مروان نے طلحہ بن عبید اللہ کو تیر مار کر حضرت عثمان کے صاحبزادے ابان بن عثمان کی طرف متوجہ ہو کر کہا تیر سے باپ کے قاتلوں میں سے ایک کو تو میں نے قتل کر دیا ہے۔ اسماعیل بن ابی خالد نے کہا جنگِ جمل میں مروان بن حکم نے طلحہ کو تیر مارا اسی سے ان کی وفات واقع ہوئی اور وہیں چراگاہ کے کنارے انہیں دفن کر دیا۔ حضرت طلحہ کے کسی قریبی نے خواب میں دیکھا تو اسے طلحہ نے کہا مجھے اس چراگاہ سے اٹھالے جاؤ۔ یہاں بہت پانی ہے میں تین بار اس میں ڈوبا ہوں انھوں نے قبر کھولی تو اس میں سبزہ تھا۔ لوگوں نے پانی کو دور کر کے وہاں سے آپ کو نکالا تو زمین کی طرف آپ کی داڑھی شریف کچھ متاثر ہوئی اور اسی طرف چہرے پر مٹی اثر انداز ہوئی تھی۔ لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکانات سے ایک مکان خرید کر وہاں آپ کو دفن کیا۔

قیس نے کہا جنگِ جمل میں مروان طلحہ کے قریب قریب رہتا تھا۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو مروان نے کہا آج کے بعد کسی سے انتقام کا مطالبہ نہیں کروں گا۔ پھر آپ کو تیر مارا جو ان کے گھٹنے میں لگا، چنانچہ اس کا خون بند نہ ہوا حتیٰ کہ آپ شہید ہو گئے۔ اس روز حضرت طلحہ نے کہا تھا اسے چھوڑو یہ تیر اللہ نے بھیجا ہے۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی وفات

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جنگِ جمل میں مروان کے تیر مارنے سے ۶۴ برس کی عمر میں شہید ہوئے آپ کو مروان نے تیر مارا تھا جبکہ دونوں ایک ہی لشکر میں تھے جنگِ جمل دس جمادی الاخریٰ کو ۳۶۔ ہجری میں لڑی گئی تھی۔ طلحہ بن عبید اللہ کی عمر میں اختلاف ہے۔ اکثر علماء نے کہا ان کی عمر ۷۴ برس تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے وقت اُن سے راضی اور خوش تھے۔

حضرت طلحہ کا رنگ گندمی تھا۔ آپ کے سر پر بہت بال تھے۔ نہ تو وہ ایک دوسرے میں داخل تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے تھے۔ وہ اپنے بال ادھر ادھر نہیں کیا کرتے تھے۔ زبیر نے ذکر کیا کہ انھوں نے سفیان بن عیینہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ کے گلہ میں ایک ہزار دینار ہر روز موجود ہوتا ہے۔

حضرت طلحہ کی وفات کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ صعبہ بنت حضرمی جو علماء حضرمی کی ہمیشہ محبتیں چند روز زندہ رہیں وہ اپنے بیٹے کی وفات کے بعد ہر وقت غمزدہ رہتی تھیں۔

انا لله وانا اليه راجعون

۳۴۸۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّسِيُّ شَنَا مُعْتَمِرَ عَنْ
 أَبِيهِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ لَمْ يَبْقَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فِي بَعْضِ تِلْكَ الْأَيَّامِ الَّتِي قَاتَلَ فِيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ عَنْ حَدِيثِهَا

۳۴۸۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ شَنَا خَالِدُ شَنَا ابْنُ أَبِي خَالِدٍ
 عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ الَّتِي دَفَنَاهَا النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَلَّتْ

ترجمہ : ابو عثمان نے کہا ایک زمانہ جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں تھے حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور حضرت

سعد بن ابی وقاص کے بغیر آپ کے ساتھ کوئی باقی نہ رہا تھا۔
 شرح : یہ جنگ اُحد کا واقعہ ہے جبکہ لوگ بھاگ گئے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ
 نے بعد میں معاف کر دیا۔ اس روز سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
 کے ہم رکاب صرف حضرت طلحہ اور سعد رہے تھے۔ اس جنگ میں حضور کو بچاتے ہوئے طلحہ کا ہاتھ شل ہو گیا
 تھا۔ اس حدیث میں حضرت ابو طلحہ کی عظیم منقبت ہے۔ قولہ غیر طلحہ وسعد، غیر مرفوع ہے۔ کیونکہ یہ
 لَمْ يَبْقَ، کا فاعل ہے۔ قولہ عَنْ حَدِيثِهَا یعنی ابو عثمان یہ طلحہ اور سعد کی حدیث سے روایت کرتے
 ہیں کہ انھوں نے اس طرح روایت ذکر کی ہے۔

ترجمہ : قیس بن ابی حازم نے کہا میں نے طلحہ کا ہاتھ دیکھا جس کے ساتھ
 وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بچاتے تھے کہ وہ شل ہو چکا تھا

شرح : علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا جب اُحد کی لڑائی میں بعض
 مشرکوں نے آپ کو مارنا چاہا تو حضرت طلحہ نے اپنے ہاتھ سے

آپ کا بچاؤ کرتے رہے حتیٰ کہ آپ کا ہاتھ شل ہو گیا۔ یعنی بتحیل چھپنی ہو گئی۔ یہ مراد نہیں کہ ہاتھ کٹ گیا
 تھا جیسا کہ بعض لوگوں نے گمان کیا ہے۔ ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے

مَنَاقِبُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ الزُّهْرِيِّ وَبَنُو زُهْرَةَ أَخْوَالُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی خوشی سے زمین پر شہید کو چلتا پھرتا دیکھنا چاہے وہ طلحہ کو دیکھ لے۔ انہیں کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ **فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ**۔ ترجمہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے کانوں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے سنا کہ طلحہ اور زُبیر جنت میں میرے ہمسائے ہیں۔ واللہ رسولہ اعلم!

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات : محرم ۵۵ھ مطابق ۶- دسمبر ۶۷۴ء

آپ کا نسب یہ ہے سعد بن ابی وقاص مالک بن اسیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب قرشی زہری آپ قدیم الاسلام ہیں چھ اشخاص کے بعد ساتویں مسلمان ہیں۔ آپ نماز فرض ہونے سے پہلے مسلمان ہوئے اور غزوہ بدر حدیبیہ اور دیگر غزوات میں حاضر رہے۔ آپ مجلس شوریٰ کے ممبر بھی تھے جو حضرت عمر فاروق نے خلافت کے انتخاب کے لئے مقرر کی تھی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے وقت آپ نے راضی اور خوش تھے۔ جن دس صحابہ کو ایک مجلس میں جنت کی خوشخبری سنائی گئی تھی آپ ان میں سے ہیں وہ مستجاب الدعاء تھے۔ سب سے پہلے آپ نے ہی اللہ کی راہ میں جہاد کیا جبکہ آپ عبیدہ بن حارث کے چھوٹے سے لشکر میں تھے۔ اس روز آپ کے ساتھ مقداد بن عمرو اور عتبہ بن عروان تھے۔ آپ کے لئے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **إِزْمِ سَعْدُ فَذَاكَ ابْنِي وَأُمِّي**، اور اپنے والدین کو زہرہ کی طاعت ان کے لئے بھی جمع کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعاء فرمائی اے اللہ سعد کی دعاء قبول کر اور اس کا نشانہ درست فرما۔ ان سے آپ نے فرمایا اے سعد تو میرا ماموں ہے۔ آپ ان جہاد و نو جوان قریش میں سے تھے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگوں میں محافظ تھے۔ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا اور آپ نے اکثر فارس فتح کیا۔ اور قادیسیہ اور دیگر علاقے فتح کئے اور ان کے

حاکم ہونے کے زمانہ میں کوفہ والوں نے آپ پر ناجائز تہمت لگائی تو جس نے آپ پر تہمت لگائی تھی اس کے لئے بالمشافہ بددعا کی کہ اس کی عمر لمبی ہو اور وہ فتنہ میں مبتلا ہو چنانچہ اس شخص کی عمر اتنی لمبی ہوئی کہ اس کے ابو و لٹک گئے تھے اور ان کو اٹھا کر چلا کر تاتھا اور کلی کوچوں میں نوجوان، نوخیز دوشیزہ لڑکیوں سے چھیڑ چھاڑ کرتا پھرتا تھا۔ اور ذلت و رسوائی اٹھا کر فوت ہو گیا وہ کہا کرتا تھا مجھے سعد کی بددعا لگ گئی ہے۔

۲۱۔ ہجری میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو معزول کر دیا تھا جبکہ کوفہ والوں نے آپ کی شکایت کو وہ نماز اچھی نہیں پڑھاتے اور نہ دعاوی میں انصاف کرتے ہیں اور نہ ہی مال غنیمت مساوی تقسیم کرتے ہیں۔ یہ تینوں باطل الزام تھے جن کی بعد میں تفتیش کی گئی اور وہ ناجائز ثابت ہوئے۔ اُن کے بعد عمار بن یاسر کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا، عبداللہ بن مسعود کو بیت المال سپرد کیا اور عثمان بن حنیف کو زمینوں کی ذمہ داری سونپی پھر عمار کو معزول کر کے سعد کو کوفہ کا دوبارہ حاکم مقرر کر دیا پھر انہیں معزول کر کے جبیر بن مطعم کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا لیکن تقرری کے فوری بعد انہیں بھی معزول کر دیا اور مغیرہ بن شعبہ کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا اور وہ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے تک کوفہ کے حاکم رہے۔ پھر حضرت عثمان نے چند دنوں بعد انہیں معزول کر کے سعید کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا پھر انہیں معزول کر دیا گیا اور ولید بن عقبہ کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا کہا گیا ہے کہ جب عمر فاروق نے حضرت سعد کو دوبارہ

کوفہ کا حاکم مقرر کرنا چاہا تو آپ نے وہاں حاکم مقرر ہونے سے انکار کرتے ہوئے کہا آپ مجھے وہاں حاکم مقرر کر رہے ہیں جن کے خیال میں میں نماز بھی اچھی طرح نہیں پڑھا سکتا ہوں۔ جب حضرت عمر فاروق زخمی ہو گئے تو انہیں شوریٰ کا ممبر بنا کر فرمایا اگر خلافت سعد کے حصہ آئے تو وہ اس کے لائق ہیں میں نے اس لئے کوفہ کی حاکمیت سے معزول نہیں کیا تھا کہ انتظامی امور میں عاجز ہیں اور ان میں صلاحیت کمزور ہے بلکہ کسی اور مصلحت کے باعث انہیں معزول کیا تھا۔ اور اگر کوئی اور صاحب خلافت کے لئے منتخب ہو جائے تو وہ سعد سے ضرور استعانت کرتا رہے۔

حضرت عثمان کی شہادت کے بعد آپ کے بیٹے عمر بن سعد نے مشورہ دیا کہ آپ خلافت کا اعلان کر دیں لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ پھر آپ کے بھتیجے ہاشم بن عقبہ نے یہی مشورہ دیا لیکن آپ نے اس بار بھی انکار ہی کیا تو آپ کے انکار کے باعث ہاشم حضرت علی المرتضیٰ کی طرف مائل ہو گیا اور سعد فتنہ کے ڈر سے گھر میں بیٹھ گئے اور اپنے اہل خانہ سے کہا کہ انہیں کوئی خبر نہ پہنچائی جائے۔ حتیٰ کہ امت کا ایک امام پر اتفاق ہو جائے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو خط لکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کی طلب میں میری مدد کریں لیکن آپ نے صاف انکار کر دیا۔

۳۲۸۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ
 سَمِعْتُ يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا
 يَقُولُ جَمَعَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ
 ۳۲۸۵۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ ابْنُ أَبِي هَرِيرَةَ ثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ
 عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَأَنَا ثَلَاثُ الْإِسْلَامِ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے دس میل دور مقام عقیق میں اپنے گھر فوت ہوئے۔ اور لوگ آپ کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر مدینہ منورہ لائے اور بقیع میں مدفون ہوئے۔ مروان ابن حکم نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی کیونکہ اس وقت مدینہ منورہ کا وہی حاکم تھا۔ ان کی تاریخ وفات میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

واقعی نے کہا آپ پچیس ہجری میں ۵۷ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ ابونعیم نے کہا کہ آپ اٹھاون ہجری میں فوت ہوئے۔ زبیر، حسن بن عثمان اور عمرو بن علی فلاس نے کہا ۵۴ ہجری میں ۸۳ برس کی عمر میں امیر معاویہ کی حکومت کے زمانہ میں دوسرا حج کرنے کے بعد فوت ہوئے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے وفات سے پہلے اپنا پیرانا جعبہ طلب کیا جو صوف سے بنایا گیا تھا اور کہا اس جعبہ میں انہیں کفن دیا جائے کیونکہ جب میں نے بدر کی جنگ میں مشرکوں کا مقابلہ کیا تھا تو یہ جعبہ پہنے ہوئے تھا۔ میں نے یہ صرف کفن کے لئے چھپا رکھا تھا۔ (استیعاب)
 ”بنو زہرہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں ہیں اور آپ سعد بن مالک ہیں۔“

توجہ ۳۲۸۴۔ سعید بن مسیب نے کہا میں نے سعد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحُد کی لڑائی میں میرے لئے اپنے والدین

کو جمع کیا (میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں خوب تیر چلاؤ)

توجہ ۳۲۸۵۔ عامر بن سعد نے اپنے والد سعد سے روایت کی کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا جبکہ میں اسلام کی تہائی تھا۔

۳۲۸۶۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى ثَنَا ابْنُ اَبِي زَائِدَةَ
 ثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ بْنِ عُثْبَةَ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ
 سَعْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ
 مَا اسْلَمَ اَحَدٌ اِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِي اسْلَمْتُ فِيهِ وَلَقَدْ مَكَثْتُ
 سَعَةً اَيَّامٍ وَاِنِّي لَثَلْتُ الْاِسْلَامَ تَابِعَهُ ابُو اسَامَةَ قَالَ ثَنَا هَاشِمُ
 ثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ اِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ
 قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُولُ اِنِّي لَالْوَلُّ الْعَرَبِ رَحِمَى بِهِمْ فِي
 سَبِيلِ اللَّهِ وَكُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا لَنَا طَعَامُ
 اِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ حَتَّى اِنْ اَحَدًا نَالِيَضَعُ كَمَا يَضَعُ الْبَعِيرُ وَالشَّاةُ
 مَا لَهُ خِلْطٌ ثُمَّ اَصْبَحْتُ بَنُو اسَدٍ تُغْزِرُنِي عَلَى الْاِسْلَامِ لَقَدْ
 خَبِثَ اِذْنٌ وَضَلَّ عَمَلِي وَكَانُوا وَشَوَّاهِ اِلَى عَمْرٍَا لَوْ اَلَا يُحْسِنُ
 يُصَلِّي قَالَ ابُو عَبْدِ اللَّهِ ثَلْتُ الْاِسْلَامَ يَقُولُ وَاَنَا ثَالِثٌ ثَلْتُهُ
 مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۲۸۶

۳۲۸۶۔ ترجمہ ہاشم بن ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص

نے کہا میں نے سعید بن مسیب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے سعد بن ابی وقاص
 سے سنا کوئی بھی مسلمان نہ ہوا مگر اس روز جس میں میں نے اسلام قبول کیا۔
 میں سات روز اسی حال میں رہا؛ حالانکہ میں اسلام میں تیسرا شخص تھا اس
 کی ابو اسامہ نے متابعت کی کہا ہم سے ہاشم نے بیان کیا انہوں نے کہا ہمیں

عمر بن عون نے خبر دی اُنھوں نے کہا میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں عربوں میں پہلا شخص ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا۔ ہم بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جنگ میں جاتے حالانکہ درختوں کے پتوں کے شواہم ہمارے پاس کھانے کی کوئی شئی نہ ہوتی تھی اور ہم لوگ پاخانہ کرتے جیسے اونٹ یا بکری کرتی ہے کہ اس کی لید میں کچھ خلط نہیں ہوتا۔ پھر بنو اسد مجھے اسلام پر ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں۔ میں خسارے میں پڑ جاؤں اور میرے عمل ضائع ہو جائیں اگر میں ان کی تعلیم کا محتاج ہوں۔ بنو اسد نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت سعد کے متعلق باتیں کیں کہ وہ نماز اچھی طرح نہیں پڑھتے ہیں۔ امام بخاری نے کہا ”ثلاث الاسلام“ سعد کہتے تھے میں بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین میں سے تیسرا تھا

۳۴۸۶ — شرح : ان احادیث میں حضرت سعد

بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت ہے۔ جبکہ آپ اسلام میں تیسرے مسلمان ہیں۔ یعنی آپ سے پہلے صرف دو مسلمان تھے ایک ابوبکر صدیق اور دوسرے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔ یا ایک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ بظاہر حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ آزاد تھے غلام نہیں تھے۔ ان میں سے سعد بن ابی وقاص تیسرے مسلمان ہیں۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اگر کوئی سوال پوچھے کہ استیعاب میں ذکر کیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص اسلام میں

ساتویں مسلمان ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ مردوں میں آپ تیسرے مسلمان ہیں۔ یا عام مسلمان مراد ہیں آزاد ہوں یا غلام ہوں۔ اس طرح آپ تیسرے مسلمان ہیں، کیونکہ حضرت عمار کی حدیث میں ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ کے ساتھ صرف پانچ غلام اور اور ابو بکر صدیق تھے۔

لہذا یہ چھ حضرات مسلمان ہیں اور ساتویں سعد بن ابی وقاص مسلمان ہیں یا حضرت سعد بن ابی وقاص نے اپنی اطلاع کے اعتبار سے یہ ذکر کیا ہے؛ کیونکہ ابتداء اسلام میں جو کوئی اسلام قبول کرتا وہ لوگوں سے اسے ظاہر نہیں کرتا تھا۔ اس اعتبار سے انھوں نے کہا میں تیسرا مسلمان ہوں۔

شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عبیدہ بن حارث بن عبد المطلبؓ ۳۴۸۷
عبد مناف کو ساٹھ ہاجرین کا شکر دے کر مشرکوں کے مقابلہ میں بھیجا جبکہ ان میں حضرت سعد بن ابی وقاص بھی تھے اور مشرکوں کا سپہ سالار ابوسفیان بن حرب تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کو جھنڈا دیا۔ یہ پہلا جھنڈا تھا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کیا تھا۔ عبیدہ اور ابوسفیان کے لشکروں کی باہم لڑائی ہوئی۔ یہ اسلام میں سب سے پہلی جنگ تھی۔ اس میں سعد بن ابی وقاص نے مشرکوں کو تیر مارے تھے اس لئے فرمایا میں پہلا عربی ہوں جس نے اللہ کی راہ میں سب سے پہلے تیر پھینکا۔ قولہ کَمَا يَضَعُ، یعنی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قضاء حاجت وقت خشک پاخانہ نکلتا تھا کیونکہ درختوں کے پتے کھانے سے خشک پاخانہ نکلا کرتا ہے جیسے اونٹ اور بکریوں کا خشک ہوتا ہے۔ حدیث ۷۲۴ کی شرح میں تفصیل مذکور ہے۔

باب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامادی قرابت داری کا ذکر

۳۴۸۸ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ
 ثَنَى عَلَى بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ الْمِسْوَر بْنَ مَحْرَمَةَ قَالَ إِنَّ عَلِيًّا خَطَبَ بِنْتَ
 أَبِي جَهْلٍ فَسَمِعْتُ بِذَلِكَ فَاطِمَةَ فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَقَالَتْ يَزْعُمُ قَوْمُكَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ وَهَذَا عَلِيٌّ نَاكِحٌ بِنْتَ
 أَبِي جَهْلٍ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ حِينَ
 تَشَهَّدَ يَقُولُ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ فَحَدَّثَنِي
 وَصَدَّقَنِي وَأَنَّ فَاطِمَةَ بَضَعَتْ مِنِّي وَإِنِّي أَلَرُّهُ أَنْ يَسُوءَهَا
 وَاللَّهُ لَا يَجْمَعُ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ وَبِنْتَ عَدُوِّ اللَّهِ عِنْدَ رَجُلٍ
 وَاحِدٍ فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخُطْبَةَ وَزَادَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ ابْنِ
 شَهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ مِسْوَرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ صَهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي
 مُصَاهَرَتِهِ آيَاةَ فَأَحْسَنَ قَالَ حَدَّثَنِي فَصَدَّقَنِي وَعَدَنِي فَوَفَّى لِي

ترجمہ : علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مسور بن محرمہ رضی اللہ عنہ

۳۴۸۸

نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی لڑکی سے منگنی
 کی اور سیدہ فاطمہ علیہا السلام نے یہ سنا تو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور
 عرض کی آپ کی قوم یہ سمجھتی ہے کہ آپ اپنی بیٹیوں کے متعلق غصے نہیں ہوتے یہ علی ہیں جو ابو جہل کی بیٹی سے
 نکاح کر رہے ہیں۔ یہ سن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا جب آپ نے تشہد پڑھا تو میں نے
 آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ اَمَّا بَعْدُ! میں نے ابو العاص بن ربیع کو (اپنی بیٹی) نکاح کر دی۔ اُس نے میرے
 ساتھ بات کی تو سچی کہی۔ اور فاطمہ میرا گوشت کا ٹکڑا ہے میں اس بات کو برا سمجھتا ہوں کہ اسے اذیت
 پہنچے۔ اللہ کی قسم! اللہ کے رسول ”صلی اللہ علیہ وسلم“ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک مرد کے پاس جمع

ہیں ہو سکتیں۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منگنی ترک کر دی۔ محمد بن عمرو بن حنبلہ نے ابن شہاب سے اُنھوں نے علی سے اُنھوں نے مسور سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور قبیلہ بنی عبد شمس اپنے داماد کا ذکر کیا۔ آپ نے اس کی دامادی کی تعریف کی اور خوب تعریف کی چنانچہ آپ نے فرمایا ابوالعاص نے میرے سامنے بات کہی اور سچی بات کہی۔ اُس نے میرے ساتھ وعدہ کیا اور اسے پورا کیا۔

شرح: عورت کے ماں، باپ اور بہن بھائی اصرار کہلاتے ہیں۔ ابوالعاص کا نام مقسم بن ربیع ہے اُن کا نسب یہ ہے مقسم بن ربیع بن عبد الوہی

۳۲۸۸ —

بن عبد الشمس، ان کا نام ہشیم بھی اور لقب جبر و البطحاء ذکر کیا جاتا ہے۔ ان کی والدہ لہ بنت خویلد ہے جو خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سگی بہن ہیں لہذا ابوالعاص زینب رضی اللہ عنہا کی خالہ کا بیٹا ہے۔ ابوالعاص نے سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی بعثت سے پہلے نکاح کیا جبکہ زینب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں۔ ابوالعاص جنگ بدر میں کفار کی طرف سے لڑنے آئے تھے انہیں عبد اللہ بن جہیر بن نعمان انصاری نے قید کیا تھا۔ جب مکہ والوں کے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لئے فدیہ بھیجے تو ان کا بھائی عمرو بن ربیع مال لے کر آیا جو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اسے دیا تھا۔ اس مال میں وہ ہار بھی تھا جو خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے سیدہ زینب کو رخصتی پر دیا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا اگر تم چاہو تو زینب کا شوہر چھوڑ دو اور ان کا ہار واپس کر دو تو بہتر ہوگا۔ صحابہ نے اسے منظور کر لیا۔ ابوالعاص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت کی مخلص تھے۔ مکہ کے مشرکوں نے اُن سے کہا تھا کہ وہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طلاق دے دیں لیکن اُنھوں نے ان کی بات کو مسترد کر دیا۔ اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بہت صفت و ثنا کی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جنگ بدر کے بعد ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئیں جبکہ ابوالعاص شہر پر قائم رہے۔ حتیٰ کہ فتح مکہ سے قبل وہ تجارت کے لئے شام گئے جبکہ اُن کے پاس قریش کا بھاری مقدار میں مال و متاع تھا۔ جب شام سے واپس آئے تو انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چھوٹا سا شکر ملا۔ جن کا سپہ سالار زید بن حارثہ تھے۔ رضی اللہ عنہ، ابوالعاص تجارتی قافلہ میں تھے جبکہ حضرت زید بن حارثہ ایک شہر افراد پر مشتمل چھوٹے شہر کے امیر تھے۔ انھوں نے قافلہ والوں کے ہاتھ سے تمام سامان لے لیا اور ان میں سے بعض لوگوں کو قید بھی کر لیا اور ابوالعاص بھاگنے میں کامیاب ہو گئے۔ ایک روایت کے مطابق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قافلہ کے تعاقب میں چھوٹا سا شکر بھیجا جس کا امیر زید بن حارثہ تھے۔ جب قافلہ والوں کا سامان لے کر آئے تو ابوالعاص بھاگ نکلا اور رات کو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس پناہ لینے میں کامیاب ہو گیا۔ جب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لائے اور آپ نے تکبیر فرمائی اور لوگوں نے بھی اللہ اکبر کہا تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے بلند آواز

سے فرمایا میں نے ابوالعاص بن ربیع کو پناہ دے دی ہے۔ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جو کچھ زینب نے کہا تم نے سُن لیا ہے ؟
 آنکھوں نے کہا جی ہاں ! آپ نے فرمایا : اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ میں نے وہی کچھ سنا ہے جو تم نے سنا ہے اس سے زیادہ کی مجھے کوئی اطلاع نہیں ہے۔ چھوٹے سے چھوٹا آدمی بھی پناہ دے سکتا ہے۔ پھر آپ اپنی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا : اے زینب ! یہ درست ہے کہ تم نے ابوالعاص کو پناہ دے دی ہے اپنی عزت و آبرو کا احترام کرنا ابوالعاص آپ کے پاس کسی صورت نہ آئے کیونکہ تم اس کے لئے حلال نہیں ہو۔ صاحبزادی نے عرض کیا یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم وہ اپنے مال کی طلب میں آیا ہے۔ یہ سُن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور اس لشکر کو بلایا۔ چنانچہ وہ سب جمع ہو گئے۔ تو آپ نے فرمایا یہ شخص جس حال میں یہاں ہے تم جانتے ہو اور تم نے اس کا مال قبضہ میں کر رکھا ہے وہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتنی کے طور پر دیا ہے میری یہ خواہش ہے کہ تم احسان کرو اور جو اس کا مال ہے وہ انہیں واپس کر دو۔ اگر تم واپس نہ کرو تو تمہاری مرضی تم اس کے مالک ہو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! بلکہ ہم مال واپس کرتے ہیں تو آنکھوں نے اس کا مال واپس کر دیا۔ جس میں کچھ بھی ادھر ادھر نہ ہوا تھا۔ چنانچہ ابوالعاص مال لے کر مکہ روانہ ہو گئے اور جس قدر لوگوں کا مال تھا، انہیں واپس کر دیا۔ پھر ابوالعاص نے کہا اے قریش کیا کسی کا مال رہ تو نہیں گیا جو اسے نہ ملا۔

سب نے کہا : جزاک اللہ خیراً، ہم نے تجھے وفادار کریم پایا ہے۔
 ابوالعاص نے کہا : اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، بخدا ! مجھے اسلام قبول کرنے سے صرف کلمات نے روکے رکھا تھا کہ تم یہ سمجھو گے کہ میں تمہارے کھاتا ہوں۔ جب اللہ نے تمہارے مال تمہیں واپس کر دیئے تو میں اسلام قبول کرتا ہوں۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام میں مخلص رہے۔ اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ابوالعاص کے پاس بھیج دی۔ محمد بن اسحاق نے کہا چھ سال بعد بدون تجدید نکاح زینب کو ابوالعاص کے پاس بھیج دیا۔ (استیعاب)

ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی وفات

ابراہیم بن منذر نے کہا ابوالعاص بن ربیع جنہیں جر و البطحاء کہا جاتا ہے۔ ذوالحجہ ۱۲ھ میں فوت ہوئے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ابوالعاص سے اُمامہ کو جنم دیا۔ جنہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کندھے پر اٹھایا کرتے تھے اور ایک لڑکے کو جنم دیا جس کا نام علی تھا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف

بَابُ

مَنَاقِبُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ
مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا

میں قریب البلوغ تھے۔ ایک روایت کے مطابق وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے فوت ہو گئے تھے جبکہ ابوالعاص یاسر کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے۔
ابو جہل کی بیٹی کا نام جویریہ یا جمیلہ تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام عوراء تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ خیال کیا تھا کہ عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔ لیکن یہاں عموم جواز پر عمل صحیح تھا اس لئے جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منگنی کو مسترد کر دیا اور اس سے عتاب بن اُسید نے نکاح کر لیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب لوگوں کو اس لئے خطاب کیا کہ یہ حکم لوگوں میں مشہور ہو جائے اور وہ اس پر وجوباً یا استحباباً عمل کریں۔
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا اُس نے میرے ساتھ بات کی اور سچی کہی کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیدہ زینب ان کے نکاح میں دی تھی تو یہ شرط لگائی تھی کہ ان کی موجودگی میں کسی اور عورت سے وہ نکاح نہیں کریں گے۔ چنانچہ وہ اس شرط پر قائم رہے اس لئے وفاء اور سچائی پر آپ نے ان کی تعریف کی (حدیث ۲۹۰۱ کی شرح دیکھیں)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

زید بن حارثہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام اور قسبی ہیں براء بن عازب نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ہمارا بھائی اور مولیٰ ہے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا نسب یہ ہے زید بن حارثہ بن شراحیل کعبی، آپ کی والدہ سعدی بنت

ثعلبہ بن عبد عامرؓ

ہشام بن محمد نے اپنے اسناد سے بیان کیا کہ حضرت زید بن حارثہ کی والدہ سعدیٰ اپنی قوم کی ملاقات کے لئے جا رہی تھیں جبکہ زید ان کے ساتھ تھے۔ تو راستہ میں بنی قین بن جسر کے لوگ زید کو اٹھا لے گئے اور عکاز منڈی میں حکیم بن حزام کے پاس چار سو درہم کے عوض انہیں فروخت کر دیا۔ حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے لئے انہیں خرید کر لیا۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ سے شادی کی تو انھوں نے یہ غلام آپ کو ہبہ کر دیا۔ پھر یہ خبر زید کے والد حارثہ کو پہنچی تو وہ اور ان کا بھائی کعب فدیہ لے کر مکہ مکرمہ پہنچے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا اے عبد المطلب کے بیٹے اور اپنی قوم کے سردار آپ اللہ کے حرم میں رہتے ہیں۔ قیدیوں کو آزاد کرتے ہیں۔ اور انہیں کھانا کھلاتے ہیں۔ ہم آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ ہمارا بچہ جو آپ کا غلام ہے۔ ہمیں واپس کر دیں ہم مناسب فدیہ دینے کو تیار ہیں۔ آپ ہم پر احسان فرمائیں اور جو حکم فرمائیں ہم فدیہ ادا کر دیتے ہیں۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بات کیا ہے؟ انھوں نے کہا: زید بن حارثہ ہمارا بچہ ہے۔ آپ نے فرمایا اور تو کچھ نہیں زید کو بلاؤ اگر تمہارے ساتھ جانا چاہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا اور فدیہ لئے بغیر ہم تمہارے حوالہ کر دیتے ہیں۔ اور اگر وہ ہمارے پاس رہنا پسند کرے تو جو ہمیں پسند کرے ہم اسے دور نہیں کر سکتے۔ چنانچہ زید کو بلایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے زید! ان لوگوں کو پہچانتے ہو؟ عرض کیا جی ہاں! یہ میرا والد اور وہ میرا چچا ہے۔

فرمایا: میں وہ ہوں جو تم جانتے ہو اور تم نے ہمارا سلوک دیکھ لیا ہے۔ تم انہیں پسند کرتے ہو یا مجھے پسند کرتے ہو؟

زید نے عرض کیا میں آپ پر اور کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا ہوں۔ آپ ہی میرے باپ اور چچا ہیں! انھوں نے کہا: اے زید! کیا تم غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہو اور اپنے والد، چچا اور اہل خانہ پر یہاں رہنے کو ترجیح دیتے ہو؟

زید نے کہا: جی ہاں! میں نے ان سے کچھ دیکھا ہے اس لئے میں ان پر کسی کو کسی صورت ترجیح نہیں دے سکتا ہوں!

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ معاملہ دیکھا تو زید کو حجرِ حطیم کعبہ میں لے گئے اور فرمایا تم اس بات کے گواہ ہو جاؤ کہ زید میرا بیٹا ہے یہ میرا وارث ہوگا میں اس کا وارث ہوں۔ جب زید کے باپ اور چچا نے دیکھا تو وہ خوش ہو گئے اور واپس چلے گئے۔ اس کے بعد لوگ زید کو بناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا پکارنے لگے۔ حتیٰ کہ اسلام آیا تو اس سے منع کر دیا گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کو

متبنی بنایا تو اپنی چھو بھی امیمہ بنت عبدالمطلب کی لڑکی زینب بنت جحش سے ان کا نکاح کر دیا جب کہ اس سے پہلے آپ نے ام امین رضی اللہ عنہا سے ان کا نکاح کیا تھا اور ان کے بطن سے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تھے۔ جب زید نے زینب رضی اللہ عنہ کو طلاق دی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم کلثوم بنت عقبہ سے ان کا نکاح کر دیا اور اس سے زید بن زید اور رقیہ پیدا ہوئے۔ پھر ام کلثوم کو طلاق دے کر وہ بنت ابولہب سے نکاح کیا پھر اسے طلاق دے کر ہند بنت عوام سے نکاح کیا جو حضرت زبیر بن عوام کی حقیقی ہم شیرہ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہم زید بن حارثہ کو زید بن محمد کہا کرتے تھے حتیٰ کہ یہ آیت کریمہ: اُدْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ، نازل ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام زید اس لئے رکھا کہ قریش اس نام سے بہت محبت کرتے تھے؛ چنانچہ قصی کا نام بھی زید تھا۔ غلاموں میں سب سے پہلے زید بن حارثہ نے اسلام قبول کیا۔ جنگ بدر اور اس کے بعد والی جنگوں میں شریک رہے اور غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے۔ موتہ شام میں ایک موضع ہے۔ آپ نے زید بن حارثہ کو امیر لشکر بنا کر وہاں بھیجا تھا۔ مدینہ منورہ کے بعض سفروں میں آپ نے زید کو امیر مقرر کیا۔ برادر بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زید بن حارثہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے مجھے اور حمزہ کو بھائی بھائی بنایا ہے۔ اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بھی چھوٹے لشکر میں زید کو بھیجا انہیں اس لشکر کا امیر بنایا۔

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اور زید بن حارثہ کی معیت میں سات سات غزوے لڑے۔ آپ زید کو ہی ہمارا امیر مقرر کیا کرتے تھے۔ واقعہ نے ذکر کیا: جس چھوٹے لشکر کا زید کو امیر مقرر کیا ان میں سے پہلا لشکر قرہہ کی طرف، دوسرا حموم کی طرف، تیسرا عیص کی طرف، چوتھا مطرف کی طرف، پانچواں حثمی کی طرف، چھٹا ام قرہہ کی طرف اور ساتویں بار موتہ کی جنگ میں آپ کو امیر مقرر کیا جس میں وہ شہید ہو گئے۔ جبکہ ان کی عمر بچپن برس تھی۔ قرآن کریم میں صرف آپ کا نام مذکور ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخدا! زید بن حارثہ امارت کے لائق ہیں اور وہ سب لوگوں میں سے مجھے زیادہ محبوب ہیں (بخاری) امام ترمذی نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ زید بن حارثہ مدینہ منورہ تشریف لائے جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما تھے۔ انھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ جلدی سے باہر تشریف لائے اور ان سے معاف کیا اور بوسہ دیا۔ صحیح البخاری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عمر فاروق نے حضرت زید بن حارثہ کو مجھ سے زیادہ مال دیا۔ میرے استفسار کرنے پر عمر فاروق نے فرمایا وہ تم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہے اور اس کا باپ آپ کو تیرے باپ

۳۴۸۹۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ثَنَا سَلِيمٌ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ
ابْنُ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَعَثًا وَآمَرَ عَلَيْهِمْ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِمَارَتِهِ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ تَطْعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ
تَطْعَنُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ وَأَيُّمُ اللَّهِ إِنْ كُنَّا لَخَلِيفَةً
لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ مَنْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنْ هَذَا الْمِنْ
أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ

۳۴۹۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ
عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ قَائِفٌ
وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدٌ وَأَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَزَيْدُ
ابْنُ حَارِثَةَ مُضْطَجِعَانِ فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ
بَعْضٍ قَالَ فَسُرِّبْ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْجَبَهُ
وَإِخْبَرَهُ عَائِشَةُ

سے زیادہ محبوب تھا۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !
ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک لشکر تیار کیا اور ان پر اسامہ بن زید کو امیر مقرر
کیا تو بعض لوگوں نے ان کی امارت میں کچھ طعن کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اسامہ کی امارت
میں طعن کرتے ہو تو تم نے اس سے پہلے اُن کے والد کی امارت میں بھی طعن کیا تھا۔ اللہ کی قسم ! وہ
امارت کے لائق تھے اور وہ لوگوں میں سے مجھے زیادہ محبوب تھے اور اُن کے بعد یہ مجھے لوگوں میں سے
زیادہ محبوب ہیں۔

بَابُ ذِكْرِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

۳۲۹۰ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک قیافہ دان میرے پاس آیا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور حضرت أسامہ بن زید اور زید بن حارثہ دونوں لیٹے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پیر ایک دوسرے میں سے ہیں۔ اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور آپ کو یہ بت اچھی معلوم ہوئی تو ام المؤمنین کو اس کی خبر دی۔

۳۲۸۹ — ۳۲۹۰ — شرح : جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو غزوہ موتہ میں امیر مقرر کیا تھا اور ان کے ہاتھ میں جھنڈا دیا تھا تو بعض لوگوں نے خیال کیا کہ غلام کو ہمارا امیر مقرر کیا گیا ہے اور اسے مناسب خیال نہ کیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انھوں نے زید کی امارت میں طعن کیا تھا اور آخر میں انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ وہ یقیناً امارت کے لائق تھے۔ اسی طرح ان کے بیٹے أسامہ بھی امارت کے لائق ہیں ان کی امارت میں طعن نامناسب ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آزاد کردہ غلام امیر بن سکتا ہے اور چھوٹا بڑوں پر حاکم مقرر ہو سکتا ہے۔ اسی طرح مصلحت کی وجہ سے مفضل فاضل پر حاکم مقرر ہو سکتا ہے۔ البتہ مولیٰ خلیفۃ المؤمنین نہیں ہو سکتا ہے۔ حدیث ۳۲۹۰ میں قیافہ دان ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہونے کا معنی یہ ہے کہ ام المؤمنین پردہ میں تھیں اور وہ مسائل پوچھنے والوں کی جگہ بیٹھے تھے یا یہ نزولِ حجاب سے پہلے کا واقعہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین کو تاکید خبر دی جبکہ ام المؤمنین پہلے ہی جانتی تھیں کہ قائف نے یہ کہا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

حضرت أسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات : ۵۴ھ رجب مطابق جون ۶۷۴ء

آپ کا نسب أسامہ بن زید بن حارثہ بن ثراہیل بن کعب بن عبد العزیٰ کلبی۔ آپ کی کنیت ابو زید یا ابو محمد ہے۔ انہیں حب بن حب بھی کہا جاتا ہے یعنی محبوب بن محبوب۔ کیونکہ یہ دونوں

۳۲۹۱ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ الزُّهْرِيِّ
عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْخَزُومِيَّةِ
فَقَالُوا مَنْ يَجْتَرِي عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حَيْثُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ اُمّ ایمن برکت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ لونڈی ہیں۔ ام ایمن حضور کی حاضنہ بھی ہے۔ جس روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس روز اسامہ کی عمر بیس ہی تھی، بعض ۱۸ اور بعض ۱۹ برس ذکر کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انھوں نے واد الفرق میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ پھر مدینہ منورہ واپس آ گئے اور امیر مظلومیہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مقام جرن میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

ابن سعد نے اپنے اسناد کے ساتھ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ کے انتظار میں وقوف عرفہ میں تاخیر کی تو ایک چھوٹی ناک والا کالا غلام آکر کہنے لگا میں کے لوگ کہتے ہیں اسامہ کے سبب ہمیں یہاں روک رکھا ہے۔ اس لئے وہ کافر ہو گئے۔ یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مرتد ہو گئے۔ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ کو پانچ ہزار درہم دیئے جبکہ اپنے بیٹے عبداللہ کو صرف دو ہزار درہم دیئے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہا نے کہا اسامہ کو مجھ پر فضیلت دی گئی ہے۔ حالانکہ میں ان مقامات میں حاضر ہوا ہوں جہاں وہ حاضر نہیں ہوئے۔ فرمایا اسامہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے زیادہ محبوب تھے اور ان کا والد زید بن حارثہ تیرے باپ سے آگے زیادہ محبوب تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا اسامہ آپ کو بہت محبوب ہیں اور وہ تم میں اچھے لوگوں میں سے ہیں ان کے ساتھ بھلائی کرو! عبید اللہ بن عبد اللہ نے کہا میں نے اسامہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس نماز پڑھتے دیکھا۔ جبکہ مروان کو ایک جنازہ پڑھنے کو کہا گیا تو وہ جنازہ پڑھا کر چلا گیا اور حضرت اسامہ بن زید جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کے دروازہ کے پاس نماز پڑھتے رہے۔ مروان نے انہیں کہا میں تمہارا مرتبہ دیکھنا چاہتا تھا سو اب دیکھ لیا ہے اور انہیں سخت کلام کہا اور چلا گیا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہوئے اور کہا اے مروان تو بدگوشت قلب ہے تو نے مجھے اذیت پہنچائی ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بدگوشت سخت قلب کو سزا دے گا۔ علی بن حشرم نے کہا میں نے وکیع سے کہا کتنے لوگ فتنے سے محفوظ رہے انھوں نے کہا مشہور صحابہ کرام میں سے سعد بن مالک، عبداللہ بن عمر، محمد بن مسلمہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم۔

۳۲۹۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ذَهَبْتُ أَسْأَلُ الزُّهْرِيَّ
عَنْ حَدِيثِ الْمَخْزُومِيَّةِ فَصَاحَ بِي قُلْتُ لِسُفْيَانَ فَلَمْ تَجِدْ عَنْ
أَحَدٍ قَالَ وَجَدْتُ فِي كِتَابٍ كَانَ كَتَبَهُ أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنْ
الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ سَرَقَتْ
فَقَالُوا مَنْ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا فَلَمْ يُجِبْ
أَحَدٌ أَنْ يُكَلِّمَهُ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَقَالَ إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ
كَانَ إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ
قَطَعُوهُ وَلَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ لَقَطَعْتُ يَدَهَا

۳۲۹۱۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مخزومیہ
عورت نے قریش کو فکر میں ڈال دیا تو انھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب اسامہ بن زید
کے سوا کوئی شخص آپ کے پاس سفارش کرنے کی جرأت نہیں کرے گا۔
ترجمہ : علی بن مدینی نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا۔ میں نے
مخزومیہ عورت کی حدیث کے بارے میں زہری سے سوال کیا۔

۳۲۹۱۔ ۱۔ میں نے سفیان سے کہا کیا آپ نے یہ حدیث کسی سے روایت نہیں کی؟ انھوں
نے کہا میں نے یہ ایک کتاب میں دیکھی ہے جس کو ایوب بن موسیٰ نے زہری اور عروہ کے ذریعے ام المؤمنین
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ بنو مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی تو لوگوں نے کہا اس عورت
کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کون سفارش کرے گا کوئی آپ سے بات کرنے کی جرأت
نہ کر سکا۔ اور حضرت اسامہ بن زید نے آپ سے سفارش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں
اگر کوئی شریف چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کمزور آدمی چوری کرتا تو اس کے ہاتھ کاٹ ڈالتے
تھے۔ اگر فاطمہ.....

۳۲۹۱۔ شرح : چوری کرنے والی اس عورت کا نام فاطمہ بنت اسود بن عبدالاسد بن ہلال بن عبد اللہ
بن عمر بن مخزوم ہے۔ اس حدیث میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی عظیم منقبت ہے۔ (حدیث ۳۲۵۱ کی شرح دیکھیں)

۳۴۹۲ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا أَبُو عُبَادٍ مَخِي بْنُ عُبَادٍ
ثَنَا الْمَاجِشُونُ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ نَظَرَ ابْنُ عُمَرَ يَوْمًا وَهُوَ
فِي الْمَسْجِدِ إِلَى رَجُلٍ يَسْحَبُ ثِيَابَهُ فِي نَاحِيَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ
أَنْظُرْ مَنْ هَذَا الْيَتُّ هَذَا عِنْدِي فَقَالَ لَهُ الْإِنْسَانُ أَمَا تَعْرِفُ
هَذَا يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ هَذَا مُحَمَّدُ بْنُ أَسَامَةَ قَالَ فَطَاطَا ابْنُ
عُمَرَ رَأْسَهُ وَفَقَّرَ يَدَيْهِ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ لَوْ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَحَبَّهُ

ترجمہ : عبد اللہ بن دینار نے کہا کہ ایک دن ابن عمر نے ایک شخص
کو دیکھا جبکہ وہ مسجد میں تھے کہ وہ مسجد کے کونہ میں اپنے
کپڑے پھیلا رہا ہے۔ ابن عمر نے کہا دیکھو یہ کون ہے ؟ کاش کہ یہ شخص میرے پاس ہوتا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر
سے ایک انسان نے کہا اے ابوعبدالرحمن ! کیا تم اسے پہچانتے نہیں ہو۔ یہ محمد بن اسامہ ہے۔ تو عبد اللہ بن عمر
نے سر جھکا لیا اور دونوں ہاتھوں سے زمین کریدنے لگے پھر کہا اگر اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے
تو اس سے ضرور محبت کرتے۔

۳۴۹۲ — شرح : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کاش وہ آدمی میرے
پاس ہوتا تو میں اسے وعظ کرتا اور سمجھاتا۔ جب انہیں یہ معلوم
ہوا کہ وہ حضرت اسامہ بن زید کا صاحبزادہ ہے تو کوئی خیال ظاہر کرنے سے خاموش رہے اور کہا کہ اس کا
باپ اور دادا دونوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے۔ اگر آپ اسے دیکھتے تو اس سے
بھی محبت فرماتے۔

۳۴۹۳ — ترجمہ : اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان
کیا کہ آپ اسامہ اور امام حسن کو پکڑ کر فرماتے اے اللہ ! تو
ان سے محبت کر کیونکہ میں ان سے محبت کرتا ہوں جیغم نے ابن مبارک کے ذریعے روایت کی کہ اسامہ بن زید
کے مولیٰ (خادم) نے بیان کیا کہ حجاج بن ائمن بن ام ائمن جو اسامہ کے اخیانی بھائی اور انصاری تھے۔ انہیں
ابن عمر نے دیکھا کہ وہ رکوع و سجود پورا نہیں کرتے تو کہا نماز ٹوٹاؤ ! امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مجھے سلیمان

۳۲۹۳ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ شَنَا مَعْتَمِرٌ سَمِعْتُ
 أَيْ ثَنَا أَبُو عَثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ حَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنُ فَيَقُولُ اللَّهُمَّ أَحِبَّهُمَا
 فَإِنِّي أَحِبُّهُمَا وَقَالَ نَعِيمٌ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
 أَخْبَرَنِي مَوْلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ أَيْمَنَ وَكَانَ أَيْمَنُ
 أَخَا أُسَامَةَ لِقَمِهِ وَهُوَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ قَرَأَهُ ابْنُ عُمَرَ لَمْ يَتِمَّ رُكُوعُهُ
 وَلَا سُجُودُهُ فَقَالَ أَعِدْ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَحَدَّثَنِي سُلَيْمَنُ بْنُ
 عَبْدِ الرَّحْمَنِ ثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ
 ثَنَى حَرَمَلَةُ مَوْلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
 عُمَرَ إِذْ دَخَلَ الْحَجَّاجُ بْنُ أَيْمَنَ فَلَمْ يَتِمَّ رُكُوعُهُ وَلَا سُجُودُهُ فَقَالَ
 أَعِدْ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ مَنْ هَذَا قُلْتُ الْحَجَّاجُ بْنُ أَيْمَنَ بْنِ
 أُمِّ أَيْمَنَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَوْ رَأَى هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 لَوَحَّتْ فَذَكَرَ حُبَّهُ وَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّ أَيْمَنَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَزَادَنِي
 بَعْضُ أَصْحَابِي عَنْ سُلَيْمَانَ وَكَانَتْ حَاضِنَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بن عبد الرحمن نے اپنے اسناد سے بیان کیا کہ اُسامہ بن زید کے مولیٰ حرمہ نے بیان کیا کہ ایک وقت
 وہ عبد اللہ بن عمر کے ساتھ بیٹھے تھے کہ حجّاج بن امین نے آکر نماز پڑھی اور رکوع و سجود پوری طرح ادا نہ
 کیا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نماز لوٹاؤ! جب وہ پھرا تو مجھے عبد اللہ بن عمر نے کہا یہ کون ہے؟ میں
 نے کہا یہ حجّاج بن امین بن ام امین ہے۔ ابن عمر نے کہا اگر انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو
 ان سے محبت کرتے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے واقعات ام امین کی اولاد سے بیان

کہے۔ اور کہا میرے بعض ساتھیوں نے سلیمان سے بیان کیا کہ ام ایمن بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود کھلائی (ضامہ تھیں)
 شوح : یعنی حجاج بن امین کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نماز پڑھتے دیکھا
 ۳۴۹۳ کہ وہ نماز میں تقصیر کر رہے ہیں تو ان سے کہا اے میرے بھائی
 کے بیٹے تمہارا یہ خیال ہوگا کہ تم نماز پڑھ چکے ہو۔ بے شک تم نے نماز نہیں پڑھی۔ لہذا اس کا اعادہ کرو کیونکہ
 تم نے نماز میں رکوع و سجود پوری طرح ادا نہیں کیا۔

اُمِّ اَیْمَنِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا

آپ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی گود کھلائی اور آزاد کردہ لونڈی تھیں۔ ان کا نسب یہ ہے
 برکت بنت ثعلبہ بن عمرو بن حصن بن مالک بن سلمہ بن عمرو بن نعمان، انہیں اُمِّ الطباء بھی کہا جاتا تھا۔
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ام ایمن میری ماں کے بعد ماں ہے۔ ابو نعیم نے کہا
 ام ایمن خدیجہ کی ہمشیرہ کی لونڈی تھیں انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مہربہ کر دی تھی۔ جب آپ نے
 خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو انہیں آزاد کر دیا۔ ام ایمن سے عبید بن زید نے نکاح کیا جو
 حارث بن خزرج قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ تو ان سے اَیْمَن پیدا ہوئے۔ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی صحبت پائی اور خیبر کی جنگ میں شہید ہو گئے۔ زید بن حارثہ خدیجۃ الکبریٰ کے غلام تھے۔ انھوں نے نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کو مہربہ کر دیا تو آپ نے اُسے آزاد کر دیا اور اعلان نبوت کے بعد ام ایمن سے اس کا
 نکاح کر دیا۔ تو ان سے اُسامہ پیدا ہوئے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام ایمن کو ماں کے لفظ سے پکارا کرتے تھے اور فرماتے تھے
 یہ میرے اہل بیت سے ہے۔ ابن سعد نے اپنے اسناد سے بیان کیا کہ ام اَیْمَن نے جب ہجرت کی اور
 شام کو روحاء کے قریب پہنچیں تو انہیں پیاس لگی جبکہ وہ روزہ سے تھیں اور پانی بھی ساتھ نہ تھا۔ پیاس
 نے بہت تنگ کیا تو آسمان سے پانی کا ڈول رسی سمیت لٹکا تو انھوں نے ڈول پکڑ کر پانی پیا؛ حتیٰ کہ
 سیراب ہو گئیں۔ وہ فرمایا کرتی تھیں کہ اس کے بعد مجھے کبھی پیاس نہیں لگی۔ جب وہ روزہ سے
 ہوتیں تو سخت گرمی کی دوپہر میں کبھی پیاس محسوس نہ کرتی تھیں۔ ابن سکن کی روایت میں ہے کہ آپ نے
 مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف پیدل ہجرت کی اور رخت سفر بھی ساتھ نہ تھا اور نہ ہی کھانے پینے کی کوئی چیز
 تھی۔ ام ایمن نے کہا جب شہودج غروب ہوا تو آسمان سے پانی کا برتن میرے سر کے پاس لٹکا ہوا تھا۔
 ام ایمن نے کہا اس کے بعد میں سخت گرمی میں روزہ سے ہوتی اور سخت دھوپ میں چلتی پھرتی تاکہ مجھے
 پیاس لگے لیکن وہ پانی پینے کے بعد مجھے کبھی پیاس نہیں لگی۔ سفیان بن عیینہ نے کہا ام ایمن بنی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت پیار کیا کرتی تھیں۔ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جنت کی عورت سے نکاح کرنا چاہے وہ ام امین سے نکاح کر لے تو حضرت زید بن عارثہ رضی اللہ عنہ نے اُن سے نکاح کر لیا۔

امام بخاری نے تاریخ میں اور مسلم و ابن سکن نے زہری کے طریق سے ام امین کی شان میں بیان کیا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کی خادمہ تھیں اور حبشہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ جب آمنہ رضی اللہ عنہا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنم دیا جبکہ آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ انتقال فرما چکے تھے تو ام امین آپ کی پرورش کیا کرتی تھیں۔ حتیٰ کہ آپ بڑے ہو گئے پھر آپ نے زید بن عارثہ سے ان کا نکاح کر دیا۔

امام بخاری نے صحیح میں اور ابن سعد نے سلیمان تیمی کے طریق سے حضرت انس سے بیان کیا کہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور کے درخت دیا کرتے تھے حتیٰ کہ یہودیوں کے قبیلے قرظیہ اور غنیمہ فتح ہوئے تو آپ نے لوگوں کے کھجور واپس کر دیئے۔ میرے گھر والوں نے مجھے کہا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ کھجور مانگوں جو اُنہوں نے آپ کو دی تھیں حالانکہ وہ کھجور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام امین کو دے رکھی تھیں۔ ام امین کو خبر ملی تو وہ آئیں اور میرے گلے میں کپڑا ڈال کر کہنے لگیں بخدا! تمہیں کھجور ہرگز نہیں دیں گے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں چھوڑ دیں تمہیں اتنے کھجور کے درخت دیں گے لیکن وہ بدستور اس پر مصر تھیں کہ وہ ہرگز کھجور نہ دیں گی جو ان کے قبضہ میں ہیں حتیٰ کہ آپ نے انہیں اس قدر کھجور دیئے جس سے وہ خوش ہوئیں۔ اور فرمایا اس سے دس گنا زیادہ دیتے ہیں۔

اُمّ امین رضی اللہ عنہ کا ،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پینا

ابن سکن نے عبدالملک بن حسین کے طریق سے نافع بن عطاء کے ذریعے ولید بن عبدالرحمن سے روایت کی کہ ام امین رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک برتن تھا۔ جس رات کو پیشاب کیا کرتے تھے جب صبح ہوتی تو میں باہر گرا دیتی تھی۔ ایک رات میں پیاسی سو گئی تو میں نے غلطی سے آپ کا پیشاب ہی پی لیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا آج کے بعد تیرے پیٹ میں درد نہ ہوگی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام امین کے پاس جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ام امین نے دودھ پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ آپ روزہ سے ہیں یا فرمایا طبیعت نہیں چاہتی تو وہ آپ کے پاس آکر آپ کو ہنساتی تھی۔ جب آپ انتقال فرما گئے تو ابو بکر صدیق نے عمر فاروق سے کہا چلو آج ام امین کی زیارت

بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

کریں جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زیارت کو جایا کرتے تھے۔ جب وہاں پہنچے تو ام ایمن رو پڑی۔ اُنھوں نے کہا آپ کیوں روتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پاس سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہترین سے بہترین نعمتیں ہیں۔ ام ایمن نے کہا میں تو اس لئے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی آنا بند ہو گیا ہے۔ یہ سن کر شیخین بھی رو پڑے۔

واقعی نے کہا ام ایمن جنگِ اُحُد میں پیاسوں کو پانی پلاتی تھیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ وہ خیبر کی جنگ میں بھی گئی تھیں۔ ابن سعد نے صحیح سند سے ذکر کیا کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو ام ایمن بہت روئیں لوگوں نے کہا تم اس قدر کیوں روتی ہو۔ جواب دیا کہ میں آسمانوں کی خبروں کے منقطع ہو جانے کے باعث روتی ہوں اور جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو بہت روئیں لوگوں کے استفسار پر جواب دیا کہ آج اسلام کمزور پڑ گیا ہے۔ واقعی نے ام ایمن رضی اللہ عنہا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں فوت ہوئیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

وفات : محرم الحرام ۳۷ھ مطابق ۱۳۔ مئی ۹۶۳ء

آپ کا نسب یہ ہے عبداللہ بن عمر بن خطاب بن نفیل قرشی عدوی۔ آپ کی والدہ زینب بنت مطلقہ جحجیہ ہے۔ آپ اپنے والد کے ساتھ مسلمان ہوئے جبکہ آپ نابالغ تھے۔ اسی لئے آپ کو جنگِ بدر میں شریک نہ کیا گیا۔ صحیح یہ ہے کہ غزوہ خندق آپ کا پہلا غزوہ تھا۔ لیکن واقعی نے ذکر کیا کہ آپ کا پہلا غزوہ اُحُد تھا۔

مجاہد نے کہا آپ بیس برس کی عمر میں فتح مکہ میں حاضر ہوئے تھے۔ آپ بہت بڑے عالم اور پرہیزگار تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کی سمجھتی سے پابندی رکھتے تھے۔ آپ کے آثار کی تلاش میں بہت کوشش کرتے تھے۔ اور فتویٰ صادر کرنے میں بہت احتیاط کرتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں کسی جنگ میں پیچھے نہ رہتے تھے۔ پھر آپ کی وفات کے بعد آخر عمر تک حج کرتے رہے اس لئے لوگ کہتے تھے کہ عبداللہ بن عمر حج کے احکام سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم نے اپنی بیوی حفصہ سے فرمایا تمہارا بھائی عبداللہ نیک آدمی ہے۔ کاش کہ وہ رات کو اٹھ کر نماز پڑھتے۔ اس کے بعد انہوں نے قیام لیل کبھی ترک نہ کیا تھا۔ اور تقویٰ اور پہیزگاری کے باعث حضرت علی علیہ السلام کی جنگوں میں بوجہ اشکال شریک نہ ہوئے لیکن آخر میں نادم ہوئے۔

ابوالملیح رقی نے میمون بن مہران کے ذریعہ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کی کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور صفین و مجمل کی لڑائیوں کے متعلق پوچھا تو آپ نے کہا میں نے ان لڑائیوں میں اپنے ہاتھ روک رکھے ہیں۔ لہذا اس اقدام نہیں کرتا ہوں۔ اور حق پر لڑنے والا شخص افضل ہے۔

جابر بن عبداللہ نے کہا حضرت عمر فاروق اور ان کے بیٹے عبداللہ کو دنیا اپنی طرف مائل نہ کر سکی میمون بن مہران نے کہا میں نے عبداللہ بن عباس سے بڑا عالم اور عبداللہ بن عمر سے زیادہ پہیزگار کوئی نہیں دیکھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مروان حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس چند لوگوں کی معیت میں آیا اور کہا کہ ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں آپ نے کہا دوسرے لوگوں کا کیا ہوگا۔ مروان نے کہا ہم ان کا مقابلہ کریں گے اور آپ کی مدد کریں گے۔

عبداللہ بن عمر نے کہا خدا کی قسم! اہل فک کے سوا اگر زمین پر رہنے والے سارے لوگ مجھ پر اتفاق کر لیں تو میں ان سے ہرگز جنگ نہیں کروں گا۔ یہ سن کر وہ باہر چلے گئے اور مروان نے کہا: وَالْمَلِكُ بَعْدَ اَبِي لَيْسَىٰ لِمَنْ غَلَبَ، ابو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت عبداللہ بن زبیر کے تقریباً تین ماہ یا چھ ماہ بعد مکہ مکرمہ میں آپ نے وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ نے وصیت کی تھی کہ انہیں حرم سے باہر دفن کیا جائے۔ لیکن حجاج کے فتنہ کے باعث ایسا نہ ہوا۔ اور مہاجرین کے قبرستان ذی طوی میں آپ کو دفن کیا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی وفات

عبداللہ کی طرف سے حجاج بن یوسف عبداللہ بن عمر کی اطاعت کا پابند تھا جو اسے ناگوار تھا۔ اس لئے اُس نے آپ کو ٹھکانے لگانے کی تجویز کی اور ایک شخص سے کہا کہ وہ اپنے نیزے کی نوک زہر آلود کرے اور عرفات کے دن عام ہجوم میں عبداللہ بن عمر کے پاؤں کو چھو دے۔ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ ایک روز حجاج نے خطبہ دیا اور نماز میں تاخیر کر دی تو عبداللہ بن عمر نے کہا سورج تمہارا انتظار نہیں کرے گا۔ نماز پڑھاؤ! حجاج نے کہا دل چاہتا ہے کہ یہ گردن اڑا دوں جس میں تیری آنکھیں ہیں عبداللہ نے کہا تو ایسا ہرگز نہیں کر سکتا ہے۔ کیونکہ تو بیوقوف حاکم ہے۔ لیکن انہوں نے یہ بات آہستہ کبھی جسے حجاج نے نہیں سنا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عرفہ اور دیگر مواقع میں ان مواضع کو تلاش کرتے تھے۔ جہاں سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم وقوف فرماتے تھے اور یہ حجاج کو ناگوار گزرتا

۳۴۹۴۔ حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ نَصْرِثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ
 مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِي
 حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِفْرَاقِي رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَى النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَمَنِّيْتُ أَنْ أَرَى رُؤْيَا أَقْصَاهَا عَلَى النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ غَلَا مَا شَأْنًا أُعْزِبُ وَكُنْتُ أَنَامُ
 فِي الْمَسْجِدِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُ فِي
 الْمَنَامِ كَأَنَّ مَلَكَيْنِ أَخَذَا نِي فَذَهَبَا بِي إِلَى النَّارِ فَإِذَا هِيَ
 مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبُرِّ وَإِذَا هِيَ قَرْنَانِ كَقَرْنِي الْبُرِّ وَإِذَا فِيهَا
 نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَجَعَلْتُ أَقُولُ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ
 أَخْرَفَقَالَ لِي لِمَ تُرْعُ فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ فَقَصَّهَا
 حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نِعَمَ الرَّجُلُ
 عَبْدُ اللَّهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ قَالَ سَالِمٌ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ
 لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا

تھا۔ لیکن عبد الملک کی طرف سے پابند ہونے کے باعث نہ تو احکام حج میں آپ کی مخالفت کر سکتا تھا اور نہ ہی علانیہ انہیں قتل کر سکتا تھا۔ اس لئے جب لوگ عرفات سے مزدلفہ کو جا رہے تھے تو راستہ میں مسہوم نیزے سے آپ کا پاؤں زخمی کروا دیا جس سے آپ کی موت واقع ہوئی۔ اس دوران حجاج آپ کی بیماری کرنے لگا اور کہا آپ کو جس نے نیزہ مارا ہے۔ ہم اسے قتل کریں گے۔ عبد اللہ نے کہا تو ایسا ہرگز نہیں کرے گا حجاج نے کہا اگر میں ایسا نہ کروں تو اللہ مجھے قتل کرے۔ عبد اللہ نے کہا اے حجاج تو نے حرم میں ہتھیار داخل کرنے کا حکم دیا ہے تو نے مجھے مارا ہے۔ حجاج نے کہا اے اباعبدالرحمن ایسا نہ کہیں اور باہر نکل گیا

۳۴۹۵ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ
يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ ابْنِ عَمْرٍو عَنْ أُخْتِهِ حَفْصَةَ
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَجُلٌ صَالِحٌ

مسموم نیزہ لگنے کے چند روز بعد آپ وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ! اور حجاج نے آپ کی نمازہ جنازہ پڑھائی!

حبیب بن ابی ثابت نے کہا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا مجھے افسوس ہے کہ میں نے حضرت علی کے ساتھ مل کر باغیوں کا مقابلہ نہیں کیا۔ نیز انہوں نے وفات کے وقت کہا دنیا کی ایک شئی مجھ سے رہ گئی وہ یہ کہ میں نے علی بن ابی طالب کے ساتھ مل کر باغی جماعت کا مقابلہ نہیں کیا۔ اس کا مجھے بہت افسوس ہے۔ ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں جب کوئی شخص خواب دیکھتا تو نبی کریم صلی اللہ

۳۴۹۶

علیہ وسلم کے حضور بیان کرتا۔ میری بھی خواہش تھی کہ میں کوئی خواب دیکھوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کروں۔ حالانکہ میں کنوارہ تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں مسجد میں رہتا تھا۔ میں نے خواب میں دو فرشتے دیکھے جو مجھے پکڑ کر دوزخ کی طرف لے گئے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بل والے کنوئیں کی طرح پیچ در پیچ تھے۔ اور کنوئیں کی طرح اس کے دو کنارے تھے۔ میں نے اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ کہنا شروع کیا۔ تو انہیں ایک اور فرشتہ ملا۔ اُس نے مجھے کہا مت گھبراؤ، میں نے یہ واقعہ حفصہ سے ذکر کیا اور حفصہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا عبد اللہ اچھا آدمی ہے کاش کہ وہ رات کی نماز پڑھا کرتے۔ سالم نے کہا۔ اس کے بعد عبد اللہ رات کو بہت محوڑا سوتے تھے

۳۴۹۷

شرح: اَعْرَبُ "جس کی بیوی نہ ہو (کنوارہ) رُؤِیَا، جو خواب میں دیکھے اور جو بیداری میں دیکھے اسے "رُؤِیَا" کہا جاتا ہے۔ ان میں فرق یہ ہے کہ خواب میں رو یا کی تائید بالالف ہے اور بیداری میں اس کی تائید بالتاء ہے۔ لَنْ تَرَوْهُ "مجھ سے ملے گا" (یعنی)

لفظ لن سے جزم شاذ ہے۔ اس کا معنی ہے مت گھبراؤ، (یعنی) ترجمہ: عبد اللہ بن عمر نے اپنی ہمیشہ حفصہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ

۳۴۹۸

علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: عبد اللہ نیک مرد ہے۔ (اس حدیث میں حضرت عبد اللہ کی بہت بڑی منقبت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ عبد اللہ نیک مرد ہے)

بَابُ مَنَاقِبِ عَمَّارٍ وَحُذِيفَةَ

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات : ۸۷ھ مطابق ۶۷۰ء

حضرت عمار بن یاسر کا نسب یہ ہے۔ عمار بن یاسر بن عامر بن مالک بن کنانہ بن قیس بن حصین بن ودیم، ان کی والدہ سُمَیہ ہیں۔ آپ اور آپ کا والد سابقین اولین میں سے ہیں۔ انہیں اسلام کے باعث بہت عذاب دیا جاتا تھا۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرتے تو فرماتے اے الیاسر صبر کرو تمہاری جزاء صرف جنت ہے۔ عمار کا حبشہ کی طرف ہجرت کرنے میں اختلاف پائے پایا جاتا ہے۔ انھوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور تمام عزرات میں حاضر ہوتے رہے۔ آپ کا پیامہ کی لڑائی میں کان کٹ گیا تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا اور کوفہ والوں کو خط لکھا کہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے ہیں۔ اس پر مزید یہ کہ نجباء سے بھی ہیں۔ عاصم نے اپنے اسناد سے بیان کیا کہ سب سے پہلے سات آدمیوں نے اسلام ظاہر کیا ان میں سے عمار بن یاسر ہیں۔ ہمام نے عمار سے روایت کی کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ کے ساتھ صرف پانچ قلام، دو عورتیں اور ابوبکر صدیق تھے (بخاری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا عمار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا پاک صاف خوشبودار شخص کو اجازت دے دو۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عمار پوروں تک ایمان سے معمور ہے (ترمذی، ابن ماجہ)

خالد بن ولید نے کہا میرے اود عمار کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ میں نے انہیں سخت باتیں کہیں۔ انھوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے میری شکایت عرض کی اتنے میں خالد بھی وہاں پہنچ گئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا جو کوئی عمار کا دشمن ہے اللہ تعالیٰ اس کا دشمن ہے اور جو عمار سے بغض کرے اللہ تعالیٰ اس سے بغض کرتا ہے۔ ترمذی میں ام المؤمنین عائشہ سے مرفوع روایت ہے کہ جب بھی عمار کو دو کاموں میں اختیار دیا گیا تو انھوں نے ان میں سے آسان کو اختیار کیا۔ حذیفہ سے مرفوع روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا میرے بعد دو شخصوں کی اقتداء کرو اور وہ ابو بکر اور عمر فاروق ہیں۔ اور عمار بن یاسر کی مراثت پر جلو (ترندی) متواتر روایات میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمار کو باعنی جماعت قتل کرے گی اور اس بات پر اتفاق ہے کہ جنگ صفین میں آپ حضرت علی کے ساتھ تھے اور ۸۷- ہجری میں صفین کی جنگ میں شہید ہو گئے۔ جبکہ آپ کی عمر ۹۳ برس تھی اور یہ آیت کریمہ: **إِلَّا مَنْ أَكْرَهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ** ”آپ کی شان میں نازل ہوئی۔ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ“

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ

وفات: شوال ۳۶ھ مطابق مارچ ۶۵۷ھ

آپ کا نسب یہ ہے۔ حذیفہ بن یمان بن جابر عسی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ صحابہ کبار میں سے ہیں۔ ان کے والد نے کسی کو قتل کیا تھا۔ توقصاص کے خوف سے بھاگ کر مدینہ منورہ چلے گئے اور قبیلہ بنی عبد الاشہل کی مخالفت کی تو ان کی اپنی قوم نے ان کو یمان کہنا شروع کر دیا کیونکہ وہ یمانہ کے حلیف تھے حضرت حذیفہ کی والدہ سے نکاح کیا تو وہ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ حذیفہ اور ان کے والد دونوں مسلمان ہو گئے۔ مشرکوں نے انہیں جنگ بدر میں شرکت کرنے سے روک دیا تھا۔ لیکن جنگ احد میں حاضر ہو گئے تھے اس جنگ میں ان کے والد یمان شہید ہوئے تھے۔ بخاری میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ حذیفہ نے غزوہ خندق میں بہت کارنامے دکھائے جو لوگوں میں مشہور ہیں

امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں مدائن پر حاکم مقرر کیا تھا آپ وہیں رہے۔ حتیٰ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہو جانے کے بعد اور حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بیعت چالیس روزہ بعد وفات پا گئے یہ ۳۴ ہجری کا واقعہ ہے۔ علی بن یزید نے سعید بن مسیب کے ذریعہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ اختیار دیا کہ میں مکہ سے ہجرت کروں یا وہیں رہتے ہوئے آپ کی مدد کروں تو میں نصرت و امداد کو اختیار کیا۔ مسلم نے عبد اللہ بن یزید خطمی سے روایت کی کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ماضی اور مستقبل میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا بتا دیا۔ صحیحین میں ہے کہ ابوذر و آء نے کہا کیا تم میں راز دان نہیں جس کے سوا کوئی دوسرا راز نہیں جانتا ہے۔ ان کی مراد حضرت حذیفہ تھے رضی اللہ عنہ۔ نیز صحیحین میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حذیفہ سے فتنہ کے متعلق دریافت کیا جو انھوں نے تفصیلاً بیان کیا۔

۳۴۹۶ — حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا إِسْرَائِيلُ
عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ
فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْتُ اللَّهُمَّ لِيَسِّرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَاتَيْتُ
قَوْمًا فَجَلَسْتُ إِلَيْهِمْ فَإِذَا شَيْخٌ قَدْ جَاءَ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِي
قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا الْبُودُرْدَاءُ فَقُلْتُ إِنِّي دَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ
يُيسِّرَ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَيَسِّرْ لِي قَالَ مَنْ أَنْتَ قُلْتُ مِنْ
أَهْلِ الْكُوفَةِ قَالَ أَوَلَيْسَ عِنْدَكُمْ ابْنُ أُمِّ عَبْدِ صَاحِبِ
التَّغْلِينَ وَالْوَسَادَةِ وَالْمِطْهَرَةِ وَلَيْسَ فِيكُمْ الَّذِي أَجَارَهُ
اللَّهُ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِي عَلَى لِسَانِ بَنِيهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَوَلَيْسَ فِيكُمْ صَاحِبُ سِرِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي
لَا يَعْلَمُ أَحَدٌ غَيْرُهُ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ يَقْرَأُ عَبْدُ اللَّهِ وَاللَّيْلُ إِذَا
يَغْشَى فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارُ إِذَا تَجَلَّى وَالذِّكْرُ

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ غزوہ خندق اور فتوح عراق میں حاضر ہوئے ان میں ان کے
کارنامے مشہور ہیں۔

ترجمہ : ابراہیم نخعی نے علقمہ سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا
۳۴۹۶ — میں شام میں آیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر میں نے دل

میں کہا اے اللہ مجھے نیک ساتھی عنایت فرما۔ پھر میں کچھ لوگوں کے پاس گیا اور ان کے پاس بیٹھ گیا۔ کیا
دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ آیا اور میرے پاس بیٹھ گیا۔ میں نے کہا یہ شخص کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ ابودرداء
میں درمیان اللہ عنہ، میں نے کہا آج میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ مجھے نیک ساتھی عنایت کرے تو
اللہ تعالیٰ نے آپ کو میرے لئے عنایت کیا۔ ابودرداء نے کہا تم کون ہو؟ میں نے کہا میں کوفہ کا رہنے والا

ہوں۔ اُنہوں نے کہا کیا تم میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جوڑا تکیہ بردار ابن ام عبد (عبد اللہ بن مسعود) نہیں ہے؟ کیا تم میں وہ شخص نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف پر شیطان سے پناہ دی ہے یعنی عمار بن یاسر، میں نے کہا کیوں نہیں۔

ابو درود آئے کہا کیا تم میں یا تم میں سے وہ شخص نہیں جو آپ کی مسواک اٹھاتا ہو یا آپ کا رازدان ہو جو اس کے سوا اور کوئی نہ جانتا ہو۔ پھر کہا عبد اللہ بن مسعود یہ آیت کیسے پڑھتے ہیں: وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ تَرْمِثُ نَارُهَا: وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ وَالذِّكْرِ وَالْأُنْثَىٰ، ابو درود آئے نے کہا سبحان! مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح پڑھایا ہے اور اپنے منہ سے میرے منہ میں ڈالا۔

۳۴۹۶ — شرح : ام عبد سے مراد عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ ان کی والدہ ام عبد ہے۔ آپ ۳۲ ہجری میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ ابو درود رضی اللہ عنہ نے اس لئے مذکور سوال پوچھا کہ اُنہوں نے یہ سمجھا کہ علقمہ حصول علم کے لئے دمشق آئے ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ تمہارے پاس وہ علماء موجود نہیں جن کی موجودگی میں کسی اور سے علم سیکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ طالب علم کو دوسرے علاقہ میں طلب علم کے لئے اس وقت حبان چاہیے جبکہ اس کے اپنے وطن میں عالم نہ ہو۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جوڑا پاک، چھائل اور تکیہ اٹھا کر آپ کے ساتھ چلا کرتے تھے۔ ایک روایت کے مطابق آپ کی مسواک بھی اٹھاتے تھے۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرایا کرتے تھے۔ غسل کے وقت پردہ کیا کرتے تھے۔ اور آپ کو جوڑا پاک پہنایا کرتے۔ جب آپ سوئے ہوتے تو آپ کو بیدار کیا کرتے تھے۔ حضرات صحابہ کرام انہیں صاحب سواد کہا کرتے تھے۔ آپ اُن سے بات پوشیدہ نہیں رکھا کرتے تھے۔ آپ نے اُن سے فرمایا تھا کہ جب تم گھر آؤ تو پردہ اٹھا کر اندر جاؤ جب تک میں تمہیں منع نہ کروں تمہیں اجازت ہے۔

صاحبِ بستر حضرت حذیفہ بن یمان ہیں کیونکہ انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسرار پر مطلع فرمایا تھا۔ اور وہ منافقوں کے حالات جانتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں جو امور ظہور پذیر ہونے والے تھے آپ نے وہ سب حضرت حذیفہ کو بتا دیئے تھے۔ اگر کوئی شخص فوت ہو جاتا تو حضرت عمر فاروق حذیفہ کی پیروی کرتے تھے۔ اگر وہ اس کا جنازہ پڑھتے تو عمر فاروق بھی اس کی نماز جنازہ پڑھتے تھے۔ ورنہ انکار کر دیتے تھے۔ کیونکہ حذیفہ کو معلوم تھا کہ مرنے والا مومن سے یا منافق ہے (یعنی)

۳۴۹۷ — حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ
عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ذَهَبَ عَلْقَمَةُ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا
دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ اللَّهُمَّ لِيَسِّرْ لِي حَلِيسًا صَالِحًا فَجَلَسَ إِلَى أَبِي
الدَّرْدَاءِ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ مِمَّنْ أَنْتَ قَالَ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ
قَالَ أَلَيْسَ فِيكُمْ أَوْ مِنْكُمْ الَّذِي أَجَارَهُ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِي عَمَارًا قُلْتُ بَلَى قَالَ
أَوَلَيْسَ فِيكُمْ أَوْ مِنْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِي لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ
يَعْنِي حُذَيْفَةَ قُلْتُ بَلَى قَالَ أَلَيْسَ فِيكُمْ أَوْ مِنْكُمْ صَاحِبُ
السَّوَاكِ أَوِ السَّوَادِ قَالَ بَلَى قَالَ كَيْفَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ لَقِرَّ
وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى قُلْتُ وَالذِّكْرُ وَالْأُنْثَى
قَالَ مَا زَالَ بِي هَوْلٌ لَا عِوَاءَ حَتَّى كَادُوا يَسْتَرْلُونِي عَنْ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ
مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ : ابراہیم نخعی نے کہا جب علقمہ ملک شام گئے اور مسجد
۳۴۹۷ — میں داخل ہوئے تو کہا اے اللہ! مجھے اچھا جلسہ عنایت
فرما اور حضرت ابو درداء کے پاس بیٹھے تو ابو درداء نے کہا تم کون ہو؟ علقمہ نے کہا میں کوفہ کا رہنے والا
ہوں۔ ابو درداء نے کہا کیا تم میں یا تم میں سے وہ شخص نہیں ہے جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا
راز دان ہے جسے اس کے سوا کوئی نہیں جانتا یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا کیوں نہیں
ابو درداء نے کہا کیا تم میں یا تم میں سے وہ شخص نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
زبان شریف کے ذریعے شیطان سے پناہ دے رکھی ہے یعنی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ۔ میں
نے کہا کیوں نہیں۔ ابو درداء نے کہا عبد اللہ بن مسعود یہ آیت کیسے پڑھتے ہیں؟ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى

بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ

میں نے کہا : وَالذَّكْرُ وَالْأُنْثَى ،، ابودرداء نے کہا یہ لوگ میرے ساتھ ہمیشہ مزاحمت کرتے رہے ہیں حتیٰ کہ مجھے اس شئی سے ہٹانا چاہتے ہیں جو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔
 شرح : صاحب سواد حضرت عبداللہ بن مسعود میں کیونکہ سواد کا معنی شخص ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے : اَدْنَى سَوَادِكَ مِثْ

۳۴۹۷ —

سَوَادِهِ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے فرمایا تھا۔ جب پردہ اٹھا دیا جائے اور مجھے دیکھ لو تو یہی تمہارے لئے اجازت ہے۔ یہ خصوصیت صرف حضرت عبداللہ بن مسعود کی تھی کہ جب وہ آتے تھے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے حجاب نہ کرتے تھے۔ اس لئے وہ صاحب سواد مشہور تھے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات : محرم ۱۸ھ مطابق جنوری ۶۳۹ھ

آپ کا نسب یہ ہے ابو عبیدہ عامر بن عبد اللہ بن جراح بن ہلال بن اسیب بن ضتبہ بن حارث بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ قرشی فہری۔ آپ جنگ بدر اور اس کے بعد دیگر غزوات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور سے زرہ کے حلقے کھینچے جس سے اُن کے سامنے والے دودانت گر گئے تھے۔ اسی لئے وہ آثرم تھے۔ آپ خیف البدن تھے اور ان دس صحابہ میں سے ہیں جنہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں جنت کی خوشخبری دی تھی۔ اس لئے آپ افاضل صحابہ میں سے ہیں۔ ان کی مدح میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر امت کا کوئی امین ہوتا تھا۔ میری امت کا امین ابو عبیدہ بن جراح ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ثقیفہ بنی ساعدہ میں۔ خلیفہ کے انتخاب کے وقت فرمایا تھا کہ تم عمر بن خطاب یا ابو عبیدہ بن جراح میں سے کسی ایک سے بیعت کر لو۔ میں اس سے راضی ہوں۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ملک شام گئے اور ابو عبیدہ دلاں کے حاکم تھے۔ تو آپ نے فرمایا اے ابو عبیدہ تمہارے سوا ہم سب کو دنیا نے بدلہ دیا ہے۔ آپ ۵۸ برس کی عمر میں طاعون عمواس میں اعشارہ ہجری کو اردن شام میں فوت ہوئے وہیں آپ کا مزار شریف ہے۔ حضرت معاذ بن جبل نے آپ کی نماز جنازہ

۳۴۹۸ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى ثَنَا خَالِدٌ

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ ثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا وَإِنَّ أَمِينَنَا أَيْتُهَا الْأُمَّةُ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ

۳۴۹۹ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ بَجْرَانَ لَا بُعْثَنَّ حَقَّ أَمِينٍ فَأَشْرَفَ أَصْحَابُهُ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ

پڑھائی اور ان کی قبر میں معاذ، عمرو بن عاص اور ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہم اترے۔ مدائنی نے عجلانی کے ذریعہ سعید بن عبد الرحمن سے روایت کی طاعون عمواس میں چھبیس ہزار انسان فوت ہوئے تھے۔ اور آلِ صخر سے بیس نوجوان آلِ ولید بن مغیرہ سے بیس نوجوان لقمہ اجل بنے۔ جناب رسالتا صلی اللہ علیہ وسلم نے بجران کے نصاریٰ سے فرمایا میں تمہارے پاس بہترین امین کو بھیجوں گا لوگوں نے نظریں اٹھائیں کہ کسے بھیجا جاتا ہے تو آپ نے ابو عبیدہ بن جراح کو بھیجا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے لوگوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہمارے ساتھ وہ شخص بھیجیں جو ہمیں تعلیم دے تو آپ نے ابو عبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ شخص اس امت کا امین ہے۔

۳۴۹۸ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر امت کا امین رہا ہے۔ اے امت مرحومہ

ہمارا امین ابو عبیدہ بن جراح ہے۔

۳۴۹۹ — ترجمہ : حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بجران کے یہودیوں سے فرمایا میں تم پر ایسا حاکم بھیجوں گا جو کامل امین

ہوگا۔ یہ سن کر لوگوں نے نگاہیں اٹھائیں تو آپ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

۳۴۹۹ — شرح : حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی علیحدہ علیحدہ خصوصیات میں چنانچہ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے سب سے بڑا رحم کرنے والے ابو بکر صدیق ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے اجراء میں سب سے زیادہ سخت عمر فاروق ہیں۔ سب سے زیادہ حیا دار عثمان بن عفان ہیں۔ حلال و حرام کے زیادہ عالم معاذ بن جبل ہیں وراثت زیادہ جاننے والے ابی بن کعب ہیں۔ ہر امت کا امین ہوتا ہے اس امت کا امین ابو عبیدہ بن جراح ہیں۔ (ابن حبان)

نو ہجری میں بخران کا ایک وفد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جو نصاریٰ کے چودہ سرداروں پر مشتمل تھا۔ اس وقت وہ مسلمان نہ تھے۔ پھر تھوڑی دیر بعد سید اور عاقب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

محمد بن اسحاق نے ذکر کیا کہ بخران کے نصاریٰ کا وفد ساٹھ اشخاص پر مشتمل تھا جن میں سے چوبیس سردار تھے اور تین وہ سردار تھے جو نصاریٰ کے حل و عقد کے مالک تھے اور وہ عاقب، سید اور ابو حارثہ تھے۔ ابو حارثہ نصاریٰ کے بہت بڑے عالم تھے۔ جب وہ مسجد نبوی میں داخل ہوئے حالانکہ وہ بہترین لباس پہنے ہوئے تھے۔ عصر کی نماز کا وقت قریب تھا وہ اٹھ کر مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں اپنے حال پر رہنے دو اور ابو حارثہ، سید اور عاقب نے کلام شروع کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ان کے ہمراہ کسی امین کو بھیجیں تو آپ نے ابو عبیدہ بن جراح کو بھیجا۔ ابو حارثہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت سے خوب واقف تھا لیکن نصاریٰ کی سرداری اتباع حق سے مانع واقع ہوئی اور سید اور عاقب سعادت اسلام سے متوشح ہوئے۔

حضرت مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

وفات : ۳۰ مطابق ۶۲۲ھ

آپ کا نسب مُصْعَبُ بْنُ هَاشِمٍ بْنُ عَبْدِ مَنْفٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ قُصَيٍّ بْنِ كِلَابٍ عَبْد رِي "یہ اُن حضرات میں سے ہیں جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی۔ ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ ابو عمر نے کہا آپ نے اس وقت اسلام قبول کیا جبکہ کفر کی گھٹائیں پورے عروج پر تھیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دار ارقم میں تشریف فرما تھے۔ لیکن اپنی والدہ اور قوم کے ڈر سے اسلام کو مخفی رکھا۔ جب عثمان بن طلحہ کو آپ کے اسلام کا علم ہوا تو اُس نے آپ کے اہل خانہ کو مطلع کر دیا۔ انہوں نے آپ کو رستیوں میں جکڑ دیا۔ کچھ عرصہ تو ان کی قید و بند میں رہے۔ پھر دوڑ کر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ پھر مکہ میں واپس آکر مدینہ منورہ

مَنَاقِبُ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ

وَقَالَ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَائِقَ الْبَنِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنُ

چلے گئے۔ آپ بدر کی جنگ میں حاضر تھے اور اُحد کی لڑائی میں جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا اور اسی لڑائی میں شہید ہو گئے۔ محمد بن اسحاق نے کہا مصعب مکہ میں بہت مال دار تھے اور بہترین لباس پہنا کرتے تھے۔ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو آپ کو آنسو آ گئے کیونکہ یہی مصعب ہیں جن کا لباس ہمیں میلا نہیں ہوا تھا اور اب ان کے جسم پر کپڑا نہیں۔ جب وہ شہید ہوئے تو جب سر پر کپڑا دیتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور جب پاؤں کو ڈھانپتے تو سر برہنہ ہو جاتا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے قدموں پر گھاس رکھ دو۔ محمد بن اسحاق نے مغازی میں یزید بن ابی جلیب سے روایت کی کہ جب لوگ عقبہ سے فارغ ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ مصعب بن عمیر کو بھیجا کہ وہ لوگوں کو تعلیم دیں۔ انہیں قاری مقرر کیا جاتا تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

شہزادہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

امام حسن رضی اللہ عنہ

وفات : ۲۹ شعبہ مطابق اپریل ۶۶۹ء

نسب شریف : حسن و حسین ابنین علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم قرشی

ہاشمی امام حسن رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد ہے۔ تین ہجری کے نصف رمضان میں آپ کو ستیدہ طاہرہ شاہزادی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنم شریف دیا۔ اور ساتویں روز سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا عقیقہ کیا اور ایک مینڈھا ذبح فرمایا جبکہ اسی روز آپ کے سر کے بال منڈوا کر ان کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی۔ خلف بن قاسم نے اپنے اسناد کے ساتھ ہانی بن ہانی سے روایت کی کہ حضرت علی المرتضیٰ

رضی اللہ عنہ سے حضور نے فرمایا میرا بیٹا مجھے دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ آپ نے جواب دیا میں نے اس کا نام حرب رکھا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا نام حسن ہے اور جب امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بیٹے کا کیا نام رکھا ہے۔ حضرت علی نے کہا اس کا نام حرب ہے۔ آپ نے فرمایا بلکہ یہ محسن ہے۔ پھر فرمایا میں نے ان کا نام مارون علیہ السلام کی اولاد کے اسماء خبیر، شبیر اور مُشیر رکھے ہیں۔ اسی اسناد کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حسن سینہ سے سر تک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے جبکہ حسین علیہ السلام نچلے قدم میں حضور کے مشابہ تھے متواتر آثار سے منقول ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن میرا بیٹا سید ہے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ باقی رکھے گا حتیٰ کہ یہ مسلمانوں کے دو بڑے لشکروں میں صلح کا باعث ہوں گے اور فرمایا حسن میری دنیا کی خوشبو ہے جسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سید فرمائیں اس سے بڑا سید کوئی نہیں۔

امام حسن رضی اللہ عنہ بدبار، پرہیزگار اور بہت بڑے فاضل تھے۔ ان کے تقویٰ نے انہیں ترک دنیا پر آمادہ کیا اور انعاماتِ آخریہ پر کفایت کیا اور انھوں نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں خونریزی ہو۔ آپ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے محافظ اور مددگار تھے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو چالیس ہزار اشخاص نے آپ سے بیعت کر لی۔ یہ سب وہی لوگ تھے جنہوں نے حضرت سے موت پر بیعت کی تھی کہ آپ کی بیعت سے مرنے تک پیچھے نہ ہوں گے اور وہ امام حسن کے بہت فرمانبردار تھے تقریباً سات ماہ تک آپ عراق اور خراسان میں خلیفہ رہے۔ پھر امیر معاویہ سے مقابلہ کے لئے بڑے جبکہ وہ بھی لشکر جبار لے کر سامنے آ گئے۔ جب آمناسا منا ہوا تو آپ نے خیال فرمایا دونوں لشکروں میں سے ایک لشکر کو غلبہ اس وقت ہوگا جب دوسرا لشکر اکثر قتل ہو جائے گا۔ یہ خونریزی آپ کو پسند نہ تھی اس لئے امیر معاویہ کو ایک خط لکھ کر واضح کیا کہ میں تمہارے حق میں خلافت سے دستبردار ہوتا ہوں بشرطیکہ میرے والد کے زمانہ میں مدینہ منورہ، حجاز اور عراق والوں سے کسی شئی کا مطالبہ نہ کیا جائے اس شرط کو امیر معاویہ نے بخوشی منظور کر لیا مگر انھوں نے کہا کہ دس اشخاص کو میں امن نہیں دوں گا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے دوبارہ لکھا تو امیر معاویہ نے جواب دیا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ اگر میں قیس بن سعد پر کامیاب ہو گیا تو اس کی زبان اور ہاتھ کاٹ ڈالوں گا۔ امام حسن نے جواب دیا اگر تم قیس سے کوئی مطالبہ کرو گے تو میں تمہاری ہرگز بیعت نہیں کروں گا۔ تب امیر معاویہ نے سفید کاغذ آپ کی طرف بھیجا اور کہا کہ آپ جو چاہتے ہیں اس پر لکھ دیں۔ میں لکھے ہوئے پر پابند رہوں گا۔ اس پر دونوں فرق صلح پر آمادہ ہو گئے۔ امام حسن علیہ السلام نے لکھا کہ شرط یہ ہے کہ تمہارے بعد خلافت میرے لئے ہوگی اور بھی شرائط لکھے جن کو امیر معاویہ نے تسلیم کر لیا۔ یہ دیکھ کر عمرو بن عاص نے کہا کہ ان کی طاقت کمزور اور ان کا دبدبہ ختم ہو چکا ہے۔ اس لئے وہ صلح کر رہے ہیں۔ امیر معاویہ نے جواب دیا کہ چالیس ہزار اشخاص نے ان سے موت پر بیعت کی ہے۔ بخدا! وہ ہرگز قتل

نہ ہوں گے حتیٰ کہ ان کے برابر اتنے ہی شامی قتل ہو جائیں گے۔ بخدا! ان حالات کے ہوتے ہوئے زندہ رہنے میں کوئی بھلائی نہیں۔ اور امام حسن علیہ السلام کے شرائط کو تسلیم کر لیا اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ان میں صلح ہو گئی۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھی کہنے لگے اے حسن آپ مومنوں کی عار (شرمندگی) بن گئے ہو آپ نے فرمایا یہ عار نار (آگ) سے بہتر ہے۔ عبداللہ بن عمر بن اسحاق نے اپنے اسناد کے ساتھ ذکر کیا کہ ابو الغریف نے ان سے بیان کیا کہ ہم بارہ ہزار حسن بن علی کے لشکر کے مقدمہ میں تھے اور اہل شام سے جنگ کرنے کے لئے ہماری تلواروں سے قطرے ٹپک رہے تھے۔ جب ہمیں صلحنامہ کی خبر ملی تو ہماری کمری ٹوٹ گئیں۔ جب امام حسن کوفہ میں واپس آئے تو ہم سے ایک شخص ابو عامر سفیان بن ابی لیلیٰ ان کے پاس آئے اور کہا اے مومنوں کو رسوا کرنے والے السلام علیکم! امام حسن نے جواب دیا: اے ابو عامر ایسا نہ کہو۔ میں نے مومنوں کو رسوا نہیں کیا لیکن طلب ملک میں انہیں خونریزی سے بچا لیا ہے۔ ثرجیل بن سعد نے کہا اس کے بعد امام حسن علیہ السلام نے تقریباً آٹھ ماہ تک خلافت امیر معاویہ کے حوالہ نہ کی۔ اسی سال چالیس ہجری میں مغیرہ بن شعبہ نے لوگوں کو حج کرایا۔ حالانکہ انہیں کسی نے امیر حج نہیں مقرر کیا تھا جبکہ وہ طائف میں تھے۔

امام حسن رضی اللہ عنہ نے اکتالیس ہجری کے جمادی الاول کے نصف میں خلافت امیر معاویہ کے حوالہ کر دی تو لوگوں نے امیر معاویہ سے بیعت کر لی۔ اس وقت امیر معاویہ کی عمر ۶۶ برس سے دو ماہ کم تھی امام حسن رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو جنگ و جدال اور خونریزی سے بچانے کے لئے صلح کی تھی حالانکہ آپ خلافت کے زیادہ مستحق تھے۔ ابن شہاب نے ذکر کیا کہ جب امیر معاویہ کوفہ میں آئے تو عمرو بن عاص نے انہیں مشورہ دیا کہ امام حسن علیہ السلام سے کہیں کہ وہ کوفہ والوں کو حالات سے آگاہ کرنے کے لئے ایک تقریر کریں لیکن امیر معاویہ نے اسے مسترد کرتے ہوئے کہا اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن عمرو بن عاص کے مجبور کرنے پر امیر معاویہ نے امام حسن علیہ السلام سے عرض کی کہ آپ حالات کی روشناسی کے لئے ایک جامع بیان دیں اور تقریر میں حالات سے آگاہ فرمادیں۔ چنانچہ امام حسن علیہ السلام اٹھے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر بدانتہا خطاب فرمایا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے کے ذریعہ تمہیں ہدایت دی اور ہمارے آخر کے ذریعہ خون محفوظ کئے۔ خلافت ایک مدت کے لئے ہے اور دنیا ادھر ادھر پھرنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے نبی فرمادو! میں نہیں جانتا تمہارا وعدہ قریب ہے یا دور ہے وہ تمہارے ظاہری باتیں جانتا ہے اور تمہاری خفیہ گفتگو بھی جانتا ہے۔ میں نہیں جانتا شاید اس میں تمہارا امتحان ہے۔ اور مقرر وقت تک تم نے نفع حاصل کرنا ہے۔ جب آپ نے یہ کلام کیا تو امیر معاویہ نے کہا آپ بیٹھ جائیں تو آپ بیٹھ گئے پھر امیر معاویہ نے لوگوں سے خطاب کیا پھر عمرو بن عاص سے کہا تمہاری یہی رائے تھی؟

امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات

امام حسن رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں وفات پائی؛ لیکن اس کے وقت میں اختلاف ہے۔ کہا گیا ہے کہ انچاس^{۳۹} ہجری میں فوت ہوئے۔ بعض علماء نے کہا امیر معاویہ کی خلافت دس سال گزر جانے کے بعد پچاس ہجری کے ربیع الاول میں فوت ہوئے۔ بعض اکاؤن ہجری بیان کرتے ہیں۔ جنت البقیع میں آپ کو دفن کیا گیا اور سعید بن عاص نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ کیونکہ اس وقت وہ مدینہ منورہ کا حاکم تھا اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے بھائی کی نماز جنازہ کے لئے آگے کیا اور فرمایا اگر سنت یہ نہ ہوتی تو میں تجھے مصلی پر کھڑا نہ کرتا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت فرمادی تھی کہ شہزادہ سید الکونین کو آپ کے ساتھ روضہ اطہر میں دفن کیا جائے۔ جبکہ امام حسن علیہ السلام نے بحالت مرض ام المؤمنین سے یہ ذکر کیا تھا۔

لیکن جب آپ کا انتقال ہوا تو مروان نے روک دیا۔ جبکہ اس میں بنو امیہ بھی مروان کے ساتھ شریک تھے۔ قتادہ اور ابوبکر بن حفص نے ذکر کیا کہ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو ان کی بیوی اشعث بن قیس کی لڑکی نے زہر دیا تھا۔ بعض کچھ اور کہتے ہیں۔ قتادہ نے کہا امام حسین علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لے گئے تو امام نے فرمایا اے میرے بھائی حسین! میں نے تین بار زہر پیایا ہے۔ لیکن اس بار جو مجھے زہر پلایا گیا ہے بہت سخت ہے۔ میرا جگر پارہ پارہ ہو رہا ہے۔ امام حسین نے کہا اے میرے بھائی آپ کو زہر کس نے دیا ہے؟ فرمایا یہ پوچھنے کا کیا مقصد ہے؟ کیا تم ان سے جنگ کرو گے؟ میں انہیں اللہ کے حوالہ کرتا ہوں۔ جب آپ کا انتقال ہو گیا تو قاصد امیر معاویہ کے پاس گیا اور انہیں آپ کی موت کی خبر دی تو انہوں نے کہا۔ حسن پر تعجب ہے کہ انہوں نے رومہ کے پانی کے ساتھ شہد پیا اور وفات پا گئے۔ ابن عباس امیر معاویہ کے پاس آئے تو ان سے کہا اے ابن عباس حسن کی موت پر تمہیں غم نہیں کرنا چاہیے اور صبر و استقلال کرنا چاہیے۔

ابن عباس نے کہا اے امیر المؤمنین جب تک اللہ تعالیٰ تمہیں زندہ رکھے گا ہمیں کوئی غم نہیں تو اس بات پر انہیں امیر معاویہ نے ایک لاکھ درہم اور سامان وغیرہ بہت دیا۔ اور کہا یہ لے لیجئے اور اپنے خاندان میں تقسیم کر دیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن و حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور جو ان سے محبت کرے اس سے بھی محبت کر۔ جس روز امام حسن شہید ہوئے ان کی عمر شریف چھیالیس برس تھی۔ امام حسن کی زندگی میں امیر معاویہ ینبذ کی بیعت کرانے کے لئے اشارات اور تعریضات کرتے تھے لیکن امام ہمام کی وفات کے بعد کھل کر کہنا شروع کر دیا تھا واللہ اعلم! جب امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے بھائی امام حسین سے فرمایا: اے میرے بھائی جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو تمہارے والد کی خواہش تھی کہ وہ خلیفہ مقرر ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق کو خلافت عطا کر دی۔ پھر ان کے انتقال کے وقت بھی ہمارے

۱۔ اہل تحقیق علماء اس کے خلاف ہیں۔

والد خلافت کے اُمیدوار تھے لیکن عمر فاروق منتخب ہو گئے۔ جب عمر فاروق کی وفات قریب ہوئی تو اُنھوں نے خلافت کا تقرر شوریٰ کے حوالہ کر دیا جن میں سے چھٹے ہمارے والد ماجد تھے۔ لیکن شوریٰ نے حضرت عثمان کو خلافت کے لئے منتخب کر لیا۔ جب عثمان فوت ہو گئے تو ہمارے والد کی بیعت کی گئی۔ پھر اس میں جھگڑا ہوا اور بہت دُور تک معاملہ پہنچا۔ بخدا! میں نہیں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اہل بیت میں نبوت اور خلافت کو اکٹھا کرے اور مجھے معلوم ہے کہ کوفہ کے بیوقوف تمہیں ذلیل کریں گے اور باہر نکال دیں گے۔ میں نے ام المؤمنین عائشہ سے حجر شریف میں دفن کے متعلق پوچھا تھا تو اُنھوں نے اجازت دے دی تھی۔ معلوم نہیں کہ شائد شرم و حیا کے طور پر اُنھوں نے اجازت دی ہو لہذا میرے فوت ہوجانے کے بعد دوبارہ ان سے دریافت کر لینا اگر وہ خوشی سے اجازت دیں تو مجھے روضہ اطہر میں دفن کر دینا۔ میرا خیال ہے کہ دوسرے لوگ یہاں دفن ہونے میں مانع واقع ہوں گے، لیکن تم ان سے مزاحمت نہ کرو اور مجھے بقیع میں دفن کر دینا۔ جب امام حسن علیہ السلام فوت ہو گئے تو امام حسین رضی اللہ عنہ ام المؤمنین عائشہ کے پاس گئے تو ام المؤمنین نے بخوشی اکرام و اعزاز کے ساتھ دفن کی اجازت دے دی لیکن جب مروان کو خبر ملی تو وہ لڑائی پر اُتر آیا۔ قریب تھا کہ جھگڑا طول پکڑ جائے جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو فوراً آئے اور کہنے لگے بخدا! یہ صریح ظلم ہے کہ بیٹے کو باپ کے پاس دفن کرنے سے روکا جائے خدا کی قسم حسن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں۔

اس کے بعد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ امام حسین علیہ السلام کے پاس گئے اور اُن سے دوران گفتگو عرض کیا اور کہا کیا آپ کے بھائی نے کہا نہیں تھا کہ اگر روضہ اطہر میں میرے دفن ہونے میں مزاحمت ہو اور لڑائی کا خطرہ ہو تو مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔

بہر حال حضرت امام حسن علیہ السلام کے فرمودات کے مطابق وہی کچھ ہوا جن کی اُنھوں نے نشاندہی کی تھی آخر آپ کو بقیع دفن کر دیا گیا۔

اس روز سعید بن عاص کے سوا بنو امیہ میں سے کوئی شخص وہاں موجود نہ تھا اور سعید مدینہ منورہ کا حاکم تھا اس لئے اسے نماز جنازہ پڑھانے کے لئے آگے کیا گیا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع میں آپ کی والدہ ماجدہ ستیدہ طاہرہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

شہزادہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

امام حسین رضی اللہ عنہ

وفات : ۱۰ محرم مطابق ۶۸۰ھ

امام حسین رضی اللہ عنہ کے والد حضرت علی بن ابی طالب میں اور والدہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ آپ چار شعبان کو چار ہجری میں پیدا ہوئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا عقیقہ کیا جیسے آپ کے بھائی امام حسن کا عقیقہ کیا تھا۔ آپ بہت بڑے فاضل نماز و روزہ اور حج بکثرت کرتے۔ دس محرم ۶۸۰ھ ہجری کو عاشوراء کے روز کربلا کے میدان میں شہید ہوئے۔ کربلا کوفہ کے قریب عراق میں ایک مقام ہے۔ اسے طفت بھی کہا جاتا ہے۔ سنان بن انس نخعی نے آپ کو قتل کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کا قاتل مذحج قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ کہا گیا ہے کہ شمر ذی جوشن نے آپ کو شہید کیا تھا۔ جبکہ وہ کوہڑ (کوڑھ) کے مرض میں مبتلا تھا اور خولی بن یزید اصبحی نے آپ کا سر مبارک بدن شریف سے جدا کر کے عبید اللہ بن زیاد کو پیش کیا۔ یحییٰ بن معین نے کہا کوفہ کے لوگ کہتے ہیں کہ جس نے امام عالی مقام علیہ السلام کو شہید کیا تھا وہ عمر بن سعد بن ابی وقاص تھا۔ لیکن یحییٰ بن معین نے کہا کہ ابراہیم بن سعد بیان کرتے ہیں کہ عمر بن سعد نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو قتل نہیں کیا۔ البتہ وہ اس لشکر میں تھے۔ خلیفہ بن خیاط نے کہا شمر بن ذی جوشن نے آپ کو قتل کیا تھا اور عمر بن سعد اس لشکر کا امیر تھا۔ مصعب نے کہا سنان بن ابی سنان نے آپ کو شہید کیا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ ہاتھ میں خون کی بوتل لئے متحیر کھڑے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا باپ اور ماں قربان ہوں یہ کیا حال ہے؟ اور یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ حسین کا خون ہے جو میں نے جمع کیا ہے۔ چنانچہ اسی روز امام حسین کے قتل کی خبر آئی۔ کسی نامعلوم قاتل نے کہا :

اَشْرُجُوا اُمَّةً قَتَلَتْ حُسَيْنًا ۖ شَفَاعَتُهُ جَدَّةٌ يَوْمَ الْحِسَابِ

کیا جس امت نے حسین کو قتل کیا وہ قیامت میں ان کے جد امجد کی شفاعت کی اُمید کرے گی؟

۳۵۰۰ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ثَنَا أَبُو مُوسَى
عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَى الْمَنَظَرِ وَالْحَسَنِ إِلَى جَنْبِهِ يُنْظَرُ إِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَآلِیَةً مَرَّةً
وَيَقُولُ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِتْنَتَيْنِ
مِنَ الْمُسْلِمِينَ -

لوگ حسین پر بہت رونے۔ منذر ثوری نے ابن حنفیہ سے بیان کیا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ سترہ
مرد شہید ہوئے وہ تمام کے تمام سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے تھے۔ حسن بصری نے کہا حسین بن
علی کے ساتھ ان کے خاندان سے سترہ مرد شہید ہوئے وہ تمام کے تمام سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں
سے تھے۔ حسن بصری نے کہا حسین بن علی کے ساتھ ان کے خاندان سے سترہ مرد شہید ہوئے۔ اس روز ساری
زمین پر ان کے مشابہ کوئی نہ تھا۔ بعض علماء نے ۲۳ مرد ذکر کئے ہیں۔ ابو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ساتھ ہجری میں
جب امیر معاویہ فوت ہوئے اور خلافت یزید کو پہنچی اور ولید بن عقبہ کو اس بات پر مامور کیا گیا۔ کہ وہ یزید کے
لئے مدینہ منورہ والوں سے بیعت لے تو اس نے امام حسین اور عبداللہ بن زبیر کو رات پیغام بھیجا وہ دونوں
تشریف لائے تو ان سے کہا یزید کی بیعت کر لو۔ دونوں نے بیک زبان کہا ہم جیسے لوگ خفیہ بیعت نہیں
کرتے لیکن علانیہ سب کے سامنے بیعت کیا کرتے ہیں۔ ہم صبح بیعت کریں گے یہ کہہ کر وہ اپنے گھروں کو چلے
گئے اور رات رات مکہ مکرمہ کی طرف نکل گئے۔ جبکہ ماہ رجب کا تقریباً ایک دن باقی رہ گیا تھا۔ اور وہ
اتوار کی رات کو مدینہ منورہ سے باہر نکل گئے۔ امام حسین نے مکہ مکرمہ میں شعبان، رمضان، شوال اور ذوالقعدہ
اقامت کی اور آٹھ ذوالحجہ کو کوفہ کے سفر کا ارادہ کیا جو آپ کی زندگی کا آخری سفر تھا اور اسٹھ ہجری میں
دس محرم الحرام کو کوفہ کی سرزمین کے میدان کربلا میں شہید ہو گئے جو طفت کے قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا عجیب
فیصلہ ہے کہ ۶۷ ہجری میں عاشورا کے روز عبید اللہ بن زیاد قتل کیا گیا اسے ابراہیم بن اشتر نے لڑائی میں
قتل کیا اور اس کا سر مختار ثقفی کے پاس بھیج دیا۔ مختار نے عبداللہ بن زبیر کے پاس بھیجا۔ اور عبداللہ بن
زبیر نے علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ۵۷ برس کی
عمر میں شہید کئے گئے بعض ۵۸ سال اور بعض چون سال چھ ماہ ذکر کرتے ہیں۔

مزنی نے شافعی کے ذریعہ سفیان بن عیینہ سے روایت کی انھوں نے کہا مجھے جعفر بن محمد نے

۳۵۰۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ ابْنَ ثَنَا
أَبُو عَثْمَانَ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْكَ كَانَ يَأْخُذُ بِالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَحِبُّهُمَا فَاجِبْهُمَا
أَوْ كَمَا قَالَ

۳۵۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي هَرَبٍ ثَنَا
حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَتَى
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيَْادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَجَعَلَ فِي طَسْتٍ
فَجَعَلَ يَنْكُتُ وَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا فَقَالَ أَنَسٌ كَانَ أَشْبَهُهُمْ
بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَخْضُوبًا بِالْوَسْمَةِ

نے کہا حضرت علی بن ابی طالب اٹھاون سال کی عمر میں فوت ہوئے اسی طرح امام حسن و حسین بھی اٹھاون سال کی عمر میں فوت ہوئے اور محمد بن علی بن حسین نے بھی اٹھاون سال کی عمر میں وفات پائی۔ سفیان نے کہا مجھے جعفر بن محمد نے کہا میں بھی اس سال اٹھاون برس کو پہنچ چکا ہوں۔ چنانچہ وہ اسی عمر میں فوت ہوئے مصعب زہیری نے کہا امام حسین علیہ السلام نے پچیس حج پیدل چل کر کئے۔ حضرات امان کریمان رضی اللہ عنہما کے مناقب بے شمار ہیں صرف اتنی قدر پر اکتفاء کرتے ہیں۔

نافع بن مجیر نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن سے معاف کیا۔
توجہ : ابوبکر نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منبر شریف پر سنا
حالانکہ امام حسن آپ کے پہلو میں تھے۔ ایک بار آپ لوگوں کو دیکھتے

۳۵۰۱۔

اور ایک بار امام حسن کی طرف دیکھ کر فرماتے میرا یہ بیٹا سید ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے باعث مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا (حدیث ۲۵۲۳ کی شرح دیکھیں)

۳۵۰۲۔

توجہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبید اللہ بن زیاد کے پاس امام حسین علیہ السلام کا سر لایا گیا اور طشت میں رکھا گیا تو

ابن زیاد آپ کے منہ پر مارنے لگا اور آپ کے حسن و جمال میں کچھ بک بک کی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا امام حسین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے اور سر مبارک و سہمہ سے رنگا ہوا تھا۔

۳۵۰۱ — ۳۵۰۲ — شرح : زیاد بن ابی سفیان کو معاویہ بن ابی سفیان نے اپنے باپ کی طرف منسوب کر کے اپنا بھائی قرار دیا تھا تو ابوسفیان نے اسے اپنے ساتھ لاحق کر لیا تھا اسی کو در زیاد بن ابیہ ” کہا جاتا ہے اسے زیاد بن سمیہ بھی کہا جاتا ہے۔ سمیہ اس کی ماں ہے۔

ابن معین نے کہا عبید اللہ کو ابن مرجانہ بھی کہا جاتا ہے۔ مرجانہ اس کی ماں ہے۔ یہ مجوسی عورت تھی۔ امام بخاری نے کہا مرجانہ اصفہان سے قید کی گئی تھی۔ زیاد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں شامل تھا۔ جب امیر معاویہ نے اسے اپنا بھائی بنا لیا اور ابوسفیان نے اسے اپنے ساتھ لاحق کر لیا تو یہ جناب علی المرتضیٰ اور ان کی اولاد رضی اللہ عنہم کا سب سے بڑا دشمن بن گیا۔ عبید اللہ اس کا بیٹا ہے۔ جس نے امام حسین علیہ السلام کے مقابلہ میں لشکر بھیجے تھے۔ جبکہ وہ یزید بن معاویہ کی طرف سے کوفہ کا حاکم تھا۔ اس کا لشکر ایک ہزار گھوڑ سوار تھا جن کا سپہ سالار حمر بن یزید تھی تھا۔ اس لشکر کے مقدمہ پر حصین بن نمیر کوفی تھا۔ پھر ہوا جو کچھ ہوا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ تخت جگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کربلا کے گرم میدان کی گرم ریت میں بے سرو سامانی کی حالت میں بے رحمی سے شہید کر دیا گیا۔ اس کی تفصیل ”تنویر الازہار ترجمہ نور الابصار“ میں دیکھیں اور آپ کو شہید کرنے والوں میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

مشہور یہ ہے کہ شمر بن ذی جوشن یا سنان بن ابی اوس نخعی نے شہید کیا اور آپ کا سر مبارک اُتار کر خولی بن یزید کو پیش کیا۔ سنان نے آپ کو نیزہ مارا تھا جس سے آپ گھوڑے سے گر گئے تھے۔ پھر اس نے خولی سے کہا کہ آپ کا سر کاٹو جب اس نے سر مبارک کاٹنے کا ارادہ کیا تو لرزہ بر اندام ہوا اور عاجز ہو گیا۔ سنان نے اسے کہا اللہ تعالیٰ تیرا بازو توڑے اور تیرے ہاتھ جسم سے علیحدہ کرے پھر وہ خود گھوڑے سے اُترا اور آپ کو ذبح کر دیا۔ یہ اکٹھ ہجری میں دس محرم کا واقعہ ہے اور جمعہ کا دن تھا۔ پھر وہ آپ کا اور آپ کے ساتھی شہداء کے سر اٹھا کر کوفہ میں عبید اللہ بن زیاد کے پاس لائے جبکہ تمام بہتر سر تھے خولی بن یزید نے امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک اٹھایا ہوا تھا۔ کندہ نے تیرہ سر اٹھائے تھے۔ ہوازن نے بیس سر، بنو تمیم نے بیس، بنو اسد نے بیس اور مدح ج نے گیارہ سر اٹھائے ہوئے تھے۔ ان سروں اور قیدیوں کے ساتھ شمر بن ذی جوشن، قیس بن اشعث، عمرو بن حجاج اور عروہ بن قیس تھا۔ وہ تمام سر عبید اللہ بن زیاد لعین کے پاس لائے۔ تو اس لعین نے امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک طشت میں رکھ کر اسے چھڑی سے مارنا شروع کیا۔

ترمذی کی روایت میں ہے کہ وہ آپ کی ناک پر چھڑی مارنے لگا۔ طبرانی کی روایت میں ہے کہ وہ دونوں آنکھوں

اور ناک پر مارتا تھا۔ اس حدیث کے راوی زید بن ارقم نے کہا میں نے کہا اپنی چھڑی سر مبارک سے اٹھا لو میں نے اس جگہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ دیکھا تھا۔ ابن زیاد لعین نے آپ کے حسن و جمال میں طعن کیا۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ انھوں نے کہا میں نے ایسا خوبصورت کوئی نہیں دیکھا۔ حضرت انس نے کہا کہ تمام اہل بیت کرام میں سے آپ صوفی کے بہت مشابہ تھے۔ بزار نے انس سے روایت کی کہ انھوں نے کہا میں نے ابن زیاد لعین سے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جگہ بوسہ دیتے دیکھا ہے جہاں تو چھڑی سے مار رہا ہے۔ تو وہ رُک گیا۔ طبری نے اپنے اسناد کے ساتھ حمید بن مسلم سے روایت کی کہ ابن زیاد جب اپنی چھڑی امام حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے والے دانتوں پر مار رہا تھا تو اسے زید بن ارقم نے دیکھ کر کہا۔ ان دونوں پیارے ہونٹوں سے اپنی چھڑی اٹھالے۔ اللہ کی قسم میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں بوسہ دیتے دیکھا ہے۔ پھر رونا شروع کر دیا۔ ابن زیاد نے زید بن ارقم سے کہا اللہ تجھے رولائے بخدا! اگر تو بوڑھا نہ ہوتا تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔ اور اٹھ کر دفع ہو گیا۔ میں نے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ زید بن ارقم نے ابن زیاد کو ایک بات کہی اگر وہ سن لیتا تو انہیں قتل کر دیتا۔ میں نے کہا انھوں نے کیا کہا تھا جواب دیا کہ انھوں نے یہ کہا تھا تمام عرب آج کے بعد غلام ہوئے، تم نے فاطمہ کے بیٹے کو قتل کیا تم نے ابن مرجانہ کو حکم دیا وہ نیک لوگوں کو قتل کرتا ہے اور اشرار کو غلام بناتا ہے۔ بہت بُرا ہے وہ جو ذلت و رسوائی سے راضی ہو!

میں نے کہا زید بن ارقم انصاری کا بھلا ہو۔ زید بن ارقم خزرجی ہیں اور افاضل صحابہ میں سے ہیں انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں سترہ جنگیں لڑیں وہ جنگ صفین میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور آپ کے مخلصین میں سے تھے۔ ۶۶ ہجری میں کوفہ میں فوت ہوئے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس فاسق ظالم عبید اللہ ابن زیاد کو سزا دی اور ابراہیم بن اشتر نے بائیس ذوالحجہ کو ۷۶ ہجری میں مہفہ کے وزجا میں اسے قتل کیا جو موصل سے پانچ فرسخ دُور ہے۔ اسے مختار بن ابی عبیدہ ثقفی نے ابن زیاد سے جنگ کرنے بھیجا تھا۔ جب لعین قتل ہو گیا تو اس کے ساتھیوں کے سروں کے ساتھ اس کا سر کوفہ لایا گیا اور ان کو مختار کے آگے پھینک دیا گیا۔ ایک باریک سانپ آیا وہ تمام سروں میں سے پھرتا ہوا ابن زیاد کے مُنہ میں داخل ہو گیا اور ناک کے راستہ نکل گیا اور ناک میں داخل ہو کر منہ سے نکل گیا اسی طرح وہ داخل اور خارج ہوتا رہا۔ پھر مختار نے ابن زیاد کا سر اور دوسرے لوگوں کے سر جو اس کے ساتھ قتل ہوئے تھے۔ مکہ میں محمد بن حنفیہ کے پاس بھیجے اور ابن اشتر نے ابن زیاد کا جسم اور اس کے دوسرے ساتھیوں کے جسم آگ میں جلا دیئے۔ واللہ علی ما یشاء تدبیر

۳۵۰۳۔ حَدَّثَنَا حَاجِرُ بْنُ مِنْهَالٍ ثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي
عَدِيُّ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ
بْنَ عَلِيٍّ عَلَى عَائِقَةٍ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ
۳۵۰۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ مَرْجَانَ أَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ
ابْنُ أَبِي حُسَيْنٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ
رَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَحَمَلَ الْحَسَنَ وَهُوَ يَقُولُ يَا بَنِي شَيْبَةَ يَا بَنِي شَيْبَةَ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ شَيْبَةُ بَعْلِي وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ

۳۵۰۳۔ ترجمہ : عدی نے بیان کیا کہ میں نے برآء بن عازب رضی اللہ عنہ کو یہ
کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے دیکھا جبکہ امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کے
کندے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔

۳۵۰۴۔ ترجمہ : عقبہ بن حارث نے کہا میں نے ابو جبرہ صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا
جبکہ آپ نے امام حسن کو اٹھایا مٹوا تھا آپ یہ فرما رہے تھے میرا
باپ قربان ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہو علی کے مشابہ نہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ منس رہے تھے
شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن سیرین کی روایت میں ہے کہ
۳۵۰۴۔ امام حسین علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے

لہذا ان دونوں حدیثوں میں تعارض ہے اس کا جواب یہ ہے کہ امام حسن کے سوا امام حسین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے بہت مشابہ تھے۔ یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ دونوں حضرات بعض اعضاء میں آپ کے بہت مشابہ تھے چنانچہ
ترمذی کی روایت میں ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک سے سیسہ مبارک
تک آپ کے بہت مشابہ تھے اور امام حسین رضی اللہ عنہ اس نچلے حصہ میں آپ کے بہت مشابہ تھے۔ امامانِ حنا
حسین رضی اللہ عنہما کے علاوہ اور حضرات بھی آپ سے مشابہت رکھتے تھے۔ چنانچہ جعفر بن ابی طالب عبد اللہ
بن جعفر، قثم بن عباس بن عبد المطلب، ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب، مسلم بن غنیل بن ابی طالب آپ
کے مشابہ تھے اور بنی ہاشم کے علاوہ سائب بن یزید مطلبی جو امام شافعی رحمہ اللہ کے جدِ اعلیٰ ہیں۔ عبد اللہ بن عامر

۳۵۰۵ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَصَدَقَةُ قَالَا أَنَا مُحَمَّدُ

ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ
قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَرَقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ
۳۵۰۶ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ

عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرُ

عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَسٌ قَالَ لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ

بن کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے نام ہوگا !
بن کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے نام ہوگا اور ان کا نام آپ کے نام سا ہوگا اور ان کے والد کا نام

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری میں طویل تقریر کے بعد ذکر کیا کہ ابن یونس نے تاریخ مصر
میں عبد اللہ بن ابی طلحہ خولانی کو ذکر کیا کہ وہ فتح مصر میں موجود تھے انہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا تھا کہ
وہ منہ ڈھانپ کر چلا کریں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے وہ بہت بڑے عابد اور فاضل تھے۔
(حدیث ۳۳۱۲ کی شرح دیکھیں)

۳۵۰۵ — ترجمہ : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی آپ کے اہل بیت میں پوشیدہ جانو !

۳۵۰۵ — شرح : اہل بیت کے متعلق علماء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ ابن عباس، عکرمہ اور مقاتل نے کہا کہ ازواج

مطہرات اہل بیت میں کیونکہ وہ آپ کے بیت میں ہیں۔ ابوسعید خدری مجاہد اور قتادہ نے کہا کہ آپ کے اہل بیت
علی، فاطمہ، حسن و حسین اور علی المرتضیٰ ہیں "رضی اللہ عنہم" قسطلانی۔ واللہ ورسولہ اعلم !

۳۵۰۶ — ترجمہ : حضرت انس نے کہا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ
مشابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی شخص نہ تھا۔

۳۵۰۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عُنْدُ ثَنَا شُعْبَةُ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي نُعْمٍ سَمِعْتُ
عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ الْمُحْرَمِ قَالَ شُعْبَةُ أَحْسِبُهُ
يَقْتُلُ الذَّبَابَ فَقَالَ أَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُونَ عَنْ قَتْلِ الذَّبَابِ
وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمَا رِيحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا

ترجمہ : محمد بن ابی یعقوب سے روایت ہے کہ میں نے ابن ابی نعم سے
سنا اُنھوں نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمر سے سنا کہ کسی نے
اُن سے مُحْرِم کے متعلق پوچھا شعبہ نے کہا میرا خیال ہے کہ اس نے پوچھا کہ احرام باندھنے والا مکھی مار دے
(تو کیا جرم ہے) عبد اللہ بن عمر نے کہا عراق والے مکھی مارنے کے متعلق پوچھتے ہیں اور اُنھوں نے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کیا ہے حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں دنیا
میں میرے بھول ہیں۔

۳۵۰۷ — شرح : یعنی ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا
کہ اگر کوئی حج یا عمرہ کا احرام باندھنے والا حالت احرام میں
مکھی مار دے تو اس کی کیا جزاء ہے؟ حضرت عبد اللہ بن عمر نے اس سوال سے تعجب کیا کہ یہ سائل عراقی
ہے اور یہ لوگ مکھی مارنے میں تاقل کرتے ہیں اور غور و خوض کرتے ہیں کہ اس کو مارنا جرم ہے۔ اس کی پاداش
میں کچھ ادا کرنا پڑے گا حالانکہ اُنھوں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی جنت کی عورتوں کی سردار
کے تختِ جگر جنت کے نوجوانوں کے سردار حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں بہت دلیری کی اور ذرہ بھر
تاقل نہ کیا کہ ان کے قتل کرنے میں کن حالات کا سامنا کرنا پڑے گا اور ذرہ شرم نہ کی کہ قیامت میں جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے کیونکر امیدوار ہوں گے! انا للہ وانا الیہ راجعون۔
ان لوگوں کی عقل پر تعجب ہے اور ان کے فہم و فراست پر رونا آتا ہے کہ حقیر سی شئی کے متعلق دریافت
کرتے ہیں کہ مکھی مارنے سے محرم پر کیا جزاء عائد ہوتی ہے اور عظیم تر شخصیت کے قتل کرنے میں ہمہ تن دلیر
ہو کر بے حیائی کا مظاہرہ کیا ہے۔ حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حسن و حسین جنت کے

مَنَاقِبُ بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ
مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَمِعْتُ دَوَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ

خوشبودار پھول ہیں۔ یہ میرے بیٹے ہیں۔ تفت ہے۔ قاتلانِ حسین پر جنہوں نے دُنیاوی اغراض کی تکمیل اور نفسانی ہوس پر رسول کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ انا لله وانا اليه راجعون

حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات : ۱۸ سالہ مطابق جنوری ۶۳۹ء

آپ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت میں اپنے آگے آگے تیرے پاؤں کے جوڑے کی آواز سنی۔

حضرت بلال بن رباح حبشی النسل ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن ہیں ان کی والدہ کا نام حمامہ ہے۔ جب وہ مسلمان ہوئے تو کفار نے انہیں سخت سے سخت عذاب میں مبتلا کیا لیکن ان کے پائے ثبات میں ذرہ بھر تزلزل نہ آیا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا تو آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنا پسند کیا اور آپ کا مؤذن بن گیا۔ ساری جنگوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے آپ نے ان کے اور ابو عبیدہ بن جراح کے درمیان بھائی چارہ کیا۔ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم انتقال کر گئے تو آپ شام میں چلے گئے اور وہیں فوت ہوئے۔ ابو نعیم نے کہا آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خازن تھے۔ اُمیہ بن خلف مکہ مکرمہ کے پتھریلے میدان میں آپ کو دوپہر کی گرمی میں پشت کے بل لٹا کر آپ کے سینے پر بھاری پتھر رکھ کر عذاب دیتا تھا اور کہتا کہ اسلام سے منحرف ہو جاؤ اور آپ اس حالت میں اُحد اُحد پکارا کرتے تھے۔ ابن بکیر نے کہا کہ آپ طاعونِ عمواس میں فوت ہوئے اس کے

۳۵۰۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ أَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ عُمَرُ يَقُولُ
أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَأَعْتَقَ سَيِّدَنَا يَعْنِي بِلَالًا
۳۵۰۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا
إِسْمَاعِيلُ عَنْ قَيْسٍ أَنَّ بِلَالَ قَالَ لَا بِي بَكَرٍ إِنْ كُنْتُ إِمَامًا
اشْتَرَيْتَنِي لِنَفْسِكَ فَأَمْسِكْنِي وَإِنْ كُنْتُ إِمَامًا اشْتَرَيْتَنِي
لِللَّهِ فَدَعْنِي وَعَمَلِ اللَّهِ

مطابق آپ کی وفات اٹھارہ ہجری میں ہوئی ہے۔ ابن مندہ نے معرفت میں ذکر کیا کہ حلب میں آپ کو
دفن کیا گیا (اصابہ)

۳۵۰۸۔ ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہا
کرتے تھے۔ ابوبکر ہمارے سردار ہیں انھوں نے ہمارے سردار
یعنی بلال کو آزاد کیا۔

۳۵۰۹۔ ترجمہ : قیس سے روایت ہے کہ بلال نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے
کہا اگر آپ نے مجھے اپنی ذات کے لئے خریدا ہے تو مجھے اپنی غلامی
میں روک رکھیں اور اگر مجھے اللہ کے لئے خریدا ہے تو مجھے چھوڑ دیجئے میں اللہ کے لئے عمل کروں۔

۳۵۰۸۔ ۳۵۰۹۔ شرح : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بلال پر سیادت
کا اطلاق کیا۔ یہ آپ کی بہت بڑی منقبت ہے
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سیادت کا اطلاق حقیقی ہے۔ اور بلال پر اطلاق مجازی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال کو سید بطور تواضع اور انکساری فرمایا۔ اس حدیث میں اس
بات کی دلیل ہے کہ جنت مخلوق ہے۔ حضرت بلال نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں یہ کہا تھا۔
چنانچہ امام احمد کی روایت میں اس کی تصریح ہے کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما گئے تو بلال
نے ابوبکر صدیق سے یہ کہا۔ اور وَعَمَلِ اللَّهِ میں داوَمَع کے معنی میں ہے یعنی دَعْنِي مَعَ عَمَلِ اللَّهِ، ایک

بَابُ مَنَاقِبِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

روایت میں ہے ”دَعْنِي أَعْمَلُ لِلَّهِ“ مجھے چھوڑیے میں اللہ کے لئے عمل کروں۔ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے ہجرت کا ارادہ کیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ خیال کرتے ہوئے انہیں روک لیا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں اذان دیں۔ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا نہ تو مدینہ منورہ میں رہ سکتا ہوں اور نہ ہی مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سے خالی دیکھنا برداشت کر سکتا ہوں۔ ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے دیکھا کہ جہاد مومن کا افضل عمل ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چاہا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں اپنے حق کا واسطہ دے کر تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ یہاں رہو تو آپ کی وفات تک بلال رک گئے جب ابو بکر صدیق انتقال کر گئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دے دی تو وہ شام چلے گئے اور اٹھارہ ہجری میں طاعون عمواس میں انتقال کر گئے۔ ایک روایت کے مطابق بیس ہجری میں فوت ہوئے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

وفات : ۶۸ھ مطابق اکتوبر ۶۸ھ

آپ کا نسب شریف یہ ہے۔ عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف قرشی ہاشمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں۔ آپ کی والدہ اُمّ فضل بنت عارث ہلالیہ ہیں۔ آپ ہجرت سے تین برس قبل شعب میں پیدا ہوئے۔ امام ترمذی نے لیث کے طریق سے ابن عباس سے روایت کی کہ آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دو بار دیکھا۔ صحیح میں ابن عباس سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سینہ سے ملا کر دعا کی کہ اے اللہ! اسے قرآن کا علم عطا فرما۔ اسی لئے آپ کو جبر عرب کہا جاتا ہے۔ عرب کے بادشاہ جریر نے آپ کو یہ لقب دیا تھا۔ جبکہ آپ عبداللہ بن ابی سرح کے ساتھ افریقہ کے غزوہ میں تھے۔ تو آپ نے جریر سے کلام کیا تو اُس نے کہا کہ آپ جبر عرب ہیں۔ واقفی نے ذکر کیا کہ جب قریش نے بنو ہاشم کا شعب مکہ میں محاصرہ کیا تھا۔ اس وقت شعب میں آپ پیدا ہوئے اور جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تیرہ برس کے تھے۔ ابوالحسن مدائنی نے

نے ابوبکرہ سے روایت کی کہ ابن عباس ہمارے پاس بصرہ میں تشریف لائے۔ عرب میں ان سا باوقار، عالم، بہترین لباس پہننے والا خوبصورت باکمال نہیں۔ ابن یونس نے کہا ابن عباس نے عزوہ افریقیہ عبداللہ بن سعد کے ہمراہ ۲۷ ہجری میں لڑا۔ ابن منذر نے کہا آپ کا رنگ سفید اور سرخی مائل تھا۔ قد لمبا، حسین اور خوبصورت تھے۔ سر کے بال کانوں تک۔ مہندی سے مخصوص تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عبداللہ بن عباس کے قریب ہو کر کہتے ہیں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے لئے دُعا کرتے دیکھا اور تمہارے سر کو مسح کر کے منہ میں لعاب شریف ڈالا۔ اور فرمایا اے اللہ! اسے دین میں سمجھ عطا کر اور قرآن کی تاویل کا علم عطا کر۔

ابن مبارک کے طریق سے داؤد بن ابی ہند کے ذریعے شعبی سے روایت ہے کہ زید بن ثابت سوار ہوئے تو ابن عباس نے ان کے گھوڑے کی رکاب پکڑ لی۔ زید بن ثابت نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چپا کے بیٹے ایسا مت کرو۔ ابن عباس نے کہا ہمیں حکم ملا ہے کہ ہم علماء کا اسی طرح احترام کریں۔ یہ سن کر زید بن ثابت نے ابن عباس کا ہاتھ چوم کر کہا ہمیں بھی یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم اہل بیت کرام کا اس طرح ادب کریں۔ عکرمہ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جلا دیا اور ابن عباس کو یہ خبر پہنچی تو کہا میں ایسا ہرگز نہ کرتا آگ سے عذاب دینا صرف اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ جب حضرت علی کو یہ معلوم ہوا تو کہا ام فضل کا بیٹا علم کے مجوز میں غواص ہے۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا اگر عبداللہ بن عباس ہماری عمریں پاتے تو ہم سے کوئی اس کے برابر نہ ہوتا۔ اعمش نے کہا ابن عباس قرآن مجید کے بہترین ترجمان ہیں۔ ابونعیم نے حمزہ بن ابی محمد کے طریق سے عبداللہ بن دینار سے روایت کی کہ ایک شخص نے عبداللہ بن عمر سے اس آیت کریمہ کائناتاً تَقَاتُفَتْقَاتُہُمَا کی تفسیر پوچھی تو انھوں نے کہا ابن عباس کے پاس جاؤ ان سے دریافت کر کے مجھے بتانا۔ حضرت ابن عباس سے استفسار کیا تو انھوں نے کہا آسمان ملے ہوئے تھے بارش نہیں برساتے تھے۔ زمین بھی سخت تھی سبزی نہیں اُگاتی تھی تو آسمانوں کو بارش کے ساتھ اور زمین کو سبزہ اُگانے کے ساتھ علیحدہ علیحدہ کیا وہ شخص ابن عمر کے پاس گیا اور یہ تفسیر بیان کی تو انھوں نے کہا ابن عباس کو حتمی واقعی علم عطا کیا گیا ہے میں ابن عباس کا قرآن کی تفسیر کرنے پر تعجب کیا کرتا تھا۔ اب معلوم ہوا کہ انہیں قرآن کا علم دیا گیا ہے۔ یحییٰ بن سعید انصاری نے کہا جب زید بن ثابت فوت ہوئے تو ابوبکرؓ نے کہا اس امت کا عالم فوت ہو گیا ہے۔ ثناء اللہ تعالیٰ ابن عباس کو ان کا خلیفہ بنا دے۔

منہج لغوی میں عبد الجبار بن درد کے طریق سے عطاء سے روایت ہے کہ میں نے کوئی مجلس ابن عباس کی مجلس سے باوقار نہیں دیکھی۔ وہ مسائل فقیہہ اور رموز تصوف پر مشتمل ہوتی تھی۔ اس مجلس میں صرف علم و معرفت کی گفتگو ہوتی تھی۔ فقہاء و علمائے ہوتے اصحاب قرآن و علم ہوتے اور شعراء و علمائے ہوتے تھے اور وہ دور دراز کا سفر کر کے آپ کی مجلس میں بیٹھنے کا شرف حاصل کرتے تھے۔ عبداللہ بن ابی یزید نے کہا اگر ابن عباس

۳۵۱۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثنا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَالِدٍ
عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِلَى صَدْرِهِ وَقَالَ اللَّهُمَّ عَلِّمَهُ الْحِكْمَةَ

۳۵۱۱ - ۳۵۱۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ ثنا عَبْدُ الْوَارِثِ وَ
قَالَ اللَّهُمَّ عَلِّمَهُ الْكِتَابَ ثنا مُوسَى ثنا وَهَبٌ عَنْ خَالِدٍ مِثْلَهُ
قَالَ الْبُخَارِيُّ وَالْحِكْمَةُ الْإِصَابَةُ فِي غَيْرِ النَّبُوَّةِ

سے کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو اگر قرآن میں اس کا جواب ہوتا تو بیان فرماتے ورنہ حدیث سے اگر حدیث میں نہ ہوتا تو ابوبکر اور عمر فاروق کے اقوال پر جواب دیتے ورنہ خود اجتہاد کرتے تھے۔ ابن شہاب نے کہا جس سال حضرت عثمان شہید ہوئے اُنھوں نے ابن عباسؓ کو حج کا امیر بنایا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اور آپ صفین کی جنگ میں لشکر کے پیشرو پر مامور تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے تک بصرہ کے حاکم رہے۔ پھر بصرہ پر عبد اللہ بن حارث کو خلیفہ مقرر کر کے خود حجاز چلے گئے۔ جب آپ بصرہ کے حاکم تھے تو رمضان مبارک کی راتوں میں لوگوں کو فقہی مسائل بیان کر کے ان کو فقیہ بنا دیتے تھے۔ زبیر بن بکر نے کہا کہ عمر بن دینار نے کہا جب ابن عباس طائف میں فوت ہوئے اور ابن حنفیہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی تو ایک سفید پرندہ آیا اور آپ کے کفن میں داخل ہو گیا اور پھر باہر نہ آیا جب قبر میں مٹی اُتاری گئی تو ابن حنفیہ نے کہا خدا کی قسم آج اس امت کا عالم فوت ہو گیا ہے (اصابہ) اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”مناقب ابن عباس“ کیوں نہیں کہا اس کا جواب یہ ہے کہ کتاب العلم میں ان کے متعلق مستقل باب ذکر کیا ہے۔ اس میں بیان کیا کہ ابن عباس نے کہا مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک سے لگا کر فرمایا اے اللہ! ابن عباس کو قرآن کا علم عطا کر یہ ابن عباس کی عظیم منقبت ہے۔ اسی پر اکتفا کرتے ہوئے لفظ مناقب ذکر نہیں کیا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے قرآن کے علم کی دُعا فرمائی تھی۔ اسی لئے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ”اگر میرے اُونٹ کی رتی جس سے میں اس کا گھٹنا باندھتا ہوں کم ہو جائے تو میں قرآن سے معلوم کر لیتا ہوں کہ وہ کہاں پڑی ہے (اثقان ص ۱۲۶)

بَابُ مَنَاقِبِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ

- ۳۵۱۰ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک سے ملا کر فرمایا اے اللہ! اسے قرآن کا علم عطا فرما۔
 ۳۵۱۱ ترجمہ : عبدالوارث سے روایت ہے۔ اور فرمایا اے قرآن کا علم عطا فرما۔
 ۳۵۱۲ ترجمہ : وہیب نے خالد سے اس طرح روایت کی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات : جمادی الاخریٰ ۲۱ھ مطابق مئی ۶۴۲ء

آپ کا نسب : خالد بن ولید بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم قرشی مخزومی سیف اللہ۔ آپ کی والدہ کا نام لبابہ صغریٰ بنت حارث بن ہمام ہلالیہ ہے۔ وہ حضرت عباس بن عبد المطلب کی بیوی لبابہ کبریٰ کی بہن ہیں۔ جبکہ وہ دونوں میمونہ بنت حارث ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی ہم شیرکان ہیں خالد بن ولید کی کنیت ابو سلیمان ہے۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جاہلیت کے زمانہ میں قریش کے سرداروں میں سے تھے اور گھوڑوں کی باگ ڈور انہی کے ہاتھوں میں تھی۔ وہ کفار قریش کے ساتھ عمرہ حدیبیہ تک جنگوں میں شریک ہوتے رہے پھر جنگ خیبر کے بعد سات ہجری میں مسلمان ہو گئے۔ محمد بن اسحاق نے ذکر کیا کہ عمرو بن عاص نے کہا میں فتح مکہ سے قبل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے مکہ سے باہر نکلا تو خالد بن ولید سے ملاقات ہو گئی جبکہ وہ بھی مکہ سے آرہے تھے۔ میں نے اُن سے کہا اے اباسلیمان کدھر جا رہے ہو۔ اُنھوں نے کہا بخدا! میں مسلمان ہونے جا رہا ہوں کب تک کفر کی تاریکیوں میں گزارہ ہوگا۔ میں نے کہا میں بھی مسلمان ہونے جا رہا ہوں۔ ہم دونوں مدینہ منورہ آئے تو مجھ سے پہلے خالد مشرف باسلام ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی پھر میں آپ کے قریب ہوا اور آپ سے بیعت کی پھر میں واپس آگیا۔ اس کے بعد خالد بن ولید زید بن حارثہ کے ساتھ مل کر غزوہ موتہ میں کفار سے جنگ کی جبکہ جھنڈا زید بن حارثہ کے ہاتھ میں تھا جب زید بن حارثہ

عبداللہ بن رواحہ اور جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہم تینوں امراء یکے بعد دیگرے شہید ہوتے گئے تو خالد نے جھنڈا ماتھے میں لیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ماتھے پر منوشتہ میں افق دی۔ اس لڑائی کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں خطبہ دے رہے تھے تو اثناء خطبہ میں آپ نے لوگوں سے فرمایا اب زید شہید ہو گئے اب جعفر شہید ہو گئے۔ اب عبداللہ بن رواحہ شہید ہو گئے۔ اب خالد بن ولید نے جھنڈا پکڑ لیا ہے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں فتح مکہ میں موجود تھے۔ پھر حنین اور طائف کے معرکوں میں حاضر ہوتے رہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں اور ”سَیْفُ اللہ“ کے لقب سے آپ کو یاد فرمایا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اکیدہ دوسری طرف بھیجا تو آپ اسے گرفتار کر کے لے آئے آپ نے اس کا خون معاف کر دیا اور اس نے جزیہ ادا کرنے پر صلح کر لی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں مرتدین سے جنگ کرنے بھیجا تو آپ نے اُن سے جنگ میں جو امرودی کے جوہر دکھائے۔ پھر آپ کو فارس اور روم کی جنگوں میں سپہ سالار بنایا۔ آپ نے خوب جنگیں لڑیں اور دمشق اور شام کو فتح کیا۔ جب خالد بن ولید یمامہ کی لڑائی سے فارغ ہوئے تو ابوبکر صدیق نے آپ کو شام کی طرف لشکر دے کر بھیجا تو آپ کے لشکر سے خائف ہو کر اللہ کا دشمن شکست خوردہ بھاگ گیا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو شام کا حاکم مقرر کیا۔ پھر عمر فاروق نے اپنے عہد خلافت میں انہیں معزول کر دیا۔ بخاری نے تاریخ میں ذکر کیا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور خالد بن ولید کی معزولیت کی معذرت بیان فرمائی تو ابو عمرو بن حفص بن مغیرہ نے کہا اے امیر المؤمنین آپ نے ایسے حاکم کو معزول کیا ہے جنہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاکم مقرر کیا تھا۔ اور آپ نے اس آدمی کو کمزور کیا جسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرفرازی عنایت کی تھی۔ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے جواب دیا کہ تمہاری اس سے قربت ہے اور نوجوان ہوا اپنے چچا کے بیٹے کے باعث ناراضگی کر رہے ہو۔ قتادہ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو عزی کی طرف بھیجا تو آپ نے اسے گرا دیا۔ جناب رسالتاب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالد بن ولید اللہ کا نیک بندہ اور اللہ کی تلوار ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں کفار پر مسلط فرمایا ہے۔ ابو یعلیٰ نے شعبی کے طریق سے ابن ابی اوفیٰ سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالد بن ولید کو اذیت نہ پہنچاؤ وہ اللہ کی تلواروں میں سے تلوار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کفار پر غضب و قہر بنا کر بھیجا ہے۔ عبدالحمید بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ خالد بن ولید نے یرموک کی جنگ میں اپنی ٹوپی گم پائی تو فرمایا میری ٹوپی تلاش کرو وہ نہ ملی پھر ٹوپی تلاش کرنے پر زور دیا تو وہ آپ کے پیچھے پڑی ہوئی مل گئی جب لوگوں نے پوچھا۔ آپ نے ٹوپی کی تلاش پر اس قدر اصرار کیوں کیا ہے تو فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ ادا کیا تو اپنے سر مبارک کے بال منڈوائے لوگوں نے آپ کے بال شریف تقسیم کر لئے تو میں نے جلدی کی اور آپ کی پیشانی طیبہ کا بال حاصل کر لیا اور اسے اس ٹوپی میں محفوظ رکھ دیا۔ ہر جنگ میں یہ ٹوپی میرے

ساتھ ہوتی ہے اور میرے لئے فتح و نصرت کا سبب بنتی ہے۔ ابو یعلیٰ نے بھی اس روایت کو مختصر بیان کیا ہے۔ اور آخر میں کہا میں جس جنگ میں جاتا ہوں۔ اس بال شریف کی برکت سے فتح میرے قدم چومتی ہے۔ بخاری میں قیس بن ابی حازم نے خالد بن ولید سے روایت کی کہ انہوں نے کہا جنگ موتہ میں میرے ہاتھوں میں تلواریں ٹوٹیں پھر آخر میں میرے ہاتھ میں تلوار کا چھوٹا سا حصہ رہ گیا ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بعض کرامات

حیرہ کا نصاریٰ نے عبدالمسیح نصرانی کو خالد بن ولید کے پاس بھیجا جبکہ عبدالمسیح کی عمر تین سو پچاس برس سے زائد تھی۔ اس کے ہاتھ میں چھوٹی سی بوتل تھی۔ خالد بن ولید نے اسے کہا تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ نصرانی نے کہا زہر ہے جس کے پینے سے انسان فوراً ہلاک ہو جاتا ہے اور میں اس کو اس لئے ساتھ لایا ہوں کہ اگر تم میرے ساتھ سختی کرنے لگو تو یہ پی کر فوراً ہلاک ہو جاؤ گے۔ خالد بن ولید نے زہر والی بوتل پکڑ لی اور اللہ کا نام لے کر پی کر بوتل نصرانی کے پاؤں میں پھینک دی۔ یہ حال دیکھ کر نصرانی واپس چلا گیا اور انہیں واقعہ بیان کیا کہ ان لوگوں کو زہر بھی اثر نہیں کرتا تلوار کیا اثر کرے گی۔ اس کے بعد نصاریٰ نے صلح کر لی اور مسلمانوں کے ساتھ لڑائی کرنے سے رُک گئے۔ قاری ہروی نے تخریج الکتاب میں ذکر کیا کہ اسے ابو یعلیٰ، بیہقی اور ابو نعیم نے دلائل میں روایت کیا ہے (نبراس) ابن ابی دنیانے صحیح اسناد کے ساتھ خیمہ سے روایت کی کہ خالد بن ولید کے پاس ایک شخص آیا اس کے پاس شراب کا مشکیزہ تھا۔ آپ نے فرمایا یہ کیا ہے اس نے کہا سرکہ ہے۔ خالد نے کہا اللہ اسے سرکہ کر دے تو وہ سرکہ ہو گیا۔

حضرت عمر فاروق نے خالد بن ولید کو کیوں معزول کیا؟

نیر بن بکار نے ذکر کیا کہ خالد کے پاس جب مال آتا تو وہ اسے مجاہدین میں تقسیم کر دیتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کا حساب نہ دیتے تھے۔ اس طرح اور بھی کئی امور تھے جو حضرت خالد بن ولید ابوبکر صدیق کی مرضی کے خلاف کرتے تھے اور وہ ان کو پسند نہ کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ خالد بن ولید نے مالک بن نویر کے قتل ہو جانے کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کر لیا جو ابوبکر صدیق کو

پسند نہ تھا۔ آپ نے نویر کے بیٹے متم کو اس کی دیت ادا کر دی اور خالد کو حکم دیا کہ وہ مالک کی بیوی کو طلاق دیدیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اس بات سے ناخوش تھے۔ لیکن بایں ہمہ حضرت ابوبکر صدیق نے خالد کو معزول نہ کیا اور ان کے عہدِ خلافت میں وہ بدستور حاکم رہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں طلبیجہ کا مقابلہ کرنے بھیجا تو طلبیجہ اور اس کا لشکر شکست خوردہ بھاگ گیا۔ پھر خالد سیلہ کذاب کا مقابلہ کرنے گئے اور اللہ تعالیٰ نے سیلہ کو قتل کیا۔

زُبیر بن بکاربہ نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق کو مشورہ دیا کہ آپ خالد کو خط لکھیں کہ مال کی تقسیم امیر المؤمنین کی اجازت کے بغیر نہ کریں۔ خالد نے جواب تحریر کیا کہ مجھے اپنے حال پر چھوڑ دیں میں جیسے چاہوں کروں؛ ورنہ آپ مختار ہیں جو چاہیں کریں۔ یہ جواب آنے پر عمر فاروق نے ان کی معزولی کا ابوبکر صدیق کو مشورہ دیا۔ لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کام خالد کرتے ہیں وہ کون کرے گا؟ حضرت عمر فاروق نے کہا اس کی مکافات میں کروں گا۔ ابوبکر نے فرمایا ٹھیک ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تیاری شروع کی اور سواری تیار کی تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ابوبکر صدیق کے پاس جا کر کہنے لگے۔ عمر فاروق آپ کو تنہا چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں؟ حالانکہ آپ کو ان کے مشوروں کی ضرورت ہے آپ نے خالد کو کیوں معزول کیا ہے؟ ابوبکر صدیق نے کہا پھر میں کیا کروں؟ انھوں نے کہا عمر فاروق کو روک لیں اور خالد بن ولید کو خط لکھیں کہ وہ بدستور حاکم رہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق نے صحابہ کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے عمر فاروق کو روک دیا۔ جب عمر فاروق امیر المؤمنین مقرر ہوئے تو خالد کو لکھا کہ کوئی اونٹ اور کوئی بکری میری اجازت کے بغیر تقسیم نہ کریں تو حضرت خالد بن ولید نے وہی جواب تحریر کیا جو ابوبکر صدیق کو تحریر کیا تھا۔ یہ جواب آنے پر عمر فاروق نے خالد کو معزول کر دیا۔ پھر اس کے بعد حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق خالد بن ولید کو حاکم بننے کی پیشکش کرتے مگر وہ یہ کہہ کر انکار کر دیتے کہ میں وہی کروں گا جو چاہوں گا تو عمر فاروق اس کا انکار کر دیتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے خالد کو اسی لئے عتاب کیا تھا کہ وہ تقسیم مال اپنی مرضی سے کرتے تھے۔ آپ اکیس ہجری کو حمص شہر میں فوت ہوئے۔ بعض مؤرخین نے کہا کہ آپ مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ جو ان کا مال ہتھیار یا گھوڑا ہو وہ اللہ کی راہ میں دے دیا جائے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو عمر فاروق ان کی نمازِ جنازہ پڑھانے باہر آئے تو کہا خالد کے خاندان کی عورتیں جب تک وادیلہ اور بنین وغیرہ نہ کریں انہیں رونے دو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں وفات پائی تھی۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۳۵۱۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ ثنا حمادُ بْنُ زَيْدٍ
عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ
يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأَصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ
ابْنُ رَوَاحَةَ فَأَصِيبَ وَعَيْنَاهُ تَذُرِفَانِ حَتَّى أَخَذَ سَيْفٌ
مِنْ سَيُوفِ اللَّهِ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ
بَابُ مَنَاقِبِ سَالِمِ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے زید، جعفر اور عبداللہ بن رواحہ کے شہید ہو جانے کی خبر آنے
سے پہلے صحابہ کرام کو خبردار کر دیا کہ یہ حضرات شہید ہو چکے ہیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا مسلمانوں کے لشکر کا
جھنڈا زید بن حارثہ نے پکڑا اور وہ شہید ہو گئے پھر جعفر طیار نے پکڑا وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر عبداللہ بن
رواحہ نے پکڑا وہ بھی شہید ہو گئے اور آپ کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ حتیٰ کہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک
تلوار نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور اللہ تعالیٰ نے فتح عطا دی۔ (حدیث ۱۱۷۶، ۱۱۷۷ کی شرح دیکھیں)

حضرت سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات : ۱۲ھ مطابق ۶۳۳ء

سالم مولیٰ ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس۔ آپ قدیم مسلمانوں میں سے ہیں جنہوں نے سب سے
پہلے اسلام قبول کیا۔ ابو حذیفہ کی بیوی حبیبہ آپ کی مولاۃ ہے۔ سالم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
دو روایتیں کی ہیں۔ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سالم کو متبشی بنایا تھا جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت زید بن حارثہ کو متبنیٰ بنایا تھا۔ ابو حذیفہ انہیں اپنا بیٹا سمجھتے تھے۔ اسی لئے اپنی بھتیجی فاطمہ بنت ولید بن عقبہ سے ان کا نکاح کر دیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: «أَدْعُوهُمْ إِلَىٰ بَابِهُمْ» تو تمام متبنیوں کو ان کے آباء کے نام سے پکارنے لگے اور جس کے باپ کا نام یاد نہ تھا اسے اس کے مولیٰ کے نام سے بلانا شروع کیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے سے پہلے سالم مسجد قباء میں مہاجرین کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مسجد

اولئیں

میں قرآن پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ کی صفت و ثنا ہے کہ میری امت میں ایسے لوگ پیدا کئے ہیں۔ آپ خوش الحان تھے اور قرآن کریم حسین صوت سے پڑھا کرتے تھے۔

ابن مبارک نے بیان کیا کہ مہاجرین کا جھنڈا سالم کے پاس تھا جب اس میں کچھ نکتہ چینی کی گئی تو کہا میں اگر لڑائی سے بھاگ جاؤں تو بہت برا شخص ہوں گا۔ اس لڑائی میں ان کا دایاں ہاتھ کٹ گیا تو بائیں ہاتھ جھنڈا پکڑ لیا۔ بائیں ہاتھ بھی کٹ گیا تو گردن اور کندھے میں جھنڈا مقام لیا اور اسی حالت میں شہید ہو گئے۔ جب وہ آخری لمحات زندگی میں تھے تو پوچھا ان کے مولیٰ ابو حذیفہ کا کیا حال ہے۔ لوگوں نے کہا وہ شہید ہو گئے ہیں۔ سالم نے کہا مجھے ان کے پہلو میں لٹا دو! امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کا مال وراثت ان کو آزاد کرنے والی ابو حذیفہ کی بیوی شبینہ کو دیا تو اس نے کہا میں نے اسے مفت آزاد کیا تھا اور مال لینے سے انکار کر دیا تو امیر المؤمنین اس کا مال بیت المال میں جمع کر دیا۔ لیکن ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ عمر فاروق نے سالم کا مال ان کی والدہ کو دے دیا تھا۔

ابو عمرو نے کہا سالم کے والد ابو عبد اللہ معقل فارسی نژاد تھے اور قبیلہ اسطخر سے تعلق رکھتے تھے صحابہ کبار میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کو مہاجر اور انصاری کہا جاتا ہے کیونکہ ابو حذیفہ نے انہیں متبنیٰ بنالیا تھا جبکہ ان کی بیوی نے سالم کو آزاد کر کے ابو حذیفہ کی تحویل میں کر دیا تھا۔ اسی لئے آپ مہاجرین سے شمار ہوتے ہیں چونکہ ابو حذیفہ کی بیوی شبینہ انصاریہ نے آزاد کیا تھا۔ اس اعتبار سے آپ انصار سے شمار ہوتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو معاذ بن معص کا بھائی بنایا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر سالم زندہ ہوتے تو میں انہیں مجلس شوریٰ میں شامل کر لیتا۔ آپ یمامہ کی جنگ میں بارہ ہجری میں شہید ہوئے جبکہ ان کے مولیٰ ابو حذیفہ بھی اسی لڑائی میں شہید ہوئے تھے۔

۳۵۱۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمُنُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ ذَكَرَ عَبْدُ اللَّهِ
عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فَقَالَ ذَاكَ رَجُلٌ لَا أَزَالُ أَحْسُهُ
بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اسْتَغْفِرُوا
الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَبَدَأَ بِهِ وَسَلَّمِ
مَوْلَى أَبِي حَذِيفَةَ وَأَبِي بَنٍ كَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ وَلَا
أَدْرِي بَدَأَ أَبِي أَوْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابو حذیفہ کا نام ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی عیشی ہے۔ آپ افاضل اور اکابر صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ شرف بخشا کہ آپ نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور دو ہجرتیں کیں۔ ایک حبشہ کو دوسری مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو دعوتِ اسلام دینے کے لئے دارِ ارقم میں داخل ہوئے لیکن ابو حذیفہ نے وہاں جانے سے پہلے ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ غزوہ بدر، خندق، حدیبیہ اور دیگر غزوات میں موجود رہے اور جنگِ یمامہ میں شہید ہو گئے جبکہ آپ کی عمر ۵۳ برس تھی۔

۳۵۱۲۔ ترجمہ : مسروق نے کہا عبد اللہ بن عمرو کے پاس عبد اللہ بن مسعود کا ذکر ہوا۔

تو انھوں نے کہا جب سے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ چار شخصوں سے قرآن پڑھو۔ پہلے عبد اللہ بن مسعود کو ذکر کیا اور ابو حذیفہ کے مولیٰ سالم بن معقل، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل تو میں سالم سے بہت محبت کرتا تھا۔ راوی نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ پہلے ابی بن کعب کو ذکر کیا یا معاذ بن جبل کو۔

۳۵۱۲۔ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ ان چار صحابہ کرام کی تخصیص کا

قُلْتُ اللَّهُمَّ لِيْسِرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَإِنِّي شَيْخًا مُقْبِلًا فَلَمَّا
 دَنَا قُلْتُ أَرْجُو أَنْ يَكُونَ اسْتَجَابَ قَالَ مَنْ مِنْ أَيْنَ أَنْتَ قُلْتُ مِنْ
 أَهْلِ الْكُوفَةِ قَالَ أَفَلَمْ يَكُنْ فِيكُمْ صَاحِبُ النُّعْلَيْنِ وَالْوَسَادَةِ
 وَالْمِطْهَرَةِ أَوْ لَمْ يَكُنْ فِيكُمْ الَّذِي أَجِيرَ مِنَ الشَّيْطَانِ أَوْ لَمْ
 يَكُنْ فِيكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِي لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ كَيْفَ قَرَأَ
 ابْنُ أُمِّ عَبْدِ اللَّهِ اللَّيْلَ إِذَا يَغْشَى فَقَرَأَتْ وَاللَّيْلَ إِذَا يَغْشَى
 وَالنَّهَارَ إِذَا تَجَلَّى وَالذِّكْرَ وَالْأُنْثَى فَقَالَ أَقْرَأْتُمَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهَّ إِلَى فِيَّ فَمَا زَالَ هُوًّا لَوْ حَتَّى كَادُوا يَرُدُّونِي

۳۵۱۷ حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ حَرْبٍ ثنا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي اسْحَقَ
 عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ سَأَلْنَا حَذِيفَةَ عَنْ رَجُلٍ قَرِيبٍ
 اسْمُهُ وَالْهَدْيُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَأْخُذَ
 عَنْهُ قَالَ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَقْرَبَ سَمًّا وَهَدْيًا وَدَلًّا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ابْنِ أُمِّ عَبْدِ اللَّهِ

نے میری دعا قبول فرمائی ہے۔ اس بزرگ نے کہا تم کہاں سے آئے ہو میں نے کہا میں کوفہ سے آیا ہوں۔ اُس نے کہا کیا
 تم میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جوڑا مبارک، تکیہ اور چھاکل اٹھانے والا نہیں؟ کیا تم میں وہ شخص نہیں ہے جسے
 شیطاں نے پناہ دی گئی ہے کیا تم میں وہ شخص نہیں جو سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دان ہیں جو اور کوئی نہیں جانتا
 ہے؟ ابن ام عبد اللہ یہ آیت کیسے پڑھتے ہیں؟ وَاللَّيْلَ آه تو میں نے، وَاللَّيْلَ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارَ إِذَا تَجَلَّى وَالذِّكْرَ وَالْأُنْثَى پڑھا تو
 اُس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس طرح پڑھایا ہے حالانکہ آپ کا منہ مبارک میرے منہ کی طرف تھا۔ یہ لوگ میرے
 پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ مجھے اس سے بٹائیں۔ (حدیث ۳۴۹۶ کی شرح دیکھیں)

۳۵۱۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثنا اِبْرَاهِيمُ بْنُ
يُوسُفَ بْنِ أَبِي اسْحَقَ ثَنِيْ اَبِيْ عَنْ اَبِيْ اسْحَقَ ثَنِيْ الْاَسْوَدُ بْنُ
يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مُوسَى الْاَشْعَرِيَّ يَقُولُ قَدِمْتُ اَنَا وَ
اَخِي مِنَ الْيَمَنِ فَمَكَثْنَا حِينًا مَا نَرَى اِلَّا اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ
مَسْعُودٍ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَمَّا نَرَى مِنْ دُخُولِهِ وَدُخُولِ اُمِّهِ عَلَي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ : عبد الرحمن بن یزید نے کہا ہم نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ

۳۵۱۷

سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

حسن بیعت اور طریقہ کے بہت قریب ہوتا کہ ہم اس سے کچھ حاصل کریں۔ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت و سیرت اور عادات میں عبد اللہ بن مسعود سے زیادہ قریب کسی کو نہیں دیکھا۔

۳۵۱۸ — ترجمہ : اسود بن یزید نے بیان کیا کہ میں نے ابو موسیٰ اشعری

رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے ہم کچھ مدت مدینہ منورہ میں ٹھہرے
تو ہم بھی خیال کرتے رہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت
میں سے ہیں۔ کیونکہ ہم ان کا اور ان کی والدہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آنا جانا دیکھتے تھے۔

۳۵۱۷ — ۳۵۱۸ شرح : سمت ، اچھی بیعت

اور ”ہدی“ طریقت ، مذہب - اور شکل و صورت اور عادات ، ابن ام عبد حضرت عبد اللہ بن مسعود
میں رضی اللہ عنہ۔ یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود اور ان کی والدہ رضی اللہ عنہما جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
ہجرت آیا جایا کرتے تھے اس لئے حضرت ابو موسیٰ نے یہ خیال کیا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے لوگوں میں سے ہیں
اس میں حضرت عبد اللہ بن مسعود کی بہت فضیلت ہے۔

ذکر معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات : ۱۵۔ رجب ۶۸۰ء مطابق ۷۔ اپریل ۶۶۹ء

آپ کا نسب یہ ہے۔ ابو عبد الرحمن معاویہ بن ابی سفیان صحری بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی اموی، آپ اعلان نبوت سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئے اور صلح حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے لیکن اسلام چھپاتے رہے حتیٰ کہ فتح مکہ کے سال اسلام ظاہر کیا۔ وہ عمرہ قضا میں مسلمان تھے۔ لیکن اشکال یہ ہے کہ بخاری میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے عمرہ قضا میں کہا کہ ہم نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا اور معاویہ اس وقت کافر تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر پہلی حدیث ثابت ہو کہ وہ عمرہ قضا میں مسلمان تھے تو سعد بن ابی وقاص نے ان کا ظاہر حال دیکھ کر یہ کہا ہوگا کیونکہ اس وقت امیر معاویہ اسلام کو مخفی رکھتے تھے اور سعد بن ابی وقاص ان کے اسلام پر مطلع نہیں تھے۔ چنانچہ امام احمد نے محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم کے طریق سے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ امیر معاویہ نے کہا میں نے مردہ کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے بال کچھ چھوٹے کئے۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ قنقی سے چھوٹے کئے لیکن اس پر مردہ کا ذکر نہیں اور مردہ کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عمرہ کر رہے تھے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حبة الوداع میں منیٰ میں سر مبارک کے بال منڈوانے تھے چھوٹے نہیں کرائے تھے اور بغوی نے محمد بن سلام جمحی کے طریق سے ابان بن عثمان سے ذکر کیا کہ امیر معاویہ منیٰ میں کس تھے اور اپنی ماں کے ساتھ تھے اچانک وہ پھسل کر گر گئے تو ان کی والدہ نے کہا اٹھو اللہ تجھے نہ اٹھائے تو ایک اعرابی نے اُسے کہا ایسا مت کہو بخدا میں اسے دیکھتا ہوں کہ یہ عنقریب اپنی قوم کا سردار ہوگا! ابو نعیم نے ذکر کیا کہ امیر معاویہ کاتب اور فصیح ہونے کے علاوہ بردبار اور باوقار تھے۔ خالد بن معدان نے کہا ان کا قد لمبا اور رنگ سفید تھا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے۔ عمر فاروق نے اُن کے بھائی یزید بن ابی سفیان کے بعد انہیں شام کا حاکم مقرر کیا تھا۔ پھر حضرت عثمان نے بدستور انہیں بحال رکھا۔ پھر وہ ہمیشہ شام میں حاکم رہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت نہ کی پھر ان سے جنگ کی اور شام میں مستقل حاکم رہے اور اس کے ساتھ مصر بھی ملا لیا۔ حضرت علی اور آپ کے مابین حکمین کے فیصلہ کے بعد بدستور شام میں جے رہے۔ پھر جب امام حسن رضی اللہ عنہ سے صلح ہوئی تو

مستقل خلیفۃ المسلمین کہلوائے اور آپ کی بیعت پر سب لوگوں نے اتفاق کیا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی آپ سے بیعت کر لی کیونکہ ان کا اصول تھا کہ وہ اس کی بیعت کرتے تھے جس پر سب کا اتفاق ہو چنانچہ امام حسن کی صلح سے پہلے آپ نے معاویہ کی بیعت نہیں کی تھی اور نہ ہی حضرت علی اور امیر معاویہ کے اختلاف کے وقت کسی سے بیعت کی تھی۔

بنوئی نے مبارک بن فضالہ کے طریق سے ذکر کیا کہ عبدالملک بن مروان نے کہا معاویہ بن ابوسفیان بیس سال امیر المومنین اور بیس برس خلیفۃ المسلمین رہے۔ صحیح بخاری میں عکرمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے ابن عباس سے کہا کہ معاویہ وتر ایک رکعت پڑھتے ہیں۔ ابن عباس نے کہا چھوڑو وہ فقیہ ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ابن عباس نے کہا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک وتر معروف نہ تھا۔ صحابہ تین وتر پڑھتے تھے اسی لئے عکرمہ نے معاویہ پر تعجب کیا تھا۔

ابن سعد نے ذکر کیا کہ امیر معاویہ نے کہا میں نے عمرہ قضاء سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا۔ لیکن میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے سے ڈرتا تھا کیونکہ میری ماں کہتی تھی کہ اگر تو مدینہ منورہ چلا گیا تو ہم تجھ سے قطع تعلقی کر لیں گے۔

مسند ابی یعلیٰ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانی لے کر ساتھ چلا۔ جب آپ نے وضوء کیا تو میری طرف دیکھ کر فرمایا۔ اے معاویہ اگر تو حاکم مقرر ہو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور عدل و انصاف کرنا۔ اسی لئے میں یہ خیال کرتا رہا کہ میں حاکم بنوں گا اور اس سرداری میں کچھ قیل قال ہوگی۔

بنوئی نے محمد بن علی سے بیان کیا کہ عمر فاروق جب معاویہ کو دیکھتے تو فرماتے یہ عرب کا کسریٰ ہے ابن سعد نے مدائنی سے ذکر کیا کہ ابوسفیان نے معاویہ کو دیکھ کر کہا جبکہ وہ کمسن تھے کہ یہ میرا بیٹا بڑے تر والا ہے یہ اس لائق ہے کہ اپنی قوم کا سردار ہو تو ابوسفیان کی بیوی ہند نے کہا صرف اپنی قوم کا سردار اگر یہ سارے عرب کا سردار نہ ہو تو یہ مرجائے۔ مدائنی نے کہا زید بن ثابت وحی لکھا کرتے تھے اور معاویہ دیگر خطوط لکھا کرتے تھے (اصابہ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ امیر معاویہ کی طرف دیکھ کر تعجب پھر ان کی پیشانی پر اپنی انگلی رکھتے پھر اٹھا کر خوشی سے فرماتے اگر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دنیا اور آخرت جمع کر دی تو ہم سب لوگوں سے بہتر ہوں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا خبردار! میرے بعد اختلاف سے بچو! ورنہ یقین کرو کہ معاویہ شام کا حاکم ہو جائے گا۔ صحیح روایت کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پندرہ حبیب کو ساتھ ہجری میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ۔

۳۵۱۹۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرِ ثَنَا الْمُعَاوِيَةُ عَنْ
عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ أَوْ تَرْمَعَاوِيَةُ بَعْدَ
الْعِشَاءِ بِرُكْعَةٍ وَعِنْدَهُ مَوْلَى لَابْنِ عَبَّاسٍ فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ
فَقَالَ دَعُهُ فَإِنَّهُ قَدْ صَحِبَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
۳۵۲۰۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ ثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا
ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قِيلَ لَابْنِ عَبَّاسٍ هَلْ لَكَ فِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
مُعَاوِيَةَ فَإِنَّهُ مَا أَوْ تَرَا إِلَّا بَوَاحِدَةً قَالَ أَصَابَ أَنَّهُ فَقِيهٌ
۳۵۲۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا
شُعْبَةُ عَنْ أَبِي الثَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ حُرَّانَ بْنَ أَبَانَ عَنْ مُعَاوِيَةَ
قَالَ أَنْتُمْ لَتُصَلُّونَ صَلَوةً لَقَدْ صَحِبْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَمَا رَأَيْنَاهُ يُصَلِّيهِمَا وَلَقَدْ هَيَّ عَنَاهُمَا يَعْنِي الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ

۳۵۱۹ ترجمہ : ابن ابی ملیکہ نے کہا امیر معاویہ نے عشاء کی نماز کے بعد ایک وتر پڑھا جبکہ
ان کے پاس ابن عباس رضی اللہ عنہما کا آزاد کردہ غلام عکرمہ موجود تھا۔ وہ ابن عباس کے پاس آیا اور کہا کہ معاویہ
نے ایک وتر پڑھا ہے تو انھوں نے کہا انہیں چھوڑو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں۔
۳۵۲۰ ترجمہ : ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ ابن عباس سے کہا گیا کہ آپ کا امیر المؤمنین
معاویہ کے متعلق کیا خیال ہے وہ ایک وتر کی نماز ایک رکعت پڑھتے

۳۵۲۱ ترجمہ : عمران بن ابان نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے رداۃ
کی کہ انھوں نے کہا تم ایک نماز پڑھتے ہو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ رہا۔ میں نے آپ کو یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا اور آپ نے اس سے منع فرمایا ہے یعنی عصر کے بعد دو نفلوں سے

مَنَاقِبُ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

شرح : ان احادیث میں امیر المؤمنین معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ہے اور حدیث ۳۵۱۹ تا ۳۵۲۱ —
۳۵۲۱ء اُن کی فضیلت پر دلالت نہیں کرتی۔ اگر یہ کہا جائے کہ امیر معاویہ کی فضیلت میں بہت حدیثیں ہیں۔ انہیں کیوں نہیں ذکر کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسحاق بن راہویہ اور امام نسائی وغیرہ نے بیان کیا کہ ان میں کوئی حدیث اسناد کے اعتبار سے صحیح نہیں۔ اسی لئے امام بخاری نے کہا در باب ذکر معاویہ، اور منقبت یا فضیلت نہ کہا (یعنی) (حدیث ۵۶۵، ۵۶۶ کی شرح دیکھیں)

سَيِّدَةُ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہے

وفات : ۳۔ رمضان المبارک ۱۱۳۲ھ مطابق نومبر ۷۲۲ھ

سیدہ فاطمہ علیہا السلام سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادی ہیں جبکہ خدیجہ بنت خویلد آپ کی والدہ ہیں رضی اللہ عنہا۔ آپ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سے سب سے کم سن ہیں اور آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں جبکہ سب سے بڑی صاحبزادی سیدہ زینب ہیں اُن سے چھوٹی رقیہ اور ان سے چھوٹی ام کلثوم اور ان سے چھوٹی فاطمہ الزہراء ہیں سلام اللہ علیہن آپ کی ولادت اس سال ہوئی جب قریش نے کعبہ کی تعمیر کی تھی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پینتیس برس تھی آپ کی اولاد میں سے صرف سیدہ فاطمہ کی اولاد ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عمر بن علی کے طریق سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ آنے کے بعد سیدہ سے شادی کی اور جنگ بدر سے واپسی کے بعد آپ کی رخصتی ہوئی جبکہ سیدہ کی عمر شریف اٹھارہ برس تھی اور بخاری، مسلم

میں اونٹنیوں کا واقعہ اس کی تائید کرتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ کی رخصتی کے وقت اونٹنیوں کو اذخرا لانے کے لئے تیار کیا اور امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے انہیں ذبح کر دیا تھا۔ ان میں سے ایک اونٹنی حضرت علی کو بدر کی غنیمت میں سے ملی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس روایت میں ہے کہ جنگ اُحد کے بعد سیدہ کی شادی ہوئی تھی صحیح نہیں کیونکہ جنگ اُحد میں امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے تھے تو اس کے بعد اونٹنیوں کو ذبح کرنے کا کچھ مفہوم نہیں۔ عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کے والد کے سوا کسی کو افضل نہیں دیکھا (طبرانی)،

عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار خط کھینچے اور فرمایا جنت کی عورتوں میں سب سے افضل خدیجہ، فاطمہ، مریم اور آسیہ ہیں۔ بخاری، مسلم میں مسور بن محرزہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فاطمہ میرا مخطا ہے جو انہیں اذیت پہنچائے گا وہ مجھے اذیت پہنچائے گا اور جو انہیں دکھ دے گا وہ مجھے دکھ دے گا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سے فرمایا: اے فاطمہ اللہ تعالیٰ تمہاری رضا سے راضی اور تمہارے غضب سے غضبناک ہے۔ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ آیت کریمہ ”إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ“ الایۃ میرے گھر میں نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ، علی اور حسن و حسین کو بلا کر فرمایا یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ابو عمرو نے سیدہ کی وفات کے واقعہ میں ذکر کیا کہ سیدہ نے حضرت علی کو وصیت فرمائی کہ انہیں وہ خود اور اسماء بنت عجم غسل دیں۔ لیکن ابن فنجون نے اس روایت کو بعید سمجھا ہے۔ کیونکہ اس وقت اسماء بنت عجم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں تو سیدہ فاطمہ کو غسل دیتے وقت وہ حضرت علی کے سامنے کیسے بے پردہ ہو سکتی تھیں۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات سے محوڑا سا پہلے خود غسل فرمایا اور وصیت فرمائی کہ ان کے کپڑے نہ اتاریں اسی غسل پر اکتفاء کی جائے ابن فنجون نے اس کو بھی بعید سمجھا ہے۔

صحیح بخاری میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ سیدہ فاطمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف چھ ماہ بقید حیات رہیں۔ واقدی نے اسے ثابت کہا ہے۔ حمیدی نے سفیان کے طریق سے عمرو بن دینار سے روایت کی کہ سیدہ آپ کے بعد صرف تین ماہ زندہ رہیں بعض نے چار ماہ ذکر کئے ہیں۔ ابن سعد اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے ام رافع کی حدیث ذکر کی کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں جس روز آپ نے وفات پائی تھی مجھے فرمایا اے ام رافع میرے لئے پانی برتن میں ڈالو پھر آپ نے نہایت ہی اچھا غسل فرمایا پھر نئے کپڑے پہنے پھر فرمایا میرا بستر گھر کے درمیان کر دو اور اس پر لیٹ گئیں اور قبلہ کو چہرہ پھیر لیا اور فرمایا اے ام رافع میں اس وقت فوت ہو رہی ہوں۔ اور میں نے غسل کر لیا ہے

مجھ سے کوئی شخص کپڑا نہ اتارے پھر انتقال فرمائیں اس کے بعد حضرت علی گھر تشریف لائے۔ ام رافع نے انہیں صورت حال سے آگاہ کیا تو آپ نے انہیں اٹھایا اور اسی غسل میں دفن کر دیا۔ اصابہ - عینی

سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ

عُبَیْدُ اللہ بن ابی بکر نے عمیرہ سے روایت کی کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سیدہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ نے اور علی اور فضل بن عباس نے آپ کو قبر میں رکھا۔
واقدی نے شعبی کے طریق سے ذکر کیا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھی لیکن یہ روایت ضعیف اور منقطع ہے۔

عطاء بن سائب نے اپنے والد کے ذریعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شہزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی تو ایک کبل، چمڑے کا سرمانہ جس میں کھجور کا بورہ بھرا ہوا تھا، دو چکیاں اور دو مشکیزے چمیز دیا تھا۔ ایک دن حضرت علی نے سیدہ سے کہا آپ کو بہت مشقت کرنی پڑتی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی آئے ہیں وہاں جا کر ایک خادمہ لے آئیں۔ سیدہ نے بھی فرمایا کہ گھر کا روبرو کرتے کرتے میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں۔ چنانچہ آپ دربار رسالت میں تشریف لائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیاری بیٹی کیسے آنا ہوا؟ عرض کیا میں غم غم کرنے آئی ہوں اور سوال عرض کرنے سے شرم محسوس کی اور واپس آگئیں۔ پھر دونوں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اپنا حال عرض کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا! میں تمہیں کچھ نہ دوں گا۔ اہل صفہ کو بلاؤ وہ بھوکے اور خالی پیٹ ہیں۔ ان پر خرچ کرنے کی کوئی شئی نہیں میں کچھ بیچ کر اس کی قیمت اُن پر خرچ کرتا ہوں یہ سن کر دونوں واپس چلے گئے۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے گھر تشریف لے گئے جبکہ وہ اپنے بستروں میں آرام کر رہے تھے اور اُنھوں نے اپنے منہ ڈھانپ رکھے تھے جبکہ ان کے پاؤں ظاہر تھے۔ جب وہ پاؤں ڈھانپتے تھے تو ان کے سر ننگے ہو جاتے تھے جب سر ڈھانپتے تھے تو پاؤں ننگے ہو جاتے تھے وہ جلدی سے اُٹھے تو آپ نے فرمایا اپنے حال پر رہو میں تمہیں خوشخبری دینے آیا ہوں وہ اُس چیز سے بہتر ہے جو تم نے مجھ سے طلب کیا تھا۔ دونوں نے کہا حضور فرمائیے آپ نے فرمایا چند کلمات ہیں جو مجھے جبرائیل نے بتائے ہیں۔ ہر نماز کے بعد دس بار سبحان اللہ، دس بار الحمد للہ اور دس بار اللہ اکبر کہو اور جب سونے لگو تو ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۳ بار اللہ اکبر کہہ لیا کرو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا! جب سے میں نے وہ کلمات سُنے انہیں کبھی نہیں ترک کیا۔

ابن بکواء نے امیر المؤمنین سے عرض کیا گیا صفین کی جنگ میں بھی آپ پڑھتے تھے؟ فرمایا: اے اہل طروق اللہ تمہیں ہلاک کرے۔ میں نے صفین کی جنگ میں بھی یہ کلمات ترک نہیں کئے تھے۔

جیب بن ابی ثابت نے کہا حضرت علی اور سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا میں کچھ تلخ کلامی ہو گئی تو جناب

۳۵۲۲ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو

ابْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي فَمَنْ أَغْضَبَهَا
فَقَدْ أَغْضَبَنِي

۳۵۲۳ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ أَنَا ابْنُ أَبِي هَرِيمٍ عَنْ سَعْدِ

عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاطِمَةَ أَنْتَ فِي شِكْوَاهِ الَّتِي قُبِضَ فِيهَا فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ
ثُمَّ دَعَاَهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَتْ
سَارَّني النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُقْبِضُ فِي
وَجْعِهِ الَّذِي تُؤْتِي فِيهِ فَبَكَيتُ ثُمَّ سَارَّني فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ
أَهْلِ بَيْتِهِ أَتْبَعُهُ فَضَحِكَتُ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دونوں میں صلح کرادی پھر آپ باہر تشریف لے گئے
تو آپ سے عرض کیا گیا جب آپ گھر تشریف لے گئے تو کچھ اور کیفیت تھی اور جب باہر تشریف فرما ہوئے تو
آپ کے چہرہ انور پر رونق تھا۔ آپ نے جواب میں فرمایا خوشی کے آثار اس لئے تھے کہ میں نے ان دو شخصوں
میں صلح کرائی ہے جو مجھے بہت محبوب ہیں۔

ابو جعفر نے کہا حضرت عباس رضی اللہ عنہ علی المرتضیٰ اور سیدۃ النساء کے پاس گئے جبکہ علی سے
ستیدہ یہ فرما رہی تھیں کہ میں تجھ سے بڑی ہوں۔ حضرت عباس نے فرمایا فاطمہ اس وقت پیدا ہوئی جبکہ
قریش نے کعبہ کی تعمیر کی تھی اور علی اس سے کئی سال پہلے پیدا ہوئے۔

واقفی نے کہا ستیدہ فاطمہ علیہا السلام گیارہ ہجری میں تین رمضان المبارک کو منگل کے روز
فوت ہوئیں۔ واقفی نے کہا میں نے عبد الرحمن بن ابی الموالی سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ ستیدہ فاطمہ کی

فَضْلُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

قبر شریف بقیع میں ہے انھوں نے کہا ہم نے سیدہ کو دارِ عقیل کے گھر کے کونہ میں دفن کیا ہے۔ ان کی قبر شریف اور راستہ کے درمیان صرف سات گز فاصلہ ہے (اصحابہ)
ترجمہ : مسوٰر بن محرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس نے اسے غضناک کیا اُس نے مجھے غضناک کیا۔

۳۵۲۲ —

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۳۵۲۳ —

فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہزادی سیدہ فاطمہ علیہا السلام کو اُس مرض میں مبتلا یا جس میں آپ نے انتقال فرمایا اور اُن سے خفیہ کوئی بات کی تو وہ رو پڑیں پھر انہیں بٹا کر اُن سے آہستہ کلام فرمایا تو توہمنے لگیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں نے سیدہ سے اس کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے خفیہ بات کی اور فرمایا تھا کہ آپ اس مرض میں جس میں آپ نے انتقال فرمایا وفات پا جائیں گے تو میں رو پڑی پھر آپ نے آہستہ کلام فرمایا اور مجھے خبر دی کہ میں آپ کے اہل بیت میں سے سب سے پہلے آپ کا پیچھا کروں گی تو میں ہنسنے لگی (حدیث ۳۳۹۱ کے تحت اس کی شرح دیکھیں)

اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا

کی فضیلت، وفات : ۱۷۔ رمضان ۵۸ ھ مطابق ۶۷۷ء

آپ کا نسب ام عبد اللہ عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ آپ کی والدہ ام رومان بنت عامر بن عویر کنانیہ ہے۔ آپ اظہار نبوت کے چار سال بعد پیدا ہوئیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے نکاح کیا جبکہ آپ کی عمر چھ برس تھی۔ ایک روایت میں سات برس مذکور ہیں۔ لیکن ان میں تضاد نہیں کیونکہ چھ برس پورے ہونے کے بعد ساتویں برس نکاح کیا تھا۔ اور نو برس کی عمر میں آپ کی رخصتی ہوئی تھی۔ زہیر بن بکار نے کہا سیدہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ کی وفات کے بعد عائشہ سے نکاح کیا تھا۔ صحیح میں ابو معاویہ کی حدیث میں ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۵۲۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ
عَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يَا عَائِشَةُ هَذَا جَبْرِئِيلُ يُقْرِئُكَ
السَّلَامَ فَقُلْتُ وَعَلَيْهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرَى مَا لَا أَرَى
تَرِيدُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے مجھ سے نکاح کیا جبکہ میں چھ برس کی تھی اور میری مرضی ہوئی جبکہ میں نو برس کی تھی اور آپ کے انتقال کے وقت میں اٹھارہ برس کی تھی۔ اور ام المؤمنین عائشہ کے سوا کسی باکرہ (کنواری) عورت سے آپ نے نکاح نہیں کیا۔ مسروق جب ام المؤمنین عائشہ سے روائت کرتے تو کہتے مجھے صادقہ بنت صدیق خباب رسول اللہ کی محبوبہ نے خبر دی۔ مسروق نے کہا میں نے اکابر صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ ام المؤمنین سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے۔ عطاء بن ابی رباح نے کہا ام المؤمنین سب لوگوں سے زیادہ فقیہہ سب سے بڑی عالمہ اور سب سے زیادہ عقلمند تھیں۔ اس کے علاوہ آپ کامل طیبہ اور شاعرہ تھیں۔ ابو بردہ بن ابوموسیٰ اشعری نے کہا جب کوئی مشکل مسئلہ درپیش ہوتا تو ہم ام المؤمنین کی طرف رجوع کرتے تھے زہری نے کہا اگر تمام امہات المؤمنین کا علم اور دنیا کی تمام عورتوں کا علم جمع کیا جائے تو ام المؤمنین عائشہ کے علم سے کم ہوگا۔ ابو موسیٰ اشعری سے مرفوع روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی عورتوں پر فضیلت ایسی ہے جیسے ثرید کو دوسرے کھانوں پر فضیلت ہے۔ عمرو بن غالب سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عمار بن یاسر کے پاس مائی صاحبہ کو برا بھلا کہا تو انھوں نے کہا بچنے والے بُرے شخص یہاں سے دور ہو جا۔ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ کو گالی دیتا ہے۔ جبکہ وہ جنت میں بھی آپ کی بیوی ہیں۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے دس امور میں سب پر فضیلت حاصل ہے۔ جبرائیل علیہ السلام میری تصویر لے کر حضور کے پاس آئے تاکہ آپ دیکھ لیں۔ میرے بغیر کسی کنواری عورت سے آپ نے شادی نہیں کی اور نہ ہی میرے سوا کسی عورت کے ماں باپ دونوں مہاجر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے میری برأت نازل فرمائی۔ میرے بسترہ میں آپ پر وحی نازل ہوتی تھی۔ میں اور آپ ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے آپ نماز پڑھتے حالانکہ میں آپ کے قبلہ میں سو رہی ہوتی تھی۔ میرے گھر میں اور میرے سینہ اور مٹھوڑی کے درمیان آپ نے انتقال فرمایا۔ آپ نے اٹھاون ہجری میں سترہ رمضان کو منگل کی رات وفات پائی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم! — ۳۵۲۳ — ترجمہ : ابوسلمہ نے کہا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب

۳۵۲۲ حَدَّثَنَا أَدَمُ ثَنَا شُعْبَةُ ح وَثَنَا عَمْرُو أَنَا
شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُرَّةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَلُ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ
مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ
عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا: اے عائشہ یہ جبرائیل ہیں آپ کو سلام کہتے ہیں۔ میں نے
کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کو وہ دکھایا جاتا ہے جو میں نہیں دیکھتی ہوں۔

شرح: اس حدیث میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی

۳۵۲۳ —

فضیلت ہے۔ اس حدیث سے بعض علماء نے ام المؤمنین

خدیجہ کی ام المؤمنین عائشہ کی فضیلت پر استدلال کیا ہے۔ کیونکہ ام المؤمنین خدیجہ کے بارے میں سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبرائیل ہیں۔ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں سلام کہتے ہیں اور اس حدیث
میں صرف جبرائیل کی طرف سے سلام مذکور ہے۔

ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ

۳۵۲۴

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت سے مرد کمال کو پہنچے اور

عورتوں میں سے صرف مریم بنت عمران، فرعون کی بیوی آسیہ باکمال ہوئیں اور عورتوں پر عائشہ کی
فضیلت ایسی ہے جیسے ثرید کو دوسرے کھانوں پر فضیلت ہے۔

شرح: ثرید، روٹی کے ٹکڑے ہیں جو گوشت کے شوربہ میں ڈالے

۳۵۲۵

جاتے ہیں۔ روٹی کے بغیر صرف گوشت کو ثرید نہیں کہا

جاتا اور نہ ہی گوشت کے بغیر روٹی کے ٹکڑوں کو ثرید کہا جاتا ہے۔ یہ تصویر اس زمانہ کی ہے جبکہ اسے
اعلیٰ طعام شمار کیا جاتا تھا۔ کیونکہ اس زمانہ میں گوشت کے ساتھ پکی ہوئی چیز کم ملتی تھی لیکن اس زمانہ
میں اعلیٰ سے اعلیٰ کھانے مختلف اشیاء سے تیار کئے جاتے ہیں۔ ان میں مختلف اقسام کے گوشت اور عمدہ کھانے

جو مختلف انواع پر مشتمل ہوتی ہیں پائی جاتی ہے۔ اس لئے صرف روٹی کے ٹکڑوں کے ساتھ گوشت کی ملاوٹ
کو ان لذیذ کھانوں سے افضل نہیں کہا جائے گا۔

۳۵۲۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ
الْثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ

۳۵۲۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ
ثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ عَائِشَةَ اشْتَكَتْ فِجَاءَ ابْنِ
عَبَّاسٍ فَقَالَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ تَقْدِمِينَ عَلَى فَرَطٍ صَدَقَ عَلَى
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى أَبِي بَكْرٍ

۳۵۲۵ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عائشہ کو دوسری عورتوں پر فضیلت ایسی ہے
جیسے ثرید کو دوسرے کھانوں پر فضیلت ہے۔
(اور حدیث ۳۵۲۵ کی شرح دیکھیں)

۳۵۲۶ — ترجمہ : قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا
بیمار ہوئیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کی عیادت کو تشریف لائے اور کہا اے ام المؤمنین! تم مجھے ہر اول جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جا رہی ہو!
شرح : اس حدیث میں ام المؤمنین کی فضیلت عظیمہ ہے کیونکہ ابن عباس
کا یہ ارشاد محض عقل سے نہ تھا بلکہ انھوں نے جناب رسول اللہ

۳۵۲۶ — صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوگا۔ ہر شئی سے مقدم شئی کو فرط کہا جاتا ہے اور جو کوئی پہلے پانی یا مقام پر
پہنچے اسے فرط کہتے ہیں اور صدق فرط کی وصف ہے۔ حدیث کا معنی یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ سے پہلے تشریف لے گئے ہیں اور آپ ان کو جا ملیں گی۔ انھوں نے آپ کے
لئے جنت میں بہترین مکان تیار کر رکھا ہے آپ کو اس میں کوئی غم لاحق نہ ہوگا اور اس سے خوش ہوں گی!

۳۵۲۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عُنْدُ رِثْنَا شُعْبَةُ عَنْ
الْحَكَمِ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَ عَلِيُّ عَمَّارًا وَالْحَسَنَ إِلَى الْكُوفَةِ
لِيَسْتَنْفِرَهُمْ خَطَبَ عَمَّارٌ فَقَالَ إِنِّي لَا أَعْلَمُ أَنَّهُ زَوْجَتُهُ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ وَلَكِنَّ اللَّهَ ابْتَلَاكُمْ لِتَتَّبِعُوهُ أَوْ آيَاهَا

۳۵۲۸ — حَدَّثَنَا عُيَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا أَبُو سَامَةَ عَنْ مُشَلِّمٍ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ
فَارْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلِبِهَا فَادْرَكْتَهُمْ
الصَّلَاةُ فَصَلُّوا بِغَيْرِ وَضُوءٍ فَلَمَّا اتَّوَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكَّوْا
ذَلِكَ إِلَيْهِ فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّيْمِمِ قَالَ أَسِيدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا
قَوْلَهُ مَا نَزَلَ بِكَ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ لَكَ مِنْهُ مَخْرَجًا وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ
فِيهِ بَرَكَهٌ

۳۵۲۷ — ترجمہ : حکم نے کہا میں نے ابو وائل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب حضرت علی
نے عمار اور حسن کو کوفہ بھیجا تا کہ لوگوں کو ان کی مدد کے لئے باہر نکالیں تو عمار نے خطبہ دیا کہ میں جانتا ہوں کہ
ام المؤمنین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا اور آخرت میں بیوی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ تمہارا امتحان لیتا ہے کہ
تم علی کی تابعداری کرتے ہو یا ام المؤمنین کی پیروی کرتے ہو۔

۳۵۲۸ — شرح : اس حدیث میں ام المؤمنین کی فضیلت عظیمہ کہ آپ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی آخرت میں بیوی ہیں۔ جنگ جمل میں جو ام المؤمنین اور
حضرت علی کے درمیان ہوئی تھی۔ حضرت علی بن ابی طالب نے حضرت عمار بن یاسر اور امام حسن بن علی کو کوفہ میں
بھیجا کہ لوگوں کو ان کی امداد کی اہمیت دلا کر انہیں مدد کی ترغیب دلائیں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں عورتوں سے خطاب فرمایا کہ تم اپنے گھروں کی چار دیواری
میں رہو۔ اسی لئے ام المؤمنین سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں موت تک اونٹ کی پشت پر سوار نہ ہوں گی اس کا

۳۵۲۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ
عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَانَ فِي مَرَضِهِ جَعَلَ يَدُورُ
فِي نِسَائِهِ وَيَقُولُ إِنْ أَنَا عَدَا حِرْصًا عَلَى بَيْتِ عَائِشَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ
فَلَمَّا كَانَ يُوحَى سَكَنَ

جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور طلحہ اور زبیر نے اس کی تاویل کی تھی کہ ان کا باہر جانا اور
علی سے جنگ کرنا صرف لوگوں میں اچھی صلاحیت پیدا کرنے اور حضرت عثمان کے قاتلوں سے قصاص لینا مقصود تھا۔
ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے اسماء
سے عاریۃ مار لیا اور وہ گم ہو گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس کی تلاش میں چند صحابہ کرام کو بھیجا تو ربار کی تلاش میں، نماز کا وقت آگیا تو انہوں نے وضوء کے بغیر نماز
پڑھ لی۔ جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو یہ شکایت کی۔ اس وقت تیمم کی آیت نازل ہوئی۔
اسید بن حضیر نے کہا اے عائشہ اللہ تمہیں اچھی جزاء دے بخدا! جو بھی کوئی امر تمہیں پیش آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس
سے آپ کو بری کر دیا اور اس میں مسلمانوں کے لئے برکت کر دی۔

۳۵۲۸ — شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس حدیث میں اس بات کی
دلیل ہے کہ جو کوئی پانی اور مٹی نہ پائے تو وہ اسی حال میں نماز
پڑھ لے۔ اس میں امام شافعی کے چار قول ہیں صحیح تر قول یہ ہے کہ اس پر نماز پڑھنی واجب ہے پھر اعادہ
ضروری ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ نماز پڑھنا حرام اور اعادہ واجب ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اعادہ واجب
نہیں مستحب ہے اور قضاء واجب ہے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ نماز واجب ہے اور اعادہ واجب نہیں یہ منی کا
مذہب ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک یہ ہے کہ نماز پڑھے اور اس پر نماز کی مشابہت کرنا واجب
نہیں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا تشبہ واجب ہے اور قضاء میں کسی کا اختلاف نہیں۔
(حدیث ۳۲۹ ع اور ۳۳۱ ع کی شرح دیکھیں)

۳۵۲۹ — ترجمہ : ہشام نے اپنے والد عروہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے مرضِ وفات میں تھے تو ہر روز اپنی
بیویوں کے گھروں میں تشریف لے جاتے اور فرماتے کل کو میں کہاں ہوں گا؟ آپ کو میرے گھر آنے کی خواہش تھی۔
ام المؤمنین نے کہا فرمایا جب میری باری آئی تو آپ کو سکون ہوا

۳۵۳۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ ثَنَا حَمَّادُ ثَنَا
هَشَامٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَذَا يَوْمَهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ قَالَتْ
عَائِشَةُ فَاجْتَمَعَ صَوَاحِبِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ يَا أُمُّ سَلَمَةَ وَاللَّهِ إِنَّ
النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَذَا يَوْمَهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ وَإِنَّا نُرِيدُ الْخَيْرَ كَمَا تُرِيدُ
عَائِشَةُ فَمَرَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يَأْمُرَ النَّاسَ أَنْ يُهْدُوا
إِلَيْهِ حَيْثُمَا كَانَ أَوْ حَيْثُ مَا دَارَ قَالَتْ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ أُمُّ سَلَمَةَ
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَأَعْرَضَ عَنِّي فَلَمَّا عَادَ إِلَيَّ ذَكَرْتُ لَهُ
ذَلِكَ فَأَعْرَضَ عَنِّي فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّلَاثَةِ ذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ يَا أُمُّ
سَلَمَةَ لَا تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ فَإِنَّهُ وَاللَّهِ مَا نَزَلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَإِنِّي
لِحَافِ امْرَأَةٍ مِنْكُمْ غَيْرَهَا

۳۵۲۹ — شرح : یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ عروہ تابعی ہے۔ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ
نے ذکر کیا کہ سکن کا معنی مات ہے یا سکت ہے۔ یعنی جب میری باری آئی تو آپ فوت ہو گئے یا یہ بات کہ کل
کو میں کہاں ہوں گا کہنے سے رک گئے۔ بعض علماء نے کہا دوسرا قول صحیح ہے یعنی ام المؤمنین کی باری میں یہ قول کہنے
سے رک گئے اور پہلا قول صریح خطا ہے۔ علامہ عینی نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ صریح خطا کہنا خطا ہے
کیونکہ مسلم کی روایت میں ہے۔ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ قَبْضَةِ اللَّهِ بَيْنَ سَجْوَةٍ وَنَحْوِي ” یعنی جب میری باری آئی تو
اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبض کر لیا۔

۳۵۳۰ — ترجمہ : ہشام نے اپنے والد عروہ سے رسالت کی کہ لوگ ام المؤمنین کی باری
اپنے ہدایا اور نذرانے پیش کیا کرتے تھے۔ ام المؤمنین نے فرمایا میری سائے
والی بیویاں ام سلمہ کے گھر جمع ہوئیں اور کہنے لگیں اے ام سلمہ بخدا! لوگ اپنے نذرانے عائشہ کی باری میں پیش کرتے
ہیں۔ ہم بھی تو مال کی خواہش کرتی ہیں جیسے عائشہ خواہش کرتی ہے۔ آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض
کریں کہ لوگوں کو فرمادیں کہ وہ اپنے نذرانے آپ کو جہاں بھی ہوں پیش کر دیا کریں۔ ام سلمہ نے کہا میں نے یہ آپ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 (۱۵) الْجُزْءُ الْخَامِسُ عَشَرَ

بَابُ مَنَاقِبِ الْأَنْصَارِ
 وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ
 هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا

صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے مجھ سے اعراض کیا۔ جب پھر میری باری میں تشریف لائے تو میں نے
 یہ آپ سے ذکر کیا۔ آپ نے پھر اعراض کیا جب تیسری باری آئی تو میں نے آپ سے ذکر کیا تو فرمایا اے ام سلمہ
 مجھے عائشہ کے بارے میں کوئی تکلیف نہ دو۔ بخدا عائشہ کے سوا تم میں سے کسی بیوی کے لحاف میں وحی نازل
 نہیں ہوتا۔ حدیث ۲۴۱۱ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 پندرہواں پارہ
 بَابُ مَنَاقِبِ الْأَنْصَارِ

۳۵۳۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي مَهْدِيُّ

ابْنُ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ قُلْتُ لِأَنْسٍ أَرَأَيْتَ أَسْمَ
الْأَنْصَارِ كُنْتُمْ تَسْمَوْنَ بِهِ أَمْ سَمَّاكُمْ اللَّهُ قَالَ بَلْ سَمَّاَنَا اللَّهُ كُنَّا
نَدْخُلُ عَلَى أَنْسٍ فَيَحْدِثُنَا مَنَاقِبَ الْأَنْصَارِ وَمَشَاهِدِهِمْ وَيُقْبَلُ
عَلَى أَوْعَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَزْدِ فَيَقُولُ فَعَلَ قَوْمُكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا
كَذَا وَكَذَا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنا لیا۔ دوست رکھتے
ہیں جو ان کی طرف ہجرت کر چکے گئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے۔ اس چیز کی جو دیئے گئے۔

تشریح الباب : اَنْصَارِ نصیر کی جمع ہے جیسے اشراف شریف کی جمع ہے۔ نصیر اور ناصر ہم معنی ہیں۔
ناصر کی جمع نصیر ہے جیسے صاحب کی جمع صاحب ہے۔ انصار اسلامی نام ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوس و خزرج اور ان کے حلیفوں کا نام انصار رکھا۔ قبیلہ اوس اوس بن حارثہ کی طرف منسوب ہیں جبکہ قبیلہ
خزرج، خزرج بن حارثہ کی طرف منسوب ہیں۔ اور یہ دونوں (اوس و خزرج) قبیلہ بنت ارقم بن عمرو بن جفثہ
کے بیٹے ہیں کہا گیا ہے۔ قبیلہ بنت کاہل بن عذرہ بن سعد بن قضاہ اور ان کا والد حارثہ بن ثعلبہ یعنی ہیں (یعنی)
انصار اس لئے کہا گیا ہے کہ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور آپ کو اور آپ کے صحابہ کرام
رضی اللہ عنہم کو رہنے کی جگہ دی اور مال و جان سے ان کی موافقت کی اور اپنی ذات پر انہیں ترجیح دی اگر یہ کہا
جائے کہ انصار جمع قلت ہے اس کا اطلاق دس افراد سے زیادہ پر نہیں ہوتا حالانکہ انصار ہزار ہا کی تعداد میں تھے
ان پر انصار کا اطلاق کیسے ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے جمع قلت اور جمع کثرت میں یہ فرق اس وقت ہے جبکہ یہ
نکرہ ہیں اگر یہ معرفہ ہوں تو ان میں فرق اٹھ جاتا ہے (قسطانی)

دار سے مراد دار ہجرت مدینہ منورہ ہے۔ مہاجرین کے آنے سے پہلے انصار وہاں رہائش پذیر تھے اور
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے دو سال پہلے انھوں نے مساعد بنائیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے
ان کی مدح و ثناء فرمائی کہ وہ مہاجرین سے محبت کرتے ہیں حتیٰ کہ جس کی دو بیویاں تھیں ان میں سے ایک کو
طلاق دیکر مہاجر بھائی سے اس کا نکاح کر دیا اور انہیں اپنے مال و مکانات تقسیم کر دیئے اور وہ مہاجرین پر حسد نہیں کرنے تھے
۳۵۳۱۔ ترجمہ : غیلان بن جریر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے انس بن مالک سے کہا مجھے

۳۵۲۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوُاسِطَةُ
عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَوْمُ بُعَاثٍ يَوْمًا قَدَّمَ
اللَّهُ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ افْتَرَقَ
مَلَأُوهُمْ وَقُتِلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَجَرَحُوا فَقَدَّمَ اللَّهُ لِرَسُولِهِ فِي
دُخُولِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ

انصار کے نام متعلق خبر دیں کہ یہ نام تم نے خود رکھا ہے یا اللہ تعالیٰ نے تمہارا یہ نام رکھا ہے۔ حضرت انس نے
کہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا یہ نام رکھا ہے۔ غیلان نے کہا ہم انس کے پاس جاتے۔ وہ ہم سے انصار کے مناقب
اور ان کے کارنامے بیان کرتے وہ میری طرف یا قبیلہ ازد سے کسی شخص کی طرف متوجہ ہو کر کہتے فلاں دن
تمہاری قوم نے ایسا ایسا کیا۔

۳۵۳۱ — شرح : حدیث میں مذکور شک راوی کا ہے اور ظاہر ہے کہ اس خطاب سے
مراد مذکور غیلان ہے کیونکہ وہ ازدی ہیں یا کوئی اور ازدی مراد ہے
لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہر تقدیر پر انس کا خطاب کیونکر درست ہوگا حالانکہ غیلان یا ازدی کی قوم انصار
نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے ازد کی طرف نسبت اعمیت کے اعتبار سے خطاب کیا ہے کیونکہ قبیلہ ازد سب کو
شامل ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ان سے انصار کے کارنامے ذکر کرتے تھے۔

۳۵۳۲ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بُعَاث کی
جنگ کا دن اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پہلے سے مقرر کر
رکھا تھا جبکہ ان کی جماعتیں انتشار کا شکار ہو چکی تھیں اور ان کے بڑے بڑے سردار کچھ قتل ہو چکے تھے اور کچھ
زخمی ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ دن پہلے سے ان جماعتوں کے اسلام میں
داخل ہونے کے لئے مقرر کر رکھا تھا۔

۳۵۳۲ — شرح : بُعَاث « مدینہ منورہ کے قریب ایک مقام ہے۔ جہاں اوس اور خزرج
دونوں قبیلوں کے درمیان گھمسان کی جنگ ہوئی تھی اور بے شمار لوگ

قتل ہوئے تھے اس میں اوس کا سردار حضرت اُسَید بن حُضیر کا والد حُضیر تھا وہ بہت بہادر تھا۔ اُس نے
بعاث کی لڑائی میں اپنے قدم میں نیزہ گاڑا اور کہا کیا تمہارا گمان ہے کہ میں جنگ سے بھاگ جاؤں گا اور اسی لڑائی

۳۵۳۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي
 التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ قَالَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ
 وَأَعْطَى قُرَيْشًا وَاللَّهِ إِنَّ هَذَا لَهَوَالِجِبُ إِنَّ سُؤْفَانَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِ
 قُرَيْشٍ وَغَنَائِمُنَا تُرَدُّ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِدَاعَا الْأَنْصَارِ
 فَقَالَ مَا الَّذِي بَلَغَنِي عَنْكُمْ وَكَأَنُوكُمْ لَا يَكْذِبُونَ فَقَالُوا هُوَ الَّذِي
 بَلَغَكَ قَالَ أَوَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالْغَنَائِمِ إِلَى بُيُوتِهِمْ
 وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ إِلَى بُيُوتِكُمْ لَوْ سَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ
 شِعْبًا لَسَلَكَتِ وَادِي الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَهُمْ

قتل ہو گیا۔ اس کا ایک مضبوط قلعہ تھا جسے واقف کیا جاتا تھا اور خزرج کا سردار عمرو بن نعمان بیاضی تھا وہ بھی
 اس میں قتل ہو گیا تھا۔ اس جنگ کا سبب یہ تھا کہ ان کا اصول تھا کہ اسیل کو حلیف کے عوض قتل نہیں کیا جاتا تھا
 ایک دفعہ ایک اُوسی نے خزرج کے حلیف کو قتل کر دیا اُنھوں نے اس کا قصاص لینا چاہا تو اُوسیوں نے انکار
 کر دیا اس کے باعث اُن میں لڑائی شروع ہو گئی اور ایک سو بیس برس لڑائی جاری رہی حتیٰ کہ اسلام کا ظہور
 تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ان میں لڑائی ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی۔ اس لڑائی میں دونوں
 قبیلوں کے رؤسا اور سردار قتل ہو گئے جبکہ وہ اسلام کو اچھا نہ سمجھتے اُن میں سے عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔
 جو بعد میں منافق ہو گیا تھا اسے رئیس المنافقین کہا جاتا ہے۔ ان سرداروں کا قتل ہو جانا اسلام کی اشاعت کا مفدہ
 تھا۔ اگر وہ زندہ رہتے تو ان کا اقدام اسلام کے سخت خلاف ہوتا۔ اس لئے اس حدیث میں فرمایا کہ بغاث
 کی جنگ اسلام کی قبولیت کا پیش خیمہ تھی۔

۳۵۳۳۔ ترجمہ : أَبُو التَّيَّاحِ نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے
 سنا کہ فتح مکہ میں انصار کے کہا جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے قریش کو بہت مال دیا تھا۔ بخدا! یہ عجیب بات ہے کہ ہماری تلواروں سے قریش کے خون کے قطرات ٹپک رہے
 ہیں اور ہماری غنیمتیں انہی کو دی جا رہی ہیں یہ خبر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے انصار کو بلایا
 اور فرمایا جو خبر تمہاری طرف سے مجھے پہنچی ہے کیسی خبر ہے؟ اور انصار جھوٹ نہیں بولا کرتے تھے۔ اُنھوں نے کہا جو

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهَجْرَةُ
لَكُنْتُ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
۳۵۳۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ
قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنْ الْأَنْصَارَ سَلَكَوا وَادِيَا
أَوْ شُعْبًا سَلَكَتُ فِي وَادِي الْأَنْصَارِ وَلَوْلَا الْهَجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأَةً مِنَ
الْأَنْصَارِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا ظَلَمَ بَابِي وَأَمْنِي أَوْ دُهُ وَلَصْرُوه أَوْ
كَلِمَةً أُخْرَى

خبر آپ کو پہنچی ہے صحیح ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تم خوش نہیں ہو کہ لوگ اپنے گھروں میں مال غنیمت لے کر جائیں اور تم اپنے گھروں میں اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم لے کر جاؤ۔ اگر انصار کسی میدان یا کھائی میں چلیں تو میں بھی انصار کے ساتھ میدان یا کھائی میں چلوں گا !

۳۵۳۳ — شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تقریر میں انصار اچھی موافقت بیان فرمائی اور دوسروں پر انہیں ترجیح دی۔ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے اچھا سلوک اور ایفاء عہد پایا تھا۔ آپ نے اُن کی متابعت نہیں کی تھی کیونکہ آپ ہی متبوع واجب متابعت ہیں۔ ہر مومن مرد ہو یا عورت پر آپ کی متابعت و مطابعت فرض ہے۔

بَابُ نَبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَا ارشاد : اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ہوتا، یہ عبد اللہ بن زید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے

۳۵۳۴ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ إِخَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ

۳۵۳۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ
ابْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ أَخَى رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ
إِنِّي أَكْثَرُ الْأَنْصَارِ مَالًا فَأَقْسِمُ مَا لِي بِصَفِيٍّ وَلِي أُمْرَتَانِ فَأَنْظُرُ

یا ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر انصاری میدان یا گھاٹی میں چلیں تو میں بھی انصار کے میدان اور گھاٹی میں چلوں گا اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک فرد ہوتا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں۔ آپ نے یہ بات خلاف واقع نہیں فرمائی۔ انصار نے آپ کو رہنے کی جگہ دی اور آپ کی مدد کی یا کوئی اور کلمہ فرمایا۔

شرح : محی السنۃ نے کہا اس سے نسب خاندانی سے انتقال مراد نہیں۔ حدیث کا معنی یہ ہے کہ اگر ہجرت دینی امر اور عبادت

نہ ہوتی جس کا ہمیں حکم دیا گیا ہے تو میں تمہارے مکان کی طرف منسوب ہوتا۔ اس تقریر کا مقصد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشارہ دیا کہ ہجرت کے بعد نصرت سے اعلیٰ کوئی فضیلت نہیں اور انصار ایسے عظیم مقام کو پہنچے ہیں کہ اگر آپ مہاجرین میں سے نہ ہوتے تو اپنے آپ کو انصار میں سے شمار فرماتے۔ الحاصل اگر مجھے ہجرت کے باعث انصار پر فضیلت حاصل نہ ہوتی تو میں ان میں سے ہوتا (یعنی)

علامہ قسطلانی نے ذکر کیا یہ بھی احتمال ہے کہ انصار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مامون تھے کیونکہ حضرت عبد المطلب کی والدہ انصاریہ ہیں۔ اس ولادت کے باعث آپ لے فرمایا کہ آپ ان کی طرف منسوب ہوتے لیکن ہجرت اس سے مانع ہے۔ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع و انکساری ہے۔ اور لوگوں کو انصار کے اکرام اور اعظام کی رغبت دلانا ہے تاکہ وہ ان کا اعزاز و احترام کریں۔

باب۔ سرور کائنات کا مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کرنا

۳۵۳۵۔ ترجمہ : ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سعد سے اُنھوں نے ان کے دادے

أَعَجَبَهَا إِلَيْكَ فَسَمَّيْنَاهَا إِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجَهَا
 قَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ أَيْنَ سُوقُكُمْ فَذَلُّوا عَلَى
 سُوقِ بَنِي قَيْنَقَاعٍ فَمَا انْقَلَبَ إِلَّا وَمَعَهُ فَضْلٌ مِّنْ أَقْطَوسٍ مِّنْ
 ثَمَرٍ تَابَعِ الْغَدُ وَثُمَّ حَآءٍ يَوْمًا وَبِهِ أَثَرُ صَفْرَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ
 مَهْصِمٌ قَالَ تَزَوَّجْتُ قَالَ لَمْ تُسَقِّ إِلَيْهَا قَالَ نَوَآةٌ مِّنْ ذَهَبٍ
 أَوْ وَزْنِ نَوَآةٍ شَكَّ إِبْرَاهِيمُ

۳۵۳۶ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ
 جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ

ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف سے روایت کی کہ جب مہاجرین مدینہ منورہ میں آئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ بنایا تو سعد نے عبد الرحمن سے کہا میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار ہوں۔ میں اپنا مال دو حصے کرتا ہوں اور میری دو بیویاں ہیں۔ ان میں جو تمہیں پسند ہے دیکھ کر مجھے اس کا نام بتا دو۔ میں اسے طلاق دے دیتا ہوں۔ جب اس کی عدت ختم ہو جائے تو اس سے نکاح کر لو۔ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ تمہاری بیویوں اور مال میں برکت دے۔ مجھے بتائیں کہ تمہاری منڈی کہاں ہے۔ انھوں نے منڈی بنی قینقاع بتادی جب وہ منڈی سے واپس آئے تو ان کے پاس پیر اور گھی تھا۔ پھر متواتر ہر روز صبح کو جاتے رہے۔ پھر وہ ایک دن آئے تو ان کے اوپر زردی کا کچھ اثر تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا ہے؟ عبد الرحمن نے کہا میں نے انصاریہ عورت سے نکاح کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا کتنا ہے دیا ہے؟ عرض کیا گٹھلی بھر سونایا کہا گٹھلی کے وزن کے برابر۔

۳۵۳۵ — شرح : حضرت عبد الرحمن بن عوف عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زہرہ انصاری خزرجی نقیب میں ”مہصم“ اصل میں ماہدا

الانہ، تھا۔ ان میں سے ہر ایک کلمہ سے ایک حرف پر اقتصار کیا ہے۔ وزن نَوَآة، پانچ درہم میں۔ قَيْنَقَاعِ یہودیوں کا ایک قبیلہ ہے جس کی طرف منڈی کی نسبت ہے۔ حدیث نمبر ۱۹۲۲ کی شرح دیکھیں۔

۳۵۳۶ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جب ہمارے پاس حضرت

وَإِخَارُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ
وَكَانَ كَثِيرَ الْمَالِ فَقَالَ سَعْدٌ قَدْ عَلِمْتُ إِلَّا نَصَارُ أُنِي مِنْ أَكْثَرِهَا
مَا لَا سَاقِيسَ مَالِي بَيْنِي وَبَيْنَكَ شَطْرَيْنِ وَلِي امْرَأَتَانِ فَأَنْظُرَا عَمَّهَ
إِلَيْكَ فَأُطْلِقَهَا حَتَّى إِذَا حَلَّتْ تَزَوَّجْتَهَا فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بَارَكَ
اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ فَلَمْ يَرْجِعْ يَوْمَئِذٍ حَتَّى أَفْضَلَ شَيْئًا مِنْ سَمْنٍ
وَاقِطٍ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَعَلَيْهِ وَضْرُ مِنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْيِمُ قَالَ
تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنْ الْأَنْصَارِ فَقَالَ مَا سَقَتْ فِيهَا قَالَ وَزَنَ نَوَاةٍ
مِنْ ذَهَبٍ أَوْ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَوْلِمَ وَلَوْ بِشَاةٍ

عبد الرحمن بن عوف آئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ بنایا اور سعد بہت مالدار تھے۔ انھوں نے کہا انصار کو علم ہے کہ میں ان سب سے زیادہ مال دار ہوں۔ میں اپنا مال اپنے اور تمہارے درمیان دو حصوں میں تقسیم کر دیتا ہوں اور میری دو بیویاں ہیں۔ ان میں سے جو تمہیں پسند آئے اسے دیکھو میں اسے طلاق دے دیتا ہوں جب اس کی عدت گزر جائے تو اس سے نکاح کر لو۔ عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تمہاری بیویوں میں برکت کرے اور وہ اس دن واپس نہ آئے حتیٰ کہ گھی اور پیر سے کچھ نفع حاصل کیا پھر وہ بھڑا ہی ٹھہرے ہوں گے کہ ان کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ عبد الرحمن پر زردی کا اثر تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا یہ کیا باتیں عرض کیا میں نے انصار یہ عورت سے نکاح کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے مہر کتنا دیا ہے؟ عرض کیا گٹھلی بھر سونا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولیمہ کرو اور بکری ذبح کرو! (حدیث ۱۹۲۲ کی شرح دیکھیں)

اسماء الرجال، اسماعیل بن جعفر انصاری مدینی ہیں۔ ان کی کنیت ابو ابراہیم ہے۔ بغداد میں رہائش پذیر تھے۔ ایک سوانحی جہزی میں فوت ہوئے۔

حمید طویل نے ثابت کے طبق سے حضرت انس سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

۳۵۳۷ — حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو هَبَامٍ قَالَ سَمِعْتُ
الْمَغِيرَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَتِ الْأَنْصَارُ أَقْسَمُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الْخُلُقُ قَالَ
لَوْ قَالَ تَكْفُونَا الْمُؤْنَةَ وَيُشْرِكُونَا فِي الْأَمْرِ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا

بَابُ حُبِّ الْأَنْصَارِ

۳۵۳۸ — حَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي
عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَوْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ الْأُمُومُونَ وَلَا
يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللَّهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ
أَبْغَضَهُ اللَّهُ

عبد الرحمن بن عوف اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ بنایا لیکن فتح الباری میں ابن حجر نے اسے وہم قرار دیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ولیمہ مستحب ہے اور حدیث میں اذیم و لوباشۃ میں کلمہ نوکثرت کے لئے ہے۔ جیسے مد اطلبوا العلم و لوبالیقین، میں کلمہ نوکثرت کے لئے ہے۔ یعنی بکری کے گوشت سے خوب ولیمہ کرو۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے وقت گوشت کے بغیر ولیمہ کیا تھا۔ (حدیث ۱۹۲۲ کی شرح دیکھیں)

۳۵۳۷ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انصار نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے اور ان کے درمیان کھجوروں کے درخت تقسیم فرمادیں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ انصار نے کہا تم محنت کیا کرو اور ہمیں کھجوروں میں شریک کر لو۔ مہاجرین نے کہا یہ ہمیں تسلیم ہے۔ (حدیث ۲۱۴۵ کی شرح دیکھیں)

۳۵۳۹۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبْرِ عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ آيَةُ الْإِيمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ

باب۔ انصار کی محبت

۳۵۳۸۔ ترجمہ : عدی بن ثابت نے کہا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا یا کہا کہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار سے صرف مومن ہی محبت کرے گا اور ان سے بغض صرف منافق ہی رکھے گا پس جو انصار سے محبت کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھے گا۔
۳۵۳۹۔ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی نشانی انصار سے محبت کرنا ہے اور منافقت کی علامت اُن سے بغض رکھنا ہے۔

۳۵۳۸۔ شرح : انصار کو یہ عظیم سعادت اس لئے حاصل ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین کو رہنے کی جگہ دی اور جان و مال سے ان کی موافقت و نصرت کی۔ اسی وجہ سے عرب کے دوسرے قبائل ان کے دشمن ہو گئے اور دشمنی بغض و عناد پیدا کرتی ہے۔ نیز انصار کو جو خصوصیت اور عظمت حاصل ہوئی اس سے دوسروں کے دلوں میں حسد پیدا ہونا لازمی امر تھا اور حسد بھی بغض و عناد پیدا کرتا ہے۔ اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ بغض کرنے سے ڈرایا اور ان سے محبت کرنے کی ترغیب دلائی۔ حتیٰ کہ ان سے محبت کو ایمان کا حصہ اور ان کے ساتھ بغض کو نفاق کی علامت قرار دیا۔ یہ تمام افاضل صحابہ کرام میں جاری ہے کیونکہ اکرام و اعزاز میں سب صحابہ کرام شریک ہیں۔ کیونکہ انہیں دین میں حسنِ ثنا حاصل ہے اور وہ ہدایت کے ستارے ہیں۔ اگرچہ بعض صحابہ کرام میں جنگ و جدال واقع ہونے کے باعث ایک دوسرے کے متعلق بغض پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن یہ بغض محض مخالفت کے باعث تھا نفاق کے سبب نہ تھا۔ اس لئے کسی صحابی نے دوسرے پر نفاق کا حکم عائد نہیں کیا۔ اس معاملہ میں ان کا حال مجتہدین سا تھا۔ جو احکام میں ایک دوسرے کے مخالف ہیں اور

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَا نُصَارِ أَنْتُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ

۳۵۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّسَاءَ

وَالصَّبِيَّانَ مُقْبِلَيْنِ قَالَ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُثَلًّا فَقَالَ اللَّهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ قَالَهَا

ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

۳۵۵۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا

بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ

سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا فَكَلَّمَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ان میں سے مصیوب کو دو گنا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ جبکہ ٹھٹھی بھی ثواب سے محروم نہیں رہتا ہے اور اسے نصف ثواب حاصل ہوتا ہے۔ ابن تیم نے کہا حدیث کا مقصد یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام سے محبت اور بغض کرنا ایمان و نفاق کی علامت اس لئے ہے کہ یہ دین سے محبت یا بغض کا سبب ہے اور اگر بعض صحابہ کسی اور وجہ سے کسی سے بغض کریں تو یہ اس تحذیر میں داخل نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ محض مخالفت کے سبب ہے۔ دین سے اس بغض کا کوئی تعلق نہیں۔ (قسطانی عینی - فتح) [حدیث ۱۶ کی شرح دیکھیں]

بَابُ — تَبْدِيعِ عَالَمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْأَنْصَارِ مِنْ فِرْمَانِهِمْ

مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔

فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّكُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ مَرَّتَيْنِ

بَابُ اتِّبَاعِ الْأَنْصَارِ

۳۵۲۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو سَمِعْتُ أَبَا حَمْزَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَتْ الْأَنْصَارُ

۳۵۲۰۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کو آتے ہوئے دیکھا۔ راوی نے کہا میرا گمان ہے کہ انھوں نے کہا وہ کسی شادی سے آئے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قدموں پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا خدا گواہ ہے کہ تم مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔ یہ تین بار فرمایا

۳۵۲۱۔ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا انصار میں سے ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی جبکہ اس کے ساتھ اس کا بچہ تھا اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام کیا اور دوبار فرمایا : اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ تم سب لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب ہو۔

۳۵۲۰ - ۳۵۲۱۔ شرح : تمام لوگوں میں سے انصار سے زیادہ محبت کرنا غیر انصار سے محبت کرنے کے منافی نہیں

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انصار تم سب مجھے تمہارے سوا سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔ لہذا یہ حدیث سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے معارض نہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ یہ آپ نے اس وقت فرمایا جبکہ کسی نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو سب لوگوں سے زیادہ محبوب کون ہے ؟ قَوْلُهُ فَكَلَّمَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، یعنی اس عورت نے آپ سے کچھ پوچھا تو آپ نے اسے جواب دیا یا اس کی تائیس کے لئے ابتداء کلام فرمایا۔

بَابُ الْأَنْصَارِ كَالْأَنْصَارِ

۳۵۲۲۔ ترجمہ : عمرو سے روایت ہے کہ میں نے ابو حمزہ کو زید بن ارقم سے روایت

۳۵۴۵ — حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى قَالَ أَبُو سَلَمَةَ أَخْبَرَنِي أَبُو أُسَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَيْرُ الْأَنْصَارِ أَوْ قَالَ خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَارِ وَبَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ وَبَنُو الْحَارِثِ وَبَنُو سَاعِدَةَ

۳۵۴۶ — حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ خَيْرَ دُورِ الْأَنْصَارِ دَارُ بَنِي النَّجَّارِ ثُمَّ عَبْدُ الْأَشْهَلِ ثُمَّ دَارُ بَنِي الْحَارِثِ ثُمَّ بَنِي سَاعِدَةَ وَفِي كُلِّ

نجاری ہیں۔ وہ زمانہ جاہلیت میں راہب بن گئے تھے اور صوف کے کپڑے پہن لئے اور بتوں سے عید کی اختیار کر لی۔ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو اسلام قبول کر لیا اور دل و جان سے اسلام پر پابند رہے۔ بنو عبد الاشہل، قبیلہ اوس سے ہیں۔ ابن درید نے کہا اشہل بت کا نام ہے۔ اس کی طرف جو منسوب ہوا سے اشہلی کہتے ہیں۔ انہیں سے اُسید بن حُضیر ہیں۔ بنو حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس ہیں۔ ان میں سے رافع بن خدیج ہیں۔ بنو ساعدہ قبیلہ خزرج سے ہیں۔ انہیں سے سعد بن عبادہ ہیں۔ انھوں نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض قبائل کو ہم پر ترجیح دی ہے۔ یہ اس لئے کہا کہ وہ نبی محمد میں سے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی ساعدہ کو ایک ہی کلمہ سے ذکر کیا پھر اس کے بعد تین قبائل ذکر کئے تو انھیں جواب دیا گیا کہ انہیں انصار کے بہت قبائل پر ترجیح دی ہے جنہیں ذکر نہیں کیا گیا۔ تو لے قال سعد بن عبادہ، یہ تصریح اس لئے کی ہے کہ حدیث میں قال ما اری النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں مذکور سعد بن عبادہ ہیں رضی اللہ عنہ۔ حدیث ۳۵۴۶ کی شرح دیکھیں (مناقب سعد بن عبادہ)

۳۵۴۵ — ترجمہ : ابو اُسید نے بیان کیا کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بہتر انصار یا فرمایا انصار کے گھراؤں میں سے بہتر گھرانہ

بنو نجار، بنو عبد الاشہل اور بنو ساعدہ ہیں۔

۳۵۴۶ — ترجمہ : ابو حمید رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار کے

دُورَ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ فَلِحَقْنَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ أَبُو سَعْدٍ أَلَمْ تَرَ
أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ خَيْرُ الْأَنْصَارِ فَجَعَلْنَا أَحْيَرًا فَأَذْرَكَ سَعْدُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ فَجَعَلْنَا آخِرًا فَقَالَ أَوَلَيْسَ
بِحَسْبِكُمْ أَنْ تَكُونُوا مِنَ الْخِيَارِ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِلْأَنْصَارِ اصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْخَوْضِ
قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۵۴۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدُ
قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ السَّيِّدِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ
أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا تَسْتَعْمِلُنِي
كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فَلَانًا قَالَ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَهُ فَاصْبِرُوا
حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْخَوْضِ

گھرانوں میں سے بہتر گھرانہ بنو نضار پھر بنو عبد الاشہل پھر بنو حارث پھر بنو ساعدہ کے گھرانے میں اور انصار
کے تمام گھرانوں میں بہتری ہے۔ ہم سعد بن عبادہ سے ملے تو ابو اسید نے کہا (اے سعد) کیا تم نے دیکھا نہیں
کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی بہتری بیان فرمائی اور ہمیں آخر میں رکھا ہے (یہ سن کر) سعد بن عبادہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! انصار کے گھرانوں کی بہتری بیان
فرمائی گئی اور ہمیں آخر میں رکھا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تم بہتر گھرانوں
میں سے ہو۔

(حدیث ۳۵۴۷ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

۳۵۴۸ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ
قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أُثْرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى
تَلْقَوْنِي وَمَوْعِدُكُمْ الْحَوْضُ

۳۵۴۹ — حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انصاء سے ارشاد

”صبر کرو حتیٰ کہ مجھ سے حوض پر ملاقات ہو“

یہ عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا

ترجمہ : اُسَیْدُ بْنُ حُضَیْرٍ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی

نے عرض کیا : یا رسول اللہ ! کیا آپ مجھے حاکم نہیں بنائیں گے جیسے

فلاں شخص کو حاکم بنایا ہے۔ آپ نے فرمایا تم میرے بعد ترجیح دیتے ہوئے پاؤ گے صبر کرو حتیٰ کہ مجھ سے
حوض کوثر پر ملاقات کرو۔

شرح : یعنی انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا

آپ مجھے صدقات کی فراہمی کے لئے مقرر نہیں فرمائیں گے یا کسی

شہر پر مجھے حاکم نہیں بنائیں گے جیسے فلاں شخص یعنی عمرو بن عاص کو حاکم بنایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

میرے بعد زمانہ آئے گا جس میں امراء اموال وغیرہ میں اپنے آپ کو ترجیح دیں گے اور تمہیں نظر انداز کر دیں گے

اور ان میں شریک نہیں کریں گے۔ چنانچہ جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی ہوا اور یہ غیب کے

اخبار میں سے ایک خبر ہے۔ یسْتَأْثِرُ، اِسْتِثْنَاءُ سے ہے۔ یعنی کسی شئی کو اپنے لئے خاص کر لینا۔

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے انصار سے فرمایا تم میرے بعد دوسروں کو تم پر ترجیح پاؤ گے صبر
کرنا حتیٰ کہ مجھ سے ملاقات کرو اور ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے۔

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حِينَ خَرَجَ مَعَهُ إِلَى الْوَلِيدِ
قَالَ دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ إِلَى أَنْ يُقْطَعَ لَهُمُ الْبَحْرَيْنِ
فَقَالُوا إِلَّا الْإِلَآءُ أَنْ تُقْطَعَ لِأَخْوَانِنَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مِثْلَهَا قَالَ إِمَّا لَا
فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي فَإِنَّهُ سَتُصِيبُكُمْ أَثَرَةُ بَعْدِي

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

۳۵۵۰ — حَدَّثَنَا أَدُمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا

أَبُو أَيَّاسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ فَاصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ وَعَنْ قَتَادَةَ
عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَقَالَ فَاعْفِرْ لِلْأَنْصَارِ

۳۵۴۹ — ترجمہ : یحییٰ بن سعید انصاری سے روایت ہے کہ انھوں نے انس بن

مالک رضی اللہ عنہ سے سنا جبکہ وہ ان کے ساتھ ولید بن عبد الملک بن مروان کے پاس جا رہے تھے۔ انھوں نے
کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بحرین کی جاگیریں دینے کے لئے بلایا تو انھوں نے عرض کیا یہ نہیں ہو سکتا
حتیٰ کہ آپ ہمارے بھائیوں مہاجرین کو بھی اس قدر جاگیریں عنایت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم یہ نہیں چاہتے
ہو تو صبر کرتے رہنا حتیٰ کہ مجھ سے ملو کیونکہ عنقریب میرے بعد تم پر دوسروں کو ترجیح ہوگی۔

(حدیث ۲۹۵۲ کی شرح دیکھیں) اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ تمہیں مال دیا جائے گا لیکن دوسروں کو
تم پر ترجیح ہوگی!

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار اور مہاجرین کے لئے دعاء فرمانا ”اے اللہ انصار اور مہاجرین کی اصلاح فرما“

۳۵۵۱ — حَدَّثَنَا إِدْمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ
 سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ كَانَتْ الْأَنْصَارُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ تَقُولُ
 نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدًا فَأَجَابَهُمْ
 اللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ فَأَكْرَمَ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ
 ۳۵۵۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ
 ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي سَهْلٍ قَالَ جَاءَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَنَحْنُ نَحْفِرُ الْخَنْدَقَ وَنَنْقُلُ التُّرَابَ عَلَى أَكْتَادِنَا فَقَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ اللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ فَاعْفِرْ لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ

۳۵۵۰ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا اے اللہ! عیش صرف آخرت کا عیش ہے۔ انصار اور مہاجرین کی اصلاح فرما۔
 (اس حدیث میں ابویاس معاویہ بن قرظہ کی کیفیت ہے۔ وہ مُزنی بصری ہیں ۱۱۳ ہجری میں فوت ہوئے)
 ترجمہ : حمید طویل نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے
 ہوئے سنا جبکہ انصار خندق کھودتے وقت یہ کہہ رہے تھے۔
 ۳۵۵۱ — ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جہاد پر تاحیات بیعت کی، آپ نے ان کے
 جواب میں فرمایا: ”اے اللہ! عیش صرف آخرت کا عیش ہے۔ انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما۔“
 ترجمہ : سہل بن سعد بن مالک انصاری نے کہا ہمارے پاس
 ۳۵۵۲ — جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے
 جبکہ ہم خندق کھود رہے تھے اور اپنے کندھوں پر مٹی ڈھور رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 اے اللہ! عیش صرف آخرت کا عیش ہے انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما۔
 (اس حدیث میں ابی حازم کا نام عبد العزیز ہے۔ ابوحازم کا نام سلمہ بن دینار ہے)

بَابٌ وَيُؤْتِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

۳۵۵۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَاوِدٍ
عَنْ فَضِيلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا
أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ إِلَى نِسَائِهِ فَقُلْنَ مَا مَعَنَا إِلَّا الْمَاءُ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَضُمُّ أَوْ يُضِيفُ هَذَا فَقَالَ
رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَا فَأَنْطَلَقَ بِهِ إِلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ أَلرَّحِمَى
ضِيفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَا عِنْدَنَا إِلَّا قُوتُ
صَبِيَّانٍ فَقَالَ هَبِي طَعَامَكَ وَأَصْبِحِي سِرَاجَكَ وَنَوِّحِي
صَبِيَّانَكَ إِذَا أَرَادُوا عِشَاءً فَهَيَّائِ طَعَامَهَا وَأَصْبَحِي سِرَاجَهَا

باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد : وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود عاجمندی ہوں،

۳۵۵۳۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کو (کھانے کا) پیغام
بھیجا۔ تو انھوں نے کہا ہمارے ہاں پانی کے سوا کچھ نہیں دیکھیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اس مہمان کو کون شخص اپنے پاس لے جائے گا یا فرمایا کون اس کی مہمانی کرے گا۔ ایک انصاری
مرد نے عرض کیا میں اسے لے جاتا ہوں وہ اسے اپنی بیوی کے پاس لے گیا اور اسے کہا جناب رسول اللہ

وَنَوْمَتْ صِبيَانَهَا ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهُمَا تُصَلِّمُ سَرَّاجَهَا فَأَلْفَأَتْهُ
فَجَعَلَا يُرِيَانِهِ أَتَهُمَا يَا كَلَانِ فَبَاتَا طَاوِيَيْنِ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضحكك الله الليلة أوعجب من
فَعَالِكُمَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ
خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوْقِ شَحْرَ نَفْسِهِ فَاُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کا احترام کرنا ہوگا۔ اُس نے کہا ہمارے ہاں صرف بچوں کا کھانا ہے۔ انصاری
نے کہا کھانا تیار کرو۔ چراغ روشن کرو اور جب بچے کھانے کا ارادہ کرنے لگیں تو انہیں سلا دو۔ چنانچہ
انصاریہ خاتون نے کھانا تیار کیا اور چراغ روشن کیا اور بچوں کو سلا دیا۔ پھر وہ اُنہیں کہ چراغ کو دست
کرے تو اسے بجھا دیا۔ پھر وہ دونوں (بیوی و شوہر) مہمان سے یہ ظاہر کرتے رہے کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں
اور وہ ساری رات بھوکے رہے جب صبح ہوئی تو انصاری مرد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
ہوا تو (اسے دیکھتے ہی) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات اللہ بہت خوش ہوا ہے یا فرمایا
تمہارے فعل سے بہت خوش ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی وہ اپنے اوپر دوسری
کو ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ وہ خود حاجت مند ہوں۔ اور جو کوئی اپنے نفس کے مجل سے بچا لیا وہ ہی لوگ کامیاب ہوئے۔
شرح : یہ آیت کریمہ انصاری یا انصاری مرد کے بارے میں نازل ہوئی۔

— ۳۵۵۳ —

قاضی اسماعیل نے احکام قرآن میں ذکر کیا حدیث میں مذکور شخص
ثابت بن قیس بن شماس ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب تھے اور بہت فصیح و بلیغ تھے۔ اس
کی دلیل یہ ہے کہ ایک مسلمان شخص روزے سے تھا اور اسے افطار کے لئے کچھ میسر نہ ہوا حتیٰ کہ اس پر تین
دن گزر گئے۔ اس کے حال پر ایک انصاری مطلع ہوا جس کا نام ثابت بن قیس تھا۔ ابن بشکوال نے کہا
وہ عبداللہ بن رواحہ ہیں یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر اور مداح تھے۔ شماس نے اس آیت کی
تفسیر میں ذکر کیا کہ وہ ابوالتوکل ناجی تھا لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ ابوالتوکل تابعی ہے۔ بعض نے کہا کہ وہ خود
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی الحدیث ہیں۔ اسے بھتری نے ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خوش ہونے کا معنی
یہ ہے کہ اللہ راضی ہوا کیونکہ خوشی کو رضا لازم ہے۔ اس آیت کے نزول کا صحیح تر واقعہ یہی ہے جو بخاری
نے ذکر کیا ہے۔ واحدی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ذکر کیا ہے کہ ایک

**بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْبَلُوا مِنْ
مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ**
۳۵۵۲۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى أَبُو عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا شاذان
أَخُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ عَنْ
هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ مَرَّ أَبُو بَكْرٍ
وَالْعَبَّاسُ بِمَجْلِسٍ مِنْ حُجَّالِ الْأَنْصَارِ وَهُمْ يَكُونُونَ فَقَالَ مَا
يُكَيِّكُمْ قَالُوا ذَكَّرْنَا فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا فَدَخَلَ عَلَى
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ قَالَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ
عَصَبَ عَلَى رَأْسِهِ حَاشِيَةً بَرْدٍ قَالَ فَصَعِدَ الْمُنْبَرُ وَلَمْ يَصْعِدْهُ

صحابی کو بکری کا سر نذرانہ پیش کیا گیا تو انھوں نے کہا میرا فلاں بھائی اور اس کے بچے ہم سے زیادہ محتاج
ہیں، انہیں دیں جب انہیں بکری کا سر بھیجا گیا تو انھوں نے کہا فلاں شخص اور اس کے بچے ہم سے
زیادہ محتاج ہیں۔ حتیٰ کہ وہ اپنے اوپر اپنے سے زیادہ محتاج کو ترجیح دیتے رہے اور سات اشخاص تک معاملہ
پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ شح کا معنی ملامت اور نفس کا حرص کرنا ہے۔ اس کا معنی بخل
بھی ہے کہا گیا ہے۔ بغیر حق مال لینا۔ بخل کا معنی مستحق مال سے منع کرنا ہے۔ کہا گیا بخیل وہ ہے کہ جب وہ
کوئی شئی پالے تو سیر ہو جائے اور شیخ کبھی سیر نہیں ہوتا لہذا شیخ بخیل سے عام ہے (یعنی)

باب۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد :
نیک انصار کی نیکیاں قبول کرو اور ان کے خطا کاروں سے درگزر کرو!

۳۵۵۲۔ ترجمہ : ہشام بن زید نے کہا میں نے انس بن مالک کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمِ فَحَمِدَ اللَّهُ وَاشْنَىٰ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أُوصِيكُمْ
بِالْأَنْصَارِ فَإِنَّهُمْ كُرْشِي وَعَيْبَتِي وَقَدْ قَضُوا الَّذِي عَلَيْهِمْ
وَبَقِيَ الَّذِي لَهُمْ فَأَتْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ

ابو بکر صدیق اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما انصاری کی ایک مجلس کے پاس سے گزرے جبکہ وہ وہیں تھے
فرمایا تمہیں کون سی شئی رہلا رہی ہے۔ انہوں نے کہا تیس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے پاس بیٹھنا
یاد آ رہا ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہونے اور یہ واقعہ عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بابہ تشریف لائے جبکہ چادر کے کنارے اپنا سر
مبارک باندھا ہوا تھا۔ راوی نے کہا آپ منبر شریف پر تشریف لائے اس دن کے بعد آپ منبر شریف پر نہ
بیٹھے تھے۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا میں تمہیں انصار کے متعلق وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ میرے
معدہ اور زنبیل کے درجہ میں ہیں۔ جو ان پر حق تھا وہ انہوں نے پورا کر دیا اب ان کا حق باقی رہ گیا ہے پس
تم ان میں سے نیک لوگوں کی نیکی قبول کرو اور خطا کرنے والوں سے درگزر کرو۔

— ۳۵۵۲ —

شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو کرش اور عیبہ فرمایا کیونکہ
کرش حیوان کی غذا کے استقرار کی جگہ ہے جس کے باعث حیوان
کا نشوونما ہوتا ہے۔ اور عیبہ وہ سند و فچی ہے جس میں انسان نفیس اور عمدہ شئی رکھتا ہے۔ یعنی انصار میرے
راز دان اور صاحب امانت ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو رہنے کی جگہ دینا اور آپ کی مدد کرنا ان پر حق اور
ان کی ذمہ داری تھی جیسے انہوں نے لیلۃ العقبہ میں آپ کی بیعت کی اسے انہوں نے پورا کر دیا اور ان کا
جنت میں داخل ہونا باقی رہ گیا ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ آپ کو
رہنے کی جگہ دیں اور آپ کی مدد کریں تو وہ جنت میں داخل ہوں گے اب تمہاری باری یہ ہے کہ ان کے ساتھ
احسان کرو انہیں کسی قسم کی اذیت نہ پہنچے ان میں سے نیک کاروں کی نیکیاں قبول کرو اور خطا کاروں سے
درگزر کرتے رہو۔

اسماء و رجال - محمد بن یحییٰ، ان کی کنیت ابو علی ہے وہ مروزی ہیں - ۲۵۲ ہجری میں فوت ہوئے
(۲) شاذان مروزی ان کا نام عبدالعزیز بن عثمان بن جبہ ہے
یہ عبدان
کے بھائی ہیں - ۲۲۹ ہجری میں فوت ہوئے۔
(۳) شعبہ بن حجاج، ہشام بن زید اور انس بن مالک پہلے حصہ میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۳۵۵۵ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ
الْغَسِيلِ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ
خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ مَلْحَفَةٌ مُنْعَطِفًا بِهَا عَلَى مَنْكِبَيْهِ
وَعَلَيْهِ عَصَابَةٌ وَشِمَاءٌ حَتَّى جَلَسَ عَلَى الْمَنْبَرِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى
عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ وَتَقِلُّ
الْأَنْصَارُ حَتَّى يَكُونُوا كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ مَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ أَمْرًا يَضُرُّ
فِيهِ أَحَدًا أَوْ يَنْفَعُهُ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ
۳۵۵۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْأَنْصَارُ كَزَيْتِي وَعَيْبَتِي وَالنَّاسُ سَيِّئُتُرُونَ
وَيَقْلُونَ وَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ

۳۵۵۵ — ترجمہ : عکرمہ نے کہا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے
سنا کہ بنیاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے جبکہ آپ کے پاس چادر بٹھری تھی جو آپ نے کندھوں
پر اوڑھ رکھی تھی اور کالی پٹی باندھے ہوئے تھے۔ آپ منبر شریف پر بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا
اللہ کی حمد و ثنا کے بعد اے لوگو! لوگ زیادہ ہوتے جاتے ہیں اور انصار کم ہوتے ہیں گئے حتیٰ کہ وہ کھانے میں
ملک کی مانند رہ جائیں گے تم میں سے جو کوئی حکومت کا وارث ہو جس میں وہ کسی کو ضرر یا نفع پہنچا سکے تو
وہ ان کے نیک کاروں سے اچھا سلوک کرے اور خطا کاروں سے درگزر کرے۔

۳۵۵۶ — ترجمہ : انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا انصار میرے معتمد اور زبیل کے درجہ میں ہیں عنقریب
لوگ زیادہ ہوں گے اور یہ کم ہوتے جائیں گے ان میں سے نیکو کاروں سے احسان کرو اور خطا کاروں سے درگزر کرتے ہو

بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ

شرح : یعنی مسلمان زیادہ ہوتے رہیں گے لیکن ان میں سے انصار کم ہوتے جائیں گے۔ ان لوگوں نے

۳۵۵۵ - ۳۵۵۶

اسلام کی بہت مدد کی ہے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رہنے کی جگہ دی اور مدد کی ان کا یہ وقت گزر چکا ہے۔ اس سعادت میں ان سے کوئی نہیں مل سکتا اور اس میدان میں کوئی ان سے سبقت نہیں کر سکتا ان میں سے جو بھی فوت ہوگا اس کی جگہ کبھی پُر نہ ہوگی لہذا وہ کم ہوتے رہیں گے اور دوسرے لوگ زیادہ ہوتے جائیں گے حتیٰ کہ انصار طعام میں نمک کی طرح رہ جائیں گے اور مہاجرین اقالیم کے حاکم ہوں گے اس لئے انہیں فرمایا ان سے احسان کرتے رہو اور انہیں اذیت نہ پہنچے (حدیث ۸۸۶ کی شرح دیکھیں)

اسماء رجال : ابن غسیل وہ عبدالرحمن بن سلیمان بن عبداللہ بن حنظلہ غسیل ملائکہ میں۔ حدیث ۳۳۹۲ کی شرح میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

بَابُ حَضْرَتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

وفات : ذوالحجہ ۵۷ھ مطابق اپریل ۶۲۷ء

آپ کا نسب یہ ہے : سعد بن معاذ بن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل بن جشم بن حرث بن خزرج بن بعیث بن مالک بن اوس انصاری اشہل قبیلہ اوس کے سردار ہیں۔ آپ کی کنیت ابو عمرو ہے اور والدہ کبشہ بنت رافع صحابیہ ہیں۔ بالاتفاق آپ جنگ بدر میں حاضر تھے۔ خندق کے غزوہ میں آپ کو تیر مارا گیا اس کے بعد صرف ایک مہینہ بقیہ حیات رہے۔ آپ نے مدینہ منورہ میں عقبہ اولیٰ اور ثانیہ کے درمیان مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ جب حضرت سعد بن معاذ خندق کے روز حبان بن عرقہ کے تیر مارنے سے زخمی ہو گئے تھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ان کا خیمہ نصب کرایا اور ہر روز آپ کی بیماری پر کیا کرتے تھے حتیٰ کہ پانچ ہجری میں وفات پا گئے۔ آپ کی وفات غزوہ خندق کے ایک ماہ بعد اور بنو قریظہ کے فیصلہ کے چند روز بعد واقع ہوئی۔ زخمی ہو جانے کے بعد آپ نے دُعا کی تھی کہ اے اللہ! جب تک بنو قریظہ کے بارے میں میری آنکھ ٹھنڈی نہ ہو میری موت واقع نہ ہو کیونکہ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول سے

عہد کا نقص کیا اور ان سے محاربت کی ہے۔ اس کے بعد ان کا زخم اچھا ہو گیا۔ حتیٰ کہ بنو قریظہ کی قسمت کا فیصلہ آپ کو مفوض ہوا آپ نے ان کے بارے میں فیصلہ دیا کہ بنو قریظہ کے فوجیوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی اولاد اور عورتوں کو قید کر لیا جائے ان سے مسلمان استعانت کریں یہ فیصلہ سن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سعد تمہارا یہ فیصلہ اللہ کے حکم کے مطابق ہے۔ چنانچہ چار سو قریظیوں کو قتل کیا گیا جب ان کے قتل سے فارغ ہوئے تو زخمی رگ سے خون جاری ہو گیا اور اسی سے آپ وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ !

حضرت سعد بن ابی وقاص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا سعد کے جنازہ میں ستر ہزار فرشتوں نے شرکت کی۔ کثرتِ ہجوم کے باعث فرشتے اپنے پورے قدم زمین پر نہیں جما سکتے تھے۔ حضرت انس بن مالک نے کہا جب ہم نے سعد بن معاذ کا جنازہ اٹھایا تو منافقوں نے کہا اتنا ہلکا جنازہ ہم نے کبھی نہیں دیکھا حالانکہ آپ بہت لمبے اور موٹے تھے۔ یہ سن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے جنازہ کو فرشتوں نے اٹھا رکھا ہے۔ اس لئے جنازہ ہلکا ہے۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بنی عبد الاشہل میں تین شخص ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان سے کوئی افضل نہیں وہ سعد بن معاذ، انس بن حذیر اور عباد بن بشر ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سعد کی موت سے اللہ کا عرش کانپ گیا۔ یہ حدیث متواتر المعنی ہے صحابہ کی بہت بڑی عجمت نے اسے روایت کیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خوبصورت بڑی چادر دیکھ کر فرمایا جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بہتر ہیں اور ارشاد فرمایا اگر کوئی قبر کی تنگی سے نجات پانے والا ہے تو وہ سعد بن معاذ ہے "رضی اللہ عنہ" عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ خندق میں سعد بن معاذ تیر لگنے سے زخمی ہوئے اور شہید فوت ہوئے۔ انھوں نے کہا ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ان کے جنازہ میں جبرائیل علیہ السلام ریشمی عمامہ پہن کر شریک ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کون ہے جس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھل گئے ہیں اور رحمن کا عرش کانپ گیا ہے؟ یہ سن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے چادر گھیٹتے ہوئے باہر تشریف لے گئے اور حضرت سعد کو دیکھا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ ایک انصاری نے کہا ہے

وَمَا أَهْتَرُ عَرْشَ اللَّهِ مِنْ مَوْتِ هَالِكٍ عَلِمْنَا بِهِ إِلَّا لِسَعْدِ ابْنِ عَمْرٍو

ہم جانتے ہیں کہ سعد ابی عمرو کے سوا کسی فوت ہونے والے شخص کے لئے اللہ کا عرش لرزہ باندھام نہیں ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن معاذ نے کہا تین خصلتیں ہیں جن میں میں د ہوں جیسا کہ ہونا چاہیے۔ ان کے سوا وہ ایک انسان ہیں۔

۱۱ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بھی حدیث سنی تو میں نے کہا یہ اللہ کی طرف سے حق بات ہے ۱۲ میں نے نماز پڑھتے وقت کبھی کسی طرف توجہ نہیں کی ۱۳ میں نے کسی جنازہ کی نماز میں

۳۵۵۷۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ
 حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ أَهْدَيْتُ
 لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةَ حَرِيرٍ فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَمْسُوْنَهَا وَيَعْجَبُونَ
 مِنْ لَبِنِهَا قَالَ أَعْجَبُونَ مِنْ لَبِنِ هَذِهِ لِمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ
 خَدِمَهَا أَوَّلِينَ رَوَاهُ قَتَادَةُ وَالزُّهْرِيُّ سَمِعَا النَّسَّاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ۳۵۵۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ الْفَضْلُ بْنُ مُسَاوٍ
 خَاتِنُ أَبِي عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ سَمِعْتُ
 النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَهْتَزُّ الْعَرْشَ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَعَنِ
 الْأَعْمَشِ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ
 فَقَالَ رَجُلٌ لَجَابِرٍ فَإِنَّ الْبَرَاءَ يَقُولُ أَهْتَزُّ السَّرِيرَ فَقَالَ إِنَّهُ كَانَ بَيْنَ
 هَذَيْنِ الْحَيَّيْنِ ضَعَائِنُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَهْتَزُّ
 عَرْشَ الرَّحْمَنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ

اپنے نفس سے بات نہیں کی۔ سعید بن مسیب نے کہا میرا مان ہے کہ یہ تین خصلتیں نبی میں پائی جاتی ہیں (استیفاء)
 ترجمہ : ابو اسحاق نے کہا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا
 ۳۵۵۷۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی بڑی چادر نذرانہ پیش کی گئی تو آپ
 کے صحابہ کرام اسے اپنے ہاتھوں سے چھو کر اس کی نرمی پر تعجب کرنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کی
 نرمی پر تعجب کرتے ہو سعد بن معاذ کے رومال اس سے بہتر ہیں۔ اسے قتادہ اور زہری نے روایت کیا انھوں نے
 بواسطہ انس بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی سماعت کی۔ (حدیث عن ۲۴ کی شرح دیکھیں)
 ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم
 ۳۵۵۸۔ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سعد کی موت سے عرش

۳۵۵۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرَعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
عَنْ سَعْدِ بْنِ ابِرَاهِيمَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُثَيْفٍ عَنْ أَبِي
سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ أَنَسًا نَزَلُوا عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مَعَاذٍ فَأَرْسَلَ
إِلَيْهِ فُجَاءً عَلَى حِمَارٍ فَلَمَّا بَلَغَ قَرِيْبًا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَيْرُكُمْ أَوْ سَيِّدُكُمْ فَقَالَ يَا سَعْدُ إِنَّ هَؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ قَالَ
فَإِنِّي أَحْكُمُ فِيهِمْ أَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ وَتُسَبَّى ذُرَارِيُّهُمْ قَالَ حَكَمْتَ
بِحُكْمِ اللَّهِ أَوْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ

کاپ گیا۔ اعمش سے روایت ہے کہ ہم سے ابوصالح نے جابر کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح بیان کیا
ایک شخص نے حضرت جابر سے کہا کہ براء بن عازب کہتے ہیں کہ جنازہ کی چار پائی مل گئی تھی۔ حضرت جابر نے کہا ان دونوں
قبیلوں کے درمیان دشمنی تھی۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سعد بن معاذ کی موت سے
رحمن کا عرش بل گیا تھا۔

۳۵۵۸ — شرح : علامہ خطابی رحمہ اللہ نے با حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی
مراد یہ ہے کہ قبیلہ اوس اور قبیلہ خزرج کے درمیان کچھ عداوت
تھی۔ حضرت سعد بن معاذ قبیلہ اوس کے سردار تھے۔ خزرجی ان کی فضیلت کا اقرار نہیں کرتے تھے۔ جبکہ
حضرت براء بن عازب خزرجی تھے۔ انھوں نے کہا اگر ”میرٹریہ“ سے مراد جنازہ کی چار پائی ہے جس پر سعد کو
اٹھایا گیا تھا۔ تو بہتر از، کا معنی حرکت و اضطراب ہے۔ یہ حضرت سعد کی فضیلت ہے جسے جبل اُحد کا حرکت
میں آنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس پر موجود حضرات صحابہ کرام کی فضیلت ہے۔ اور اگر سریر اللہ کا عرش
ہے تو اس سے مراد اس کے اٹھانے والے ہیں اور بہتر از کا معنی سرور اور ان کی آمد کی خوشی ہے۔ چنانچہ جب نباتات
سرسبز اور خوبصورت ہوں تو کہا جاتا ہے بہتر النبات، اور یہ بھی احتمال ہے کہ حقیقتہً عرش حرکت میں آیا ہو کیونکہ
اللہ تعالیٰ ہر شئی پر قادر ہے اور یہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی روح کی آمد کی خوشی میں عرش کا حرکت میں آنا ہے۔ کیونکہ جب
مومن کی روح آسمانوں میں جاتی ہے تو فرشتے خوش ہوتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ
نے براء بن عازب کی نفی غرض اور عداوت کی طرف نسبت کیسے جائز سمجھی حالانکہ حضرت براء صحابی ہیں اور

جابر بھی صحابی ہیں۔ کیا ایسی باتوں سے ان کی عدالت تو داغدار نہیں ہوتی؟
اس کا جواب یہ ہے کہ انھوں نے لفظ عرش کو اُس معنی پر محمول کیا جس کا وہ احتمال رکھتا ہے کیونکہ اکثر عرش سے سریر مراد لیا جاتا ہے۔ اس سے حضرت براء کی عدالت میں قدح لازم نہیں آتی۔ جیسے ایسا کلام کرنے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی عدالت میں قدح لازم نہیں آتی۔ لہذا ایسے کلام دونوں صحابیوں کی عدالت متاثر نہیں ہوتی۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علماء کی ایک جماعت نے اسے ظاہر پر محمول کیا ہے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی آمد کی خوشی میں عرش کا حرکت میں آنا ممکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عرش میں یہ احساس پیدا کر دیا تھا جیسے فرمایا:
بعض پتھر اللہ کے خوف کے باعث پہاڑ سے گر پڑتے ہیں
علامہ مازری نے کہا اگر اسے حقیقت پر محمول کیا جائے تو یہ عقلاً بعید نہیں کیونکہ عرش دوسرے اجسام کی طرح جسم ہے حرکت و سکون کا قابل ہے۔

حربی نے کہا یہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات کی شان کی عظمت سے کنا یہ ہے۔ عربوں کی عادت ہے کہ کسی معظّم شئی کو اعظم شئی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں فلاں شخص کی موت سے زمین پر اندھیرا چھا گیا اور قیامت قائم ہو گئی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ چنانچہ ایک شخص۔ ان کی قبر سے مٹی لے کر چلا گیا پھر اسے دیکھا تو وہ کستوری تھی دررضی اللہ تعالیٰ عنہ (یعنی، کرماتی)

ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی لوگوں نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ منظور کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے انہیں پیغام بھیجا وہ گدھے پر سوار آئے جب مسجد کے قریب پہنچے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے میں سے بہترین یا فرمایا اپنے سے افضل کے استقبال کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور فرمایا اے سعد! ان لوگوں نے تمہارا حکم منظور کیا ہے۔ سعد نے کہا میں ان کے متعلق یہ حکم دیتا ہوں کہ ان میں سے جنگ کرنے والوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی عورتوں اور اولاد کو قید کر لیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سعد! تو نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ دیا ہے۔

شرح : حدیث میں مذکور مسجد سے مراد وہ مسجد ہے جو یہودیوں کے محاصرہ کے ایام میں وہاں مسجد تیار کی تھی۔ مسجد نبوی مراد نہیں

اس لئے فرمایا جب سعد مسجد کے قریب آئے اور یہ نہ فرمایا جب وہ مسجد نبوی کے قریب آئے۔ حدیث میں مذکور خطاب انصار سے ہے۔ کیونکہ وہ ان کے سردار تھے۔ اور اگر عام لوگوں سے خطاب ہے تو اس مجلس میں سعد سے بہتر اور کوئی نہ تھا یا اس فیصلہ کے اعتبار سے انہیں سپرد فرمایا ہے۔

(حدیث ۲۸۳۶ کی شرح دیکھیں)۔

باب مناقب اُسَید بن حُصَیر
اور عَمَّاد بن بَشیر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا

اُسید بن حُضیر کی وفات رجب ۲۰ سنہ ۶۴۱ء میں ہوئی،

اُن کا نسب اُسید بن حُضیر بن سماک بن عتیک بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل انصاری اشہلی ہے۔ کنیت ابو یحییٰ یا ابو عتیک ہے۔ ان کا والد حُضیر بُعَاث کی جنگ میں قبیلہ اوس کا سردار تھا۔ اُسید ان صحابہؓ میں سے جنہوں نے پہلے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ لیلۃ العقبہ میں ان کو نقیب مقرر کیا گیا تھا۔ وہ حضرت سعد بن معاذ سے پہلے مُصْعَب بن عُمیر کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔ جنگِ بدر میں ان کے حاضر ہونے میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ ابن سعد نے کہا وہ قوم کے سردار تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے اور زید بن حارثہ کے درمیان بھائی چارہ بنایا تھا۔ اُحد کی جنگ میں ثابت قدم رہے جبکہ دوسرے لوگ بھاگ نکلے تھے۔ اس جنگ میں انہیں سات سخت زخم آئے۔ انہیں اہل بدر میں شمار کیا جاتا ہے۔ ابو ہریرہ نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسید بن حُضیر اچھا آدمی ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا انصار میں تین شخص ہیں ان کی فضیلت کو کوئی نہیں پہنچتا وہ سعد بن معاذ، اُسید بن حُضیر اور عُبَاد بن بشر ہیں۔ واقف ہی نے کہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کسی کو اُسید بن حُضیر سے زیادہ فضیلت نہیں دیتے تھے۔ ابن سکین نے کہا جب اُسید بن حُضیر فوت ہوئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کا مال تین سال فروخت کرتے رہے

اور ان کا قرض ادا کیا اور فرمایا میں اپنے بھائی کے بیٹوں کو تھوکا نہیں رہنے دوں گا تو ان کی زمین واپس کر دی اور اس کا پھل فروخت کیا۔ وہ بیس ہجری کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں فوت ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ انہیں خود اٹھا کر قبر میں رکھا۔ اور وہ جنت البقیع میں مدفون ہیں، (اصابہ)

عَبَّاد بن بشر رضى الله عنه

ان کا نسب عباد بن بشر بن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبد الاشہل ہے۔ وہ اکثر غزوات میں حاضر ہوئے

۳۵۶۔ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانٌ قَالَ حَدَّثَنَا
 حَبَّانٌ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلَيْنِ
 خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَإِذَا نُورٌ بَيْنَ
 أَيْدِيهِمَا حَتَّى تَفَرَّقَا فَتَفَرَّقَ النُّورُ مَعَهُمَا وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ
 أَنَسٍ أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَرَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ
 قَالَ حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ أُسَيْدٌ وَعَبَادُ بْنُ
 بَشِيرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور پیامہ کی لڑائی میں شہید ہوئے۔ جبکہ ان کی عمر صرف پینتالیس برس تھی۔ انہوں نے کعب بن اشرف طاعوت
 یہود کو قتل کیا تھا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا انصار میں سے تین شخص ہیں ان سے بڑھ کر کوئی افضل
 نہیں وہ سب بنی عبدالاشہل سے ہیں وہ اسید بن حضیر، سعد بن معاذ اور عباد بن بشر ہیں۔ صحیح حدیث میں ام المؤمنین
 عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عباد بن بشر کی آواز سنی تو فرمایا اے اللہ! عباد پر
 رحم فرما۔ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عباد بن بشر اور اسید بن حضیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی مجلس شریف سے فارغ ہو کر اپنے گھروں کو نکلے جبکہ رات اندھیری ہو چکی تھی تو ان میں سے ایک کی چھڑی روشن
 ہو گئی اور وہ اس کی روشنی میں چلتے رہے پھر جب وہ اپنے گھروں کو جانے کے لئے جدا ہوئے تو ان میں
 سے ہر ایک کی چھڑی روشن ہو گئی (اصابہ)

۳۵۶۔ — توجہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو شخص نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے پاس سے اندھیری رات میں نکلے وہ کیا دیکھتے ہیں
 کہ ان کے آگے نور ظاہر ہوا ہے۔ حتیٰ کہ وہ جدا ہو گئے تو نور بھی ان کے ساتھ تقسیم ہو گیا۔ معمر نے ثابت سے
 اُٹھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ یہ دونوں اسید بن حضیر اور ایک انصاری آدمی تھے
 حماد نے کہا ہم سے ثابت نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔

۳۵۶۔ — شرح : اوپر بیان ہو چکا ہے کہ یہ دونوں شخص جن کی چھڑیاں روشن ہو گئی

بَابُ مَنَاقِبِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

حقیق اُسید بن حُضیر اور عباد میں بشر تھے۔ حاکم نے بھی مستدرک میں انہیں کو ذکر کیا ہے۔ لیکن باب کی حدیث میں ان کی تعین میں سکوت ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

وفات : ربيع الاول ۸۱ھ مطابق مارچ ۶۳۹ء

آپ کا نسب : معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عابد بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی بن علی بن اسد بن سارہ بن یزید بن جشم بن بانی بن تیم بن کعب بن سلمہ ہے کنیت ابو عبد الرحمن ہے آپ انصاری خزرجی ہیں آپ حلال و حرام کے علم میں امام ہیں۔ ابو ادیس خولانی نے کہا آپ کا رنگ سفید چہرہ روشن تھا۔ سامنے والے دانت چمکتے تھے آنکھیں سرگین تھیں۔ کعب بن مالک نے کہا آپ خوبصورت نوجوان خوش طبع تھے۔ تمام جنگوں میں حاضر رہے۔ اکیس برس کی عمر میں جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن میں حاکم مقرر کیا تھا۔ جب انہیں یمن کی طرف روانہ کیا تو فرمایا میں نے دین میں تمہاری مضبوطی دیکھی ہے۔ تمہارے لئے میں ہدیہ قبول کرنا اچھا سمجھتا ہوں اگر کوئی تمہیں ہدیہ کی طرح کوئی شے دی جائے تو اسے قبول کر لو اور انہیں رخصت کرتے وقت فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری ہر طرف سے حفاظت کرے اور انسان و جن کی شرارتیں تم سے دور کرے۔ اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں قرآن جمع کیا تھا۔

شعبی نے مسروق سے روایت کی کہ ہم ابن مسعود کے پاس تھے تو اُنھوں نے پڑھا ”اِنَّ مُعَاذًا كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ“ فروہ بن نوفل نے کہا میں یہ بھول گیا ہوں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نہیں بھولا ہوں۔ ہم انہیں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشابہ جانتے تھے۔ ابو نعیم نے حلیہ میں انہیں امام الفقہاء اور کنز العلماء کہا ہے۔ وہ عقبہ، بدر اور دیگر غزوات میں حاضر ہوتے رہے ہیں۔ انصار نوجوانوں میں بُرد بار حیا دار اور سخی نوجوان تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے جو سوال عرض کرتے اللہ انہیں عطا کرتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا عورتیں معاذ جیسے شخص کو جہنم دینے میں عاجز رہ گئی ہیں۔ اگر معاذ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا مرفوع حدیث میں ہے معاذ حلال و حرام کے علم میں سب سے بڑے عالم ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

۳۵۶۱ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ
 قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ اِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
 اسْتَقْرُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَسَالِمٍ مَوْلَى
 أَبِي حَذِيفَةَ وَأَبِي وَمَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

بَابُ مَنْقَبَةِ سَعْدِ بْنِ عِبَادَةَ
 وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلًا صَالِحًا

کے عہد خلافت میں یمن سے واپس آئے اٹھارہ ہجری کو شام میں طاعون کے مرض سے فوت ہوئے۔ اور چونتیس
 برس بقید حیات رہے۔

۳۵۶۱ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ چار آدمیوں سے
 قرآن کریم پڑھو عبداللہ بن مسعود، سالم مولى ابو حذیفہ، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم۔

بَابُ — مناقب سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

وفات : رجب ۵۱۱ھ مطابق اگست ۶۳۶ء

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وہ اس سے پہلے نیک مرد تھا
 آپ کا نسب یہ ہے۔ سعد بن عبادہ بن دلیم بن حارثہ بن حرام بن خزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن خزرج

۳۵۶۲۔ حَدَّثَنَا اسْحَقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمدِ حَدَّثَنَا

شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَلْشَّيْخَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ اَبُو اَسِيْدٍ قَالَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُورِ الْاَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُو
عَبْدِ الْاَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ وَ

بن ساعدہ بن کعب بن خزرج انصاری ہیں کینیت ابو ثابت اور ابو قیس ہے۔ ان کی والدہ عمرہ بنت مسعود صحابیہ ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں پانچ ہجری کو فوت ہو گئی تھیں۔ حضرت سعد بن عبادہ عقبہ میں حاضر تھے اور بارہ نقباء میں سے ایک نقیب تھے۔ امام بخاری نے ثابت کیا ہے کہ وہ بدر میں حاضر تھے لیکن ابن سعد نے کہا انھوں نے بدر کی تیاری کی تھی پھر سست پڑ گئے اور بدر میں نہ گئے۔ وہ بہت تیر انداز تھے۔ انہیں کامل کہا جاتا تھا وہ سخاوت میں بہت مشہور تھے۔ اسی طرح ان کا والد، دادا اور لڑکے بہت سخی تھے۔ انھوں نے ایک منارہ بنا رکھا تھا۔ ہر روز اس پر نداء کی جاتی تھی کہ جو کوئی چربی اور گوشت کھانا چاہتا ہے وہ اطم و لیم بن حارثہ میں آ جائے۔ حضرت سعد کا پیالہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی بیویوں کے گھروں میں پھرتا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہا نے کہا تمام جنگوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو جھنڈے ہوتے تھے۔ مہاجرین کا جھنڈا حضرت علی کے ہاتھ میں اور انصار کا جھنڈا سعد بن عبادہ کے پاس ہوتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر دعاء فرمائی: اے اللہ! سعد بن عبادہ کی آل پر اپنی رحمتیں کر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ انصار کو اچھی جزاء دے خصوصاً عبداللہ بن عمرو بن حرام اور سعد بن عبادہ کو رضی اللہ عنہا۔ ابن ابی دنیانے ابن سیرین طریقی سے بیان کیا کہ جب شام ہوتی تو لوگ اہل صفہ کو کھانا کھلانے اپنے گھر لے جاتے کوئی شخص ایک کو کوئی دو کو کوئی تین کو ہمراہ لے جاتے اور سعد بن عبادہ آٹھ مساکین کو کھانا کھلانے ساتھ لے جاتے تھے۔

ایک روایت کے مطابق سعد بن عبادہ اسی اصحاب کو ہر روز کھانا کھلاتے تھے انھوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کی اور شام چلے گئے اور پندرہ ہجری کو حوران میں فوت ہو گئے۔ کہا گیا ہے سعد بن عبادہ کی قبر مینحہ میں ہے۔ مینحہ دمشق کے قریب ایک گاؤں ہے۔ سعید بن عبد العزیز نے کہا وہ بصری میں فوت ہوئے اور وہ پہلا شہر ہے جو شام میں فتح کیا گیا تھا۔

ترجمہ : ابو اَسِيْدِ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار کے گھرانوں میں سے بہتر گھرانہ بنو نجار کا گھرانہ ہے۔

۳۵۶۲۔

فِي كُلِّ دُورٍ الْأَنْصَارُ خَيْرٌ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَكَانَ ذَا قَدَمٍ
فِي الْإِسْلَامِ أَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا فِقْلَ
لَهُ قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلَى نَاسٍ كَثِيرٍ

بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بِنِ كَعْبٍ

پھر بنو عبد الاشہل پھر بنو حارث بن خزرج پھر بنو ساعدہ اور انصار کے تمام گھرانوں میں بہتری ہے سعد بن
عبادہ نے کہا جبکہ وہ قدیم الاسلام ہیں۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں کہ آپ نے
لوگوں کو ہم پر فضیلت دی ہے۔ ان سے کہا گیا تمہیں بہت لوگوں پر فضیلت دی ہے۔

شرح : ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سعد بن عبادہ کے
متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ حدیث افک سے پہلے سعد بن

۳۵۶۲ —

عبادہ اچھا شخص تھا۔ لیکن حدیث افک میں انھوں نے اچھا کردار ادا نہیں کیا اس کی تفصیل حدیث الافک
میں گزری ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا یہ مقصد نہیں کہ سعد میں پہلی صلاحیت نہیں رہی کیونکہ اس گفتگو
میں جو کچھ سعد نے کہا تھا وہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رد میں کہا تھا اس کو یہ لازم نہیں کہ افک کے واقعہ میں
ان کی وہ صفت زائل ہو چکی ہے۔ بلکہ ان کی یہ صفت مستمرہ ہے (یعنی)
(انصار کے گھرانوں کی فضیلت کے باب میں حدیث ۳۵۶۲ کی شرح دیکھیں)

بَابُ حَضْرَتِ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

وفات : رمضان المبارک ۲۰ھ مطابق اگست ۶۴۱ھ

آپ کا نسب یہ ہے : اُبی بن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن نجار
آپ انصاری نجاری ہیں۔ کنیت ابو المنذر اور ابو الطفیل ہے۔ آپ سیدہ القراء ہیں۔ عقبہ ثانیہ میں میت
کرنے والوں میں سے ہیں۔ غزوہ بدر اور دیگر غزوات میں حاضر ہوتے رہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۳۵۶۳ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ ذَكَرَ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ
عَمْرِو فَقَالَ ذَاكَ رَجُلٌ لَا أَرَاكَ أَحِبُّهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ
فَبَدَأَ بِهِ وَسَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حَذِيفَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ
وَأَبِي بَنْ كَعْبٍ

اُن سے فرمایا اے ابا المنذر تمہیں علم مبارک ہو اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قرآن
سُناؤں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ انہیں سید المسلمین کہا کرتے تھے اور فرماتے : اے ابی پڑھیے
اس طرح کی روایت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی منقول ہے۔

واقعی نے کہا سب سے پہلے انہی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط لکھا اور وہ پہلے شخص ہیں
جس نے خط کے آخر میں لکھا اے فلاں بن فلاں نے لکھا ہے۔ ان کا قد و قامت درمیانہ دار تھی
سفید تھی اس پر خضاب نہیں لگاتے تھے۔ ابن ابی خیشمہ نے کہا میں نے یحییٰ بن معین کو یہ کہتے ہوئے سنا
کہ ابن ابی کعب بنی یا انیس ہجری میں فوت ہوئے۔ جس روز وہ فوت ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
نے کہا آج مسلمانوں کا سردار فوت ہو گیا ہے۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ وہ تیس ہجری کو حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں فوت ہوئے۔ ابن عبد البر نے کہا اکثر لوگ کہتے ہیں کہ وہ حضرت عمر فاروق
کے عہد خلافت میں فوت ہوئے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ تیس ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے
بعض علماء نے کہا اس سے پہلے فوت ہوئے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

ترجمہ : مسروق سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرو کے پاس حضرت
عبد اللہ بن مسعود کا تذکرہ ہوا تو انہوں نے کہا اس شخص سے

۳۵۶۳ — میں ہمیشہ محبت کرتا رہوں گا۔ کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ چار آدمیوں سے
قرآن پڑھو اور عبد اللہ بن مسعود کو پہلے ذکر کیا۔ ابو حذیفہ کا آدا کردہ غلام سالم، معاذ بن جبل اور

۳۵۶۲ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ
قَالَ سَمِعْتُ شُعْبَةَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بُدَّ لِي أَنْ أَلْقِيَ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنْ
الَّذِينَ كَفَرُوا قَالَ وَسَمَانِي قَالَ نَعَمْ فَبَكَى

أَبِي بَن كَعْب -

(سالم مولی ابو حذیفہ کے مناقب میں حدیث ۳۵۱۴ کی شرح دیجیے)

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب سے فرمایا
۳۵۶۲ — اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں لَمْ يَكُنْ الَّذِينَ كَفَرُوا ” سناؤں۔ ابی نے کہا
یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے میرا نام ذکر کیا ہے فرمایا ہاں (یہ سن کر) وہ رو پڑے۔
شرح : سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم
۳۵۶۲ — سے ابی کو قرآن پاک سنایا یہ ابی کی عظیم منقبت

ہے جس میں کوئی اس سے شریک نہیں۔

حضرت ابی کا رونا خوشی اور کسر نفسی کے طور پر تھا۔ یا وہ اس لئے روئے تھے کہ یہ ان
پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اس نعمت کے شکر میں تقصیر کر دیں۔
حدیث میں مذکور سورت کی تخصیص یہ ہے کہ یہ سورت مختصر ہونے کے علاوہ اصول، قواعد اور
اہم امور کی جامع ہے اور حال کا مقتضی بھی اختصار تھا۔ اور حضرت ابی کو سنانے میں حکمت یہ
تھی کہ ابی کو اس کے الفاظ اداء کرنے کی کیفیت اور وقوف کے مواضع کا علم آجائے۔ سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کا ابی کو قرآن سنانا اسی لئے تھا ان سے سیکھنے کے لئے نہیں تھا یا اس لئے تھا
کہ قرآن کے حافظوں کو قرآن سنانا مسنون ہو جائے۔ اگرچہ وہ سنانے والوں سے نسب، دین،
اور فضیلت میں کم ہوں یا حضرت ابی کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے پڑھاتا کہ لوگوں کو ان سے تہان
پڑھنے میں رغبت ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تراءت
قرآن میں مشہور امام ہوئے۔

مَنَاقِبُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

باب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

وفات : رجب ۵۴ھ مطابق ۱۷ ستمبر ۶۶۵ء

آپ کا نسب یہ ہے : زید بن ثابت بن ضحاک بن زید بن لوزان بن عمرو بن عبدعوف بن غنم بن مالک بن نجار انصاری خزرجی، کنیت ابوسعید ہے۔ ابو ثابت بھی ذکر کی جاتی ہے وہ بدر کی لڑائی میں کسبن تھے اور اُحد کی جنگ میں حاضر ہوئے۔ کہا گیا ہے کہ انھوں نے سب سے پہلے غزوہ خندق لڑا اور تبوک کی لڑائی میں بنو نجار کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔ ان سے پہلے عمارہ بن حزم کے پاس تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے لے کر انہیں دے دیا تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میری کوئی شکایت آپ کو پہنچی ہے۔ فرمایا نہیں لیکن قرآن کا فیصلہ مقدم ہے وہ کاتب وحی بھی تھے۔ ان کی والدہ نوار بنت مالک بن معاویہ بن عدی ہے۔ حضرت زید کا والد بُعَاث کی جنگ میں قتل ہو گیا تھا۔ یہ ہجرت سے پانچ سال قبل کا واقعہ ہے۔ حضرت زید عالم صحابی تھے یرموک کا مال غنیمت انھوں نے تقسیم کیا تھا اور انھوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قرآن جمع کیا۔ زید نے کہا جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو مجھے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور کہا گیا یہ قبیلہ بنی نجار سے تعلق رکھتے ہیں اور انہیں سترہ سو تیس یاد ہیں۔ چنانچہ میں نے آپ کے حضور وہ پڑھیں تو آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کیا تم لکھنا جانتے ہو؟ مجھے یہودیوں کی کتابت پر اعتماد نہیں۔ چنانچہ میں نے لکھنا شروع کیا اور پندرہ روز نہ گزرے ہوں گے کہ میں لکھنے میں ماہر ہو گیا۔ پھر آپ کے خطوط میں لکھا کرتا تھا۔ جب وہ آپ کو خط لکھتے تو میں پڑھا کرتا تھا۔ زید بن ثابت نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں لوگوں کو خط لکھتا ہوں مجھے ڈر ہے کہ وہ اس میں کمی بیشی کر دیں تم سریانی زبان سیکھو تو میں نے سترہ روز میں زبان سیکھ لی۔

واقعی نے زید بن ثابت کے طریق سے ذکر کیا کہ زید نے کہا مجھے غزوہ بدر اور اُحد میں اجازت نہ دی گئی اور غزوہ خندق میں مجھے اجازت حاصل ہو گئی۔ زید نے کہا وہ لوگوں کے ساتھ مٹی اٹھا کر باہر لاتے تھے۔ اچانک زید کو ادنگھ آگئی۔ عمارہ بن حزم نے آکر زید کے ہتھیار پکڑ لئے اور زید کو معلوم تک نہ ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دریا ابارقاد، اس بونے سے آپ نے مومن کو گھبراہٹ میں ڈالنے سے منع

۳۵۶۵ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ
 حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ أَبِي وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ
 وَأَبُو زَيْدٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ قُلْتُ لِأَنَسٍ مَنْ أَبُو زَيْدٍ قَالَ أَحَدُ
 عَشْرَتِي

کر دیا کہ مومن کا سامان خوش طبعی وغیرہ میں نہ لیا جائے۔
 شعبی سے روایت ہے کہ زید بن ثابت سواری پر سوار ہونے لگے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
 نے ان کی رکاب پکڑ لی۔ زید نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ایسا نہ کرو۔ انھوں
 نے فرمایا کچھ حرج نہیں ہم علماء اور بزرگوں کے حضور اسی طرح کیا کرتے ہیں۔ ثابت بن عبید نے کہا ہم نے
 زید بن ثابت کو دیکھا کہ اپنے گھر میں بہت خوش طبع اور مجلس میں بہت باوقار ہوتے تھے۔
 بغوی نے صحیح اسناد سے خارجہ بن زید سے روایت کی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب سفر
 کو جاتے تو انہیں اپنا قائم مقام کرتے تھے اور جب واپس آتے تو انہیں کھجوروں کا باغ عطا کرتے تھے۔
 ۴۵ ہجری کو مدینہ منورہ میں آپ نے وفات پائی۔ جس روز ان کا انتقال ہوا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا
 آج اس امت کا عالم فوت ہو گیا ہے۔ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ان کا خلیفہ مقرر
 کرے گا۔ جب وہ فوت ہو گئے تو حسان بن ثابت نے یہ مرثیہ کہا ہے

لَمَّا لَقَوْنَا بَعْدَ حَسَّانٍ وَابْنِهِ وَمَنْ لِلْمَعَانِي بَعْدَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ

حسان اور ان کے بیٹے کے بعد کون اشعار پڑے گا اور زید بن ثابت کے بعد کون معانی بیان کریگا (اصابہ)
 ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 ۳۵۶۵ — کے زمانہ پاک میں قرآن کو چار آدمیوں نے جمع کیا اور وہ سب انصاری
 تھے۔ اُبی بن کعب معاذ بن جبل، ابو زید اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم، قتادہ نے کہا میں نے حضرت انس
 سے کہا ابو زید کون ہے؟ انھوں نے کہا میرا ایک چچا ہے۔

۳۵۶۵ — شرح : ابو زید سعد بن عبید اسی بدری ہیں وہ سعد قاری مشہور ہیں۔
 پندرہ ہجری کو قتادہ سیہ کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے حضرت انس
 نے کہا ابو زید میرا چچا ہے کیونکہ حضرت انس بن مالک بن نضر بن مخضم بن زید بن حرام ہیں۔ اور ابو زید بھی

بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

قبیلہ بنی حرام میں سے ہیں۔ استیعاب میں ذکر کیا کہ اُس اور خنجر دو نون قبیلوں نے ایک دوسرے پر فخر کی باتیں کیں۔ اوس نے کہا ہم میں حنظلہ میں جنہیں فشتوں نے غسل دیا اور ہم میں عامم ہے جن کی شبہ کی مکھیوں نے مشرکوں سے حفاظت کی اور وہ ان کی لاش پر کامیاب نہ ہوئے اور ہم میں سعد بن معاذ میں جن کی موت پر اللہ کا عرش حرکت میں آگیا تھا۔ اور ہم میں حضرت خذیمہ ہے جن کی گواہی دو گواہوں کے برابر ہے۔ خنجر نے کہا ہم میں چار آدمی ہیں جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں قرآن جمع کیا وہ معاذ، ابی، زید بن ثابت اور ابو زید ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ان چار انصاریوں کے علاوہ خلفاء اربعہ نے بھی قرآن کریم کو جمع کیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک عدد کا مفہوم دوسرے زائد عدد کی نفی نہیں کرتا یا انھوں نے زبانی یاد قرآن جمع کیا تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بعض قرآن آپ کی وفات کے قریب نازل ہوا تھا۔ تو انھوں نے سارا قرآن کیسے جمع کر لیا اس کا جواب یہ ہے کہ انھوں نے وفات سے پہلے وہ بعض بھی جمع کر لیا تھا۔ مازری نے کہا اس بعض ملاحظہ نے استدلال کیا کہ قرآن پاک متواتر نہیں کیونکہ اسے چار آدمیوں نے جمع کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے اس میں ہرگز اس بات کی تصریح نہیں کہ ان چاروں کے سوا اور کسی نے جمع نہیں کیا۔ اگر یہ تسلیم بھی کر لیں کہ صرف چار آدمیوں نے جمع کیا ہے تو اس سے قرآن کے تواتر میں ہرگز قدح نہیں کیونکہ اس کے ہر جزء کو بے شمار لوگوں نے حفظ کیا جن سے تواتر حاصل ہوتا ہے اور تواتر کی یہ شرط نہیں کہ سارا قرآن سب لوگ نقل کریں بلکہ جب ہر جزء کو تواتر کے عدد نے جمع کیا تو سارا قرآن متواتر ہوا۔ واللہ ورسولہ اعلم بالسرائر

بَابُ مَنَاقِبِ حَضْرَتِ ابِو طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

وفات : صفر ۳۵ھ مطابق اگست ۶۵۵ء

ابو طلحہ زید بن سہل بن اسود بن حرام انصاری خنجر بنی غنیمہ میں۔ حضرت انس بن مالک کی والدہ اُمّ سلیم کے شوہر ہیں تمام جنگوں میں حاضر رہے اور بارہ نقباء میں سے ہیں۔ ۳۵ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ کہا گیا ہے کہ ۳۲ یا ۳۴ ہجری کو فوت ہوئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد چالیس برس بقید حیات رہے۔ وہ ہمیشہ روزہ سے ہوتے تھے۔ البزرجی دمشق نے کہا وہ شام میں فوت ہوئے جبکہ حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک غزوہ کے وقت سمندر میں

۳۵۶۶ — حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ
 قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ يَوْمَ أَحَدٍ انْهَزَمَ
 وَأَبُو طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجُوبٌ عَلَيْهِ بِحَفَةِ لَهُ وَكَانَ
 أَبُو طَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا شَدِيدًا الْقِدْرِ يَكْسِرُ يَوْمِيذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ
 ثَلَاثَةً وَكَانَ الرَّجُلُ يَمْرُوعَةً الْجَعْبَةِ مِنَ الذَّبْلِ فَيَقُولُ أَنْشُرْهَا
 لِأَبِي طَلْحَةَ فَأَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ فَيَقُولُ
 أَبُو طَلْحَةَ يَا بَنِي اللَّهِ بَايَ أَنْتَ وَأَهْلِي لَا تُشْرِفْ يُصِيبُكَ سَهْمٌ
 مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ مَخْرُجِي دُونَ مَخْرَجِكَ وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ
 بَذَتْ إِلَى وَائِيٍّ وَأَمَّ سُلَيْمٍ وَأَنْتَهُمَا لَمْ شَمَّرَتَانِ أَرَى خَدَمَ سَوْفَهُمَا
 تَنْقُزَانِ الْقَرَبَ عَلَى مَثْوِيهِمَا تَفْرَعَانِي فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ
 ثُمَّ تَرْجَعَانِ فَيَمْلَأْنِيهِمَا ثُمَّ تَجِيئَانِ تَفْرَعَانِي فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ
 وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدِ أَبِي طَلْحَةَ أَمَّا مَرَّتَيْنِ وَأَمَّا ثَلَاثًا

فوت ہوئے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا اُحد کی جنگ میں لوگ نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو ابو طلحہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۵۶۶ —

کے آگے ڈھال بنے ہوئے تھے۔ ابو طلحہ سخت تیر انداز تھے اور ان کی کمان کی رسی سخت تھی۔ اس روز انھوں
 نے دو یا تین کمانیں توڑی تھیں۔ جب کوئی شخص ان کے پاس سے تیروں کا ترکش لے کر گزرتا تو جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ان تیروں کو ابو طلحہ کے سامنے ڈال دو۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک اٹھا کر
 کافروں کو دیکھتے تو ابو طلحہ کہتے یا بنی اللہ! میرا باپ اور میری ماں قربان ہوں۔ آپ سر مبارک اوپر نہ اٹھائیں
 ایسا نہ ہو کہ کسی کافر کا تیر آپ کو لگ جائے۔ میرا سینہ آپ کے سینہ مبارک کے سامنے ہے۔ میں ام المؤمنین

بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

عائشہ بنت ابی بکر اور اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ دونوں اپنے دامن اٹھائے ہوئے تھیں میں ان کی پنڈلیوں کا زیور دیکھ رہا تھا۔ وہ اپنی پیٹ پر مشکیزے اٹھا کر لاتیں اور زخمیوں کے مونہوں میں پانی ڈالتی تھیں پھر واپس جا کر مشکیزے بھر کر لاتیں اور زخمیوں کے مونہوں میں ڈالتی تھیں۔ ابو طلحہ کے ہاتھ سے دو یا تین بار تلوار گری تھی۔

۳۵۶۶ — شرح : مُجَوِّفٌ دُحَالٌ بِنَاهُؤَا ، بِحَفَّةٍ ، چمڑے کی ڈھال جس میں لکڑی نہ ہو ، شَدِيدًا الْقَدْرُ ، کمان کی رسی کو سخت کھینچنے کی اشارت ، اوپر کو جھانکنا ۔ سحر ، سینہ یعنی میرا سینہ آپ کے سینہ کے آگے ہے ۔ اور میں اس حال میں ہوں کہ میرا سینہ آپ کے سینہ کے لئے ڈھال کی مانند ہے ۔ اُمِّ سَلِيمٍ ، کا نام سہیلہ ہے وہ حضرت انس کی والدہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی حوالہ ہیں ۔ انس کے والد مالک کے فوت ہو جانے کے بعد ان سے ابو طلحہ نے نکاح کر لیا تھا ۔ مُشْتَرَتَانِ ، دامن اٹھا کر پانی پلانے میں کوشش کر رہی تھیں ۔ خَدَمٌ ، خدمہ کی جمع ہے اس کا معنی زیور ہے ۔ سَوَّاقٌ ، ساق کی جمع ہے اس کا معنی پنڈلی ہے ۔ یعنی وہ دامن اٹھا کر زخمیوں کو پانی پلا رہی تھی اور میں ان کی پنڈلیوں کا زیور دیکھ رہا تھا ۔ اس وقت پردہ کی آنت نازل نہیں ہوئی تھی ۔ يَنْقُرَانِ ، اٹھا رہی تھیں ۔ قَرَبَ مُشْكِيْزَةٍ ، مُتَوْنِمًا ، اپنی پیٹ پر ۔ حدیث ۲۶۸۳ کا باب غزو النساء میں مطالعہ کریں ۔

بَابُ حَضْرَتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

وفات : رجب ۴۳ھ مطابق اکتوبر ۶۶۳ء

آپ عبد اللہ بن سلام بن حرث اسرائیلی اور قبیلہ بنی قینقاع سے انصاری ہیں کنیت ابو یوسف ہے ۔ اور حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ہیں ۔ ابو عمر و نے کہا وہ انصار کے حلیف تھے ۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بنی عوف بن خزرج کے قافلوں کے حلیف تھے ۔ جاہلیت میں اُن کا نام حصین تھا جب اسلام قبول کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبد اللہ رکھا ۔ وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ۴۳ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں

۳۵۶۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ سَمِعْتُ

مَالِكًا يَحَدِّثُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَامِرِ
بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ لِأَحَدٍ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا لِعَبْدٍ
لِللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ وَفِيهِ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَشَهِدَ شَاهِدٌ
مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ الْآيَةَ قَالَ لَا أَدْرِي قَالَ مَالِكُ الْآيَةُ أَوْ

فِي الْحَدِيثِ

تشریف لائے تو آپ کو دیکھتے ہی مسلمان ہو گئے۔ ابو ادریس خولانی نے یزید بن عمرہ سے روایت کی کہ
انہوں نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے
ہوئے سنا کہ عبد اللہ بن سلام دس جنتیوں میں دسویں ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح الاسناد ہے (عینی)

ترجمہ : عامر بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے والد سعد بن ابی وقاص سے

روایت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو زمین پر چلنے

۳۵۶۷۔

والوں میں سے عبد اللہ بن سلام کے سوا کسی کے متعلق یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ وہ جنتی ہے۔ فرمایا: ان کی
شان میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے گواہی دی، عبد اللہ بن یوسف نے کہا
مجھے معلوم نہیں کہ لفظ آیت مالک کا قول ہے یا حدیث میں ہے۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جنہیں جنت کی خوشخبری دی گئی

ہے وہ دس صحابہ ہیں۔ جنہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے اس

۳۵۶۷۔

حدیث کا کیا مقصد ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ راوی اپنی سماعت کی نفی کر رہا ہے کہ اُس نے عبد اللہ بن
سلام کے سوا اور کسی کے متعلق جنتی فرماتے ہوئے نہیں سنا اس کو یہ لازم نہیں کہ اس کے سوا کسی اور کے جنتی
ہونے کی خبر نہیں دی۔ علاوہ ازیں ایک عدد کی تخصیص زائد عدد کی نفی نہیں کرتی۔ یا عشرہ سے وہ صحابہ مراد
میں جن کے بارے میں لفظ بشارت فرمایا یا وہ صحابہ مراد ہیں جنہیں ایک مجلس میں خوشخبری دی گئی اور عبد اللہ
کے زمین پر چلنے کی حالت میں ان کے سوا کسی کے لئے یہ نہیں فرمایا کہ وہ جنتی ہے۔ مذکور تاویل نہایت ضروری
ہے کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرمایا: وہ جنت کے نوجوانوں

۳۵۶۸۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهْرُ
السَّمَانُ عَنْ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا
فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلَى وَجْهِهِ اثْرُ الْخُشُوعِ فَقَالُوا
هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ بِحُورٍ فِيهِمَا ثَمَرَةٌ
وَتَبِعْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّكَ حِينَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوا هَذَا رَجُلٌ
مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ وَاللَّهِ مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ مَا لَا يَعْلَمُ
وَسَأَحَدُكَ لِمَ ذَاكَ رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ وَرَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ ذَكَرَ مِنْ سَعَتِهَا وَخَضِرَتِهَا
وَوَسْطُهَا عَمُودٌ مِنْ حَدِيدٍ أَسْفَلُهُ فِي الْأَرْضِ وَأَعْلَاهُ فِي السَّمَاءِ
فِي أَعْلَاهُ عُرْوَةٌ فَبُذِلَ لِي أَرْقُهُ قُلْتُ لَا أَسْتَطِيعُ فَأَتَانِي مُنْصِفٌ

کے سردار ہیں، اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں بلکہ اہل بدر کے متعلق فرمایا ”جو چاہو کرو اللہ نے تمہیں بخش دیا ہے۔ اس کے علاوہ سینکڑوں حضرات کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ جنتی ہیں۔

ترجمہ : قیس بن عباد نے کہا میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا جس کے چہرے پر خشوع کا اثر تھا۔

۳۵۶۸۔

لوگوں نے کہا یہ شخص جنتی ہے۔ اس نے دو رکعتیں نماز پڑھی اور اس میں اختصار کیا پھر باہر چلا گیا اور میں بھی اس کے پیچھے چل پڑا۔ پھر میں نے کہا جب تم مسجد میں داخل ہوئے تھے۔ لوگوں نے کہا تھا یہ شخص جنتی ہے۔ اس نے کہا بخدا! کسی کو یہ لائق نہیں کہ وہ ایسی بات کہے جو نہ جانتا ہو۔ میں نہیں بتاتا ہوں کہ یہ کیوں کہتے ہیں بدر اصل میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ایک خواب دیکھا تھا۔ پھر میں نے وہ آپ کے حضور بیان کیا میں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ میں ایک باغ میں ہوں۔ اور اس کی وسعت اور تروتازگی ذکر کی۔ اس کے درمیان لوہے کا ایک ستون تھا۔ جس کا نچلا حصہ زمین میں اور اوپر والا آسمان میں ہے۔ اس کے اوپر ایک گنڈا ہے۔ پھر اسے کہا گیا کہ اس ستون پر چڑھو میں نے کہا مجھ میں یہ طاقت نہیں تو یہ سے پاس ایک خادم آیا اس نے

وَرَفَعَ ثِيَابِي مِنْ خَلْفِي فَرَقِيتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلَاهَا فَأَخَذْتُ
بِالْعُرْوَةِ فَقِيلَ لِي اسْتَمْسِكْ فَاسْتَيْقَظْتُ وَإِنَّمَا لَفِي يَدِي
فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تِلْكَ الرُّوضَةُ الْإِسْلَامُ
وَذَلِكَ الْعَمُودُ عَمُودُ الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ الْوُثْقَى فَانْتَ
عَلَى الْإِسْلَامِ حَتَّى تَمُوتَ وَذَلِكَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ وَقَالَ
لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا مَعَاذُ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ
عَبَادٍ عَنْ ابْنِ سَلَامٍ وَقَالَ وَصِيفُ مَكَانٍ مَنَصِفٌ

مجھے سے میرے کپڑے اٹھائے تو میں اُوپر چڑھ گیا حتیٰ کہ ستون کے اُوپر تک پہنچ گیا اور کُندے کو مضبوط
پکڑ لیا پھر اس سے کہا گیا اسے پکڑے رکھو۔ پھر اچانک میں بیدار ہو گیا اور وہ کُندہ میرے ہاتھ میں تھا میں
نے یہ واقعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا وہ باغ اسلام ہے اور وہ ستون
اسلام کا ستون ہے۔ اور وہ کُندہ مضبوط قبضہ ہے۔ پس تو اسلام پر فُت ہو گا اور وہ مرد عبد اللہ بن سلام
ہے۔ مجھے خلیفہ نے کہا کہ مجھ سے معاذ نے ابن عون، محمد، قیس بن عباد کے ذریعے عبد اللہ بن سلام سے یہ خبر
دی اُنھوں نے مَنَصِف کی جگہ وَصِيف کہا ہے۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کیا عبد اللہ بن سلام کے بیدار ہونے کے

۳۵۶۸

بعد کُندہ اُن کے ہاتھ میں تھا؟ اس کا جواب یہ
ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ کُندہ پکڑنے کے بعد اور اسے چھوڑنے سے پہلے فوراً بیدار ہو گئے تھے۔ یعنی
میں کُندہ پکڑنے کے وقت بیدار ہو گیا اور کُندہ پکڑنے اور بیدار ہونے میں فاصلہ واقع نہیں ہوا تھا۔ یا اس کا اثر
میرے ہاتھ میں تھا گویا کہ عبد اللہ کا ہاتھ بیدار ہونے کے بعد مٹھی بھرے ہوئے تھا جیسے کوئی شے پکڑی ہوئی ہے
اگر یہ التزام کر لیں کہ بیدار ہونے کے وقت کُندہ ان کے ہاتھ میں تھا تو یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بعید نہیں۔
اسلام سے مراد وہ امور ہیں جن کا دین سے تعلق ہے اور عمود سے مراد ارکانِ خمسہ ہیں جن پر اسلام کی بنیاد ہے
یا نہ کلمہ شہادت مراد ہے۔ اور عُرْوہ وَثْقَى سے مراد ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فَنُيْكَفِّرُ
بِالطَّاعُونَ وَيُؤْمِنُ بِاللَّهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى" (کرمانی)

۳۵۶۹ — حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ آيَتِ الْمَدِينَةِ فَلَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ
ابْنَ سَلَامٍ فَقَالَ الْاَوْجَحِيُّ فَاطْعَمَكَ سَوِيْقًا وَتَمْرًا وَتَدْخُلُ فِي
بَيْتِ ثُمَّ قَالَ اِنَّكَ بَارِضٌ الرِّبَا يَمْهَا فَاِشِ اِذَا كَانَ لَكَ عَلَى رَجُلٍ حَقٌّ
فَاَهْدِيْ اِلَيْكَ حِمْلَ تَبْنٍ اَوْ حِمْلَ شَعِيرٍ اَوْ حِمْلَ قَتٍّ فَلَا تَأْخُذْ
فَاِنَّهٗ رِبَا وَلَمْ يَذْكُرِ النَّضْرَ وَابُو دَاوُدَ وَوَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ الْبَيْتِ

قوله فَأَنْتَ عَلَى الْإِسْلَامِ الخ ممکن ہے کہ یہ عبد اللہ بن سلام کا قول ہو اور اُنھوں نے اپنی ذات سے یہ خبر دی ہو۔ ہو سکتا ہے کہ راوی کا کلام ہو۔ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تصریح نہیں کہ عبد اللہ بن سلام اہل جنت سے ہے جیسے اوروں کے لئے نص فرمائی ہے۔ اسی لئے عبد اللہ نے لوگوں کی بات کا انکار کر دیا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ”ما ینبغی“ سے ان کے مذکور سوال کا انکار ہو۔ کیونکہ عبد اللہ نے ان کی خبر سے تعجب سمجھا تھا یعنی اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ میں نے خواب میں یہ واقعہ دیکھا تھا اور اس کلام سے اس طرف اشارہ کیا کہ جس بات کا کسی کو علم نہ ہو اس کا انکار نہیں کرنا چاہیے جبکہ عادل اور صادق شخص خبر دے اور عبد اللہ کا یہ قول کہ میں بیدار ہوا تو کندھامیرے ماتھے میں تھا اس مفہوم کی تاکید کرتا ہے اور یہ خواب اللہ کی طرف سے کشف تھا۔ اس میں عبد اللہ بن سلام کی کرامت ہے (قسطانی)

قوله قَالَ لِيْ خَلِیْفَةُ الخ خلیفہ بن خیاط بخاری کا شیخ ہے۔ اور معاذ بن معاذ بن نصر عسبری کوفہ کے قاضی تھے۔ مُنْصِف اور مُدَوِّصِیْف کا معنی خادم ہے غلام ہو یا لونڈی، (عینی)

۳۵۶۹ — ترجمہ : سعید بن ابی بردہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا میں مدینہ منورہ میں آیا تو عبد اللہ بن سلام سے میری ملاقات ہوئی انھوں نے کہا کیا میرے گھر نہیں آتے ہو۔ میں تمہیں سٹوار کھجور کھلاؤں گا اور تم گھر میں داخل ہو۔ پھر کہا تم ایسی زمین میں رہتے ہو جہاں سود کا بہت رواج ہے۔ اگر تمہارا کسی شخص پر کوئی حق (قرض وغیرہ) ہو اور وہ تمہیں توڑی یا جڑ یا چارہ وغیرہ بدیہ بھیجے تو وہ مت پکڑو کیونکہ وہ سود ہے۔ نضر، ابوداؤد اور وہب نے شعبہ سے بیئت کو ذکر نہیں کیا۔

۳۵۶۹ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب قرض لینے والا شرط کے بغیر کوئی شے

بَابُ تَرْوِيجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيجَةَ وَفَضْلِهَا

قرض خواہ کو مدد یہ بھیجے تو اس کا اسے لینا جائز ہے۔ اس کے باوجود عبد اللہ نے کیوں منع کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عبد اللہ کے مذہب میں ہر علاقہ کا عرف شرط کے قائم مقام ہوتا ہے۔ اس لئے اُنہوں نے مدد لینا منع کیا تھا۔ اگر یہ پوچھا جائے کہ اس حدیث کو عبد اللہ کے مناقب سے کیا تعلق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مناسبت اس طرح ہے کہ اُس نے یہ سمجھا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں داخل ہوئے تھے۔ اس سے کہا میرے گھر میں داخل ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ نَبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَا خَدِيجَةَ سَے نِكَاح كَرْنَا اور ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

آپ کا نسب یہ ہے ام المؤمنین خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی آپ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے قصی میں ملتی ہیں اور نسب میں دوسری بیویوں کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام حبیبہ کے سوا قصی کی اولاد میں سے ان کے سوا کسی عورت سے نکاح نہیں کیا۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ام المؤمنین خدیجہ کو جاہلیت میں طاہرہ کہا جاتا تھا۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت زائدہ بن ہم ہے اور اصم کا نام جندب بن ہرم بن رواحہ بن حجر بن عبد معص بن عامر بن لوی ہے۔ جمہور کی رائے کے مطابق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین خدیجہ سے پچیس برس کی عمر شریف میں نکاح فرمایا جبکہ ان کی عمر چالیس برس تھی۔ چوبیس برس آپ کے ساتھ رہیں پھر ۶۴ برس چھ ماہ کی عمر میں ہجرت سے تین برس قبل انتقال فرمائیں کہا جاتا ہے کہ ابوطالب کی وفات کے تین روز بعد رمضان مبارک میں فوت ہوئیں اور مقام حجون میں مدفون ہوئیں بیہقی نے ذکر کیا کہ ان کے والد خویلد نے آپ کا نکاح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔ ابن کلبی نے ان کے چچا عمرو بن اسد نے اور ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ ان کے بھائی عمرو بن خویلد نے ان کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کیا بھروسہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح سے قبل آپ بنی عبد الدار کے حلیف ابو ہلالہ بن نباش بن زرارہ نسبی کے پاس تھے۔ ابو ہلالہ جاہلیت میں فوت ہو گیا تھا۔ اس سے پہلے خدیجہ عتیق بن عائد مخزومی کے پاس تھی۔ پھر اُن سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ ابراہیم کے سوا جناب رسول اللہ

۳۵۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ
ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ
عَلِيًّا يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۵۷۱۔ حَدَّثَنِي صَدَقَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ
عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جَعْفَرٍ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ خَيْرُ نِسَاءٍ مَرِيْمٌ وَخَيْرُ نِسَاءٍ خَدِيجَةُ

صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد اپنی سے ہے۔ ابن اسحاق نے کہا ام المؤمنین کے بطن شریف سے زینب
رقیہ ام کلثوم، فاطمہ، قاسم، طاہر اور طیب پیدا ہوئے۔ یہ تینوں شہزادے اظہار نبوت سے پہلے فوت
ہو گئے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام شہزادیاں اظہار اسلام کے بعد فوت ہوئیں۔ انھوں نے اسلام
بول کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ باب کا عنوان اگرچہ تزویج النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ہے لیکن تزویج تزویج کے معنی میں ہے۔ اسی لئے مقدمہ کو متقدمہ کے معنی میں کہا جاتا ہے
معنی یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ کا نکاح اپنی ذات کریمہ سے کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (یعنی)
ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ اور حضرت عبد اللہ بن جعفر نے حضرت علی
رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کی عورتوں میں سے بہتر مریم علیہا السلام
یہ اور دنیا کی بہتر عورتوں میں سے خدیجہ ہیں رضی اللہ عنہا۔

۳۵۷۰
۳۵۷۱

شرح: طیبی نے کہا پہلی دو ہا، ضمیر کا مرجع وہ امت ہے جس میں

مریم علیہا السلام تھیں اور دوسری ضمیر کا مرجع یہ امت شریفہ

ہے۔ اسی لئے ضمیر میں تکرار ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ہر ایک کا حکم علیحدہ ہے۔ یعنی مریم علیہا السلام اپنے
زمانہ کی عورتوں سے بہتر تھیں اور ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا اس امت کی خواتین سے افضل ہیں۔

۷۲۵۳۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ قَالَ كَتَبَ إِلَى هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا
غَرَّتْ عَلَى امْرَأَةٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غَرَّتْ عَلَى خَدِيجَةَ
هَلَكْتُ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِي لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا وَأَمْرُ
اللَّهِ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ
فِيهِدِي فِي خَلَائِلِهَا مِنْهَا مَا يَسْعُهُنَّ

۷۲۵۳۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی پر غیرت نہیں کی جو میں نے خدیجہ پر غیرت کی مجھ سے نکاح کرنے سے پہلے
وہ انتقال کر گئی تھیں۔ (غیرت کا سبب یہ تھا) کہ میں آپ کو اس کا ذکر کرتے ہوئے سنتی تھی۔ اللہ تعالیٰ
نے آپ کو حکم فرمایا تھا کہ انہیں موتی کے محل کی خوشخبری دیں۔ آپ بکری ذبح فرماتے تو خدیجہ کی سہیلیوں
کو ان کی گنجائش کے مطابق اس میں سے ہدیہ بھیجتے تھے۔

شرح : یعنی اللہ تعالیٰ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا
تھا کہ خدیجہ کو جنت میں ایسے مکان کی خوشخبری دیں جو سونے
کے موتیوں سے بنا ہوا ہے۔ قَصَبٌ، اندر سے خالی موتی ہیں۔ ابوالقاسم بن مطیّر نے اپنے اسناد سے
سیدہ فاطمہ زہراءؑ، سَیِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِیْنَ کَرَّمَ اللہُ وَجْهَہَا سے روایت کی کہ اُنھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم! میری والدہ خدیجہ کہاں ہیں۔ آپ نے فرمایا سونے کے موتیوں سے بنے ہوئے مکان میں ہیں
جہاں کوئی لغو بات نہیں ہوتی اور نہ ہی وہاں شور و غوغا ہے۔

یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وہ ان موتیوں سے بنا ہوا ہے۔ فرمایا نہیں وہ سونے کے موتیوں اور یا قوت
جو اہر سے بنایا گیا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین کو مکان کی
کس لئے خوشخبری دی حالانکہ چھوٹے سے چھوٹے جنتی کو وہ مکان دیا جائے گا جو ایک ہزار سال کی مسافت
پر مشتمل ہوگا۔ چنانچہ امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کی ہے اس کا جواب
یہ ہے کہ سہیلی نے کہا یہ بابِ مشاکلت سے ہے کیونکہ وہ اسلام میں واحد عورت ہے جب وہ ایمان لائیں
اس وقت ساری زمین میں ان کے مکان کے سوا کوئی بیتو اسلام نہ تھا۔ فعل کی جزاء اس قسم کے فعل سے

۳۵۷۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا عَزَّيْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مَا عَزَّيْتُ عَلَى خَدِيجَةَ مِنْ كَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّاهَا قَالَتْ وَتَزَوَّجَنِي بَعْدَهَا بِثَلَاثِ سِنِينَ وَأَمَرَهُ رَبُّهُ أَوْ جِبْرِيلُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ

میں ذکر کی جاتی ہے۔ اگرچہ جزاء کتنی ہی اشرف و افضل ہو۔ جیسے حدیث میں ہے۔ ”مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا بَنَى اللَّهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ“ مثل سے یہ مراد نہیں کہ وہ مسجد ہوگی یا اس جیسی وصف والا ہوگا! لیکن یہ مکان کا مقابلہ مکان سے ہے۔ یعنی جیسے اس نے بنایا اللہ اس کے لئے بنائے گا۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدیجہ کا بکثرت ذکر کرنے کے سبب کسی عورت پر اتنی غیرت نہیں کی جتنی خدیجہ پر غیرت کی۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا خدیجہ کی وفات کے تین سال بعد مجھ سے آپ نے نکاح کیا آپ کے رب عزوجل نے یا جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا جنت میں موتیوں سے بنے ہوئے مکان کی خوشخبری دیں۔

۳۵۷۳۔ شرح : کسی کو بکثرت ذکر کرنا اس سے محبت کی دلیل ہے۔ غیرت کا معنی یہ ہے کہ عورت یہ خیال کرتی ہے کہ اس کا شوہر اس کے غیرت سے

زیادہ محبت کرتا ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بکثرت مدح و ثنا فرمایا کرتے تھے کثرت ذکر سے یہی مراد ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ کی وفات کے تین سال بعد مجھ سے نکاح کیا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس سے مراد رخصتی کا زمانہ ہے۔ عقد نکاح اس سے ڈیڑھ برس پہلے ہو چکا تھا۔ چنانچہ اسماعیلی نے عبد اللہ بن محمد بن یحییٰ کے طریق سے ہشام کے ذریعہ ان کے والد سے روایت کی کہ انھوں نے ولید کو خط لکھا کہ تم نے مجھ سے پوچھا ہے کہ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کب ہوئی۔ آپ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت سے تین سال قبل انتقال ہوا اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح خدیجہ کی وفات کے بعد کیا۔ جبکہ ان کی عمر صرف چھ برس تھی۔ پھر مدینہ منورہ تشریف

۳۵۷۲ — حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي
 قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ
 مَا عَزَّتْ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَزَّتْ عَلَى خَدِجَةَ
 وَرَأَيْتُهَا وَلَكِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ
 ثُمَّ يَقْطَعُهَا أَغْضَاءً ثُمَّ يَبْعُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ
 لَهُ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلَّا خَدِجَةُ فَيَقُولُ إِنَّهَا كَانَتْ
 وَكَانَتْ وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ

لائے تو ام المؤمنین کی رخصتی ہوئی جبکہ ان کی عمر نو برس تھی اور ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ہجرت سے پہلے نبوت کے دسویں سال رمضان مبارک میں فوت ہوئیں، اس میں قطعاً اختلاف نہیں ہے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو جنگ بدر کے بعد ہجرت کے دوسرے سال اپنے گھرانے (قطیف) توجہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۳۵۷۲ —

کی بیویوں میں سے کسی بیوی پر غیرت نہیں کی جو خدیجہ پر غیرت کی حالانکہ میں نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیکھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا بکثرت ذکر فرماتے تھے اور اکثر بکری ذبح فرماتے پھر اس کے اعضاء کے ٹکڑے کرتے اور خدیجہ کی سہیلیوں کو بھیجتے تھے۔ کبھی میں آپ سے کہہ دیتی تھی کہ خدیجہ کے سوا دنیا میں کوئی عورت ہی نہیں تو آپ فرماتے ہاں وہ فاضلہ عاقلہ تھیں ان ہی سے میری اولاد ہے شرح : کانت وکانت کے تکرار سے حقیقت تشبیہ مراد نہیں بلکہ اس کے ہر تکرار سے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے خصائل مراد ہیں جو ان کی فضیلت

۳۵۷۲ —

پر دلالت کرتے ہیں یعنی وہ فاضلہ تھی وہ عاقلہ تھی، ایک روایت میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا خدیجہ مجھ پر ایمان لائیں جبکہ لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا۔ انھوں نے میری تصدیق کی جبکہ لوگوں نے مجھے جھٹلایا۔ انھوں نے مجھے مال دے کر میری مدد کی جبکہ لوگوں نے مجھے محروم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے اولاد عطاء کی جبکہ دوسری بیویوں نے مجھے اولاد سے محروم کیا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہے۔ ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن شریف سے پیدا

۳۵۷۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ
 قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى بَشَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيجَةَ
 قَالَ نَعَمْ بَيِّتَ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ
 ۳۵۷۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
 فَضِيلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى جِبْرِيلُ
 النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذِهِ خَدِيجَةُ قَدْ أَتَتْ مَعَهَا
 إِنَاءٌ فِيهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا
 السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّي وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ
 لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ أَخْبَرَنَا
 عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اسْتَأْذَنْتُ

ہوئے تھے (قسطلانی) ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے ندیجہ کو نہیں دیکھا۔ یعنی میں نے انہیں
 آپ کے پاس نہ دیکھا اور نہ پایا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنا ممکن تھا کیونکہ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا
 کی وفات کے وقت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر چھ برس تھی لیکن عائشہ کا دیکھنے کی نفی کرنا دونوں کے
 مجموعہ کے اعتبار سے ہے۔ یعنی میں نے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ دیکھا اور نہ پایا (عینی)

۳۵۷۵۔ ترجمہ : اسماعیل نے کہا میں نے عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہا سے کہا کہ جب
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کو خوشخبری دی
 تھی ؟ انہوں نے کہا جی ہاں ! جنت میں ایسے موتی کے محل کی خوشخبری دی تھی جس میں شور و غوغا نہ ہوگا اور نہ ہی
 کوئی مشقت ہوگی (صخب، شور و غوغا، نصب، مشقت و تعب)

۳۵۷۶۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا :
 یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! یہ خدیجہ تشریف لارہی ہیں اُن کے پاس ایک برتن ہے جس میں سالن لکھنا

هَالَةَ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ أَخْتُ خَدِيجَةَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَفَّ
 اسْتَبْدَانَ خَدِيجَةَ فَأَرْتَاكَ لِدَاكَ فَقَالَ اللَّهُمَّ هَالَةَ قَالَتْ فَعَرْتُ
 فَقُلْتُ مَا تَذْكُرُ مِنْ عَجُوزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ حَمْرَاءِ الشُّدُقَيْنِ هَلَكْتُ
 فِي الدَّهْرِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللَّهُ خَيْرًا مِنْهَا

یا پینے کی کوئی چیز ہے۔ جب آپ کی خدمت میں پہنچ جائیں تو ان کے پروردگار کی طرف سے سلام فرمائیں اور انہیں جنت میں موتی کے محل کی خوشخبری دیں۔ جس میں کوئی شور و غوغا اور مشقت و تعب نہ ہوگی۔ اسماعیل بن خلیل نے کہا ہمیں علی بن مسہر نے ہشام کے ذریعہ ان کے والد عروہ سے خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ خدیجہ کی ہمیشہ ہالہ بنت خویلد نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ اندر آجائیں، تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ کا اجازت طلب کرنا سمجھا تو آپ گھبرائے پھر فرمایا یا اللہ یہ تو ہالہ ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا میں نے غیرت کی اور عرض کیا آپ قریش کی بوڑھی عورتوں میں سے ایک سہ رخ رخساروں والی بوڑھی عورت کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے بہتر بدل عطا فرمایا ہے

شرح : ہالہ رضی اللہ عنہا کی آواز ان کی ہمیشہ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی آواز کے
 ۳۵۷۶ — مشابہ تھی اس لئے ان کی آواز سن کر آپے پہچانا کہ خدیجہ ہے تو آپ کو تعجب لاحق ہوا
 اور آپ گھبرائے۔ بعض روایات میں لفظ وہ ارتخا، ہے یعنی آپ آواز سن کر خوش ہوئے۔ اس سے
 معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت تھی اور گذشتہ عہد محبت
 کو یاد کر کے ان کی حیات و ممات میں مصاحبت کی حرمت کی رعایت فرماتے تھے۔ وَلَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ
 أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ، عورتوں کا ایک دوسری پر غیرت کرنے میں ان پر کوئی گرفت نہیں کیونکہ یہ ان کی
 جبلت میں ہے۔ اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ کو زجر و توبیخ نہیں فرمائی
 تھی۔ شَدُوقٌ کا معنی منہ کا کنارہ ہے یعنی ام المؤمنین نے کہا خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت بڑھی خاتون تھیں جن
 کے دانت بڑھاپے کے سبب گر چکے تھے اور ان کے منہ کے کناروں میں دانتوں کی سفیدی نہیں رہی تھی۔ صرف
 اس میں لٹاٹ کی سرخی باقی رہ گئی تھی۔ علامہ قرطبی نے کہا ”حَمْرَاءُ الشُّدُقَيْنِ“ کا معنی بیضاء الشَّقِینِ ہے
 یعنی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے منہ کے دونوں کنارے سفید تھے۔ عرب میں بیاض پر احمر کا اطلاق کرتے ہیں کیونکہ وہ
 بیاض کو مکروہ سمجھتے ہیں کیونکہ یہ برص کا رنگ ہے لیکن اس معنی میں نظر و فکر ہے (یعنی)

بَابُ ذِكْرِ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ

۳۵۷۷۔ حَدَّثَنَا اسْحَقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ
 بَيَانَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ قَالَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ مَا حَجَّجَنِي
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَأَيْتُ إِلَّا ضَحِكَ وَعَنْ
 قَيْسٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بَيْتٌ يُقَالُ لَهُ
 ذُو الْخَلَصَةِ وَكَانَ يُقَالُ لَهُ الْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَّةُ وَالْكَعْبَةُ الشَّامِيَّةُ
 فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ أَنْتَ مُرِيحِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ
 قَالَ فَتَفَرَّتُ إِلَيْهِ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةً فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ قَالَ فَكَسَرْنَا
 وَقَتَلْنَا مَنْ وَجَدْنَا عِنْدَهُ فَأَتَيْنَاهُ فَأَخْبَرْنَاهُ فَدَعَانَا وَلَا أَحْمَسَ

بَابُ حَضْرَتِ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

وفات ذوالحجہ ۱۵۱ھ مطابق دسمبر ۷۷۱ھ

آپ کا نسب یہ ہے۔ جریر بن عبد اللہ بن جابر بن مالک بن نصر بن ثعلبہ بن جشم بن عوف بجلی، بجیلہ
 کی طرف منسوب ہیں۔ ان کی کنیت ابو عمرو تھی کوفہ میں سکونت پذیر تھے۔ پھر قرسیہ میں چلے گئے اور ۱۵۱ ہجری
 میں وہیں فوت ہوئے۔ وہ اپنی قوم کے سردار، نہایت ہی خوش طبع، دراز قد، خوبصورت نوجوان اور مخلص
 مسلمان تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے چہرہ پر فرشتے نے مس کیا تھا۔ حضرت عمر فاروق
 رضی اللہ عنہ نے کہا جریر اس امت کے یوسف ہیں۔ جب وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
 آئے تو آپ نے ان کا بہت اکرام کیا اور ان کے لئے چادر بچھا دی۔ اور فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا
 سردار آئے تو اس کا اکرام کیا کرو (طبرانی) ابو عمرو نے کہا جریر اس سال مسلمان ہوئے جس سال سردار کائنات

صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تھا۔ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چالیس روز قبل مسلمان ہوا لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ صحیح میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں جریر بن عبد اللہ سے فرمایا کہ لوگوں کو خاموش کرو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے اسی سے زائد ایام کا واقعہ ہے۔ کہا گیا ہے جریر نو یا دس ہجری میں مسلمان ہوئے (یعنی)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ جب سے میں مشرف باسلام ہوا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کبھی نہیں روکا اور جب بھی مجھے دیکھا تو ہنس دیتے

قیس نے جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ جاہلیت کے زمانہ میں ایک مکان تھا جسے ذوالخلصہ کہا جاتا تھا۔ اور اسے کعبہ بیانیہ یا کعبہ شامیہ بھی کہا جاتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا (اے جریر) کیا تم ذوالخلصہ کی طرف سے مجھے آرام پہنچا سکتے ہو؟ جریر نے کہا میں قبیلہ احس سے ایک سو پچاس سواروں کو لے کر وہاں گیا اور ہم نے اسے ڈھا دیا اور جسے وہاں پایا اسے قتل کر دیا۔ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر حالات بیان کئے تو آپ نے ہمارے لئے اور قبیلہ احس کے لئے دعا فرمائی۔

شرح

— ۳۵۷۷ —

اور وہ احس بن غوث ہے اور یہ غوث بن بجلہ بنت صعب کا بیٹا ہے اور بجلہ بن بجلہ کی طرف منسوب ہے اور بجلہ بنت صعب بن سعد العنبر ہے جو انمار بن اریش کی ام ولدہ ہے اور انمار بن اریش کا جریر کے

اجداد میں سے ہے۔ : احس قبیلہ کا نام ہے۔ اور وہ احس بن غوث بن بجلہ بنت صعب

بن سعد العنبر جریر کے ایک دادا انمار بن اریش کی ام ولدہ ہیں۔

بین میں خشم قبیلہ کا ایک مکان تھا جس میں ایک بت رکھا ہوا تھا اسے خلصہ کہا جاتا تھا۔ اسے کعبہ بیانیہ بھی کہا جاتا تھا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اسے صرف کعبہ بیانیہ نہیں کہا جاتا تھا۔ کیونکہ کعبہ شامیہ وہی کعبہ مکرمہ ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے۔ دونوں میں امتیاز کے لئے وصف کرتے ہیں۔ لہذا حدیث میں لفظ کی تاویل ضروری ہے۔ وہ یہ کہ اسے کعبہ بیانیہ کہا جاتا ہے۔ اور جو مکہ میں ہے وہ کعبہ شامیہ ہے۔ قاضی نے کہا شامیہ غلطی سے ذکر کر دیا ہے۔ درست یہی ہے کہ اسے حذف کر دیا جائے۔

امام کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ”لے“ میں ضمیر غائب کا مرجع بیت ہے اس سے بیت کا بیت مراد ہے اور بیت کے بیت کو کعبہ بیانیہ اور کعبہ شامیہ کہا جاتا تھا۔ لہذا راوی کی کچھ غلطی نہیں اور نہ ہی تاویل کی ضرورت ہے۔ (حدیث ۲۸۲۹ و حدیث ۲۹۶۹ کی شرح دیکھیں)

بَابُ ذِكْرِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ الْعَبْسِيِّ

۳۵۷۸ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سَلَمَةُ

بْنُ رَجَاءٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ

يَوْمَ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ هَزِيمَةً بَيْنَةً فَصَاحَ إِبْلِيسُ أَيْ عِبَادَ

اللَّهِ أَخْرَبَكُمْ فَرَجَعْتُ أَوْلَاءَهُمْ عَلَى أَخْرَابِهِمْ فَاجْتَلَدَتْ أَخْرَبُهُمْ

فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ فَنَادَى أَيْ عِبَادَ اللَّهِ أَيْ أَيْ فَقَالَتْ

قَوْلَ اللَّهِ مَا اخْتَبَرُوا حَتَّى قَتَلُوهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ خَشِيَ اللَّهُ لَكُمْ قَالَ

أَيْ قَوْلَ اللَّهِ مَا زَالَتْ فِي حُذَيْفَةَ مِنْ بَقِيَّةٍ خَيْرٍ حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ

بَابُ حَضْرَتِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ عَمِّي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

وفات : ۳۵۷۸ مطابق ۶۵۶ھ

آپ کا نسب یہ ہے : حذیفہ بن یمان بن جابر بن اسد بن عمرو بن مالک عسبی بنو اشہل کے حلیف اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدان تھے۔ یمان حذیفہ کے والد کا لقب اور نام حل ہے۔ وہ بھی صحابی ہیں اور اُحد کی جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ اس وقت سے حذافہ ہر وقت غمناک رہتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حذافہ کو مدینہ میں حاکم مقرر کیا تھا۔ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے شہید ہو جانے کے چالیس روز بعد فوت ہوئے۔ کہ نہ میں سکوت پذیر تھے۔ ذہبی نے کہا وہ دمشق میں فوت ہوئے تھے۔ ان کی نسبت عسب ابن بغیض بن ربیع بن عطفان کی طرف سے (حدیث ۳۴۹۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب اُحد کی لڑائی میں مشرک شکست خوردہ ہو کر بھاگنے لگے تو ابلیس نے چہاں کہا اے اللہ کے

بَابُ ذِكْرِ هِنْدِ بِنْتِ عُثْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ
۳۵۷۹۔ وَقَالَ عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ
 عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ
 عُثْبَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ مِنْ أَهْلِ
 خَبَاءٍ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَذِلُّوا مِنْ أَهْلِ خَبَائِكَ ثُمَّ مَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ

بُخْدُوا! اپنے پیچھے والوں کو قتل کرو تو آگے والے مسلمان پیچھے والے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور گھمان کی جھگ
 ہونے لگی۔ اچانک حذیفہ نے اپنے والد کو دیکھا کہ مسلمان انہیں قتل کر رہے ہیں تو پکار کر کہنے لگے اللہ کے
 بندو! یہ میرا باپ ہے۔ یہ یہاں باپ ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بخدا! لوگ نہ رُکے حتیٰ کہ
 اسے قتل کر دیا۔ حذیفہ نے کہا: اللہ تعالیٰ تمہیں بخشے ہشام کے والد نے کہا بخدا! حذیفہ اس کے باعث ہمیشہ
 غمزدہ رہتے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔

— (حدیث ۳۵۷۹ کی شرح دیکھیں) —

بَابُ — هِنْدِ بِنْتِ عُثْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا

ان کا نسب یہ ہے: ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ
 ابوسفیان کی بیوی ہیں۔ ان کا والد جنگِ بدر میں قتل ہو گیا تھا وہ اپنے شوہر ابوسفیان کے ہمراہ جنگِ اُحد
 میں موجود تھیں اور سردارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی رغبت دلاتی تھیں۔
 کیونکہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن ہند کے چچا شیبہ کو قتل کیا تھا۔ حبشی بن حرب نے امیر حمزہ کو قتل
 کیا پھر وہ فتح مکہ کے روز مسلمان ہو گیا۔ ہند بہت عقلمند عورت تھیں۔ ابوسفیان کے نکاح میں آنے سے پہلے
 فاکہ بن مغیرہ مخزومی کی بیوی تھیں۔ فاکہ نے انہیں طلاق دے دی تو ابوسفیان نے ان سے نکاح کر لیا اور حضرت
 امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں فوت ہوئیں۔

ترجمہ: عروہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا
 نے فرمایا: ہند بنت عتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

— ۳۵۷۹ —

عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خَبَاءٍ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَعِزُّوا مِنْ أَهْلِ
خَبَائِكَ قَالَ وَأَيُّضًا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ
إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مَسِيكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرْجٌ أَنْ أُطْعِمَ مَنْ
الَّذِي لَهُ عِيَالُنَا قَالَ أَرَأَاهُ إِلَّا بِالْمَعْرُوفِ

بَابُ حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ نُفَيْلٍ

میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! روئے زمین پر کسی خاندان کی ذلت مجھے آپ کے گھرانہ کی ذلت سے زیادہ محبوب نہ تھی۔ اب روئے زمین پر کوئی گھرانہ نہیں جو مجھے آپ کے گھرانہ سے زیادہ محبوب ہو۔ ہند نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وایضاً" (تیری محبت اور زیادہ ہوگی) اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میری جان ہے۔ ہند نے کہا یا رسول اللہ! ابوسفیان بخیل مرد ہے۔ کیا مجھ پر گناہ تو نہیں کہ میں اس کے مال سے اپنے بچوں کو کچھ کھلاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عام رواج کے مطابق کھلانے میں کچھ حرج نہیں۔

شرح : خباء - صوف کا خیمہ ہے جو دو یا تین عمودوں پر ہوتا ہے۔ اس

۳۵۷۹ —

سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ کریمہ ہے۔ اس سے ہند نے

آپ کی اور آپ کے اہل بیت کی بزرگی اور خاندانی وجاہت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ خباء سے گھرانہ بھی لیا جاتا ہے۔ قولہ قالت وایضاً یعنی تو اس محبت میں اور زیادہ ہو جائے گی اور تیرے دل میں پختہ ہو جائے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تیرے دل میں زیادہ ہوگی۔ اور آپ کے ساتھ غیظ و غضب سے تیرا رجوع اور قوی ہوگا۔ دراصل واقعہ یہ ہے کہ بعض مشرک بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و عناد اور دشمنی ہند سے بھی زیادہ کرتے تھے اور اس کے مسلمان ہو جانے کے بعد مسلمانوں میں بھی ایسے کئی لوگ تھے جو بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہند اور اس کے گھرانہ سے زیادہ محبت کرتے تھے۔ اس لئے حدیث کی یہ تفسیر اچھی ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے۔ بعض نے اس کا معنی کچھ اور بیان کیا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب - زید بن عمرو بن نفیل کا واقعہ

اُن کا نسب یہ ہے۔ زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عزیٰ

بن کعب بن لؤی بن غالب بن فرعدی، وہ سعید بن زید کے والد ہیں جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے چچا کے بیٹے ہیں۔ بغوی اور ابن مندہ نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ لیکن یہ درست نہیں کیونکہ وہ اعلان نبوت سے پانچ برس پہلے فوت ہو گئے تھے۔ لیکن اگر صحابی کی تعریف یہ ہو کہ جو کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے کہ آپ عنقریب مبعوث ہوں گے اور بعثت سے پہلے ہی فوت ہو جائے جیسے زید بن نفیل کا واقعہ ہے تو زید کا صحابہ میں شمار ہوگا! اور اگر صحابی کی تعریف یہ ہو کہ آپ کی بعثت کے بعد ایمان لا کر آپ کو دیکھے تو ان کا صحابہ میں شمار نہ ہوگا۔

زید توحید کے طالب تھے۔ بتوں کی پوجا نہ کرتے تھے اور شرک سے الگ تھلک تھے۔ لیکن بعثت سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے۔ سعید بن مسیب نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے سے پانچ برس پہلے فوت ہوئے جبکہ قریش کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے۔ زکریا سعدی نے کہا جب وہ فوت ہوئے تو جبل حرا کے پاس دفن کئے گئے۔ ابن اسحاق نے کہا جب وہ بلاد الحکم کے درمیان گئے تو انہوں نے اس پر حملہ کر کے قتل کر دیا۔ زہیر نے کہا میں یہ خبر ملی ہے کہ زید شام میں تھے جب انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر پہنچی تو آپ سے ملاقات کرنے کا ارادہ کیا تو شام کے ایک گاؤں مئضعہ والوں نے آپ کو قتل کر دیا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زید کی سکونت جبل حرا کے پاس تھی وہ خفیہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے تھے۔ پھر وہ دین حق کی تلاش میں شام چلے گئے تو نصاریٰ نے انہیں زہر دے کر قتل کر دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زید بن عمرو بن نفیل کے متعلق سوال عرض کیا گیا کہ وہ جاہلیت میں قبلہ کی طرف منہ کر کے کہتے تھے کہ میرا خدا وہ ہے جو ابراہیم علیہ السلام کا خدا ہے اور میرا دین ابراہیم کا دین ہے۔ پھر سجدہ میں چلے جاتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قیامت میں میرے اور علی علیہ السلام کے درمیان تنہا امت اٹھائے جائیں گے۔ محمد بن سعد نے بنی عدی بن کعب کے حلیف عامر بن ریحہ سے روایت کی کہ مجھے زید بن عمرو نے کہا میں نے اپنی قوم کی مخالفت کی ہے۔ اور ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کے دین کی پیروی کی ہے۔ وہ اس قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھتے تھے اور اسماعیل کی اولاد سے نبی آخر الزما کا انتظار کر رہا ہوں۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ میں آپ کو نہیں پاسکوں گا اور میں آپ پر ایمان لاتا ہوں آپ کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ نبی ہیں۔ اگر تیری زندگی لمبی ہوئی تو آپ کو میری طرف سے سلام کہو۔ عامر نے کہا جب میں نے اسلام قبول کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ عرض کیا تو آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور اس کے لئے رحم کی دعاء کی اور فرمایا میں نے انہیں جنت میں اپنا دامن گھسیٹا دیکھا ہے۔ بزار اور طبرانی نے سعید بن زید کی حدیث ذکر کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زید کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انہیں بخش دیا ہے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر فوت ہوئے ہیں۔ باغندی نے ابوسعید اشج کے ذریعہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا

۳۵۸۰۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ
 سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ
 النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرٍو بْنَ نَفِيلٍ بِأَسْفَلِ بَلَدٍ قَبْلَ
 أَنْ يَنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيُ فَقَدِمَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 سَفْرَةٌ فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ زَيْدُ ابْنِي لَسْتُ أَكُلُ مِمَّا تَذْجُونَ
 عَلَى أَنْصَابِكُمْ وَلَا أَكُلُ إِلَّا مِمَّا ذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَأَنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرٍو
 كَانَ يَعْيبُ عَلَى قُرَيْشٍ ذَبَابًا مَحْصَمٌ وَيَقُولُ الشَّاةُ خَلَقَهَا اللَّهُ وَأَنْزَلَ
 لَهَا مِنَ السَّمَاءِ الْمَاءَ وَأَنْبَتَ لَهَا مِنَ الْأَرْضِ ثُمَّ تَذْجُونَهَا عَلَى غَيْرِ
 اسْمِ اللَّهِ أَنْكَارًا لِدَالِكَ وَأَعْظَمًا لَهُ قَالَ مُوسَى حَدَّثَنِي سَالِمُ
 ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا يُحَدِّثُ بِهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرٍو
 بْنَ نَفِيلٍ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ يَسْأَلُ عَنِ الدِّينِ وَيَتَّبِعُهُ

سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں گیا تو زید بن نفیل کے دو باغ دیکھے
 ابن کثیر نے اس حدیث کے اسناد کو جید کہا ہے۔ لیکن یہ حدیث کی کتب میں نہیں۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ
 نے اس لئے انہیں بخاری میں ذکر کیا ہے کہ یہ وضاحت کریں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت
 سے پہلے ان سے ملاقات کی ہے اور امام بخاری کا میلان بھی اس طرف ہے کہ وہ صحابی ہیں مدعی و اصحابہ
 توجہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۳۵۸۰۔

نے زید بن عمرو بن نفیل سے اسفل بلدح میں آپ پر وحی نازل ہونے
 سے پہلے ملاقات کی۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے دسترخوان بچھا دیا لیکن آپ نے اس میں سے کچھ
 کھانے سے انکار کر دیا۔ پھر زید نے کہا جو تم بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہو وہ میں نہیں کھاتا ہوں میں تو وہی کھاتا
 ہوں جس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو۔ زید بن عمرو قریش کے ذبیحہ کو برا سمجھتے تھے اور اسے معیوب جانتے تھے اور

فَلَقِيَ عَالِمًا مِّنَ الْيَهُودِ فَسَأَلَهُ عَنْ دِينِهِمْ فَقَالَ إِنِّي لَعَلِّي أَنُادِيَنَّ
 دِينَكُمْ فَأَخْبِرَنِي فَقَالَ لَا تَكُونْ عَلَيَّ دِينًا حَتَّى تَأْخُذَ بِنَصِيْبِكَ
 مِّنْ غَضَبِ اللَّهِ قَالَ زَيْدٌ مَا أَفْرَأُ لَوْ مِّنْ غَضَبِ اللَّهِ وَلَا أَجْمَلُ
 مِّنْ غَضَبِ اللَّهِ شَيْئًا أَبَدًا وَأَنَا أَسْتَطِيعُهُ فَهَلْ تُدَلِّغُنِي عَلَى غَيْرِهِ
 قَالَ مَا أَعْلَمُهُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ حَنِيفًا قَالَ زَيْدٌ وَمَا الْحَنِيفُ
 قَالَ دِينُ إِبْرَاهِيمَ لَمْ يَكُنْ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَا يَعْبُدُ إِلَّا اللَّهَ
 فَخَرَجَ زَيْدٌ فَلَقِيَ عَالِمًا مِّنَ النَّصَارَى فذَكَرَ مِثْلَهُ فَقَالَ لَنْ تَكُونَ
 عَلَيَّ دِينًا حَتَّى تَأْخُذَ بِنَصِيْبِكَ مِّنْ لَّعْنَةِ اللَّهِ قَالَ مَا أَفْرَأُ لَوْ مِّنْ
 مِّنْ لَّعْنَةِ اللَّهِ وَلَا مِّنْ غَضَبِ اللَّهِ شَيْئًا أَبَدًا وَأَنَا أَسْتَطِيعُهُ فَهَلْ تُدَلِّغُنِي عَلَى
 غَيْرِهِ قَالَ مَا أَعْلَمُهُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ حَنِيفًا قَالَ وَمَا الْحَنِيفُ قَالَ دِينُ
 إِبْرَاهِيمَ لَمْ يَكُنْ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَا يَعْبُدُ إِلَّا اللَّهَ فَلَمَّا رَأَى زَيْدٌ

کہتے تھے کہ بکری کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور آسمان سے اس کے لئے رزق نازل کیا اور زمین سے اس کے
 لئے گھاس اگا یا پھر تم اسے غیر اللہ کے نام سے ذبح کرتے ہو۔ اس کو وہ بہت برا سمجھتے تھے اور اللہ تعالیٰ
 کی عظمت بیان کرتے تھے۔ موسیٰ نے کہا ہم سے سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا۔ مجھے یہ معلوم ہے
 کہ سالم یہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہا سے ذکر کرتے تھے کہ زید بن عمرو بن نفیل شام کی طرف گئے اور وہ دین
 حق کی تلاش میں تھے کہ اس کی پیروی کریں۔ وہ ایک یہودی عالم کو ملے اور اس سے یہودیوں کے دین کے متعلق
 پوچھا اور کہا شاید میں تمہارا دین اختیار کر لوں۔ لہذا مجھے اپنا دین بتاؤ۔ یہودی عالم نے کہا تم ہمارے دین پر
 نہیں رہ سکتے ہو حتیٰ کہ اللہ کے غضب سے کچھ حصہ لو۔ زید نے کہا۔ میں اللہ کے غضب ہی سے بھاگا ہوں اور میں
 کبھی بھی اللہ کے غضب سے کچھ برداشت نہیں کر سکتا ہوں اور نہ اس کی طاقت رکھتا ہوں کیا مجھے کوئی دوسرا بتا
 سکتے ہو؟ اس نے کہا میں حنیف کے سوا اور کوئی مذہب نہیں جانتا ہوں۔ زید نے کہا مذہب حنیف کیا ہے؟

قُلْ هُمْ فِي اِبْرَاهِيمَ خَرَجَ فَلَمَّا بَرَزَ يَدِيهِ قَالَ اللَّهُمَّ اِنِّي
 اَشْهَدُ اَنِّي عَلَى دِينِ اِبْرَاهِيمَ وَقَالَ اللَّيْثُ كَتَبَ اِلَى هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ
 عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ قَالَتْ رَأَيْتُ زَيْدَ بْنَ عَمْرٍو بْنِ نُفَيْلٍ قَائِمًا مُسْنِدًا
 ظَهْرَهُ اِلَى الْكَعْبَةِ يَقُولُ يَا مَعْاشِرَ قُرَيْشٍ وَاللَّهِ مَا مِنْكُمْ عَلَيَّ دِينِ اِبْرَاهِيمَ
 غَيْرِي وَكَانَ يُحْيِي الْمَوْتَةَ يَقُولُ لِلرَّجُلِ اِذَا ارَادَ اَنْ يَقْتُلَ ابْنَتَهُ
 لَا تَقْتُلْهَا اَنَا الْفَيْكُهَا مَوْنَتُهَا فَاِذَا تَرَعَرَعَتْ قَالَ لِابْنَتِهَا
 اِنْ شِئْتَ دَفَعْتُهَا اِلَيْكَ وَاِنْ شِئْتَ كَفَيْتُكَ مَوْنَتَهَا

یہودی عالم نے کہا دینِ ابراہیم حنیف ہے۔ وہ یہودی نہیں تھے اور نہ ہی نصرانی تھے۔ وہ صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ پھر زیدویاں سے باہر چلے گئے اور ایک نصرانی عالم سے ملاقات کی اور اس سے بھی اسی طرح ذکر کیا۔ نصرانی نے کہا تم ہمارے دین پر نہیں رہ سکتے ہو حتیٰ کہ اللہ کی لعنت سے کچھ حصہ لو۔

زید نے کہا میں اللہ کی لعنت سے دور بھاگا ہوں میں اللہ کی لعنت نہیں برداشت کر سکتا اور نہ ہی اس کے غضب سے کچھ لے سکتا ہوں اور نہ ہی مجھ میں یہ طاقت ہے۔ کیا مجھے کوئی دوسرا مذہب بتا سکتے ہیں۔ نصرانی نے کہا میں حنیف کے سوا کوئی مذہب نہیں جانتا ہوں (جو تمہارے مناسب ہو) زید نے کہا حنیف کیا ہے نصرانی نے کہا وہ دینِ ابراہیم ہے وہ یہودی نہ تھے اور نہ ہی نصرانی تھے۔ وہ صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے جب زید نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ان کی گفتگو سنی تو وہاں سے نکلے اور جنگل میں پہنچے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا اے اللہ! میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں دینِ ابراہیم علیہ السلام پر ہوں۔

لیث نے کہا ہشام نے اپنے والد اور اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہم کے ذریعے مجھے لکھا کہ اسماء نے کہا میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو کعبہ سے اپنی پشت لگائے کھڑے دیکھا۔ وہ کہتے تھے اے قریش کے لوگو! بخدا تم میں سے میرے سوا کوئی بھی دینِ ابراہیم پر نہیں ہے۔ وہ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے بچاتے تھے اور جب کوئی شخص اپنی لڑکی کو قتل کرنا چاہتا تو اسے کہتے اے قتل نہ کرو میں اس کا فیصل ہوں اور اس کا تمام خرچہ میں برداشت کرتا ہوں اور اسے لے لیتے تھے۔ جب وہ جوان ہو جاتی تو اس کے باپ سے کہتے اگر چاہتے ہو تو اسے تمہارے حوالے کر دیتا ہوں اور اگر چاہتے ہو تو اس کا سارا خرچہ برداشت کرتا ہوں۔

شرح : بَلَدَحْ : مکہ مکرمہ کے مغرب کی جانب وادی ہے۔ اس کے

نشیبی زمین میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زید بن عمرو

بن نفیل کی ملاقات ہوئی اور لوگوں نے آپ کے سامنے دسترخوان بچھا کر کھانا لگایا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ پھر زید نے کہا میں بھی اس میں سے نہیں کھاؤں گا جو تم بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہو میں تو وہی کھاؤں گا جس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ زید کی نسبت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کلام کرنے کے زیادہ مستحق تھے۔ آپ نے یہ کلام کیوں نہ فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طعام سے کچھ کھایا تھا۔ اگر فرض کر لیں کہ آپ نے اس میں سے کھایا تھا تو زید نے یہ اپنی رائے سے یہ کلام کیا تھا انہیں شریعت کا حکم نہیں پہنچا تھا اور دین ابراہیم سے کچھ بچے ہوئے احکام پر جاہلیت کے زمانہ میں لوگ عمل کرتے تھے اور ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں مردار حرام تھا جسے اللہ کے نام کے بغیر ذبح کیا جائے وہ حرام نہ تھا۔ یہ تحریم صرف اسلام میں نازل ہوئی تھی اور صحیح نزبات یہ ہے کہ شریعت سے پہلے کوئی شئی حلال و حرام سے موصوف نہیں تھی (سہیلی)

علامہ خطابی نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بتوں کے نام پر ذبح کیا ہوا نہ کھاتے تھے اس کے علاوہ کھالینے تھے۔ اگرچہ وہ اللہ کے نام سے ذبح نہ کیا گیا ہو۔ اور زید نے یہ اپنی رائے سے کہا تھا انہیں کوئی شرعی حکم نہیں پہنچا تھا۔ یہ سہیلی نے کہا ہے۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں غیر اللہ کے نام سے جو ذبح کیا جائے وہ حرام تھا۔ کیونکہ وہ بتوں کے دشمن تھے (قسطانی)

طبرانی نے سعید بن زید سے روایت کی کہ زید بن نفیل اور ورقہ بن نوفل دین حق کی تلاش میں نکلے تھے حتیٰ کہ وہ ملک شام میں پہنچے ورقہ تو نصرانی ہو گیا لیکن زید بن عمرو بن نفیل اس سے رُک گیا اور موصول میں آکر ایک راہب سے ملاقات کی تو اس نے زید پر نصرا نیت پیش کی جس کا زید نے انکار کر دیا۔ حدیث میں ہے کہ عبداللہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زید کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم کیا اور اسے بخش دیا ہے۔ وہ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر فوت ہوئے تھے۔

عرب میں لوگ اسلام سے پہلے زندہ لڑکیوں کو دفن کر دیتے تھے۔ اس کا اصل سبب یہ تھا کہ ایک عربی نے کسی دوسرے عربی کی لڑکی اغواء کر لی اور اسے بیوی بنا لیا اس کے والد نے فدیہ دے کر لڑکی کو واپس لینا چاہا اور اسے اختیار دیا کہ وہ کیا پسند کرتی ہے۔ لڑکی نے اسی شخص کو پسند کیا جس نے اسے قید کیا تھا اور اپنی بیوی بنا لیا تھا اس پر اس کے والد کو غیرت آئی اور اس نے قسم کھائی کہ اس کی جو لڑکی پیدا ہوگی وہ اسے قتل کر دے گا۔ اس پر اور لوگوں نے بھی اس کی متابعت میں لڑکیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا ان میں سے اکثر لوگ بھوک کے باعث انہیں قتل کرتے تھے۔ زید بن عمرو نے ایک تحریک چلائی جس کا مقصد یہ تھا کہ لوگ ایسا ظلم نہ کریں اور وہ لڑکیوں کی کفالت کیا کرتے تھے۔ جب وہ جوان ہو جائیں تو ان کے والدین کے حوالے کر دیتے تھے۔

بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ

باب کعبہ کی تعمیر

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے قریش نے کعبہ کی تعمیر کی۔ ابن اسحاق نے کہا اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پچیس برس تھی۔ اسحاق بن راہویہ نے خالد بن عروہ کے طریق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیت اللہ کی تعمیر کے قصہ میں روایت کی کہ بیت اللہ پر کچھ وقت گزرا اور وہ خود بخود گر گیا تو قوم عمالقہ نے اس کی تعمیر کی پھر کچھ مدت گزرنے کے بعد وہ گر گیا تو قبیلہ جرہم نے اس کی تعمیر کی پھر کچھ زمانہ گزرنے کے بعد گر گیا تو قریش اس کی تعمیر کی اور اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نوجوان تھے۔ جب انھوں نے حجر اسود کو رکھنا چاہا تو ان میں جھگڑا پڑ گیا اور فیصلہ یہ ہوا کہ اس گلی سے جو شخص سب سے پہلے نکلے اس کا فیصلہ قابل قبول ہوگا۔ چنانچہ اس گلی سے سب سے پہلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو آپ نے یہ فیصلہ دیا کہ ایک چادر بچھا دیں اور اس میں حجر اسود رکھ دیں پھر اسے ہر قبیلہ میں سے ایک ایک شخص اٹھائے چنانچہ اسے اٹھایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پکڑ کر اپنے دست اقدس سے حجر اسود کو نصب کر دیا۔

سب سے پہلے کعبہ کی تعمیر کرنے والے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ سب سے پہلے فرشتوں نے تعمیر کی تہ کہ اس کا طواف کریں۔ محمد بن اسحاق کے کلام سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کی۔ کہا گیا ہے کہ حضرت شیث علیہ السلام نے پہلے تعمیر کی اور حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں بیت المعمور تھا پھر اسے اٹھایا گیا۔ کہا گیا ہے کہ طوفان کے وقت اٹھایا گیا۔ بعض نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں کعبہ نو گز تھا اور اس کی چھت نہ تھی جب اسلام سے پہلے قریش نے تعمیر کی تو اس میں نو گز کا اضافہ کر دیا تو کل اٹھارہ گز کعبہ تھا۔ اس کا دروازہ زمین سے ادنیٰ چار کھاسٹر می کے بغیر وہاں تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ پھر جب عبداللہ بن زبیر نے تعمیر کی تو اس میں نو گز اور اضافہ کر دیا تو کعبہ تیس گز ہو گیا۔ اب تک انہی بنیادوں پر ہے۔ (یعنی)

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۳۵۸۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ

قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ سَمِعَ جَابِرَ
ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا بُنِيَتِ الْكَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبَّاسٌ
يُنْقَلَوْنَ الْحِجَارَةَ فَقَالَ عَبَّاسٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْ إِذَا رَأَى عَلَى
رَقَّتِكَ يَفْتِكَ مِنَ الْحِجَارَةِ فُحْرًا إِلَى الْأَرْضِ وَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ إِلَى
السَّمَاءِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ إِذَا رَأَى إِذَا رَأَى فَشَدَّ عَلَيْهِ إِذَا رَأَى

۳۵۸۲ — حَدَّثَنَا أَبُو النَّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ

عَنْ عَمْرُو بْنِ دِينَارٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ قَالَ لَا لَمْ يَكُنْ عَلَى عَهْدِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْلَ الْبَيْتِ حَائِطٌ كَانُوا يُصَلُّونَ حَوْلَ الْبَيْتِ
حَتَّى كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَهُ قَصِيرٌ
فَبَنَاهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ

ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہا نے کہا جب کعبہ کی تعمیر
ہو رہی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ
پتھر اٹھا کر لا رہے تھے تو حضرت عباس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اپنا تہبند اتار کر کندھے پر
رکھ لیں جو آپ کو پتھروں کی رگڑ سے محفوظ رکھے۔ آپ نے تہبند کندھے پر کر لیا اور کشف عورت ہوا تو آپ
زمین پر گر پڑے اور آپ کی آنکھیں آسمان کو لگ گئیں۔ پھر آفاقہ ہوا تو فرمایا میرا تہبند، میرا تہبند تو وہ تہبند
آپ کے باندھ دیا گیا۔

۳۵۸۱ — شرح : یہ اظہار نبوت سے پانچ سال قبل کا واقعہ ہے۔ ایک روایت کے
مطابق پندرہ سال قبل کا ہے۔ علماء نے کہا بیت اللہ پانچ بار تعمیر
ہوا۔ ایک بار فرشتوں نے تعمیر کیا۔ پھر آدم علیہ السلام نے پھر ابراہیم علیہ السلام نے پھر جاہلیت کے زمانہ میں قریش

بَابُ أَيَّامِ الْجَاهِلِيَّةِ

۳۵۸۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ عَاشُورَاءُ يَوْمًا تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ كَانَ مِنْ شَأْنِ صَامَتِهِ وَمَنْ شَاءَ لَا يَصُومُهُ

تعمیر کیا۔ اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعمیر کعبہ میں شریک تھے۔ اسی وقت آپ کا نہ بند گرا تھا۔ پھر عبد اللہ بن زبیر نے پھر حجاج بن یوسف نے تعمیر کیا اب تک انہی بنیادوں پر ہے۔
(حدیث ع۔۔۔ (اول کتاب الصلوۃ) کی شرح دیکھیں)

۳۵۸۲۔ ترجمہ : عمرو بن دینار اور عبید اللہ بن ابی یزید نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں بیت اللہ کے ارد گرد دیوار نہ تھی۔ لوگ بیت اللہ کے ارد گرد نماز پڑھتے تھے۔ حتیٰ کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو انھوں نے اس کے ارد گرد دیوار تعمیر کر دی۔ عبید اللہ نے کہا اس کی دیواریں چھوٹی تھیں تو عبد اللہ بن زبیر نے اس کی تعمیر کرائی۔
شرح : یعنی عبد اللہ بن زبیر نے بیت اللہ کی دیواریں اونچی کر دیں۔

۳۵۸۲۔ ابوالنعمان محمد بن فضل سدوسی ہیں۔ عبید اللہ بن ابی یزید مکی ہیں اور اہل کوفہ کے آزاد کردہ ہیں۔ وہ اور عمرو بن دینار دونوں تابعی ہیں۔ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نہیں پایا۔ لہذا یہ حدیث مرسل ہے۔ کہا گیا ہے کہ منقطع ہے (یعنی)۔

بَابُ — جَاهِلِيَّةِ كَازَمَانِه

اسلام سے پہلا زمانہ جاہلیت کا زمانہ تھا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام اور سرورین و مکان کے درمیان فترت کا زمانہ جاہلیت کا زمانہ ہے۔ کیونکہ اس دور میں جاہلیت بکثرت تھی۔

۳۵۸۲۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانُوا يُرَوْنَ أَنَّ الْعُمَرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ مِنَ الْفَجْرِ فِي الْأَرْضِ وَكَانُوا يُسُونُ الْمُحَرَّمَ صَفَرًا وَيَقُولُونَ إِذَا بَرَأَ الدَّبْرُ وَعَفَا الْأَثْرُ حَلَّتِ الْعُمَرَةُ لِمَنْ اعْتَمَرَ قَالَ فَقَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ رَابِعَةَ مَهَلَيْنِ بِالْحَجِّ وَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجْعَلُوهَا عُمَرَةً قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيْ الْحِلِّ قَالَ الْحِلُّ كُلُّهُ

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا : عاشوراء کے روز جاہلیت کے زمانہ میں قریش روزہ رکھتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی روزہ رکھتے تھے۔ جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو عاشورہ کا روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ جب رمضان مبارک نازل ہوا تو جو چاہتا عاشورہ کا روزہ رکھتا جو چاہتا نہ رکھتا۔ (حدیث ۱۸۷۶ تا ۱۸۷۷ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا زمین میں بہت بڑا گناہ ہے اور محرم کو صفر کہتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ جب اونٹ کی پشت کا زخم اچھا ہو جائے اور اس کا نشان جاتا رہے تو عمرہ کرنے والے کے لئے عمرہ کرنا حلال ہو جاتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو بھی ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ اسے عمرہ بنالیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے کیا حلال ہے؟ آپ نے فرمایا ہر شئی حلال ہے۔ شرح : جاہلیت میں لوگوں کا یہ طریقہ تھا کہ وہ ذوالحجہ کو محرم تک اور محرم کو صفر تک الحج مؤخر کیا کرتے تھے اس طرح کے اور بھی تصرفات

کیا کرتے تھے۔ قرآن کریم نے اسے فرمایا کہ یہ کفر میں زیادتی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے : إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ، اور وہ کہا کرتے تھے جب اونٹ کی پشت کا زخم اچھا ہو جائے اور اس کا نشان جاتا رہے اور غالباً زخم کا اچھا ہونا اور اس کے نشان کا مٹ جانا مامو صفر گند جانے کے بعد ہی ہوتا تھا۔ اس طرح وہ مہینوں تقدیم و تاخیر

۳۵۸۵ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ
مُسَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ جَاءَ سَيْلٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَسَا مَا
بَيْنَ الْجَبَلَيْنِ قَالَ سَفِينٌ وَلَقَوْلُ إِنَّ هَذَا الْحَدِيثُ لَهُ شَأْنٌ

کریا کرتے تھے۔ اس ناروازی کو ختم کرنے کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا جبکہ
انہوں نے چار ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھ رکھا تھا کہ یہ احرام کھول دیں اور اس کے باعث جو شئی تمہارے لئے
حرام ہوئی تھی وہ سب حلال ہیں۔ اور حج کا احرام کھولنے کے بعد عمرہ کا احرام باندھنے کا حکم دیا تاکہ مشرکوں کا
رد ہو۔ (حدیث عن ۱۴ کی شرح دیکھیں)

۳۵۸۵ — ترجمہ : سعید بن مسیب نے اپنے والد سے انہوں نے سعید کے دادا سے روایت
کی کہ جاہلیت کے زمانہ میں سیلاب آیا تو دونوں پہاڑوں میں پھیل گیا
سفیان نے کہا عمرو کہتے ہیں۔ اس کی داستان طویل ہے۔

۳۵۸۵ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طوفان
میں بیت اللہ کے محفوظ رہنے اور آسمان پر اٹھ جانے اور اس سیلاب میں
غرق ہو جانے کی حکمت اللہ ہی جانتا ہے۔ شاید یہ اس لئے ہو گا کہ طوفان نوح عذاب تھا اور یہ سیلاب عذاب
نہیں تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تعاقب کرتے ہوئے کہا یہ عجیب تصرف ہے۔ کیونکہ طوفان آیا تھا۔ بیت المعمور
بیت اللہ کی جگہ تھا اور جب آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تھا۔ تو وہ ہندوستان سے یہاں آئے تھے۔ کہا
گیا ہے کہ جب حضرت شیث علیہ السلام کا زمانہ آیا تو انہوں نے کعبہ کی تعمیر کی۔ ابن ہشام نے کہا طوفان کے وقت
پانی کعبہ تک نہیں پہنچا تھا۔ لیکن اس کے ارد گرد کھڑا رہا تھا اور بیت اللہ آسمان تک پہنچا رہا تھا اور حضرت
نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں نے کشتی میں بیٹھ کر بیت اللہ کا طواف کیا تھا۔ پھر اسے ابراہیم اور اسماعیل
علیہما السلام نے تعمیر کیا۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہما

سعید بن مسیب بن حزن بن عمرو مخزومی قرشی ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دادا سے
فرمایا جبکہ وہ فتح مکہ میں مسلمان ہوئے تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے حزن نام بتایا آپ نے فرمایا بلکہ تو سہل ہے۔ اس نے

۳۵۸۶ — حَدَّثَنَا أَبُو الثَّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ
 بَيَانَ أَبِي بَشْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى
 امْرَأَةٍ مِنْ أَحْمَسَ يُقَالُ لَهَا زَيْنَبُ فَرَأَاهَا لَا تَكَلِّمُ فَقَالَ مَا لَهَا لَا
 تَكَلِّمُ قَالُوا حَجَّتْ مُصَمِّتَةً فَقَالَ لَهَا تَكَلَّمِي فَإِنَّ هَذَا لَا يَحِلُّ
 هَذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ فَتَكَلَّمْتُ فَقَالَتْ مَنْ أَنْتَ قَالَ امْرَأَةٌ
 مِنَ الْمُهَاجِرِينَ قَالَتْ أَيْ الْمُهَاجِرِينَ قَالَ مِنْ قُرَيْشٍ قَالَتْ مَنْ أَيْ
 قُرَيْشٍ أَنْتَ قَالَ إِنَّكَ لَسَوْءٌ أَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَتْ مَا بَقَاؤُنَا عَلَى هَذَا
 الْأَمْرِ الصَّالِحِ الَّذِي جَاءَ اللَّهُ بِهِ بَعْدَ الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ بَقَاؤُكُمْ عَلَيْهِ
 مَا اسْتَقَامَتْ بَكُمْ أَمَّتُكُمْ قَالَتْ وَمَا الْأَمَّةُ قَالَ أَمَا كَانَ لِقَوْمِكَ
 رُءُوسٌ وَأَشْرَافٌ يَأْمُرُوهُمْ فَيُطِيعُوهُمْ قَالَتْ بَلَى فَهُمْ أَوْلَٰئِكَ

عَلَى النَّاسِ

کہا میں اپنے باپ کا رکھا ہوا نام تبدیل نہیں کروں گا۔ سعید کہا کرتے تھے کہ اس کے بعد حزن و غم داند وہ ہمیشہ
 ہم میں رہا۔ امام نووی نے کہا حفاظ حدیث نے کہا۔ مستحب سے صرف ان کے بیٹے سعید ہی روایت کرتے ہیں اور
 اس میں ابو عبد اللہ حاکم کا رد ہے کیونکہ انہوں نے بخاری پر اعتراض کیا تھا کہ بخاری نے کوئی ایسی حدیث ذکر نہیں
 کی جس میں مروی عنہ سے روایت کرنے والا صرف ایک راوی ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : قیس بن ابی حازم نے کہا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ قبیلہ احمس کی ایک عورت
 کے پاس گئے جسے زینب کہا جاتا تھا اسے دیکھا کہ وہ بات نہیں کرتی۔ ابو بکر
 صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اس کا کیا حال ہے کہ وہ بات کیوں نہیں کرتی؟ لوگوں نے کہا کہ وہ خاموشی سے حج کرتی ہے۔
 ابو بکر صدیق نے اسے کہا بات کرو چپ چاپ جائز نہیں یہ جاہلیت کا طریقہ (یہ سن کر) اس نے کلام کرنا شروع کیا اور کہا
 تم کون ہو؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ مہاجر ہیں اس نے کہا کون سے مہاجر ہو فرمایا قریشی۔ اس نے کہا قریش
 کے کس قبیلہ سے ہو؟ فرمایا تو بہت سوال کرتی ہے میں ابو بکر ہوں۔ اس نے کہا اس نیک امر پر جو اللہ تعالیٰ نے

۳۵۸۷۔ حَدَّثَنِي فَرَوَةَ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَسْلَمْتُ امْرَأَةً سَوْدَاءُ لِبَعْضِ الْعَرَبِ وَكَانَ لَهَا حِفْشٌ فِي الْمَسْجِدِ قَالَتْ فَكَانَتْ تَأْتِينَا فَتُحَدِّثُ عِنْدَنَا فَإِذَا فَرَعَتْ مِنْ حَدِيثِنَا قَالَتْ وَيَوْمَ الْوُشَّاحِ مِنْ تَعَايِيبِ رَبِّنَا إِلَّا أَنَّهُ مِنْ بِلْدَةِ الْكُفْرِ أَنْجَانِي فَلَمَّا أَكْثَرْتُ قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ وَمَا يَوْمَ الْوُشَّاحِ قَالَتْ خَرَجْتُ جُورِيَةً لِبَعْضِ أَهْلِ وَعَلَيْهَا وَشَاحٌ مِنْ أَدَمٍ فَسَقَطَ مِنْهَا فَانْحَطَّتْ عَلَيْهِ الْحَدِيَا وَهِيَ تَحْسِبُهُ لَحْمًا فَاخَذَتْ فَأَتَتْهُمُونِي بِهِ فَعَدَّ بُونِي بِهِ حَتَّى بَلَغَ مِنْ أَمْرِي

ہمیں جاہلیت کے بعد عطا کیا ہے۔ ہم کتنا عرصہ باقی رہیں گے۔ فرمایا اس پر تمہاری بقاء رہے گی جب تک تمہارے امام درست ہوں گے۔ اُس نے کہا امام کون ہیں؟ فرمایا کیا تیری قوم میں شریف، سردار نہیں ہیں جو لوگوں کو حکم کرتے ہیں اور وہ ان کی اطاعت کرتے ہیں اُس نے کہا کیوں نہیں! فرمایا بس یہی لوگوں کے امام ہیں۔

۳۵۸۶۔ شرح : اُس عورت نے نذر مانی تھی کہ وہ حج کمرے گی اور اس میں خاموش رہے گی لیکن یہ شریعت میں جائز نہیں اور اس میں جاہلیت کے لوگوں

سے مشابہت پائی جاتی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے بکثرت سوال دیکھ کر فرمایا تو سؤل ہے یعنی بہت سوال پوچھنے والی حالانکہ چاہیے یوں تھا کہ آپ صیغہ مؤنث ”سؤلہ“ فرماتے لیکن فقؤل میں مذکر و مؤنث برابر ہوتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت عقلمند تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اسے کثرت کلام کی عادت ہے اور سکوت و خاموشی کا التزام کرنا اس کے لئے بہتر ہے اور امر صالح سے مراد اسلام ہے اور ائمہ کی بقاء ان کی استقامت سے مراد یہ ہے کہ ان کی استقامت سے حدود قائم ہوں لوگوں کے حقوق محفوظ ہوں اور ہر شئی مناسب مقام میں ہو۔

۳۵۸۷۔ ترجمہ : عروہ نے کہا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا : ایک حبشی عورت جو ایک عربی کی لونڈی تھی۔ مسلمان ہو گئی۔ مسجد کے پاس اس کا چھوٹا سا

مکان تھا۔ ام المؤمنین نے کہا وہ ہمارے پاس آیا کرتی تھی اور باتیں کیا کرتی تھی۔ جب وہ اپنی باتوں سے فارغ

أَنَّهُمْ طَلَبُوا فِي قُبُلِي فَبَدَّنَا هُمْ حَوْلِي وَأَنَا فِي كُرْحِي إِذَا قَبِلْتُ الْحَدِيثَ
حَتَّى وَازَتْ بِرُؤُسِنَا ثُمَّ أَلْقَتْهُ فَأَخَذُوهُ فَقُلْتُ لَهُمْ هَذَا الَّذِي
أَتَّهَمْتُمُونِي بِهِ وَأَنَا مِنْهُ بَرِيءٌ

۳۵۸۸ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا مَنْ كَانَ
حَالِفًا فَلَا يَحْلِفُ إِلَّا بِاللَّهِ فَكَانَتْ قُرَيْشٌ تَحْلِفُ بِأَبَائِهَا فَقَالَ لَا تَحْلِفُوا
بِأَبَائِكُمْ

ہوتی تو کہتی : اور ہار والا دن ہمارے رب کی قدرت کے عجائبات میں سے ہے۔ یہ سن لیں کہ اُس نے مجھے
کفر کے شر سے نجات دی، جب وہ یہ بکثرت کہنے لگی تو ام المؤمنین نے اسے فرمایا۔ ہار کا دن کیسا ہے۔ اُس نے
کہا میرے ایک مالک کی بچی باہر نکلی جبکہ اس پر چمڑے کا ہار تھا۔ وہ اس سے گر گیا تو ایک چیل اس پر پھٹی اور وہ
اسے گوشت گمان کرتی تھی وہ اسے لے گئی۔ لوگوں نے مجھے مٹھم کیا اور مجھے سخت عذاب دینے لگے حتیٰ کہ میرا حال یہاں
تک پہنچ گیا کہ اُنھوں نے میری شرمگاہ کی تلاشی لی۔ ایک وقت وہ میرے ارد گرد تھے اور میں اپنی مصیبت میں مبتلا تھی۔
اچانک وہی چیل آئی حتیٰ کہ ہمارے سروں کے موازی ہو کر وہ ہار زمین پر پھینک دیا۔ لوگوں نے وہ پکڑ لیا تو میں نے
اُن سے کہا یہ وہ ہار ہے تم نے جس کی تہمت مجھ پر لگائی تھی۔ حالانکہ میں اس سے بری تھی۔
(حدیث ۴۲۹ کی شرح دیکھیں)

۳۵۸۸ — ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار! جو قسم کھانا چاہے۔ وہ اللہ کے

سوا کسی کی قسم نہ کھائے قریش اپنے باپ دادوں کی قسم کھاتے تھے۔ آپ نے فرمایا اپنے باپ دادوں کی قسم نہ کھاؤ۔
شرح : یعنی جو کوئی قسم سے قول یا فعل کی تاکید کرنا چاہے۔ تو اللہ کی قسم کھانے
کیونکہ جس کی قسم کھائی جائے قسم میں اس کی تعظیم مطلوب ہوتی ہے اور

حقیقی عظمت صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ لہذا اللہ کے غیر کو اس کے مشابہ نہ کرے۔ حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما نے کہا میرا ایک ستو بار اللہ کی قسم کھا کر گنگار ہونا اس سے بہتر ہے کہ غیر اللہ کی قسم کھا کر بری ہو جاؤں
اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کے بغیر قسم کھانا مکروہ ہے۔ لہذا نبی اکبر، ملائکہ، امانت، روح وغیرہ کی قسم کھانا

۳۵۸۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ
قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ
كَانَ يَمْشِي بَيْنَ يَدَيِ الْجَنَازَةِ وَلَا يَقُومُ لَهَا وَيُخْبِرُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ
كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُومُونَ لَهَا إِذَا رَأَوْهَا كُنْتُ فِي أَهْلِكَ مَا
أَنْتِ مَرَّتَيْنِ

مکروہ ہے۔ امانت کی قسم کھانا بہت سخت مکروہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مخلوق کی قسمیں کھائی میں۔ وہ مخلوق کو شرافت و بزرگی دینے کے لئے قسمیں اٹھا سکتا ہے۔ لَا يُسْتَلُّ مَعَهَا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ، غیر اللہ کی قسمیں کھانا جاہلیت میں عام رواج تھا۔ اسلام نے اس سے منع کر دیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَفْلَمْ وَ اَبِيْرَ اِنْ صَدَقَ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باپ کی قسم کھائی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کلمہ سے قسم مقصود نہ تھی بلکہ یہ ویسے زبان شریف پر جاری ہو گیا تھا۔ بعض علماء نے کہا کہ ان جملوں میں سے جو تاکید اور تقریر کے لئے کلام میں زائد ذکر کئے جاتے ہیں۔ ان سے قسم مراد نہیں ہوتی جیسے محض اختصاص کے لئے نداء کا صیغہ زائد ذکر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ نداء مقصود نہیں ہوتی (یعنی)

توجہ : ابن وہب نے بیان کیا کہ مجھے عمر نے خبر دیا کہ عبد الرحمن بن قاسم نے اُن سے بیان کیا کہ قاسم جنازہ کے آگے آگے چلتے تھے اور اسے دیکھ کر کھڑے ہوتے تھے۔ اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دیتے تھے کہ اہل جاہلیت جنازہ کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے جبکہ اسے دیکھتے تھے اور دو مرتبہ کہا کرتے تھے کہ تو وہی ہے جو اپنے اہل کے پاس تھا۔

۳۵۸۹۔ شرح : قَوْلُهُ كُنْتُ فِي أَهْلِكَ مَا أَنْتِ، کی ترکیب کچھ اس طرح ہے کہ لفظ در ما، موصولہ ہے۔ اور بعض صلہ محذوف ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے الَّذِي أَنْتِ فِيهِ كُنْتُ فِي الْحَيَاةِ مِثْلَهُ، اِنْ خَيْرًا فَخَيْرٌ وَاِنْ شَرًّا فَشَرٌّ، یعنی تیرا وہی حال ہے جو حیات کا حال تھا اگر وہ اچھا تھا تو اب بھی اچھا ہوگا اگر وہ بُرا تھا تو اب بھی بُرا ہوگا۔ کیونکہ ان لوگوں کا یہ دعویٰ تھا کہ مرنے کے بعد انسان کی روح اس صرح کا پرندہ ہو جاتی ہے۔ اسے وہ صدی اور مام کہتے تھے۔ یا لفظ در ما، استفہامیہ ہے یعنی تو اپنے کھڑے شریف تھا اب کس حال میں؟ یا لفظ در ما، نافیہ ہے۔ اور لفظ در مَرَّتَيْنِ، مقول کا تتمہ ہے یعنی کبھی تو اپنی قوم میں تھا۔ کبھی ان میں نہ ہوگا۔ چنانچہ کافروں کا یہی عقیدہ تھا وہ کہتے تھے۔ ہماری زندگی صرف دنیاوی زندگی ہے۔ مریں گے اور جیشیں گے ہم کو صرف زمانہ ہلاک کرتا ہے۔ (کرمانی)

۳۵۹۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ
 قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ عَمْرُو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ قَالَ عُمَرَانُ
 الْمُشْرِكِينَ كَانُوا لَا يُفِيضُونَ مِنْ جَمْعٍ حَتَّى تَشْرِقَ الشَّمْسُ عَلَى ثَبِيرٍ
 فَخَالَفَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَفَاضَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ
 ۳۵۹۱۔ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أَسْمَاءَ
 حَدَّثَكُمُ مَجْنِي بْنُ الْمُهَلَّبِ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عِكْرِمَةَ وَكَاسًا
 دِهَاقًا قَالَ مَلَأَى مُتَتَابِعَةً قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ
 فِي الْجَاهِلِيَّةِ اسْقَيْنَا كَاسًا دِهَاقًا

۳۵۹۰۔ ترجمہ : عمرو بن میمون نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا
 مشرک لوگ مزدلفہ سے نہیں نکلتے تھے۔ حتیٰ کہ سورج کی دھوپ ثبیر پہاڑ
 پر آجاتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کیا اور طلوع شمس سے پہلے مزدلفہ سے نکل گئے
 (حدیث ۱۵۷۹ کی شرح دیکھیں)

۳۵۹۱۔ ترجمہ : حُصَيْن نے عکرمہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا در کاسا دہاقا کے
 معنی میں بھرا ہوا پیالہ۔ انھوں نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
 کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ وہ جاہلیت میں کہتے تھے۔ ہمیں بھرا ہوا پیالہ پلاؤ۔
 شرح : یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اپنے والد حضرت
 عباس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ مسلمان ہونے سے پہلے جاہلیت

۳۵۹۱۔ کے زمانہ میں یہ کہا کرتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اظہارِ نبوت کے دس سال بعد پیدا ہوئے تھے انھوں
 نے جاہلیت کا زمانہ نہیں پایا اس لئے انھوں نے کہا میں نے اپنے والد سے سنا الخ
 حُصَيْن بن عبد الرحمن سلمیٰ کوئی ہیں۔ عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے
 آزاد کردہ غلام ہیں۔

۳۵۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ
ابْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةٌ لِبَيْدٍ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ
بَاطِلٌ وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
بہت اچھی بات جو شاعر نے کہی۔ لبید کی بات ہے کہ اللہ کے سوا
ہر شئی فانی ہے اور قریب تھا کہ اُمیہ بن صلت مسلمان ہو جاتا۔

۳۵۹۲۔ شرح : لبید بن ربیعہ عامری صحابی شاعر تھے۔ وہ جاہلیت میں نامور
شعراء میں سے تھے ان کی کنیت ابو عقیل ہے۔ انھوں نے اسلام
لانے کے بعد کوئی شعر نہیں کہا تھا اور یہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شعر کا بدل قرآن دیا ہے۔ ان کی عمر
ایک سو چوتھن سال تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں کوفہ میں فوت ہوئے۔ اگر یہ سوال پوچھا
جائے کہ لبید نے کہا کہ اللہ کے سوا ہر شئی باطل ہے۔ حالانکہ دنیا میں طاعات، عبادات تو یقیناً ہیں۔ اور وہ
باطل نہیں ہیں اور آخرت میں ثواب و عقاب بھی باطل نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ باطل کا معنی فانی ہے جو باقی
نہ رہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اللہ کی ذات کے سوا ہر شئی فنا ہونے والی ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ”مَا
خَلَا اللَّهَ“ سے مراد اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات ذاتیہ اور فعلیہ رحمت عذاب وغیرہ ہیں۔ تیسرا جواب یہ ہے
کہ جنت اور دوزخ اللہ کے باقی رکھنے سے باقی رہیں گی۔ اور ان میں رہنے والوں کو ہمیشہ باقی رکھے گا۔ اور اللہ کے
سوا ہر شئی کا لذاتہ زائل ہونا جائز ہے۔ اور ہر شئی اللہ کے باقی رکھنے سے باقی ہے۔ شاعر کے شعر کا دوسرا حصہ یہ ہے
”كُلُّ نَعِيمٍ لَا مُحَالَةَ زَائِلٌ“ یعنی ہر نعمت یقیناً زائل ہونے والی ہے۔ اُمیہ بن ابی صلت عبد اللہ ثقفی ہے۔ وہ
جاہلیت کے زمانہ میں اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا۔ اور بعثت پر ایمان رکھتا تھا۔ لیکن جب اسلام کا ظہور ہوا تو مسلمان
نہ ہوا۔ صحیح مسلم میں شریذ بن سؤید سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا کہ آپ نے مجھے فرمایا مجھے اُمیہ بن ابی صلت کا کوئی شعر یاد ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں
فرمایا کہ میں نے اس کے اشعار سے ایک بیت پڑھا فرمایا اور پڑھو میں نے اس کے تقریباً ایک سو اشعار پڑھے تو
آپ نے فرمایا کہ وہ اپنے شعر میں مسلمان ہونے کے قریب تھا (یعنی اگر مانی، علامہ قسطلانی نے کہا۔ کہا گیا ہے کہ وہ
نصرانی ہو گیا تھا اس کے اشعار میں اکثر توحید کا ذکر ہوتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لبید سے فرمایا کوئی شعر

۳۵۹۳۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمٍ

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ لِأَبِي بَكْرٍ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ
يَأْكُلُ مِنْ خَرَاجِهِ فَجَاءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ فَأَكَلَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ
تَدْرِي مَا هَذَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَمَا هُوَ قَالَ كُنْتُ تَكْهَنُتُ لِلنَّسَاءِ
فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا أَحْسِنُ الْكَهَانَةَ إِلَّا أَنِّي خَدَعْتُه فَلَقِيَنِي فَلَعَنَنِي
بِذَلِكَ فَهَذَا الَّذِي أَكَلْتُ مِنْهُ فَأَدْخَلَ أَبُو بَكْرٍ يَدَهُ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ
فِي بَطْنِهِ

سناؤ تو اس نے کہا جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے سورہ بقرہ کا علم دیا ہے اس کے بعد مجھے شعر کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۳۵۹۳۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو انہیں خراج (محصول) لاکر دیتا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق وہ کھایا کرتے تھے۔ ایک روز وہ کوئی شئی لایا تو انھوں نے اس سے کچھ کھایا تو غلام نے اُن سے کہا آپ جانتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ ابوبکر صدیق نے فرمایا یہ کیا ہے؟ غلام نے کہا میں نے جاہلیت کے زمانہ میں کہانت کی تھی۔ حالانکہ میں کہانت نہ جانتا تھا میں نے صرف اس شخص کو دھوکا دیا تھا۔ وہ مجھے ملا ہے۔ اس نے اس کہانت کا بدل مجھے دیا ہے یہ وہی ہے جو آپ نے اس سے کھایا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ گلے میں ڈال کر پیٹ میں ہر شئی کو قے کر کے باہر نکال دیا۔

شرح : خراج وہ ہے جو غلام کسب کر کے اپنے آقا کو یومیہ ادا کرتا ہے

۳۵۹۳۔

جو اس پر مقرر کیا ہوتا ہے۔ کہانت وہ ہے جو حساب وغیرہ کے

ذریعے آنے والے حالات بتاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیٹ کی ہر شئی اس لئے قے کر کے باہر نکال دی کہ کاسن کی اجرت حرام ہے اور دھوکہ کے ذریعے حاصل کردہ مٹی حرام ہے۔ ابن تیم نے کہا اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کی ہر شئی ختم کر دی ہے۔ اگر اسلام میں کہانت ہوتا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قنا کھایا تھا اس کی مثل دیتے ورنہ اس کی قیمت ادا کر دیتے (کرمانی، عینی)

۳۵۹۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَتَّبِعُونَ الْحَوْمَ
الْحَزْرُورَ إِلَى حَبْلِ الْحَبْلَةِ قَالَ وَحَبْلُ الْحَبْلَةِ أَنْ تُنْتَجِرَ النَّاقَةُ مَا فِي
بَطْنِهَا ثُمَّ تَحْمِلُ الَّذِي نَحْتُ فَهَافُهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ
۳۵۹۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا هُدَيْيٌ قَالَ
حَدَّثَنَا غِيلَانُ بْنُ جَرِيرٍ كُنَّا نَأْتِي النَّسَّ بْنَ مَالِكٍ قَالَ فَيُحَدِّثُنَا عَنْ
الْأَنْصَارِ وَكَانَ يَقُولُ لِي فَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا أَيْوَمَ كَذَا وَكَذَا
وَفَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا أَيْوَمَ كَذَا وَكَذَا

الْقِسَامَةُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

۳۵۹۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ
حَدَّثَنَا قُطْنُ أَبُو الْهَيْثَمِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو يَزِيدَ الْمَدَنِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ أَوَّلَ قِسَامَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَفَيْتَا

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اہل جاہلیت
آپس میں اونٹوں کی خرید و فروخت حبل حبلہ کی مدت تک کیا کرتے تھے
اور حبل حبلہ یہ ہے کہ اونٹنی کے بچہ پیدا ہو پھر وہ بچہ حاملہ ہو جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع
فرمایا ہے (حدیث ع ۲۰۱۲ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : غیلان بن جریر نے بیان کیا کہ ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس
آیا کرتے تھے۔ وہ ہمیں انصار کی باتیں بیان کیا کرتے تھے۔ اور مجھے کہا
کرتے تھے تمہاری قوم نے فلاں فلاں روز ایسا کیا تمہاری قوم نے فلاں فلاں روز ایسا کیا (حضرت انس

بَنِي هَاشِمٍ كَانَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي هَاشِمٍ اسْتَأْجَرَهُ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ مِّنْ
 فِئْزَةِ أُخْرَىٰ فَانْطَلَقَ مَعَهُ إِلَىٰ فَمَرَّ رَجُلٌ بِهِ مِّنْ بَنِي هَاشِمٍ قَدْ
 انْقَطَعَتْ عُرْوَةُ جُوالِقِهِ فَقَالَ اغْثِنِي بِعِقَالٍ أَشَدَّ بِهِ عُرْوَةً
 جُوالِقِي لَا تَنْفِرُ إِلَّا بِهَا فَأَعْطَاهُ عِقَالًا أَشَدَّ بِهِ عُرْوَةً جُوالِقِهِ فَلَمَّا
 نَزَلُوا عَقَلَتْ الْإِبِلُ إِلَّا بَعِيرًا وَاحِدًا فَقَالَ الَّذِي اسْتَأْجَرَهُ هَاشِمَانُ
 هَذَا الْبَعِيرُ لَمْ يُعْقَلْ مِنْ بَنِي الْإِبِلِ قَالَ لَيْسَ لَهُ عِقَالٌ قَالَ فَأَيْنَ
 عِقَالُهُ قَالَ فِئْزَةٍ بَعْضًا كَانَ فِيهَا أَحَدُهُ فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ
 فَقَالَ أَتَشْهَدُ الْمَوْسِمَ قَالَ مَا أَشْهَدُ وَرُبَّمَا شَهِدْتُ قَالَ هَلْ أَنْتَ مُبَلِّغٌ
 عَنِّي رِسَالَةَ مَرَّةٍ مِّنَ الدَّهْرِ قَالَ فَكُنْتُ إِذَا أَنْتَ شَهِدْتَ الْمَوْسِمَ فَنَادِيَا
 أَلْ قُرَيْشِ فَإِذَا أَجَابُوكَ فَنَادِيَا أَلْ بَنِي هَاشِمٍ فَإِنْ أَجَابُوكَ فَسَلْ عَنْ
 أَبِي طَالِبٍ فَأَخْبِرْهُ أَنَّ فُلَانًا قَتَلَنِي فِي عِقَالٍ وَمَاتَ الْمُسْتَأْجَرُ فَلَمَّا

رضی اللہ عنہ جاہلیت کے زمانہ میں انصار کے وقائع ذکر کرتے تھے

جاہلیت کے زمانہ میں قسامت

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جاہلیت کے زمانہ میں سب سے پہلی قسامت ہم میں یعنی بنی ہاشم میں ہوتی۔ بنی ہاشم کے ایک شخص

۳۵۹۶ —

کو قریش قبیلہ کی دوسری شاخ کے ایک شخص نے اجرت پر رکھا تھا۔ وہ اس کے ساتھ اونٹوں میں چلا۔ تو اس کے پاس سے بنی ہاشم کا ایک شخص گزرا جبکہ اس کے غلہ کی بوری کا بندھن ٹوٹ چکا تھا۔ اُس نے کہا مجھے رسی دو جس کے ساتھ میں بوری کا منہ باندھ لوں تاکہ اونٹ بھاگ نہ جائیں۔ اس نے اسے رسی دے دی جس کے ساتھ اس شخص نے اپنی بوری کا منہ باندھ لیا۔ جب وہ ایک جگہ پھرے تو ایک اونٹ کے سوا تمام اونٹ باندھے گئے جس

قَدِمَ الَّذِي اسْتَاخَرَهُ أَتَاهُ أَبُو طَالِبٍ فَقَالَ مَا فَعَلَ صَاحِبُنَا قَالَ
 مَرِضَ فَأَخَصَّنْتُ الْقِيَامَ عَلَيْهِ فَوَلَّيْتُ دُفْنَهُ قَالَ قَدْ كَانَ أَهْلُ ذَاكَ
 مِنْكَ فَمَكَتْ جِنَانًا ثُمَّ أَنَّ الرَّجُلَ الَّذِي أَوْصَى إِلَيْهِ أَنْ يُبْلَغَ عَنْهُ
 وَافِيَ الْمَوْسِمَ فَقَالَ يَا آلَ قُرَيْشٍ قَالُوا هَذِهِ قُرَيْشٌ قَالَ يَا آلَ بَنِي هَاشِمٍ قَالُوا
 هَذِهِ بَنُو هَاشِمٍ قَالَ إِنَّ أَبُو طَالِبٍ قَالُوا هَذَا أَبُو طَالِبٍ قَالَ أَمَرَنِي فَلَانٌ
 أَنْ أُبْلَغَكَ رِسَالَةً أَنْ فَلَانًا قَتَلَهُ فِي عَقَالٍ فَأَتَاهُ أَبُو طَالِبٍ فَقَالَ
 اخْتَرْنَا أَحَدًا ثَلَاثَ إِنْ شِئْتَ أَنْ تُؤَدِّيَ مَائَةً مِنَ الْإِبِلِ
 فَإِنَّكَ قَتَلْتَ صَاحِبَنَا وَإِنْ شِئْتَ حَلَفَ خَمْسُونَ مِنْ قَوْمِكَ أَنَّكَ
 لَمْ تَقْتُلْهُ فَإِنْ أَبَيْتَ قَتَلْنَاكَ بِهِ فَإِذَا قَوْمُهُ فَقَالُوا نَحْلِفُ فَأَتَتْهُ
 امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِنْهُمْ قَدْ وَلَدَتْ لَهُ

شخص نے ہاشمی کو اجرت پر لیا تھا اس نے کہا اس اونٹ کا کیا حال ہے کہ اسے دوسرے اونٹوں کی طرح باندھا نہیں
 گیا۔ ہاشمی نے کہا اس کی رستی نہیں ہے۔ اس شخص نے کہا اس کی اپنی رستی کہاں ہے۔ پھر اسے لاٹھی سے مارا جس
 سے اس کی موت واقع ہو گئی۔ پھر اس کے پاس سے ایک یہودی گزرا تو زخمی ہاشمی نے کہا کیا تم حج کو جا رہے ہو۔ اُس
 نے کہا میں حج کو نہیں جا رہا کبھی چلا بھی جاتا ہوں۔ ہاشمی نے کہا جس سال تم حج کے موسم میں جاؤ کیا وہاں میرا پیغام
 پہنچا دو گے۔ یہی نے کہا جی ہاں ہاشمی (جبکہ اس کے آخری سانس تھے) نے کہا جب تم حج کے موسم میں جاؤ تو آواز
 دو اور کہو یا آلِ قریش جب وہ تمہیں جواب دیں تو کہو یا آلِ بنی ہاشم اگر وہ تمہیں جواب دیں تو ابو طالب کا پوچھو اور
 انہیں میرا واقعہ بیان کرو۔ کہ فلاں شخص نے مجھے ایک رستی کے عوض قتل کر دیا ہے (یہ کہہ کر ہاشمی فوت ہو گیا جس
 شخص نے اسے اجرت پر لیا تھا اس کے پاس ابو طالب آئے اور کہا ہمارے ساتھی کا کیا حال ہے۔ اُس نے کہا
 وہ بیمار ہو گیا تھا۔ میں نے اس کی اچھی طرح عیادت کی تھی اور اس کے دفن کا انتظام کیا۔ ابو طالب نے کہا تم سے
 یہی توقع تھی۔ تھوڑا وقت ہی گزرا ہو گا کہ وہ مرد آگیا جسے اُس نے وصیت کی تھی کہ اس کا پیغام پہنچانے جبکہ وہ
 موسم حج میں آئے۔ اُس نے آتے ہی کہا اے آلِ قریش! لوگوں نے کہا قریش یہ ہیں۔ پھر اس نے کہا اے آلِ بنی ہاشم

فَقَالَتْ يَا أَبَا طَالِبٍ أَحِبُّ أَنْ تُجِيزَ ابْنِي هَذَا بِرَجُلٍ مِنَ الْخُسَيْنِ
وَلَا تُصِيرَ يَمِينَهُ حَيْثُ تُصِيرُ الْإِيمَانُ فَفَعَلَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ
فَقَالَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَرَدْتُ خَمْسِينَ رَجُلًا أَنْ يَخْلِفُوا مَكَانَ مِائَةِ
مَنْ أَوَّلَ بِلٍ يُصِيبُ كُلَّ رَجُلٍ بَعِيرَانِ هَذَا بَعِيرَانِ فَأَقْبَلَهُمَا
عَنِّي وَلَا تُصِيرَ يَمِينِي حَيْثُ تُصِيرُ الْإِيمَانُ فَقْبَلَهُمَا وَجَاءَ ثَمَانِيَّةٌ
وَأَرْبَعُونَ فَخَلَفُوا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا حَالَ
الْحَوْلُ وَمِنَ الثَّمَانِيَّةِ وَأَرْبَعِينَ عَيْنٌ تَطْرُقُ

لوگوں نے کہا یہ بنو ہاشم میں۔ اُس نے کہا ابو طالب کہاں ہے لوگوں نے کہا یہ ابو طالب ہے۔ اُس نے کہا مجھے فلاں شخص نے کہا تھا کہ میں تمہیں یہ پیغام دوں کہ فلاں شخص نے اسے ایک رستی کے بدلہ قتل کر دیا ہے۔ چنانچہ اس کے پاس ابو طالب گئے اور اسے کہا ہماری طرف سے تین میں سے کوئی ایک اختیار کر لے اگر چاہتا ہے تو سو اونٹ دیتا ادا کر کیونکہ تو نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا ہے۔ اگر چاہے تو تیری قوم سے پچاس آدمی قسمیں کھائیں کہ تو نے اس کو قتل نہیں کیا ہے۔ اگر تو اس کا بھی انکار کرے گا تو ہم اس کے بدلے تجھے قتل کریں گے۔ وہ شخص اپنی قوم کے پاس آیا تو انھوں نے کہا ہم قسمیں کھاتے ہیں۔ بنو ہاشم سے ایک عورت ابو طالب کے پاس آئی جبکہ ان لوگوں میں سے ایک شخص کی بیوی تھی۔ اور اس کا اس شخص سے ایک بچہ تھا۔ اُس نے ابو طالب سے کہا میں یہ چاہتی ہوں کہ پچاس آدمیوں میں سے ایک آدمی کے عوض میرے اس بچہ کو معاف کر دو اور جب قسمیں لو تو اس سے قسم نہ لو۔ ابو طالب نے اسے معاف کر دیا۔ پھر ان میں سے ایک آدمی آیا اور کہنے لگا اے ابو طالب آپ نے پچاس آدمیوں سے قسم لینے کا ارادہ کیا ہے جو سو اونٹوں کے عوض قسمیں کھائیں گے جبکہ ہر آدمی کے حصہ دو اونٹ آتے ہیں۔ یہ دو اونٹ میری طرف سے قبول کیجئے اور جب قسمیں لی جائیں تو مجھ سے قسم نہ لو۔ ابو طالب نے ان کو منظور کر لیا۔ پھر اڑتالیس آئے اور انھوں نے قسمیں کھائیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس ذات کی قسم ہے جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ ایک سال گزرنے نہ پایا اور ان اڑتالیس میں سے ایک بھی زندہ نہ رہا۔

شرح : قولہ تجیز، اگر یہ راہ سے ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کو امن دے اور اگر زاد سے ہو تو معنی یہ ہے کہ اس کو امن دے اور

۳۵۹۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَامَةَ
عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَوْمُ بَعْثِ رَسُولِ اللَّهِ
عَزَّ وَجَلَّ لِرَسُولِهِ فَقَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ افْتَرَقَ
مَلُوكُهُمْ وَقَتَلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَجَرَحُوا أَقْدَمَهُ اللَّهُ لِرَسُولِهِ فِي دُخُولِهِ
فِي الْإِسْلَامِ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشْجَعِ أَنَّ

اگر زاع سے ہو تو معنی یہ ہے کہ اس کو قسم ترک کرنے کی اجازت دے۔ "میں صبر" وہ ہے جو مامور بہرہ لازم ہو جاتی ہے۔ اور اس کو قسم دینے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اور اس پر قسم کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ جو ہری نے کہا کہا جاتا ہے صَبَرَتِ الرَّجُلُ إِذَا حَلَفَ صَبْرًا، یعنی قسم کھانے میں مجبوس کیا جائے حتیٰ کہ وہ قسم کھائے۔ مَضْبُورٌ قسم کو کہتے ہیں۔ علامہ خطابی نے کہا قسموں میں صبر کا معنی الزام ہے یعنی کسی پر قسم لازم کر دینا حتیٰ کہ اسے قسم کھانے کی گنجائش نہ رہے۔ حدیث شریف میں ہے قدیم سے یہ طریقہ آ رہا ہے کہ آدمی کی دیت سواونٹ میں اس میں ظالموں کو زجر اور مظلوموں کو تسلی ہے اور ان سب کے ہلاک ہونے میں حکمت یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کو ظلم کرنے سے روکیں جبکہ ان میں اس وقت نہ تو کوئی نبی تھا نہ ہی کتاب تھی اور نہ ہی وہ بعثت پر یقین رکھتے تھے۔ اس کے باوجود اگر انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیا جاتا تو ان میں سے طاقتور کمزور کو کھا جاتا اور ظالم مظلوم کو ہضم کر جاتا۔ چونکہ قسامت اسلام سے پہلے جاری تھی اور اسلام نے بھی اسی طریقہ پر جاری رکھا جو جاہلیت میں تھا اور اس میں کچھ رد و بدل نہیں کیا۔ اس طرح کے افعال کو افعالِ حسیہ کہا جاتا ہے۔ اس لئے قسامت افعالِ شرعیہ سے نہیں کیونکہ افعالِ شرعیہ میں اسلام سے پہلی صورت تبدیل ہو جاتی ہے "جواہر" بضم الجیم ہے جیم پر کسرہ بھی پڑھا جاتا ہے۔ اس کے معنی ہیں بوری اس کی جمع جواہر جیم پر فتح ہے۔ جواہر بھی اس کی جمع ہے۔ "موسم" حج کا زمانہ۔ آل قریش میں لام استغاثہ کے لئے ہے۔ "وافی" آیا (کرمانی وغیرہ)

۳۵۹۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یوم بعاث کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے فائدہ کے لئے پہلے سے مقرر کر دیا تھا۔ جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم "مدینہ منورہ" تشریف لائے حالانکہ ان کی جماعتوں میں پھوٹ پڑ چکی ہے اور ان کے سردار قتل اور زخمی ہو چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہ دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فائدہ کے لئے متعین کر رکھا تھا۔ ابن وہب نے کہا ہم سے عمرو نے بکیر بن اشج سے بیان کیا کہ ابن عباس

كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَيْسَ السَّعِيُّ
بِبَطْنِ الْوَادِي بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَنَةً إِنَّمَا كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ
يَسْعَوْنَهَا وَيَقُولُونَ لَا تُجِيزُوا الْبَطْحَاءَ إِلَّا شَدًّا

۳۵۹۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا

سُفْيَانُ قَالَ أَنَا مَطْرَفٌ سَمِعْتُ أَبَا السَّفَرِ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ
يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوا مِنِّي مَا أَقُولُ لَكُمْ وَأَسْمَعُونِي مَا تَقُولُونَ
وَلَا تَذْهَبُوا فَتَقُولُوا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَافَ بِالْبَيْتِ فَلْيَطْفُ
مِنْ وَرَاءِ الْحَجَرِ وَلَا تَقُولُوا لِحَطِيمٍ فَإِنَّ الرَّجُلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ يَحْلِفُ
فِيَلْقَى سَوْطَهُ أَوْ نَعْلَهُ أَوْ قَوْسَهُ

کے آزاد کردہ غلام کرب نے اُن سے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا صفا و مروہ کے درمیان بطن وادی
میں سعی سنت نہیں جاہلیت کے زمانہ کے لوگ یہ سعی کرتے تھے اور کہتے تھے ہم بطحاء سے دوڑ کر ہی گزریں گے۔
شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی حج کے ارکان
میں سے رکن ہے اور یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

۳۵۹۷

اس کو سنت نہ کہنا کیسا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سعی سے لغوی معنی مراد ہے۔ اور وہ دوڑنا ہے یعنی سعی میں
دوڑنا سنت نہیں۔ عام فقہاء بطن میل میں اس کو مستحب کہتے ہیں اور وہ معروف قدر ہے۔ ابن عباس نے جمہور
فقہاء کی مخالفت کی ہے۔ جیسے طواف کی پہلی تین شوطوں میں رمل کرنے میں جمہور کی مخالفت کی ہے (کرمانی)
علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس مسئلہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد یہ ہے کہ دوڑنا سنت نہیں ہے
وہ محض سعی کی حیثیت کی نفی نہیں کرتے ہیں۔ اس مسئلہ کے متعلق فقہاء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ امام مالک
شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے کہا صفا و مروہ میں سعی حج کا رکن ہے۔ اخاف کے نزدیک یہ رکن نہیں بلکہ واجب ہے۔

ترجمہ : مطرف نے بیان کیا کہ میں نے ابو السفر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ابن عباس
رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو میں تمہیں کہتا ہوں وہ مجھ سے سنو اور

۳۵۹۸

۳۵۹۹۔ حَدَّثَنَا نَعِيمُ بْنُ حَمَادٍ نَاهُشِيمٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ
عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قِرْدَةً اجْتَمَعَ عَلَيْهَا قِرْدَةٌ
قَدْ زَنَتْ فَرَجَمُوهَا فَرَجَمَهَا مَعَهُمْ

جو تم کہتے ہو وہ مجھے سناؤ (میری بات سناؤ اور اپنی بات سناؤ) اور بھٹکتے نہ پھرو پھر تم کہو گے ابن عباس نے
کہا، ابن عباس نے کہا جو کوئی بیت اللہ کا طواف کرے وہ حطیم کے پیچھے سے کرے اور حطیم نہ کہو کیونکہ جاہلیت
میں کوئی آدمی قسم کھاتا تو اپنا کوڑا یا جوتا یا قوس پھینکتا تھا۔

۳۵۹۸۔ شرح : حجر بحسرا الحاء میزاب کے نیچے احاطہ شدہ جگہ ہے۔ اس کو حطیم نہیں

کہتے کیونکہ یہ لفظ جاہلیت کا وضع کیا ہوا ہے۔ کیونکہ جب وہ آپس
میں قسم کھاتے تھے۔ تو جوتا یا کوڑا یا کمان حجر کی طرف پھینکتے تھے۔ یہ ان کے عقیدہ قسم کی علامت تھی۔ اس لئے وہ
اس جگہ کو حطیم کہتے تھے۔

بعض علماء نے کہا کہ اسے حطیم اس لئے کہا جاتا ہے۔ کہ یہ کعبہ کی دیوار سے علیحدہ کیا گیا ہے اور کعبہ میں
شامل نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس سے خارج کیا گیا ہے۔ ازرقی نے کہا حطیم رکن اسود، مقام ابراہیم، زمزم اور حجر
کے درمیان کی جگہ ہے۔ اس کو حطیم اس لئے کہتے ہیں کہ اس مقام میں لوگ دعاء پر جمع ہوتے ہیں اور ایک
دوسرے کو توڑتے ہیں۔ کہا گیا ہے۔ جو کوئی وہاں کھڑے ہو کر قسم کھائے وہ بہت جلد عذاب میں مبتلا ہو جاتا
ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

ترجمہ : عمرو بن میمون نے کہا میں نے جاہلیت کے زمانہ میں ایک بندر کو دیکھا
جس پر بہت سنگسار جمع تھے اس بندر نے زنا کیا تھا۔ انہوں نے

اسے سنگسار کیا تو میں نے بھی ان کے ساتھ اسے پتھر مارے۔

۳۵۹۹۔ شرح : ابن عبد البر نے کہا زنا کی غیر مکلف کی طرف نسبت کرنے اور
بہائم پر حدود قائم کرنے کا علماء کی ایک جماعت نے انکار کیا

ہے اور اگر یہ بات صحیح ہو تو وہ بندرجن تھے کیونکہ جن اور انسان مکلف ہیں۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ممکن ہے کہ وہ انسان ہوں گے جو بندر مسخ ہو گئے تھے اور ان کی
صرف انسانی صورت تبدیل ہوئی ہوگی یا یہ صرف زنا اور رجم کی صورت تھی۔ درحقیقت تکلیف و رجم وغیرہ
نہ تھا بلکہ یہ جاہلیت کے لوگوں کا گمان تھا۔ بایں ہمہ بخاری کے بعض نسخوں میں یہ حدیث نہیں ہے۔

۳۶۰۰ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَاسُفِينَ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ خَلَّالٌ مِنْ خَلَّالِ الْجَاهِلِيَّةِ الطَّعْنُ
فِي الْأَنْسَابِ وَالنِّسَابِ وَلَيْسَ الثَّلَاثَةُ قَالَ سُفْيَانُ وَيَقُولُونَ
إِنَّمَا الْأُسْتِسْقَاءُ بِالْأَنْوَاءِ

بندر کے زناء کا واقعہ

مدینہ طیبہ صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علی صاحبہا کے بعض شیوخ نے عمرو کی طرف اسناد کرتے ہوئے بیان کیا کہ میں میں ایک پہاڑ کے قریب تھا کیا دیکھتا ہوں کہ دو بندروں نے جماع کیا اور فارغ ہونے کے بعد سو گئے اور مٹونٹ بندر کا ہاتھ مذکر بندر کے سر کے نیچے تھا۔ اچانک ایک اور بندر آہستہ آہستہ چلتا ہوا آیا اور مٹونٹ بندر کو بلایا تو اس نے نہ بندر کے سر کے نیچے سے اپنا ہاتھ چپکے سے نکالا اور اس بندر کے ساتھ چل دی پھر انھوں نے جماع کیا۔ جب مادہ بندر واپس آئی تو نہ بندر بیدار ہو گیا اور اس کی بوسونگھی پھر زور سے چلایا تو بہت بندر جمع ہو گئے۔ انھوں نے بھی اس کی بوسونگھی اور انھوں نے معلوم کر لیا کہ اس نے زناء کیا ہے پھر انھوں نے زانی بندر کو بلایا اور زروادہ دونوں کو رجم کر دیا۔

حضرت عمرو بن مہموں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ اودی کوئی ہیں انھوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں مشرف باسلام ہوئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نہیں۔ انھوں نے ساٹھ حج کئے اور ۵۰ ہجری میں فوت ہو گئے (کرمانی)

ترجمہ : سُفْيَانُ نے عبید سے بیان کیا کہ انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جاہلیت کے عادات سے انساب میں طعن کرنا اور نوحہ کرنا ہے۔ وہ تیسری خصلت بھول گئے۔ سُفْيَانُ نے کہا وہ کہا کرتے تھے کہ ستاروں کے ذریعے بارش ہوتی ہے۔

شرح : حضرات اسامہ رضی اللہ عنہ کی نسب میں طعن کرنا۔ ان کے عادات کی ایک کڑی تھی۔ انوار نوحہ کی جمع ہے۔ یہ چاند کی منزل ہے جاہلیت کے لوگ کہا کرتے تھے۔ فلاں نوحہ کے سبب بارش ہوئی۔ فلاں نوحہ کے باعث ہم پر بارش ہوئی ہے۔ (حدیث ۹۸۵ کی شرح دیکھیں)

بَابُ مَبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ بْنِ عَبْدِ مَنَاةَ بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابٍ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ بْنِ لُؤَيٍّ بْنِ غَالِبٍ بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكٍ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ الْيَاسِ بْنِ مُضَرِّ بْنِ نَزَارٍ بْنِ مَعَدٍ بْنِ عَدْنَانَ

باب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری (میلاد شریف)

آپ کا نسب شریف یہ ہے۔ سیدنا و مولانا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ابن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر ابن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان

شرح : اس باب میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعث کا بیان ہے۔ مبعث بمعنی ارسال بعث کا مصدر یہی ہے۔ محمد بن اسحاق نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا نے ولادت کا واقعہ بیان فرمایا جس کا کچھ حصہ یہ ہے کہ اُن سے کہا گیا جب آپ مقدس شکم سے زمین پر قدم نہیمنت رکھ کر اسے منور فرمائیں تو آپ کا نام محمد رکھیں کیونکہ آپ کا اسم مبارک تورات میں احمد ہے۔

بیہقی نے دلائل نبوت میں مرسل اسناد سے ذکر کیا کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تولد فرمایا تو حضرت عبد المطلب نے دسترخوان بچھا دیا جب لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو انھوں نے کہا آپ نے کیا نام

رکھا ہے؟ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا میں نے آپ کا نام محمد رکھا ہے انھوں نے کہا آپ کے گھرانہ میں ایسا نام آج تک نہیں سنا گیا آپ نے اپنے گھرانے کے ناموں سے کیوں انحراف کیا ہے۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا اس لئے کہ آسمانوں میں اللہ اور زمین پر اللہ کی مخلوق میرے بیٹے کی حمد کریں "صلی اللہ علیہ وسلم"!

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ

واقفی نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کسریٰ نوشیرواں کے زمانہ میں پیدا ہوئے جبکہ اس کی حکومت کے چوبیس برس پورے ہو چکے تھے۔ آپ کی کنیت ابو احمد ہے۔ کہا گیا ہے کہ جب آپ کا انتقال ہوا تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ آمنہ رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں۔ عام مورخین کا کہنا ہے کہ حضرت عبد اللہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے ایک یا دو ماہ قبل اپنے ماموں بنو نجار کے پاس مدینہ منورہ کے دارِ نابغہ میں وفات پائی اور حارث بن ابراہیم بن سراہہ عدوی کے مکان میں مدفون ہوئے جو عبدالمطلب کے ماموؤں میں سے ہیں۔ حضرت عبد اللہ سلام اللہ علیہ کے والد بزرگوار حضرت عبدالمطلب نے انہیں مدینہ منورہ کھجوریں لانے بھیجا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ قریش کے قافلہ میں شام کی طرف تجارت کیلئے تشریف لے گئے تھے اور مدینہ منورہ میں ایک مہینہ بیمار رہنے کے بعد وفات پا گئے۔ جبکہ آپ کی عمر صرف پچیس برس تھی بعض مورخین تیس برس ذکر کرتے ہیں۔ اور ترکہ میں ام امین چھوڑیں جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیا کرتی تھیں۔ حضرت عبد اللہ ابوطالب کے حقیقی بھائی تھے۔

سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

آپ کا اسم گرامی شیبۃ الحمد ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کا نام عامر اور کنیت ابوالمحارث تھی۔ حارث ان کے سب سے بڑے لڑکے تھے۔ ابوالبطحاء بھی کنیت ذکر کی جاتی ہے۔ آپ کی والدہ سلمیٰ بنت عمرو بن زید بن لہب بن خداس بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار ہیں۔ آپ کو عبدالمطلب اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ کے والد ماجد ہاشم شام کی طرف تجارت کے لئے نکلے۔ جب مدینہ منورہ پہنچے تو عمرو بن زید بن لہب کے پاس ٹھہرے

تو اس کی بیٹی سلمیٰ بنت عمرو آپ کو اچھی لگی۔ تو اس کے والد کو منگنی کا پیغام دیا جسے اس نے منظور کر کے اُن سے نکاح کر دیا اور جب شام سے واپس آئے تو ان کی رخصتی کر دی۔ وہ انہیں مکہ مکرمہ لے آئے پھر جب تجارت کے لئے شام کی طرف گئے تو انہیں ہمراہ لے گئے جبکہ وہ حاملہ تھیں اور وہ انہیں مدینہ منورہ ہی میں چھوڑ کر شام چلے گئے اور شام میں مقام غزہ میں وفات پائے اور سلمیٰ نے بچہ کو جنم دیا جس کا نام شیبہ رکھا وہ اپنے ماموں بنی نجار کے پاس سات برس رہے۔ پھر آپ کا چچا مطلب بن عبد مناف آیا اور ان کی والدہ سلمیٰ سے خفیہ لے کر مکہ مکرمہ چلا آیا۔ جب لوگوں نے ان سے پوچھا کہ سواری پر تمہارے پیچھے کون ہے تو کہا یہ میرا غلام ہے اُنہوں نے اس کے پاس آکر مبارک دی۔ اور اسے عبدالمطلب کہنے لگے۔ اس لئے یہ نام مشہور ہو گیا۔ واقعہ نے ذکر کیا کہ عبدالمطلب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے آٹھ سال بعد فوت ہوئے جبکہ ان کی عمر اتنی برس تھی کہا گیا ہے کہ عبدالمطلب کی عمر ایک سو دس سال دس ماہ تھی ہشام نے ایک سو بیس سال کہے ہیں اور مجنون میں آپ کو دفن کیا گیا۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے جد امجد ہاشم ہیں

آپ کا نام عمرو ہے۔ اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ قحط سالی میں شرید کو گوشت سے ملا کر لوگوں کو کھلایا کرتے تھے۔ آپ عبدالمنان کے سب سے بڑے لڑکے تھے۔ ابن جریر نے ذکر کیا کہ ہاشم اور عبدشمس جڑواں بھائی تھے۔ جب ہاشم شکم مادر سے باہر آئے تو اُن کا پاؤں عبدشمس کے سر کے ساتھ ملا ہوا تھا اور خون بہنے کے ساتھ ان کا پاؤں بھائی کے سر سے جدا ہوا لوگوں نے اس سے یہ سمجھا کہ ان کی اولاد میں خونریزی ہوگی۔ چنانچہ بنو عباس اور بنو امیہ بن عبدشمس کے درمیان ۱۳۳ ہجری میں سخت لڑائی ہوئی۔ ان کا تیسرا حقیقی بھائی مطلب تھا وہ سب سے چھوٹا تھا۔ ان کی والدہ عاتکہ بنت مرہ بن ہلال ہے ان کا چرتھا بھائی نوفل ہے جو ان کی دوسری ماں واقعہ بنت عمرو مازتہ سے ہیں ہاشم غزہ میں فوت ہوئے تھے

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے جد امجد عبدمناف ہیں

آپ کا نام مغیرہ اور کنیت ابو عبدشمس ہے۔ وہ بہت خوبصورت تھے اس لئے انہیں قمر البطحا کہا جاتا تھا۔

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے جدِ امحب قصی ہیں

ان کا نام زید ہے قصی قاس کی تصغیر ہے۔ ان کا یہ نام اس لئے ہے کہ وہ اپنی قوم سے دور چلے گئے تھے اور اپنے مادرِ نداد بھائی کے ساتھ بنی عذرہ میں رہنے لگے تھے۔ کیونکہ ان کی والدہ نے ان کے والد کی وفات کے بعد ربیعہ بن حزام بن عذرہ سے شادی کر لی تھی۔ وہ انہیں اپنے علاقہ میں لے گئے تھے جبکہ ان کا بیٹا چھوٹا تھا اس لئے ان کا نام قصی رکھا گیا ہے۔ پھر وہ مکہ مکرمہ میں واپس آ گئے۔ جبکہ وہ بڑے ہو گئے تھے۔ آپ کی والدہ فاطمہ بنت سعد بن سیل بن حمالہ ہیں۔ قصی مکہ کے بزرگ تھے اور مکہ مکرمہ کی باگ ڈوران کے ہاتھ میں تھے جبکہ وہ قوم کے سردار تھے سب لوگ ان کے تابعدار تھے وہ رئیس تھے سب لوگ ان کی اطاعت کرتے تھے۔ انھوں نے جھڑے نمٹنے اور نگوں کے درمیان عدل و انصاف کرنے کے لئے ایک محل تیار کیا تھا۔ اس کا نام دار الندوہ تھا جب وہ فوت ہوئے تو حجون میں انہیں دفن کیا گیا۔

سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچویں جدِ امجد کلاب ہیں

ان کا نام حکیم انہیں شکار کرنے کا بہت شوق تھا۔ اکثر وہ کتوں سے شکار کیا کرتے تھے۔ اسی لئے ان کا لقب کلاب ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا نام عروہ تھا۔ ان کی والدہ ہند بنت سریر بن ثعلبہ بن حارث بن فھر ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چھٹیوں جدِ مڑہ ہیں

مڑہ کا معنی کڑواہٹ ہے۔ یہ تمہ کی وصف ہے۔ اس سے آپ کا نام منقول ہے کہا گیا ہے کہ یہ

نام قوت و شدت سے منقول ہے۔ آپ کی والدہ خشبہ بنت سفیان بن محارب بن فھر ہے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتویں جدِ امجد کعبؑ ہیں

یہ نام اس لئے ہے کہ وہ اپنی قوم پر بہت رحم دل تھے یہ قدم کے کعب سے منقول ہے۔ کہا گیا ہے کہ وہ اپنی قوم میں بلند مقام رکھتے تھے۔ اور ان میں صاحبِ شرافت تھے جیسے کعب کا مقام دوسرے قدم سے بلند ہے۔ وہ بہت بڑے خطیب اور فصیح تھے۔

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھویں جدِ امجد لؤئیؑ ہیں

لؤئی لائی کی تصغیر ہے۔ جنگی بیل کو لائی کہتے ہیں۔ ابن درید نے کہا یہ لواء حبش سے ماخوذ ہے۔ آپ کی والدہ عاتکہ بنت مخلد بن نضر بن کنانہ ہے۔ وہ عواتک میں سے ایک ہیں۔ جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنم دیا۔ کہا گیا ہے کہ آپ کی والدہ کا نام ”سلمیٰ“ بنت عمرو بن ربیعہ خزاعیہ ہے۔

سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کے نانوہیں جدِ امجد غالبؑ ہیں

ان کی کنیت ابو تمیم ہے۔ ان کی والدہ لیلیٰ بنت حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ ہیں۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دسویں جدِ امجد فھرؑ ہیں

ابن درید نے کہا ”فھر“ صاف پتھر ہے جو کف دست کو بھر دیتا ہے۔ سہیلی نے کہا ”فھر“ لمبا پتھر ہے

آپ کی کنیت ابو غالب ہے۔ آپ قریش کے سردار تھے۔ علی بن کیسان نے کہا ”فہر“ ابو قریش ہیں جو کوئی فہر کی اولاد سے نہیں وہ قریش نہیں۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
کے گیارہویں جد امجد مالک ہیں

ان کی کنیت ابو الحارث ہے اور والدہ عاتکہ بنت غزو ان ہے۔

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم
کے بارہویں جد امجد نضر ہیں

ان کا نام قیس ہے۔ وہ بہت خوبصورت تھے اس لئے انہیں نضر کہتے ہیں۔ نضر کا معنی سُرخ سونا ہے۔ ان کی والدہ برہ بنت مر بن اد بن طالح بن یاس بن مضر ہے۔ نضر کی کنیت ابو یخلد ہے۔ یخلد ان کے بیٹے ہیں۔ ان کے نام پر یہ کنیت ہے۔

سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم
کے تیرہویں جد امجد کنانہ ہیں

کنانہ تیروں کے ترکش کو کہتے ہیں جو چمڑے سے بنایا جاتا ہے۔ آپ کی کنیت ابو النضر ہے۔ اور والدہ عوانہ بنت سعد بن قیس ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چودھویں جد امجد خزیمہ ہیں

یہ خُزْمہ کی تصغیر ہے۔ اس کا واحد خُزْم ہے۔ خُزْم وہ درخت ہے جس کی کھال سے رستیاں بنائی جاتی ہیں۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پندرہویں جدِ امجدِ مذکر ہیں

ان کا نام عمرو ہے ابن اسحاق نے عامر ذکر کیا ہے ان کے بھائی کا نام طابخہ ہے۔ انھوں نے شکار کیا وہ اس کا گوشت پکا رہے تھے کہ ان کے اونٹ بھاگ گئے۔ عامر ان کی تلاش میں نکلے تو انہیں پالیا اور دوسرا بھائی گوشت پکا رہا۔ جب گھر گئے تو اپنے والد سے واقعہ ذکر کیا تو والد نے عامر سے کہا تم مذکر کہہ دو۔ ان کے بھائی سے کہا تم طابخہ ہو۔

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے سو لکھویں جدِ امجدِ الیاس ہیں

یہ نام ”انیاس“ نبی کے موافق ہے۔ کیونکہ الیاس صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہی تھے۔ یہ ابن انباری نے کہا ہے۔ بعض نے کہا ”یاس“ رجا کی ضد ہے۔ وہ پہلے شخص ہیں جس نے بیت اللہ کی طرف بُد نے ہدی بھیجے تھے۔ پہلی نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الیاس کو گالی مت دو رہ مومن تھے۔ ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ اسی پشت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ کہنے کی آواز سُنا کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ الیاس ان کا لقب اور نام الیاسین ہے۔ ان کی والدہ باب بنت حیدہ بن معد بن عدنان ہے۔ طوفانِ نوح کے بعد سب سے پہلے انہوں نے رکن کو میت اللہ میں رکھا تھا جبکہ طویل زمانہ گزرنے کے باعث اسماعیل علیہ السلام کی اولاد نے ابراہیم علیہ السلام کی نشانیاں تبدیل کر دی تھیں۔ اور انھوں نے بیت اللہ سے رکن کو اٹھا کر بانی قبیس میں چھوڑ دیا تو الیاس نے اٹھا کر اس کی جگہ پر اسے رکھ دیا۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سترھویں جد امجد مضر ہیں

یہ نام مُضِرّہ سے ماخوذ ہے یہ دودھ سے بنائی ہوئی شئی ہے۔ ان کا یہ نام اس لئے ہے کہ ان کا رنگ سفید تھا اور عرب امیض ”سفید“ کو احرر کہتے ہیں۔ اسی لئے منہ حمراء کہا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ حامض رودھ کا پینا پسند کرتے تھے۔ مضر کا معنی حامض ہے۔ سب سے پہلے انہوں نے شعر کہنے شروع کئے کیونکہ ان کی آواز بہت اچھی تھی۔ آپ کی والدہ سودہ بنت عک ہے کہا گیا ہے کہ خبیہ بنت عک ہے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹھارھویں جد امجد نزار ہیں

نزار کا معنی قلیل شئی ہے آپ جب پیدا ہوئے تو آپ کے والد نے آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور دیکھا اور وہ نور نبوت تھا جس سے وہ بہت خوش ہوئے اور اونٹ نحر کر کے لوگوں کو کھانا کھلایا اور فرمایا یہ تمام اس نو مولود بچے کے حق میں قلیل ہے۔ اس لئے آپ کا نام نزار رکھا گیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ معانہ بنت حوتم بن جہیمہ بن عمرو بن ہلبیہ بن دودہ بن جہیم ہیں۔ پہلی نے ان کا نام ذکر کیا ہے۔ آپ کی کنیت ابویاد ہے۔ کہا گیا ہے کہ ابوریحہ ہے۔ آپ اپنی قوم میں فرید العصر تھے۔

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے انیسویں جد امجد معد ہیں

ابن انباری نے کہا اس کا وزن مفعل ہے معد سے ماخوذ ہے ”یَا مَعَدَّی الْاَرْضِ اِذَا فُسَدَ“ سے ماخوذ ہے۔ ابو ذر ہروی نے کہا: مَعَدَّ اِذَا اُشْتَدَّ۔ سے ماخوذ ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ”مَعَدَّ اِذَا اُتْبَعَدَ فِی الذَّمِّ“ سے ماخوذ ہے۔ جب دور چلا گیا۔

بَابُ ذِكْرِ مَا لَقِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ بِمَكَّةَ

۳۶۰۲ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ
بَيَانَ وَاسْمَاعِيلَ قَالَ سَمِعْنَا قَيْسًا يَقُولُ سَمِعْتُ خَبَابًا يَقُولُ أَتَيْتُ

مسلمان ہوا ان میں رسول بھیج جو ان میں سے ہو اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَتَقَلُّبُكَ فِي
السَّاجِدِينَ کی تفسیر میں ذکر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد آدم علیہ السلام تک ساجد موجد تھے ان
میں سے کسی نے بت کو سجدہ نہیں کیا۔ اسی طرح امام رازی نے تفسیر کبیر میں ذکر کیا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!
ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر قرآن نازل ہونا شروع ہوا جبکہ آپ کی عمر شریف چالیس برس تھی
پھر تیرہ سال مکہ مکرمہ میں ٹھہرنے کے بعد آپ کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا گیا۔ آپ نے مدینہ طیبہ
میں دس برس اقامت کی پھر وصال فرما گئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۶۰۱ — شرح: اس حدیث کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۶۳ برس ہوتی
ہے۔ عمار بن ابی عمار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں نزول وحی کے بعد پندرہ برس اقامت فرمائی ان میں سے سات برس
آپ روشنی اور نور دیکھتے رہے اور غائبانہ آواز سننے رہے۔ آٹھ برس آپ پر وحی نازل ہوتا رہا۔ سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کے نزول کی ابتداء ۱۰ رمضان المبارک کو پیر کے دن ہوئی تھی۔ اس میں اور بھی اقوال ہیں۔

بَابُ

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کو
مکہ مکرمہ میں جو مشرکوں کے ہاتھوں تکالیف پہنچیں

۳۶۰۲ — ترجمہ: بیان اور اسماعیل نے بیان کیا کہ ہم نے قیس کو یہ کہتے ہوئے
سنا کہ میں نے جناب سے سنا وہ کہتے تھے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

النَّبِيُّ وَمَوْتُهُ سِدْرٌ بَرْدٌ هُوَ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ لَقِينَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ
 شِدَّةً فَقُلْتُ لَا تَدْعُوا اللَّهَ فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهُ فَقَالَ لَقَدْ
 كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ لِمُشْطٍ بِمِشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ عِظَامِهِ مِنْ
 لَحْمٍ أَوْ عَصَبٍ مَا يَصْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ وَيُوضَعُ الْمِنْشَارُ عَلَى
 مَفْرَقِ رَأْسِهِ فَيَشَقُّ بِأَثْنَيْنِ مَا يَصْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ وَلِيُتَمَنَّيَ
 اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَسِيرَ الرَّكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ مَا يَخَافُ
 إِلَّا اللَّهَ زَادَ بَيَانٌ وَالذِّئْبُ عَلَى غَنَمِهِ

آیا جبکہ آپ ظل کعبہ میں چادر اوڑھے ہوئے تکیہ لگائے ہوئے تھے اور ہمیں مشرکوں کے ہاتھوں سخت تکالیف پہنچ رہی تھیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ اللہ تعالیٰ سے دُعا نہیں فرماتے؟ یہ سُن کر آپ بیٹھ گئے جبکہ آپ کا چہرہ انور سُرخ تھا۔ اور فرمایا تم سے پہلے بعض ایسے لوگ تھے کہ ان کی ہڈیوں پر گوشت یا پٹھوں کے نیچے لوہے کی کنگھیاں کی جاتی تھیں۔ یہ ان کو اپنے دین سے نہ ہٹاتی تھیں (اور ان میں بعض ایسے لوگ تھے) کہ ان سر کے درمیان آراء رکھا جاتا تھا اور اس کے دو ٹکڑے کئے جاتے تھے وہ اس کو اپنے دین سے نہ ہٹاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس دین کو مکمل کرے گا حتیٰ کہ سوار صَنْعَاءَ سے حَضْرَمَوْتَ تک اکیلا سفر کرے گا اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرے گا۔ بیان نے یہ اضافہ کیا اور اپنی بکریوں پر بھیڑیے کا خوف ہوگا۔

۳۶۰۲ — شرح: محمدی امام بخاری کے استاذ ہیں۔ ان کی نسبت ایک دوسرے

کی طرف ہے۔ ان کا نام عبد اللہ بن زبیر بن عیسیٰ ہے "ہذا الامر" سے مراد اسلام ہے۔ صَنْعَاءَ سے مراد صَنْعَاءُ مین ہے۔ یہ مین کا بہت بڑا شہر ہے۔ اس میں باغات بکثرت ہیں اور کثرتِ باغات کے باعث اسے دمشق سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ حَضْرَمَوْتَ مین آباد شہر ہے۔ وہاں کچھ بہت ہیں۔ قول: وَالذِّئْبُ عَلَى غَنَمِهِ، منصوب مستثنیٰ منہ پر عطف ہے۔ مستثنیٰ پر عطف نہیں (کرمانی) امام ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا مستثنیٰ پر عطف بھی جائز ہے۔ اصل عبارت اس طرح ہے لَا يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ غَنَمِهِ إِلَّا الذِّئْبُ، کیونکہ حدیث کا سیاق بعض کی بعض سے دشمنی سے امن کے لئے ہے جیسے وہ جاہلیت میں ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ بھیڑیے کی دشمنی سے امن کے لئے نہیں کیونکہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

۳۶۰۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
عَنْ أَبِي اسْحَقٍ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
النَّجْمَ فَسَجَدَ فَمَا بَقِيَ أَحَدٌ إِلَّا سَجَدَ إِلَّا رَجُلٌ رَأَيْتُهُ أَخَذَ كَفَامِي
حَصَا فَرَفَعَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ وَقَالَ هَذَا يَكْفِينِي فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدُ
قُتِلَ كَافِرًا بِاللَّهِ

کے نزول کے وقت آخر زمانہ میں ہوگا۔ علامہ عینی نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا یہ عجیب تصرّف ہے۔ کیونکہ حدیث کا سیاق عام۔ لوگوں کی آپس میں دشمنی اور بھڑائی کی دشمنی وغیرہ کو شامل ہے۔ کیونکہ راکب عام ہے۔ اس کے پاس عتق ہوں یا کچھ اور ہو۔ اور عدم خوف لوگوں اور حیوانوں سے ہوتا ہے۔ پھر یہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے بھی خاص نہیں کیونکہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانہ میں ایسے واقعات ہوئے ہیں۔ کیونکہ ان کے زمانہ میں چرواہے بھڑائیوں سے بے خوف تھے۔ حتیٰ کہ انہیں آپ کی موت کا علم بھڑائیوں کی بھڑائیوں سے دشمنی کے وقت ہوا۔ اگر یہ تسلیم کر لیں کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا تو ان کا زمانہ ان کے نزول کے بعد ہے اور وہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی زمانہ ہے۔ کیونکہ وہ آسمان سے نزول کے بعد ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوں گے۔

ترجمہ : حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ نجم کی تلاوت فرمائی تو آپ نے

سجدہ کیا اور کوئی شخص بھی باقی نہ رہا جس نے سجدہ نہ کیا ہو صرف ایک شخص کو میں نے دیکھا جس نے کنکریاں مٹھی میں لیں اور ان کو اوپر اٹھا کر ان پر سجدہ کیا اور کہا مجھے یہی کافی ہے۔ میں نے اس کے بعد اسے کفر کی حالت میں قتل ہوتے دیکھا۔

شرح : واقعی نے کہا یہ پانچ ہجری کا واقعہ ہے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت سورہ نجم کی تلاوت کی تو سب

مسلمانوں اور مشرکوں نے سجدہ کیا کیونکہ یہ سجدہ کی پہلی آیت نازل ہوئی تھی تو مشرکوں نے مسلمانوں کا معارضہ کرتے ہوئے اپنے بتوں کو سجدہ کیا۔ صرف ایک شخص امیہ بن خلف نے سجدہ نہ کیا جو بعد میں بد کی جنگ میں کاف قتل ہوا۔

(حدیث ۱۰۱۳ کی شرح دیکھیں)

۳۶۰۴ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
 أَبِي اسْحَقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 سَاجِدًا وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ جَاءَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ بِسَلَاحٍ وَجُرُودٍ
 فَقَدَفَهُ عَلَى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّ بِرَأْسِهِ فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ
 فَأَخَذَتْهُ مِنْ ظَهْرِهِ وَدَعَتْ عَلَى مَنْ صَنَعَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 اللَّهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَأُ مِنْ قُرَيْشٍ أَبَا جَهْلٍ بْنُ هِشَامٍ وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ
 وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَأُمِّيَّةَ بْنَ خَلْفٍ أَوْ أَبِي بَنٍ خَلْفٍ شُعْبَةَ الشَّالِ
 فَرَأَيْتُهُمْ قَتَلُوا يَوْمَ بَدْرٍ فَأَلْقَوْا فِي بَيْرٍ غَيْرِ أُمِّيَّةَ أَوْ أَبِي تَقَطَّعَتْ
 أَوْصَالُهُ فَلَمْ يَلْقَ فِي الْبَيْرِ

۳۶۰۵ — حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا
 جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ أَوْ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ

۳۶۰۴ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک
 روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سرسجود تھے۔ اور آپ کے ارد گرد قریش تھے۔ تو عقبہ بن ابی معیط اونٹ کی اوجھ
 (جیرا) لے کر آیا اور اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر ڈال دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک نہ اٹھایا
 اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو انھوں نے اسے آپ کی پیٹھ سے اٹھایا اور جس نے یہ فعل کیا تھا اسے
 بددعا دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اللہ قریش کی جماعت ابو جہل بن ہشام، عقبہ بن ربیعہ
 شیبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف یا ابی بن خلف شعبہ نے شک سے بیان کیا ہے کہ ہلاک کر میں نے انہیں دیکھا
 کہ وہ بدر کی جنگ میں سب مارے گئے تھے۔ اور امیہ یا ابی امیہ کے سوا سب کو کنوئیں میں پھینکا گیا۔ امیہ
 یا ابی امیہ کے جوڑ جدا جدا ہو گئے تھے۔ اسے کنوئیں میں نہیں ڈالا گیا تھا۔

(حدیث ع ۲۳۹ کی شرح دیکھیں)

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ أَمَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي قَالٍ سُئِلَ
ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ مَا أَمْرُهُمَا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي
حَرَّمَ اللَّهُ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَسَاءَ لُتْ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ
لَمَّا أُتِزَلَتِ الَّتِي فِي الْفُرْقَانِ قَالَ مُشْرِكُوا أَهْلَ مَكَّةَ فَقَدْ قَتَلْنَا
النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ وَدَعَوْنَا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَقَدْ آتَيْنَا
الْفَوَاحِشَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ إِلَّا مَنْ تَابَ وَأَمِنَ الْآيَةَ فَهَذِهِ
لِأُولَئِكَ وَأَمَّا الَّتِي فِي النِّسَاءِ الرَّجُلُ إِذَا عَرَفَ الْإِسْلَامَ وَشَرِيعَةَ
ثُمَّ قَتَلَ فِجْرًا وَهُوَ جَهَنَّمُ فَذَكَرْتُهُ لِمُجَاهِدٍ فَقَالَ إِلَّا مَنْ نَذَرَ

ترجمہ : منصور نے بیان کیا کہ مجھے سعید جری نے بیان کیا کہ مجھے حکم نے سعید بن
عباس سے خبر دی انھوں نے کہا مجھے عبد الرحمن بن ابی قالی نے حکم دیا
کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان دو آیتوں کے متعلق پوچھو کہ ان کا کیا حکم ہے۔ "جس جان کو اللہ نے تم پر
حرام کیا ہے اسے قتل نہ کرو۔ اور جو کوئی قصداً مومن کو قتل کرے، تو میں نے ابن عباس سے پوچھا انھوں
نے کہا جب سورہ فرقان کی آیت نازل ہوئی تو مکہ کے مشرکوں نے کہا ہم نے وہ جانیں قتل کی ہیں جنہیں اللہ نے
حرام کیا ہے اور ہم نے اللہ کا شریک بٹھرایا ہے اور برے برے کام کئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل
فرمائی : إِلَّا مَنْ تَابَ الخ یعنی جو کوئی توبہ کر لے اور ایمان لے آئے پس یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل
ہوئی اور وہ آیت جو سورہ نساء میں ہے (اس کا محل) وہ مرد ہے جو مسلمان ہو جائے اور اسلام کے احکام
پہنچانے پھر وہ کسی کو قتل کر دے تو اس کی سزا دوزخ ہے میں نے یہ مجاہد سے ذکر کیا تو اس نے کہا لیکن جو
نادم ہو جائے۔

شرح : اس حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت اس قول میں ہے
کہ مکہ کے مشرکوں نے کہا تھا کہ ہم نے ایسے لوگوں کو قتل کیا ہے
جن کے قتل کو اللہ نے حرام کیا ہے۔ کیونکہ کافروں کا مسلمانوں کو اذیت پہنچانا ان کو قتل کرنے اور ان کو
عذاب دینے سے زیادہ سخت نہیں۔ اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ کافروں کا مسلمانوں کو عذاب

۳۶۰۶ — حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ ابْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ

دینے اور انہیں قتل وغیرہ کرنے کا گناہ اُن کے مسلمان ہوجانے سے ساقط ہوجاتا ہے۔ الحاصل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کسی بے گناہ کو قصداً قتل کرنے والے کی توبہ قبول نہیں انہوں نے اس آیت سے استدلال کیا ”مَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا أَجْزَاءُ جَهَنَّمَ“ کہ جو کوئی مومن کو قصداً قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے۔ ابن عباس کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ آیت مدنیہ ہے۔ اُس نے آیت مکیہ کو منسوخ کر دیا ہے۔ وَالَّذِينَ لَا يُدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ الْخ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی مشہور ہے لیکن اُن سے یہ بھی روایت کی جاتی ہے کہ مومن کے عمداً قاتل کی توبہ قبول ہے اور اس کی مغفرت ممکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ لِنَفْسِهِ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا“، یعنی جو کوئی بڑے عمل کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے مغفرت طلب کرے وہ اللہ کو بخشنے والا رحیم پائے گا۔ تمام اہلسنت و جماعت کا یہی مذہب ہے اور حضرات صحابہ کرام اور تابعین اسی پر اعتماد کرتے تھے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علماء سلف سے جو اس کے خلاف مذکور ہے وہ تغلیظ اور تحذیر پر محمول ہے کہ لوگ قتل کرنے سے باز رہیں اور جس آیت کریمہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عمداً قاتل کی عدم توبہ پر استدلال کیا ہے اس میں اس بات کی تصریح نہیں کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ اس آیت کا مقصد تو صرف یہ ہے کہ یہ اس کی سزا ہے۔ اس کو یہ لازم نہیں کہ اس کو ضرور یہ سزا دی جائے گی۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ“ کہ اللہ تعالیٰ کافر کو نہیں بخشنے گا اس کے سوا جسے چاہے بخشنے اور یہ آیت کریمہ کہ ”مَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا أَجْزَاءُ جَهَنَّمَ“ میں مومن کو عمداً قتل کرنے کی یہ سزا ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ مشتق پر حکم کیا جائے تو اس کا مبداء حکم کی علت ہوا کرتا ہے۔ اس قاعدہ کے مطابق آیت کا معنی یہ ہوگا کہ جو شخص کسی مومن کو صرف اس لئے قتل کرے کہ وہ ایماندار ہے تو اس کی سزا دوزخ ہے اور ظاہر ہے کہ مومن کو مومن سمجھ کر قتل کرنا کفر ہے۔ لہذا اس کی سزا یقیناً دوزخ ہے واللہ ورسولہ اعلم!

قولہ فذکرہ لمجاہد الخ یعنی عبدالرحمن بن ابزی نے کہا میں نے یہ حدیث مجاہد سے ذکر کی تو انہوں نے کہا ”الْأَمِنْ نَدَامَ“، یعنی دوسری آیت کریمہ مطلقہ ہے۔ اور الْأَمِنْ نَدَامَ اور الْأَمِنْ تَابَ سے مقتدے بے مطلق مقتدہ پر محمول ہے۔

ترجمہ : محمد بن ابراہیم تیمی نے کہا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے پوچھا کہ مجھے شدید تر

مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ النَّيْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ
 سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ وَابْنَ الْعَاصِ أَخْبَرَنِي بِأَشَدِّ شَيْءٍ صَنَعَهُ الْمُشْرِكُونَ
 بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَدَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي حِجْرِ الْكَعْبَةِ
 إِذَا قَبَلَ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ فِي عُقْبَةٍ فَخَنَقَهُ خُنْفًا
 شَدِيدًا فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى أَخَذَ بِمَنْكَبِهِ وَدَفَعَهُ عَنِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ الْوَيْلُ تَابَعَهُ
 ابْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ
 ابْنِ عُمَرَ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قِيلَ لِعُمَرَ وَابْنِ
 الْعَاصِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْعَاصِ

معاملہ ہے۔ خبردار کرو جو مشرکوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔ انہوں نے کہا ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حطیم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک عقبہ بن ابی معیط آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن تریف میں کپڑا ڈال کر زور سے گلا گھونٹ لیا۔ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور اس کو زندہ سے پکڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کر دیا اور فرمایا کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ اس کی ابن اسحاق نے متابعت کی ہے۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ میں نے تیری قوم سے سخت ترین یہ پایا اور طائف کا سارا واقعہ ذکر کیا۔ اس حدیث کے معارض ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو نے وہ خبر دی ہے جو اُنھوں نے دیکھا ہے اور طائف کے واقعہ کے وقت وہ حاضر نہیں تھے اور جو کسی صحابی سے باب کی حدیث کے خلاف مذکور ہے وہ واقعہ کے متعدد ہونے پر محمول ہے۔

(حدیث غ ۳۴۲ کی شرح دیکھیں)

بَابُ إِسْلَامِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ

۳۶۰۸ — حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَمَّادٍ الْأُمَلِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي
يُحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ فُجَالِدٍ عَنْ بَيَانَ عَنْ وَبَرَةَ
عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ قَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَامَعَهُ الْأَخْمَسَةَ أَعْبُدُ وَأَمْرَاتَانِ وَأَبُوبَكْرٍ

۳۶۰۷ — ترجمہ : یحییٰ بن عمرو نے عروہ سے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو سے
کہا اور عبیدہ نے ہشام سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا گیا اور
محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے بیان کیا کہ مجھے عمرو بن عاص نے خبر دی۔

۳۶۰۷ — شرح : یعنی عیاش بن ولید نے محمد بن اسحاق کی متابعت کی اور کہا مجھے یحییٰ
بن عمرو نے اپنے والد عروہ بن زبیر سے بیان کیا کہ اُس نے عبد اللہ
ابن عمرو سے کہا۔ یعنی ہشام نے اپنے بھائی یحییٰ بن عمرو کی صحابی کے نام میں مخالفت کی۔ چنانچہ یحییٰ
نے عبد اللہ بن عمرو سے کہا اور ہشام نے عمرو بن عاص سے کہا اور محمد بن عمرو بن علقمہ لیشی مدنی نے ابوسلمہ
بن عبد الرحمن بن عوف سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ مجھے عمرو بن عاص نے خبر دی۔ یہ تمام اور جو ام المؤمنین
عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں گزرا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ سے
فرمایا کہ تیری قوم سے سخت ترین یہ پایا اور طائف کا واقعہ ذکر کیا۔ واقعہ کے تعدد پر دلالت کرتا ہے۔ لہذا
تعارض نہ ہوا یہ حدیث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ذکر ہو چکی ہے۔
علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ عباس اور ابن اسحاق نے عبد اللہ بن عمرو
کہا اور عبیدہ اور محمد بن عمرو نے عمرو بن عاص کہا ہے۔ عبد اللہ نہیں کہا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلمان ہونا

۳۶۰۸ — ترجمہ : وبرہ نے ہمام بن حارث سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ
عمار بن یاسر نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو دیکھا جبکہ آپ کے ساتھ صرف پانچ غلام دو عورتیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم تھے۔
 شرح : علامہ قسطلانی نے کہا صدیق کا وزن یعنی ہے اس کا معنی بہت
 سچا، جس نے کبھی جھوٹ نہ بولا ہو۔ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ

— ۳۶۰۸ —

نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمیشہ ”عینِ رضا“ میں رہے۔ اس کلام میں علماء کے مختلف اقوال میں بعض
 نے کہا آپ بعثت سے پہلے اور اس کے بعد مومن رہے یہی صحیح ہے۔ بعض نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ آپ
 ایسی حالت میں رہے کہ اس میں ان پر قہر و غضب نہیں ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ وہ مستقبل قریب میں ایمان
 قبول کریں گے اور خالص اثرِ ان میں ان کا شمار ہونے لگے گا۔ شیخ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ نے کہا اگر شیخ کی یہ
 مراد ہو تو اس میں اور صحابہ کرام بھی شریک ہیں کیونکہ وہ بھی مستقبل قریب میں مسلمان ہو گئے تھے۔ شیخ ابوالحسن
 اشعری رحمہ اللہ نے یہ عبارت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں ذکر کی ہے۔ ان کے سوا کسی کے حق میں
 یہ محفوظ نہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کسی حالت میں کفر ثابت نہیں لیکن ان کے
 علاوہ دوسرے حضرات جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا ان کا یہ حال نہ تھا۔ ہم نے اپنے مشائخ اور دیگر پیشواؤں
 سے یہی سنا ہے اور انشاء اللہ یہی معنی درست ہے۔

قامنی ابوالحسن احمد بن محمد زبیدی نے اپنی کتاب ”معالی الفرش الی غوالی العرش“ میں ذکر کیا کہ
 حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاجرین اور انصار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں اکٹھے
 بیٹھے تھے۔ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے کبھی بُت کو سجدہ نہیں کیا۔
 یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ غصہ سے بھر گئے۔ اور کہا آپ یہ کہتے ہیں میں تو جاہلیت کے زمانہ میں کئی برس
 ایسا ایسا کرتا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میرا والد ابو قحافہ مجھے ہاتھ سے پکڑ کر ایک مخصوص کمرہ میں
 لے گئے جہاں بُت (بت خانہ) اور کہا یہ تیرے خدا ہیں انہیں سجدہ کرو اور مجھے وہاں چھوڑ کر چلے گئے۔ میں نے
 ایک بُت کے قریب آکر کہا میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلاؤ اُس نے جواب نہ دیا۔ پھر میں نے کہا میں شکا ہوں مجھے
 کپڑے پہناؤ۔ اُس نے جواب نہ دیا۔ پھر میں نے ایک سخت پتھر پکڑ کر کہا میں تجھے یہ مارنے والا ہوں اگر تو خدا
 ہے تو اس سے اپنے آپ کو بچاؤ اُس نے مجھے کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے اس کو پتھر مارا وہ منہ کے بل گر گیا اسی
 حال میں میرا والد بھی آگیا۔ اُنھوں نے آتے ہی کہا اے بیٹا یہ کیا بات ہے میں نے کہا دیکھ لیں جو کچھ ہوا ہے۔ وہ
 مجھے پکڑ کر میری والدہ کے پاس لے گئے اور ان سے قصہ بیان کیا۔ میری والدہ نے کہا اے چھوڑ دے اسی کے باعث اللہ
 نے مجھے نجات دی ہے۔ میں نے کہا امی جان! وہ کون ہے جس کے باعث اللہ نے آپ کو نجات دی ہے۔ اُنھوں نے
 کہا ایک روز مجھے دردِ زہ ہوئی جبکہ میرے پاس کوئی شخص نہ تھا۔ میں نے غائبانہ آواز سنی کہ اے اللہ کی بندی
 یقیناً تجھے عقیق نیچے کی خوشخبری ہو جس کا نام آسمانوں میں صدیق و رفیق ہے (سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی اور آپ
 کی تصدیق کرنے والا) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کلام اختتام پذیر ہوا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام

بَابُ إِسْلَامِ سَعْدٍ

۳۶۰۹ — حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو سَامَةَ قَالَ
حَدَّثَنَا هَاشِمٌ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ
سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ يَقُولُ مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِي
أَسْلَمْتُ فِيهِ وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَإِنِّي لَتَلْتُ الْإِسْلَامَ

وحی لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے اور کہا ابوبکر نے سچ کہا ہے تین بار اس کی تصدیق کی۔
(حدیث ۳۴۲۹ کی بشرح دیکھیں)

باب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام قبول کرنا

۳۶۰۹ — ترجمہ : ہاشم نے کہا میں نے سعید بن مسیب سے سنا اُنھوں نے کہا میں نے ابوالحکم
سعد بن ابی وقاص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ کوئی آدمی مسلمان نہ ہوا مگر اس
دن جس دن میں نے اسلام قبول کیا۔ میں سات دن تک اسلام میں تیسرا شخص رہا۔

۳۶۰۹ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص سے پہلے حضرت
ابوبکر صدیق، علی المرتضیٰ، ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ، زید اور کئی
لوگ اسلام قبول کر چکے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حضرات شروع دن میں مسلمان ہوئے تھے اور سعد بن
ابی وقاص نے آخر دن میں اسلام قبول کیا تھا اگر کہا جائے کہ اس جواب کے مطابق وہ تیسرے مسلمان کیسے ہوئے؟
حالانکہ اُن سے قبل دو سے زیادہ مسلمان ہو چکے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا مذکور کلام
بالغ مردوں کے اعتبار سے ہے۔ اور وہ صرف ابوبکر صدیق اور حضرت زید رضی اللہ عنہما حضرت علی نابالغ تھے
جبکہ خدیجہ رضی اللہ عنہا خاتون ہیں۔ (حدیث ۳۴۸۶ کی شرح دیکھیں)

بَابُ ذِكْرِ الْجَنِّ

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى قُلْ أَوْحَى إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ
 ۳۶۱۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي
 قَالٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرُ بْنُ مَعْنٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ
 سَأَلْتُ مَسْرُوقًا مِّنْ أَذْنِ النَّبِيِّ بِالْجِنِّ لَيْلَةً اسْتَمَعُوا الْقُرْآنَ
 فَقَالَ حَدَّثَنِي أَبِيكَ لَعَنِي عَبْدُ اللَّهِ أَنَّهُ أَذْنَتْ بِهِمْ شَجَرَةٌ

بَابُ جَنُّوْنَ کا ذکر

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : فرما دیجئے کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی
 ایک جماعت نے قرآن سنا

ترجمہ : معن بن عبد الرحمن نے کہا میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا
 ۳۶۱۰ — کہ میں نے مسروق سے پوچھا
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنوں کی اطلاع کس نے دی تھی جنہوں نے قرآن سنا تھا۔ انھوں نے کہا مجھے تیرے
 والد عبد اللہ بن مسعود نے خبر دی ہے کہ ایک درخت نے ان کو اطلاع دی تھی۔
 شرح : بیہقی نے دلائل نبوت میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت ذکر کی کہ
 ۳۶۱۰ — انھوں نے کہا میں نے جنوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کرتے
 سنا کہ آپ کی رسالت کی گواہی دینے والا کون ہے۔ وہاں قریب ہی ایک درخت تھا۔ آپ نے اس طرف
 اشارہ کرتے ہوئے فرمایا مجھے یہ بتاؤ کہ اگر یہ درخت میری رسالت کی گواہی دے تو ایمان لے آؤ گے؟ انھوں نے
 کہا جی ہاں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت کو بلایا وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ ابن مسعود نے کہا میں نے
 اس درخت کو دیکھا کہ وہ اپنی شاخیں گھسیٹتا ہوا آیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تو میری رسالت

۳۶۱۱ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ
يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَدِّي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَحْمِلُ
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِدَاوَةً لَوْضُوءٍ وَحَاجَتَهُ فَبَيْنَا هُوَ يَنْبَعُهُ
بِهَا فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقَالَ أَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالَ الْبَغْنَى حَجَّارًا اسْتَنْفِضْ
بِهَا وَلَا تَأْتِنِي بِعَظْمٍ وَلَا بِرُوثَةٍ فَاتَيْتُهُ بِأَحْجَارٍ أَحْمَلُهَا فِي طَرَفِ ثَوْبِي
حَتَّى وَضَعْتُهَا إِلَى جَنْبِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مَشَيْتُ فَقُلْتُ
مَا بَالُ الْعَظْمِ وَالرُّوثَةِ قَالَ هُمَا مِنْ طَعَامِ الْجَنِّ وَأَنْتَ أَتَانِي وَفَدُ
جَنِّ نَصِيبَيْنِ وَنِعْمَ الْجَنُّ فَسَأَلُونِي الزَّادَ فَدَعَوْتُ اللَّهَ لَهُمْ أَنْ
لَا يَمُتُوا بِعَظْمٍ وَلَا بِرُوثَةٍ إِلَّا وَجَدُوا عَلَيْهَا طَعَامًا

کی گواہی دیتا ہے۔ درخت نے کہا : اَشْهَدُ اَنْتَكَ رَسُوْلُ اللّٰہِ (یعنی) چونکہ لیلۃ الجن کا واقعہ کئی بار
ہوا ہے۔ ان میں سے بعض میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ نہ تھے اور بعض میں حاضر تھے اُس حدیث
کے مضمون کے مطابق وہ اس لیلۃ الجن میں حاضر تھے جبکہ کسی اور روز حاضر نہ تھے۔ اس لئے اس رات وہ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتے رہے۔ اس بات میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ قرآن سننے والے جنات کون تھے
ابن خطیب نے کہا کہ عاصم نے نہر سے روایت کی کہ زولجہ اور اس کے ساتھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
حاضر ہوئے۔ کہا گیا ہے کہ وہ شیبان تھے ان جنوں کی تعداد بہت ہے۔ ابلیس کا عام شکر یہی جن ہیں۔ کہا گیا
ہے کہ وہ سات جن تھے۔ تین حران کی زمین سے اور چار یمن کے گاؤں نصیبین کے تھے اور مدینہ منورہ میں آنے
والے نینوتی کے بنات تھے۔ عکرمہ نے کہا جزیرہ موصل سے بارہ ہزار جن آئے تھے (قسط لانی)

۳۶۱۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ آپ کے وضو اور قضاء حاجت کے لئے مشکیزہ اٹھایا کرتے

تھے۔ ایک دفعہ وہ مشکیزہ اٹھائے ہوئے آپ کے پیچھے جا رہے تھے۔ تو فرمایا کون ہو؟ عرض کیا میں ابوہریرہ
ہوں۔ آپ نے فرمایا اڑھیسے تلاش کر کے مجھے دو میں ان کے ساتھ استنجا کروں گا اور ہڈی اور لید میرے پاس

بَابُ إِسْلَامِ أَبِي ذَرٍّ

۳۶۱۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمَشَنِيُّ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَخِيهِ ارْكَبْ إِلَى هَذَا الْوَادِي فَأَعْلَمْ لِي عِلْمَ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يُزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ يَأْتِيهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ وَاسْمِعْ مِنْ قَوْلِهِ ثُمَّ أَتَيْتَنِي فَأَنْطَلَقَ الْآخِرَ حَتَّى قَدِمَهُ وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَبِي ذَرٍّ فَقَالَ لَهُ رَأَيْتَ يَا مَرْبُكُمَا رِمَالُ الْخُلَاقِ وَكَلَامًا مَا هُوَ بِالشَّعْرِ فَقَالَ مَا

نَ لَانَا۔ میں آپ کے لئے ڈھیلے لایا جنہیں میں اپنے کپڑے کے ایک کونڈے اٹھائے ہوئے تھا۔ حتیٰ کہ میں نے آپ کے پہلو میں رکھ دیئے۔ پھر میں وہاں سے ہٹ گیا۔ حتیٰ کہ جب آپ فارغ ہوئے تو میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! بڑی اور لید کا کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا وہ جنات کی خوراک ہیں میرے پاس نصیبین کے جنات کا وفد آیا وہ بہت اچھے جن تھے۔ انھوں نے مجھ سے طعام کے متعلق سوال کیا تو میں نے ان کے لئے اللہ سے دعاء کی کہ وہ جس بڑی اور لید پر سے گزریں تو ان پر کھانا پائیں۔

شرح : نصیبین، شام اور عراق کے درمیان شہر ہے۔ یہ واحد اسم غیر منصرف ہے۔ بعض اسے جمع کے قائم مقام کرتے ہیں۔ بڑی جنوں کی خوراک اور

۳۶۱۱۔

لید اور گوبران کے جانوروں کی خوراک ہے۔ جنات کے کھانے پینے میں تین اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ جن کھاتے پیتے نہیں ہیں یہ قول کمزور غیر ملتفت الیہ ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ان میں سے ایک قسم ہے جو کھاتے پیتے ہیں اور دوسری قسم وہ ہے جو کھاتے ہیں اور پیتے نہیں ہیں۔ وہب نے کہا خالص جنات ہوا میں وہ کھاتے پیتے نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی اولاد ہوتی ہے۔ بعض جن کھاتے پیتے ہیں اور ان کی اولاد ہوتی ہے اور وہ نکاح وغیرہ کرتے ہیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ تمام جن کھاتے پیتے ہیں جیسا کہ صحیح احادیث سے واضح ہے۔ اس قول کے مطابق ان کے کھانے اور پینے کی کیفیت میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض نے کہا ان کا کھانا

شَفِيتَنِي مِمَّا أَرَدْتُ فَتَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنَّةً لَهُ فِيهَا مَاءٌ حَتَّى قَدِمَ
مَكَّةَ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَعْرِفُهُ وَكِرَهُ
أَنْ يَسْأَلَ عَنْهُ حَتَّى أَدْرَكَهُ بَعْضُ اللَّيْلِ اضْطَجَعَ فَرَأَاهُ عَلَى
فَعَرَفَ أَنَّهُ غَرِيبٌ فَلَمَّا رَأَاهُ تَبِعَهُ فَلَمْ يَسْأَلْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا
صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَصْبَحَ ثُمَّ أَحْتَمَلَ قُرْبَتَهُ وَزَادَهُ إِلَى
الْمَسْجِدِ وَظَلَّ ذَلِكَ الْيَوْمَ وَلَا يَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى لَمَسَ

چنا صرف پو سو گھتا ہے۔ کھانا چبانا اور نکلنا نہیں ہے یہ قول بلا دلیل ہے۔ بعض نے کہا وہ کھانا چبائے اور
نکلے ہیں۔ یہ قول صحیح احادیث کے مطابق ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم (یعنی)

باب۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام قبول کرنا۔

۳۶۱۲ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب ابوذر کو نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی بعثت کی خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے بھائی سے کہا اس وادی میں جاؤ۔ اور اس آدمی کو خبر معلوم
کرو جو کہتے ہیں کہ وہ نبی ہیں اور ان کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے۔ ان کا کلام سنو پھر میرے پاس آؤ
چنانچہ ان کا بھائی گیا حتیٰ کہ آپ کے پاس آیا اور آپ کا کچھ کلام سنا ابوذر کی طرف بول گیا اور اسے
کہا میں نے انہیں دیکھا ہے وہ اچھے خدق کی تعلیم دیتے ہیں اور میں نے ان سے کلام سنا ہے وہ شعر
نہیں ہے۔ ابوذر نے کہا جو میرا ارادہ تھا تو نے مجھے اس میں مطمئن نہیں کیا پس ابوذر نے زور دیا اور ایک
مشکیزہ جس میں پانی تھا، ساتھ لے کر چل پڑے حتیٰ کہ مکہ مکرمہ آ گئے۔ پھر مسجد میں آئے وہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کو تلاش کیا جبکہ وہ آپ کو پہچانتے نہیں تھے۔ اور آپ کے متعلق کسی سے دریافت کرنا چاہتے تھے
حتیٰ کہ انہیں رات کے کچھ حصہ نے پایا رات ہو گئی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوذر کو دیکھا اور یہ سمجھا
کہ وہ مسافر ہیں جب ابوذر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان کے پیچھے پیچھے چلے گئے اور ان دونوں

فَعَادَ إِلَىٰ مَضْجَعِهِ فَنَزَّ بِهٖ عَلَىٰ فَقَالَ أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ أَنْ يَعْلَمَ
مَنْزِلَهُ فَأَقَامَهُ فَذَهَبَ بِهِ مَعَهُ لَا يَسْأَلُ وَاحِدًا مِنْهُمَا صَاحِبَةً
عَنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا كَانَ يَوْمُ الثَّلَاثِ فَعَادَ عَلَىٰ مِثْلِ ذَلِكَ فَأَقَامَ
مَعَهُ ثُمَّ قَالَ إِلَّا تُخَدِّثُنِي مَا لَذِي أَقْدَمَكَ قَالَ إِنَّ أُعْطِيتُنِي
عَهْدًا أَوْ مِيثَاقًا لَتُرْشِدُنِي فَعَلْتُ فَفَعَلْتُ فَأَخْبَرَهُ قَالَ فَإِنَّهُ حَقٌّ
وَهُوَ رَسُولُ اللَّهِ فَإِذَا أَصْبَحْتُ فَاتَّبَعْنِي فَإِنِ انْ رَأَيْتَ شَيْئًا
أَخَافُ عَلَيْكَ قُمْتُ كَأَنِّي أُرِيقُ الْمَاءَ فَإِنْ مَضَيْتُ فَاتَّبَعْنِي حَتَّىٰ
تَدْخُلَ مَدْخُلِي فَفَعَلْتُ فَانْطَلَقَ يَقْفُوهُ حَتَّىٰ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَخَلَ مَعَهُ فَمِيعَ مِنْ قَوْلِهِ وَأَسْلَمَ مَكَانَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ إِلَى قَوْمِكَ فَأَخْبِرْهُمْ حَتَّىٰ يَأْتِيكَ أَمْرِي قَالَ

میں سے کوز بھی اپنے ساتھ کچھ پوچھتا تھا حتیٰ کہ صبح ہو گئی پھر ابوذر اپنا مشکیزہ اور زادِ راہ لے کر مسجد میں آگئے اور سارا دن مسجد میں رہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا حتیٰ کہ شام ہو گئی۔ اور اپنی خوابگاہ کی طرف لوٹ آئے۔ پھر ان کے پاس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ گزرے اور فرمایا کیا اس آدمی کے لئے وقت نہیں آیا کہ وہ اپنا گھر معلوم کرے پھر انہیں اٹھایا اور اپنے ساتھ لے گئے ان میں سے کوئی بھی اپنے ساتھ کچھ نہیں پوچھتا تھا حتیٰ کہ جب تیسرا روز ہوا تو حضرت علی اسی طرح لوٹے اور انہیں اپنے پاس بٹھرایا۔ پھر کہا کیا آپ مجھے بتاتے نہیں ہو کہ تمہیں کونسا مقصد یہاں لایا ہے؟ ابوذر نے کہا اگر میرے ساتھ وعدہ کرتے ہو کہ میری راہنمائی کرو گے تو میں بیان کروں۔ حضرت علی نے ان سے وعدہ کر لیا تو ابوذر نے انہیں سارا واقعہ بیان کیا حضرت علی نے کہا یقیناً یہ حق ہے۔ اور وہ اللہ کے رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح ہو تو میرے پیچھے چلو اگر میں کوئی شئی دیکھوں جو تیرے لئے خوفناک ہو تو میں بٹھرجاؤں گا گویا کہ میں پیشاب کر رہا ہوں اگر میں چلتا جاؤں تو میرے پیچھے چلتے رہو حتیٰ کہ میرے داخل ہونے کی جگہ داخل ہو جاؤ۔ ابوذر نے ایسا ہی کیا اور وہ چل پڑے حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل ہوئے تو ابوذر بھی ساتھ ہی داخل

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَصْرَحَنَّ بِمَا بَيْنَ ظَهْرَانِيهِمْ فَنُخْرِجَ حَتَّى
 أَتَى الْمَسْجِدَ فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ
 أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ثُمَّ قَامَ الْقَوْمُ فَضَرْبُوهُ حَتَّى أَضْجَعُوهُ
 وَآتَى الْعَبَّاسُ فَكَتَبَ عَلَيْهِ قَالَ وَيْلَكُمْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ مِنْ
 غَفَّارٍ وَأَنَّ طَرِيقَ تَحَارِكِكُمْ إِلَى الشَّامِ فَاثْقَلَهُ مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ مِنْ
 الْغَدِ لِمِثْلِهَا فَضَرْبُوهُ وَثَارُوا إِلَيْهِ فَكَتَبَ الْعَبَّاسُ عَلَيْهِ

ہو گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام شریف سنا اور اسی مقام پر اسلام قبول کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں
 فرمایا تم اپنی قوم کی طرف لوٹ جاؤ اور انہیں خبردار کرو حتیٰ کہ تمہارے پاس میرا حکم آجائے۔ ابوذر نے کہا اس
 ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ میں تو مشرکوں کے درمیان چلاؤں گا (کہ میں نے اسلام
 قبول کر لیا ہے) پھر وہ مسجد میں آئے اور بلند آواز سے کہا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، (یہ سن کر)
 لوگ اٹھے اور انہیں بہت مارا حتیٰ کہ انہیں زمین پر لٹا دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ آئے اور ابوذر پر جھک
 پڑے پھر کہنے لگے تمہاری ہلاکت ہو کیا تم جانتے نہیں ہو کہ یہ آدمی قبیلہ غفار سے ہے اور تمہارے تاجروں کے شام
 جانے کا راستہ اسی طرف ہے۔ حضرت عباس نے ابوذر کو مشرکوں سے بچایا پھر دوسرے روز ابوذر نے اسی طرح
 کیا تو لوگوں نے انہیں مارا اور سارے کافران پر اُمنڈ آئے پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس پر جھک پڑے۔

شرح : ابوذر کا نام جندب بن جادہ بن سفیان بن عبید بن حزام بن غفار ہے۔
 بعض نے ان کا نام بریر بن جندب کہا ہے۔ بعض نے بریر بن عثم

اور بعض نے جندب بن سکنہ کہا ہے لیکن مشہور نام جندب بن جادہ ہے۔ ان کی والدہ کا نام رملہ بنت
 وقیعہ بن غفار ہے۔ وہ عمرو بن عصبہ کے مادر زاد بھائی ہیں۔ خلیفہ بن خیاط نے کہا ابوذر ۳۲ ہجری کو
 حضرت عثمان کے عہد خلافت میں ربذہ میں فوت ہوئے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان
 کی نماز جنازہ پڑھائی۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 متعلق دریافت کیا اچھا نہ سمجھا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جو کوئی آپ کے متعلق کچھ دریافت کرتا ہے۔ تو آپ کی
 قوم اسے اذیت پہنچاتی ہے۔ کیونکہ مشرک نہیں چاہتے تھے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن ظاہر ہوا۔ لہٰذا

اسلام سعید بن زید
 ۳۶۱۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
 عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ بْنَ عَمْرٍو بْنِ
 نُفَيْلٍ فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ يَقُولُ وَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَأَنَّ عُمَرُو لَقِي
 عَلَى الْإِسْلَامِ قَبْلَ أَنْ يُسَلَّمَ عُمَرُو لَوْ أَنَّ أَحَدًا ارْفَضَ لِلَّذِي
 صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ

جو کوئی آپ کے متعلق پوچھتا تو اس کو بتاتے نہیں تھے۔ اور آپ کے پاس جانے سے لوگوں کو منع کرتے تھے
 یا اس سے دھوکا کرتے تھے تاکہ وہ واپس چلا جائے۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ابوذر کو دیکھ کر
 اس سے احتیاط کے ساتھ دریافت کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بعثت
 سے دو سال سے زیادہ عرصہ بعد ہوا تھا۔ کیونکہ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ مسافر کی جان پہچان کر کے
 اس کی خدمت کر سکتے تھے۔ اور صحیح تر روایت یہ ہے کہ بعثت کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر دس برس
 تھی۔ بعض لوگ اس سے کم بیان کرتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عبد اللہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث
 میں ہے کہ ابوذر بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رات کے وقت طواف میں ملے۔ اس کا
 جواب یہ ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ پھر
 رات کے وقت طواف میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملے یا بالعکس ہے لہذا دونوں حدیثوں
 میں تضاد نہیں ہے۔ (حدیث ۳۲۹۲ کی شرح دیکھیں)

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ
 کا اسلام قبول کرنا۔

ترجمہ — ۳۶۱۳ : قیس نے کہا میں نے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو کوفہ کی مسجد
 میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ بخدا! میں نے عمر فاروق کے اسلام قبول

بَابُ إِسْلَامِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

۳۶۱۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ

إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ مَا زِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ

کرنے سے پہلے اپنا آپ کو دیکھا کہ وہ مجھے اسلام کی وجہ سے رسیوں سے باندھنے والے تھے۔ اور جو کچھ تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا ہے۔ اس کے سبب اگر احد پہاڑ حرکت میں آجائے اور اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو ممکن ہے۔

۳۶۱۳ — شرح : صاحب توضیح نے ذکر کیا کہ : «إِنْ عُمَرُو لَمْ يُوَثَّقِي عَلَى الْإِسْلَامِ» کا معنی یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق اسلام قبول کرنے سے پہلے مجھے مسلمان ہونے کے باعث بہت تنگ کرتے اور میری توہین کیا کرتے تھے۔ اس معنی کی دلیل یہ ہے کہ امام بخاری نے کتاب الاکراہ میں باب مِنْ اخْتَارَ الضَّرْبَ وَالْقَتْلَ وَالْمَهْوَانَ عَلَى الْكُفْرِ، میں اس حدیث کا اعادہ کیا ہے۔ نیز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کفر کی حالت میں اسلام کے شدید ترین دشمن تھے۔ وہ اسلام کو ختم کرنے میں شب و روز مساعی بروئے کار لانے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کرتے تھے۔ لہذا اس حدیث کا معنی وہی ہے جو صاحب توضیح نے بیان کیا ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھے اسلام پر قائم رہنے پر مجبور کیا کرتے تھے۔ اور اس پر مجھے ثابت رکھنے کے لئے سختی کیا کرتے تھے۔ حدیث کی غرض یہ ہے کہ پہلے لوگ اسلام کے مخالف ہونے کے باوجود مسلمانوں کو اسلام پر رہنے کی ترغیب دلا یا کرتے تھے اور اس زمانہ میں اسلام کے موافق لوگ مسلمانوں کو شرارت کی رغبت دلاتے ہیں اور حضرت عثمان کا قتل اس کی کڑی ہے۔ لیکن یہ معنی قابل تامل ہے جو اسلام سے قبل مسلمانوں کا دشمن ہو وہ مسلمانوں کو اسلام پر ثابت رہنے کی کیسے تلقین کر سکتا ہے۔ اگر حدیث کا یہی مفہوم ہوتا جو علامہ کرمانی نے ذکر کیا ہے تو امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اسے کتاب الاکراہ میں ذکر نہ کرتے۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب خبر پہنچی کہ ان کی ہمشیرہ اور بہنوئی سعید بن زید مسلمان ہو گئے ہیں تو وہ غضبناک ہوئے اور سعید کو سخت اذیت پہنچائی اور مارنا پیٹنا شروع کیا حتیٰ کہ ان کی ہمشیرہ نے آکر انہیں اپنے شوہر سے ہٹانا

۳۶۱۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ
 قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ فَأَخْبَرَنِي جَدِّي زَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
 ابْنُ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ فِي الدَّارِ خَائِفًا إِذْ جَاءَهُ الْعَاصُ
 ابْنُ وَائِلٍ الشَّهْمِيُّ أَبُو عُمَرَ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَبْرَةٌ وَفِيهِمْ مَكْفُوفٌ مَجْرِبٌ
 وَهُوَ مِنْ بَنِي سَهْمٍ وَهُمْ حُلَفَاؤُنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ لَهُ مَا
 بَالُكَ قَالَ زَعَمَ قَوْمُكَ أَنَّهُمْ سَيَقْتُلُونِي أَنْ أَسْلَمْتُ قَالَ
 لَا سَبِيلَ إِلَيْكَ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا أَمَنْتَ فَخَرَجَ الْعَاصُ فَلَقِيَ النَّاسَ
 قَدْ سَأَلَ بِهِمُ الْوَادِي فَقَالَ آيُنَ تُرِيدُونَ فَقَالُوا نُرِيدُ هَذَا ابْنَ
 الْخَطَّابِ الَّذِي صَبَا قَالَ لَا سَبِيلَ إِلَيْهِ فَكَرَّ النَّاسُ

چاہا تو عمر فاروق نے زور سے اس کے منہ پر مارا جس سے اس کا چہرہ خون آلود ہو گیا۔ ان حالات میں وہ کیسے کسی کو اسلام پر مضبوط دیکھ سکتے تھے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کا اسلام قبول کرنا۔

۳۶۱۵۔ ترجمہ : عمر بن محمد نے کہا مجھے میرے دادا زید بن عبد اللہ بن عمر نے اپنے والد سے خبر دی کہ ایک وقت وہ اپنے گھر میں

خوفزدہ تھے کہ اچانک ان کے پاس ابو عمرو عامر بن وائل سہمی آیا جبکہ وہ لکیر دار خوبصورت چادر اور ریشمی قمیص پہنے ہوئے تھا۔ اود بنی سہم سے تھا۔ جبکہ بنو سہم جاہلیت میں ہمارے حلیف تھے۔ اُس نے کہا

۳۶۱۴ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
 قَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُهُ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لَمَّا أَسْلَمَ
 عُمَرُ أَجْمَعَتِ النَّاسُ عِنْدَ دَارِهِ وَقَالُوا صَبَا عُمَرُو أَنَا غُلَامٌ فَوْقَ
 ظَهْرِ بَيْتِي فَجَاءَ رَجُلٌ عَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْ دِيْبَاجٍ فَقَالَ قَدْ صَبَا عُمَرُ فَمَا
 ذَاكَ فَأَنَالَ جَارٌ قَالَ فَرَأَيْتُ النَّاسَ تَصَدَّعُوا عَنْهُ فَقُلْتُ مَنْ
 هَذَا قَالُوا الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ

تمہارا کیا حال ہے میرے دادے عمر فاروق نے کہا تمہاری قوم کہتی ہے کہ اگر میں نے اسلام قبول کر لیا تو وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ عاص نے کہا وہ تم پر غلبہ نہیں کر سکتے عاص کی اس بات کے بعد حضرت عمر فاروق نے کہا کہ میں امن میں آ گیا ہوں (اور میرا خوف جاتا رہا) عاص باہر نکلے اور لوگوں سے ملے حالانکہ مکہ کی وادی لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ عاص نے انہیں کہا تم کہاں کا ارادہ کر رہے ہو انہوں نے کہا ہم عمر بن خطاب کا ارادہ کرتے ہیں جو اپنے باپ دادے کا دین چھوڑ چکا ہے۔ عاص نے کہا ان پر تمہارا بس نہیں چلے گا۔ یہ سن کر لوگ واپس ہو گئے۔

۳۶۱۵ — شرح : عاص سہمی حضرت عمرو بن عاص کا والد ہے۔ اس نے اسلام کا زمانہ پایا لیکن اسلام قبول نہ کیا۔ اس کی کنیت ابو عمرو ہے۔ اور عمرو بن عاص صحابی اور زبردست ہوشیار جرنیل تھے۔ عاص کے یہ کہنے سے کہ ان لوگوں کا تم پر بس نہیں چلے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بے خوف ہو گئے۔ کیونکہ عاص اپنی قوم میں سردار تھا اور اس کی پیروی کی جاتی تھی ”صبا“ کا معنی ہے ایک دین سے دوسرے دین کی طرف منتقل ہو جائے۔

۳۶۱۶ — ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب عمر فاروق مشرف باسلام ہوئے تو لوگ ان کے گھر کے پاس جمع ہو گئے اور کہہ رہے تھے عمر دین سے پھر گیا ہے۔ میں اس وقت بچہ تھا اپنے گھر کی چھت پر تھا۔ ایک آدمی آیا جس پر ریشمی کوٹ تھا اُس نے کہا عمر اپنے دین سے پھر گیا ہے تو کیا ہوا۔ میں اسے پناہ دیتا ہوں۔ عبد اللہ نے کہا یہ سن کر لوگ ادھر ادھر چلے گئے۔ میں نے کہا یہ آدمی کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ عاص بن وائل ہے۔

۳۶۱۶ — شرح : علی بن عبد اللہ ابن مدینی مشہور ہیں۔ یعنی سفیان بن عیینہ نے کہا

۳۶۱۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهَبٍ
 قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرَانُ سَالِمًا حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ مَا
 سَمِعْتُ عُمَرَ لَيْسَ قَطُّ يَقُولُ إِنِّي لَا ظَنُّهُ كَذَا إِلَّا كَانَ كَمَا يَظُنُّ
 بَيْنَمَا عُمَرُ جَالِسٌ إِذْ مَرَّ بِهِ رَجُلٌ جَمِيلٌ فَقَالَ لَقَدْ أَخْطَأَ ظَنِّي
 أَوْ أَنَّ هَذَا عَلَى دِينِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَوْ لَقَدْ كَانَ كَاهِنَهُمْ عَلَى
 الرَّجُلِ فَدُعِيَ لَهُ فَقَالَ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ اسْتَقْبَلَ
 بِهِ رَجُلٌ مُسْلِمٌ قَالَ فَإِنِّي أَعَزُّمُ عَلَيْكَ إِلَّا مَا أَخْبَرْتَنِي قَالَ
 كُنْتُ كَاهِنَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ فَمَا أَحَبُّ مَا جَاءَتْكَ بِهِ
 جَنَّتِكَ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا يَوْمًا فِي السُّوقِ إِذْ جَاءَتْنِي أُعْرِفُ فِيهَا
 الْفَزْعَ فَقَالَتْ أَلَمْ تَرَ الْحَجْنَ وَابِلَا سَهْمًا وَيَا سَهْمًا مِنْ بَعْدِ انْكَاسِهَا
 وَلِحُوقِهَا بِالْقَلَاوِصِ وَأَحْلَا سَهْمًا قَالَ عُمَرُ صَدَقَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ

کہ میں نے عمرو بن دینار کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ عبد اللہ نے کہا جب عمر فاروق مسلمان ہوئے تو لوگوں نے کہا
 عمرو بن دینار سے پھر گئے ہیں۔ اس وقت عبد اللہ بن عمر کی عمر پانچ برس تھی معلوم ہوا کہ بعثت کے چھ یا سات
 سال بعد حضرت عمر فاروق نے اسلام قبول کیا تھا۔ کیونکہ اُحد کی جنگ میں ابن عمر کی عمر چودہ برس تھی
 اور عذرة اُحد بعثت کے سولہ برس بعد ہوا ہے۔ لہذا عبد اللہ بن عمر کی پیدائش بعثت کے دو سال
 بعد ہوتی ہے۔

ترجمہ : ابن وہب نے کہا مجھے عمر بن محمد رضی اللہ عنہ نے خبر دی
 ۳۶۱۷ — کہ ان سے سالم نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہا نے کہا
 میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کسی شئی کے متعلق یہ کہتے نہیں سنا کہ میرا خیال ایسا ہے مگر جیسے وہ خیال
 کرتے تھے ہو جاتا تھا۔ ایک دفعہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس سے ایک ٹوبہ بھرت

عَنْدَ الْهَتَمِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ بِعَجَلٍ فَذَبَحَهُ فَصَرَخَ بِهِ صَارِخٌ لَمْ
 أَسْمَعْ صَارِخًا قَطُّ أَشَدَّ صَوْتًا مِنْهُ يَقُولُ يَا جَلِيلُ أَمْرٌ بِجَيْرِ رَجُلٍ
 فَصِيحٌ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ فَوَثَبَ الْقَوْمُ قُلْتُ لَا أَبْرَحُ حَتَّى
 أَعْلَمَ مَا وَرَاءَ هَذَا ثُمَّ نَادَى يَا جَلِيلُ أَمْرٌ بِجَيْرِ رَجُلٍ فَصِيحٌ
 يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقُمْتُ فَمَا تَشِينَا أَنْ قِيلَ هَذَا بِنَبِيِّ

آدمی گزرا۔ عمر فاروق نے کہا یا تو میرا خیال غلط ہے یا یہ آدمی اپنے جاہلیت کے دین پر ہے یا یہ ان کا کاہن تھا اس آدمی کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ اسے بلا یا گیا تو اس سے آپ نے یہی کہا اس آدمی نے کہا میں نے آج کی طرح کبھی نہیں دیکھا کہ مسلمان آدمی سے ایسی باتیں کی گئی ہوں۔ عمر فاروق نے کہا میں تجھے قسم دیتا ہوں مجھے ضرور خبر دو۔ اُس نے کہا میں جاہلیت میں کاہن تھا۔ عمر فاروق نے کہا تیرے حق نے جو باتیں تجھے بتائی ہیں ان میں عجیب تر بات کیا ہے۔ اُس نے کہا ایک دن میں بازار میں تھا کہ وہ میرے پاس آیا میں نے اس میں گھبراہٹ دیکھی اُس نے کہا کیا تو نے جنوں اور ان کی انکساری اور سرنگوں ہونے کے بعد ان کی مایوسی کو نہیں دیکھا ہے؟ اور وہ اونٹوں والوں اور چادریں اوڑھنے والوں کے تابع ہو گئے ہیں۔ عمر فاروق نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے۔ ایک دفعہ میں مشرکوں کے بتوں کے پاس سو رہا تھا کہ ایک آدمی بچھڑا لے کر آیا اور اسے ذبح کیا پھر ایک چھنے والا سخت چیخا میں نے کسی چھنے والے کی آواز اُس سے سخت نہیں سنی وہ کہہ رہا تھا۔ اے دشمن! امر واضح ہے ایک فصیح آدمی کہتا ہے اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں۔ تو لوگ اچھل کر دوڑے میں نے کہا میں تو یہیں رہوں گا حتیٰ کہ اس کے پس پردہ کچھ معلوم کروں گا پھر اس نے آواز دی اے دشمن! معاملہ واضح ہے۔ آدمی فصیح ہے وہ کہتا ہے لا الہ الا اللہ میں اٹھ کھڑا ہوا ہم زیادہ عرصہ نہ بٹھڑے کہ کہا گیا یہ نبی ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم!

شرح : یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ محدثین سے تھے وہ جو بات کرتے تھے وہی ہو جاتی تھی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ہر امت میں کوئی محدث ہوتا ہے۔ میری امت میں اگر کوئی محدث ہے تو وہ عمر فاروق ہے۔ علاوہ ازیں ذکی کی شان ہی یہ ہے کہ اس کا گمان دیکھا سنا ہوتا ہے۔ آپ نے یہ خیال کیا تھا کہ یہ شخص جاہلیت میں کاہن تھا اب مسلمان ہو گیا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی تھا اس شخص کا نام سواد بن قارب دوسی تھا ابو حاتم نے کہا وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا ہے۔ حضرت عمر فاروق نے کہا وہ جاہلیت میں کاہن اور شاعر تھا پھر مسلمان ہو گیا۔ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُن سے خوش طبعی کی اور فرمایا اے سواد

۳۶۱۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُسْتَنَى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى
 قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ
 زَيْدٍ يَقُولُ لِلْقَوْمِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي مُوْتَفًى عُمَرَ عَلَى الْإِسْلَامِ أَنَا
 وَأُخْتُهُ وَمَا أَسْلَمَ وَلَوْ أَنَّ أَحَدًا انْقَضَ لِمَا صَنَعْتُمْ بَعَثَانِ
 لَكَانَ مُحَقُّوقًا أَنْ يَنْقُضَ

تیرے جن کا کیا حال ہے وہ غصہ سے بھر گیا اور کہا اے عمر ہم اور تم جاہلیت میں جو کرتے تھے وہ کثرت
 سے زیادہ بُرا تھا۔ آپ مجھے کیوں شرمندہ کرتے ہیں۔ جس سے میں تائب ہو چکا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سے
 مغفرت کا امیدوار ہوں۔

بیہقی نے دلائل نبوت میں ذکر کیا کہ براء بن عازب نے کہا سواد بن قارب کے پاس جن تھا اس نے
 کہا ایک دفعہ میں سو رہا تھا کہ وہ میرے پاس آیا اور کہا اٹھو اور سوچو سمجھو اگر سوچ سکتے ہو۔ لوی بن غائب
 کے خاندان سے اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجا ہے (علینی)

قولہ اِنْبَاءُ سَمَہَا، جنوں کی حیرت یا ان کی انکساری یا ان کا ابلیس کی طرح حیران ہو جانا۔ یا اس
 ناامیدی۔ قلاص، نوجوان اونٹنیاں اس سے مراد اونٹنیوں والے۔ اخلاص، جلس کی جمع ہے پتلی
 چادریں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کیا جنوں کے قلوب اور احلاس میں؟
 اس عبارت کا مقصد کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے۔ اس سے غرض یہ ہے کہ
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہونے والا ہے اور تمام جن عربوں کے تابع دار ہو جائیں گے اور
 ان کے دین کی پیروی کریں گے کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جنوں اور انسانوں کے رسول ہیں۔
 ترجمہ: قیس نے کہا میں نے سعید بن زید سے سنا وہ اپنی قوم سے کہتے تھے۔

۳۶۱۸ — کہ عمر فاروق کے اسلام قبول کرنے سے پہلے میں نے اپنے آپ کو اور
 ان کی ہمیشہ کو دیکھا کہ عمر فاروق ہمیں اسلام پر باندھے ہوئے تھے اور جو کچھ تم نے حضرت عثمان کے ساتھ
 کیا ہے۔ اگر اُحد پہاڑ اس کے باعث ٹوٹ جائے تو وہ اس کے لائق ہے۔

۳۶۱۸ — شرح: یعنی ہم دونوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس لئے عمر فاروق مسلمان ہونے
 سے پہلے ہمیں رسیوں سے باندھ کر ہماری تذلیل کرتے تھے۔ وہ تو کفر کی حالت میں ایسا کرتے تھے اور تم نے مسلمان ہوتے
 ہوئے حضرت عثمان سے بہت بُرا سلوک کیا اس وجہ سے اگر اُحد پہاڑ گر پڑے تو اس کے لائق ہے کہ وہ گر

پڑے۔ معنی یہ ہے کہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے قبائل حرکت میں آئیں تو جواب امر ادا کریں گے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ

ابو نعیم نے دلائل نبوت میں ذکر کیا کہ ابو جہل نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر ایک سو اونٹنی انعام مقرر کیا۔ عمر فاروق نے کہا میں نے اسے کہا اے ابالحکم یہ انعام صحیح ہے؟ ابو جہل بولا ہاں! انعام ضرور دیا جائے گا۔ عمر فاروق نے کہا میں نے تلوار لی اور حضور کو تلاش کرنا شروع کیا۔ اتفاقاً میں ایک بچھڑے کے پاس سے گزرا جسے وہ لوگ ذبح کرنا چاہتے تھے۔ میں وہاں کھڑا ہو گیا کہ انہیں دیکھوں، اچانک بچھڑے کے پیٹ سے کسی نے چلا کر آواز دی۔ اے دشمن! امر ظاہر ہے۔ آدمی فصیح زبان سے زور کی آواز دے رہا ہے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے دل میں کہا اس امر سے میں ہی مراد ہوں۔ اُنھوں نے کہا میں اپنی بہن کے پاس گیا وہاں سعید بن زید تھے پھر پورا واقعہ ذکر کیا۔ چنانچہ اسامہ بن زید نے اپنے دادا سے روایت کی ہمیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم خواہش کرتے ہو کہ میں نہیں اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بتاؤں؟ ہم نے کہا جی ہاں! اُنھوں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام لوگوں سے زیادہ سخت دشمن تھا۔ ایک دن دوپہر کے وقت سخت گرمی میں مجھے ایک قریشی مرد نعیم بن عبد اللہ تمام ملا۔ اُس نے اپنا اسلام چھپایا ہوا تھا۔ اُس نے مجھے کہا اے ابن خطاب کہاں جا رہے ہو۔ تمہارا گمان ہے کہ تم ایسے ایسے ہو حالانکہ تمہارے گھر میں اسلام داخل ہو چکا ہے۔ تمہاری بہن اپنے دادا سے کے دین سے پھر گئی ہے۔ اور وہ مسلمان ہو چکی ہے۔ میں غصہ سے بھر گیا اور وہیں سے لوٹ آیا۔ اور بہن کے گھر جاتے ہی میں نے کہا اے جان کی دشمن مجھے خبر ملی ہے کہ تو اپنے دین سے پھر گئی ہو میں اسے مارنے کے لئے ہاتھ میں کوئی شئی لی۔ اور اسے مارا اس کا خون جاری ہو گیا اور روتے ہوئے کہنے لگی اے ابن خطاب! جو تو کرنا چاہتا ہے کر لے میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اچانک میری نگاہ گھر کے کونے میں رکھی ہوئی کتاب پر پڑی تو میں نے اسے کہا وہ کتاب مجھے دو۔ اُس نے کہا میں تجھے نہیں دوں گی اور نہ ہی تو اسے بچھڑنے کے لائق ہے تو جنابت سے غسل نہیں کرتا اور نہ پاک ہوتا ہے۔ اور اس کتاب کو پاک لوگ ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں۔ میں نے اسے مجبور کیا تو اس نے مجھے وہ کتاب دے دی۔ اچانک میری نگاہ ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ پر پڑی جب رحمن و رحیم سے آگے نگاہ کی تو میں نے اسے اچھا نہ سمجھا اور اپنے ہاتھ سے کتاب پھینک دی پھر میں نے دل میں کچھ

خیال کیا اور کتاب کو پکڑ لیا اچانک میری نگاہ سُبْحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ پر پڑی جب بھی اللہ کے اسماء سے کسی نام کو دیکھتا تو اس سے نفرت کرتا پھر دل میں خیال کرتا حتیٰ کہ اس آیت تک پہنچا ”اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ... اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ“ تک پڑھا تو میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے رسول ہیں، یہ سن کر لوگوں نے خوشی سے اللہ اکبر کے نعرے لگانے شروع کئے جب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب گیا تو آپ نے میری قمیص گلے سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچی اور فرمایا اے ابن خطاب! مسلمان ہو جاؤ اے اللہ اسے ہدایت دے تو میں نے فوراً کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں یہ سن کر مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر بلند کئے جو مکہ مکرمہ کے دونوں کناروں تک سنے گئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اپنے اسلام کا اعلان کرنا،

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں باہر نکلا اور اپنے ماموں کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا اور میں نے اسے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں جاہلیت کے دین سے پھر گیا ہوں۔ اُس نے میرے سامنے دروازہ بند کر لیا اور مجھے ایلا چھوڑ دیا۔ جب لوگ اکٹھے ہوئے تو میں ایک شخص کے گھر گیا جو اپنا اسلام چھپائے ہوئے تھا۔ میں نے آہستہ آواز میں اسے کہا کہ میں نے جاہلیت کا دین ترک کر دیا ہے۔ میں اپنا اسلام مشہور کرنا تھا تا کہ مجھے بھی وہی اذیت پہنچے جو دوسرے مسلمانوں کو پہنچائی گئی ہے۔ چنانچہ ایک آدمی نے بلند آواز سے کہا خبردار! میری بات سنو! عمر اپنے دین سے پھر گیا ہے۔ یہ سن کر لوگوں نے مجھے مارنا شروع کیا اور میں انہیں مارتا تھا۔ یہ دیکھ کر میرے ماموں نے کہا یہ کون ہے۔ لوگوں نے کہا یہ ابن خطاب ہے اُس نے حطیم کعبہ میں کھڑے اپنی آستین سے اشارہ کیا اور کہا میں نے اپنے بھانجے کو امن دے دیا ہے تو وہ مجھ سے ہٹ گئے۔ میں جس مسلمان کو بھی دیکھتا تھا اسے اذیت پہنچائی جاتی تھی۔ لیکن مجھے کوئی اذیت نہیں دیتا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ جب تک مسلمانوں کی طرح مجھے بھی اذیت نہ پہنچائی جائے معاملہ درست نہیں ہوتا اس لئے میں کچھ دیر بٹھرا حتیٰ کہ جب لوگ حطیم میں جمع ہوئے تو میں نے اپنے ماموں کے پاس جا کر اسے کہا میں تمہارا عہد امن واپس کرتا ہوں۔ پھر اس کے بعد کیا ہوا لوگ میری پٹائی کرتے تھے میں انہیں مارتا تھا اسی طرح کچھ عرصہ مار دھاڑ جاری رہی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دیا (قسط لانی) بعض محدثین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے واقعہ میں سورۃ طہ کا بھی ذکر کیا ہے کہ

بَابُ انْشِقَاقِ الْقَمَرِ

۳۶۱۹۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ
نَاسِئُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَادَةَ
عَنْ النَّسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ حَتَّى رَأَوْا حِرَاءَ بَيْنَهُمَا

اس کے بعد عمر فاروق نے کہا مجھے مسطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو۔ ساتھ ہی حضرت جناب
رضی اللہ عنہ چار پائی کے نیچے چھپے ہوئے تھے وہ باہر نکلے اور کہنے لگے اے عمر تمہیں خوشخبری ہو۔ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعرات کو دعائے عیسیٰ کی کہ اے اللہ! عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام کے ذریعہ
اسلام کو غالب کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ حضرت کی دعائے تمہارے حق میں قبول ہوئی ہے اور اب وہ اس سعادت
سے محروم رہے۔ اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا کے پاس اپنے مکان میں تشریف رکھتے
تھے۔ عمر فاروق اس طرف چل دیئے جبکہ امیر حمزہ، طلحہ اور چند صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم دروازہ پر
کھڑے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آتا دیکھ کر صحابہ کرام خوف زدہ ہوئے ان کی یہ حالت دیکھ کر
امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اچھا ارادہ کیا ہے تو اسلام قبول کرے گا ورنہ
اس کو قتل کرنا ہمارے لئے مشکل نہیں اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی تھی
آپ باہر تشریف لائے اور حضرت عمر کی تلوار اور گریبان پکڑ کر فرمایا اے عمر تو کفر سے باز نہیں آتا کیا اس
وقت کے گاجب تجھ پر ذلت و رسوائی اور اللہ کا عذاب نازل ہوگا جیسے ولید بن مغیرہ پر نازل ہوا تھا۔ اے
اللہ یہ عمر ہے اس کے سبب اسلام کو غلبہ دے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ" پھر عرض کیا یا رسول اللہ! اب میں باہر نکلتا ہوں۔ رضی اللہ عنہ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام کے واقعہ سے ظاہر ہے کہ سارے عرب سے دشمنی
لے کر انہوں نے اسلام قبول کیا تھا تاریخ شاہد ہے کہ عمر فاروق کا اسلام قبول کرنا مکہ میں تھا۔ جبکہ چند
گفتی کے لوگ مسلمان تھے۔ ان حالات میں منافقت کے مفہوم کا تصور بھی ناممکن ہے تو جو لوگ ان کے
خلاف زبان طعن و راز کر کے انہیں نفاق کے بدنامہ دھبہ سے داغدار کرنے میں مصروف ہیں۔ ان کے

خیال فاسد کا تجزیہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت کی راہ نمایاں کر کے قلوب قاسیہ کے زنگار کا ازالہ کرے۔ **هُوَ الْمُسْتَعَانُ**۔

باب چاند کا شق ہو جانا

۳۶۱۹ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ والوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ آپ انہیں کوئی معجزہ دکھائیں۔ تو آپ نے انہیں چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھایا حتیٰ کہ انہوں نے حراء پہاڑ کو دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔

۳۶۱۹ — شرح : انشقاق قمر اسلام میں عظیم معجزہ ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم ترین معجزات اور روشن نشانیوں سے ہے جو صرف آپ کے ساتھ مختص ہیں۔ کیونکہ دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلامات کے معجزات صرف حدودِ دارِ امن میں محدود تھے اور آسمان کی طرف متجاوز نہ تھے۔ اسے قرآن کریم نے بھی ذکر کیا ہے بعض فلاسفہ کا زعم فاسد یہ ہے کہ فلکیات خرق و التیام کو قبول نہیں کرتے اور وہ انشقاق قمر کا انکار کرتے ہیں ہم کہتے ہیں ہر محال عقلی ضروری نہیں کہ شرعاً بھی محال ہو۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ اپنی مخلوق میں جو چاہے کرے۔ جن لوگوں نے انشقاق قمر کا مطالبہ کیا تھا وہ ولید بن مغیرہ، ابو جہل، عاص بن وائل، عاص بن ہشام، اسود بن عبد یغوث، اسود بن مطلب، اس کا بیٹا زمعہ اور نضر بن حارث تھے۔ یہ حدیث مراسیل صحابہ سے ہے کیونکہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کا مشاہدہ نہیں کیا۔ مسلم کی حدیث میں مرتبین کا لفظ ہے اس کا معنی فرقتین ہے۔ لہذا دوسری حدیثوں میں مخالفت نہیں ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر شق قمر ہوتا تو ساری دُنیا کے لوگ دیکھتے۔ صرف مکہ والوں تک محدود نہ رہتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شق قمر رات میں ہوا تھا جبکہ عموماً لوگ غافل اور سو رہے تھے ان کے دروازے بند تھے اور پردے لٹکے ہوئے تھے۔ لہذا ان کا انکار بے معنی ہے۔ چاند کو گرنے لگتا ہے۔ شہاب عظام وغیرہ رات میں ظاہر ہوتے ہیں مگر انہیں دیکھنے والے لوگ قلیل ہیں۔ نیز چاند کبھی بعض منازل میں ہوتا ہے اور بعض آفاق والے لوگوں پر ظاہر نہیں ہوتا۔ چنانچہ بعض لوگوں پر چاند ظاہر ہوتا ہے۔ بعض پر ظاہر نہیں ہوتا۔ جیسے چاند گرنے میں بعض ممالک میں دیکھا جاتا ہے بعض میں نظر نہیں آتا۔ لہذا یہ ضروری نہیں کہ شق قمر کو ساری دُنیا کے لوگ دیکھتے (فتح، عینی، کرمانی، قد طلانی) حدیث ۳۶۰۲ تا ۳۶۰۴ کی شرح دیکھیں)

۳۶۲۰ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ
عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ مَعَهُ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنَى فَقَالَ اشْهَدُوا وَادَّهَبَتْ فِرْقَةٌ
مِنْ الْجَبَلِ وَقَالَ أَبُو الصَّخْخِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ انْشَقَّ
مَمَكَةٌ وَتَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ ابْنِ أَبِي بَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ
عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

۳۶۲۱ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ
مُضَرَ قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ عَلَى زَمَانٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
۳۶۲۰ — کہ چاند دو ٹکڑے ہو ا اور محمد بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ منیٰ میں تھے۔ آپ نے فرمایا تم گواہ بن جاؤ۔ اور ایک ٹکڑا پہاڑ کی طرف جدا
گیا۔ ابو الصخی نے مسروق کے واسطے سے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی کہ شق قمر مکہ میں
ہوا۔ محمد بن مسلم نے ابن ابی بخیج سے مجاہد، ابی معمر اور عبد اللہ سے روایت کرنے میں
ابراہیم کی متابعت کی۔

ترجمہ : عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
۳۶۲۱ — ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ میں شق قمر ہوا۔

ترجمہ : ابو معمر نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
۳۶۲۲ — روایت کی کہ چاند دو ٹکڑے ہوا۔

۳۶۱۲ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا ابْنُ حَدَّثَنَا
الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ
إِنْ شَقَّ الْقَمَرُ

بَابُ هَجْرَةِ الْحَبْشَةِ

وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيتُ دَارَ هَجْرَتِكُمْ
ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَا بَتَيْنِ فَمَا جَرَمُنْ هَاجَرَ قَبْلَ الْمَدِينَةِ وَجَمَعَ
عَامَّةٌ مَنْ كَانَ هَاجَرَ بَارِضِ الْحَبْشَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ فِيهِ عَنْ
أَبِي مُوسَى وَأَسْمَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عبد اللہ بن مسعود

۳۶۲۰ تا ۳۶۲۲

رضی اللہ عنہ کی حدیث میں شق القمر منیٰ میں

ہوا حالانکہ حضرت انس بن مالک کی حدیث میں ہے کہ انشقاق قمر مکہ میں ہوا تھا اس کا جواب یہ ہے
کہ یہ معارضہ نہیں کیونکہ اس بات کی حدیث میں تصریح نہیں کہ اس رات جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مکہ میں تھے۔ اگر یہ تصریح تسلیم کریں تو منیٰ بھی مکہ میں داخل ہے۔ چاند کے دو ٹکڑے ہوئے
ان میں ایک ٹکڑا جبل حراء کی طرف چلا گیا اور ایک اسی جگہ باقی رہا۔ علامہ کرمانی نے کہا مشہور یہی ہے
کہ دونوں ٹکڑے اسی وقت مل گئے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں ہے کہ لوگوں نے حراء
کو دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھا تھا اور اس حدیث میں ہے کہ ایک ٹکڑا حراء کی طرف چلا گیا تھا۔
اس کا جواب یہ ہے کہ جب ٹکڑا آسمان سے حراء کے نیچے اُترا اور ایک ٹکڑا باقی رہا تو یقیناً حراء دریا
میں ہو گا۔ واللہ اعلم! (حدیث ۳۶۰۲ تا ۳۶۰۴ کی شرح دیکھیں)

بَابُ حَبْشَةِ طَرَفِ هَجْرَتِ

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

۳۶۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا
هَشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمُرُ بْنُ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ
أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَدِيٍّ بْنِ الْخَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمُسَوْرَةَ مَحْرَمَةً
وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثٍ قَالَا لَهُ مَا يَمْنَعُكَ
أَنْ تَكَلَّمَ خَالَكَ عُثْمَانَ فِي أَخِيهِ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ وَكَأَنَّهُ أَكْثَرَ
النَّاسِ فِيمَا فَعَلَ بِهِ قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ فَإِنَّ صَدِّقَ عُثْمَانَ حِينَ
خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ لِي أَيْدٍ حَاجَةً وَهِيَ نَصِيحَةُ
فَقَالَ أَيُّهَا الْمَرْءُ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ فَأَنْصَرَفْتُ فَلَمَّا قَضَيْتُ
الصَّلَاةَ جَلَسْتُ إِلَى الْمُسَوْرَةِ إِلَى ابْنِ عَبْدِ يَغُوثٍ فَحَدَّثْتُهُمَا

مجھے تمہاری ہجرت کی جگہ خواب میں دکھائی گئی ہے۔ وہاں کھجوریں بکثرت
ہیں اور وہ دو پہاڑوں کے درمیان ہے۔ بعض وہ تھے جنہوں نے مدینہ منورہ
کی طرف ہجرت کی اور جنہوں نے حبشہ کی زمین کی طرف ہجرت کی تھی اُن میں
عام لوگ مدینہ منورہ کی طرف لوٹ گئے اس میں ابو موسیٰ اور اسماء نے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

ترجمہ : عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ عُبَید اللہ بن عدی بن خیار
نے انہیں خبر دی کہ مسور بن محرمہ اور عبد الرحمن بن اسود
بن عبد یغوث نے اسے کہا تمہیں اپنے مامون عثمان رضی اللہ عنہ سے اُن کے بھائی ولید بن عقبہ کے متعلق
کلام کرنے سے کون منع کرتا ہے۔ جو کچھ عثمان نے ولید کے متعلق کیا ہے اس نے شراب پیا اور عثمان نے

بِالَّذِي قُلْتُ لِعُثْمَانَ وَقَالَ لِي فَقَالَ قَدْ قَضَيْتَ الَّذِي كَانَ
 عَلَيْكَ فَبَيْتَنَا أَنَا جَالِسٌ مَعَهُمَا إِذْ جَاءَنِي رَسُولُ عُثْمَانَ فَقَالَ لِي
 قَدْ ابْتَلَاكَ اللَّهُ فَأَنْطَلَقْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا نَصَبْتُكَ
 الَّتِي ذَكَرْتَ إِنَّمَا قَالَ فَشَهِدْتُ ثُمَّ قُلْتُ إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ
 مُحَمَّدًا وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتُ مِمَّنْ اسْتَجَابَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
 وَأَمَنْتَ بِهِ وَهَاجَرْتُ إِلَيْهِ جَرَتَيْنِ الْأُولَى وَصَحْبَتِ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتُ هَدْيَهُ وَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِي
 شَأْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ فَنَحَى عَلَيْكَ أَنْ تَقُمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ فَقَالَ
 لِي يَا ابْنَ أَخِي أَذَرَكْتَ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ قُلْتُ لَا وَلَكِنْ تَدْرِي خَلَصَ
 إِلَيَّ مِنْ عَلَيْهِ مَا خَلَصَ إِلَى الْعَذْرَاءِ فِي سِتْرِهَا فَقَالَ فَتَشْهَدُ

حد نہیں لگائی) لوگ اس میں بہت اہمیت کرتے ہیں۔ عبید اللہ نے کہا جب عثمان نماز کے لئے باہر نکلے تو میں ان کے سامنے کھڑا ہو گیا اور ان سے کہا مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔ یہ آپ کی بھلائی کی بات ہے حضرت عثمان نے کہا اے انسان! میں اللہ کے ذریعے تجھ سے پناہ چاہتا ہوں میں ان سے ایک طرف ہو گیا جب میں نماز پڑھ چکا تو مسور اور عبدالغوث کے پاس بیٹھ گیا اور ان سے وہ گفتگو کی جو عثمان سے میں نے کہا اور جو عثمان نے مجھ سے کہا تھا۔ ان دونوں نے کہا جو تجھ پر حق تھا وہ تو نے ادا کر دیا ہے۔ اسی اثنا میں ان دونوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ میرے پاس حضرت عثمان کا قاصد آ گیا۔ مجھے ان دونوں نے کہا اللہ نے تجھے منجان میں ڈال دیا ہے۔ چنانچہ میں حضرت عثمان کے پاس چلا گیا۔ انھوں نے کہا وہ کونسی بھلائی تھی جو تم نے ابھی ذکر کی تھی۔ عبید اللہ نے کہا میں نے تشہد پڑھا پھر ان سے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بھیجا اور آپ پر کتاب نازل کی آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کیا اور آپ پر ایمان لائے اور پہلی دونوں ہجرتیں حبشہ اور مدینہ منورہ، کیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ کر آپ کی سیرت اور طریقہ دیکھا۔ ولید بن عقبہ

عُثْمَانُ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ
الْكِتَابَ وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ اللَّهُ وَرَسُولَهُ وَأَمَنْتُ بِمَا بَعَثَ
بِهِ مُحَمَّدٌ وَهَاجَرْتُ الْهَجْرَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ كَمَا قُلْتُ وَصَحَبْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتُهُ وَاللَّهُ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتَّى
تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ اسْتَخْلَفَ اللَّهُ أَبَا بَكْرٍ فَوَاللَّهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ
حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ اسْتَخْلَفْتُ أَفَلَيْسَ لِي عَلَيْكُمْ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ
الَّذِي كَانَ لَهُمْ عَلَىَّ قَالَ بَلَى قَالَ فَمَا هَذِهِ الْأَحَادِيثُ الَّتِي
تَبْلُغُنِي عَنْكُمْ فَأَمَّا مَا ذَكَرْتُ مِنْ شَأْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ فَسَنَأُ
خُذْفِيَةَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِالْحَقِّ قَالَ فَجَلَدَ الْوَلِيدُ أَرْبَعِينَ جَلْدَةً
وَأَمَرَ عَلِيًّا أَنْ يَجْلِدَهُ وَكَانَ هُوَ يَجْلِدُهُ وَقَالَ يُونُسُ وَابْنُ أَخِي
الزُّهْرِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَفَلَيْسَ لِي عَلَيْكُمْ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِي
كَانَ لَهُمْ

کے متعلق لوگ بہت باتیں کرتے ہیں۔ آپ پر واجب ہے کہ اس پر حد قائم کریں۔ حضرت عثمان نے مجھے کہا ہے
میرے بھتیجے کیا تو نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ہے؟ میں نے کہا جی نہیں، لیکن مجھے آپ کے سارے
ایسے معلوم ہیں جیسے کنواری باپردہ لڑکی کو معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تشہد پڑھا اور
فرمایا اللہ تعالیٰ نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ پر کتاب نازل
کی۔ اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے آپ کی دعوت قبول کی اور جس نے ساتھ جناب محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا میں اس پر ایمان لایا اور پہلی دونوں ہجرتیں کیں جیسے تم نے کہا ہے۔ اور میں جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا اور آپ سے بیعت کی بخدا میں نے نہ تو آپ کی نافرمانی کی اور نہ ہی آپ
سے دھوکہ فریب کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی پھر اللہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا
بخدا میں نے ان کی نہ تو نافرمانی کی اور نہ ہی ان سے دھوکہ اور فریب کیا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ

منتخب کیا گیا۔ بخدا! میں نے ان کی نافرمانی نہیں کی اور نہ ہی ان سے دھوکہ فریب کیا پھر مجھے خلیفہ مقرر کیا گیا کیا میرا کچھ تم پر حق نہیں جیسے ان کا مجھ پر حق ہے؟ عبید اللہ نے کہا کیوں نہیں (ضرور حق ہے) عثمان نے کہا یہ باتیں کسی میں جو تمہاری طرف سے مجھے پہنچ رہی ہیں۔ اور جو تم نے ولید بن عقبہ کے متعلق ذکر کیا ہے۔ ہم ان شاء اللہ اسے حق کے ساتھ ضرور گرفتار کریں گے۔ عبید اللہ نے کہا آپ نے ولید کو چالیس کوڑے مارنے کا حکم دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس پر حد قائم کریں اور حضرت علی ہی کوڑے مارا کرتے تھے۔ یونس اور زہری کے بھتیجہ نے زہری سے بیان کیا (عثمان نے کہا) کیا میرا تم پر حق نہیں جو ان کا حق ہے؟

شرح : جب مکہ کے مشرکوں نے مسلمانوں کو اذیت پہنچانی شروع کی اور انہیں عذاب دینا شروع کیا تاکہ دین اسلام ترک کرنے پر مجبور ہو جائیں تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دے دی۔ ہجرت دوبارہ منظر عام میں آئی پہلی ہجرت رجب کے مہینہ میں وقوع پذیر ہوئی جبکہ ہجرت کرنے والے بارہ مرد اور چار عورتیں تھیں وہ پیدل سمندر کی طرف نکلے اور نصف دینار کے عوض کشتی کرایہ پر لی۔ محمد بن اسحاق نے ذکر کیا کہ اس ہجرت کا سبب یہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مسلمانوں پر مظالم ہوتے دیکھے اور ان کا مقابلہ کرنا بظاہر دشوار نظر آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ حبشہ کے بادشاہ کے پاس کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا اگر تم اس کے پاس چلے جاؤ تو بہت مناسب ہوگا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کوئی اچھی راہ نکال دے۔ سب سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرتے ہوئے مکہ مکرمہ سے نکلے یعقوب بن سفیان نے انس بن مالک کی طرف اسناد ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمان اور سیدہ رقیہ کی خبر پہنچنے میں تاخیر ہوئی پھر ایک عورت آئی اُس نے کہا میں نے ان دونوں کو دیکھا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو گدھے پر سوار کیا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان کا ساتھی ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد عثمان پہلا شخص ہے جس نے اپنی بیوی کو ساتھ لے کر ہجرت کی ہے۔ امام بخاری کے اس باب میں حضرت عثمان کا واقعہ ذکر کرنے میں یہی نکتہ ہے۔

محمد بن اسحاق نے ان مہاجرین کے اسماء بھی ذکر کئے ہیں اور وہ حضرات عثمان بن عفان، عبد الرحمن بن عوف، عثمان بن مظعون، عامر بن ربیعہ، سہیل بن بیضاء، ابوسیرہ، ابورہم عامری۔ بعض نے ابورہم کا بدل حاطب بن عمرو عامری ذکر کیا ہے اور جن عورتوں نے ہجرت کی وہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوعبیدہ کی بیوی سہلہ بنت سہیل، ابوسلمہ کی بیوی سلمہ بنت ابی اُمیہ اور عامر بن ربیعہ کی بیوی لیلیہ بنت ابوجشمہ رضی اللہ عنہن ہیں۔ واقدی نے ان پر اور دو صحابہ کا اضافہ ذکر کیا ہے کہ عبد اللہ بن مسعود اور حاطب بن عمرو بھی اس ہجرت میں شریک تھے۔ لیکن صحیح وہ ہے جو ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ وہ دوسری ہجرت میں تھے چنانچہ احمد نے حسن اسناد کیا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بخاشی

کے پاس بھیجا جبکہ ہم اسی افراد کے لگ بھگ مرد تھے۔ ان میں عبداللہ بن مسعود، جعفر بن ابی طالب، عبداللہ بن عرفطہ، عثمان بن مظعون اور ابو موسیٰ اشعری تھے رضی اللہ عنہم پھر جب انہیں یہ خبر پہنچی کہ سورہ نجم کی تلاوت کے وقت مشرکوں نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدہ کیا ہے تو وہ واپس لوٹ آئے اور مشرکوں کے سخت مظالم کا نشانہ بنے تو انہوں نے دوبارہ ہجرت کی اس وقت ان کی تعداد ۸۰ مرد تھے ان میں حضرت عمار بن یاسر بھی شامل ہیں اور اٹھارہ مستورات تھیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم (قسط لانی)

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ولید بن عقبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مادر زاد بھائی تھا (اخیا فی) وہ بھی دونوں ہجرتوں میں شریک تھا۔ علامہ کرمانی نے ذکر کیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کوفہ سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ولید بن عقبہ کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا اُس نے اہل کوفہ کو صبح کی نماز چار رکعتیں پڑھائیں پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا اور پڑھاؤں؟ کیونکہ وہ نشہ سے دھت تھے دو شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اس کے شراب پینے کی گواہی دی اور کہا کہ اُس نے صبح کی نماز چار رکعتیں پڑھائی ہیں پھر کہا اور پڑھاؤں؟ اُن میں سے ایک نے کہا میں نے اسے شراب پیتے دیکھا ہے۔ دوسرے نے کہا میں نے اسے شراب کی قے کرتے دیکھا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا شراب کی قے شراب پینے کے سبب آئی ہے اور ان سے کہا میں اس پر حد شرب قائم کروں گا۔ اقامتہ حد میں کچھ دیر ہو گئی کیونکہ وہ گواہوں کی تحقیق کر رہے تھے اس جستجو میں کچھ وقت گزر گیا تو لوگوں نے باتیں کرنا شروع کیں جو بدستور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچتی رہیں۔ اس لئے انہوں نے عبید اللہ سے کہا تمہاری طرف سے مجھے کیسی باتیں پہنچ رہی ہیں میرا بھی تو لوگوں پر حق ہے جس طرح ان کا مجھ پر حق ہے۔ جب تفتیش مکمل ہو گئی تو ولید پر حد قائم کی اور حضرت علی سے فرمایا اسے کوڑے مارو انہوں نے اپنے بھتیجے عبداللہ بن جعفر سے کوڑے مارنے کو کہا تو انہوں نے کوڑا ہاتھ میں لے کر مارنا شروع کیا جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شمار کر رہے تھے۔ جب چالیس کوڑے پورے ہو گئے تو کہا اب رُک جاؤ۔ مشہور روایت یہی ہے مناقب عثمان میں گزرا ہے کہ حضرت علی نے اسے اسی (۸۰) کوڑے مارے۔ اگرچہ کوڑے مارنے والے حضرت عبداللہ بن جعفر تھے لیکن وہ حضرت علی کے حکم سے مار رہے تھے اس لئے ان کی نسبت حضرت علی کی طرف کی ہے۔ لیکن اسی کوڑوں کی روایت چالیس والی روایت کے متضاد نہیں کیونکہ عدد کی تخصیص زائد کی نفی پر دلالت نہیں کرتی۔

بعض علماء نے کہا جس کوڑے سے مارا جاتا تھا اس کی دو شاخیں تھیں جس نے دونوں شاخوں کا لحاظ کیا اُس نے اسی (۸۰) کوڑے ذکر کئے ہیں اور جس نے صرف کوڑے کا اعتبار کیا اُس نے چالیس بیان کئے ہیں لہذا یہ تضاد نہیں ہے۔

(حدیث عن ۳۲۶ کی شرح دیکھیں)

۳۶۲۴ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى
عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ جَبِيَّةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ
ذَكَرَتَا كَنِيْسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَدَشَةِ فِيهَا تَصَاوِيرُ فَذَكَرَتَا لِلنَّبِيِّ ﷺ
فَقَالَ إِنَّ أَوْلَئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنُو أَعْلَى
قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصُورُوا فِيهِ نِيكَ الصُّورِ أَوْلَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ
عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

۳۶۲۵ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ
حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَسْعِيدٍ السَّعِيدِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُمِّ خَالِدِ بِنْتِ
خَالِدٍ قَالَتْ قَدِمْتُ مِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ وَأَنَا جُورِيَّةٌ فَكَسَانِي
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خِمِيَصَةً لَهَا أَعْلَامٌ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
يَمْسَحُ الْأَعْلَامَ بِيَدِهِ وَيَقُولُ سَنَاءُ سَنَاءُ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ لَعْنَى حَسَنٌ
حَسَنٌ

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام المؤمنین
ام حبیبہ اور ام المؤمنین سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک گرجے کا ذکر
کیا جو انھوں نے حبشہ میں دیکھا تھا۔ اس میں تصاویر تھیں۔ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
ذکر کیا تو آپ نے فرمایا ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا تھا تو وہ اس کی قبر پر مسجد تعمیر کر دیتے
اور اس میں صورتیں رکھ دیتے تھے یہ لوگ قیامت میں اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہے۔

۳۶۲۴ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ دونوں
اہل بیت المؤمنین نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی ام حبیبہ نے اپنے
شوہر عبد اللہ بن حبش کے ساتھ دوسری ہجرت میں شرکت کی تھی۔ ان کا شوہر حبشہ میں ہی فوت ہو گیا تھا۔ اس طرح
بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ نصرانی ہو گیا تھا۔ اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام حبیبہ سے نکاح

۳۶۲۶ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ
 سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ
 سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدِّ عَلَيْنَا قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ
 فَتَرُدُّ عَلَيْنَا قَالَ إِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا فَقُلْتُ لِإِبْرَاهِيمَ كَيْفَ تَصْنَعُ
 أَنْتَ قَالَ أَرُدُّ فِي نَفْسِي

کر لیا تھا۔ اور ام سلمہ بنت ابی اُمیہ اپنے شوہر ابوسلمہ بن عبدالاسد کے ساتھ پہلی ہجرت میں شریک
 تھیں۔ ان کا نام ہند بنت ابی اُمیہ ہے جبکہ ام حبیبہ کا نام رملہ بنت ابوسفیان ہے۔
 (حدیث ۴۱۹ کی شرح دیکھیں)

۳۶۲۵ — ترجمہ : ام خالد بنت خالد نے کہا کہ میں حبشہ سے آئی حالانکہ میں چھوٹی
 بچی تھی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اوڑھنے کے لئے
 چادر دی۔ جس میں نقوش تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس پر پھیر کر فرمایا
 یہ چادر اچھی ہے اچھی ہے۔ تمہیدی نے کہا سناہ کا معنی حسن ہے۔

۳۶۲۵ — شرح : ام خالد کا نام اُمہ ہے۔ وہ خالد بن زبیر بن عوام کی والدہ اور
 خالد بن سعید بن عاص کی بیٹی ہے۔ لہذا وہ ام خالد بھی ہے اور

بنت خالد بھی ہے۔ سناہ، حبشی کلمہ ہے۔ اس کا معنی ”حسن“ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ
 کتاب الجہاد کی حدیث ۸۶۴ کے یہ الفاظ ہیں۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 میں اپنے والد کے ساتھ آئی جبکہ میری زرد قمیص تھی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بہت
 اچھی ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں منافات ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں کا جمع ہونا جائز
 یا واقعہ متعدد ہے (حدیث ۸۶۴ کی شرح دیکھیں)

۳۶۲۶ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کو سلام عرض کیا کرتے تھے حالانکہ آپ نماز پڑھا کرتے تھے۔

آپ ہمیں سلام کا جواب دیتے تھے۔ جب ہم نجاشی کے پاس سے آئے تو آپ کو سلام عرض کیا۔ آپ نے ہمارے

۳۶۲۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ
 حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ بَلَّغْنَا
 فَخْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَرَكِبْنَا سَفِينَةً فَأَلْقَيْنَا
 سَفِينَتَنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ فَوَاقَفْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَأَقْبَلَنَا
 مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ أَنْتُمْ يَا أَهْلَ السَّفِينَةِ هَجْرَتَانِ

سلام کا جواب نہ دیا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ کو سلام عرض کرتے تھے تو آپ ہمارے سلام کا جواب
 دیتے تھے۔ آپ نے فرمایا نماز میں مشغولیت ہوتی ہے۔ میں نے ابراہیم نخعی سے کہا آپ کیسے کرتے ہیں انہوں نے
 کہا میں اپنے دل میں جواب دے لیتا ہوں۔ (حدیث ۱۱۲۹ - ۱۱۳۰ کی شرح دیکھیں)

۳۶۲۷ — ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم یمن میں تھے ہمیں
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی خبر پہنچی تو ہم کشتی پر سوار ہوئے
 ہماری کشتی بحشہ میں لے گئی۔ وہاں ہم نے جعفر بن ابی طالب کو پایا ہم نے اُن کے ساتھ اقامت کی حتیٰ کہ
 مدینہ منورہ آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت ملے جبکہ آپ نے خیبر فتح کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا اسے کشتی والو! تمہارے لئے دو ہجرتیں ہیں۔

۳۶۲۷ — شرح : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے پہلے مکہ مکرمہ کی طرف ہجرت کی
 اور اسلام قبول کیا پھر انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے
 ساتھ حبشہ کی طرف بھیج دیا اور وہ اپنی قوم کے علاقہ کی طرف متوجہ ہوئے جو مشرقی جانب حبشہ کے مقابل ہے
 جب انہیں خبر ملی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام مدینہ منورہ میں اقامت پذیر ہو گئے
 ہیں تو وہ اور جو لوگ ان کی قوم سے مسلمان ہوئے تھے کشتی میں سوار ہو کر مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے
 اور سمندری طوفان کے باعث کشتی نے انہیں حبشہ پہنچا دیا اور اس حدیث میں ”بَلَّغْنَا فَخْرَ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ سے آپ کا مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا ثابت ہے۔ اتفاق سے وہ اس وقت مدینہ منورہ
 پہنچے جبکہ آپ نے خیبر فتح کیا تھا۔ یہ سات ہجرتی کا واقعہ ہے۔

مسلم کی روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خیبر کی غنیمت سے حصہ دیا حالانکہ جو

بَابُ مَوْتِ النَّجَاشِيِّ

۳۶۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ مَاتَ النَّجَاشِيُّ مَاتَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَى أَخِيكُمْ أَصْحَمَةَ

۳۶۲۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ عَطَاءً حَدَّثَهُمْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى النَّجَاشِيِّ فَصَفَّنَا وَرَأَاهُ فَكُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِي أَوِ الثَّلَاثِ

کوئی فتح خیبر سے غائب تھا اسے خیبر کی غنیمت سے کچھ نہیں دیا گیا تھا البتہ کشتی والوں کو خیبر کا حصہ دیا گیا تھا۔ دو ہجرتیں یہ ہیں ایک مکہ مکرمہ سے حبشہ کی طرف اور دوسری ہجرت حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہے اور جن لوگوں نے حبشہ کی طرف ہجرت نہیں کی تھی ان کی صرف ایک ہجرت ہے اور وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہے۔

نجاشی کی موت

۳۶۲۸۔ ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس روز نجاشی فوت ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج ایک نیک آدمی

فوت ہو گیا ہے۔ اٹھو اپنے بھائی احمہ کی نماز جنازہ پڑھو!

۳۶۲۹۔ ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھائی اور ہم نے آپ کے

۳۶۳۰ — حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شُبَّةٍ قَالَ حَدَّثَنَا

يَزِيدُ عَنْ سَلِيمِ بْنِ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ عَنْ جَابِرِ
ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِي فَكَبَّرَ
أَرْبَعًا تَابَعَهُ عَبْدُ الصَّمَدِ

۳۶۳۱ — حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى

ابْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي
أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى لَهُمُ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبْشَةِ
فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لِإِخْوَانِكُمْ وَعَنْ صَالِحٍ
عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمْ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفَّ بِهِمْ فِي الْمُصَلَّى فَصَلَّى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ

— عَلَيْهِ أَرْبَعًا —

بیچھے صف بندی کی اور میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔
ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحمتہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس میں

۳۶۳۰ —

چار تکبیریں کہیں۔ عبد الصمد نے یزید کی متابعت کی ہے۔

ترجمہ : ابن شہاب سے روایت ہے کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن اور ابن
مسیب نے مجھ سے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں

۳۶۳۱ —

خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی موت کی خبر اس روز دی جس دن وہ
فوت ہوا اور فرمایا اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو۔ صالح نے ابن شہاب سے روایت کی کہ انہوں نے
کہا مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ تَقَاتُ سُمِّ الْمُشْرِكِينَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۶۳۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي

إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَرَادَ حِينًا مَنَزِلَنَا عَدَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِخَيْفِ بَنِي كَنَانَةَ حَيْثُ تَقَاتُ سُمُّوْا عَلَى الْكُفْرِ

نے صحابہ کرام کی جنازہ گاہ میں صفت بندی کی اور نجاشی کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں۔
 ۳۶۲۸ تا ۳۶۳۱ — شرح : حبشہ کے بادشاہ کا نام اصمہ اور لقب نجاشی ہے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر

غائبانہ ایمان لائے تھے وہ ہجرت کے ساتویں سال ایک روایت کے مطابق آٹھویں سال فوت ہوئے انہیں یہاں اس لئے ذکر کیا ہے کہ مسلمانوں نے اُس کی طرف ہجرت کی تھی۔

” نماز پر چار تکبیریں کہنے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے اور غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کا تفصیلی بیان “

(حدیث : ۱۲۴۲، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، کی شروح میں دیکھیں)

بَابُ نَبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي مَخَالَفَتِ بِرْمَشْرُكُونَ كَا آيَسٍ فِي قِسْمِي كَهَانَا،

۳۶۳۲ — تَوْجِيْهٌ : الْبُؤْسُ بِرَبِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَعْنِي كَمَا كَرِهَ جَنَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نَعْنِي كَمَا كَرِهَ جَنَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعْنِي كَمَا كَرِهَ جَنَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعْنِي كَمَا كَرِهَ جَنَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(اس حدیث کی مفصل تقریر حدیث ۱۲۹۴، ۱۲۹۵ کی شرح میں دیکھیں)

بَابُ قِصَّةِ أَبِي طَالِبٍ

۳۶۳۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَغْنَيْتَ عَنْ عَمِّكَ فَإِنَّهُ كَانَ يَجُوطُكَ وَيَغْضِبُ لَكَ قَالَ هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ

۳۶۳۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَا طَالِبٍ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ أَيُّ عَمِّ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أُجَابَتْ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ ابْنُ أَبِي أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ تُرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ

بَابُ ابْنِ طَالِبٍ كَاوَاقِعِهِ

۳۶۳۵ — ترجمہ : عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ نے اپنے چچا کو کیا فائدہ پہنچایا وہ آپ کی حفاظت کیا کرتا تھا اور آپ کے لئے غصہ میں آتا تھا۔ آپ نے فرمایا وہ ہلکی سی آگ میں ہیں اگر میں نہ ہوتا تو دوزخ کے نچلے طبقہ میں ہوتے۔

۳۶۳۶ — ترجمہ : ابن مسیب نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ اس کے پاس ابوجہل بھی تھا۔ آپ نے فرمایا : اے چچا ! کہتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ کہہ دیں میں اس لمحے سب اللہ کے پاس تمہارے لئے حجت قائم کر سکوں گا۔ ابوجہل اور عبد اللہ بن ابی اُمیہ نے کہہ

عَبْدُ الْمَطْلَبِ فَلَمْ يَزَالَا يُكَلِّمَانِي حَتَّى قَالَ اخْرِشْنِي كُلَّهُمْ عَلَيْهِ عَلَى
 مِلَّةِ عَبْدِ الْمَطْلَبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ
 أَنْهَ عَنْكَ فَتَزَلَّتْ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ لِيَسْتَغْفِرُوا
 لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولَىٰ قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّ لَهُمْ أَنََّّهُمْ مُضِلُّو
 الْحَيِّمِ وَتَزَلَّتْ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ

۳۶۳۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ

حَدَّثَنَا ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَبَابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ
 أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ عِنْدَهُ عَمَّتُهُ فَقَالَ لَعَلَّه تَنْفَعُهُ
 شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَيُجْعَلُ فِي ضَحَضَا حِ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبِيهِ
 يَغْلِي مِنْهُ دِمَاعُهُ

۳۶۳۶ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي
 حَازِمٍ وَالْدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ مَهْذَاوٍ قَالَ يَغْلِي مِنْهُ أُمُّ دِمَاعِهِ

اے ابوطالب کیا عبد المطلب کی ملت سے اعراض کرو گے؟ وہ انہیں یہ کہتے رہے حتیٰ کہ ابوطالب نے آخری
 کلام جو ان سے کہا وہ یہ تھا کہ وہ عبد المطلب کی ملت پر ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آپ کے
 لئے استغفار کروں گا جب تک مجھے روکا نہ جائے گا۔ اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ نبی اور ایمانداروں کو لائق
 نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے مغفرت کی دعاء کریں اگرچہ وہ بہت قریبی ہوں جبکہ ان کے لئے یہ ظاہر ہو چکا ہو
 کہ وہ دوزخی ہیں۔ اور یہ آیت نازل ہوئی ”بے شک آپ جسے پسند کریں ہدایت تک نہیں پہنچا سکتے ہیں۔“

ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جبکہ آپ کے پاس آپ کے چچا کا ذکر

کیا گیا۔ آپ نے فرمایا یقیناً انہیں میری شفاعت قیامت میں نفع دے گی۔ اور انہیں ملکی سی آگ میں رکھا جائیگا

بَابُ حَدِيثِ الْإِسْرَاءِ

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى

۳۶۳۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ
عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعْتُ
جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَمَّا كَذَبَنِي
قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحَجْرِ فَجَلَّى اللَّهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدَسِ فَطَفِقتُ أَخْبِرُهُمْ
عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ

جوان کے ٹخنوں تک پہنچے گی جس سے ان کا دماغ کھولنے لگے گا۔

۳۶۳۶۔ ترجمہ : ابن ابی حازم اور در اور دی نے یزید سے یہ روایت کی انھوں
نے کہا : تَغْلَى مِنْهُ أَمْرٌ دَمَاعِهِ یعنی اصل دماغ کھولنے لگے گا،

۳۶۳۷ تا ۳۶۳۶۔ شرح : ابوطالب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا ہیں
ان کا نام عبد مناف بن عبد المطلب ہے ہجرت

سے پہلے وفات پا گئے تھے۔ جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پچاس برس سے تین ماہ اور کچھ دن
کم تھی۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت بڑے مددگار اور محافظ تھے اور آپ کی جانب سے مشرکوں
کا مقابلہ کیا کرتے تھے اس لئے صحابہ کرام نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے چچا کو آپ سے نفع
پہنچے گا تو آپ نے فرمایا میری وجہ سے انہیں ساری مخلوق سے ہلکا عذاب ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ
کافروں کے عمل بے کار اور بے فائدہ ہوتے ہیں تو ابوطالب کے اس اچھے عمل سے انہیں کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟
اس کا جواب یہ ہے کہ ابوطالب کو یہ نفع جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے حاصل ہوگا اور یہ آپ کی
خصوصیت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخیوں کے عذاب کی نوعیت ایک دوسرے سے مختلف ہوگی۔
عبد اللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ مسلمانوں کا سخت دشمن تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھا کرتا

تھا، لیکن فتح مکہ سے قبل اسلام قبول کیا اور طائف میں شہید ہو گیا۔
(اس حدیث کا مفصل بیان حدیث عنہ ۱۲۸ کی شرح میں دیکھیں)

باب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کی آسمانی سیر کی حدیث

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات کے
مقوڑے سے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی

۳۶۳۷ — ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں
نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب قریش نے مجھے جھٹلا دیا تو میں حطیم میں
کھڑا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے کر دیا تو میں انہیں اس کی نشانیاں بتا رہا تھا اور یہ
دیکھ رہا تھا۔

۳۶۳۷ — شرح: سبحان، علم مصدر تسمیع کا علم ہے اور تسمیع مصدر ہے۔ جیسے عثمان
رجل کا علم ہے۔ اس کا معنی تنزیہ ہے اور معنی یہ ہے کہ میں اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں جس نے اپنے عبد کو
سیر کرائی یعنی اسے تمام نقائص اور عیوب سے پاک جانتا ہوں اور عبد سے مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں۔ اور یہ سؤل یا بئیتہ نہ کہنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر اکرام و عظمت
کے باوجود اللہ کے عبد ہیں تاکہ آپ کے حق میں مخلوق غلو نہ کرے جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں
غلو کیا اور آپ کو اللہ کا بیٹا کہنے لگے اور یہودیوں نے کہا عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اس
سے پاک ہے کہ اس کا بیٹا یا بیوی ہو اور وحدہ لا شریک لہ ہے۔

اُسری، سُرّی سے ماخوذ ہے اور وہ رات کی سیر ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک درامری اور سُرّی،
واحد ہیں۔ حنفی نے کہا اسری رات کی سیر اور درامری، دن کی سیر ہے۔ کہا گیا ہے کہ اسری، اول رات کی سیر ہے
اور سُرّی، آخر رات کی سیر ہے۔ اور اُسری یہ کامعنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
لئے براق بھیجا جو آپ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا۔ اور درامری، کو اس لئے ذکر کیا کہ اسراء کا اطلاق کبھی
دن کی سیر پر بھی کیا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ واقعہ ساری رات میں نہیں ہوا بلکہ رات کے مقوڑے سے حصہ
میں ہوا ہے۔ چنانچہ عربوں کا محاورہ ہے ”اُسری فلان لیلًا“ جب رات کے کچھ میں سیر کرے اور ”سُرّی لیلًا“

جب ساری رات چلتا رہے۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف جانے میں حکمت یہ ہے کہ آپ دونوں قبلوں کو دیکھ لیں یا اس لئے کہ بیت المقدس اکثر انبیاء کرام علیہم السلام کی ہجرت کا مقام ہے۔ اس لئے آپ وہاں تشریف لے گئے تاکہ مختلف فضائل سے مشرف ہوں یا اس لئے کہ بیت المقدس مقام محشر ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت کریں اور انہیں آپ کے امتی ہونے کا شرف بخشیں۔

اسراء اور شب معراج

ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ابن دحیہ نے کہا بظاہر بخاری کا میلان اس طرف ہے کہ امیری اور معراج متغاثر ہیں۔ کیونکہ بخاری نے ہر ایک کا عنوان علیحدہ ذکر کیا ہے لیکن بخاری کے نزدیک ان میں تغایر نہیں ہے اور کتاب الصلوٰۃ میں ان کے کلام سے ظاہر ہے کہ دونوں متحدہ ہیں چنانچہ بخاری نے باب عنوان ذکر کیا ”باب کیف فرضت الصلوٰۃ“، حالانکہ نماز معراج میں فرض ہوئی تھی۔ معلوم ہوا کہ اسراء اور معراج شئی واحد سے اور یہاں ہر ایک کا عنوان علیحدہ اس لئے ذکر کیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک مستقل واقعہ پر مشتمل ہے۔ اگرچہ دونوں ایک ہی وقت وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ علماء سلف میں اس بارے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض علماء اسراء اور معراج کو متحد کہتے ہیں۔ جمہور محدثین فقہاء اور متکلمین کہتے ہیں کہ دونوں واقعات ایک ہی رات میں جسم مع روح بیداری کی حالت میں بعثت کے بعد ہوئے ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اسراء ایک رات میں اور معراج کئی رات میں ہوا ہے۔ بعض نے کہا یہ واقعہ دو دفعہ ہوا ہے۔ ایک بار تمہید کے طور پر خواب میں اور دوسری بار بیداری میں ہوا ہے۔ اور رات کی سیر معراج ہے اور دن کی سیر اسراء ہے۔ جنہوں نے یہ کہا ہے کہ اسراء ایک رات میں اور معراج کسی رات میں ہوا ہے اور دونوں بیداری میں ہوئے ہیں انہوں نے تفصیل اس طرح بیان کی ہے کہ اسراء میں آپ بیت المقدس سے واپس تشریف لے آئے تھے۔ اور اس صبح کو قریش سے واقعہ ذکر کیا اور معراج میں بیت المقدس سے آسمانوں کو تشریف لے گئے۔ بعض نے کہا کہ معراج کئی بار واقع ہوا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

قریش کا معراج کے واقعہ کو جھٹلانا

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کی صبح کو قریش سے رات کی سیر کا ذکر کیا تو انہوں نے آپ کی تکذیب کرتے ہوئے کہا کہ مسجد اقصیٰ کے دروازے کتنے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دروازوں کو

شمار نہیں کیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا میں نے قریش کے ہر سوال کا جواب دیا۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مسجد اقصیٰ لائی گئی اور میں اسے دیکھ رہا تھا حتیٰ کہ عقیل کے مکانات کے پاس بھی گئی اور میں اسے دیکھ کر قریش کے ہر سوال کا جواب دے رہا تھا۔ یہ عظیم معجزہ ہے اور عقلاً محال بھی نہیں کیونکہ چشم زون میں بلقیس کا تخت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر کیا گیا تھا۔ ابویعلیٰ نے کہا جبیر بن مطعم کے والد مطعم بن عدی نے آپ سے پوچھا تھا کہ مسجد کے دروازے کتنے میں (یعنی)

علامہ قسطلانی نے ذکر کیا کہ معراج کے واقعہ کے بعد بعض لوگ مذہب سے ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ سے حضور کا فرمان ذکر کیا تو انہوں نے کہا میں اس بات کا گواہ ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے میں انہوں نے کہا آپ ان کی تصدیق کرتے ہیں حالانکہ وہ کہتے ہیں کہ آپ رات کے تھوڑے سے حصہ میں شام گئے پھر واپس مکہ مکرمہ آ گئے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اگر اس سے دور جانے اور آنے کی خبر دیتے تو میں وہ بھی تسلیم کرنے کو تیار ہوں۔ کیونکہ آپ ہمیں آسمانوں کی خبریں دیتے ہیں اور ہم ان میں آپ کی تصدیق کرتے ہیں تو زمین کی خبر کیسے جھٹلا سکتے ہیں۔ اسی لئے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کہا گیا۔ شیخ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح بخاری میں ذکر کیا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم واپسی میں قریش کے قافلہ کے پاس سے گزرے اور انہیں سلام کہا تو ان میں سے بعض نے کہا یہ محمد و صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو بتایا کہ وہ قافلہ فلاں دن آ رہا ہے۔ اور سب کے آگے اس طرح کا اونٹ ہے۔ چنانچہ قافلہ ظہر کو آیا جبکہ اس کے آگے وہی اونٹ تھا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا تھا۔ یہ یزید بن ابی مالک کی روایت میں ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بیت المقدس میں داخل ہوا اور تمام انبیاء کرام و ملاں موجود تھے تو جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ان کی امامت کرنے کے لئے آگے بڑھایا چنانچہ میں نے انہیں نماز پڑھائی۔ بیہقی نے دلائل نبوت میں ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو راستہ سے ایک طرف ہو کر آپ کو آواز دے رہا تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا اسے چھوڑیں اور آگے تشریف لے چلیں پھر آپ ایک بوڑھی عورت کے پاس سے گزرے تو فرمایا یہ کون ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا جس نے آپ کو بلایا تھا وہ ابلیس تھا اور یہ عورت دنیا ہے۔ اور جنہوں نے آپ کو سلام عرض کیا ہے وہ حضرات انبیاء کرام ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام ہیں۔ طبرانی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ چند لوگوں کے پاس سے گزرے جو کھیتی باڑی کرتے ہیں جب اسے کاٹتے ہیں تو وہ پھر اسی طرح ہو جاتی ہے جیسے کاٹنے سے پہلے تھی۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ لوگ مجاہد ہیں آپ ایک قوم کے پاس سے گزرے جن کی شرمگاہیں کپڑوں سے ڈھانپی گئی ہیں اور وہ جانوروں کی طرح چلتے ہیں جبرائیل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔ ایک قوم کے پاس سے گزرے جو کچا بدبودار گوشت کھاتے ہیں اور پانی پکا ہوا گوشت نہیں کھاتے ہیں جبرائیل نے کہا یہ زانی مرد ہیں۔ ایک شخص کے پاس سے گزرے جس نے کافریاں

جمع کی ہوئی ہیں اور ان کو اٹھا نہیں سکتا ہے اس کے باوجود اور لکڑیاں ان میں شامل کر لیتا ہے۔
جبرائیل علیہ السلام نے کہا اس شخص کے پاس لوگوں کی امانتیں تھیں وہ انہیں ادا نہیں کرتا تھا اور
اور خواہش یہ رکھتا ہے کہ مزید اور امانتیں آجائیں۔

ایک قوم کے پاس سے گزرے جن کی زبانیں اور ہونٹ قینچیوں سے کاٹی جاتی ہیں۔ اور کاٹنے کے
فوراً بعد وہ اچھی ہو جاتی ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ فتنہ انگیز خطیب ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم پل
کے پاس سے گزرے جو باریک سوراخ سے گزر کر پھر واپس جانا چاہتا ہے لیکن اس پر قادر نہیں ہوتا جبرائیل علیہ السلام
نے کہا یہ شخص بات کر کے نادم ہوتا تھا۔ لیکن پھر وہ اسے واپس نہیں کر سکتا تھا۔

مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تشریف لے جانے میں حکمت

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تشریف لے جانے میں
حکمت مخالفین کے لئے اظہارِ حق تھا کیونکہ اگر مکہ مکرمہ سے ہی آسمانوں کی طرف عروج فرماتے
تو مخالفین کے لئے بیان و ایضاح کی کوئی صورت نہ پائی جاتی۔ جب آپ نے فرمایا کہ آپ نے بیت المقدس
رات کے تھوڑے سے حصہ میں تشریف لے گئے ہیں تو اُنھوں نے آپ سے بیت المقدس کے جزئیات
پوچھے جو اُنھوں نے دیکھے ہوئے تھے اور وہ جانتے تھے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہلے
بیت المقدس نہیں دیکھا ہے جب آپ نے انہیں بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کے جملہ جزئیات
بیان فرمائے جو انہوں نے پوچھے تھے۔ تو آپ کی سچائی واضح ہو گئی اور مشرکین مکہ کو یہ تحقیق حاصل ہو گئی
کہ آپ یقیناً وہاں تک رات کے تھوڑے حصہ میں پہنچے ہیں۔

جب یہاں تک انہیں تصدیق ہو گئی تو اس کے بعد باقی سیر کی تصدیق بھی کی راہ واضح
ہو گئی۔ اس سے مومنوں کے ایمان میں استحکام ہوا اور معاذین و منکرین کی شقاوت و بدبختی میں
اور اضافہ ہوا۔

وَاللّٰهُ الْهَادِي إِلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ

بَابُ الْمَعْرَاجِ

۳۶۳۸ — حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُمُ
ابْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ
صُعَصَعَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرَى
بِهِ بَيْنَمَا أَنَا فِي الْحَطِيمِ وَرَبَّمَا قَالَ فِي الْحَجْرِ مُصْطَبِعًا إِذَا أَنَا
أَتَيْتُ فَقَدْ قَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هَذِهِ فَقُلْتُ لِلْحَارِثِ
وَهُوَ إِلَى جَنْبِي مَا يَعْنِي بِهِ قَالَ مِنْ ثَعْرَةٍ تَخْرُجُ إِلَى شِعْرَتِهِ وَسَمِعْتُهُ
يَقُولُ مِنْ قِصَمٍ إِلَى شِعْرَتِهِ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِي ثُمَّ أُتَيْتُ بِطَسْتٍ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَابُ مَعْرَاجِ كَا وَاقِعِهِ

ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ جمہور علماء محدثین، متکلمین اور فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ اسراء اور
معراج کا واقعہ روح و جسم سمیت ایک رات میں ہوا اور اسراء مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک اول
معراج بیت المقدس سے آسمانوں کی طرف ایک رات میں وقوع پذیر ہوئے۔ معراج بروزن مفعول عروج
سے ماخوذ سیڑھی کے مشابہ ہے گویا یہ صعود کا آلہ ہے (ابن اثیر)

علامہ صینی نے کہا معراج کے وقت میں مختلف آراء ہیں۔ کہا گیا ہے کہ یہ بعثت سے پہلے کا واقعہ ہے
لیکن اسے خواب کے واقعہ پر محمول کیا جاتا ہے۔ اکثر علماء کہتے ہیں کہ معراج ہجرت سے ایک سال قبل کا واقعہ ہے
ابن حزم نے تو اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ ابن عبد البر نے کہا کہ معراج رجب کے مہینہ میں ہوئی۔ امام نووی
رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی پر یقین کیا ہے۔ نیز عبد البر نے کہا کہ معراج ہجرت سے آٹھ ماہ قبل کا واقعہ ہے۔ ابن اثیر

مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوءَةٍ اِيْمَانًا فَغُسِلَ قَلْبِي ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ اُعِيدَ ثُمَّ
 اُنِيْتُ بِدَايَةِ دُونَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ اَبْيَضَ فَقَالَ لَهُ الْحَارُودُ
 هُوَ الْبَرَقُ يَا اَبَا حَمْزَةَ قَالَ اَنَسُ نَعَمْ لَيَضَعُ خَطْوَةَ عِنْدَ اَقْصَى
 طَرَفِ فُحُلَتٍ عَلَيْهِ فَاَنْطَلَقَ بِي جَبْرِئِيلُ حَتَّى اَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا
 فَاسْتَفْتَنِي فَقِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جَبْرِئِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ
 قِيلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنَعِمَ الْمَجِيُّ جَاءَ
 فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا فِيهَا اَدَمُ فَقَالَ هَذَا اَبُوكَ اَدَمُ فَسَلِّمْ
 عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالابْنِ الصَّالِحِ

نے ہجرت سے تین سال قبل کا واقعہ بیان کیا ہے۔ قاضی عیاض نے زہری سے روایت کی کہ بعثت سے
 پانچ برس بعد معراج ہوئی۔ ابن ابی شیبہ نے جابر اور ابن عباس سے روایت کی کہ دونوں نے کہا کہ جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے روز تو گد فرمایا اسی دن بعثت ہوئی اسی روز آسمانوں کی طرف عروج فرمایا اور
 اسی دن وفات فرمائی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ: قتادہ نے انس بن مالک سے انہوں نے مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہما
 سے روایت کی کہ ہم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
 رات کا واقعہ بیان کیا جس میں آپ کو سیر کرائی گئی تھی کہ ایک دفعہ میں حطیم کعبہ میں تھا اور کبھی یوں فرمایا کہ میں
 حجر (حطیم) میں لیٹا ہوا تھا کہ اچانک ایک شخص میرے پاس آیا اُس نے یہاں سے یہاں تک چاک کر دیا۔
 (قتادہ نے کہا) میں نے جارود سے کہا جبکہ وہ میرے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس (یہاں سے یہاں)
 سے کیا مراد ہے اُنھوں نے کہا حلقوم سے ناف تک میں نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا کہ سینہ سے ناف تک اور میرا
 دل نکالا پھر ایمان سے لبریز سونے کا طشت لایا گیا اور میرا دل دھویا گیا اور ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا
 پھر اسی جگہ رکھ دیا گیا پھر میرے پاس ایک خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑھا ایک سفید جانور لایا گیا جارود
 نے کہا اے ابا حمزہ وہ برق تھا؟ حضرت ابو حمزہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جی ہاں وہ برق تھا جو اپنا قدم
 منہائے نظر پر رکھتا تھا۔ مجھے اس پر سوار کیا گیا اور میرے ہمراہ جبرائیل علیہ السلام روانہ ہوئے۔ حتیٰ کہ وہ دنیا کے

وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ حَتَّىٰ أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قَيْلَ
 مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قَيْلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قَيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ
 إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَيْلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصَتْ إِذَا
 بِيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا ابْنَا لِحَالَةٍ قَالَ هَذَا يَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمَا
 فَسَلَّمَتْ فَرَدًّا ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْآخِرِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ
 صَعِدَ بِنِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ قَيْلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ
 قَيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَيْلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ بِهِ
 فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصَتْ إِذَا يُوسُفُ قَالَ هَذَا يُوسُفُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ
 فَسَلَّمَتْ عَلَيْهِ فَرَدًّا ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْآخِرِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ
 ثُمَّ صَعِدَ بِنِي حَتَّىٰ أَتَى السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ قَيْلَ مَنْ هَذَا

آسمان پر آیا اور اس کا دروازہ کھلوانا چاہا اسے کہا گیا یہ کون ہے؟ اُس نے کہا جبرائیل ہوں۔ کہا گیا تمہارے
 ساتھ کون ہے؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا گیا کیا آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے؟ کہا جی
 ہاں! کہا گیا آپ کا آنا مبارک ہو۔ تشریف لانے والا بہت اچھا ہے۔ اُس نے دروازہ کھولا جب میں اندر
 پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آدم علیہ السلام میں جبرائیل نے کہا یہ آپ کے جد امجد آدم ہیں آپ نے انہیں سلام
 کہیں تو میں انہیں سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا نیک بیٹے اور نیک نبی کا آنا مبارک ہو۔ پھر
 جبرائیل اوپر کو چلے حتیٰ کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھلوانا چاہا۔ تو کہا گیا یہ کون ہے؟ کہا جبرائیل
 ہوں کہا گیا آپ کے ہمراہ کون ہے؟ قال محمد میں صلی اللہ علیہ وسلم کہا گیا کیا آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا
 گیا ہے کہا جی ہاں! کہا گیا آپ کا تشریف لانا مبارک ہو۔ اور دروازہ کھول دیا۔ جب اندر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں
 کہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں۔ علیہما السلام، اور وہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبرائیل نے کہا یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں علیہما السلام
 انہیں سلام کریں میں نے سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر انہوں نے کہا نیک بھائی اور صالح نبی کا
 تشریف لانا مبارک ہو۔ پھر میرے ساتھ تیسرے آسمان کی طرف چڑھے اور دروازہ کھلوانا چاہا تو کہا گیا یہ کون ہے؟

قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ أَوْ قَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ
 قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصَتْ إِلَى
 أَدْرِيسَ قَالَ هَذَا أَدْرِيسُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَسَلَّمَتْ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ
 مَرْحَبًا بِالْآخِرِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ
 الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ
 قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَ قَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ
 جَاءَ فَلَمَّا خَلَصَتْ فَأَذَا هَارُونَ قَالَ هَذَا هَارُونَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ
 فَسَلَّمَتْ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْآخِرِ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي
 حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ
 قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَ قَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا
 بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَلَمَّا خَلَصَتْ فَأَذَا مُوسَى قَالَ هَذَا مُوسَى فَسَلَّمَ

کہا جبرائیل ہوں۔ کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ کہا گیا کیا آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے؟ کہا جی ہاں! کہا گیا آپ کا تشریف لانا مبارک ہو۔ تشریف لانے والا بہت اچھا ہے اور دروازہ کھول دیا۔ جب میں اندر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ یوسف میں علیہ السلام، جبرائیل نے کہا یہ یوسف علیہ السلام ہیں انہیں سلام کریں میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی کا تشریف لانا مبارک ہو۔ پھر مجھے اوپر لے گئے حتیٰ کہ چوتھے آسمان پر آئے اور دروازہ کھلوانا چاہا تو کہا گیا کون ہے کہا جبرائیل ہوں کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد میں (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا گیا کیا آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے؟ کہا جی ہاں کہا گیا تشریف لانے والا بہت اچھا ہے اور دروازہ کھول دیا گیا جب میں ادريس کے پاس پہنچا تو کہا یہ ادريس (علیہ السلام) ہیں انہیں سلام کریں میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی کا تشریف لانا مبارک ہو پھر مجھے اوپر لے چڑھے حتیٰ کہ پانچویں آسمان پر تشریف لائے اور دروازہ کھلوانا چاہا کہا گیا یہ

عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْآخِرِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ
 الصَّالِحِ فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ بَكِي قِيلَ لَكَ مَا يَبْكِيكَ قَالَ أَبْكِي لِأَنَّ
 عَلَمًا بُعِثَ بَعْدِي يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهِ أَكْثَرُ مَنْ يَدْخُلُهَا
 مِنْ أُمَّتِي ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَنِي جِبْرِيلُ قِيلَ
 مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ
 بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعِمَّ الْمَجِيءُ جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ
 فَأَذَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ هَذَا أَبُوكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ قَالَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ
 قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِعْتُ لِي سِدْرَةٌ
 الْمُنْتَهَى فَأَذَانُ بَقِيهَا مِثْلُ قِلَافٍ هَجَرُوا إِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ أَذَانِ الْفِيلَةِ

کون ہے؟ کہا جبرائیل ہوں۔ کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم، کہا گیا کیا آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے؟ کہا جی ہاں! کہا گیا آپ کا تشریف لانا مبارک ہو تشریف لانے والا بہت اچھا ہے جب میں اندر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ مارون ہیں۔ علیہ السلام، جبرائیل نے کہا یہ مارون ہیں۔ علیہ السلام، انہیں سلام کریں میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی کا تشریف لانا مبارک ہو۔ پھر مجھے اوپر لے گئے حتیٰ کہ چھٹیوں آسمان پر آئے اور دروازہ کھلوانا چاہا کہا گیا یہ کون ہے؟ کہا جبرائیل ہوں کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم، کہا گیا کیا آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے؟ کہا جی ہاں! کہا آپ کا تشریف لانا مبارک ہو تشریف لانے والا بہت اچھا ہے۔ جب میں اندر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ موسیٰ ہیں۔ علیہ السلام، جبرائیل نے کہا یہ موسیٰ ہیں۔ انہیں سلام کریں میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا۔ پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی کا تشریف لانا مبارک ہو۔ جب میں اُن سے آگے نکلا تو وہ رو پڑے اُن سے کہا گیا آپ کو کس چیز نے رولا یا ہے۔ انہوں نے کہا میں اس لئے رو رہا ہوں کہ میرے بعد لڑکے کو نبی بھیجا گیا ہے۔ اس کی امت میں سے جنت میں داخل ہونے والے میری امت میں سے جنت میں داخل ہونے والوں سے زیادہ ہوں گے۔ پھر مجھے ساتویں آسمان کی طرف لے گئے اور جبرائیل نے دروازہ کھلوانا

قَالَ هَذَا سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى وَإِذَا أَرَبَعَةُ أَنْهَارٍ تُهْرَانِ بَاطِنَانِ
وَتُهْرَانِ ظَاهِرَانِ فَقُلْتُ مَا هَذَانِ يَا جِبْرِئِيلُ قَالَ أَمَّا الْبَاطِنَانِ
فَتُهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالْيَنْبِلُ وَالْفُرَاتُ ثُمَّ رَفَعَ لِي
الْبَيْتَ الْمَعْمُورَ ثُمَّ أَتَيْتُ بِأَنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَأَنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ وَأَنَاءٍ مِنْ
عَسَلٍ فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ هِيَ الْفِطْرَةُ أَنْتَ عَلَيْهَا وَأَمَّتِكَ
ثُمَّ فَرَضْتُ عَلَى الصَّلَوَاتِ خَمْسِينَ صَلَوةً كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ
فَمَرَرْتُ عَلَى مُوسَى فَقَالَ بِمَا أَمَرْتُ قَالَ أَمَرْتُ بِخَمْسِينَ صَلَوةً
كُلَّ يَوْمٍ قَالَ إِنَّ أَمَّتِكَ لَا تَسْتَطِيعُ خَمْسِينَ صَلَوةً كُلَّ يَوْمٍ وَإِنِّي
وَاللَّهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ
الْمُعَالَجَةِ فَأَرْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلِّهِ التَّخْفِيفَ لِأَمَّتِكَ فَرَجَعْتُ

جا ہا تو کہا گیا یہ کون ہے اُس نے کہا جبرائیل ہوں۔ کہا تمہارے ساتھ کون ہے کہا محمد بن صلی اللہ علیہ وسلم کہا
گیا کیا آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے؟ کہا جی ہاں! کہا آپ کا تشریف لانا مبارک ہو تشریف لانے
والا بیت اچھا ہے۔ جب میں اندر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ابراہیم میں علیہ الصلوٰۃ والسلام، جبرائیل نے کہا یہ
آپ کے باپ ہیں انہیں سلام کریں فرمایا میں نے انہیں سلام کیا۔ اُنھوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا صالح بیٹے اور
صالح نبی کا تشریف لانا مبارک ہو۔ پھر میرے سامنے سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى ظاہر کیا گیا تو اس کا پھل بجر کے مشکوں کی طرح
اور اس کے پتے لافنی کے کانوں کی طرح تھے جبرائیل نے کہا یہ سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى ہے۔ وہاں میں نے چار نہریں دیکھیں
دو باطنی اور دو ظاہری نہریں تھیں۔ میں نے کہا اے جبرائیل یہ کیا ہیں؟ کہا باطنی نہریں جنت کی نہریں ہیں اور
ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں۔ پھر بیت المعمور میرے سامنے کیا گیا پھر میرے پاس ایک برتن شراب کا ایک
دودھ کا اور ایک برتن شہد کا لایا گیا میں نے دودھ لیا جبرائیل نے کہا یہ فطرت ہے جس پر آپ اور آپ کی امت
ہے۔ پھر مجھ پر پچاس نمازیں ہر دن رات پر فرض کی گئیں میں واپس ہوا تو موسیٰ کے پاس سے گزرا۔ اُنھوں نے
کہا آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ فرمایا مجھے ایک دن رات میں پچاس نمازوں کا حکم ملا ہے

فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلَىٰ مُوسَىٰ فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ
 عَنِّي عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلَىٰ مُوسَىٰ فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلَىٰ
 مُوسَىٰ فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَأَمَرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ
 فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَأَمَرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ
 إِلَىٰ مُوسَىٰ فَقَالَ بِمَا أَمَرْتُ قُلْتُ أَمَرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ
 يَوْمٍ قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَإِنِّي
 قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمَعَالَجَةِ
 فَارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَسَلُهُ التَّخْفِيفَ لَأَمَّتِكَ قَالَ سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّىٰ
 اسْتَجِيبْتُ وَلَكِنِّي أَرْضَىٰ وَأَسْلِمُ قَالَ فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادَىٰ مُنَادٍ
 أَمْضَيْتُ فَرِيعَتِي وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي

موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ کی امت ہر روز پچاس نمازیں پڑھنے پر قادر
 نہ ہوگی۔ بخدا! میں نے آپ سے قبل لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل سے میں
 نے سخت برتاؤ کیا ہے۔ اپنے رب کے پاس واپس تشریف لے جائیں امت کے لئے
 تخفیف کا سوال کریں میں واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے دس نمازیں وضع کر دیں
 میں واپس موسیٰ کے پاس آیا تو اُنھوں نے اسی طرح کہا میں واپس گیا تو مجھ سے اور
 دس نمازیں معاف کر دیں میں واپس موسیٰ کے پاس آیا تو اُنھوں نے اسی طرح کہا میں
 واپس گیا تو ہر روز دس نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ میں واپس آیا تو موسیٰ نے اسی
 طرح کہا۔ میں واپس گیا تو مجھے ہر روز پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا۔ میں واپس موسیٰ
 کے پاس آیا تو اُنھوں نے کہا کیا حکم ملا ہے؟ میں نے کہا ہر روز پانچ نمازوں

کا حکم ملا ہے۔ اُنھوں نے کہا آپ کی اُمت پانچ نمازیں جی نہ پڑھ سکے گی۔ میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل سے میں نے سخت برتاؤ کیا ہے۔ اپنے رب کے پاس واپس تشریف لے جائیں اور اپنی اُمت کے لئے تخفیف کا سوال کریں۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے سوال کئے حتیٰ کہ مجھے اب شرم آتی ہے۔ میں راضی ہوں اور تسلیم کرتا ہوں۔ فرمایا جب میرے آگے بڑھا تو منادی نے نداء کی میں نے اپنا فریضہ جاری کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی۔

شرح : حجر، بکسر الدال میزابِ کعبہ کے نیچے شام کی جانب مقام ہے۔ اسے حطیم بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اسے کعبہ کی دیوار سے علیحدہ کیا گیا ہے اور کعبہ میں شامل نہیں کیا گیا۔ اس پر کعبہ کا اطلاق خبر واحد سے ہے۔ اس لئے صرف اس کی جانب نماز پڑھنا صحیح نہیں۔ اور طواف احتیاطاً اس کے اوپر سے کیا جائے گا۔ ٹغرہ، دونوں ترقوت کے درمیان سینہ سے اوپر نیچی جگہ ہے اور شعرہ سے مراد زیر ناف بال ہیں۔ مسلم شریف میں اس طرح ہے کہ آب زمزم سے قلب شریف دھویا کیونکہ یہ افضل پانی ہے۔ سونے کے طشت میں آب زمزم سے قلب شریف کو دھویا طشت مشہور بہن ہے اور سونا اعلیٰ اور صاف دھات ہے اور آب زمزم سے دھونے میں حکمت یہ تھی کہ آپ کا قلب شریف اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ کی جلاء حاصل کرنے اور اعلیٰ مقام میں متمکن ہونے پر قادر ہو۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا شوق صدر دوبار ہوا ایک بار علیہ سعیدہ کے پاس ہوا اور طبع بشری کے باعث گوشت کا ٹکڑا نکال دیا گیا جہاں شیطان وسوسہ دیتا ہے۔ اسی لئے آپ عصمت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ دوسری بار شبِ اسری میں شوق صدر ہوا۔

علامہ عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا طیالسی اور حرث نے اپنے مسندوں میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ایک بار شوق صدر غارِ حراء میں کیا گیا جبکہ جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آئے تھے۔ تاکہ آپ کی عظمت میں اضافہ ہو اور پاکیزگی کے اعلیٰ حال میں قوتِ قلب سے وحی کی تلقین کریں یہ عادت کے خلاف امر ہے جس سے سامع مدہوش ہو جاتا ہے۔ ہمیں اس پر ایمان رکھنا چاہیے اور کسی تکلف کے بغیر اسے تسلیم کر لینا چاہیے اور اس وہم کو خاطر میں جگہ نہیں دینی چاہیے کہ پیٹ کو شوق کر کے اس سے دل نکالنے سے موت واقع ہو جاتی ہے

خصوصاً اس دور میں جبکہ دل کے آپریشن کامیاب ہو رہے ہیں ایسے توہمات کا ازالہ اظہار من الشمس ہے۔ اللہ تعالیٰ جو دل کو پیدا کرنے والا ہے اس کا آپریشن کرنا اس کی قدرت سے باہر نہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ موجودہ دور آپریشن کا مستخرج یہی حدیث ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہونے والا براق زمین پر چلتا تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ منتہائے نظر پر اپنا قدم رکھتا تھا۔ ابن سعد نے واقعہ کی روایت کی کہ اس کے دو پر تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمین و آسمان کے درمیان اُڑتا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک ضعیف روایت ہے کہ اس کے رخسار سے انسان کے رخساروں جیسے اور دم گھوڑے کی دم کی طرح ٹانگیں اونٹ کی ٹانگوں اور پاؤں گائے کے پاؤں کی طرح تھے۔ اس کا سینہ سرخ یا قوت تھا۔ بیہقی نے دلائل نبوت میں اس حدیث پر کچھ اضافہ ذکر کیا ہے انھوں نے کہا میرا پس خچر جیسا جانور لایا گیا جسے براق کہا جاتا ہے۔ مجھ سے پہلے انبیاء کرام اس پر سوار ہوا کرتے تھے میں اس پر سوار ہو گیا اور حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا پھر میں جبرائیل بیت المقدس میں داخل ہوئے میں نے نماز پڑھی پھر میرے پاس سیڑھی لائی گئی میں نے اس سے خوبصورت کوئی شئی نہیں دیکھی۔ یہ سیڑھی وہی ہے جس کی طرف میت موت کے وقت ٹکٹی باندھ کر دیکھتی ہے۔ کعب کی روایت میں ہے کہ آپ کے لئے دو سیڑھیاں رکھی گئیں ان میں سے ایک چاندی اور دوسری سونے کی تھی حتیٰ کہ آپ اور جبرائیل اس کے ذریعہ اوپر چلے گئے۔ ابن سعد کے شرف مصطفیٰ میں ہے کہ وہ سیڑھی موتیوں سے مرتع تھی اس پر دائیں اور بائیں فرشتے تھے۔ ابن ابی حاتم نے بروایت یزید بن ابی مالک حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مقوڑا وقت ہی مٹھرا تھا کہ بہت لوگ جمع ہو گئے۔ پھر مؤذن نے اذان کہی اور اقامت کہی گئی جبرائیل نے میرا ہاتھ پکڑ کر مصلیٰ پر کھڑا کر دیا میں نے انہیں نماز پڑھائی۔

امام احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں تشریف لائے تو آپ نے نماز پڑھی اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ ظاہر یہی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں کی طرف عروج سے قبل نبیوں کو نماز پڑھائی تھی۔ پھر آسمانوں کی طرف عروج کیا آسمان کے پہلے دروازے کا نام باب الحفظ ہے وہاں ایک فرشتہ کی ڈیوٹی ہے جس کا نام اسماعیل ہے اس کے تحت بارہ ہزار فرشتے ہیں۔

جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل علیہ السلام کی معیت میں پہلے آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھلوانا چاہا تو فرشتوں کے لئے مزید انوار ظاہر ہوئے جس سے انھوں نے محسوس کر لیا کہ اس بار تنہا آنے والا جبرائیل علیہ السلام نہیں ان کے ساتھ کوئی اور بھی ہے اس لئے انھوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے ؟

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ "وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ الْخُفْرَتُونَ" کے اس کلام میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو اس بات پر مطلع کیا کہ آپ کی ذات ستودہ صفات

ملا د اعلیٰ میں مشہور و معروف ہے۔ کیونکہ فرشتوں کا یہ کہنا کہ آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کو جانتے تھے۔

امام قسطلانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ اس مقام میں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام ان کی قبور میں مستقر ہیں۔ انہیں آسمانوں میں دیکھنے کا کیا معنی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی روہیں جسموں کی صورتوں میں متشکل ہو کر ظاہر ہوئی تھیں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کے لئے انبیاء علیہم السلام کے اجسام آپ سے ملاقات کے لئے حاضر کئے گئے تھے۔ دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام تشریف فرما تھے جو خالہ زاد بھائی ہیں۔ کیونکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ ایسحاق بنت فاقوذا ہیں جو ام مریم حنہ کی بہن ہیں۔ اس کی وضاحت کچھ اس طرح ہے کہ زکریا علیہ السلام اور عمران بن ماثان دونوں ہم زلف تھے زکریا علیہ السلام کی بیوی ایسحاق بنت فاقوذا تھی جبکہ عمران کی بیوی حنہ بنت فاقوذا تھیں جو مریم علیہا السلام کی والدہ ہیں۔ ایسحاق نے حضرت یحییٰ کو جنم دیا اور حنہ کے پیٹ سے مریم علیہا السلام پیدا ہوئیں اس طرح ایسحاق مریم کی خالہ ہوئیں اور حنہ یحییٰ کی خالہ ہوئیں۔ اس اعتبار سے یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام پر خالہ زاد بھائی کا اطلاق ہوا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے آپ کو صالح بھائی ادب و احترام کے طور پر کہا تھا اگرچہ وہ باپ تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ علیہ السلام پاس سے گزرے تو وہ رونے لگے۔ ان کا یہ رونا حسد اور بغض کے طور پر نہ تھا۔ کیونکہ ایسے مقامات میں حسد و بغض کا تصور بھی ناممکن ہے تو موسیٰ علیہ السلام ایسے جلیل القدر نبی و رسول سے کیسے ممکن تھا ان کا رونا صرف اس لئے تھا کہ ان کی امت نے آپ کی بکثرت مخالفت کی تھی جو ان کے درجات اور ثواب کی تنقیص کا سبب بنتی اور ہر نبی کو اس کے امت کے تابعہ افراد کے ثواب کے برابر ثواب حاصل ہوتا ہے اور ان کی مخالفت کے باعث ان کا یہ ثواب فوت ہو چکا تھا۔ اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے ثواب جو رفعت درجات کا سبب ہے کے فوت ہو جانے پر تاسف کا اظہار کیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کشیب احمر کے پاس قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ پھر مسجد اقصیٰ میں انہوں نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ پھر چوتھے اور چھٹیوں آسمانوں پر بھی آپ سے ملاقات کی۔ حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے براق کی رفت اس قدر تیز تھی کہ عقول حیران رہ جاتی ہیں، لیکن ایک جسم کا کسی جگہ موجود ہونا محال نہیں اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو یہ طاقت عطا کی ہو اور ایک جسم کا کسی جگہ موجود ہونا اہل عقل و میزان کے نزدیک اگرچہ محال ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو عقلاً محال ہو وہ شرعاً بھی محال ہو۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آسمانوں میں انہیں چند نبیوں کے ذکر کرنے میں کیا حکمت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان حالات کا سامنا کرنا ہو گا جو آسمانوں میں مذکور نبیوں کو ان کے زمانہ میں سامنا کرنا پڑا چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر آنا پڑا۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مکہ سے نکلنا پڑے گا اور حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام سے یہودیوں نے

عداوت کی اسی طرح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کے فوراً بعد یہودیوں نے آپ کی شدید مخالفت کی
یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے آپ سے بہت زیادتیاں کیں۔

ایسے ہی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریش نے سخت محاربت کی۔ حضرت
اور یس علیہ السلام کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بلند ہوا ایسے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ کے
حضور بہت عظمت اور شرافت ہے۔ حضرت مارون علیہ السلام کی قوم نے انہیں بہت اذیت پہنچائی پھر اس سے
تائب ہوئے اور آپ سے محبت کرنے لگے ایسے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریش نے سخت عداوت کی پھر
آپ کے جاثار بن گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قوم نے سخت برتاؤ کیا ایسے ہی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
سے قریش وغیرہ نے سخت برتاؤ کیا اور حضرت ابراہیم نے آخر عمر شریف میں حج کے مناسک ادا کئے اور بیت اللہ
کی تعظیم کی ایسے ہی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسک حج ادا کئے بیت اللہ کی تعظیم کا
حکم دیا۔ کہا گیا ہے کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو معراج کی رات میں حکم دیا گیا تھا کہ وہ
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کریں تو ان میں سے بعض نے پہلی فرصت میں ملاقات کر لی بعض اس سے پیچھے
رہ گئے اور دیر بعد ملاقات اور بعض ملاقات نہ کر سکے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المعمور کے پاس تین برتن پیش کئے گئے ایک میں شراب تھا دوسرے میں
دودھ اور تیسرے میں شہد تھا۔ آپ نے دودھ کا برتن لیا کتاب الاشربہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اگر آپ شراب لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ
سے روایت کی کہ اگر آپ پانی پیتے تو آپ کی امت پانی میں غرق ہو جاتی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو
پانی کا برتن بھی دیا گیا تھا چنانچہ ابن اسحاق نے ابوسعید سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبیوں کو
نماز پڑھائی پھر آپ کو تین برتن پیش کئے گئے ان میں سے ایک میں دودھ دوسرے میں شراب اور تیسرے میں پانی تھا
تو حضور نے دودھ کو پسند کیا۔ امام مسلم نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں کو جانے سے قبل بیت المقدس
میں برتن پیش کئے گئے تھے۔ علامہ قسطلانی نے کہا ممکن ہے کہ آپ پر برتن دو بار پیش کئے گئے ہوں۔ ایک بار
بیت المقدس میں اور دوسری بار سدرۃ المنتہی پر پیش کئے گئے ہوں۔

شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ظاہر یہ ہے کہ ہر دو مقام میں برتن پیش کئے گئے
بیت المقدس میں شراب اور دودھ کا برتن اور آسمانوں پر شراب، دودھ اور شہد کا برتن پیش کیا گیا۔ اگر یہ سوال
پوچھا جائے کہ شراب، حرام اور نجس ہے اسے کیوں پیش کیا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت شراب حرام نہ تھا
بلکہ مباح تھا۔ خصوصاً جنت کا شراب تو مباح اور پاک تھا۔ قرآن کریم میں اسے شراب طہور کہا گیا ہے۔ وہی
شراب حضور کو پیش کیا گیا تھا لیکن اس جہان میں اس کی تعبیر وہی تھی جو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کی تھی۔
واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۶۳۹۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو عَنْ عِكْرِمَةَ
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا
فِتْنَةً لِلنَّاسِ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً
أُسْرِيَ بِهِ إِلَى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ قَالَ وَالشَّجَرَةُ الْمَلْعُونَةُ فِي الْقُرْآنِ
قَالَ هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے اس قول اور جو خواب ہم نے
آپ کو دکھایا وہ صرف لوگوں کے امتحان کے لئے تھا، کی تفسیر میں
بیان کیا کہ یہ آنکھ کا دیکھنا ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس رات دکھایا گیا جس میں آپ کو بیت المقدس
تک سیر کرائی گئی۔ انھوں نے کہا قرآن کریم میں ”شَجَرَةُ الْمَلْعُونَةُ“، مقہور کا درخت ہے۔

۳۶۳۹۔ شرح : اس حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا جو کہتے ہیں کہ سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں معراج ہوئی ہے جو بیداری میں معراج
کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں۔ حدیث میں رُؤْيَا کو عَيْن سے مقتید کرنے میں یہ اشارہ ہے کہ رُؤْيَا بمعنی رُؤْيَا فی البقعة
ہے۔ یعنی بیداری میں دیکھنا علامہ زمخشری نے کہا اس آیت سے ان لوگوں نے استدلال کیا جو یہ کہتے ہیں کہ
معراج خواب میں ہوئی اور جو کہتے ہیں اسراء بیداری میں ہوئی ہے۔ وہ رویا کی رُؤْيَا سے تفسیر کرتے ہیں۔ بعض
لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں رُؤْيَا القلب، ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے ”مَا كَذَّبَ الْهَقَّادُ
مَا رَأَى،“ اور رُؤْيَا العين بھی ذکر فرمایا چنانچہ ارشاد ہے ”مَا رَأَى الْبَصَرُ وَمَا طَعَى،“ طبرانی نے
اوسط میں قوی اسناد سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنے رب کو دو بار دیکھا ایک اور اسناد سے بیان کیا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو
دو بار دیکھا ایک اور اسناد سے بیان کیا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا کلام
موسیٰ علیہ السلام کے لئے خَلَّتْ اِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ کے لئے اور نظر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کی
گئی ہے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد آنکھ کی رُؤْيَا ہے اس
میں ان لوگوں کے کلام کی تردید ہے جو کہتے ہیں کہ اس آیت میں رویاء سے مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا خواب ہے (یعنی)

بَابُ وَفُودِ الْأَنْصَارِ

إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَبَيْعَةِ الْعَقَبَةِ
۳۶۴۰ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ

عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا
عَنْبَسَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ
ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ ابْنُ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ وَكَانَ

سعید بن جبیر، مجاہد، عکرمہ اور ضحاک نے قرآن کریم میں ”شجر ملعونہ“ کی تعبیر تھوہر کے درخت سے کی ہے۔ نیز
انہوں نے کہا کہ جو خواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیا اس میں صرف لوگوں کا امتحان مقصود تھا۔ چنانچہ
بعض لوگ یہ خیال کرتے ہوئے مرتد ہو گئے کہ ایک رات میں بیت المقدس تک کیسے سیر ممکن ہے۔ نیز انہوں نے
کہا قرآن میں شجر ملعونہ دوزخ میں ذکر کیا گیا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ درخت آگ میں ہو اور وہ اسے نہ جلائے۔ یہ
لوگوں کا امتحان تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم! — (حدیث ۳۶۴۰ کی شرح دیکھیں) —

بَابُ أَنْصَارِ كَعْبِ وَفُودِ مَكَّةَ مَكْرَمَةٍ

نَبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْ يَأْسَ جَانَا أَوْ رِبْعِيَّةَ الْعَقَبَةِ كَابِيَانِ

۳۶۴۰ — ترجمہ : عبد الرحمن بن عبد اللہ بن کعب بن مالک نے بیان
کیا کہ عبد اللہ بن کعب

مالک کے نابینا ہونے کے بعد انہیں نچوڑا کرتے تھے نے کہا کہ میں نے کعب بن مالک کو طویل
بیان کرتے ہوئے سنا جبکہ وہ غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ ابن بکیر نے اپنی حدیث میں کہا

قَائِدُ كَعْبِ حِمْيَرٍ عَمِي قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ
تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ بِطُولِهِ قَالَ ابْنُ
بُكَيْرٍ فِي حَدِيثِهِ وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ
الْعُقَبَةِ حِينَ تَوَاقَفْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَا أَحَبُّ أَتَّ لِي بِهَا مَشْهَدٌ
بَدْرٍ وَإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرُ فِي النَّاسِ مِنْهَا

دکہ کعب نے کہا، میں لیلۃ العقبہ میں جبکہ ہم نے اسلام پر قائم رہنے کا عہد کیا تھا۔ میں جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا۔ لیلۃ العقبہ کا بدل مجھے بدر میں حاضر ہونا پسند نہ تھا۔
اگرچہ بدر لوگوں میں لیلۃ العقبہ سے زیادہ شہرت رکھتا ہے۔

شرح : اس حدیث کے دو اسناد ہیں اس لئے

۳۶۴۰ — ۳۶۴۱

دونوں اسنادوں کے بعد اسے ذکر

کیا ہے۔ عقبہ کی طرف جمرہ عقبہ کی نسبت کی جاتی ہے اور وہ منیٰ میں ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حج کے ایام میں منیٰ میں مختلف قبائل کو خطابات مقدسہ سے نوازا کرتے تھے۔ ایک دفعہ عقبہ کے پاس قبیلہ خزرج
سے ملاقات کی اور انہیں اسلام کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول کر لیا پھر دوسرے سال انصار کے بارہ
آدمی آئے ان میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عقبہ
کے مقام پر حاضر ہوئے اور آپ کی بیعت کی اسے بیعت عقبہ اولیٰ کہتے ہیں۔ پھر دوسرے سال شتر آدمی حج کے
لئے آئے ان سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ میں پہنچنے کا وعدہ فرمایا جب وہ سب جمع ہو گئے تو
انہوں نے ہر چھوٹے قبیلہ سے ایک ایک نقیب نکالا انہوں نے وہاں رات کے وقت آپ کی بیعت کی یہ
بیعت عقبہ ثانیہ ہے (کرمانی)

کعب بن مالک نے کہا بیعت عقبہ کے مقابلہ میں مجھے بدر میں حاضر ہونا پسند نہیں
اگرچہ بدر کی بہت شہرت ہے۔ کیونکہ بیعت عقبہ شروع اسلام میں تھی اس کے باعث
اسلام پھیلا اور اس کی اساس مضبوط و مستحکم ہوئی۔

۳۶۴۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
قَالَ كَانَ عَمْرُو يَقُولُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ شَهِدْتُ
خَالَيَ الْعُقْبَةَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ أَحَدُهُمَا الْبَرَاءُ
ابْنُ مَعْرُورٍ

۳۶۴۳ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ
أَخْبَرَنَا هِشَامُ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ عَطَاءُ قَالَ جَابِرُ أَنَا
وَأَبِي وَخَالِي مِنْ أَصْحَابِ الْعُقْبَةِ
۳۶۴۴ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ
ابْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنُ شَهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي

۳۶۴۲ — ترجمہ : عمرو کہتے ہیں میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے
سنا کہ میں اپنے ماموں کے ساتھ عقبتہ حاضر ہوا۔ بخاری
نے کہا سفیان بن عیینہ نے کہا ان میں سے ایک براء بن معرور تھا۔

۳۶۴۳ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میں، میرا والد اور
میرا ماموں اصحاب عقبتہ میں سے تھے

۳۶۴۲ — ۳۶۴۳ — شرح : براء بن معرور غنمی کعبی سلمی خنزرجی ہیں عقبتہ ثانیہ
کی شب میں سب سے پہلے اکھنوں نے بیعت

کی تھی وہ اس وقت انصار کے سردار تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں تشریف
لانے سے ایک ماہ قبل فوت ہو گئے۔ علامہ کرمانی نے کہا براء بن معرور حضرت جابر کے رضاعی ماموں ہیں
یا صرف والدہ کی طرف سے ماموں ہیں وہ جابر کے حقیقی ماموں نہیں سفیان بن عیینہ سے وہم ہوا ہے۔
واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۳۶۴۴ — ترجمہ : ابو ادریس عائد اللہ نے بیان کیا کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ
ان لوگوں میں سے ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

أَبُو أَدْرِيسٍ عَائِدُ اللَّهِ أَنَّ عُبَادَةَ ابْنَ الصَّامِتِ مِنَ الَّذِينَ
 شَهِدُوا إِذْ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ أَصْحَابِهِ لَيْلَةَ
 الْعَقَبَةِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَوْلَهُ عَصَابَةٌ
 مِنْ أَصْحَابِهِ تَعَالَوْا يَا يَعُوبِي عَلَى أَنْ لَا تَشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا
 وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِهِنَّ تَفْتَرُونَ بَيْنَ
 أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُونِي فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ
 فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ بِهِ فِي
 الدُّنْيَا فَهُوَ لَهُ كَفَّارَةٌ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللَّهُ
 فَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَاقِبَهُ وَإِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ قَالَ فَبَايَعْتُهُ
 عَلَى ذَلِكَ

بہر میں شریک تھے۔ اور آپ کے اصحاب لیلۃ العقبہ میں سے بھی تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آپ کے پاس صحابہ کرام کی ایک جماعت تھی۔ آؤ میری بیعت اس شرط پر کرو کہ
 اللہ کا کسی کو شریک نہ کرو گے نہ چور نہ کرو گے نہ زنا نہ کرو گے نہ اپنی اولاد کو قتل کرو گے نہ کوئی ایسا بہتان
 باندھو گے جو تم نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گھڑا ہو اور نہ اچھی بات میں میری نافرمانی کرو گے
 تم میں سے جس نے پورا کیا اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے۔ اور جو کوئی اس میں سے کسی چیز کا مرتکب ہوا
 اور اسے دنیا میں عذاب دیا گیا تو وہ اس کے لئے کفارہ ہوگا۔ اور جو کوئی ان میں سے کسی شئی کا
 مرتکب ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کی اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ اگر چاہے تو اسے
 عذاب دے اور اگر چاہے تو اسے معاف کر دے میں نے اس پر آپ سے بیعت کی۔

شرح : حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام
 میں سے ہیں جنہوں نے لیلۃ العقبہ میں آپ سے

۳۶۴۴

بیعت کی اور انصار کے نقباء میں سے ہیں۔

(حدیث علی کی شرح دیکھیں)

۳۶۴۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ
ابْنِ أَبِي جَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنِ الصَّنَائِحِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ
الصَّامِتِ أَنَّهُ قَالَ إِنِّي مِنَ النَّقَبَاءِ الَّذِينَ بَايَعُوا رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بَايَعْنَاهُ عَلَى أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا نُرْفِي
وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا نَنْتَهَبَ
وَلَا نَعْصِيَ بِالْجَنَّةِ إِنْ فَعَلْنَا ذَلِكَ فَإِنْ غَشِينَا مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا
كَانَ قَضَاءُ ذَلِكَ إِلَى اللَّهِ

ترجمہ : عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے
کہا میں اُن نقباء میں سے ہوں جنہوں نے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ اُنھوں نے کہا ہم نے اس شرط پر بیعت کی تھی کہ اللہ کا کسی کو شریک
نہیں کریں گے نہ چوری کریں گے نہ زنا کریں گے نہ ایسی جان کو قتل کریں گے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام
کیا ہے۔ نہ لوٹ گھسٹ کریں گے اور نہ آپ کی نافرمانی کریں گے اگر ہم نے یہ کیا تو جنت ملے گی اور اگر
ان میں سے کوئی شئی نہ کی تو اس کا فیصلہ اللہ کے حوالے ہوگا !

۳۶۴۵ — شرح : قولہ بِالْجَنَّةِ ،، بَايَعْنَاهُ کے متعلق ہے۔ معنی یہ
ہے کہ ہم نے آپ سے اس شرط پر بیعت کی مذکور
امور میں سے کوئی بھی جنت کے مقابلہ میں نہیں کریں گے۔ یعنی اس وقت ہمارے لئے جنت ہوگی !
ایک روایت میں ہے ،، لَا نَقْضِي ،، ہے۔ اس تقدیر پر معنی یہ ہوگا ہم کسی کے لئے جنت
کا فیصلہ نہیں کریں گے بلکہ اس بارے میں معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ اس کا قطعی فیصلہ ہم
نہیں کر سکتے ہیں۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ایک روایت میں ،، فَاَلْجَنَّةُ ،، ہے تو معنی یہ
ہوگا اگر ہم نے یہ کیا تو ہماری جزاء جنت ہے۔

بَابُ تَزْوِجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ

وَوُتِدَ وَمِنْهُ الْمَدِينَةُ وَبَنَؤُهُ بِهَا

۳۶۴۶ — حَدَّثَنِي قُرُوثَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ

ابْنُ مُسَهَّرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَتَزَلَّنَا فِي بَيْتِ

الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَوُعِكَتُ فَمَرَّقَ شَعْرِي فَوَاجِهَةً فَأَتَنِي

أُمِّي أُمُّ رُوْمَانَ وَإِنِّي لَفِي أَرْجُوْحَةٍ وَمَعِيَ صَوَاحِبٌ لِي فَصَرَحَتْ

بِي فَأَتَيْتُهَا مَا أَدْرِي مَا تَرِيدُنِي فَأَخَذَتْ بِيَدِي حَتَّى أَوْقَفَتْنِي

عَلَى بَابِ الدَّارِ وَإِنِّي لَأُهْجِرُ حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفْسِي ثُمَّ أَخَذَتْ

شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ

بَابُ نَبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَا عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

سے نکاح کرنا اور آپ کا مدینہ منورہ میں تشریف لانا اور ام المومنین کی خدمت میں

۳۶۴۶ — ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا جبکہ میں چھ برس کی تھی ہم مدینہ منورہ میں آئے اور نبی عارث بن

خزرج کے مکان میں اترے پھر مجھے بخارا آیا اور میرے بال گر گئے اور کانوں تک رہ گئے۔ میری والدہ

اُم رومان میرے پاس آئیں جبکہ میں جھولے میں تھی اور میری سہیلیاں میرے ساتھ تھیں۔ انہوں نے مجھے

زور کی آواز دی تو میں اُن کے پاس چلی گئی۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ میرے ساتھ کیا ارادہ رکھتی ہیں انہوں نے

فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَاتِ وَعَلَى
خَيْرِ طَائِفٍ فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي فَلَمْ يَرَوْعْنِي إِلَّا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنْتُ فِي يَدَيْهِ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ
سِنِينَ

۳۶۴۷۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ عَنْ

هَشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَهَا أُرَيْتُكَ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ أَرَى أَنَّكَ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ وَ
يَقُولُ هَذِهِ امْرَأَتُكَ فَانْكِحِيهَا إِذَا هِيَ أَنْتِ فَأَقُولُ إِنْ
يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمِضْهُ

میرا ہاتھ پکڑ کر ایک مکان کے دروازہ پر کھڑا کر دیا۔ میرا سانس پھول رہا تھا حتیٰ کہ جب کچھ سکون ہوا تو
اُنھوں نے تھوڑا سا پانی لیا اور اس سے میرا چہرہ اور سر دھویا پھر مجھے مکان میں داخل کر دیا۔ اس مکان
میں انصار کی عورتیں تھیں۔ انہوں نے کہا خیر و برکت اور نیک فال کے ساتھ آئی ہو۔ میری ماں نے مجھے
اُن کے حوالے کر دیا تو انہوں نے میرا حال درست کیا پھر دوپہر کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اچانک
تشریف لائے تو اُنھوں نے مجھے آپ کے حوالے کر دیا حالانکہ اس روز میں نو برس کی تھی۔

۳۶۴۷۔ شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہجرت کے پہلے یاد رکھو

سال کے شوال میں ہوئی تھی۔ جبکہ اسی مہینہ میں ہی مکہ مکرمہ میں نکاح
ہوا تھا جبکہ ان کی عمر چھ برس تھی۔ مجتہد وہ بال ہیں جو کندھوں تک پہنچے ہوں اور جب کانوں کی لوت تک
پہنچیں تو انہیں وفرہ کہتے ہیں۔ اُرْجُوْهُ، بچوں کا کھیل ہے جسے جھولا کہتے ہیں۔

۳۶۴۷۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تم مجھے خواب میں دوبار دکھائی
گئی ہو میں نے تمہیں ریشمی کپڑوں میں لپیٹی ہوئی دیکھا ہے اور جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کی بیوی ہے جب
میں نے اس سے کپڑا ہٹایا تو تمہیں دیکھا۔ میں نے کہا اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو اسے پورا کرے گا۔

۳۶۴۸ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ
عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ تُوِفِّتُ خَدِيجَةَ قَبْلَ مَخْرَجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
إِلَى الْمَدِينَةِ بَثْلَتِ سِنِينَ فَلَبِثَ سَنَتَيْنِ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ وَنَكَحَ
عَائِشَةَ وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ ثُمَّ بَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ

۳۶۴۷ — شرح : ایک روایت کے مطابق تین بار کا ذکر ہے۔ قولہ فَإِذَا هِيَ
أَنْتِ ، یعنی تم اس صورت کی طرح ہو جو میں نے خواب
میں ریشمی کپڑے میں لپیٹی ہوئی دیکھی تھی۔ یہ تشبیہ بلیغ ہے کیونکہ مضاف کو حذف کر کے اس کی جگہ مضاف الیہ
کو ذکر کیا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ الْعَقْرَبَ أَشَدَّ لَسْعَةً مِنَ الزُّبُورِ فَإِذَا هُوَ هِيَ
یعنی فَإِذَا الزُّبُورُ مِثْلُ الْعَقْرَبِ ، یعنی میں یہ گمان کرتا تھا کہ بھجوا، زنبور سے سخت، ڈرتا ہے اچانک
دیکھا تو وہ بھجورے کی مثل ہے۔ مبالغہ کے لئے حرف تشبیہ حذف کر دیا گیا۔ اس طرح دونوں میں تشابہ ہو گیا۔
قوله فَأَقُولُ إِنَّ يَكُ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يَمْضِيهِ

علامہ قسطلانی نے کہا شرح مشکوٰۃ میں ذکر کیا ہے کہ اس طرح کی شرط وہ شخص ذکر کرتا ہے جسے کسی
شے کے ثبوت کا یقین ہوتا ہے وہ اس پر جزا ثابت کرنا چاہتا ہے جیسے کوئی بادشاہ اپنے ماتحت سے کہے اگر میں
بادشاہ ہوتا تو تجھ سے انتقام لیتا، یعنی ایسی سلطنت ہوتی جو انتقام کی مقتضی ہے۔ قاضی عیاض نے کہا
ہو سکتا ہے کہ یہ لعنت سے قبل کا واقعہ ہو۔ لہذا اس میں کوئی اشکال نہیں اور اگر لعنت سے بعد کا واقعہ ہو
تو لفظ ان اگرچہ شک کے لئے ہے لیکن یہاں شک مراد نہیں یہ مبالغہ کے نزدیک بدیع کلام ہے۔ اسے
وہ تجاہل عارفانہ کہتے ہیں۔ یعنی کسی شے کا علم ہوتے ہوئے اسے شک کی صورت میں ظاہر کرنا۔

۳۶۴۸ — ترجمہ : ہشام نے اپنے والد سے بیان کیا کہ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا
نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ کی طرف تشریف لے

جانے سے تین برس قبل وفات پائی۔ آپ دو سال یا اس کے لگ بھگ ٹھہرے اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جبکہ ان کی عمر چھ برس تھی پھر ان کی رخصتی کی گئی جبکہ وہ نو برس کی تھیں۔

۳۶۴۸ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ کلام کیسے درست ہوگا کیونکہ خدیجہ
ہجرت سے تین برس پہلے وفات پا گئی تھیں۔ اگر اس کے تین سال

بعد نکاح کیا ہو تو وہ ہجرت کے وقت یا اس کے بعد ہوگا حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے

: کہ یہ بھی منقول ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہجرت سے پانچ سال پہلے فوت ہوئی تھیں۔ واللہ ورسولہ اعلم !

بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ
 وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ
 لَكُنْتُ امْرَأًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَقَالَ أَبُو مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا تَخْلُ فذَهَبَ
 وَهَلَى إِلَى أَهْلِ الْيَمَامَةِ أَوْ هَجَرَ فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
کا مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا ،

عبداللہ بن زید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اگر ہجرت نہ کی ہوتی تو میں انصاری آدمی ہوتا۔ ابو موسیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں مکہ مکرمہ سے ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجور کے درخت ہیں۔ میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ زمین یمامہ ہے یا ہجر ہے۔ پھر کیا دیکھا کہ وہ مدینہ یثرب ہے۔

شرح : اس باب میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا بیان ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت عقبہ کے دو ماہ تیرہ دن بعد یکم ربیع الاول کو مکہ مکرمہ کو خیر باد کہہ کر مدینہ منورہ کا قصد کیا اور اپنے وطن کو چھوڑ کر بارہ ربیع الاول کو مدینہ منورہ کو نورانی شعاؤں سے منور کیا جبکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عامر بن قھیرہ آپ کی معیت میں تھے۔ اس سے قبل دونوں بیعتوں کے درمیان صحابہ کی جماعت نے ہجرت کی

۳۶۴۹ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ
 حَدَّثَنَا الْأَوْعَشِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَاثِلٍ يَقُولُ عَدُنَا خَبَابًا فَقَالَ
 هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُرِيدُ وَجْهَ اللَّهِ فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللَّهِ
 فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمْ يَأْخُذْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ
 قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ نَمْرَةً فَكُنَّا إِذَا غَطَيْنَا بِهَا رَأْسَهُ بَدَتْ
 رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَيْنَا رِجْلَيْهِ بَدَا رَأْسُهُ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَغْطِيَ رَأْسَهُ وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِنْ إِذْخِرٍ
 مِنَّا مَنْ أَبْيَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِي بِهَا

ان میں سے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم بھی تھے۔ کہا جاتا ہے سب سے پہلے ابوسلمہ بن الاسد مخزومی اسلمہ کے شوہر نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ ان کے بعد عامر بن ربیعہ پھر مصعب بن عمیر آئے اور بیعت عقبہ کے بعد پہلے مہاجر عامر بن ربیعہ میں۔ پھر باقی صحابہ کرام یکے بعد دیگرے ہجرت کرتے رہے۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا سب سے پہلے مدینہ منورہ میں مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم آئے وہ لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔ ان کے ساتھ بلال، سعد اور عمار بن یاسر آئے پھر بیس صحابہ کرام کے ساتھ عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ جبکہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آپ سے پہلے مدینہ منورہ پہنچ چکے تھے (یعنی) (حدیث ۲۵۳۴، ۲۳۹۰ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : سلیمان اعش نے کہا میں نے ابو واثل کو یہ کہتے ہوئے سنا ہم نے
 حضرت خباب کی عیادت کی تو انہوں نے کہا ہم نے نبی کریم

۳۶۴۹ —

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی ہمارا ارادہ صرف اللہ کی رضا تھی۔ ہمارا ثواب اللہ کے ذمہ ہو گیا۔ ہم میں سے بعض گزر گئے ہیں۔ انہوں نے دنیا میں کچھ اجر نہ لیا۔ ان میں سے مصعب بن عمیر ہیں وہ اُحد کی جنگ میں شہید ہوئے اور صرف ایک کبل چپڑا جب ہم اس کے ساتھ ان کا سر ڈھانپتے تھے۔ تو ان کے پاؤں نیچے ہو جاتے تھے اور جب پاؤں ڈھانپتے تھے تو ان کا سر کھل جاتا تھا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ان کا سر ڈھانپ

۳۶۵۰ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادُ هُوَ ابْنُ

زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ سَمِعْتُ
عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْأَعْمَالُ بِالْبَيْتَةِ مَنْ كَانَتْ
هَجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةً يَتَزَوَّجُهَا فَهَجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ
إِلَيْهِ وَمَنْ كَانَتْ هَجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهَجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ

۳۶۵۱—۳۶۵۲ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ

قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ
عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرِ الْمَكِّيَّ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ
عُمَرَ كَانَ يَقُولُ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَحَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ بْنُ عَطِيَّةٍ

دیں اور ان کے پاؤں پر کچھ اذخر گھاس رکھ دیں اور بعض ہم میں سے وہ ہیں جن کا پھل پک چکا ہے اور
وہ اسے چُن چُن کر کھا رہا ہے (حدیث ع ۱۲۰۵ کی شرح دیکھیں)

۳۶۵۰ ترجمہ : علقمہ بن وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ
کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا

میرا خیال ہے کہ آپ فرماتے تھے اعمال نیت کے ساتھ ہیں جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہے جسے وہ حاصل
کرنا چاہتا ہے یا حور کے لئے ہے جس سے وہ نکاح کرے گا تو اس کی ہجرت اسی کے لئے ہے جس طرف
اُس نے ہجرت کی اور جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی
طرف مقبول ہے۔ (حدیث ع ۱ کی شرح دیکھیں)

۳۶۵۱—۳۶۵۲ ترجمہ : مجاہد بن جبر مکی نے کہا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
کہتے تھے : فتح مکہ کے بعد ہجرت ختم ہے۔

عطاء بن ابی رباح نے کہا میں عبید بن عمر لکثی کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں
حاضر ہوا تو ہم نے اُن سے ہجرت کے متعلق پوچھا تو فرمایا اب ہجرت نہیں رہی مومن اپنے دین کی حفاظت کے

بْنِ أَبِي رَاحٍ قَالَ زُرْتُ عَائِشَةَ مَعَ عَبْدِ بْنِ عُمَرَ اللَّيْثِيِّ
فَسَأَلْنَاهَا عَنِ الْهَجْرَةِ فَقَالَتْ لَا هَجْرَةَ الْيَوْمَ كَانَ الْمُؤْمِنُونَ يَفِرُّ
أَحَدُهُمْ بِدِينِهِ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ فَخَافَةَ أَنْ يُفْتَنَ عَلَيْهِ
فَأَمَّا الْيَوْمَ فَقَدْ أَظْهَرَ اللَّهُ الْإِسْلَامَ وَالْيَوْمَ يَعْبُدُ رَبَّهُ حَيْثُ
شَاءَ وَلَكِنْ جِهَادُ نَبِيٍّ

۳۶۵۳ — حَدَّثَنَا زَكْرِيَاءُ بْنُ يُحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مُيَرٍ
قَالَ هَشَامٌ فَأَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سَعْدًا قَالَ اللَّهُمَّ إِنَّكَ
تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أُجَاهِدَهُمْ فَيَكُ مِنْ قَوْمٍ

کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف بھاگتے تھے۔ انہیں یہ خوف تھا کہ وہ دین کے بارے میں فتنہ
میں پڑ جائیں گے۔ آج کے دن اللہ نے اسلام کو غالب کیا ہے۔ آج اپنے رب کی جہاں چاہے عبادت
کر سکتے ہیں لیکن جہاد اور نیت باقی ہے۔

شرح : اُس زمانہ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا جبل ثبیر کے

۳۶۵۲ —

پاس تھیں۔ انھوں نے فتح مکہ سے پہلے ہجرت کے متعلق

پوچھا تھا کہ اب فتح مکہ کے بعد ہجرت منسوخ ہو گئی ہے یا نہیں تو انھوں نے فرمایا اب ہجرت ختم ہو گئی
ہے۔ کیونکہ فتح مکہ کے بعد مکہ مکرمہ دارِ امان بن چکا ہے اور لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور جو فتح مکہ
سے قبل ہجرت کا حکم تھا وہ منسوخ ہو چکا ہے۔ اب ہجرت مستحب ہے فرض نہیں۔ لیکن جہاد بھی ہجرت ہے
اور جب تک دنیا میں کافر ہیں جہاں ان کا غلبہ ہے اور مسلمانوں کا دین و ایمان خطرہ میں ہے۔ ان پر
ہجرت واجب ہے اور ہجرت یا جہاد میں نیت پر ثواب ہے

(حدیث ۲۵۹۲ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

۳۶۵۳ —

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ! تو جانتا ہے

کہ مجھے تیری راہ میں جہاد کرنا کسی سے اتنا محبوب نہیں جتنا اس قوم سے ہے جنہوں نے تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

كَذَّبُوا رَسُولَكَ وَأَخْرَجُوهُ اللَّهُمَّ فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ
الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ وَقَالَ ابَانُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا هِشَامُ عَنْ
أَبِيهِ أَخْبَرْتَنِي عَائِشَةُ مِنْ قَوْمِ كَذَّبُوا بِذِيكَ وَأَخْرَجُوهُ مِنْ
قُرَيْشٍ

۳۶۵۲ - حَدَّثَنِي مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا
رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَائِشَةُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ بُعِثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِارْبَعِينَ سَنَةً فَمَكَثَ بِمَكَّةَ
ثَلَاثَ عَشْرَةَ يَوْمًا ثُمَّ أَمَرَ بِالْهَجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِينَ
وَمَا وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ

کی تکذیب کی اور آپ کو وطن سے نکالا۔ اے اللہ! میرا گمان ہے کہ تو نے ہمارے اور ان کے درمیان
لڑائی ختم کر دی ہے۔ ابان بن یزید نے کہا ہمیں ہشام نے اپنے والد سے خبر دی اُنھوں نے کہا مجھے ام المومنین
عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ الفاظ بیان کئے۔ من قوم اخراجوا من قریش، یعنی اس قوم سے جنہوں نے
تیرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی اور انہیں قریش سے باہر نکال دیا۔

۳۶۵۳ - شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے وطن مالوف مکہ مکرمہ سے باہر نکالنا
ہجرت ہے۔ بنو قریظہ کے یہود مسلمانوں کے شدید ترین دشمن تھے

وہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف جانے کے سبب تھے۔ حضرت
سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے دُعا کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں فوت نہ کرے حتیٰ کہ بنو قریظہ کی ہاکت سے ان کی
آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دُعا قبول کی ان کے بازو میں سخت زخم تھے جب یہودیوں کی
قسمت کا فیصلہ حضرت سعد کے ہاتھ میں آیا تو اُنھوں نے حکم دیا کہ بنو قریظہ کے نوجوانوں کو قتل کر دیا جائے
اور ان کی اولاد کو قیدی بنا لیا جائے اس فیصلہ کے بعد ان کا زخم تازہ ہو گیا اور اس سے خون بہنا شروع
ہوا حتیٰ کہ ان کی وفات واقع ہو گئی۔ ابان کی روایت میں ہے کہ اُنھوں نے قریش سے نکالا اس کی دلیل
مغازی کی حدیث ہے کہ حضرت سعد نے کہا اے اللہ! اگر قریش کی لڑائیوں میں سے کچھ باقی رہ گیا ہے تو

۳۶۵۵ — حَدَّثَنِي مَطْرُبُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا زَكْرِيَّا بْنُ اسْحَقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَكَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَتَوَفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ

۳۶۵۶ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ يَعْنَى ابْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَى الْمَنْبَرِ فَقَالَ إِنَّ عَبْدًا خَيْرُهُ اللَّهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةٍ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ قَدْ بَيْنَاكَ

مجھے زندہ رہنے دے

۳۶۵۴ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس برس کی عمر میں مبعوث ہوئے اور مکہ مکرمہ میں تیرہ برس اس حال میں بھڑے رہے کہ آپ پر وحی نازل ہوتی رہی۔ پھر آپ کو ہجرت کا حکم دیا گیا تو آپ نے دس سال ہجرت کی حالت میں گزارے اور آپ نے وفات پائی جبکہ آپ کی عمر تریسٹھ برس تھی۔

(حدیث ۳۶۰۱ کی شرح دیکھیں)

۳۶۵۵ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تیرہ برس بھڑے اور تریسٹھ برس کی عمر میں وفات

پائی (حدیث ۳۶۰۱ کی شرح دیکھیں)

۳۶۵۶ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا کی تروتازگی سے جو چاہیں عطا

بَابَانَا وَأُمَّهَاتِنَا فَحَبَّنَا لَهُ وَقَالَ النَّاسُ انْظُرُوا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ
يُخْبِرُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَيْرَهُ اللَّهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ
مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ وَهُوَ يَقُولُ فَدَيْنَاكَ بَابَانَا
وَأُمَّهَاتِنَا فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمَخِيرُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ
أَعْلَمُنَا بِهِ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ
فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي لَأَتَّخَذْتُ
أَبَا بَكْرٍ الْاُخْلَةَ الْاِسْلَامِ لَا يَبْقَيْنَ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ اْلَاُخُوخَةِ
أَبَى بَكْرٍ

کرے یا جو نعمتیں اللہ کے پاس ہیں وہ پسند کرے تو اُس نے وہ پسند کیا جو اللہ کے پاس ہے حضرت
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ روپڑے اور کہنے لگے ہمارے باپ اور ہماری مائیں آپ پر قربان ہوں۔ ہم نے
اُن پر تعجب کیا اور لوگوں نے کہا اس بوڑھے کو دیکھو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بندے کی
خبر دے رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ دنیا کی تروتازگی اور اپنی نعمتیں دینے میں اختیار دیا ہے اور یہ شیخ
کتا ہے کہ ہمارے باپ اور مائیں آپ پر قربان ہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کو اختیار دیا
گیا تھا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سے زیادہ جاننے والے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ رفاقت اور مال کے اعتبار سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان ابو بکر کا ہے۔ اگر میں اپنی امت سے
کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو خلیل بناتا لیکن ان سے اسلامی اخوت ہے۔ مسجد میں ابو بکر کے درجہ کے سوا
کوئی درجہ باقی نہ رہنے دیا جائے

۳۶۵۶ — شرح : قوله إِلَّا خُلَّةَ الْاِسْلَامِ، یہ استثناء منقطع ہے یعنی

اسلامی اخوت افضل ہے۔ بعض صحابہ کرام نے اپنے

گھروں کے دروازے مسجد نبوی کی طرف کھولے ہوئے تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو بند
کرنے کا حکم فرمایا لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازہ کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا۔ تاکہ
دوسرے صحابہ سے آپ کی فضیلت ممتاز ہو اس میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف
اشارہ ہے (حدیث ۴۵۶، ۳۴۲۱ کی شرح دیکھیں)

۳۶۵۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَالِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِنَا فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفِي النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُونَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ هُمَاجِرًا مَخَوَّارِضَ الْحَبَشَةِ حَتَّى إِذَا بَلَغَ بَرَكَ الْعَمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّعْنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيدُ يَا بَا بَكْرٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَخْرِجْنِي قَوْمِي فَأَرِيدُ أَنْ أَسِيرَ فِي الْأَرْضِ وَأَعْبُدَ رَبِّي قَالَ ابْنُ الدَّعْنَةِ فَإِنَّ مِثْلَكَ يَا بَا بَكْرٍ لَا يُخْرَجُ وَلَا يُخْرَجُ إِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدَمَ وَتَصِلُ الرِّحْمَ وَتَحْمِلُ الْكُلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ

۳۶۵۷ — ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے والدین کو نہ پایا مگر وہ دین اسلام کے تابع تھے۔ کوئی دن نہ گزرتا تھا مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں صبح و شام ہمارے پاس تشریف لاتے تھے۔ جب مسلمانوں کو اذیتیں دی جانے لگیں تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کے ارادہ سے نکلے جب بربک غماد میں پہنچے تو ابن دغنے انہیں ملے وہ قبیلہ قارہ کے سردار تھے۔ اُس نے کہا اے ابابکر کہاں کا ارادہ ہے۔ ابوبکر صدیق نے کہا میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ زمین کے کسی خطہ میں چلا جاؤں اور اپنے رب کی عبادت کروں۔ ابن دغنے نے کہا اے ابابکر تمہارے جیسے انسان نکلا نہیں کرتے اور نہ ہی انہیں نکالا جاتا ہے۔ آپ لوگوں کو وہ عطا کرتے ہیں جو وہ تمہارے علاوہ اور کسی سے نہیں پاتے اور صلہ رحمی کرتے ہیں۔ بوجہل شخص کی کفالت کرتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں۔ مہمات اور حوادث پر مدد کرتے ہیں میں تمہیں پناہ دیتا ہوں۔ آپ واپس تشریف لے جائیں اور اپنے شہر میں اپنے رب کی عبادت کریں۔

وَتَعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَأَنَالَكَ حَارًّا رُجِعَ وَأَعْدَدَ رَبُّكَ مَبْلَاكَ
 فَرَجَعَهُ وَأَرْحَلَ مَعَهُ ابْنَ الدَّغْنَةِ فَطَافَ ابْنُ الدَّغْنَةِ عَشِيَّةً فِي
 أَشْرَافِ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا يُخْرِجُ مِثْلَهُ وَلَا يُخْرِجُ
 أَتُخَوِّجُونَ رَجُلًا يَكْسِبُ الْمَعْدِمَ وَيَصِلُ الرَّحِمَ وَيَحِلُّ الْكُلَّ
 وَيَقْرَأُ الضَّيْفَ وَيُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَلَمْ تَكْذِبْ قُرَيْشُ
 بِجَوَارِ ابْنِ الدَّغْنَةِ وَقَالُوا ابْنُ الدَّغْنَةِ مُرَّ أَبَا بَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ
 رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَلْيُصَلِّ فِيهَا وَلْيَقْرَأْ مَا شَاءَ وَلَا يُؤْذِينَا بِذَلِكَ
 وَلَا يَسْتَعْلِنَ بِهِ فَإِنَّا نَخْشَى أَنْ يَفْتِنَ نِسَاءَ نَافَقٍ قَالَ ذَلِكَ
 ابْنُ الدَّغْنَةِ لِأَبِي بَكْرٍ فَلَبِثَ أَبُو بَكْرٍ بِذَلِكَ يَعْبُدُ فِي دَارِهِ
 وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِصَلَاتِهِ وَلَا يَقْرَأُ فِي غَيْرِ دَارِهِ ثُمَّ بَدَأَ لِأَبِي

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واپس آگئے اور ان کے ساتھ ابن دغنه بھی واپس آئے پھر
 شام کے وقت ابن دغنه قریش کے سرداروں کے پاس گیا اور ان سے کہا ابوبکر جیسے شخص کو نکالنا
 نہیں چاہیے اور نہ اسے نکالا جائے۔ کیا تم ایسے شخص کو نکالتے ہو جو فقیروں کو مال دیتا ہے رشتہ داروں
 سے اچھا سلوک کرتا ہے۔ بوجہل شخص کی کفالت کرتا ہے مہمان نوازی کرتا ہے۔ مہمات و حوادث
 پر مدد کرتا ہے۔ قریش نے ابن دغنه کی امان کی تکذیب نہ کی۔ انھوں نے ابن دغنه سے کہا
 ابوبکر سے کہو کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے اسی میں نماز پڑھے اور جو کچھ وہ
 چاہے پڑھے۔ اور اس کے باعث ہمیں اذیت نہ پہنچائے اور نہ ہی اس کا اعلان کرے کیونکہ ہمیں
 خطرہ ہے کہ وہ ہماری عورتوں اور بچوں کو فتنہ میں ڈال دیں گے ابن دغنه یہ ابوبکر صدیق سے ذکر
 کیا تو ابوبکر کچھ عرصہ اس طرح اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرتے رہے۔ اور نماز کا اعلان نہ کرتے
 تھے اور نہ ہی اپنے گھر کے سوا کہیں پڑھتے۔ پھر ان کا خیال پیدا ہوا اور انھوں نے اپنے گھر کے صحن
 میں مسجد بنالی۔ اور اس میں نماز ادا کرتے اور قرآن پڑھتے تھے۔ تو مشرکوں کی عورتیں اور لڑکے

بَكَرٍ فَأَبْتَنِي مَسْجِدًا بِفَنَاءِ دَارِهِ وَكَانَ يُصَلِّي فِيهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ
فَيَتَقَدَّتْ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِينَ وَأَبْنَاؤُهُمْ وَهُمْ يَعْجُبُونَ
مِنْهُ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا بَكَاءً لَا يَمْلِكُ
عَيْنَيْهِ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ وَأَفْزَعُ ذَلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ
فَارْسَلُوا إِلَى ابْنِ الدَّغْنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا إِنَّا كُنَّا أَجْرُنَا
أَبَا بَكْرٍ بِجَوَارِكَ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَقَدْ جَاوَزَ ذَلِكَ
فَأَبْتَنِي مَسْجِدًا بِفَنَاءِ دَارِهِ فَأَعْلَنَ بِالصَّلَاةِ وَالْقِرَاءَةِ فِيهِ
وَأَنَا قَدْ خَشِينَا أَنْ يَفْتِنَ نِسَاءَنَا وَأَبْنَاؤَنَا فَأَمَنَهُ فَإِنْ أَحَبَّ
أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَعَلْ وَإِنْ أَلَى إِلَّا أَنْ
يُعْلِنَ بِذَلِكَ فَسَلُّهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ فَإِنَّا قَدْ كَرِهْنَا أَنْ
نُخْفِرَكَ وَلَسْنَا مُقَرِّينَ لِأَبِي بَكْرٍ إِلَّا سَتَعْلَانِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَلَى

اور لڑکے ان کے پاس اکٹھے ہو جاتے اور ان سے تعجب کرتے اور انہیں دیکھتے تھے۔ ابو بکر صدیق
بہت رونے والے تھے۔ جب قرآن پڑھتے تو اپنی آنکھوں کے مالک نہ رہتے تھے۔ اس عمل نے مشرکوں
کو گھبراہٹ میں ڈال دیا تو انھوں نے ابن دغنه کو پیغام بھیجا وہ ان کے پاس آیا تو انھوں نے کہا
ہم نے آپ کے امان کے باعث ابو بکر کو امان اس شرط پر دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب
کی عبادت کرے اُس نے تجاوز کیا ہے اور اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنالی ہے اور اس میں علانیہ
نماز ادا کرتے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں۔ ہمیں خوف ہے کہ وہ ہماری عورتوں اور اولاد کو فتنہ میں
ڈال دیں گے۔ انہیں منع کرو اگر وہ اسی پر اقتصار کرتے ہیں کہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں
تو بے شک کریں اور اگر وہ ضرور علانیہ یہ کرنا چاہتے ہیں تو ان سے کہو کہ تمہارا ذمہ تمہارے حوالہ کر دیں
کیونکہ ہم اچھا نہیں سمجھتے ہیں کہ تمہارے ذمہ کو توڑیں اور نہ ہی ہم ابو بکر کو اس اعلان پر چھوڑ سکتے ہیں۔

ابن الدغنة إلى أبي بكر فقال قد علمت الذي عاقدت
 لك عليه فإما أن تقصر على ذلك وإما أن ترجع إلى ذمتي
 فإني لا أحب أن تشمع العرب أني أخفرت في رجل عقدت
 له فقال أبو بكر فإني أرد إليك جوارك وأرضي بحوار الله
 والنبي صلى الله عليه وسلم يومئذ بمكة فقال النبي صلى الله عليه وسلم للمسلمين
 اني أريت دار هجرتكم ذات نخل بين لابتين وهما الحرتان
 فهاجر من هاجر قبل المدينة ورجع عامة من كان هاجر
 بأرض الحبشة إلى المدينة وتجهز أبو بكر قبل المدينة فقال
 له رسول الله صلى الله عليه وسلم على رسلك فإني أرجو أن يؤذن
 لي فقال أبو بكر وهل ترجو ذلك باني أنت قال نعم فحسن
 أبو بكر نفسه على رسول الله صلى الله عليه وسلم ليصحبه وعلف

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابن دغنه ابوبکر کے پاس آیا اور کہا آپ جانتے ہیں جس
 شرط پر میں نے آپ سے عہد کیا ہے۔ یا تو اس شرط پر اقتضار کرو یا میرا ذمہ اور عہد مجھے واپس کر دو
 کیونکہ میں یہ اچھا نہیں سمجھتا ہوں کہ عرب یہ سہیں کہ میں نے ایک آدمی کا عہد توڑ دیا ہے جو اس سے
 عقد کیا تھا۔ ابوبکر نے کہا میں تمہاری امان تمہیں واپس کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی امان پر راضی ہوں
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مکہ مکرمہ میں تھے۔ آپ نے مسلمانوں سے فرمایا مجھے تمہاری ہجرت
 کا مقام دکھایا گیا ہے۔ وہ دونوں پہاڑوں کے درمیان کھجوروں والی زمین ہے۔ جو حرتین کے درمیان
 ہے۔ پھر جس نے بھی ہجرت کی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور جو لوگ حبشہ کے ملک میں ہجرت کر کے
 چلے گئے تھے ان میں سے عام لوگ مدینہ منورہ کی طرف لوٹ آئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
 مدینہ منورہ جانے تیار ہوئے تو انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ آرام کریں جلدی نہ کریں

رَحْلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ وَهُوَ الْخِطُّ أَرْبَعَةٌ
 أَشْهُرٌ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَالِثَةُ فَبَيْنَمَا نَحْنُ
 يَوْمًا جُلُوسٌ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ فِي مَخْرَ الظَّهِيرَةِ قَالَ قَائِلٌ
 لِأَبِي بَكْرٍ هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَقِنًا فِي سَاعَةٍ لَمْ
 يَكُنْ يَأْتِيْنَا فِيهَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فِدَاءُ لِي وَأَبِي وَأُمِّي وَاللَّهِ مَا
 جَاءَ بِهِ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ قَالَتْ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاذَنَ فَأُذِنَ لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 لِأَبِي بَكْرٍ أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ يَا
 أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَوَيْ قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ فَقَالَ
 أَبُو بَكْرٍ الصَّحَابَةُ يَا بَايَ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَنُحِذُّ يَا بَايَ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

مُحْتِ اُمید ہے کہ مجھے اجازت دی جائے گی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرا باپ و تر بان ہو
 کیا آپ بھی ہجرت کی اُمید رکھتے ہیں۔ فرمایا ہاں! ابو بکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
 رُک گئے تاکہ آپ کے ساتھ ہجرت کریں اور دو اونٹنیوں کو جو ان کے پاس تھیں چار ماہ تک انہیں بیکر
 کے پتے کھلاتے رہے۔ ابن شہاب نے بذریعہ عروہ کہا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا
 ایک دفعہ ہم دوپہر کو ابو بکر کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے تو کسی کہنے والے نے ابو بکر سے کہا جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک کو ڈھانپے ہوئے ہیں۔ آپ ایسے وقت ہمارے پاس تشریف لائے
 کہ اس وقت کبھی نہیں آئے تھے۔ ابو بکر صدیق نے کہا میرا باپ اور ماں قربان ہو اس وقت آپ کا
 تشریف لانا کسی ضروری کام کے لئے ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
 لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ کو اجازت دی گئی آپ اندر تشریف لے آئے اور ابو بکر صدیق

اِحْدٰی رَا حِلَّتٰی هَاتِیْنِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بِالْثَمَنِ قَالَتْ
عَاسَتْہُ فَجَہَزْنَاہُمَا اَحْتَ الْجُہَا ز وَصَنَعْنَا لَہُمَا سَفَرَةً فِی
جَرَابٍ فَقَطَّعَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ اَبِیْ بُکْرٍ قُطْعَةً مِنْ نِطَاقِہَا
وَرَبَطَتْ بِہِ عَلٰی فَمِ الْجَرَابِ فَبِذَٰلِکَ سَمَّیْتُ ذَا تَ النِّطَاقِ
قَالَتْ ثُمَّ لَحِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وَاَبُو بَکْرٍ لِّغَارٍ فِی جَبَلٍ
ثَوْرٍ فَکُنَّا فِیْہِ ثَلَاثَ لَیَالٍ یَبِیْتُ عِنْدَہُمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ بُکْرٍ
وَهُوَ غُلَامٌ مَّشَآتٌ ثَقِفْتُ لَقْنٌ فِیْدُ لُجٍّ مِنْ عِنْدِہُمَا بِسَحَرٍ
فِیْصُبُحُ مَعَ قُرَیْشٍ بِمَکَّةَ کَبَائِتٍ فَلَا یَسْمَعُ اَمْرًا یُکْتَادَانِ
بِہِ اِلَّا وَاَعَا حَتّٰی یَاْتِیَہُمَا بِخَبَرِ ذَٰلِکَ حِیْنَ یُخْتَلِطُ الظَّلَامُ
فَیُرْعٰی عَلَیْہُمَا عَامِرُ بْنُ فُہَیْرَةَ مَوْلٰی اَبِیْ بُکْرٍ مِّنْحَةً مِنْ عَنَمٍ فِیْ رُحْمَہَا
عَلِیْہُمَا حِیْنَ تَذُہِبُ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فِیْ بَیْتَانِ فِی رِسْلِ قَوْمٍ

تذبا، جو کوئی ہمارے پاس ہے اسے نکال دو، ابو بکر صدیق نے کہا یا رسول اللہ! میرا باپ قربان ہو گیا
میں بوصف آپ کی بیوی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ہجرت کرنے کی اجازت مل
گئی ہے۔ ابو بکر صدیق نے کہا یا رسول اللہ! میرا باپ قربان ہو میں آپ کی مصاحبت چاہتا ہوں۔ جناب رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے۔ ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ! میرا باپ قربان ہو میری دو اونٹنیوں میں سے
ایک لے لیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیمت سے لیں گے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا
ہم نے انہیں جلدی سے تیار کیا اور ان کے لئے چمڑے کی تھیلی میں کچھ کھانا رکھ دیا اور اسماء بنت ابی بکر نے اپنے
ازار سے کچھ کاٹ کر اس سے توشہ دان کا منہ باندھ دیا اسی وجہ سے انہیں ازار والی کہا جاتا ہے۔ ام المؤمنین
نے فرمایا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق جبل ثور کی غار میں چلے گئے اور تین دن اس
میں چھپے رہے عبد اللہ بن ابی بکر جو نوجوان ذکی اور سمجھ دار تھے۔ رات ان کے پاس رہتے تھے اور اندھیرے

لَبَنٍ مِنْحَتَهُمَا وَرَضِيْفُهُمَا حَتَّى يَنْعَقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ فَعِلَ
 ذَٰلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثِ وَاسْتَأْجَرَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدَّيْلِ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ
 عَدِيٍّ هَادِيًّا خَرِيْتًا وَالْخَرِيْتُ الْمَاهِرُ بِالْهُدَايَةِ قَدْ عَمَسَ حِلْفًا
 فِي آلِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلِ السَّهْمِيِّ وَهُوَ عَلَى دِينِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَأَمَنَاهُ
 فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَا غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ
 بِرَاحِلَتَيْهِمَا صَبْحَ ثَلَاثٍ وَأَنْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَالْدَّيْلُ
 فَأَخَذَ بِهِمَا عَلَى طَرِيقِ السَّوَا حِلٍّ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ وَأَخْبَرَنِي
 عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَالِكٍ الْمَدَلِجِيُّ وَهُوَ ابْنُ أَخِي سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ

میں ان کے پاس سے آجاتے اور مکہ مکرمہ میں قریش کے پاس صبح کرتے جیسے رات مکہ میں رہے ہیں اور وہ جو بھی
 تدبیر ان کے بارے میں کی جاتی اسے سن کر یاد کر لیتے اور جب اندھیرا ہو جاتا تو اس کی خبر انہیں بتا دیتے اور
 اور ابوبکر صدیق کا آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ ان کے پاس بکریاں چراتے رہتے جب رات کا اندھیرا ہوتا
 تو دودھ والی بکریاں ان کے پاس لے جاتے اور وہ دودھ پی کر رات گزارتے حتیٰ کہ صبح کے اندھیرے میں عامر بن
 فہیرہ بکریاں ٹانگ کر لے جاتے۔ تین راتیں ہر رات اسی طرح کرتے رہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
 ابوبکر صدیق نے بنی دیل کے ایک آدمی کو جو بنی عبد بن عدی میں سے تھا، ملازم رکھا ہوا تھا وہ واقف رہ رہا تھا۔
 خربت، واقف رہ رہا ہے اُس نے آل عاص بن وائل سہمی سے عقد حلف کر رکھا تھا۔ جبکہ وہ کفار قریش کے دین
 پر تھا۔ اسے امین بنایا اور دونوں اونٹنیاں اس کے حوالے کر دیں اور اس سے تین راتوں کے بعد تیسری رات کی
 صبح کو دونوں اونٹنیاں غارِ ثور میں پہنچانے کا وعدہ لیا اور عامر بن فہیرہ اور رہبر ان کے ساتھ چلے اور رہبر
 انہیں ساحل کے راستہ لے گیا۔ ابن شہاب نے کہا مجھ سے عبدالرحمن بن مالک مدلجی سراقہ بن مالک بن جشم
 کے بھتیجے نے بیان کیا کہ اس کے والد نے انہیں بتایا کہ اس نے سراقہ بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہمارے
 پاس قریش کے قاصد آئے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق میں سے ہر ایک کو قتل کرنے یا پکڑ کر

ابن جَعَشَمُ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سَرَاقَةَ ابْنَ جَعَشَمٍ يَقُولُ
 جَاءَنَا رَسُولُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ يَجْعَلُونَ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي
 بَكْرٍ دِيَّةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَنْ قَتَلَهُ أَوْ أَسْرَهُ فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ
 فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ قَوْمِي بَنِي مُدْرِجٍ أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتَّى
 قَامَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ جُلُوسٌ فَقَالَ يَا سَرَاقَةُ إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ إِنْهَا
 أَسْوَدَةٌ بِالسَّاحِلِ أَرَاهَا مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ قَالَ سَرَاقَةُ فَعَرَفْتُ
 أَنَّهُمْ هُمْ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِهِمْ وَلَكِنَّكَ رَأَيْتَ فُلَانًا وَ
 فُلَانًا انْطَلَقُوا بِأَعْيُنِنَا ثُمَّ لَبِثْتُ فِي الْمَجْلِسِ سَاعَةً ثُمَّ مَرَرْتُ
 فَدَخَلْتُ فَأَمَرْتُ جَارِيَّتِي أَنْ تَخْرُجَ بِفَرَسِي وَهِيَ مِنْ وَرَاءِ
 أَكْمَةٍ فَتَحْبِسَهَا عَلَيَّ وَاخْذُتِي رُحْمِي فَخَرَجْتُ بِهِ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ
 فَخَطَطْتُ بِرُجْهِ الْأَرْضَ وَخَفَضْتُ عَلَيْهِ حَتَّى أَتَيْتُ فَرَسِي

لانے والے کو سوانٹ دینے کا اعلان کر رہے تھے۔ ایک وقت میں بنی قوم بنی مُدْرِج کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ اُن میں سے ایک آدمی آیا اور ہمارے پاس کھڑا ہو گیا جبکہ ہم بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس نے کہا اے سُرَاتہ! میں نے ابھی ابھی ساحل پر چند لوگ دیکھے ہیں میں انہیں محمد اور ان کے ساتھی خیال کرتا ہوں سراقہ نے کہا میں نے پہچان تو لیا کہ وہ وہی ہیں لیکن اسے میں نے یہ کہا کہ وہ وہ نہیں ہیں تو نے فلاں فلاں شخص کو دیکھا ہوگا وہ ہمارے سامنے گئے ہیں۔ پھر میں مجلس میں مختور اسامیٹھنے کے بعد گھر چلا گیا اور اپنی لونڈی سے کہا کہ وہ میرا گھوڑا باہر نکالے اور وہ ٹیلے کے پیچھے اس قوم سے لئے روک رکھے اور میں اپنا نیزہ لے کر گھر کی پھلی طرف سے نکلا اور اس کی شام سے زمین پر شط لگا رہا تھا

اور اس کا اوپر والا حصہ نیچے کئے ہوئے میں اپنے کھوٹے کے پاس آیا اور اس پر سوار ہو گیا میں نے اسے تیز دوڑایا حتیٰ کہ ان کے قریب ہو گیا پھر میرا گھوڑا پھسلا اور

فَرَكِبْتُهَا فَرَفَعْنَاهَا تَقَرَّبُ بِي حَتَّى دَنَوْتُ مِنْهُمْ فَعَثَرْتُ بِي فَرَسِي
فَخَرَرْتُ عَنْهَا فَكُفِّتُ فَأَهْوَيْتُ يَدِي إِلَى كِنَانَتِي فَأَسْتَجِرُّجِبْتُ
مِنْهَا الْأَزْلَامَ فَأَسْتَقْسِمْتُ بِهَا أَضْرُهُمْ أَمْ لَا فَخَرَجَ الَّذِي
أَكْرَهُ فَرَكِبْتُ فَرَسِي وَعَصَيْتُ الْأَزْلَامَ تَقَرَّبُ بِي حَتَّى إِذَا
سَمِعْتُ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ وَأَبُوبَكْرٍ
يُكْثِرُ الْإِلْتِفَاتِ سَاخَتْ يَدَا فَرَسِي فِي الْأَرْضِ حَتَّى بَلَغَتَا الرُّكْبَتَيْنِ
فَخَرَرْتُ عَنْهَا ثُمَّ زَجَرْتُهَا فَهَضَّتْ فَلَمْ تَكُدْ تَخْرِجْ يَدِي عَنْهَا فَلَمَّا
اسْتَوَتْ قَائِمَةً إِذَا لِثَرِيدِي بِهَا غُبَارٌ سَاطِعٌ فِي السَّمَاءِ مِثْلُ
الدُّخَانِ فَأَسْتَقْسِمْتُ بِالْأَزْلَامِ فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ فَنَادَيْتُهُمْ
بِالْأَمَانِ فَوَقَفُوا فَرَكِبْتُ فَرَسِي حَتَّى جُئْتُهُمْ وَوَقَعْتُ فِي نَفْسِي حِينَ

میں اس سے گر پڑا اور اٹھ کر اپنا ہاتھ ترکش میں لے گیا اور اس سے تیر نکالے اور اُن سے فال معلوم کرنا چاہی
کہ میں انہیں ضرر پہنچا سکتا ہوں یا نہیں تو وہ تیر نکلا جسے میں مکروہ جانتا تھا۔ پھر میں گھوڑے پر سوار ہو گیا اور
تیروں کی فال کو تسلیم نہ کیا گھوڑا مجھے ان کے اتنا قریب لے گیا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی قرأت سنی جبکہ آپ کسی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے اور ابوبکر ادھر ادھر زیادہ دیکھتے تھے۔ اچانک میرا اور میرے
گھوڑے کے اگلے پاؤں زمین میں گھٹنوں تک دھنس گئے اور میں گھوڑے سے گر پڑا پھر میں نے اسے ڈانٹا
وہ زور سے کھڑا ہوا اور اپنے پاؤں زمین سے نکالنا اس کے لئے مشکل ہو گیا۔ جب وہ مشکل سے کھڑا
ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے اگلے پاؤں کی وجہ سے غبار دھوئیں کی طرح آسمان میں بلند ہونے لگا۔ پھر میں نے
تیروں سے فال نکالی تو وہی نکلی جسے میں پسند نہ کرتا تھا۔ میں نے انہیں امان کی آواز دی تو وہ بھڑکنے میں
اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس آیا اور اُن سے رُک جانے کے باعث میرے دل میں بہت بڑی غصہ

لَقِيتُ مَا لَقِيتُ مِنَ الْحَبْسِ عَنْهُمْ أَنْ سَيُظْهِرُ أَمْرُ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَئِنْ قَوْمَكَ قَدْ جَعَلُوا فِيكَ الدِّيَةَ وَأَخْبَرْتَهُمْ
 أَخْبَارَ مَا يُرِيدُ النَّاسُ بِهِمْ وَعَرَضْتُ عَلَيْهِمُ الزَّادَ وَالْمَتَاعَ
 فَلَمْ يَرْزَأْنِي وَلَمْ يَسْأَلْنِي إِلَّا أَنْ قَالَ أَخْفِ عَنَّا لَتُهُ أَنْ
 يَكْتُبَ لِي كِتَابٌ أَمِنْ فَأَمَرَ عَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ فَكَتَبَ لِي فِي رُقْعَةٍ
 مِنْ أَدَمٍ ثُمَّ مَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ فَخَبَرَنِي
 عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ الزُّبَيْرَ فِي رَكْبٍ
 مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا تَجَارًا قَافِلِينَ مِنَ الشَّامِ فَكَسَا الزُّبَيْرُ رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ ثِيَابَ بَيَاضٍ وَسَمِعَ الْمُسْلِمُونَ بِالْمَدِينَةِ
 بِمَخْرَجِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ فَكَانُوا يَغْدُونَ كُلَّ غَدَاةٍ
 إِلَى الْحَرَّةِ فَيَنْتَظِرُونَهُ حَتَّى يَرُدَّهُمْ حَرُّ الظَّهِيرَةِ فَانْقَلَبُوا يَوْمًا

واقع ہوئی کہ عنقریب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین غالب ہوگا تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ
 کی قوم نے آپ کے بارے میں سوا اونٹ مقرر کئے ہیں اور میں نے انہیں وہ تمام خبریں بتادیں جو لوگوں کا ان کے
 متعلق ارادہ تھا۔ اور میں نے انہیں زادِ راہ اور سامان کی پیشکش کی لیکن انہوں نے مجھ سے کچھ نہ لیا اور سوائے
 اس کے مجھ سے کچھ طلب نہ کیا کہ فرمایا کہ ہمارا حال لوگوں سے چھپائیں میں نے آپ سے سوال عرض کیا کہ یہ شے میں
 تحریر کر دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا تو اس نے چمڑے کے ٹکڑے پر لکھ دیا۔ پھر جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لے گئے۔ ابن شہاب نے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان تاجروں کے قافلے میں زبیر بن عوام سے ملے جو شام سے واپس آ رہے تھے۔ زبیر نے جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق کو سفید کپڑے پیش کئے۔ ادھر مسلمانوں نے مدینہ منورہ میں جناب

بَعْدَ مَا أَطَالُوا أَنْتِظَارَهُمْ فَلَمَّا أَوْفَا إِلَى يَوْمِهِمْ أَدْنَى رَجُلٍ
 مِنْ يَهُودَ عَلَى أَطْمٍ مِنْ أَطَامِهِمْ لِأَمْرِ يُنْظَرُ إِلَيْهِ فَبَصُرَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ مُبْتِضِينَ يَزُولُ بِهِمُ السَّرَابُ فَلَمْ يَمْلِكِ الْيَهُودُ
 أَنْ قَالَ بِأَعْلَى صَوْتِهِ يَا مَعْاشِرَ الْعَرَبِ هَذَا كُمُ الَّذِي تَنْتَظِرُونَ
 فَتَارَ الْمُسْلِمُونَ إِلَى السَّلَاحِ فَتَلَقَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِظُهُرِ الْحَرَّةِ
 فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتِ الْيَمِينِ حَتَّى نَزَلَ بِهِمْ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَذَلِكَ
 يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ لِلنَّاسِ وَجَلَسَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامِتًا فَطَفِقَ مَنْ جَاءَ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ
 لَمَمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْحُجُّ أَبَا بَكْرٍ حَتَّى أَصَابَتْ الشَّمْسُ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى ظَلَّلَ عَلَيْهِ بَرْدًا فَعَرَفَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ مَكْرَمَةٍ مِنْ بَجَرَتِ كَرْنِ الْخَبَرِ سُنِّي تَوَدَّ هَرُورِ صَبْحِ حَرَّةِ جَاتِيَةٍ أَوْ رَأَى كَمَا أَنْتَظَرُ كَرْتِي
 حَتَّى كَمْ رُوحِ كَرْمِي أَنْهِيَ دَافِسِ كَرْتِي - اِيك دِن مَزِيدِ اِنْتِظَارِ كَيْ بَعْدُ وَهَ وَافِسِ هُوَ اِيك اَوْرَجِبِ اِيك كَهْرُوں مِي پَنجے
 تَو اِيك يَهُودِي كُچھ دِيكھنے كے لئے مَدِينَةِ مَنُورِ كے اِيك بَلَنْدِ ثَلِيہ پَر چڑھا تَو اُس نے جَنَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْر اِيك
 اَصْحَابِ كُو سَفِيدِ كُپڑے پَنے ہوئے - اِس حَال مِي دِيكھا كِه اِن سَرِزِ اَمَلِ ہوتا ہے تَو اِس نے بے اَخْتِيَارِ ہو كِر بَلَنْدِ آواز سے كہا
 اے عَرَبُو! يہ تُمہارا نَصيبِ ہے جس كا ہر رُوزِ اِنْتِظَارِ كرتے ہو - مِسْلَمَان فوراً اِيك اِيك ہتھيار لے كِر اَمْنِ آئے اَوْر جَنَابِ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُو حَرَّةِ مَقَامِ كے پِيچھے ملے اِيك اِن كے سَاھِدا اِيك جَانِبِ مائل ہوئے اَوْر اِن سب كے سَاھِدِ بَنِي عَمْرِو
 بَنِ عَوْفٍ مِي قِيَامِ فرمایا يہ ماہِ ربيعِ الاول كے پير كے دِن كا واقِعہ ہے - اَبُو بَكْرِ صَدِيقِ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ لوگوں كے سُننے
 كھڑے ہو گئے - اَوْر جَنَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامُوشِ بیٹھے رہے - اَوْر قَبِيلَةُ اَنْصَارِ مِي سے جو كوئی آتا جس نے
 جَنَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُو دِيكھا نہ تھا وَہ اَبُو بَكْرِ صَدِيقِ كُو سلام كرتا حَتَّى كِه جَنَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پَر
 دھوپ آ گئی تَو اَبُو بَكْرِ صَدِيقِ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے اَكْرہ اِيك چادر سے آپ پَر سایہ كيا تَو اِس دَقْتِ لوگوں نے جَنَابِ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُو پہچان ليا

النَّاسُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ فَلَبِثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً وَأَسَسَ الْمَسْجِدَ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى وَصَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَسَارَ يَمْشِي مَعَ النَّاسِ حَتَّى بَرَكْتَ عِنْدَ مَسْجِدِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ وَهُوَ يُصَلِّي فِيهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَكَانَ مَرِيدًا لِلتَّمْرِ لِسَهْلٍ وَسَهْلٌ غُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي حِجْرٍ أَسْعَدَيْنِ زُرَّارَةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَرَكْتَ بِهِ رَاحِلَتُهُ هَذَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ الْمَنْزِلُ ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغُلَامَيْنِ فَسَاوَمَهُمَا بِالْمَرِيدِ لِيَتَّخِذَهُ مَسْجِدًا فَقَالَ بَلْ نَهَبُ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُمَا هَبَةٌ حَتَّى ابْتِاعَهُ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی عمرو بن مخزوم میں دس روز سے زیادہ ٹھہرے اور یہیں اس مسجد کی بنیاد رکھی گئی جو تقویٰ پر مبنی ہے۔ اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ پھر اونٹنی پر سوار ہو کر چلے جبکہ لوگ بھی آپ کے ساتھ چل رہے تھے حتیٰ کہ اونٹنی مدینہ منورہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف کے پاس بیٹھ گئی۔ اس میں اس وقت کچھ مسلمان نماز پڑھتے تھے۔ اور وہ سہل اور سہیل دو یتیم بچوں، جو اسعد بن زرارہ کی پرورش میں تھے کی کھجوروں کا کھلیا تھا جب آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان شاء اللہ یہی ہمارے ٹھہرنے کی جگہ ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں بچوں کو بلایا اور ان سے کھلیاں کی قیمت معلوم کی تاکہ وہاں مسجد بنائیں۔ انھوں نے کہا ہم فروخت نہیں کرتے بلکہ یا رسول اللہ آپ کو ہبہ کرتے ہیں۔ پھر آپ نے اس جگہ مسجد کی بنیاد رکھی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ مسجد کی تعمیر کے وقت اینٹیں اٹھا کر لاتے

۳۶۵۸ — حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا
أَبُو سَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ عَنْ أَبِيهِ وَفَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ صَنَعَتْ
سُفْرَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ حِينَ أَرَادَ الْمَدِينَةَ فَقُلْتُ لِأَبِي
مَا أَجِدُ شَيْئًا أُرِيطُهُ إِلَّا نِطَاقِي قَالَ فَشُقِيهِ فَفَعَلْتُ فَسُمِّيتُ
ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ

۳۶۵۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي
إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ لَمَّا أَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى
الْمَدِينَةِ تَبِعَهُ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ بْنُ جُعْشِمٍ فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاحَتْ بِهِ فَرَسُهُ قَالَ ادْعُ اللَّهَ لِي وَلَا أَضُرَّكَ فَدَعَا
لَهُ قَالَ فَعَطَشَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ بِرَاعٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ
الصَّدِيقُ فَأَخَذْتُ قَدًا حَافِلَبْتُ فِيهِ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ فَأَتَيْتُهُ
فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ

ترجمہ : ہشام نے اپنے والد اور زوجہ فاطمہ سے انھوں نے اسماء
رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے کھانا تیار کیا جبکہ انھوں نے مدینہ منورہ جانے کا ارادہ کیا میں نے اپنے
والد سے کہا میں اپنے ازار بند کے سوا تو شہ دان باندھنے کے لئے کچھ نہیں پاتی ہوں۔ ابوبکر صدیق نے کہا
اسے پھاڑ دو چنانچہ میں نے وہی کیا اس لئے مجھے ذات نطاقین کہا جاتا ہے۔
اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ جس نے نطاق پھاڑ کر توشہ دان باندھنے کے لئے کہا تھا وہ ان
کے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے
ترجمہ : ابواسحاق سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے براء کو یہ کہتے

۳۶۶۔ — حَدَّثَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ
 هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ
 الزُّبَيْرِ قَالَتْ فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتَمِّمٌ فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَتَزَلْتُ بِقُبَاءٍ
 ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ فِي حَجْرَةٍ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ
 فَمَضَعَهَا ثُمَّ تَقَلَّ فِي فِيهِ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيقُ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَنَكَهُ بِتَمْرَةٍ ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَكَ عَلَيْهِ كَانَ
 أَوَّلَ مَوْلُودٍ وَلِدَ فِي الْإِسْلَامِ تَابِعَهُ خَالِدُ بْنُ خُلَيْدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ
 مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّهَا هَاجَرَتْ إِلَى النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حُبْلَى

ہوئے متا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو سراقہ بن مالک بن جہشم آپ کے پیچھے
 لگ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے بد دعا کی تو اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نے کہا میرے
 لئے دعاؤں فرمائیں میں آپ کو کچھ ضرر نہ دوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا کی۔ راوی نے کہا
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاس لگی اور ایک چرواہے کے پاس سے گزرے تو ابو بکر صدیق نے کہا میں نے
 پیالہ لیا اور اس میں دودھ دوں اور آپ کے پاس لایا آپ نے پیا حتیٰ کہ میں خوش ہو گیا۔

(حدیث ۲۲۶۶ کی شرح دیکھیں)

۳۶۶۔ — ترجمہ : اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن زبیر ان
 کے بطن میں تھے۔ انہوں نے کہا میں ہجرت کرنے نکلی جبکہ

میں پورے دن کرچکی تھی۔ میں مدینہ منورہ میں آئی اور قباء میں اقامت کی اور قباء میں ہی عبد اللہ کو جنم دیا پھر میں
 اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی اور اسے آپ کی آغوش میں رکھ دیا۔ آپ نے کھجور منگوائی اور
 اسے چبا کر عبد اللہ کے منہ میں محسوس ڈالا پس پہلی شئی جو عبد اللہ کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کا محسوس تھا۔ پھر اسے کھجور کی گٹھی دی اور اس کے لئے برکت کی دعا کی۔ عبد اللہ پہلا بچہ تھا جو اسلام

۳۶۶۱ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَوَّلُ مَوْلُودٍ وَلِدَ فِي الْإِسْلَامِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ أَتَوَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَرَةً فَلَاكَهَا ثُمَّ أَدْخَلَهَا فِي فِيهِ فَأَوَّلُ مَا دَخَلَ بَطْنَهُ رِيقُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں پیدا ہوا۔ زکریا بن یحییٰ کی خالد بن مخلد نے علی بن مسہر ہشام اور اسماء رضی اللہ عنہم کے ذریعہ متابعت کی کہ اسماء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی جبکہ وہ حاملہ تھیں۔

۳۶۶۰ — شرح : اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں حاملہ ہوئیں۔ وہ مدینہ منورہ کی طرف نکلیں اور حمل کی مدت پوری ہونے والی تھی جب نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم قباء سے تشریف لے گئے تو آپ کے بعد عبد اللہ پیدا ہوئے۔ جب اسماء انہیں آپ کے پاس لائیں تو آپ نے کھجور جیبا کر اسے گھٹی دی اور برکت کی دعاء فرمائی۔ مدینہ منورہ میں سب سے پہلے یہ پیدا ہوئے تھے اور مدینہ منورہ کے علاوہ مہاجرین میں سے عبد اللہ بن جعفر حبشہ میں پیدا ہوئے اور انصار میں سے مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد مسلم بن مخلد پیدا ہوئے۔ کہا گیا ہے کہ نعمان بن بشیر پیدا ہوئے۔ خالد بن مخلد شیعہ ہے۔ ۲۱۳ ہجری میں فوت ہوئے۔ علی بن مسہر ابوالحسن موصل کے قاضی تھے وہ کوئی حافظ محدث اور فقیہ ہیں۔ ۱۸۷ ہجری میں فوت ہوئے۔

۳۶۶۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اسلام میں پہلا بچہ جنم لینے والا حضرت عبد اللہ بن زبیر تھے رضی اللہ عنہ۔ انہیں نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کے پاس لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور لی اور اسے چبایا پھر اسے عبد اللہ کے منہ میں ڈالا تو ان کے پیٹ میں پہلی تھی داخل ہونے والی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب شریف تھا۔

۳۶۶۱ — شرح : یعنی ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں سب سے پہلے حضرت عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اس سے پہلی حدیث سے واضح ہوتا

ہے کہ عبد اللہ کی والدہ انہیں حضور کی خدمت میں لائی تھی۔ لیکن ممکن ہے کہ ان کے ساتھ ان کا شوہر زبیر یا بشیرہ ام المؤمنین ہوں۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبد اللہ رکھا پھر

۳۶۶۲ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ
 أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ
 مَالِكٍ قَالَ أَقْبَلَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ وَهُوَ مُرْدِفٌ
 أَبَا بَكْرٍ وَأَبُو بَكْرٍ شَيْخٌ يَعْرِفُ وَنَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَابٌّ لَا يَعْرِفُ
 قَالَ فَلَقِيَ الرَّجُلَ أَبَا بَكْرٍ فَيَقُولُ يَا أَبَا بَكْرٍ مَنْ هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي
 بَيْنَ يَدَيْكَ فَيَقُولُ هَذَا الرَّجُلُ يَهْدِيَنِي الطَّرِيقَ قَالَ فَيَحْسَبُ
 الْحَاسِبُ أَنَّ إِيَّاهُ يَعْنِي بِالطَّرِيقِ وَإِنَّمَا يَعْنِي سَبِيلَ الْخَيْرِ فَالْتَفَتَ
 أَبُو بَكْرٍ فَإِذَا هُوَ بِفَارِسٍ قَدْ لَحِقَهُمْ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا فَارِسٌ

جب وہ سات یا آٹھ برس کے ہوئے تو حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ سے بیعت کریں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرماتے ہوئے انہیں بیعت کر لیا۔

ابن اسحاق نے ذکر کیا جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو زید بن حارثہ کو بھیجا وہ آپ کی رفیقہ حیات سودہ بنت زمعہ دونوں صاحبزادیوں فاطمہ، ام کلثوم، زید بن حارثہ کی بیوی ام مین ان کے بیٹے اسامہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور ان کے ساتھ عبداللہ بن ابی بکر، ان کی والدہ ام سومان اور دونوں ہم شیر گان عائشہ اور اسماء بھی تشریف لائیں جبکہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی تعمیر فرما رہے تھے۔ بایں ہمہ اسماء کا کہنا کہ میں نے عبداللہ کو قبائ میں جنم دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ہجرت کے پہلے سال پیدا ہوئے تھے (فتح)

۳۶۶۲ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور آپ کے پیچھے اپنی سواری پر ابو بکر صدیق

تھے۔ ابو بکر صورت میں بوڑھے تھے انہیں ہر ایک پہچانتا تھا جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نوجوان غیر معروف تھے۔ حضرت انس نے کہا کوئی آدمی ابو بکر سے ملاقات کرتا اور کہتا اے ابا بکر یہ آدمی کون ہے جو تمہارے آگے ہے؟ وہ جواب دیتے یہ شخص مجھے راستہ بتانے والا ہے۔ گمان کرنے والا یہ گمان کرتا کہ وہ عام راہ بتانے والا ہے۔ حالانکہ ابو بکر کی مراد نیکی کا راستہ تھا۔ اچانک ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک طرف دیکھا

قَدْ لَحِقَ بِنَا فَالْتَفَتَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللَّهُمَّ اصْرَعْهُ
 فَصْرَعَهُ الْفَرَسُ ثُمَّ قَامَتْ تَحْتَهُ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَرْنِي بِمِ
 شَيْءٍ قَالَ فَقِفْ مَكَانَكَ لَا تُتْرَكَنَّ أَحَدًا يَلْحَقُ بِنَا قَالَ فَكَانَ
 أَوَّلَ النَّهَارِ جَاهِدًا عَلَى نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ آخِرَ النَّهَارِ
 مُسَلِّحَةً لَهُ فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَانِبَ الْحَرَّةِ ثُمَّ بَعَثَ
 إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَاءُوا إِلَى نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمُوا عَلَيْهِمْ مَا وَقَالُوا
 إِرْكَبَا أَمِينَيْنِ مُطَاعَيْنِ فَرَكِبَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٌ وَحَفُّوْا
 دُونَهُمَا بِالسَّلَاحِ فَقِيلَ فِي الْمَدِينَةِ جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ أَشْرَفُوا يَنْظُرُونَ
 وَيَقُولُونَ جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ فَأَقْبَلَ يَسِيرُ حَتَّى نَزَلَ جَانِبَ
 دَارِ أَبِي أَيُّوبَ فَإِنَّهُ لَيُحَدِّثُ أَهْلَهُ إِذَا سَمِعَ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
 سَلَامٍ وَهُوَ فِي مَخْلٍ لِأَهْلِهِ يَخْتَرِفُ لَهُمْ فَعَجَلَ أَنْ يَضَعَ الَّذِي

تو ایک شخص گھوڑے پر سوار ان کے پاس پہنچا چاہتا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! یہ سوار ہم تک پہنچ رہا ہے جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مڑ کر دیکھا تو فرمایا اے اللہ! اسے گرا دے تو اسے گھوڑے نے گرا دیا۔ پھر
 گھوڑے ہو کر ہنہانے لگا۔ اس شخص نے کہا یا رسول اللہ! آپ جو چاہتے ہیں مجھے حکم دیں تعمیل ہوگی، آپ نے فرمایا
 اپنی جگہ ٹھہرے رہو اور کسی کو ہمارے پاس نہ پہنچنے دو۔ حضرت انس نے کہا وہ شخص شروع دن میں آپ کو
 پکڑنے کی کوشش میں تھا اور آخر دن میں آپ کا محافظ بن گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرہ کے ایک
 طرف اقامت پذیر ہوئے۔ پھر انصار کو پیغام بھیجا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں کو
 سلام کہا اور عرض کیا آپ امن و امان سے سوار ہوں۔ ہم سب آپ کے مطیع ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سوار ہو گئے اور انصار نے انھیں ہتھیاروں سے گھیر لیا اور مدینہ منورہ میں
 یہ آوازیں بلند ہونے لگیں۔ نبی اللہ تشریف لے آئے نبی اللہ تشریف لے آئے۔ لوگ اونچی جگہوں پر چڑھ کر آپ کو

يَخْتَرِفُ لَهُمْ فِيهَا فِجَاءٌ وَهِيَ مَعَهُ فَسَمِعَ مِنْ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ
 رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ بُيُوتِ أَهْلِنَا أَقْرَبُ
 فَقَالَ أَبُو أَيُّوبَ أَنَا يَا نَبِيَّ اللَّهِ هَذَا دَارِي وَهَذَا بَابِي قَالَ فَاذْهَبْ
 فَهَيِّئْ لَنَا مَقِيلًا قَالَ قَوْمًا عَلَى بَرَكَتِهِ اللَّهُ فَلَمَّا جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ وَأَنَّكَ
 جِئْتَ بِحَقٍّ وَقَدْ عَلِمْتُ يَهُودَ أَنِّي سَيِّدُهُمْ وَأَبْنُ سَيِّدِهِمْ وَأَعْلَمُهُمْ
 وَأَبْنُ أَعْلَمِهِمْ فَأَدْعُهُمْ فَسَلِّمُهُمْ عَنِّي قَبْلَ أَنْ يَعْلَمُوا أَنِّي قَدْ أَسَلَمْتُ
 فَاهْتَمُّوا أَنْ يَعْلَمُوا أَنِّي قَدْ أَسَلَمْتُ قَالُوا فِي مَا لَيْسَ فِي فَارْسَلْ نَبِيُّ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلُوا فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ وَيَلَّكُمْ اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ أَنْتُمْ لَتَعْلَمُوا
 أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ حَقًّا وَأَنِّي جِئْتُكُمْ بِحَقٍّ فَاسْلِمُوا قَالُوا مَا نَعْلَمُهُ قَالُوا
 لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتْ فَأَيُّ رَجُلٍ فِيكُمْ عَبْدُ اللَّهِ

دیکھ رہے تھے۔ اور کہتے تھے نبی اللہ تشریف لے آئے نبی اللہ تشریف لے آئے۔ آپ چلتے ہوئے تشریف
 لائے اور ابو ایوب کے مکان کے پاس اتر پڑے آپ گھر والوں سے باتیں کر رہے تھے اچانک عبداللہ بن
 سلام نے سنا جبکہ وہ اپنے گھر والوں کے باغ میں کھجوریں چن رہے تھے وہ جلدی سے جمع کی ہوئی کھجوریں
 اپنے ساتھ لے کر آگئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنا پھر اپنے گھر چلے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا ہمارے اقبا میں سے کس کا گھر قریب ہے۔ ابو ایوب نے کہا یا رسول اللہ یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا دروازہ
 ہے۔ فرمایا چلو اور قبیلہ کے لئے جگہ تیار کرو۔ ابو ایوب نے کہا اللہ کی برکت ہے۔ دونوں تشریف لے گئے۔
 جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو عبداللہ بن سلام آئے اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور
 حق کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں۔ یہودی جانتے ہیں کہ میں ان کا سردار ہوں اور ان کے سردار کا بیٹا ہوں اور

ابْنُ سَلَامٍ قَالُوا ذَاكَ سَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا وَأَعْلَمْنَا وَابْنُ أَعْلَمِنَا
 قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ قَالُوا حَاشَىٰ لِلَّهِ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ قَالَ يَا ابْنَ
 سَلَامٍ أَخْرِجْ عَلَيْهِمْ فَخَرَجَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ اتَّقُوا اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ
 الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ أَنْتُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ وَأَنَّهُ جَاءَ
 بِحَقِّ فَقَالُوا كَذَبْتَ فَأَخْرَجَهُم رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ان کا بڑا عالم ہوں اور بڑے عالم کا بیٹا ہوں۔ آپ انہیں بلائیں اور انہیں میرے اسلام کا علم ہونے سے پہلے
 پوچھیں کیونکہ اگر انہیں معلوم ہو گیا کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے تو میرے متعلق وہ باتیں کریں گے جو مجھ میں
 نہیں ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پیغام بھیجا وہ آئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اے یہودیوں کی جماعت! تمہاری خرابی ہو۔ اللہ سے ڈرو! اللہ کی قسم جس کے سوا
 کوئی حق معبود نہیں۔ تم جانتے ہو کہ میں اللہ کا سچا رسول ہوں اور تمہارے پاس سچ لے کر آیا ہوں۔ تم اسلام
 قبول کرو انہوں نے کہا ہم اسے نہیں جانتے ہیں۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تین بار کہا۔ آپ نے فرمایا
 تم میں عبد اللہ بن سلام کیسا شخص ہے؟ انہوں نے کہا وہ ہمارا سید ہے اور ہمارے سید کا بیٹا ہے اور ہمارا بڑا
 عالم ہے اور بڑے عالم کا بیٹا ہے۔ فرمایا: مجھے بتاؤ اگر وہ اسلام قبول کرے انہوں نے کہا اللہ نہ کرے وہ
 اسلام قبول نہیں کر سکتے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد اللہ بن سلام باہر آؤ وہ باہر آئے اور ان
 سے کہا اے یہودیوں کی جماعت اللہ سے ڈرو! اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی حق معبود نہیں۔ تم جانتے ہو کہ آپ اللہ
 کے رسول ہیں اور سچا مذہب لے کر آئے ہیں۔ یہودیوں نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں
 باہر نکلوا دیا۔

۳۶۶۲ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ سرور کائنات
 صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے۔ یہی آپ کی ہجرت تھی۔ قولہ وهو مودف “ یہ جملہ حالیہ ہے
 اس کے معنی میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق سواری پر خباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 پیچھے بیٹھے تھے۔ دوسرا یہ کہ وہ دوسری سواری پر سوار تھے جو آپ کے پیچھے تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
 کے بال سفید تھے۔ اس لئے حدیث میں انہیں شیخ ذکر کیا حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے زیادہ عمر کے
 تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شام کے سفر تجارت میں مدینہ منورہ سے گزرا کرتے تھے اور وہاں کے لوگ

انہیں پہچانتے تھے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال نہ تھا اس لئے کہا ابو جریح شیخ یعرف، یعنی ابو جریح بڑے معروف تھے۔ اس سفر میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جریح صدیق سے فرمایا تھا کہ لوگوں کو مجھ سے بے خبر رکھنا اس لئے جب کوئی اُن سے پوچھا کہ تم کون ہو تو وہ کہتے ”باغی حاجیہ“ حاجت کا متلاشی ہوں اور جب یہ کہا جاتا کہ یہ کون ہے؟ تو وہ کہتے رَجُلٌ یُھْدِیْنِی السَّبِيلَ، وہ آدمی مجھے راہ بتاتے ہیں۔ یعنی دین کی ہدایت کرتے ہیں اور پوچھنے والا یہ سمجھتا کہ وہ راستہ کی ہدایت دیتے ہیں۔ اُن کا تعاقب کرنے والا فارس سراقہ بن مالک جب قریب ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا اور سراقہ گر پڑا اور بار بار ایسا کہنے سے وہ مغلوب ہو گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم تم سے کچھ نہیں چاہتے صرف یہ کہ وہ کوئی ہمارا تعاقب نہ کرے چنانچہ سراقہ وہاں ٹھہر گیا اور لوگوں کو واپس کرتا رہا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رد مسلحہ، محافظ بن گیا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دادی سلمیٰ بنت عمرو جو حضرت عبدالمطلب کی والدہ ہیں وہ بنی مالک بن نجار قبیلہ سے ہیں اس لئے عورتوں کے اعتبار سے آپ کی اُن سے قرابت ہے۔ اس لئے براء کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ماموؤں بنی نجار کے پاس ٹھہرے۔ اسی لئے اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: اَحْسَى بَيُّوتِ اَهْلِنَا اقْرَبُ، ہمارے اقربا میں سے کس کا گھر زیادہ قریب ہے۔ عبد اللہ بن سلام آپ کی آمد سن کر حاضر خدمت ہوئے اور تین سوالات عرض کئے اور کہا انہیں صرف نبی جانتے ہیں۔ اول یہ کہ قیامت کی پہلی شرط کیا ہے دوسرا یہ کہ جنسی لوگوں کو سب سے پہلے کیا کھلایا جائے گا۔ تیسرا یہ کہ بچہ کبھی ماں کے مشابہ ہوتا ہے کبھی باپ کے مشابہ ہوتا ہے اس کا سبب کیا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تینوں سوالوں کا جواب دیا تو اُنھوں نے کہا: اَشْهَدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اور آپ سچا مذہب لے کر آئے ہیں پھر یہودیوں کی عادت ذکر کی جو حدیث میں مفصل مذکور ہے۔ اس مقام میں یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ کسی بزرگ شخصیت کی آمد پر خوشی کا اظہار کرنا، نعرے بلند کرنا جلوس نکالنا، فقراء و مساکین کو کھانا کھلانا، صدقات و خیرات کرنا مستحسن ہے۔ چنانچہ مسلم شریف ص ۴۱۹ حدیث الحجرت کے باب میں مذکور ہے کہ مدینہ منورہ والوں میں بحث و تمحیص ہونے لگی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں اقامت فرمائیں؟ تو آپ نے فرمایا میں عبدالمطلب کے ماموؤں بنی نجار کے قبیلہ میں اُتروں گا۔ اس طرح انہیں اعزاز و اکرام سے نوازوں گا۔ تو مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ بچے ادھر ادھر خوشی منانے لگے اور خدام نے راستوں میں نعرے لگانے شروع کئے وہ کہتے تھے یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ، اس کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ ذکر کرتے ہیں۔ اس حدیث سے انصار کے فضائل ملتے ہیں۔ کیونکہ اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بہت خوشی کی تھی اور سرور کا اظہار کیا تھا اور اس میں صلہ رحمی کی فضیلت ہے اگرچہ وہ بعید ہی کیوں نہ ہوں اور جب کوئی مرد کامل اور بزرگ کسی شہر میں آئے جس میں اس کے اقارب رشتہ دار ہوں تو وہ ان کے پاس اقامت کرے تاکہ ان کا اعزاز و تحکیم ہو۔

علامہ شیخ محمد تھانوی نے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فذلہ

أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجْزِهِمْ شَيْئًا يَعْنِي جَسَدِ نِكَالِ اسے اس کا ثواب ہوگا اور جو لوگ اس پر عمل کریں گے ان کا بھی ثواب ملے گا اور اللہ ان کے ثواب سے کچھ کم نہ کرے گا (نسائی باب التحریض علی الصدقة) کے حاشیہ میں ذکر کرتے ہیں میں کہتا ہوں - مستحب بدعت یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کے محافل منعقد کئے جائیں جیسا کہ امام حافظ ابو محمد المعروف ابو شامہ اپنی کتاب "الباعث علی انکار البدع والحوادث" میں بدعت کی تقسیم اور اس کی دونوں قسمیں حسنہ اور سیئہ کی تعریف نقل کرنے کے بعد کہا جو امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کریں -

ہمارے اس زمانہ میں جو اچھی بدعت ہے وہ یہ ہے جو ازل شہر میں ہر سال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کے دن کے موافق کیا جاتا ہے - صدقات و خیرات کئے جاتے ہیں - فرحت و مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے - فقراء و مساکین میں کھانا تقسیم کیا جاتا ہے - اس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و تعظیم اور جلالت خوشی کرنے والوں کے قلوب میں ظاہر ہوتی ہے جس نے اس مستحسن امر کی ایجاد کی اللہ تعالیٰ اس کی سعی کو قبول فرمائے، انتہی -

مذکور تقریر سے واضح ہوتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں آمد کی خوشی میں محافل میلاد برپا کرنا جلوس نکالنا اور اس میں نعرہ ہائے یار رسول اللہ بلند کرنا مستحسن ہے - کیونکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری بہت بڑی نعمت ہے - لہذا اس نعمت عظیمہ کے نزول کے روز عید منانا مستحب ہے -

بخاری شریف میں ہے کہ ایک یہودی نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا تمہارے قرآن میں ایک آیت ہے اگر وہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن عید منایا کرتے اور وہ الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ الْاِيَةَ ہے - حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں جانتا ہوں یہ آیت کہاں اور کب نازل ہوئی - اسلام میں وہ عید کا دن ہے -

الحاصل عمر فاروق نے یہودی کے کلام کی تصدیق کی کہ نعمت کے نزول کے دن عید منانا جائز ہے - بخاری میں قرآن کریم کی اس آیت "الَّذِينَ بَدَلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ" کی تفسیر میں نقل کیا کہ اللہ کی نعمت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں (اس کی مفصل تفسیر حدیث ۴۳ کی شرح میں دیجیں)

۳۶۶۳ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ

عَنْ اَبْنِ جُوَيْمِرٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ اَبْنِ عُمَرَ
عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ كَانَ فَرَضٌ لِّلْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ اَرْبَعَةٌ
الْاَوَّلِيْنَ فِيْ اَرْبَعَةٍ وَفَرَضٌ لِابْنِ عُمَرَ ثَلَاثَةُ الْاَوَّلِيْنَ وَخَمْسَ مِائَةٍ فَقِيْلَ
لَهُ هُوَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَلِمَ نَقَصْتَهُ مِنْ اَرْبَعَةِ الْاَوَّلِيْنَ فَقَالَ اِنَّمَا
هَاجَرِيَهُ اَبَوَاهُ يَقُوْلُ لَيْسَ هُوَ كَمَنْ هَاجَرَ بِنَفْسِهِ

۳۶۶۳ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے

ہزار درہم وظیفہ مسترد کیا اور ابن عمر کیلئے تین ہزار پانچ سو وظیفہ مقرر کیا ان سے کہا گیا عبد اللہ بھی تو مہاجرین میں سے ہیں آپ نے ان کا وظیفہ چار ہزار سے کم کیوں مقرر کیا ہے؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا عبد اللہ کے ساتھ اس کے والدین نے ہجرت کی تھی۔ وہ ان لوگوں جیسے نہیں جنہوں نے تنہا ہجرت کی ہے۔

۳۶۶۳ — شرح : یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے مہاجرین اولین کے وظائف مقرر کئے۔ مہاجرین

اولین وہ ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں بیت المقدس اور کعبہ شریف کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھی ہے۔ کیا یہ وہ لوگ ہیں جو جنگ بدر میں حاضر تھے۔

قولہ فی اَرْبَعَةٍ ” یہ تقسیم کے لئے ذکر کیا ہے یعنی ہر مہاجر کے لئے چار ہزار وظیفہ مقرر کیا یا مراد چار فضول ہیں۔ جب حضرت امیر المؤمنین سے کہا گیا کہ اپنے بیٹے کا وظیفہ کیوں کم کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ عبد اللہ نے تنہا ہجرت نہیں کی تھی وہ ان کے عیال میں داخل تھے اور اپنے والدین کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ اس وقت عبد اللہ کی عمر صرف بارہ سال کچھ ماہ تھی۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے امامانِ کریمانِ حسن و حسین علیہما السلام کے لئے وہی وظیفہ مسترد کیا جو مہاجرین کے لئے مقرر کیا تھا۔

۳۶۶۲ — ۳۶۶۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ
 أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَوْعَشِيِّ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ هَاجَرْنَا
 مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا
 يَحْيَى عَنْ الْأَوْعَشِيِّ قَالَ سَمِعْتُ شَقِيقَ بْنَ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا خَبَّابٌ
 قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَغِي وَجْهَ اللَّهِ وَوَجِبَ
 أَجْرُنَا عَلَى اللَّهِ فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ
 مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا يَكْفِيهِ فِيهِ الْيَوْمَ
 كُنَّا إِذَا غَطَيْنَا بِهَارِاسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ فَإِذَا غَطَيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ
 رَأْسُهُ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَقْطَعَ رَأْسَهُ بِهَا وَنَجْعَلَ
 عَلَى رِجْلَيْهِ إِذَا خَرَأَ وَمِنَّا مَنْ أَيْبَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَيُؤْكِدُ بِهَا

ترجمہ : اعمش نے کہا میں نے شقیق بن سلمہ کو یہ
 کہتے ہوئے سنا کہ مجھ سے خباب نے بیان
 کیا کہ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس حال میں ہجرت کی کہ ہم اللہ کی رضا کے طالب تھے ہمارا
 ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہو گیا ہم میں سے بعض تو فوت ہو گئے اور اپنے اجر سے کچھ نہ کھایا اور ان میں سے مصعب
 ابن عمیر ہیں جو اُحُد کی جنگ میں شہید ہو گئے۔ ہم نے ان کے لئے کوئی شے نہ پائی جس میں انہیں کفن دیں صرف
 ایک کنبل تھا۔ جب ہم اس کے ساتھ ان کا سر ڈھانپتے تھے تو ان کے پاؤں باہر نکل جاتے تھے جب پاؤں
 ڈھانپتے تھے تو ان کا سر کھل جاتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اس سے ان کا
 سر ڈھانپیں اور ان کے پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دیں۔ ہم میں سے بعض کا پھل پکا اور وہ اسے کھا رہا ہے۔
 بخاری نے کہا۔ یتعم کا معنی ہے پک گیا۔

شرح : ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت
 کی کا معنی یہ ہے کہ آپ کی اجازت سے

۳۶۶۶ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُشَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا رُوْحٌ قَالَ
 حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَرْدَةَ بْنُ
 أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ قَالَ قَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ هَلْ تَذَرِي
 مَا قَالَ أَبِي لِأَبِيكَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَإِنَّ أَبِي قَالَ لِأَبِيكَ يَا أَبَا مُوسَى
 مَا لِي بِسُرِّكَ إِسْلَامُنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَجَرْتَنَا مَعَهُ
 وَجَاهَدْنَا مَعَهُ وَعَمَلْنَا كُلَّهُ مَعَهُ بَرَدْنَا وَإِنْ كُلَّ عَمَلٍ عَمَلْنَا هُ بَعْدَهُ
 نَجُونَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقَالَ أَبِي لِأَبِيكَ قَدْ جَاهَدْنَا بَعْدَ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَيْنَا وَصَمْنَا وَعَمَلْنَا خَيْرًا كَثِيرًا وَأَسْلَمَ
 عَلَى أَيْدِينَا بِشَرِّ كَثِيرٍ وَإِنَّا لَتَرْجُو ذَلِكَ فَقَالَ أَبِي لَكِنِّي أَنَا وَالَّذِي
 نَفْسُ عُمَرُ بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنَّ ذَلِكَ بَرَدْنَا وَإِنْ كُلَّ شَيْءٍ عَمَلْنَا
 بَعْدَ نَجُونَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقُلْتُ إِنَّ أَبَاكَ وَاللَّهِ خَيْرٌ مِنِّي إِلَى

ہجرت کی کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف ابو بکر صدیق اور عامر بن فہیرہ نے ہجرت کی تھی۔
 (حدیث ۱۲۰۵ کی شرح دیکھیں)

۳۶۶۶ — ترجمہ : ابو بردہ بن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے

عبد اللہ بن عمر نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ میرے والد نے

آپ کے والد سے کہا تھا۔ ابو بردہ نے کہا میں نے کہا میں نہیں جانتا ہوں۔ عبد اللہ بن عمر نے کہا میرے
 والد نے آپ کے والد سے کہا تھا اے اباموسیٰ! کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے ساتھ ہمارا اسلام، ہماری ہجرت، ہمارا جہاد اور ہر وہ کام جو ہم نے آپ کے ساتھ کیا قائم رہے۔ اس کا
 ثواب ہمارے لئے ثابت ہو چکا ہے اور ہم نے آپ کے بعد جو کام کیا ہے وہ پورا پورا ہے۔ انہوں نے ہمارے
 عقاب ہو، تو میرے والد نے کہا بخدا ایسا نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

۳۶۶۷ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ صَبَاحٍ أَوْ بَلَّغَنِي عَنْهُ قَالَ
 حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُمَرَ عَنْ سَمْعَتِ بْنِ عُمَرَ إِذْ أُقِيلَ لَهُ
 هَاجِرُ قَبْلِ أَبِيهِ لِعُصْبٍ قَالَ فَقَدِمْتُ أَنَا وَعُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
 فَوَجَدْنَا لَا قَائِلًا فَرَجَعْنَا إِلَى الْمَنْزِلِ فَأَرْسَلَنِي عُمَرُ وَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ
 هَلْ اسْتَيْقَظَ فَأَيْتَهُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَبَايَعْتُهُ ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى عُمَرَ
 فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّهُ قَدْ اسْتَيْقَظَ فَانْطَلَقْنَا إِلَيْهِ مُرَوِّلُ هَرُولٍ حَتَّى دَخَلْ
 عَلَيْهِ فَبَايَعَهُ ثُمَّ بَايَعْتُهُ

جہاد کیا، نماز پڑھیں، روزے رکھے اور بہت نیک کام کئے۔ ہمارے ہاتھوں بہت لوگ مسلمان ہوئے ہم اس کے
 امتیادار ہیں۔ عبداللہ نے کہا میرے والد نے کہا لیکن اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے
 میری خواہش یہ ہے کہ یہ ثواب ہمارے لئے ثابت ہو چکا ہے اور جو عمل ہم نے آپ کے بعد کیا ہے وہ
 پورا پورا ہے ہم اس سے نجات پاگئے۔ تو میں نے کہا یقیناً آپ کا والد بخدا میرے والد سے بہتر ہے۔
 شرح : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا تھا وہ صرف
 تواضع اور انکساری کے طور پر کہا تھا یا اس لئے کہ انسان

۳۶۶۷ —

کے عمل میں کچھ نہ کچھ تقصیر ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس کی مکافات ہو جائے اور وہ خود دین میں سالم رہے
 آخر میں ابو بردہ نے عبداللہ بن عمر سے کہا بخدا تمہارا والد میرے والد سے بہتر اور زیادہ فقیہ ہے۔
 ترجمہ : ابو عثمان کھدی نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے
 سنا کہ جب انہیں کہا جاتا کہ انھوں نے اپنے والد سے پہلے

۳۶۶۷ —

ہجرت کی تو وہ غصہ سے بھر جاتے اور فرماتے میں اور عمر فاروق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 آئے اور ہم نے آپ کو اس حال میں پایا کہ آپ قیلولہ فرما رہے ہیں ہم گھر واپس چلے گئے۔ پھر مجھے ”میرے والد
 عمر فاروق نے بھیجا اور فرمایا جاؤ اور دیکھو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جاگے ہیں؟ میں آپ کے پاس آیا اور
 حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کی بیعت کی پھر میں عمر فاروق کے پاس گیا اور انہیں خبر دی کہ آپ نیند
 سے بیدار ہو چکے ہیں تو ہم تیز چلتے ہوئے آئے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عمر فاروق نے
 آپ کی بیعت کی پھر میں نے بیعت کی۔

۳۶۶۸ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيحُ
ابْنُ مُسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُونُسَ عَنْ أَبِي عَنْ أَبِي
إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ قَالَ ابْتِاعَ أَبُو بَكْرٍ مِنْ عَازِبِ
رَحْلًا حَمَلَتْهُ مَعَهُ قَالَ فَسَأَلَهُ عَازِبٌ عَنْ مَسِيرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ أَخَذَ عَلَيْنَا بِالرَّصَدِ فَخَرَجْنَا لَيْلًا فَأَحْبَيْنَا لَيْلَنَا وَيَوْمَنَا حَتَّى قَامَ
قَائِمُ الظَّهِيرَةِ ثُمَّ رَفَعَتْ لَنَا صَخْرَةً فَأَيُّنَا هَا وَلَهَا شَيْءٌ مِنْ ظِلِّ قَالَ
فَفَرَشْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُرُوشَةً مَعِيَ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْطَلَقْتُ أَنْفَضُ مَا حَوْلَهُ فَإِذَا أَنَا بِبَرَاءٍ قَدْ أَقْبَلَ فِي
عُثْمَةِ يُرِيدُ مِنَ الصَّخْرَةِ مِثْلَ الَّذِي أَرَدْنَا فَسَأَلْتُهُ لِمَنْ أَنْتَ

شرح : یعنی جب عبد اللہ بن عمر سے کہتا کہ اُنھوں نے اپنے والد

۳۶۶۷

سے پہلے ہجرت کی ہے تو ایسے کلام کرتے جیسے کوئی غصہ

سے بات کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہیں ان کے والد پر فوقیت نہ دی جائے۔ حضرت عبد اللہ نے
بیعت کا واقعہ بیان کیا یہ بیعت رضوان ہے۔ مدینہ منورہ میں آنے کے وقت کی بیعت نہیں کیونکہ
اس وقت وہ کمسن تھے اور بیعت کرنے کی حالت میں نہ تھے۔ کیونکہ جنگ اُحد میں انہیں جنگ میں
شمولیت کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ اس لئے یہ بیعت جنگ کی بیعت نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم !

ترجمہ : ابواسحاق نے کہا میں نے براء ابن عازب کو یہ بیان کرتے

۳۶۶۸

ہوئے سنا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عازب

سے کچا وہ خریدا میں اسے اُٹھا کہ اُن کے ساتھ گیا۔ براء نے کہا عازب نے ابوبکر صدیق سے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر ہجرت کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا ہم پر جاسوس مقرر کئے گئے تو ہم رات کو
(غارِ ثور) سے نکلے اور رات دن تیز چلتے رہے حتیٰ کہ دوپہر ہو گئی۔ پھر ہمارے سامنے ایک اونچا پتھر ظاہر
ہوا ہم وہاں آئے اس کا بھوڑا سا سایہ تھا تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی پوستیں

بَاغْلَامُ فَقَالَ أَنَا لِفُلَانٍ فَقُلْتُ لَهُ هَلْ فِي غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ وَمَعِيَ
 أَدَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ عَلَيْهِمَا خُرْقَةٌ قَدَرُوا أَنَّهُمَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَشَرِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى
 رَضِيتُ ثُمَّ أَرْتَحِلْنَا وَالطَّلَبُ فِي إِثْرِنَا قَالَ الْبَرَاءُ فَدْخَلْتُ مَعَ أَبِي
 بَكْرٍ عَلَى أَهْلِهِ فَإِذَا عَالِشَةُ ابْنَتُهُ مُصْطَبِجَةٌ قَدْ أَصَابَتْهَا حُمَّى
 فَرَأَيْتُ أَبَاهَا فَقَبَّلَ خَدَّهَا وَقَالَ كَيْفَ أَنْتِ يَا بِنْتِي

بچھا دی آپ اس پر لیٹ گئے اور میں نے آپ کا ارد گرد صاف کرنا شروع کیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک
 چرواہا بکریاں لارہا ہے اور وہ بھڑکی چٹان سے سایہ حاصل کرنے کا ارادہ کرتا ہے جو ہم نے ارادہ کیا تھا۔
 میں نے اس سے پوچھا اے بچے تو کس کا غلام ہے اس نے کہا میں فلاں شخص کا غلام ہوں میں نے کہا کیا تیری
 بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا جی ہاں! میں نے کہا کیا تو دودھ دے گا؟ اس نے کہا جی ہاں! پھر
 ان بکریوں میں سے ایک بکری پکڑی تو میں نے اسے کہا اس کا پستان صاف کر لو! اس نے تھوڑا سا دودھ
 دیا (بیالہ کی مقدار) میرے پاس پانی کا مشکیزہ تھا اس پر کپڑا باندھا ہوا تھا میں اس میں جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانی لایا تھا۔ میں نے دودھ پر پانی ڈالا وہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا پھر میں وہ جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور میں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ بیٹے جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا حتیٰ کہ میں خوش ہو گیا۔ پھر ہم نے کوچ کیا جبکہ ہمارے متلاشی ہمارے پیچھے آرہے تھے۔ براء
 نے کہا میں ابوبکر صدیق کے ساتھ ان کے گھر گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ان کی صاحبزادی عاتشہ لیٹی ہوئی ہیں۔ انہیں
 بخار تھا۔ میں نے عاتشہ کے والد کو دیکھا کہ انہوں نے ان کے رخسار پر بوسہ دیا اور فرمایا: اے میری
 بیٹی کیسے حال ہے؟

شرح: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ ابوبکر صدیق کے گھر میں داخل
 ہونا یقیناً نزولِ حجاب سے پہلے تھا۔ اور عاتشہ رضی اللہ عنہا اس

۳۶۶۸ —

وقت نابالغہ تھیں۔ حدیث ۳۴۸۴ کی شرح دیکھیں۔

۳۶۶۹ حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا
 مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي عُبَيْلَةَ أَنَّ عَقْبَةَ
 ابْنَ وَتَاجَ حَدَّثَهُ عَنْ أَنَسٍ خَادِمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ
 فِي أَصْحَابِهِ أَشْمَطُ غَيْرَ أَبِي بَكْرٍ فَعَلَفَهَا بِالْحَنَاءِ وَالْكُتْمِ وَقَالَ دَحِيمُ
 حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدٍ عَنْ
 عَقْبَةَ ابْنِ وَتَاجَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَكَانَ أَسَنَ أَصْحَابِهِ أَبُو بَكْرٍ فَعَلَفَهَا بِالْحَنَاءِ
 وَالْكُتْمِ حَتَّى قَنَأَ لَوْنُهَا

ترجمہ : جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم
 انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ ابوبکر صدیق کے سوا آپ کے صحابہ کرام
 میں سفید سیاہ ملے جلے بالوں والا کوئی صحابی نہ تھا۔ اُنھوں نے بالوں پر مہندی
 اور رسمہ لگایا۔ عقبہ بن و تاج نے بیان کیا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں
 شرح : یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے
 مدینہ منورہ تشریف لائے۔ اور مدینہ منورہ
 میں آکر ابوبکر صدیق نے بالوں پر مہندی کے ساتھ رسمہ لگایا۔

طرائی میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مہندی خوشبو ہے۔
 امام ابو حنیفہ اور آپ کے تلامذہ بھی یہی کہتے ہیں۔ اسی لئے وہ مُحْرَم کے لئے
 مہندی لگانا جائز نہیں کہتے ہیں۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کُتْمِ رسمہ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم !

۳۶۷۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ
يُونُسَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ
تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ كُلِّبٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ بَكْرٍ فَلَمَّا هَاجَرَ أَبُو بَكْرٍ طَلَقَهَا
فَتَزَوَّجَهَا ابْنُ عَمِّهَا هَذَا الشَّاعِرُ الَّذِي قَالَ هَذِهِ الْقَصِيدَةُ رَفِئًا
كَفَّارَ قُرَيْشٍ ۖ مَا ذَا بِالْقَلِيبِ قَلِيبٌ بَدْرٍ ۖ مِنَ الشِّيزَى تُوْتِنُ بِالشَّامِ
وَمَا ذَا بِالْقَلِيبِ قَلِيبٌ بَدْرٍ ۖ مِنَ الْقَيْنَاتِ وَالشَّرِبِ
الْكَرَامِ ۖ تَحْيَى بِالسَّلَامَةِ أُمُّ بَكْرٍ ۖ وَهَلْ لِي بَعْدَ قَوْمِي مِنْ
سَلَامٍ ۖ يُحَدِّثُنَا الرَّسُولُ بَانَ سَنَحْيَى ۖ وَكَيْفَ حَيَاةُ أَصْدَاءِ وَهَامِ

۳۶۷۔ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ قبیلہ کلب کی ایک عورت سے نکاح کیا جسے ام بکر کہا
جاتا تھا۔ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی تو اسے طلاق دے دی تو ان کے چچا کے بیٹے نے اس سے
نکاح کر لیا۔ یہ وہی شاعر ہے جس نے یہ قصیدہ کہا اس نے کفار قریش کی مرثیہ خوانی کی۔
کہاں میں قلیب بدر والے جو شیزئی لکڑی سے بنے ہوئے پیالوں کے مالک تھے جو اونٹ کے کولان کے گوشت
سے پھرے ہوئے تھے۔ کہاں میں قلیب بدر والے جو گانے والی لونڈیوں کے مالک تھے اور شراب پینے میں شریک
ہونے والے تھے۔ ام بکر میری سلامتی کی دعائیں کرتی ہے۔ کیا میری قوم کی ہلاکت کے بعد میری سلامتی
ہے ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بتاتے ہیں کہ ہم عنقریب زندہ ہوں گے۔ بڑیاں اور کھوپڑیاں کیسے
زندہ ہوں گی ؟

۳۶۷۔ — شرح : حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے وقت
اپنی بیوی ام بکر کو طلاق دی تو اس کے چچا کے بیٹے نے اس سے نکاح کر لیا۔ اس نے یہ اشعار کفر کی
حالت میں کہے تھے۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا تھا۔ ابن حجر عسقلانی نے فتح میں ذکر کیا کہ فاکھی نے اس حدیث میں
اضافہ ذکر کیا ہے جس کے باعث امام بخاری نے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا
نے فرمایا بخدا ! ابو بکر صدیق نے جاہلیت اور اسلام میں کبھی شعر نہیں کہا ہے اور مسخوں نے اور عثمان نے
جاہلیت میں کبھی شراب نہیں پیا ہے اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ ابو بکر صدیق نے تحریم خمر سے قبل شراب پی بھی کیونکہ

۳۶۷۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ
ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَاةِ
فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِأَقْدَامِ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ لَوْ أَنَّ بَعْضَهُمْ
طَاطَأَ بَصَرَهُ رَأَانَا قَالَ اسْكُتْ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ اللَّهَ تَالِثَهُمَا
۳۶۷۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ
مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ
قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ قَالَ

ام المؤمنین رضی اللہ عنہما اپنے والد کا حال زیادہ جانتی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے شراب پینے کی
روایت ابوالقموص نے کی ہے اس کی ابوبکر صدیق سے ملاقات نہیں ہوئی شاید وہ رافضی ہے۔ قلیب بدر،
پرانا کنواں ہے جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے ہلاک شدہ سرداروں کی لاشیں
پھینکی تھیں۔ مذکور شاعر نے ان مذکورہ ابیات میں ان کی مرثیہ خوانی کی ہے۔

شِینَوِی، درخت ہے جس سے پیالے بنائے جاتے تھے۔ ان میں لوگ شریذ بناتے تھے اور پیالوں
سے مراد پیالوں والے ہیں۔ قینات، قینہ کی جمع ہے وہ گانے والی عورت ہے۔ شرب، شراب کی جمع ہے۔
اس سے مراد شرکاء ہیں جو شراب پینے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ اصداء، صدی کی جمع ہے اس کا معنی
آلو ہے۔ هام، هامہ کی جمع ہے۔ اس کا معنی سر کی کھوپڑی ہے۔

ترجمہ : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں غار ثور میں

۳۶۷۱

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ میں نے سر اٹھایا تو

لوگوں کے قدم دیکھے پھر میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! اگر ان میں سے کوئی اپنی نظر نیچی کر لے تو ہمیں دیکھ لے گا آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابابکر چپ رہو ہم دو ہیں۔ تیسرا اللہ ہے۔ (حدیث ۳۶۱۸ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : عطاء بن یزید لیثی نے بیان کیا کہ مجھے ابوسعید رضی اللہ عنہ

۳۶۷۲

نے کہا کہ ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور

آپ سے ہجرت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا تیری خرابی ہو۔ ہجرت کا معاملہ بہت سخت ہے کیا تیرے

حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ
عَنِ الْهَجْرَةِ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنَّ الْهَجْرَةَ شَأْنٌ شَدِيدٌ فَمِنْ لَكَ مِنْ
إِبْلِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتُعْطَى صَدَقَتُهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمِنْ تَمَنُّعٍ مِنْهَا قَالَ
نَعَمْ قَالَ فَتَحْلِبُهَا يَوْمَ وُرُودِهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبَحَارِ
فَإِنَّ اللَّهَ لَنْ يَتْرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا

بَابُ مَقْدَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَأَصْحَابِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ

۳۶۷۳ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ

پاس اونٹ ہیں اُس نے کہا جی ہاں! فرمایا ان کی زکوٰۃ ادا کرتے ہو عرض کیا جی ہاں! فرمایا کیا تو اُن میں کوئی
اونٹنی کسی کو دیتا ہے کہ وہ فائدہ حاصل کرے عرض کیا جی ہاں! فرمایا کیا انہیں پانی پلانے کے روز
دوہتے ہو اور خیرات کرتے ہو۔ عرض کیا جی ہاں! فرمایا سمندر کے پار عمل کرو۔ اللہ تیرے عمل سے کچھ نقصان
نہ کرے گا۔

۳۶۷۲ — شرح : یعنی جب تو حقوق پورے ادا کرتا ہے۔ تو تم پر اپنے

وطن میں اقامت کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ (حدیث عن ۱۳۷، ۲۴۵۷ کی شرح دیکھیں)

بَابُ — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے

صحابہ کرام کا مدینہ منورہ میں تشریف لانا

۳۶۷۳ — ترجمہ : شعبہ نے کہا ہمیں ابو اسحاق نے خبر دی کہ انھوں نے براہ کو یہ

اَنَا ابُو اسْحَقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ قَالَ اَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ
ابْنُ عَمِيْرٍ وَابْنُ اُمِّ مَكْتُومٍ ثُمَّ قَدِمَ عَلَيْنَا عَمَارُ بْنُ يَاسِرٍ وَبِلَالُ
۳۶۷۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا

شُعْبَةُ عَنْ ابْنِ اسْحَقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ اَوَّلُ مَنْ
قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عَمِيْرٍ وَابْنُ اُمِّ مَكْتُومٍ وَكَانُوا يَقْرَءُونَ
النَّاسَ فَقَدِمَ بِلَالٌ وَسَعْدٌ وَعَمَارُ بْنُ يَاسِرٍ ثُمَّ قَدِمَ عُمَرُ بْنُ
الْخَطَّابِ فِي عِشْرِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَدِمَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرَحُوا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ
بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى جَعَلَ الْإِمَاءُ يَقُولُونَ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا قَدِمَ حَتَّى قَرَأْتُ سَبْحَ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى فِي سُورَةِ

المُفَصَّل

کہتے ہوئے سنا کہ سب سے پہلے ہمارے پاس مصعب بن عمیر اور ابن مکتوم آئے پھر عمار بن یاسر اور
بلال آئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

۳۶۷۴۔ شرح : اس باب میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب
کی مدینہ منورہ میں آمد کا ذکر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاول
کے ابتدائی ایام میں پیہ کے روز قباء تشریف لائے جبکہ بیشتر صحابہ کرام آپ سے پہلے آچکے تھے۔ ابن شہاب نے
کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمتوں بن ہدم کے پاس اقامت کی کہا گیا ہے کہ سعد بن خیشمہ کے پاس ٹھہرے
ان دونوں میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ سعد کنوارے تھے۔ ان کے گھر کو بیت العزاب، کنواروں کا گھر
کہا جاتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمتوں کے پاس اقامت فرمائی تھی اور اپنے صحابہ کے ساتھ
سعد کے پاس بھی بیٹھا کرتے تھے۔ ابن شہاب نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
امن وامان سے قباء میں تشریف لے آئے ہیں تو وہ بھی قباء میں پہنچ گئے (یعنی) ابن ام مکتوم۔

ابن ام مکتوم عمرو بن قیس بن زائدہ ہیں۔ یہی صحیح تر ہے وہ عامری قرشی نابینا تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے۔ ان کی والدہ عاتکہ مخزومیہ ہیں وہ قادیسیہ میں شہید ہوئے۔ بعض نے کہا وہ قادیسیہ سے مدینہ منورہ واپس آگئے تھے اور مدینہ منورہ میں فوت ہوئے تھے (کرمانی)

ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہا نے کہا سب سے پہلے ہمارے پاس
— ۳۶۷۴ —

مُصْعَب بن عمیر، ابن ام مکتوم آئے وہ دونوں لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔ پھر بلال، سعد بن ابی وقاص اور عمار بن یاسر آئے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیس صحابہ کرام کی معیت میں عمر فاروق آئے۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے مدینہ منورہ کے لوگوں کو کبھی اتنا خوش نہیں دیکھا جتنا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے خوش ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ لونڈیاں یہ کہتی تھیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے جب آپ تشریف لائے تو میں مفصل سورتوں میں سے **سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى** پڑھ چکا تھا۔

شرح : علامہ عینی نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ موسیٰ بن عقبہ نے حتماً
— ۳۶۷۴ —

کہا ہے کہ مدینہ منورہ میں مہاجرین میں سے سب سے پہلے ابولہب ابن عبد الاسد آئے اور اس حدیث میں مُصْعَب بن عمر کو ذکر کیا ہے کہ وہ پہلے آئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابولہب مدینہ منورہ میں اقامت کرنے کے لئے مکہ مکرمہ سے نہیں نکلے تھے بلکہ مشرکوں کے خون سے بھاگ کر آئے تھے اور مصعب بن عمیر مدینہ منورہ میں اقامت کرنے اور لوگوں کو تعلیم دینے آئے تھے۔ ہر ایک کی اولیت کی جہت مختلف ہے۔ حاکم نے بروایت اسحاق بن ابی طلحہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قبیلہ بنی نجار کی لڑکیاں فیس بجاتی ہوئی باہر نکل آئیں جبکہ یہ کہہ رہی تھیں :

”ہم قبیلہ بنی نجار کی لڑکیاں ہیں وہ کس قدر خوش قسمت ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمساہی ہے اور شرف مصطفیٰ میں ہے جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو لڑکیوں نے کہا :

| | | |
|----------------------------|---|------------------------------------|
| طَاعَ الْبَارُّ عَلَيْنَا | : | وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر |
| مِنْ ثَنَاتِ الْوَدَاعِ | : | چودھویں رات کا چاند طلوع ہو |
| وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا | : | ہم پر اللہ کا شکر واجب ہے |
| مَا دَعَا لِلَّهِ دَاعٍ | : | جب تک کہ داعی اللہ کی طرف بلاتا ہے |

۳۶۷۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا
 مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ
 لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَعَكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ
 قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ يَا أَبَاهُ كَيْفَ مَخْدُكَ
 وَيَا بِلَالُ كَيْفَ مَخْدُكَ قَالَتْ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ
 الْحُمَّى يَقُولُ ۖ كُلُّ أَمْرٍ مُصِيبٌ فِي أَهْلِهِ ۖ وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ
 شِرَاكِ نَعْلِهِ ۖ وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أَقْلَعُ عَنْهُ يَرْفَعُ عَقِيرَتَهُ وَيَقُولُ
 شَعْرَ الْأَلَيْتِ شَعْرِي أَبَيْتَنَ لَيْلَةً ۖ بَوَادٍ وَحَوْلِي إِذْ خِرٌ
 وَجَلِيلٌ ۖ وَهَلْ أَرِدُنْ يَوْمًا مِيَاهَ فَحْنَةٍ ۖ وَهَلْ يَبْدُونَنِي
 شَامَةً وَطَفِيلٌ ۖ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ حَبِّبِ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ
 حُبًّا وَصَحِّهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمَدِّهَا وَانْقُلْ حُمَاهَا فَاجْعَلْهَا
 بِالْحَفَّةِ

۳۶۷۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابو بکر صدیق اور بلال بیمار ہو گئے۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں دونوں بیماروں کے پاس گئی اور کہا ابا جان کیسے حال ہے اے بلال تم کیسے ہو۔ ام المؤمنین نے فرمایا ابو بکر صدیق کو جب بخار آتا تو وہ کہتے ۛ ہر کوئی اپنے اہل خانہ میں صبح کرتا ہے۔ اور موت اس کے جوتے کے تسمہ سے زیادہ قریب ہے۔ اور جب بلال کا بخار اتر جاتا تو وہ بلند آواز سے کہتے : ۛ کاش میں معلوم کر لیتا کہ کیا میں کوئی رات وادی میں گزاروں گا؟ جبکہ میرے ارد گرد اذخرا اور حبیل گھاس ہو۔ کیا میں کسی روز مجتہد کے پانیوں تک پہنچوں گا؟ کیا میرے سامنے شامہ و طفیل کی پہاڑیاں ظاہر

۳۶۷۶ — حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ
أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَدِيٍّ
أَخْبَرَهُ دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ وَقَالَ لِبَشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ
الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَدِيٍّ
الْحِجَارِ أَخْبَرَهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ
فَإِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَكُنْتُ مِمَّنْ اسْتَجَابَ لِلَّهِ
وَلِرَسُولِهِ وَأَمِنَ مِمَّا بَعَثَ بِهِ مُحَمَّدٌ ثُمَّ هَاجَرْتُ هَجْرَتَيْنِ وَنِلْتُ
مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتُهُ فَوَاللَّهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا عَشِيتُهُ
حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ تَابَعَهُ إِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ مِثْلَهُ

ہوں گی ؟ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو یہ خبر پہنچائی تو آپ نے فرمایا اے اللہ ! ہمیں مدینہ منورہ محبوب کر دے جیسے ہمیں مکہ مکرمہ محبوب تھا بلکہ اس سے زیادہ محبت پیدا کر دے۔ اس کی آب و ہوا اچھی کر دے اور ہمارے لئے اس کے صاع میں اور مد میں برکت کر دے اور اس کا بخار نقل کر کے نجفہ میں کر دے۔

۳۶۷۵ — شرح : نجفہ اب مصر والوں کا میقات ہے پہلے وہاں یہودی رہا کرتے تھے۔ وہ مدینہ منورہ سے سات مراحل پر واقع ہے۔ اس کے اور

سمندر کے درمیان چھ میل کا فاصلہ ہے۔ (حدیث عنک کی شرح دیکھیں)

۳۶۷۶ — ترجمہ : زہری نے بیان کیا کہ مجھے عروہ نے خبر دی کہ عبید اللہ بن عدی ابن خیاری نے ان سے بیان کیا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا

تو انھوں نے تشہد پڑھا پھر کہا امان بعد ! اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیح کے ساتھ بھیجا اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت قبول کی اور جس کے ساتھ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اس پر ایمان لایا اور میں نے دو ہجرتیں کیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی :

۳۶۷۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ
وَهْبٌ حَدَّثَنَا مَا لَكَ وَأَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي
عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ
ابْنَ عَوْفٍ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ وَهُوَ بِمِنَا فِي أُخْرَى حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ
فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ الْمَوَاسِمَ يَجْمَعُ رِعَاءَ
النَّاسِ وَإِنِّي أَرَى أَنَّ تَمَهْلَ حَتَّى تَقْدَمَ الْمَدِينَةَ فَإِنَّهَا دَارُ الْهَجْرَةِ
وَالسُّنَّةِ وَتَخْلُصُ لِأَهْلِ الْفَقْهِ وَأَشْرَافِ النَّاسِ وَذَوِي رَأْيِهِمْ
وَقَالَ عُمَرُ لَا قَوْمَ فِي أَوَّلِ مَقَامٍ أَقَوْمُهُ بِالْمَدِينَةِ

اسللی قسم! میں نے نہ آپ کی نافرمانی کی اور نہ آپ سے دھوکہ کیا حتیٰ کہ آپ وفات پا گئے۔ اس کی اسحاق
کلبی نے شعیب کی متابعت کی اور کہا مجھ سے زہری نے یہ بیان کیا ہے۔

شرح : حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جنتہ کی طرف ہجرت کی پھر وہاں

۳۶۷۷ —

سے واپس تشریف لے آئے اور مدینہ منورہ سے مدینہ منورہ کی

طرف ہجرت کی جبکہ ان کے ساتھ ان کی رفیقہ حیات سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بھی تھیں۔ اس لئے ان سے کہا گیا کہ آپ نے دو ہجرتیں کی ہیں۔ (حدیث ۳۶۷۷ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : عبید اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۳۶۷۷ —

نے انہیں خبر دی کہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے گھر

واپس ہو رہے تھے جبکہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آخری حج میں منیٰ میں ان کے ساتھ رہے تھے
تو انھوں نے مجھے (راستہ میں) پایا عبد الرحمن بن عوف نے کہا میں نے کہا یا امیر المؤمنین! حج کے موسم میں عام
لوگ جمع ہوتے ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ مہلت دیں حتیٰ کہ مدینہ منورہ تشریف لے چلیں۔ وہ دارِ ہجرت
اور دارِ سنت ہے۔ وہاں آپ فقیہ، مفکر اور عقلمند لوگوں کو پائیں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے
کہا میں مدینہ منورہ میں سب سے پہلے لوگوں سے یہ خطاب کروں گا۔

۳۶۷۷ — شرح : یہ حدیث مختصر ہے۔ کتاب المحاربین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما

۳۶۷۸ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا

أَبِرَاهِيمَ ابْنُ سَعْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ شَهَابٍ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ
ابْنِ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِهُمْ بَايَعَت النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَطْعُونٍ طَارَ لَهُمْ فِي السُّكْنَى
حِينَ اقْتَرَعَتِ الْأَنْصَارُ عَلَى سُكْنَى الْمُهَاجِرِينَ قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ فَاشْتَكَى
عُثْمَانُ عِنْدَنَا فَمَرَضَتْهُ حَتَّى تَوُفِّيَ وَجَعَلْنَاهُ فِي أَثْوَابِهِ فَدَخَلَ
عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ شَهِادَتِي
عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللَّهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّ

سے روایت ہے کہ میں لوگوں کو پڑھایا کرتا تھا۔ ان میں سے عبد الرحمن بن عوف بھی تھے۔ ایک دفعہ میں مٹی میں ان کی اقامت گاہ میں تھا اور حضرت عمر فاروق کے آخری حج میں ان کے پاس تھا وہ اچانک میرے پاس آکر کہنے لگے۔ عجیب بات ہے کہ آج ایک آدمی امیر المؤمنین عمر فاروق کے پاس آیا اور کہا اے امیر المؤمنین فلاں شخص کہتا ہے اگر عمر فاروق فوت ہو گئے تو میں فلاں شخص کی بیعت کروں گا۔ بخدا ابوبکر صدیق کی بیعت اچانک ہوتی تھی جب پورے ہو گئی یہ سن کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ غصہ سے بھر گئے اور کہنے لگے میں آج شام لوگوں سے خطاب کرتا ہوں اور انہیں ایسے لوگوں سے باز رکھنے کی کوشش کروں گا جو ان کے حقوق غصب کرنا چاہتے ہیں۔ تو عبد الرحمن نے کہا میں نے کہا یا امیر المؤمنین الخ کتاب المحاربین میں مفصل بیان کریں گے۔ انشاء اللہ!

ترجمہ : خارجہ بن زید بن ثابت سے روایت ہے کہ انصار کی خواتین سے

ایک خاتون ام العلاء نے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت

۳۶۷۸

کی بھٹی بیان کیا کہ عثمان بن مظعون ان کے حصہ میں آئے جبکہ مہاجرین کو ٹھہرانے کے لئے انصار نے قرعہ اندازی کی تھی۔ ام العلاء نے کہا ہمارے پاس عثمان بیمار ہو گئے ہم نے بیماری میں ان کی خوب دیکھ بھال کی۔ حتیٰ کہ وہ فوت ہو گئے۔ ہم نے انہیں ان کے کپڑوں میں رہنے دیا۔ پھر خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے کہا۔ اے ابا سائب تم پر اللہ کی رحمت ہو میری تمہارے لئے گواہی ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے آرام دیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیا معلوم کہ اللہ نے اسے نوازا ہے۔ ام العلاء نے کہا میرا

اللّٰهُ اَكْرَمُهُ قَالَتْ قُلْتُ لَا اَدْرِىْ بِاَيِّ اَنْتَ وَاُحْيِىْ يٰرَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَنْ
 قَالَ اَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ وَاللّٰهُ الْيَقِيْنُ وَاللّٰهُ اِنِّىْ لَا رَجُوْلَهُ الْخَيْرَ وَمَا
 اَدْرِىْ وَاللّٰهُ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يَفْعَلُ بِهِ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ لَا اَزْكٰى اَحَدًا
 بَعْدَهُ قَالَتْ فَاحْزَنْتَنِىْ ذٰلِكَ فَمِمَّتْ فَاَرَيْتَ لِعُثْمَانَ بْنِ مَطْعُوْنٍ عَيْنًا
 تَجْرِىْ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْبَرْتُهُ فَقَالَ ذٰلِكَ عَمَلُهُ
 ۳۶۷۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا
 الْوَسَّاسَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَوْمُ بُعَاثٍ
 يَوْمًا قَدَّمَ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ افْتَرَقَ مَلَاؤُهُمْ وَقُتِلَتْ
 سَرَاتُهُمْ فِىْ دُخُوْلِهِمْ فِى الْاِسْلَامِ

باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں میں نہیں جانتی ہوں (لیکن وہ ایسے نہیں تو) اور کون ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان تو انتقال کر چکے ہیں۔ بخدا میں اُن کے لئے اچھی امید رکھتا ہوں۔ بخدا میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں نہیں جانتا ہوں کہ میرے سامنے کیا سلوک کیا جائے گا۔ ام علاء نے کہا بخدا! اس کے بعد میں کسی کا تزکیہ نہیں کروں گی۔ ام علاء نے کہا مجھے اس کلام سے کافی رنج ہوا۔ میں رات کو سوئی تو خواب میں عثمان بن مظعون کا جاری چشمہ دیکھا۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب بیان کیا تو آپ نے فرمایا (اس کی تعبیر) عثمان کا عمل ہے۔ (اس کی مکمل تشریح حدیث ۱۱۷۳ کی شرح میں دیکھیں)

۳۶۷۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یوم بُعَاث وہ دن تھا جو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے اسلام میں داخل ہونے کے

لئے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پہلے سے مقرر کر رکھا تھا۔ چنانچہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو ان کی جماعتیں انتشار کا شکار ہو چکی تھیں اور ان کے سردار قتل ہو چکے تھے۔

۳۶۷۹ — شرح : اگر ان کی جماعتوں میں انتشار نہ ہوتا اور ان کے سردار قتل نہ ہوتے تو وہ اپنی ریاست کو باقی رکھنے کے لئے کبھی جناب

۳۶۸۰۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي عَنْهُ
 قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ خَلَّ
 عَلَيْهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا يَوْمَ فِطْرٍ وَأَضْحَى وَعِنْدَهَا
 قَيْنَتَانِ تَغْنِيَانِ بِمَا تَعَارَوْتَ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بَعَاثَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ
 مَرُمَا الشَّيْطَانِ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ
 إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا وَإِنَّ عِيدَنَا هَذَا الْيَوْمُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع نہ ہوتے (حدیث ۳۵۲۲ کی شرح دیکھیں)
 ترجمہ : ہشام نے اپنے والد سے انھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا
 سے روایت کی ہے کہ عید الفطر یا عید الضحیٰ کے دن ابو بکر صدیق

رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف فرما تھے۔ ام المؤمنین کے پاس دو لڑکیاں تھیں
 جو بغاث کی جنگ میں انصار کی بہادری کے اشعار کہہ رہی تھیں۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دوبار کہا شیطان
 کی مزمرا (شیطان گانا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابابکر ہر قوم کی عید ہوتی ہے آج کا دن ہماری عید ہے
 مشرح : اصل میں قینہ مَغْنِیہ ہے۔ لیکن قینہ کے ساتھ اس کے غنا
 کا ذکر نہیں اسی لئے علامہ خطابی نے کہا قینتین سے مراد

دو لڑکیاں ہیں جو گانے والی عورتیں نہیں تھیں۔ علامہ کا مقصد یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کا گھر گانے والی عورتوں سے پال و ساف تھا۔
 اس تفسیر کے مطابق ہما تَنَادَتْ الْأَنْصَارُ، کا متعلق مفہوم کے مطابق ہوگا وہ
 یہ ہے ”قَيْنَتَانِ تَغْنِيَانِ بِمَا تَعَارَوْتَ الْأَنْصَارُ“
 بعض نسخوں میں عبارت اس طرح ہے۔ قَيْنَتَانِ تَغْنِيَانِ بِمَا تَنَادَتْ الْأَنْصَارُ۔
 یعنی دو لڑکیاں گارہی تھیں۔ جو انصار نے بغاث کی جنگ میں شعر کہے تھے۔
 (حدیث، عن ۹۱ میں پوری تقریر مطالعہ کریں)

۳۶۸۱ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ
 ح وَحَدَّثَنَا اسْحَى بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ
 سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّبَّاحِ يَزِيدُ بْنُ حُمَيْدٍ
 الصَّبْعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا النَّسَبِيُّ مَالِكٌ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ نَزَلَ فِي عُلُوِّ الْمَدِينَةِ فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ
 بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ فَأَقَامَ فِيهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَرْسَلَ
 إِلَى مَلَائِكَةِ النَّجَّارِ قَالَ فَجَاءُوا مُتَقَلِّدِينَ سَيُوفَهُمْ قَالَ وَكَأَنِّي أَنْظُرُ
 إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَأَبُو بَكْرٍ رَدْفُهُ وَمَلَائِكَةُ النَّجَّارِ
 حَوْلَهُ حَتَّى أَلْقَى بِنَاءَ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ فَكَانَ يُصَلِّي حَيْثُ أَدْرَكَتْ
 الصَّلَاةُ وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ ثُمَّ أَنَّ أَمْرَ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ
 فَأَرْسَلَ إِلَى مَلَائِكَةِ النَّجَّارِ فَجَاءُوا فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ تَأْمِنُونِي

۳۶۸۱ ترجمہ : ابوالنباہ یزید بن حمید صبعی نے کہا مجھ سے انس بن مالک
 رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 مدینہ منورہ تشریف لائے تو عوالی مدینہ میں ایک قبیلہ کے پاس اقامت فرمائی جنہیں بنو عمرو بن عوف کہا جاتا
 ہے۔ آپ ان میں چودہ روز بٹھڑے پھر بنی نجار کے سرداروں کو پیغام بھیجا وہ مسلح ہو کر آئے گویا کہ میں
 اب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سواری پر دیکھ رہا ہوں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے
 بیٹھے ہیں اور بنو نجار کے سردار آپ کے ارد گرد ہیں۔ حتیٰ کہ آپ ابویوب کے گھر کے صحن میں سامان رکھ دیا جہاں
 بھی نماز کا وقت ہو جاتا آپ نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لیتے تھے۔ پھر آپ
 نے مسجد کی تعمیر کا حکم دیا اور بنو نجار کے سرداروں کو بلایا وہ حاضر خدمت ہوئے تو فرمایا اے بنی نجار تم اپنا
 یہ باغ میرے ہاتھ فروخت کر دو! انھوں نے کہا بخدا ایسا نہ ہوگا ہم اس کی قیمت اللہ سے لیں گے۔ انس نے

حَاطُكُمْ هَذَا فَقَالُوا لَا وَاللَّهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ قَالَ فَكَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ لَكُمْ كَانَتْ فِيهِ قُبُورُ الْمُشْرِكِينَ وَكَانَتْ فِيهِ خَرْبٌ وَكَانَ فِيهِ نَخْلٌ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ وَبِالْخَرْبِ فَسَوِّيَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ قَالَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ قَالَ وَجَعَلُوا عِضَادَتَيْهِ حِمَارَةً قَالَ جَعَلُوا يَنْقُلُونَ ذَلِكَ الصَّخْرَةَ يَنْحَرُونَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ يَقُولُونَ اللَّهُمَّ إِنَّهُ لَآخِرُ الْآخِرِ الْآخِرَةِ فَانْصُرِ الْإِنصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

کہا وہاں یہ چیزیں بھتیں جو میں تمہیں کہتا ہوں۔ اس جگہ مشرکوں کی قبریں بھتیں وہاں گرے تھیں۔ اور اس میں کھجور کے درخت تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کی قبروں کے متعلق حکم دیا تو وہ کھدوا ڈالیں۔ گرہوں کو ہموار کیا گیا اور کھجور کے درخت کٹوا دیئے۔ انس نے کہا صحابہ کرام نے کھجور کے درخت مسجد کے قبلہ میں سیدھے کر کے رکھ دیئے اور اس کی دونوں طرف پتھر بچھا دیئے۔ انس نے کہا وہ ان پتھروں کو اٹھا کر لاتے جبکہ وہ یہ رجز پڑھتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ فرماتے تھے اے اللہ! بھلائی صرف آخرت کی ہے۔ انصار اور مہاجرین کی امداد فرما!

شرح : مدینہ منورہ سے نجد کی جہت کو عالیہ کہا جاتا ہے۔ جبکہ تہامہ کی جہت کو سافلہ

۳۶۸۱

کہا جاتا ہے۔ قباء عوال مدنیہ میں ہے۔
سورہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا علو مدنیہ میں نزول فرمانا سرفرازی اور
بلندی کی نیک فال ہے۔
(حدیث ۴۲۰ کی شرح دیکھیں)

بَابُ إِقَامَةِ الْمُهَاجِرِ مَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ

۳۶۸۲ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا
حَاتِمٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حُمَيْدٍ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ
عَبْدِ الْعَزِيزِ يُسْأَلُ السَّائِبَ بْنَ أَخْتِ النَّمِرِ مَا سَمِعْتَ فِي سُكْنَى
مَكَّةَ قَالَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضَرَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ثَلَاثٌ لِلْمُهَاجِرِينَ بَعْدَ الصَّدَرِ

باب — حج ادا کرنے کے بعد مہاجر کا مکہ مکرمہ میں اقامت کرنا

۳۶۸۲ — ترجمہ : عبد الرحمن بن حمید زہری نے کہا میں نے عمر بن عبد العزیز
سے سنا کہ وہ سائب بن اُخت، نمر سے پوچھتے تھے کہ تم نے
مکہ مکرمہ میں اقامت کرنے کے متعلق کیا سنا ہے۔ اُنھوں نے کہا میں نے علاء بن حضرمی کو یہ کہتے ہوئے سنا
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہاجر کو طوافِ صدر کے بعد تین دن اقامت
کی اجازت ہے۔

۳۶۸۲ — شرح : یعنی فتح مکہ سے پہلے ان لوگوں کے لئے منیٰ سے واپسی
کے بعد مکہ میں اقامت حرام تھی جنہوں نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ پھر جب ۵ حج و
عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ گئے تو انہیں حج ادا کرنے کے بعد صرف تین دن اقامت کی اجازت تھی اس سے زیادہ نہیں
ٹھہر سکتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تین دن کی اقامت کو سفر ہی کہا جائے گا اور تین دن اقامت کرنے والا مسافر کے حکم میں ہے اور جو
لوگ مہاجرین مکہ نہیں تھے ان کے لئے مکہ مکرمہ میں اقامت جائز تھی اس میں کسی کا خلاف نہیں (یعنی مکہ مانی)

بَابُ التَّارِيخِ وَمِنْ أَيْنَ ارْتَحَلُوا التَّارِيخَ

۳۶۸۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا عَدُّوا مِنْ
مَبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مِنْ وَفَاتِهِ مَا عَدُّوا إِلَّا مِنْ
مَقْدَمِ الْمَدِينَةِ

باب تاریخ کی ابتداء

۳۶۸۳ — ترجمہ : سہل بن سعد نے کہا لوگوں کی تاریخ کا شمار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کا بعثت سے نہ کیا اور نہ ہی آپ کی وفات سے شمار کیا۔ صرف آپ کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے تاریخ
کا شمار کیا۔

۳۶۸۳ — شرح : عمدة القاری میں تاریخ کی تفصیل کچھ اس طرح ذکر
ہے کہ تاریخ کی ابتداء میں اختلاف رائے بکثرت پایا جاتا ہے۔ ابن جوزی نے شعبی کی طرف اسناد کرتے
ہوئے کہا جب زمین میں لوگ زیادہ ہو گئے اور اطراف و اکناف میں پھیل گئے تو انھوں نے حضرت آدم علیہ السلام
کے جنت سے زمین پر تشریف لانے سے تاریخ کی ابتداء کی، یہ طوفان نوح تک رہی۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام
علیہ السلام کے زمانہ تک رہی پھر یوسف علیہ السلام کے زمانہ تک پھر موسیٰ علیہ السلام کے بنی اسرائیل
کو مدینہ سے نکالنے تک پھر داود علیہ السلام کے زمانہ تک پھر سلیمان علیہ السلام کے زمانہ تک پھر عیسیٰ
علیہ السلام کے زمانہ تک رہی۔ عربوں نے مشہور زمانہ سے تاریخ کی ابتداء کی جیسے لسبوس و داحس کی
جنگ۔ لسبوس کی جنگ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ساٹھ سال کا وقفہ ہے۔ دیوک
دارا کے قتل سے تاریخ شروع کی۔ یہ ان پر فارسیوں کے غلبہ تک رہی۔ یہودیوں نے بیت المقدس کی تباہی و
بربادی سے تاریخ شروع کی اور نصار۔ ز نے عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں کی طرف اٹھائے جانے سے تاریخ
کی ابتداء کی۔ اسلامی تاریخ میں بھی اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ حافظ ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں انس

۳۶۸۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ
 قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَرَضَتِ
 الصَّلَاةَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ هَاجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَتْ أَرْبَعًا وَتَرَكْتَ
 صَلَاةَ السَّفَرِ عَلَى الْأُولَى تَابِعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ

بن مالک سے روایت کی کہ تاریخ کی ابتداء جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ربیع الاول میں مدینہ منورہ تشریف لانے سے ہوئی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے۔ تاریخ کا قطعاً تعین نہ تھا وہ صرف سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں تشریف لانے سے ایک مہینہ دو مہینے ہوئے کہا کرتے تھے حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما گئے اور تاریخ ختم ہو گئی۔ حضرت ابوبکر صدیق اور چار سال عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافت کے اسی طرح گزر گئے۔ پھر عمر فاروق نے تاریخ وضع کی۔ کیونکہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق کو خط لکھا تھا کہ آپ کے خطوط ہمارے پاس آتے ہیں ان پر تاریخ نہیں ہوتی۔ آپ تاریخ لکھا کریں تاکہ احوال کی استقامت باقی رہے۔ اس لئے عمر فاروق نے تاریخ شروع کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب عمر فاروق نے تاریخ شروع کرنے کا ارادہ کیا تو صحابہ کرام کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تاریخ شروع کریں۔ حضرت طلحہ نے کہا آپ کی بعثت سے شروع کریں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہجرت سے تاریخ کی ابتداء کریں۔ کیونکہ ہجرت حق و باطل کے درمیان فارق ہے۔ بعض نے آپ کے میلادِ نبی سے تاریخ چلانے کا مشورہ دیا۔ یہ فیصلہ ہجرت کے سولہویں یا سترہویں سال طے پایا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قول پر اتفاق کیا گیا اور انہی کے قول پر سال کا پہلا مہینہ محرم سے شروع ہوا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاول میں مدینہ منورہ تشریف لائے تھے۔ محرم سے ابتداء کیوں ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مکہ سے ہجرت کی ابتداء محرم میں ہوئی تھی

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نماز دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو چار چار

رکعتیں فرض کی گئی اور سفر کی نماز پہلی حالت پر باقی رہی۔ عبد الرزاق نے معمر سے روایت کرنے میں یزید بن زریع کی مطابعت کی (حدیث ۳۶۵ کی شرح دیکھیں)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اللَّهُمَّ أَمِّضْ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَمَرِيضَتَهُ
لِمَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ

۳۶۸۵ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قُزْعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا
أَبِرَاهِيمَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ
عَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ مَرَضٍ أَشْفَيْتُ
مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَلِّغْنِي مِنَ الْوَجْعِ مَا تَرَى
وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَتِي وَاحِدَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثَلَاثِ
مَالٍ قَالَ لَا قَالَ فَأَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهِ قَالَ الثَّلَاثُ يَا سَعْدُ وَالثَّلَاثُ
كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرُ ذُرِّيَّتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
اے اللہ میرے صحابہ کی ہجرت قبول کر، اور
جو لوگ مکہ مکرمہ میں فوت ہو گئے ان کے لئے افسوس کرنا،

۳۶۸۵ — شرح : عامر بن سعد بن مالک نے اپنے والد سے روایت کی کہ سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اس بیماری میں میری عیادت
کی جس سے میں موت کے قریب ہو گیا تھا۔ میں نے عرض کیا : یا رسول اللہ! آپ دیکھتے ہیں جہاں تک میری

يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنْ تَذَرُ
 ذُرِّيَّتَكَ وَلَيْسَتْ بِبَاقِي نَفَقَةٍ تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أَجَرَكَ اللَّهُ
 بِمَا حَتَّى اللَّقْمَةِ تَجْعَلُهَا فِي إِمْرَأَتِكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْلَفْتُ
 بَعْدَ أَصْحَابِي قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخْلَفَ فَتَعْمَلْ عَمَلًا تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ
 اللَّهِ إِلَّا أَرَدَدَتْ بِهِ دَرَجَةٌ وَرَفْعَةٌ وَلَعَلَّكَ تُخْلَفُ حَتَّى يَنْتَفِعَ
 بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرِّبَكَ آخِرُونَ اللَّهُمَّ أَمُضْ لِأَصْحَابِي هَجْرَتَهُمْ
 وَلَا تُرَدِّهِمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ لَكِنَّ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْتِي لَنَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يَتَوَلَّى بِمَكَّةَ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ
 وَمُوسَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنْ تَذَرُ وَرَثَتَكَ

بیاری سنبھی ہے۔ میں مال دار ہوں۔ میری وارث صرف میری ایک بیٹی ہے۔ کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ
 کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ عرض کیا نصف مال صدقہ کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ فرمایا ایک تہائی صدقہ کرو۔ اے سعد
 ایک تہائی بھی زیادہ ہے۔ تمہارا اپنی اولاد کو مال دار چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ انہیں بھوکے چھوڑ دو وہ
 لوگوں کے آگے ماتھے پھیلائیں۔

احمد بن یونس اور موسیٰ نے ابراہیم سے روایت کی انھوں نے کہا: تمہارا اپنے وارثوں کو چھوڑنا
 تم جو بھی خرچ کرو جس میں اللہ کی رضا مطلوب ہو اس کا بدلہ اللہ تمہیں احسن دے گا حتیٰ کہ اپنی بیوی کے منہ
 میں جو لقمہ کرو "اس پر بھی ثواب ملے گا" میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں اپنے ساتھیوں کے بعد زندہ مکہ میں
 پیچھے چھوڑ دیا جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا تم ہرگز پیچھے نہیں رہو گے۔ اور جو کوئی کام کرے جس سے اللہ کی رضا
 مطلوب ہو مگر اس کی وجہ سے تمہارا درجہ اور مرتبہ اور زیادہ ہو جائے گا شائد تم مکہ میں زندہ رہو گے حتیٰ کہ تمہارے
 سبب ایک قوم نفع اٹھائے گی اور دوسرے لوگ ضرر پائیں گے۔ اے اللہ! میرے صحابہ کی ہجرت قبول کر اور انہیں
 ایڑیوں کے بل نہ ٹوٹا مگر شدید محتاج تنگ حال سعد بن خولہ پر افسوس کرتے تھے کہ وہ مکہ مکرمہ میں فوت ہو گئے۔
 (حدیث ع ۱۲۲۱ کی شرح دیکھیں)

عَنْ أَشْيَاءَ فَقَالَ إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيُّ مَا
أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَمَا
بَالُ الْوَلَدِ يَنْزِعُ إِلَى أَبِيهِ وَإِلَى أُمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي بِهِ جِبْرِيلُ
إِنْفًا قَالَ ابْنُ سَلَامٍ ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُودِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ قَالَ أَمَّا
أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُهُمْ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ
وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فزِيَادَةُ كِبِدِ الْحَوْتِ وَ
أَمَّا الْوَلَدُ فَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ يَنْزِعُ الْوَلَدُ وَإِذَا
سَبَقَ مَاءُ الْمَرْأَةِ مَاءُ الرَّجُلِ نَزَعَتِ الْوَلَدَ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْيَهُودَ
قَوْمٌ بُهِتُوا فَسَلِّمْهُمْ عَنِّي قَبْلَ أَنْ يَعْلَمُوا إِسْلَامِي فَجَاءَتْ الْيَهُودُ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ سَلَامٍ فِيكُمْ

قَالُوا أَخْبِرْنَا وَابْنُ خَيْرِنَا وَأَفْضَلُنَا وَابْنُ أَفْضَلِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالُوا أَعَادَهُ اللَّهُ
مِنْ ذَلِكَ فَأَعَادَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا مِثْلَ ذَلِكَ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ عَبْدُ اللَّهِ
فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ قَالُوا شَرَرْنَا
وَابْنُ شَرَرْنَا وَتَقْصُوهُ قَالَ هَذَا كُنْتُ أَخَافُ يَا رَسُولَ اللَّهِ

۳۶۸۸ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

عَنْ عَمْرِو بْنِ سَمْعَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ بَاعَ شَرِيكَ
لِي دَرَاهِمَ فِي السُّوقِ نِسِيئَةً فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ أَيْصِلُهُ هَذَا
فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَاللَّهِ لَقَدْ بَعَثَهَا فِي السُّوقِ فَمَا عَابَهُ أَحَدٌ
فَسَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ

بہتر ہے اور بہتر کا بیٹا ہے اور ہم سے افضل ہے اور افضل کا بیٹا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے
بتاؤ اگر عبد اللہ مسلمان ہو جائے؟ انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ اسے اسلام سے لے کر آپ نے ان پر پھر
اعادہ کیا تو انھوں نے اسی طرح کہا۔ پھر عبد اللہ بن سلام باہر نکل آئے اور کہا اشہدان لا الہ الا اللہ و اشہدان محمد
رسول اللہ (دیہ سن کر) یہودیوں نے کہا یہ ہم میں سے شریہ ہے اور شریہ کا بیٹا ہے اور اس کی تنقیص کرنے
لگے۔ عبد اللہ نے کہا یا رسول اللہ! میں ان سے اسی بات کا خوف کرتا تھا

شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا کہا جاتا ہے کہ مچھلی کا جگر نہایت ہی لذیذ

۳۶۸۷ —

ہوتا ہے اور یہ بہترین طعام ہے۔ ثوبان کی حدیث میں ہے کہ
جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو ان کا ناشتہ مچھلی کے جگر سے ہوگا۔ یہ وہی مچھلی ہے جس پر زمین قائم
ہے۔ اس میں دنیا کے ختم ہونے کی طرف اشارہ ہے نیز ثوبان کی حدیث میں ہے کہ مچھلی کا جگر کھلانے کے بعد میل
ذبح کیا جائے گا جواب جنت میں کھانا پیتا ہے۔ (حدیث ع ۳۱۱۴ کی شرح دیکھیں)

۳۶۸۸ — توجہ : عبد الرحمن بن مطعم نے کہا میرے ایک ساتھی نے بازار میں چند

نَبَايَعُ هَذَا الْبَيْعِ فَقَامَا كَانَ يَدَا بَيْدَ فَلَيْسَ بِهِ بَأْسٌ وَمَا
كَانَ نِسِيَّةً فَلَا يُصْلِحُ وَالْقَزِيدُ بْنُ أَرْقَمَ فَاسْلُكُهُ فَإِنَّهُ كَانَ
أَعْظَمَنَا تَحَارَةً فَسَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَقَالَ مِثْلُهُ وَقَالَ سَفِينُ
مَرَّةً فَقَالَ قَدْ مَرَعَلْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَنَحْنُ
نَبَايَعُ وَقَالَ نِسِيَّةً إِلَى الْمَوْسِمِ أَوِ الْحَجِّ

بَابُ اثْنَانِ الْيَهُودِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حِينَ قَدْ مَرَّ الْمَدِينَةَ هَادُوا وَاصَارُوا يَهُودًا وَأَمَّا قَوْلُهُ هَدَانَا
تُبْنَاهَا يُدْ تَابٌ

۳۶۸۹ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا
قُرَّةٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوَافِنَ
بَنِي عَشْرَةٍ مِّنَ الْيَهُودِ لَوَمَنَ بَنِي الْيَهُودِ

اشرفیاں ادھار فروخت کیں تو میں نے کہا سبحان اللہ! کیا یہ جائز ہے؟ اُس نے کہا سبحان اللہ! بخدا میں نے
انہیں بازار میں فروخت کیا کسی نے انہیں معیوب نہیں سمجھا پھر میں نے براء بن عازب سے پوچھا تو انہوں نے
کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ ہم اس طرح خرید و فروخت کرتے تھے تو آپ نے فرمایا جو نقد ہر اس
میں حرج نہیں اور جو ادھار ہو جائز نہیں زید بن ارقم کے پاس جاؤ ان سے پوچھو وہ ہم میں بہت بڑے تاجر
میں۔ میں نے زید بن ارقم سے پوچھا تو انہوں نے بھی اسی طرح کہا۔ کبھی سفیان نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
مدینہ منورہ تشریف لائے جبکہ ہم خرید و فروخت کرتے تھے اور ہم موسم یا حج تک ادھار خرید و فروخت کرتے تھے۔

شرح: قال سفیان " سے مراد یہ ہے کہ سفیان نے کبھی تو یہ روایت

کی ہے اور اس میں ادھار کی مدت کی تعیین نہیں ہے اور کبھی

ادھار کی مدت کی تعیین بیان کی ہے کہ وہ موسم یا حج تک مدت ادھار کرتے تھے۔ (حدیث ۲۰۳۶ اور حدیث

۲۲۳۲ کی شرح دیکھیں)۔

بائٹ۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کا آپ کے پاس آنا لاڈوا کے معنی ہیں وہ یہودی ہو گئے اور اللہ کا قول پھڑنا، کے معنی ہیں ہم نے توبہ کی۔ لائڈ کے معنی ہیں توبہ کرنے والا۔

۳۶۸۹۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دس یہودی مجھ پر ایمان لے آتے تو سارے یہودی مجھ پر ایمان لے آتے۔

۳۶۸۹۔ شرح : یعنی اگر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے سے پہلے یا اس کے بعد متصل دس یہودی مسلمان ہو جاتے تو سب یہودی ان کی متابعت میں مسلمان ہو جاتے لیکن وہ ایمان نہ لائے اس لئے تمام یہودی مسلمان نہیں ہوئے اور حدیث میں دس یہودیوں سے مراد متعین یہودی ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورہ مائدہ میں ذکر کیا ہے ان میں صرف عبد اللہ بن سلام اور عبد اللہ بن صوریہ ایمان لائے۔ دس سے عام یہودی مراد نہیں کیونکہ عام تو بیسیوں یہودی مسلمان ہوئے تھے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ علامہ بیہقی نے دلائل میں ذکر کیا ہے کہ ایک یہودی عالم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورہ یوسف کی تلاوت کرتے ہوئے سنا تو وہ یہودیوں کی ایک جماعت ہمراہ لایا اور سب مسلمان ہو گئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے ساتھ آنے والے عام یہودی تھے۔ معین یہودی نہیں تھے۔ اور دس سے عام یہودی مراد نہیں بلکہ علماء مراد ہیں اور وہ ابویاسر بن اخطب جیتی بن اخطب، کعب بن اشرف، رافع بن ابی حقیق، یہ بنی نضیر کے یہودی علماء تھے اور بنی قینقاع سے عبد اللہ بن حنیف، فحاص، رفاعہ بن زید اور بنی قریظہ سے زبیر بن باطیا، کعب بن اسد اور شمویل بن زید ہیں ان میں سے کوئی بھی مسلمان نہ ہوا۔ جبکہ ان میں سے ہر ایک یہودیوں میں رئیس تھا۔ اگر وہ اسلام قبول کرتے تو عام یہودی ان کی پیروی کرتے۔

۳۶۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ أَوْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْغَدَّارُ
 حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أَسَامَةَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ
 طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 الْمَدِينَةَ وَإِذَا أَنَاسٌ مِنَ الْيَهُودِ يُعْظِمُونَ عَاشُورَاءَ وَيُصُومُونَهُ
 فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ أَحَقُّ بِصَوْمِهِ فَأَمَرَ بِصَوْمِهِ
 ۳۶۹۱۔ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ
 قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا
 قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَجَدَ الْيَهُودَ يُصُومُونَ عَاشُورَاءَ
 فَسُئِلُوا عَنْ ذَلِكَ فَقَالُوا هَذَا هُوَ الْيَوْمُ الَّذِي أَظْهَرَ اللَّهُ فِيهِ
 مُوسَى وَبَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى فِرْعَوْنَ وَنَحْنُ نَصُومُهُ تَعْظِيمًا لَهُ
 فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ أَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ ثُمَّ أَمَرَ

بِصَوْمِهِ

۳۶۹۰۔ ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ آپ کیا دیکھتے ہیں کہ یہودی عاشوراء کے دن
 کی تعظیم کرتے ہیں اور اس دن روزہ رکھتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اس دن روزہ رکھنے
 کے زیادہ حق دار ہیں اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ (حدیث عن ۱۸۸ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب نبی کریم

۳۶۹۱۔

صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو
 عاشوراء کا روزہ رکھتے ہوئے پایا۔ ان کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام
 اور بنی اسرائیل کو فرعون پر غالب کیا تھا۔ ہم اس دن کی تعظیم کے لئے روزہ رکھتے ہیں۔ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم تمہاری نسبت موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ قریب ہیں اور اس دن روزہ رکھنے

۳۶۹۲ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ
عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنُ عُنَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
يَسْدُلُ شَعْرَهُ وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ رُءُوسَهُمْ وَكَانَ أَهْلُ
الْكِتَابِ يَسْدِلُونَ رُءُوسَهُمْ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ
مَوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ بِشَيْءٍ ثُمَّ فَرَّقَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ

۳۶۹۳ — حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا
مُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ جَزَّوُهُ أَجْزَاءً فَأَمَنُوا بِبَعْضِهِ وَكَفَرُوا
بِبَعْضِهِ

کا حکم فرمایا (حدیث ع ۱۸۸۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
۳۶۹۲ — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سر کے بالوں کو لٹکاتے تھے اور مانگ
نہیں نکالتے تھے اور مشرک مانگ نکالا کرتے تھے۔ اور اہل کتاب مانگ نہیں نکالتے تھے۔ اور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم جس شئی میں اللہ کا حکم نہ ہوتا تھا اس میں اہل کتاب کی موافقت کیا کرتے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ
علیہ وسلم مانگ نکالنے لگے۔ (حدیث ع ۳۲۳ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
۳۶۹۳ — وہ اہل کتاب ہی ہیں جنہوں نے کتاب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا

وہ اس کے بعض پر ایمان لائے اور بعض کا انکار کر دیا
(یعنی وہ بعض قرآن پر ایمان لائے اور بعض سے کفر کیا)

بَابُ إِسْلَامِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ

۳۶۹۲ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ شَقِيقٍ قَالَ
حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ أَبِي ح وَحَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ
الْفَارِسِيِّ أَنَّهُ تَدَاوَلَتْ بِضْعَةَ عَشْرَ مِنْ رَبِّ إِلَى رَبِّ

باب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام قبول کرنا

ترجمہ : ابو عثمان نے سلمان فارسی سے بیان کیا کہ انہیں
چند اور دس مالک بکے بعد دیگرے قبضہ میں لیتے رہے
۳۶۹۲ — شرح : سلمان فارسی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
آزاد کردہ غلام ہیں۔ جب اُن سے ان کے نسب
کے متعلق پوچھا گیا تو جواب دیا میں سلمان بن اسلام ہوں۔ دراصل وہ مجوسی تھے اور حق مذہب کی تلاش
میں گھر سے بھاگ نکلے اور ایک راہب کے پاس چلے گئے پھر اس کی وفات کے بعد دوسرے راہب کے
پاس چلے گئے پھر اس کی وفات کے بعد تیسرے راہب کے پاس چلے گئے اس طرح بکے بعد دیگرے
ان کے مرنے کے بعد مختلف راہبوں کے پاس جاتے رہے۔ ان میں سے آخری راہب نے انہیں
حجاز مقدس جانے کا مشورہ دیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی انہیں خبر دی۔ انہوں نے
عربوں کے قافلہ میں آپ کے حضور جانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے دھوکہ سے انہیں وادی القریٰ میں فروخت
کر دیا۔ پھر انہیں بنی قریظہ کے ایک یہودی نے خرید لیا وہ انہیں مدینہ منورہ لے آیا۔ وہاں کچھ مدت رہے
جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہ آپ کے پاس صدقہ لے کر آئے جسے حضور نے
نہ کھایا۔ پھر مدینہ پیش کیا تو آپ نے قبول کر لیا۔ پھر انہوں نے ختم نبوت دیکھی۔ جب کہ راہب نے انہیں ان
علامتوں سے آگاہ کیا ہوا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے سامنے بٹھایا اور سارا حال
ان سے بیان کیا تو وہ مسلمان ہو گئے اور اکابر صحابہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جناب

۳۶۹۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْبَيْهَقِيُّ قَالَ

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَوْفٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَلْمَانَ يَقُولُ أَنَا مِنْ رَامِهِرْمَزَ

۳۶۹۶ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ حَدَّثَنَا

يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ فَتْرَةُ بَيْنَ عِيسَى وَمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سِتَّمِائَةِ سَنَةٍ

ایک روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شرط پر خریدا کہ انہیں آزاد کر دیں لیکن مشہور یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ اپنے مالک سے عفتہ کتابت کر لو تو انہوں نے اس شرط پر مکاتبت کی کہ اس کے لئے تین سو کھجور کے درخت لگائیں گے اور چالیس اوقیہ سونا ادا کریں گے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے سارے درخت لگائے اور صحابہ سے فرمایا اپنے بھائی سلمان کی مدد کرو انہوں نے اعانت کی اور سارا مال ادا کر دیا۔

جب خندق کھودتے وقت انصار و مہاجرین نے باہم جھگڑا کیا انصار نے کہا سلمان ہم سے ہے مہاجرین نے کہا سلمان ہم سے ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان ہمارے اہل بیت سے ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں عراق کا حاکم مقرر کیا تھا۔ وہ اپنے ہاتھ کے کسب سے کھایا پیا کرتے تھے۔ دو سو پچاس برس بقیہ حیات رہے۔ اس میں سب کا اتفاق ہے۔ کہا گیا ہے کہ ساڑھے تین سو سال زندہ رہے۔ کہا گیا ہے انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وحی پائی ہے۔ ۳۶ ہجری کو مدائن میں فوت ہوئے۔ انا لیلہ وانا الیہ راجعون

حدیث ۲۰۶۸ سے قبل باب حربی کافر سے غلام خریدنا اور اس کا سبہ کرنا اور

آزاد کرنے کی شرح دیکھیں

۳۶۹۵ — ترجمہ : ابو عثمان نے کہا کہ میں نے سلمان فارسی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں رامہر مز کا رہنے والا ہوں۔

ترجمہ : سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت عیسیٰ اور
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہما السلام کے درمیان چھ سو سال

۳۶۹۶

کا زمانہ فترت کا زمانہ ہے۔

شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سلمان فارسی نے
کہا میں اسبہان کے ایک گاؤں جی کار بننے والا ہوں میرا والد جاٹ تھا۔ ان احادیث کا بابک عنوان سے
تعلق اس طرح ہے کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مختلف آقاؤں کے غلام رہے اور اپنے وطن سے ہجرت
کرنے کے بعد مسلمان ہوئے تھے (کرمانی)

فترت کے معنی ہیں انقطاع یعنی وہ مدت جس میں اللہ کی طرف سے کوئی رسول مبعوث نہ ہو۔
لیکن اس زمانہ میں نبی ہو سکتا ہے۔ جو آخری رسول کی شریعت کی تبلیغ کرے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا فترت کے زمانہ میں کئی انبیاء علیہما السلام تشریف لائے ہیں چنانچہ
ان میں سے ایک حنظلہ بن صفوان ہیں جو اصحاب رس کے نبی تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے
کہا وہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ فترت کے زمانہ میں تھے۔ دوسرے خالد بن سنان عیسیٰ ہیں۔

طبرانی نے اپنے اسناد سے ابن عباس سے روایت کی کہ خالد بن سنان کی لڑکی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے اس کے لئے چادر بچھا دی اور فرمایا یہ اس نبی کی بیٹی ہے جسے اس کی
قوم نے ضائع کر دیا تھا۔ عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے مکہ میں زہور فرمایا تو خالد بن سنان کی بیٹی آپ کے پاس آئی جبکہ وہ بہت بوڑھی ہو چکی تھی۔ آپ نے
اسے مرحہ کہا اور فرمایا میرے بھائی کی بیٹی کا آنا مبارک ہو۔ اس کا والد نبی تھا لیکن اس کی قوم نے اسے
ضائع کر دیا۔ تیسرے شعیب بن ذی مہزم ہیں وہ شعیب بن صیفوں کے سوا ہیں۔ سہیلی نے ذکر کیا
وہ معد بن عدنان کے زمانہ میں عربی نبی تھے۔ ابن کثیر نے کہا یہ نیک لوگ تھے نبی نہ تھے کیونکہ صحیح حدیث
ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عیسیٰ بن مریم کے بہت قریب ہوں کیونکہ میرے اور
ان کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ بعض علماء نے کہا ہو سکتا ہے کہ اس حدیث سے مراد یہ ہو کہ سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کی مراد نبی مرسل ہو اور جائز ہے کہ نبی ہو رسول نہ ہو جو آخری رسول کی شریعت کی تبلیغ کرتا ہو۔

الْحَمْدُ عَلَى التَّامِّ وَعَلَى النَّبِيِّ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

علامہ غلام رسول رضوی غفرلہ ۴ ذوالحجہ ۱۴۱۶ھ ۲۳ ستمبر ۱۹۹۶ء بروز جمعرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرس

تَفْہِیْمُ الْبُخَارِی

حصہ نچشم = پارہ : ۱۳ تا ۱۵

| صفحہ | اسماء مضامین و ابواب | صفحہ | اسماء مضامین و ابواب |
|------|---|------|---|
| | کی آمین ایک دوسرے کے موافق پڑھے تو اس کے پچھلے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں | | تیرھواں پارہ |
| ۵۲ | اللہ تعالیٰ کو دیکھنے میں علماء کرام کے خیالات - | ۳ | مخلوق کی ابتداء |
| ۵۵ | ان روایات کا بیان جو جنت کی صفت میں وارد ہیں اور یہ کہ جنت مخلوق ہے - | ۱۱ | باب - سات زمینوں کے متعلق روایات |
| ۷۱ | باب - جنت کے دروازوں کو صفت | ۱۵ | باب - ستاروں کے بارے میں |
| ۷۲ | باب - باب دوزخ کی وصف اور وہ مخلوق ہے - | ۱۶ | باب - چاند اور سورج کی گردش کی حالت کی تفصیل |
| ۸۱ | باب - ابلیس اور اس کے لشکر کی وصف | ۲۳ | باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور وہ وہی ہے جو اپنی رحمت سے پہلے بطور بشارت ہوا میں بھیجا ہے |
| ۱۰۲ | باب - جنات اور ان کو ثواب و عقاب کا ذکر | ۲۴ | باب - فرشتوں کا ذکر |
| | | ۲۷ | معراج کی حدیث |
| | | ۴۵ | باب - جب کوئی تم میں سے آمین کہے حالانکہ آسمان میں فرشتے بھی آمین کہتے ہیں تو جب دونوں |

| صفحہ | اسماء مضامین و ابواب | صفحہ | اسماء مضامین و ابواب |
|------|---|------|--|
| ۱۴۲ | باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد : ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا ۔ | ۱۰۳ | جنات آگ سے پیدا کئے گئے ہیں |
| ۱۵۱ | باب - بے شک ایسا پیغمبروں میں ہے | ۱۰۳ | جن جسم رکھتے ہیں اور ان کی شکلیں مختلف ہیں |
| ۱۵۳ | باب - حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر | ۱۰۳ | جنات کی تین قسمیں ہیں |
| ۱۵۷ | باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد : قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو نبی بھیجا | ۱۰۴ | جنات کے اقسام |
| ۱۵۹ | باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد قوم عاد کو تو بہت تیز اور سخت ہوا سے ہلاک کر دیا گیا | ۱۰۴ | جن کھاتے پیتے ہیں اور نکاح وغیرہ کرتے ہیں |
| ۱۶۳ | باب - یاجوج و ماجوج کا بیان | ۱۰۵ | کیا جنات عبادت میں مکلف ہیں ؟ |
| ۱۶۵ | باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اصفیوں نے کہا اے ذوالقرنین یاجوج و ماجوج زمین میں فساد کرتے ہیں | ۱۰۵ | کیا جنات میں سے کوئی نبی و رسول ہوا ہے ؟ |
| ۱۷۲ | باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا ۔ | ۱۰۶ | کیا جنات میں مختلف فرقے ہیں ؟ |
| ۱۸۶ | باب - یزفون یعنی رقتار میں تیزی کرنا | ۱۰۶ | امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے درمیان مناظرہ |
| ۲۰۸ | باب - اللہ تعالیٰ کا فرمان ان سے ابراہیم کے مہانوں کا واقعہ بیان کریں جب کہ وہ ابراہیم کے پاس آئے ۔ | ۱۰۸ | باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد جب ہم نے تیری طرف جنوں کا گروہ پھیر دیا ۔ |
| ۲۱۳ | باب - اللہ تعالیٰ کا فرمان قرآن مجید میں اسماعیل کا ذکر پڑھو وہ وعدہ کے سچے تھے | ۱۰۹ | اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور اللہ نے زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلادیئے ۔ |
| ۲۱۵ | باب - اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کا قصہ | ۱۱۱ | باب - مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہیں جن کو لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلا جائے گا |
| ۲۱۶ | باب - کیا تم یعقوب کی وفات کے وقت حاضر تھے ؟ جبکہ اُس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا ۔ | ۱۱۹ | باب - پانچ مودی جانوروں کو حرم میں قتل کر دیا جائے ۔ |
| ۲۱۷ | باب - اور لوط کو جب اُس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم بے حیائی پر آتے ہو ۔ | ۱۲۳ | باب - جب تمہارے مشروب میں مکھی گر پڑے تو اسے اسی میں ڈبو دے کیونکہ اس کے لپک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہوتی ہے ۔ |
| ۲۱۸ | باب - لوط علیہ السلام کے پاس فرشتے آئے | ۱۲۷ | باب - حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی پیدائش |
| | | ۱۴۱ | باب - تمام روہیں مجتمع شکر تھیں |

کتاب الانبیاء علیہم السلام

| صفحہ | اسماء مضامین و ابواب | صفحہ | اسماء مضامین و ابواب |
|------|---|------|--|
| ۲۶۰ | باب - جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو! | ۲۱۸ | تو انہوں نے کہا تم اجنبی لوگ ہو |
| ۲۶۲ | باب - حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات اور اس کے بعد کا واقعہ | ۲۲۰ | باب - اللہ کا فرمان ہم نے تمہارے طرف ان کے بھائی صالح کو رسول بھیجا۔ حجروالوں نے جھٹلادیا۔ |
| ۲۶۶ | باب - اللہ تعالیٰ کا فرمان اللہ مثال بیان فرماتا ہے۔ | ۲۲۲ | باب - کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب علیہ السلام نے وفات پائی۔ |
| ۲۶۸ | باب - قارون موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے تھا۔ | ۲۲۵ | باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد یوسف اور ان کے بھائیوں کے بارے میں پوچھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ |
| ۲۷۰ | باب - اللہ تعالیٰ کا فرمان بے شک یونس علیہ السلام رسولوں میں سے ہیں۔ | ۲۳۲ | باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور ایوب جب کہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچ رہی ہے اور تو رحم الراحمین ہے |
| ۲۷۵ | باب - اور ان سے اس بستی کا حال پوچھیں جو دریا کے کنارے تھی۔ | ۲۳۲ | باب - اللہ تعالیٰ کا فرمان اور کتاب میں موسیٰ کو یاد کرو۔ |
| ۲۷۶ | باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہم نے داؤد علیہ السلام کو زبور عنایت کی۔ | ۲۳۶ | باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور کچھ تمہیں موسیٰ کی خبر آئی ہے۔ جب اُس نے ایک آگ دیکھی۔ |
| ۲۸۰ | باب - اللہ تعالیٰ کو سب سے محبوب نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور سب سے محبوب روزہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔ | ۲۴۰ | باب - فرعون کے خاندان میں سے ایک مرد مومن نے کہا جس نے ایمان چھپایا ہوا تھا۔ |
| ۲۸۱ | باب - اور ہمارے بندے داؤد صاحب قوت کو یاد کرو بے شک وہ بڑا رجوع کرنیوالا ہے | ۲۴۵ | باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور ہم نے تیس رات کا وعدہ کیا اور ہم نے انہیں دس رات کا اضافہ کر کے پورا کیا تو ان کے رب کا وقت چالیس راتیں پوری ہو گئیں۔ |
| ۲۸۵ | باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہم نے داؤد علیہ السلام کو سلیمان عنایت کیا | ۲۴۸ | باب - سیلاب سے طوفان ہے۔ |
| ۲۹۳ | باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور یقیناً ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی کہ اللہ کا شکر ادا کرے | ۲۴۸ | باب - خضر اور موسیٰ علیہ السلام کی حدیث۔ |
| ۲۹۴ | باب - ان کے لئے قریب والوں کی مثال بیان کریں جب ان کے پاس رسول پہنچے۔ | ۲۵۹ | باب - وہ اپنے بتوں کے پاس ڈیرہ ڈالے |
| ۲۹۵ | باب - اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ مذکور ہے تیرے | | میں سے۔ |

| صفحہ | اسماء مضامین و ابواب | صفحہ | اسماء مضامین و ابواب |
|------|---|------|---|
| ۳۸۱ | باب - قرآن مجید قریش کی زبان میں نازل ہوا۔ | | رب کی اس رحمت کا جو اُس نے اپنے بندے فرمایا ہے۔ |
| ۳۸۲ | باب - اہل یمن کی نسبت حضرت اسماعیل کی طرف | | |
| ۳۸۶ | باب - اہل یمن، غفار، مزینہ، جحینہ اور شمع کا ذکر | ۲۹۸ | باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد کتاب میں مریم کا ذکر کریں |
| ۳۹۰ | باب - ذکر قحطان | | |
| ۳۹۱ | باب - جاہلیت کی پکار ممنوع ہے۔ | ۳۰۰ | باب - جب فرشتوں نے کہا بے شک اللہ نے تجھے چن لیا اور خوب ستھرا کیا |
| ۳۹۳ | باب - خزاعہ کا واقعہ | | |
| ۳۹۵ | باب - آب زمزم کا واقعہ | ۳۰۳ | باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد اے اہل کتاب تم اپنے دین میں غلو نہ کرو۔ |
| | اس حدیث میں حضرت ابوذر کے اسلام لانے کا واقعہ مذکور ہے۔ | ۳۰۶ | باب - اور کتاب میں مریم کا ذکر کریں جب وہ اپنے گھر والوں سے علیحدہ ہو گئی۔ |
| ۳۹۵ | باب - عربوں کی جہالت جس نے اپنے آپ کو اسلام یا زمانہ جاہلیت میں اپنے باپ دادا کی طرف منسوب کیا۔ | ۳۲۱ | باب - حضرت ابن مریم علیہا السلام کا آسمان سے نزول |
| ۴۰۳ | باب - قوم کا بھانجا اور مولیٰ انہی میں شمار ہوتا ہے۔ | ۳۲۵ | باب - بنی اسرائیل کے واقعات کا ذکر |
| ۴۰۴ | باب - حبشیوں کا قصہ | ۳۳۵ | بنی اسرائیل کے کوڑھے، اندھے اور گنجنے کے متعلق حدیث |
| ۴۰۵ | باب - جس نے یہ پسند کیا کہ اس کے نسب کو گالی نہ دی جائے | ۳۳۸ | باب - کیا تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کی کھوہ اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے |
| ۴۰۶ | باب - بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچنے والے کے متعلق روایات۔ | | |
| ۴۰۹ | باب - خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم | | |
| ۴۱۱ | باب - بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات | | |
| ۴۱۲ | باب - سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت | ۳۴۰ | باب - حدیث غار |
| ۴۱۵ | باب - بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر موت | ۳۴۵ | کتاب المناقب |
| ۴۱۷ | باب - جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف طیبہ | ۳۷۴ | باب - مناقب قریش |

| صفحہ | اسماء مضامین و ابواب | صفحہ | اسماء مضامین و ابواب |
|------|---|------|---|
| ۴۰۴ | حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ | ۴۳۷ | باب - بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ سوتی |
| ۴۰۵ | حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا سبب | | مٹی دل نہیں سوتا تھا - |
| ۴۰۶ | حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت | ۴۴۲ | باب - اسلام میں علامات نبوت |
| ۴۰۷ | ابو عمر و عثمان بن عفان قرشی کے مناقب | ۵۰۱ | مسئلہ کذاب اور اسود عقی |
| ۴۱۷ | حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کا واقعہ | ۵۱۸ | باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد وہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم |
| | اور ان کی بیعت پر اتفاق اس میں حضرت | | کو ایسا پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو |
| | عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بھی ذکر ہے | | پہچانتے ہیں - |
| ۴۳۱ | امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فراست | ۵۲۱ | باب - مشرکوں کا سوال کرنا کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم |
| ۴۳۱ | امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وصیت | | انہیں معجزہ دکھائیں تو آپ نے انہیں شقِ قمر |
| ۴۳۲ | حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت | | معجزہ دکھایا |
| ۴۳۲ | امیر المؤمنین ابوالحسن علی بن ابی طالب قرشی ہاشمی | ۵۳۲ | باب - سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ |
| | رضی اللہ عنہ | | کے فضائل |
| ۴۳۵ | ابو حسن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ | ۵۳۶ | باب - مہاجرین کے مناقب اور محاسن اور |
| ۴۳۸ | حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عجیب و غریب فیصلہ | | ان کی فضیلت - |
| ۴۳۹ | امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بعض صفات | ۵۳۷ | حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ |
| ۴۴۰ | حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت | ۵۴۶ | باب - بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ابوبکر کے |
| ۴۴۱ | امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے | | دروازے کے بغیر سب دروازے بند کر دو! |
| | کی سازش - | | باب - سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد |
| ۴۴۲ | عبدالرحمن ابن ملجم کی گرفتاری اور اس کے | ۵۵۰ | ابوبکر صدیق کی فضیلت |
| | متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد | | باب - سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اگر |
| ۴۵۲ | حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ | ۵۵۱ | میں کسی کو خلیفہ بناتا |
| ۴۵۶ | حضرت عباس بن عبدالمطلب کا ذکر | ۵۶۷ | حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کا واقعہ |
| ۴۶۰ | جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی لوگوں | ۵۸۵ | حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات |
| | کے محاسن | ۵۸۶ | حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ |
| ۴۶۴ | حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ | ۵۸۷ | سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کے لئے دعا فرمانا |

| صفحہ | اسماء مضامین و ابواب | صفحہ | اسماء مضامین و ابواب |
|------|---|------|---|
| ۷۲۷ | حضرت خالد بن ولید کی بعض کرامات | ۷۲۷ | حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی وفات |
| ۷۲۷ | حضرت عمر فاروق نے حضرت خالد بن ولید کو کیوں معزول کیا | ۷۷۱ | حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ |
| ۷۲۹ | حضرت سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ | ۷۷۳ | حضرت طلحہ بن عبید اللہ کی وفات |
| ۷۳۱ | حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ | ۷۷۵ | حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ |
| ۷۳۲ | حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ | ۷۷۷ | حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات |
| ۷۳۴ | حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ | ۷۸۰ | باب - سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامادی قرابت داری کا ذکر |
| ۷۳۹ | سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا | ۷۸۳ | ابو العاص رضی اللہ عنہ کی وفات |
| ۷۴۱ | سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ | ۷۸۴ | حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ |
| ۷۴۳ | ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا | ۷۸۸ | حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ |
| | پندرھواں پارہ | ۷۹۳ | ام ایمن رضی اللہ عنہا |
| ۷۵۰ | باب مناقب الانصار | ۷۹۴ | ام ایمن رضی اللہ عنہا کا بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پینا |
| ۷۵۲ | باب بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ہوتا۔ | ۷۹۵ | حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما |
| ۷۵۵ | باب - سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کرنا۔ | ۷۹۶ | حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی وفات |
| ۷۵۹ | باب - انصار کی محبت | ۷۹۹ | حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ |
| ۷۶۰ | باب - سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار سے فرمانا تم مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔ | ۸۰۰ | حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما |
| ۷۶۱ | باب - انصار کے تالعدار | ۸۰۴ | حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما |
| ۷۶۳ | باب - انصار کے گھروں کی فضیلت | ۸۰۶ | حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہما |
| | | ۸۰۷ | شہزادہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم امام حسن امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات |
| | | ۸۱۰ | شہزادہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم امام حسین رضی اللہ عنہ |
| | | ۸۱۲ | حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ |
| | | ۸۲۰ | حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما |
| | | ۸۲۲ | حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ |
| | | ۸۲۵ | |

| صفحہ | اسماء مضامین و ابواب | صفحہ | اسماء مضامین و ابواب |
|------|--|------|---|
| ۸۰۵ | باب - حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ | ۷۶۶ | باب - بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار سے ارشاد : صبر کرو حتیٰ کہ مجھ سے عرض پر ملاقات ہو |
| ۸۰۶ | باب - بند بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ | ۷۶۷ | باب - بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار اور مہاجرین کے لئے دعاء فرمانا اے اللہ انصار اور مہاجرین کی اصلاح فرما |
| ۸۰۷ | باب - زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کا واقعہ | ۷۶۸ | باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود حاجتمند ہوں |
| ۸۱۳ | باب - کعبہ کی تعمیر | ۷۶۹ | باب - بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نیک انصار کی نیکیاں قبول کرو اور ان کے خطاکاروں سے درگزر کرو۔ |
| ۸۱۵ | باب - جاہلیت کا زمانہ | ۷۷۰ | باب - حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ |
| ۸۱۷ | باب - حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہما | ۷۷۱ | باب - مناقب بن اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما |
| ۸۱۸ | باب - جاہلیت کے زمانہ میں قسامت | ۷۸۱ | باب - حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ |
| ۸۲۰ | باب - بند کے زنا کا واقعہ | ۷۸۲ | باب - سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما |
| ۸۲۱ | حضرت عمرو بن مسمون رضی اللہ عنہما | ۷۸۳ | باب - حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ |
| ۸۲۲ | باب - سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری۔ | ۷۸۴ | باب - حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ |
| ۸۲۳ | سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ۔ | ۷۸۵ | باب - مناقب حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ |
| ۸۲۴ | سید کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہما۔ | ۷۹۱ | باب - حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ |
| ۸۲۵ | سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے جد امجد ہاشم ہیں۔ | ۷۹۲ | باب - بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خدیجہ سے نکاح کرنا اور ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت |
| ۸۲۶ | سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے جد امجد عبد مناف ہیں۔ | ۸۰۳ | باب - حضرت جریر بن عبد اللہ بکلی رضی اللہ عنہ |
| ۸۲۷ | سرور کائنات کے چوتھے جد امجد قصی ہیں۔ | | |
| ۸۲۸ | سید کون و مکان کے پانچویں جد امجد طالب ہیں۔ | | |
| ۸۲۹ | سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چھٹیوں جد امجد مہر ہیں۔ | | |

| صفحہ | اسماء مضامین و ابواب | صفحہ | اسماء مضامین و ابواب |
|------|--|------|---|
| ۸۴۱ | سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے بیویوں | ۸۳۷ | سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتویں |
| | جدا امجد عدنان ہیں | | جدا امجد کعب ہیں - |
| ۸۴۲ | باب - سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ | ۸۳۷ | سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھویں |
| | کے صحابہ کرام کو مکہ مکرمہ میں جو مشرکوں | | جدا امجد لڑی ہیں - |
| | کے مہتوں تکالیف پہنچیں | ۸۳۷ | سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نویں |
| ۸۴۹ | حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا | | جدا امجد غالب ہیں - |
| | مسلمان ہونا | ۸۳۷ | سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دسویں |
| | باب - حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ | | جدا امجد فھر ہیں - |
| ۸۵۱ | کا اسلام قبول کرنا | ۸۳۸ | سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارھویں |
| ۸۵۲ | باب - جنوں کا ذکر | | جدا امجد مالک میں |
| ۸۵۵ | باب - حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا | ۸۳۸ | سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارھویں |
| | اسلام قبول کرنا | | جدا امجد نصر ہیں - |
| ۸۵۸ | حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا | | سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرھویں |
| ۸۶۰ | حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا | | جدا امجد کنا نہ ہیں - |
| ۸۶۵ | حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول | ۸۳۸ | سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چودھویں |
| | کرنے کا واقعہ | | جدا امجد خذیمہ میں |
| ۸۶۶ | حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اپنے اسلام | ۸۳۹ | سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پندرھویں |
| | کا اعلان کرنا | ۸۳۹ | جدا امجد مدر کہ ہیں |
| ۸۶۸ | باب - چاند کا شق ہو جانا | ۸۳۹ | سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سولھویں |
| ۸۷۹ | باب - نجاشی کی موت | | جدا امجد الیاس ہیں - |
| ۸۸۱ | باب - بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر | ۸۴۰ | سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سترھویں |
| | مشرکوں کا آپس میں قسمیں کھانا | | جدا امجد مضر ہیں |
| ۸۸۲ | باب - ابوطالب کا واقعہ | ۸۴۰ | سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹھارویں |
| ۸۸۵ | باب - سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی | | جدا امجد نزار ہیں |
| | آسمانی سیر کی حدیث | ۸۴۰ | سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے انیسویں |
| | | | جدا امجد معد ہیں |

| صفحہ | اسماء مضامین و ابواب | صفحہ | اسماء مضامین و ابواب |
|------|---|------|---|
| ۹۶۰ | تاریخ کی ابتداء | ۸۸۶ | اسراء اور شب معراج |
| ۹۶۲ | باب - بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد : اے اللہ میرے صحابہ کی ہجرت قبول کر اور جو لوگ مکہ مکرمہ میں فوت ہو گئے ان کے لئے افسوس کرنا | ۸۸۶ | قریش کا معراج کے واقعہ کو جھٹلانا |
| ۹۶۴ | باب - بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مہجانی چارہ کس طرح قائم کیا | ۸۸۸ | مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تشریف لے جانے میں حکمت |
| ۹۶۹ | باب - جب بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کا آپ کے پاس آنا | ۸۸۹ | باب : معراج کا واقعہ |
| ۹۷۲ | باب - حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا | ۹۰۱ | باب : انصار کے وفد کا مکہ مکرمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانا اور بیعت عقبہ کا بیان |
| | | ۹۰۶ | باب - بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنا اور آپ کا مدینہ منورہ میں تشریف لانا اور عائشہ کی رخصتی |
| | | ۹۴۸ | باب - بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا |
| | | ۹۴۸ | باب - بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کا مدینہ منورہ میں تشریف لانا |
| | | ۹۵۹ | باب - حج ادا کرنے کے بعد مہاجر کا مکہ مکرمہ میں اقامت کرنا |

تفہیم البخاری

حصہ ششم (۶)

تالیف : شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

صحیح بخاری کی اُردو شرح اپنی مثال خود
ہے اس کے پہلے پانچ حصے منصہ شہود ہیں آچکے ہیں
حصہ ششم زیر طباعت ہے۔ عنقریب انشاء العزیز
بخاری شریف کی مکمل اُردو شرح تدریجاً قارئین کرام
کی زینت مطالعہ ہوگی! آپ کی دعاؤں سے یہ دینی فریضہ
پایہ تکمیل تک پہنچ سکتا ہے
وکان سعياً کم ميثاوداً

